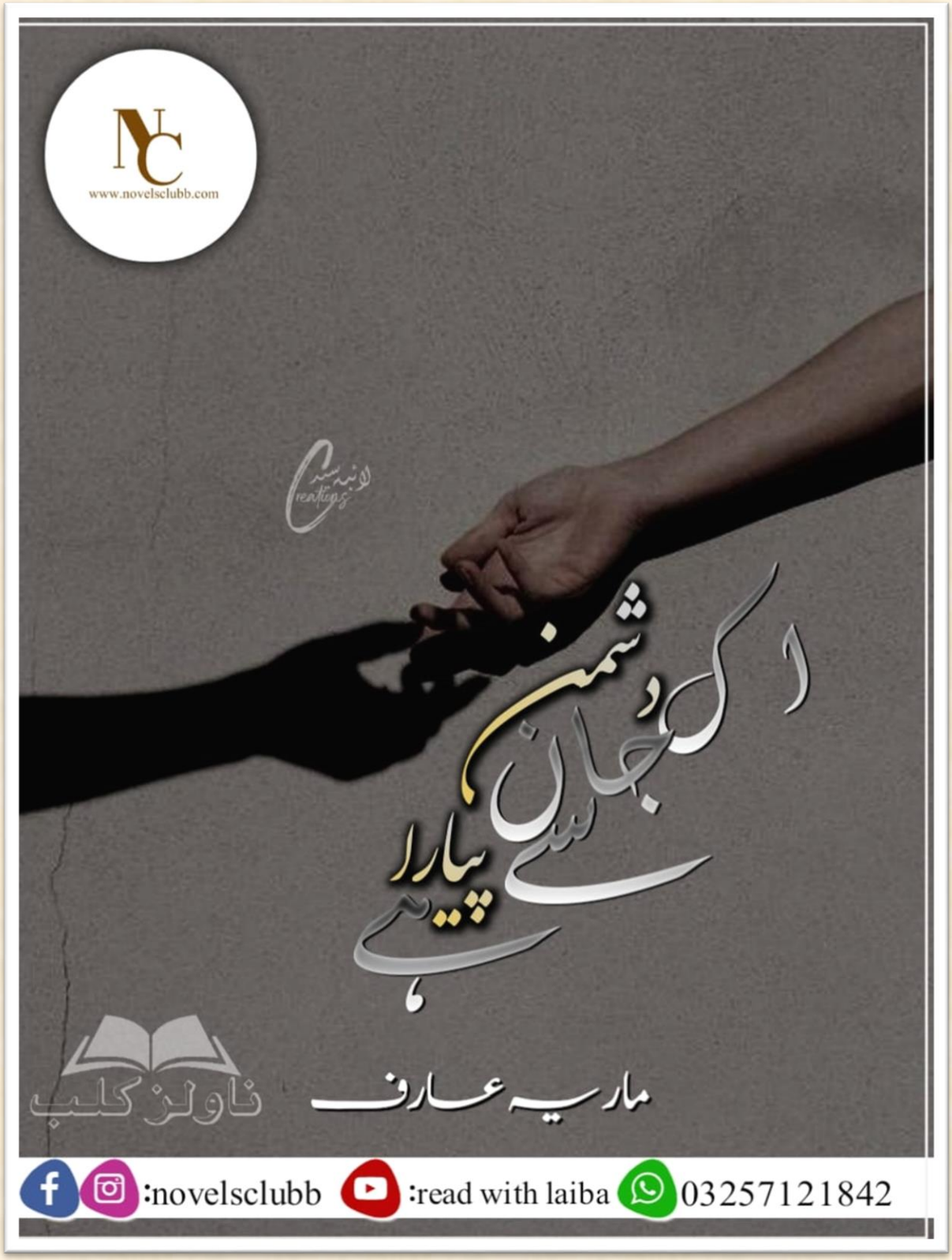
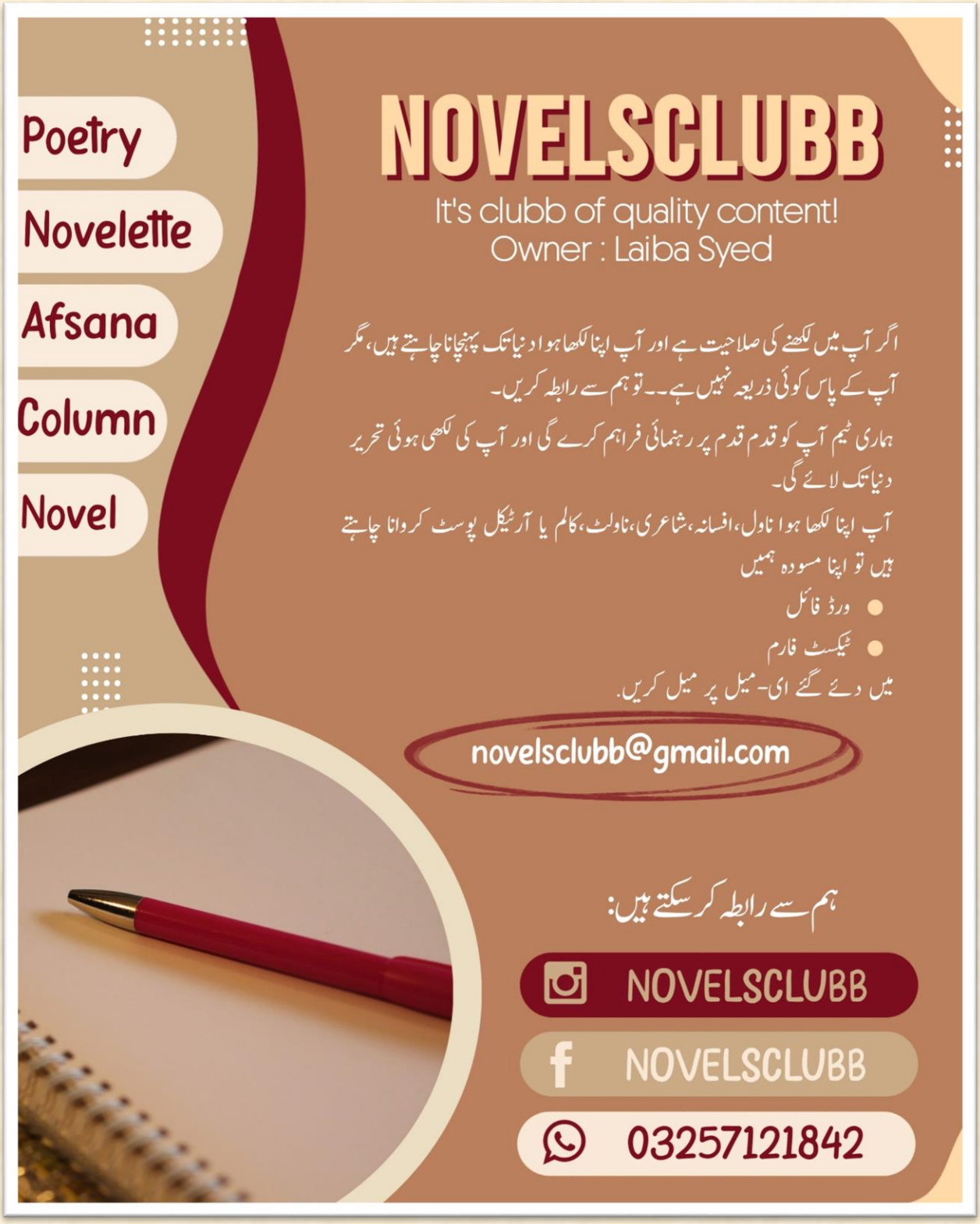

www.novelsclubb.com
اک دشمن جان سے پیارا ہے
ماریہ عارف
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842


Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

اک دشمن جان سے پیارا ہے

از قلم

ماریہ عارف

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسلام علیکم!

میں حاضر ہوں اپنے نئے ناول کے ساتھ اور مجھے امید ہے کہ آپ کو یہ ناول بہت پسند آئے گا۔ میں نے اپنی ادنی سی کوشش کی ہے۔ باقی آپ ہر منحصر ہے۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد اپنی قیمتی رائے کا اظہار مجھے انسٹاگرام پر کر سکتے ہیں۔

Insta ID: mariaarifofficial_writer

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات پورے مری کو اپنی سرد کالی چادر میں لپیٹ چکی تھی۔ فروری کا مہینہ چل رہا تھا لیکن اس مہینے میں بھی مری میں بے تحاشا سردی تھی۔ آج تو برف باری بھی ہو رہی تھی۔ ایسے میں وہاں ایک چھوٹے مگر خوبصورت سے گھر کے اندر جاؤ تو وہاں چھوٹے سے لاونج میں ایک لڑکی صوفے پر بیٹھی اپنے کسی کام میں مصروف تھی۔ اس کے بالکل سامنے ایک کمرہ تھا، جہاں بیڈ پر ایک عورت سوئی ہوئی تھی، جس کی عمر لگ بھگ پچاس سال ہو گی۔ دفعتاً کوئی اس کے روم میں آیا۔ خاموشی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے کم بوڑھے ہاتھوں سے زیادہ بوڑھے ہاتھوں کو تھاما۔ انہیں اپنے لبوں کے قریب لے گیا اور ان پر بوسہ کیا۔ تبھی اس عورت کی آنکھیں کھلیں اور کمرہ خالی۔ وہ بمشکل کراٹھ کر بیٹھی تھیں۔

"آہ۔ میرے جگر کا ٹکڑا۔ کہاں چلے گئے ہو تم۔ واپس آجاؤ۔" وہ بمشکل بول پائی تھیں۔

"واپس آجاؤ۔ کیوں چلے جاتے ہو تم؟"اب کہ وہ چلائیں تھیں۔"دیکھو، تمہاری ماں تمہارے انتظار میں دیوانی ہو گئی ہے۔ واپس آجاؤ۔"اب وہ خوش و حواس سے بیگانہ ہو کر چلا رہیں تھیں۔ تبھی وہ لڑکی بھاگتی ہوئی اندر آئی۔

"ماں۔"وہ دروازے پر رک گئی۔ دکھ سے اپنی ماں کو دیکھا۔ وہ پچھلے کئی سالوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"بھائی مر چکے ہیں ماں۔ انہیں مت پکارا کریں۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"وہ زخمی سا بولی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر وہ مر گیا ہے تو مجھے کیوں نظر آتا ہے۔"انہوں نے تڑپتے دل کے ساتھ استفسار کیا تھا۔ وہ لڑکی چپ رہی۔

"یہ آپ کا وہم ہے اور کچھ بھی نہیں۔"وہ محض یہ کہہ پائی تھی۔

"نہیں، یہ وہم نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے وہ دنیا سے تھک کر عمر کے کسی حصے میں میرے پاس واپس لوٹ آئے گا۔ لیکن تب تک وہ عمر کے اس حصے میں ہو گا جس میں میں ہوں۔ اور

میری عمر.... موت کے قریب ہو گی۔"وہ گہری سنجیدگی سے بولی تھیں۔اس لڑکی نے دکھ سے سر نفی میں ہلایا اور واپس پلٹ گئی۔

"میں جانتی ہوں،وہ واپس ضرور آئے گا۔" کہتے ہوئے وہ پر سکون سی پیچھے سر ٹکا گئیں۔

وہ لڑکی ابھی باہر واپس آ کر صوفے پر بیٹھی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔

"رات کے گیارہ بجے کون ہو سکتا ہے۔"وہ متعجب سی دروازے کے پاس آئی۔سوراخ سے باہر کھڑے نفوس کو دیکھا۔وہ دھنگ رہ گئی تھی۔

oooooooooooooooooooooooooooooo

یہ گجرات کے ایک چھوٹے سے گاؤں کا منظر ہے،جو اس وقت طوفانی بارش کی زد میں آیا ہوا تھا۔یہ ایک طوفانی رات تھی،جس نے پورے گاؤں کو خوف کی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ آسمان پر بجلی کی زوردار چمک کے ساتھ ہی بادل گرجتے تھے اور ایسے گرجتے تھے کہ خدا کی پناہ۔وہاں بہت سارے گھر ایک ساتھ بنے ہوئے تھے۔جن کے سامنے تنگ گلیاں تھیں۔

بارش وہاں بھی برس رہی تھی۔ایسے میں وہاں سے ایک نوجوان لڑکی بڑے سے دوپٹے کے ساتھ اپنا چہرہ چھپائے تقریباً بھاگتے ہوئے جا رہی تھی۔ایسے لگتا تھا جیسے وہ کسی سے بھاگ رہی ہے۔وہ اک نظر پیچھے مڑ کر دیکھ لیتی اور پھر بھاگنے لگتی۔سامنے ایک موڑ تھا۔ اسے وہاں سے مڑنا تھا۔وہاں سے مڑتے وقت اس نے جیسے ہی پیچھے دیکھا،کچھ بہت زور سے اس کے سر پر آ کر لگا تھا۔وہ کمر کے بل نیچے گری تھی۔اور اتنا زور کے گری تھی کہ اسے لگا وہ اب کبھی اٹھ نہیں پائے گی۔اس کا سر پیچھے کسی گھر کے زینے پر بڑی زور سے پٹخا تھا۔سر کے آگے پیچھے دونوں طرف سے خون بہنے لگا تھا۔گلی میں خون اور بارش کا پانی دونوں مکس ہو گئے تھے۔خون کی ایک لائن متاثرہ کے سر سے نکل کر اس طرف جا رہی تھی،جہاں ایک خونی ہتھوڑا پڑا ہوا تھا۔اچانک،سائے سے ایک شکل ابھری،اس نے برساتی کوٹ پہنا ہوا تھا۔اس کا چہرہ بھی اس کے ساتھ ہی کور تھا۔لیکن اس کی سیاہ آنکھیں شکار پر جمی ہوئی تھیں۔ایک لمحے کے لیے وہ وہیں کھڑا رہا،بے حرکت۔

"اب تم مجھے کبھی دھوکہ نہیں دے سکو گی۔" پھر وہ مڑ کر ان گلیوں میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔

وہ وجود بھی اب ساکت ہو گیا تھا۔ آخری سانس بھی اب رک گئی تھی۔ کہیں بہت نزدیک ایک دفعہ بادل بڑی شور سے گرجا تھا۔ خوفناک بادل۔

oooooooooooooooooooooo

جو بارش گجرات میں برس رہی تھی، وہی بارش سیالکوٹ میں بھی برس رہی تھی۔ شاید یہ پورے پنجاب میں برس رہی تھی۔

یہ رات کے نو بجے کی بات ہے۔ وہ دونوں صوفے پر آلتی پالتی مارے، سامنے لیپ ٹاپ کھولے بیٹھے تھے۔ دونوں کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ آج ان دونوں کے فورتھ سمسٹر کے فائنل ٹرم کا رزلٹ آنا تھا۔ برہان کو تو یقین تھا کہ وہ پاس ہو جائے گا، لیکن آیت.....

وہ پڑھائی میں اتنی اچھی نہیں تھی۔ لیکن اس دفعہ اس نے برہان کے ساتھ شرط لگائی تھی کہ وہ اس سے زیادہ نمبر لے گی۔ اس کے لیے اس نے دن رات محنت کی تھی۔ اس وقت وہ

نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔ شولڈر کٹ بال اور گہری نیلی آنکھیں، مغرور ناک اور سفید رنگت۔ بلاشبہ اس پر حسن مکمل تھا۔ اس کی تھوڑی کے نیچے ایک تل تھا جو اس کے حسن کو چار چاند لگاتا تھا۔ اس کے برعکس برہان تھا۔ اس کی پھوپھو کا بیٹا۔ سفید شرٹ اور نیلی جینز کے اوپر لیدر کی جیکٹ پہنے، سنہری آنکھیں، بکھرے بال اور ہلکی بڑھی شیو اس کی سفید رنگت پر جچ رہی تھی۔ ان دونوں کی عمر بیس سال تھی۔ برہان آیت سے دو ماہ ہی بڑا تھا۔

اس وقت وہ دونوں اک دوسرے سے بے نیاز منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے جب اسکرین پر آیت وجدان کا رزلٹ نظر آیا۔ اس نے آنکھیں زور سے بند کر لیں، جبکہ برہان کی آنکھیں اسکرین پر جم گئیں تھیں۔

"3.75 جی پی اے۔" وہ ہولے سے منمنایا۔ آیت نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ اس نے حیرت سے برہان کے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ جھپٹا۔ کبھی بھی اس کا جی پی اے تین سے اوپر نہیں گیا تھا لیکن آج تو چار کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ خوشی سے اچھلنا چاہتی تھی لیکن فی الحال خود پر ضبط کیے بیٹھی رہی۔ ابھی برہان کا رزلٹ دیکھنا باقی تھا۔ وہ ابھی جشن نہیں منا

سکتی تھی۔ خود پر ضبط کیے وہ لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہی تھی۔ اب برہان خاموش تھا۔ نا جانے کیوں اس کا دل چاہا کہ اس کا جی پی اے آیت سے کم ہو۔ اس کی آنکھیں اسکرین پر جمی ہوئیں تھیں۔ سامنے برہان شیرازی کے نام کا رزلٹ کھل گیا تھا۔ آیت کی آنکھیں مارے ضبط کے سرخ ہو گئیں تھیں، جبکہ برہان بغیر کسی جرم کے خود کو مجرم سمجھنے لگا۔ کیونکہ اس کا جی پی اے چار تھا۔

وہ زور سے لیپ ٹاپ بند کرتی صوفے سے نیچے اتر آئی۔ دروازے کے پاس جا کر انگلی سے باہر کی جانب اشارہ کیا۔ جس کا مطلب تھا کہ باہر جاؤ۔ یعنی وہ برہان کو جانے کا کہہ رہی تھی۔ وہ صوفے سے اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔

"آیت۔"

"باہر جاؤ۔"

"آیت میرا قصور.....۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پلیز برہان۔ جاؤ یہاں سے۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ ایسا کہہ دوں جو.....۔"اس سے پہلے کہ اس کا جملہ مکمل ہوتا، برہان سر جھکائے باہر نکل آیا۔ پیچھے دروازہ زور سے بند ہوا تھا۔ اس نے رک کر بند دروازے کو دیکھا۔ دروازہ اتنی زور سے بند ہوا تھا کہ ساتھ والے کمرے سے گلفام دروازہ کھول کر باہر آیا۔

"یہ غصے کی دکان کو اب کیا ہوا ہے؟ اتنی زور سے بم کیوں گرایا اس نے؟"اس نے دروازے کی جانب اشارہ کرتے برہان سے پوچھا۔ اس نے کندھے اچکا دیئے۔

"وہی، جو ہر دو ماہ بعد ہوتا ہے۔" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ گلفام نے اک نظر برہان کو جاتے ہوئے دیکھا اور پھر آیت کے کمرے کے بند دروازے کو۔ پھر کندھے اچکاتا اپنے روم میں چلا گیا۔ یہ ان دونوں کا روز کا تھا۔

گلفام شاہ، آیت وجدان کا بھائی تھا جو اس سے چھ سال بڑا تھا۔

oooooooooooooooooo

وہ اپنے کپڑے بدل چکا تھا جب میمونہ اس کے روم میں واپس آئی۔ ساڑھے گیارہ بج ہو چکے تھے۔ لیکن وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔

"کس کا قتل کر کے آئے ہو؟" بیڈ پر بیٹھے نفوس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ سوالیہ نظریں۔

"ایک بھائی مر گیا اور دوسرا قاتل اور چور بن گیا۔ شاید میری قسمت ان لڑکیوں جیسی بالکل بھی نہیں جن کے بھائی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان کے لاڈ اٹھاتے ہیں۔ ان سے پیار کرتے ہیں۔" وہ دکھ سے کہتی بیڈ کے دوسرے کونے پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم اپنی یہ ایموشنل سپیچ لے کر میرے کمرے سے باہر جاؤ، اور جاتے ہوئے لائٹ آف کر کے جانا۔" یاسر نے لاپرواہی سے کہتے اپنے اوپر رضائی تان لی۔ میمونہ نے سخت چتونوں سے اسے دیکھا اور اس کے پاس چلی آئی۔ کھینچ کر رضائی ہٹائی۔

"کیا تکلیف ہے؟" وہ سخت بیزار ہوا تھا۔

"تمہاری شرٹ پر خون تھا۔ میں نے پوچھا ہے، کس کا قتل کر کے آئے ہو؟" وہ تقریباً چیخ کر بولی۔ اونچا نہیں بول سکتی تھی۔ ورنہ ماں سن لیتی۔ یاسر نے چند لمحے اسے دیکھا۔

"گیارہ سال کے لڑکے کا۔"اس نے یوں بتایا جیسے کوئی بات ہی نا ہو جبکہ میمونہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی۔

"گ..... گیارہ سال کا بچہ۔یاسر۔تم ہوش میں تو ہو۔ایک چھوٹے سے بچے سے کیا دشمنی تھی تمہاری؟"اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

"یا اللہ میں کن قاتلوں کے گھر میں پیدا ہو گئی ہوئی۔پہلے باپ قاتل تھا،پھر بڑا بھائی اور اب چھوٹا بھائی۔"وہ دکھ سے زمین پر ہی بیٹھ گئی تھی۔

"بھائی نے بس ایک ہی قتل کیا تھا۔"اس نے کمزور سی صفائی دی۔

"اور پھر اس کے بعد خود مر گیا۔"وہ طنزیہ بولی۔

"مرا نہیں ہے وہ۔"

"کئی سالوں سے اسے کسی نے دیکھا بھی تو نہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھا نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مر گیا۔"یاسر بھی یقیناً اپنی ماں کی طرح اپنے بھائی کی موت کو نہیں مانتا تھا۔

"اس لڑکے کو کیوں مارا؟"

وہ شاید اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس لیے سوال بدل دیا۔

"میں چوری کرنے گیا تھا ان کے گھر۔"

"اور قتل کر کے آ گئے؟"

"جانتی ہو اس بد لحاظ لڑکے نے کیا کہا تھا۔اس نے ایسا کیا کہا کہ میں نے اسے مار دیا۔"

"کیا کہا تھا؟"

"اس نے کہا کہ.....جب وہ بڑا ہو جائے گا۔ تو وہ بھی چوریاں کرے گا۔اور سب سے پہلی چوری وہ میرے گھر کرے گا۔"اس کی بات پر میمونہ سر نیچے کیے ہنس دی۔

"ہنسو نہیں۔ آگے بھی سنو،اس نے کیا کہا تھا۔"

"کیا؟"

"چوری کرنے کے بہانے وہ میری بہن یا بیٹی کو اٹھا کر لے جائے گا یا کچھ ایسا کرے گا جس سے میری عزت....."وہ رک گیا۔ میمونہ سانس روکے اسے دیکھتی رہی۔

"میں نے اسے بات پوری نہیں کرنے دی۔ میں نے اس کی شہہ رگ پر اپنا چاقو دے مارا۔" میمونہ نے خوف اپنی آنکھیں بند کی۔

"چپ کر جاؤ یاسر۔ خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ۔"

"وہ دوسرا سانس نہیں لے سکا۔ اس کی ماں بے یقینی سے یہ سارا منظر دیکھتی رہی۔"وہ چپ نہیں ہوا۔ اس نے میمونہ کی بات سنی ہی نہیں۔"میں خود چند لمحے حیرت سے دیکھے گیا۔ میرا نشانہ اتنا اچھا کیسے ہو گیا۔"اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"اس کی ماں کو باندھا ہوا تھا میں نے۔ وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ میرے منہ پر ماسک تھا۔ وہ مجھے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ میں نے اس کے بے جان بیٹے کو کندھوں پر اٹھایا اور گھر سے باہر لے آیا۔ اس کی ماں چیخنا چاہتی تھی لیکن اس کا منہ بندھا ہوا تھا۔

وہاں سے بچتا بچاتا میں ایک پہاڑی پر آیا اور ایک لمحے کی دیر کیے بغیر اسے وہاں سے نیچے پھینک دیا۔"

وہ اپنی بے رحمی کا قصہ ایسے سنا رہا تھا جیسے گولڈ میڈل جیت کر آیا ہو۔

"لوگوں کے گھروں میں بغیر ان کی اجازت کے جاؤ گے تو بات تمہاری عزت پر بھی آئے گی۔ پھر اتنا شدید ری ایکشن کیوں دیا تم نے۔ تم کتنے بے حس ہو یاسر۔" وہ ابھی تک صدمے میں تھی۔

"جو میری عزت پر بات کرے گا،اس کا یہی حال ہو گا لیکن..... میں یہ کام نہیں چھوڑ سکتا۔"

"جب میں حق حلال کا کما کر لاتی ہوں گھر پر تو تمہیں چوریاں کرنے کی کیا ضرورت ہے یاسر۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بہن کے آسرے پر اپنی زندگی نہیں گزار سکتا۔ کیا ہوا جو اس ملک میں ہمارے لیے نوکریاں نہیں ہیں۔ ہم لوگ انہی کاموں کے لیے چنے گئے ہیں۔" کہہ کر اس نے پیچھے ٹیک لگا لی۔

میمونہ نے اسے دیکھا۔ وہ یہ سب نہیں روک سکتی تھی۔ سو چپ چاپ اٹھ کر باہر چلی آئی۔

آنے سے پہلے وہ بلب بند کر آئی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

وہ اس وقت اپنے روم کی بالکنی میں کھڑا اس خوفناک موسم سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لوگ اس موسم سے ڈر کر باہر نہیں نکل رہے تھے اور وہ اس موسم میں اپنا سکون ڈھونڈ رہا تھا۔ تبھی کوئی دروازے پر دستک دے کر اندر آیا۔ وہاں سے بالکنی پر۔ نووارد جانتا تھا کہ جے ایم کو یہ طوفانی بارشیں، یہ خوفناک موسم بہت پسند تھا۔ اور یقیناً وہ آج ساری رات اسے انجوائے کرنے والا تھا۔ اس نے دروازہ سلائڈ کیا اور بالکنی میں چلا آیا۔ سامنے جے ایم راکنگ چیئر پر

جھولتا ہوا نظر آیا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔سیاہ آنکھیں اس وقت سرخ لگ رہیں تھیں۔جیسے کسی شیطان کی آنکھیں ہوتی ہیں۔

"میں نے تمہیں اجازت نہیں دی۔تم اندر کیسے آ گئے؟"وہ ایسے ہی ٹیک لگائے بولا۔آواز کا سرد پن ریڑھ میں سنسناہٹ دوڑانے کے لیے کافی تھا۔

"آپ اجازت نہیں دیتے۔اس لیے چلا آیا۔"وہ وجود آج نڈر تھا۔جیسے سارے خوف ختم ہو گئے تھے۔

"کیا بات ہے 'باسط؟آج بڑی بہادری سے جواب دے رہے ہو۔"اب کہ جازم نے گردن موڑ کر پوچھا تھا۔سیاہ آنکھیں نیند سے لبریز،سیاہ پینٹ کوٹ،بال جیل سے پیچھے جمائے وہ ایک گریس فل انسان لگ رہا تھا۔چہرے پر ہلکی ہلکی شیو تھی۔سفید رنگت اور چہرے کے نقوش مقناطیسی تھے۔دیکھنے والا صرف دیکھتا نہیں رہتا تھا،بلکہ اس کی جانب کھینچتا چلا جاتا۔

"میری منگیتر کو مار کر آئے ہیں آپ۔میرے پاس بس وہ واحد رشتہ تھا۔اس کے مرتے ہی سارا ڈر ختم ہو گیا ہے۔"وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ اتنی ہمت کیسے کیے ہوئے تھا۔ورنہ

جازم مرزا کے سامنے سیدھا کھڑا ہونا بھی بڑی بات تھی۔ وہ ایک رعب دار شخصیت کا مالک تھا۔

"وہ دھوکہ دے رہی تھی۔"

"آپ کو اس کی بات سننی چاہیئے تھی۔"

"اگر وہ اتنی ہی سچی ہوتی تو یوں رات کے اندھیرے میں، طوفانی بارش میں تن تنہا بھاگتی ہوئی نا جا رہی ہوتی۔" اب وہ اپنی کرسی سے اٹھ گیا تھا۔ اپنی نظروں کو باسط کی آنکھوں پر جمائے وہ سختی سے بولا تھا۔

"وہ آپ کے قہر سے ڈر گئی تھی۔" وہ بھی جواباً اتنی ہی سختی سے گویا ہوا تھا۔ جازم نے ابرو اچکائے۔

"جو سچا ہوتا ہے، وہ ڈرتا نہیں ہے۔"

"خون کے پیاسوں سے تو بے گناہ بھی ڈر جاتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باسط کی بات پر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔ گردن پیچھے پھینک کر۔ پھر ایک دم سیدھا ہوا۔ باسط کو گریبان سے پکڑے گلاس ڈور کے ساتھ لگایا۔

"وہ دھوکہ دے رہی تھی۔ میں نے اسے موت دے دی۔ کیونکہ میں اس پر اختیار رکھتا ہوں۔" وہ واپس اسی سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "ویسے بھی تم سب میرے غلام ہو۔ غلام کا کام اپنے مالک سے وفاداری ہوتا ہے، دغابازی نہیں۔" وہ واپس راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

"میں اب سے تمہیں اپنا مالک نہیں مانتا۔" وہ چبا کر بولا تھا۔ "تم اب سے میرے دشمن ہو۔" جازم نے چونک کر اسے دیکھا۔ چند لمحے گزرے۔ اور بالکنی میں ایک جاندار قہقہہ گونجا۔ وہ واپس اٹھا اور اس کے قریب آیا۔

"میں وہی ہوں..... جس کے پاس زندگی اور موت کی طاقت ہے۔ اور میں موت کا انتخاب کرتا ہوں۔ ہر بار۔" وہ اس وقت ایک ظالم بھیڑیے کے علاوہ کچھ نہیں لگ رہا تھا۔

"مجھے لوگوں کو تڑپتا ہوا، انہیں سسکتا ہوا دیکھنا اچھا لگتا ہے۔ اسے چاہیے تھا مجھ سے بچ کر رہتی۔ لیکن نہیں..... اسے جازم مرزا کے صبر کو آزمانا تھا۔ یہاں میرا صبر ختم ہوا اور وہاں

اس کا وقت۔"بے رحمی سے کہتے ہوئے اس نے باسط کی گردن دبوچ لی۔اس نے خود کو چھڑوانے کی کوشش نہیں کی۔

"میری دشمنی تم افورڈ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ.....درد میرا کھیل ہے اور تم کھیلنے کے لیے صرف اک کھلونا۔مجھے نیا کھلونا دینے کے لیے شکریہ۔" گردن پر اس کی گرفت سخت ہوئی تھی۔

وہ چیلنج کر جازم مرزا کو خوشی نہیں دینا چاہتا تھا لیکن یہ موت کی تکلیف تھی جس نے باسط علی کو ہاتھ پاؤں مارنے پر مجبور کر دیا۔جسم سے جان نکل رہی تھی اور وہ اسے واپس چاہتا تھا۔

کوئی بھی مرنا نہیں چاہتا۔اور نا ہی موت اتنی آسان تھی۔باسط کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔سانس رک رہا تھا۔آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تیار تھیں لیکن اس ظالم کو ترس نہیں آیا۔

کیونکہ اسے دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر راحت ملتی تھی۔ ابھی بھی اسے کے چہرے پر بے رحم مسکان تھی۔ آنکھوں میں حیوانیت۔ چند لمحے سرکے۔ جب باسط کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔

جازم اس کی گردن چھوڑ کر ایک قدم پیچھے ہوا۔ وہ پورے قد سے زمین پر گرا تھا۔ منہ کے بل گرنے پر اسے بری طرح چوٹ آئی تھی لیکن بے جان وجود کی اب ساری تکلیف ختم ہو گئی تھی۔

وہ دو دن میں ایک قتل کرتا تھا اور آج ایک دن میں دو قتل کیے تھے۔ اس نے اک نظر باسط کے مردہ وجود کو دیکھا۔

"تم بھی اپنی محبوبہ کے ساتھ مل کر دھوکہ دے رہے تھے۔ تم دونوں اب کبھی بھی مجھے دھوکہ نہیں دے پاؤ گے۔" کہہ کر واپس راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا۔ نظریں باسط کے بے جان وجود پر تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی چھوٹے دل کا ہوتا تو یہ منظر دیکھ کر وہیں ڈھیر ہو جاتا۔ لیکن جازم کے پاس دل نہیں، پتھر تھا۔ جو کبھی نہیں پگھل سکتا تھا۔ کبھی نہیں۔

oooooooooooooooooooooooo

شاہ جہان اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ وہ ایک زمیندار کی اولاد تھے۔ اپنے باپ دادا کی جائیداد کے اکلوتے وارث۔ بہت چھوٹی عمر میں ہی انہوں نے سیالکوٹ جیسے مشہور شہر میں اپنا نام بنایا۔ وہ غریبوں کے لیے ایک وسیلہ تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی اللہ کی راہ میں گزار دی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پچیس سال کی عمر میں ان کی شادی اپنی چچا زاد سیدہ کلثوم سے ہو گئی تھی۔ شادی کے آٹھ سال بعد تک وہ بے اولاد رہے تھے لیکن انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نا جانے دیا۔ آٹھ سال بعد انہیں اللہ نے بیٹے جیسی نعمت سے نوازا تھا۔ وہ بہت خوش تھے۔ اتنے خوش کہ کوئی حد نہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام وجدان شاہ رکھا تھا۔ وجدان شاہ کے آنے کی خوشی میں انہوں نے غریبوں میں رزق بانٹا تھا۔ بقول ان کے کہ یہ غریبوں کی دعائیں تھیں کہ ان

کے گھر معجزہ ہوا۔ ورنہ کلثوم بیگم کو ڈاکٹرز جواب دے چکے تھے۔ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے تھے۔ وجدان کے تین سال بعد اللہ نے ایک بار پھر کلثوم بیگم کی جھولی بھر دی تھی۔ اب کی بار اللہ نے اپنی رحمت سے نوازا تھا۔ جس کا نام انہوں نے حلیمہ رکھا تھا۔ ان دونوں بہن بھائیوں نے بھی اپنے ماں باپ کی طرح ایک صاف زندگی گزاری تھی۔ بس ایک جگہ آکر وجدان شاہ ضد میں آگئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنا بزنس شروع کریں جبکہ شاہ جہان چاہتے تھے کہ وہ ان کی زمینیں دیکھیں۔

پھر آخر کار وجدان شاہ کو ہار ماننی پڑی۔ انہوں نے اپنے باپ کی زمینیں سنبھالی اور ساتھ ایک عمارت کی بنیاد رکھ دی۔ شاہ جہان کچھ عرصہ اس بات پر خفا رہے تھے لیکن پھر جلد ہی مان گئے تھے۔ وجدان شاہ کی اس فیکٹری میں کھیلوں کا سامان، اور سپورٹس وئیر تیار کیے جاتے تھے۔ جلد ہی ان کا کاروبار عروج پر پہنچ گیا تھا۔ کچھ عرصے بعد ان کی شادی طے پائی گئی۔ نیلم شاہ ان کے دور کی رشتے دار تھیں لیکن وہ ایک بہت اچھی بیوی ثابت ہوئیں تھیں۔ شادی کے ایک سال بعد ہی اللہ نے انہیں بیٹا عطا کیا تھا جس کا نام ان لوگوں نے گلفام رکھا

تھا۔ گلفام کی آمد کے پانچ سال بعد حلیمہ شاہ کی شادی اپنی ماں کے جاننے والوں میں ہوئی تھی۔ سید ادیب شیرازی بینک میں نوکری کرتے تھے۔ وہ اتنے رئیس نہیں تھے، جس کی وجہ سے حلیمہ کو کافی مشکلات اٹھانی پڑیں۔ وہاں پیسے کی ریل پیل نہیں تھی اور نا ہی آگے پیچھے نوکر دوڑتے تھے۔ وہ اکثر اپنے شوہر کے ساتھ لڑ کر میکے آجاتی تھیں۔

پھر ایک دن کلثوم بیگم نے انہیں سمجھایا تب جا کر وہ لڑنے کے بعد میکے نہیں آتی تھیں۔ گھر کے سارے کام وہ خود کرتیں اور پھر ادیب کے گھر والوں کی باتیں الگ۔ بس انہیں اپنے شوہر کی سپورٹ تھی۔ شادی کے ایک سال بعد ان کو اللہ نے ایک بیٹا دیا تھا۔ برہان شیرازی۔ تب جا کر سسرال والوں کے رویوں میں نرم مزاجی آئی تھی۔ اور وہ بھی بس دکھاوا۔ سسرال کے برے رویے نے حلیمہ کو ایک ایسا انسان بنا دیا تھا جو کسی نے سوچا بھی نہیں ہو گا۔

برہان کے دو سال بعد ایک بہن آئی تھی۔ جس کا نام برہان نے خود رکھا تھا۔ میرال شیرازی۔ میرال ایک کالج اسٹوڈنٹ تھی۔ جبکہ برہان اور آیت کا فورتھ سمسٹر کلیئر ہوا تھا۔

دوسری جانب گلفام اپنی تعلیم مکمل کر چکا تھا۔حال ہی میں اس نے اپنی وکالت کی ڈگری حاصل کی تھی۔ برہان اور آیت دونوں ورچوئل یونیورسٹی سے آئی ٹی پڑھ رہے تھے۔ آیت تو مشکل سے ہی فورتھ سمسٹر تک پہنچی تھی۔اس کو ہر وہ کام ناپسند تھا جہاں اسے اپنی انرجی لگانی پڑتی۔اس وجہ سے وہ اکثر اپنی ماں سے ڈانٹ بھی کھاتی تھی۔ برہان کی تعلیم صرف سلیبس کی کتابوں تک نہیں تھی۔ وہ تاریخ کا دیوانہ تھا۔وہ چیزوں کو دریافت کرنا چاہتا تھا۔ وہ علم کی گہرائی تک جانا چاہتا تھا۔وہ ایک چست لڑکا تھا جبکہ آیت اس کے برعکس تھی۔وہ مشکل سے سلیبس کی کتاب ہی پڑھ پاتی تھی۔وہ اپنا سلیبس مکمل کرلے،وہ ہی کافی تھا۔جبکہ میرال بھی وکالت پڑھنا چاہتی تھی لیکن اس کے ددھیال والوں نے منع کر دیا تھا۔اسے شدید غصہ تھا جس کی وجہ سے اس نے سمپل ایف اے میں ایڈمشن لے لیا تھا۔

اور اب یہ تھا کہ پہلی دفعہ آیت وجدان شاہ نے اپنی انرجی لگائی تھی اور وہاں بھی برہان شیرازی بازی لے گیا تھا۔

وہ سخت ناراض تھی۔

oooooooooooooooooooo

صبح ناشتے کی میز پر سب موجود تھے سوائے اس کے۔ وہ اپنے کمرے میں اس جی پی اے کا سوگ منا رہی تھی جو نا پڑھنے والے لوگوں کے لیے بہت زیادہ ہو سکتا تھا۔ یا پھر وہ برہان کے زیادہ گریڈز پر نالاں تھی۔

"یہ ہماری آفت کی پڑیا آج نظر نہیں آ رہی؟" دادی جان نے چشمے کے پیچھے سے میز پر طائرانہ نظر دوڑائی۔ سربراہی کرسی پر شاہ جہان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے بالکل سامنے وجدان شاہ۔ وجدان شاہ کے ساتھ نیلم وجدان بیٹھی تھیں اور ان کے ساتھ کلثوم بیگم۔ کلثوم بیگم کے سامنے گلفام بیٹھا ہوا تھا۔ گلفام کے ساتھ والی کرسی خالی تھی۔

"اس آفت کا رزلٹ نکلا ہے رات کو۔"

"ایں۔ تو یہ اپنا برہان میاں نظر نہیں آ رہا۔ وہ دونوں تو ہمیشہ نتیجے کے دن ساتھ ہی پائے جاتے ہیں۔" دادی جان کو حیرت ہوئی تھی جبکہ وجدان اور ان کی بیگم خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی بیٹی مشکل سے ہی پاس ہوئی ہو گی۔

"اس دفعہ وہ رات میں ہی واپس چلا گیا تھا۔" منہ تک نوالہ لے کر جاتے ہوئے گلفام نے دادی کے علم میں اضافہ کیا۔

"کیوں؟" سوال داداجان کی طرف سے آیا تھا۔

"آیت وجدان نے اس دفعہ اپنی انرجی لگا کر پڑھائی کی تھی۔ پھر بھی برہان شیرازی بازی لے گیا۔ گھر سے نکال دیا اس نے برہان کو۔" اب کے وجدان اور نیلم بھی چونکے تھے۔

"کتنا سی جی پی اے آیا ہے آیت کا؟" وجدان نے کھانے سے ہاتھ روک کر پوچھا۔

"3.75۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میز پر بیٹھے تمام افراد کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ آیت اور اتنا ہائی سی جی پی اے۔

"اور برہان کا؟" نیلم نے شاک میں پوچھا تھا۔

"4.00۔"

وجدان شاہ نے ایک سانس کھینچ کر خارج کی۔

"اس کے اتنے سی جی پی اے پر میں حیران ہوں اور وہ اس پر بھی ناخوش ہے۔"

"بابا اس نے محنت کی تھی۔ اور جس وقت آیت وجدان اپنی انرجی لگا لے۔ کوئی اسے ہرا نہیں سکتا۔ لیکن برہان یہاں بھی اسے مات دے گیا۔ شکل دیکھنے والی تھی بیچارے کی۔ ایسے سر جھکائے جا رہا تھا جیسے کوئی جرم کر دیا ہو۔" گلفام نے افسوس سے کہا تھا۔

"برہان تھوڑا سا کم نہیں لے سکتا تھا۔ میری بچی کا معصوم سا دل توڑ دیا۔" دادا کہتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھ گئے۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں ابا جان؟" وجدان شاہ نے انہیں اٹھتے دیکھا تو پوچھ لیا۔

"اپنی بچی کو منانے۔ ایسے کیسے کوئی اس کا دل توڑ سکتا ہے؟" کہہ کر وہ چلے گئے تھے جبکہ نیلم نے نفی میں سر ہلایا۔

"اس لڑکی کے ڈرامے کبھی ختم نہیں ہوں گے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سن رہی ہوں جو تم میری بیٹی کے بارے میں کہہ رہی ہو۔"دادی جان نے تنبیہی نظروں سے نیلم کو غورا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

oooooooooooooooo

داداجان کمرے میں آئے تو اسے سوتے ہوئے پایا۔ایک کشن اس کے بازو کے نیچے اور دوسرا زمین پر پڑا ہوا تھا۔وہ آفت کی پڑیا سوتے ہوئے بہت معصوم لگتی تھی۔شاہ جہان اسے دیکھ کر مسکرائے اور پھر چند قدم آگے آئے۔زمین سے کشن اٹھا کر بیڈ پر رکھا اور خود اس کے پاس آکر بیٹھ گئے۔پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"کیا آج ہماری گڑیا اٹھنے کا ارادہ نہیں رکھتی؟"وہ کسمسائی۔

"سورج سر پر چڑھ آنے سے پہلے اٹھ جاؤ۔ورنہ تمہاری ماں کا پارہ چڑھ گیا تو اسے کوئی نہیں روک سکے گا۔"اس نے مندی مندی آنکھوں سے داداجان کو دیکھا۔

"آپ کی بہو کا تعلق قائی قبیلے سے تو نہیں ہے داداجان؟"داداجان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ ایسے خطرناک حملے وہاں کی عورتیں کرتی تھیں۔ جن سے بچنا بھی مشکل ہو جاتا تھا۔"

وہ منہ بسورے بیزاریت سے بولی تھی۔ داداجان قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

"اگر اس نے سن لیا تو تیر کے نشانے پر تم ہوں گی۔"

"اور مجھے بچائے گا کون؟" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ہمیشہ کی طرح یہ قربانی بھی مجھے ہی دینی پڑے گی۔" وہ بڑی معصومیت سے بولے تھے۔

"میں نے سنا ہے اس دفعہ تم نے ٹرافی جیت لی ہے؟" اس نے نا سمجھی سے ابرو اچکائے۔

"اتنا ہائی سی جی پی اے لیا ہے۔ باپ کو حیران کر دیا۔" اس ذکر پر اسے رات والا واقعہ یاد آیا۔ کیسے اس نے برہان کے ساتھ برا سلوک کیا تھا۔ حالانکہ اس بیچارے کا قصور بھی کوئی نہیں تھا۔ داداجان کی بات کا جواب دیئے بغیر اس نے فون کے لیے ادھر ادھر ہاتھ مارنا شروع کیا۔ فون بیچارہ رضائی کے اندر کہیں گم ہو کر اپنی آخری سانسیں گن رہا تھا۔ وقت رہتے مس آیت وجدان شاہ نے اسے بچا لیا تھا۔ داداجان خاموشی سے اس کی حرکات دیکھتے

رہے۔ فون اسکرین پر آیت کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ برہان کا نمبر سامنے آتے ہی اس نے کال کی جانب ہاتھ بڑھایا، تبھی باہر سے شور کی آوازیں آئیں۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"طوفان آ گیا....۔"اور پھر دونوں باہر بھاگے۔ ڈائنگ ہال میں حلیمہ، کلثوم بیگم کے گلے لگی انہیں مبارک دے رہیں تھی۔ ٹیبل پر مٹھائی کا چھوٹا سا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ وجدان آفس جا چکے تھے۔ گلفام بھی اپنے کام کے لیے نکل چکا تھا۔ ٹیبل پر اب بس نیلم بیگم، کلثوم بیگم اور حلیمہ بیگم تھیں۔ حلیمہ اور نیلم کی آپس میں کم ہی بنتی تھی۔ کیونکہ اس کی بھابھی ملکہ جیسی زندگی گزار رہی تھی بقول اس کے۔ اور وہ سارا دن گھر کے کام کر کے بھی اچھی بہو نا بن سکی۔

"پھوپھو۔"ہال میں آ کر وہ ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

"ارے میں صدقے، میں قربان، آ گئی پھوپھو کی جان۔" آتے ساتھ ہی انہوں نے آیت کو گلے سے لگایا جبکہ وہ حیران سی پھوپھو کی اس محبت کو دیکھ رہی تھی جو آج سے پہلے کبھی اتنی نہیں برسی تھی۔

"بہت مبارک ہو میری بچی کو۔" انہوں نے ماتھے پر پیار کیا۔

"اب بتا بھی چکو حلیمہ، یہ کس بات کی مبارک دی جا رہی ہے؟" دادی جان یقیناً ان کے ڈراموں سے عاجز آ رہیں تھیں۔

"ارے اماں جان.... میری بھتیجی نے اس دفعہ اتنے اچھے نمبر لے لیے۔ مبارک تو بنتی ہے نا۔" وہ واپس کلثوم بیگم کی طرف آئی جبکہ آیت کو ڈھیر سارا غصہ پھر سے آنے لگا تھا۔ برہان کو پھوپھو کو نہیں بتانا چاہیے تھا۔ کم از کم ابھی تو نہیں۔ وہ ضبط کیے مسکراتی رہی۔

نیلم بیگم خاموشی سے بس چائے پینے میں مصروف رہی۔

"جیسے ہی مجھے میرال نے بتایا میں تو بس دوڑی چلی آئی۔ میری ساس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی اماں۔ مجھے کہہ رہی تھی کہ میں اتنی صبح صبح میکے کیوں جا رہی ہوں۔ آپ

لوگ میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔ وہ بڑھیا جانتی نہیں ہے کیا کہ یہ میرے ماں باپ کا گھر ہے۔ میں یہاں جب چاہوں آسکتی ہوں۔ آسکتی ہوں نا اماں؟"انہوں نے رک کر اپنی ماں تائید چاہی، جو ان کی باتوں کو بڑے ضبط سے سن رہیں تھیں۔

"ہاں کیوں نہیں۔ تمہاری ماں کا گھر ہے۔ ویسے بھی تم اپنی بھتیجی کی خوشی پر یہاں آئی ہو۔"

اور تو کچھ نہیں لیکن آیت کا غصہ قدرے کم ہوا تھا۔ یعنی یہ خبر برہان کی جانب سے نہیں ملی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"صرف ماں کو ہی ملنا ہے یا باپ کے لیے بھی کچھ محبت بچی ہے۔"شاہ جہان جو خاموشی سے اپنی بیٹی کی باتیں سن رہے تھے، ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئے۔

"ارے ابا جان۔ میری تو پوری زندگی آپ پر قربان۔"وہ بھاگتی ہوئی باپ کے گلے لگی تھیں آکر۔

"چلو۔ مکھن کا ڈبہ اٹھا کر اس طرف لے گئی۔" نیلم زیر لب بڑبڑائی تھیں۔ ان کی بڑبڑاہٹ پر کلثوم بیگم بھی اپنی ہنسی کو دبا گئیں۔

"دیکھیں نا ابا۔ میں آپ لوگوں کے حمٹھائی لائی ہوں۔ جانتے ہیں نا شیر پور میں یہ مٹھائی کتنی مہنگی ملتی ہے۔ دکاندار نے مُجھے دو کلو مٹھائی کے ڈبے کا ریٹ بتایا، میں تو کانوں کو ہاتھ لگاتی رہ گئی۔ میں نے اسے بس ایک کلو مٹھائی کا کہا تو اس کا بھی کوئی کم ریٹ نہیں تھا۔ تھک ہار کر میں آدھا کلو پر راضی ہوئی اور جلدی سے لے کر پہلی بس پکڑ کر نکل آئی۔" وہ سب بس خاموشی سے ان کی داستان سن رہے تھے۔ وہ سب جانتے تھے کہ حلیمہ بیگم جب بھی آتی تھیں، اپنے دکھڑے ہی سناتی رہتی تھیں۔

"تم آدھا کلو بھی نا لاتی حلیمہ۔ بس ایک رس گلہ لے آتی میری بیٹی کے لیے۔" نیلم بڑی سنجیدگی سے بولی تھیں لیکن حلیمہ نے یہاں بھی اپنے مطلب کی بات نکالی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھیں اماں۔ دیکھ رہی ہیں۔ بھابھی کیسے میری محبت کا مذاق اڑا رہی ہیں۔ کوئی قدر نہیں میری۔ کیا عزت رہ جائے گی میری، میرے سسرال میں، جب انہیں پتا چلے گا کہ میری بھاوج میری ٹکے کی بھی عزت نہیں کرتیں۔" وہ اب باقاعدہ رونے لگی تھیں۔

آیت تو موقع پر ہی وہاں سے فرار ہو گئی تھی۔ نیلم بیگم بھی نفی سر ہلاتی اٹھ گئیں۔

"ایسا بھی کیا غلط کہہ دیا اس نے۔ ٹھیک ہی تو کہا ہے۔" کلثوم بیگم زیر لب بولی تھیں۔ کیونکہ اگر ان کی بیٹی سن لیتی تو پورا ہفتہ میکے نا آتی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج گجرات کا موسم بھی کافی خوشگوار تھا۔ کل ہونے والی بارش کی وجہ سے آج موسم ایک بار پھر سے کافی سرد ہو گیا تھا۔

لیکن وہاں ایک علاقہ ایسا بھی تھا جہاں خوف پھیلا ہوا تھا۔ وہاں ایک علاقے میں کسی گلی سے دو لاشیں برآمد ہوئیں تھیں۔ لاشوں کے پاس سے ہتھوڑا بھی ملا تھا۔ وہ لاشیں ایک سوالیہ

نشان تھیں۔ لڑکی کا واضح تھا کہ اسے ہتھوڑے کے ساتھ مارا گیا ہے لیکن لڑکے کا واضح نہیں تھا۔

یہ لاشیں یہاں کیسے آئیں۔

انہیں کس نے مارا۔

کیا وہ دونوں گھر سے بھاگ رہے تھے۔

سوشل میڈیا پر کئی طرح کی خبریں سامنے آ رہی تھیں۔

لاشوں کو تھانے لے جایا گیا تھا۔ ابھی تک ان کا کچھ اتا پتا معلوم نہیں ہوا تھا۔

"سر ان لاشوں کا کیا کرنا ہے؟" وہاں کا تھانے دار ایک ڈھلتی عمر کا آدمی تھا۔ وہ اپنے پیشے کے ساتھ کافی مخلص تھا۔ لیکن کبھی کبھار وہ اپنے ضمیر کو کہیں سلا دیتا تھا۔ ابھی بھی وہ کرسی پر بیٹھا کسی سوچ میں لگتا تھا جب ایک سپاہی نے پوچھا۔

"ان کا کوئی آگے پیچھے تو ابھی تک ملا نہیں۔ ورنہ پوسٹ مارٹم کرواتے اور ساری بات کھل کر سامنے آجاتی۔"

"سر ہم پوسٹ مارٹم کروا دیتے ہیں۔" اس کی خوامخواہ کے مشورے پر تھانے دار نے سخت چتونوں سے سپاہی کو دیکھا۔ وہ چپ ہو گیا۔

"ہم آج کا پورا دن اس کیس پر لگائیں گے۔ اگر کچھ پتا چلا تو ٹھیک ورنہ امانت کر کے دفنا دیں گے۔" اس نے سپاہی کے علم میں اضافہ کیا۔ اس نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"میں اس ہتھیار پر حیران ہوں۔ پہلے بھی دو تین کیس مجھے ایسے ملے ہیں، جہاں وکٹم کے پاس وہی ہتھیار ملتا تھا جس کے ساتھ ان کا قتل کیا گیا تھا۔ یہ چار قتل ایک ہی شخص نے کیے ہیں۔ بس وہ شخص میرے ہاتھ لگ جائے۔ پھر دیکھنا میں اس کے ساتھ کرتا کیا ہوں۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔ جبکہ سپاہی نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

oooooooooooooooo

پورے گجرات میں یہ واحد گھر ہو گا جس کا بیرونی حصہ سیاہ تھا۔ بلیک چمکتی ہوئی ٹائل کے ساتھ اسے مزین کیا گیا تھا۔ وہ باہر سے دیکھنے میں جتنا خوف ناک لگتا تھا،اس کا اندرونی حصہ بھی اتنا ہی خوفناک تھا۔ گھر کے سامنے تین کالے رنگ کی چمکتی پراڈو کھڑی تھیں۔ گھر کا لان بہت بڑا تھا۔ پھر کہیں پیچھے جا کر عمارت تھی۔ عمارت سے اندر جاؤ تو سامنے لاونج تھا۔ لاونج میں چار صوفے بلاک کی صورت میں رکھے ہوئے تھے۔ صوفوں کا کور بھی سیاہ تھا۔ رہائشی یقیناً کالے رنگ کا دیوانہ تھا۔

ان صوفوں میں سے ایک پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ ٹانگ کے اوپر ٹانگ رکھے،اس کے کالے چمکتے جوتوں کو رخ پاس کھڑے شخص کی جانب تھا۔ اس کی ہاتھ میں گلاس تھا۔ اور گلاس کے اندر وائن۔ ایک گھونٹ کے بعد دوبارہ اس نے اس کی جانب دیکھا بھی نہیں تھا۔

"کہو.... کیوں آئے ہو؟" آہ۔ کیا آواز تھی اس کی، بولتا تھا تو ایسے لگتا تھا جیسے شیر انسانی زبان میں بات کر رہا ہو۔

"صاحب....وہ آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔" یہ آواز جانی پہچانی تھی۔ کیا یہ وہ آواز نہیں تھی جو کچھ دیر پہلے تھانے میں سنی گئی تھی۔

"وہ پچھلے کئی سالوں سے مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔ کوئی نئی بات بتاؤ۔" وہ خاصا بد مزہ ہوا تھا۔

"اسے چار قتل اور بھی یاد ہیں، جہاں مقتول کے پاس وہ پین دیکھا گیا ہے۔ آپ کیوں مقتول کے پاس.....۔"

"کام کی بات ہے تو بتاؤ۔ سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔" وہ بہت آرام سے بول کر بھی آرام سے نہیں بولتا تھا۔ اس کا لب و لہجہ ہی ایسا تھا۔

"نہیں سر۔"

"جان بخش رہا ہوں۔ غنیمت سمجھو۔ ورنہ وقت برباد کرنے والوں کو میں وقت نہیں دیتا۔"

کیسا رعب دار لہجہ تھا جازم مرزا کا۔ جلیس سپاہی کی ٹانگیں کانپنے لگی تھی۔

"بہت مہر.....۔"

Clubb of Quality Content

"دفعہ ہو جاؤ۔"شیر جیسی گرج پورے لاونج میں گونج گئی تھی۔

وہ سپاہی ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر بھاگا تھا۔

"میں تم سب کی موت ہوں اور موت کو پکڑنا ناممکن ہے۔"وہ خود کلامی کرتے ہوئے پیچھے سر ٹکا گیا۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

مری کا موسم رات کی نسبت کافی بہتر تھا۔آسمان سفید تھا لیکن برف باری رک گئی تھی۔ ایسے میں تین نفوس گھر کے لان میں آگ جلائے اس کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔لان میں برف گری ہوئی تھی لیکن یہ ان تینوں کے لیے نیا نہیں تھا۔وہ اس برف کے عادی تھے۔ البتہ تینوں نے کوٹ، مفلر اور دستانوں سے خود کو کور کیا ہوا تھا۔

"سنا ہے،رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھایا ہے تم نے۔"رئیسہ بیگم آگ کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ان دونوں نے چونک کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"آپ کیسے جانتی ہیں؟"یاسر اپنے ہاتھ آگ سے دور کر چکا تھا۔رئیسہ چند لمحے آگ کی لپیٹوں کو دیکھتی رہیں۔

"تم دونوں سمجھتے ہو،ماں پاگل ہو گئی ہے۔"وہ بولی تو ان دونوں کارواں رواں سماعت بن گیا تھا۔"لیکن ہوں تو ماں ہی نا۔"اب کے ان دونوں نے اک دوسرے کو دیکھا۔آنکھوں ہی آنکھوں میں اک دوسرے کو اشارے کیے۔

"مجھے میمونہ نے نہیں بتایا۔"ان دونوں نے ایک دفعہ پھر اپنی ماں کو دیکھا۔"تم اسے ان سخت نگاہوں سے مت دیکھو۔"وہ مسلسل آگ کو دیکھ رہیں تھیں۔

"آپ کو ہر بات کا کیسے پتا چل جاتا ہے؟"یاسر کا سکون فی الحال غارت ہو چکا تھا۔اگر اس کی ماں یہ جانتی تھی،تو وہ اور بھی کچھ جانتی ہو گی۔

"کہا نا،میں ماں ہوں۔تم لوگ مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتے۔"ایسے لگ رہا تھا،انہیں یہ آگ بہت سکون دے رہی تھی۔ان کے تاثرات میمونہ کب سے نوٹ کر رہی تھی لیکن ابھی تک وہ بولی کچھ نہیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ قتل میری مجبوری تھا۔"

آخر وہ ہار مان کر بے بسی سے بولا تھا۔

"اس لڑکے کا قتل یا اپنے ضمیر کا قتل۔"

اس نے گڑبڑا کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔ کیا کچھ غلط کہہ رہی ہوں میں؟"اب کہ انہوں نے گردن موڑ کر اپنے بائیں جانب بیٹھے یاسر کو دیکھا۔

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہی ہیں۔"وہ نظریں چرا گیا تھا۔وہاں چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ سوائے اس سرسراتی ہوا کے،وہاں کوئی دوسری آواز نہیں تھی۔

"کسی کا قتل کرنے کے لیے انسان کو اپنا ضمیر مارنا پڑتا ہے۔اور تم دونوں بھائی سب سے پہلے اپنے ضمیر کے قاتل ہو۔"

بھائی کا ذکر ایسا تھا کہ دلوں میں اک برسوں پرانا زخم تازہ ہو جاتا تھا۔

"بھائی نے جان بوجھ کر قتل نہیں کیا تھا۔اس قتل سے پہلے انہوں نے سوچا بھی نہیں ہو گا کہ وہ قتل کرنے والے ہیں۔وہ بس....."میمونہ اپنے مرے ہوئے بھائی کی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی تھی،جب رئیسہ بیگم کی جتاتی ہوئی نظروں نے اسے روک دیا تھا۔وہ صرف جتاتی ہوئی نظریں نہیں تھیں،وہ سرد آنکھیں تھیں۔

"تمہارا وہ مرا ہوا بھائی،میرے شوہر کا قاتل ہے۔"

"بھائی زندہ ہے۔"وہ چبا کر کہتا اپنی کرسی کو جھٹکا دے کر اٹھا تھا۔نظریں رئیسہ بیگم کی آنکھوں میں گاڑھ کر کئی لمحے انہیں کچھ جتاتا رہا میمونہ ان دونوں کے ان اشاروں سے بے خبر انہیں دیکھتی رہی۔

"زندہ ہے،پر دھوکے میں ہے۔اس کے اپنے اسے دھوکہ دے رہے ہیں۔اس سے بے خبر ہے وہ۔"

اب کے میمونہ اپنی کرسی سے اٹھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ دونوں مجھے پاگل بنانا کب بند کریں گے۔ مر گیا ہے وہ۔ وہ ظالم جس نے میرے باپ کو مار کر مجھے یتیم کر دیا۔ ماں کو بیوہ کر دیا۔ کیوں بار بار اس وحشی انسان کا ذکر کرتے ہو تم دونوں۔ اس انسان کی وجہ سے مجھے اس گھر کی دیواروں سے خوف آنے لگا ہے۔" وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا، سردی سے چہرہ بھی سرخ ہو گیا تھا۔ یاسر اس سے کچھ وقفے پر اسے دیکھتا رہا۔ دکھ سے، ملال سے۔

"اگر وہ زندہ بھی ہے تو میں دعا کرتی ہوں..." اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔ آنسو چہرے پر گرتے گئے۔ واپس اپنے بھائی اور ماں کو دیکھا۔

"وہ جہاں بھی ہیں۔ وہ مر جائیں۔" وہ ایک لمحہ بھی مزید وہاں نہیں رکی تھی۔ جبکہ یاسر کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ اور رئیسہ بیگم، وہ ویسی ہی پرسکون کھڑی رہی۔

"بیوقوف نہیں جانتی، میں اپنے خوابوں پر یقین رکھتی ہوں۔ میرے خواب کہتے ہیں، میرا حیدر واپس آئے گا۔ میرا شیر۔ میرا بہادر بیٹا۔"

وہ کہتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئیں تھیں۔ یاسر بس انہیں افسوس سے دیکھ سکا تھا۔

oooooooooooooooooooooooo

سیالکوٹ شہر میں اس وقت ہر طرف چہل پہل تھی۔ لوگ اپنے کاموں کے لیے نکل آئے تھے۔ جگہ جگہ پر ڈرائی فروٹس کی ریڑھیاں لگی ہوئیں تھیں۔ بھیک مانگنے والے الگ تھے۔ گاڑیوں کا رش۔ ایسے میں وہاں ورچوئل یونیورسٹی کا ایک کیمپس تھا جس کے لان میں وہ تنہا ایک بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ کیمپس گرین وڈ اسٹریٹ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کی بلڈنگ ایسے تھے جیسے کوئی قدیم حویلی۔ بلاشبہ وہ یونیورسٹی بہت خوبصورت تھی۔ دل کو بھلی لگتی تھی۔ وہ زیادہ وسیع تو نہیں تھی لیکن اس کی اونچائی کافی زیادہ تھا۔ اگر کبھی وہاں رات کو اکیلے جانا پڑے تو جان سے جانا پڑے۔

یونیورسٹی کے چھوٹے سے لان میں آیت وجدان اپنا موبائل چلاتے ہوئے نظر آئیں تھیں۔ جب کوئی چپکے سے اس کے ساتھ آکر بیٹھا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو چہرے پر خوشگوار حیرت ابھری۔

Clubb of Quality Content

"برہان۔ تم آ گئے۔ مجھے لگا تم نہیں آؤ گے۔" وہ چہل کر بولی تھی۔ وہ چپ رہا۔ اٹیٹیوڈ بھی تو دکھانا تھا۔

"برہان۔ میں بات کر رہی ہوں یار۔ کیا مسلہ ہے۔" وہ روہانسی ہوئی۔

"مس آیت وجدان شاہ۔ شاید آپ بھول رہی ہیں کہ میں بھی اسی یونیورسٹی سے گریجویشن کر رہا ہوں۔ اور یہاں اتنی اسپیس نہیں ہے کہ میں کہیں آپ سے دور جا کر بیٹھ جاؤں۔ اس لیے مجبوراً مجھے یہاں بیٹھنا پڑا۔" آنکھوں پر کالے چشمے لگائے وہ بالکل سامنے دیکھ رہا تھا۔ گول گلے والی سفید شرٹ کے اوپر گرے کوٹ پہنے اور بالوں کو جیل سے پیچھے جمائے وہ کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔ پاؤں میں وائٹ جاگرز تو اس کی پہچان تھے۔

اس کے برعکس آیت نے گھٹنوں سے نیچے تک آتی پنک قمیص اور ساتھ میں کھلا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ بال اونچی پونی میں بندھے ہوئے تھے جو مشکل سے گردن سے نیچے جا رہے تھے۔ کچھ بال دونوں اطراف سے آگے کو نکالے ہوئے تھے۔ دوپٹا سر پر لینے کے بجائے مفلر کے اسٹائل میں گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ اور آنکھوں میں شرارتی سی حیرت تھے۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تمہیں جگہ نہیں ملی۔ صحیح ہے۔" کہتے ہوئے اس نے نیچے رکھا اپنے بیگ اٹھایا۔ برہان نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"مجھے مل جائے گی۔ میرے لیے بہت جگہ ہے۔" وہ کہہ کر جانے لگی جب برہان نے اس کا بازو پکڑا۔

"کہاں جا رہی ہو؟" غصے سے آنکھوں سے چشمہ ہٹایا۔

"اپنے لیے جگہ ڈھونڈنے۔ تاکہ تم سکون سے بیٹھ سکو۔"

"بکواس بند کرو اور چپ چاپ یہاں بیٹھو۔" وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ روک پائی تھی۔

"تم تو ناراض ہو میرے ساتھ۔"

"تمہیں کونسا توفیق ہوئی کہ معافی ہی مانگ لوں۔" برہان نے ابھی تک اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

"معافی اور میں۔ توبہ کرو لڑکے۔ آیت وجدان شاہ جھکاتی ہے۔ جھکتی نہیں ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ خوامخواہ مس بی ہیو کیا۔ لیکن وہ بس ایک ری ایکشن تھا۔" وہ اک ادا سے کہتی اپنا ہاتھ برہان کے ہاتھ سے چھڑوا چکی تھی۔ برہان اسے دیکھے گیا۔

جچتا تھا۔ وہ خوبصورت تھی۔ اتنا نخرہ اس پر جچتا تھا۔ وہ دل میں رہتی تھی، اس پر ساری بے رخیاں جچتی تھیں۔

وہ مسکراتا ہوا واپس بیٹھ گیا۔

"آج میں سیٹی ہاؤسنگ جا رہا ہوں۔ تم چلو گی میرے ساتھ۔" وہ پیچھے ٹیک لگائے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میرا موڈ نہیں ہے۔" وہ واپس اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی تھی۔

"پوچھ نہیں رہا۔ بتا رہا ہوں۔" اس نے سخت بیزاریت سے برہان کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"برہان۔ تم مجھ سے اصرار نہیں کر رہے۔ تمہیں پتا تو ہے میں ایسی چیزوں سے کتنی بور ہوتی ہوں۔" وہ جیسے رونے کو تھی۔

"موبائل دیکھتے ہوئے تمہاری بوریت کہاں چلی جاتی مس آیت وجدان شاہ۔"

"موبائل میں میری جان بستی ہے۔ اسے کچھ مت کہو۔" برہان نے اک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کے موبائل کی جانب۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے مسکرا دیا۔

oooooooooooooooo

اس وقت وہ اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا انگلیاں چلا رہا تھا۔ وہ شدید ڈپریسڈ لگ رہا تھا۔ چہرے سے واضح تھا کہ اس وقت اسے کتنا غصہ تھا۔ تبھی اس کی انگلیاں ایک دم سے رک گئیں۔ جیسے جم گئی ہوں۔ سب کچھ جم گیا تھا سوائے ہال میں لگی ایل سی ڈی کے۔ وہاں پر نیوز چل رہی تھی۔

گجرات انسیڈنٹ کی۔

گلفام کی آنکھیں تو جیسے پلک جھپکنا ہی بھول گئیں تھیں۔ایک نوجوان اس کے سامنے کافی رکھ رہا تھا لیکن نظریں اس کی بھی ایل سی ڈی پر جمی ہوئیں تھیں۔ہال میں بیٹھے ہر ورکر کے چہرے پر افسوس تھا۔

"اللہ معاف کرے جناب۔دنیا میں کتنا ظلم آ گیا ہے۔"کافی رکھ کر روحیل گلفام سے مخاطب ہوا تھا۔البتہ نگاہیں ابھی اسکرین پر ہی تھیں۔

"کیسے گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دیتے ہیں یہ لوگوں کو۔پتا نہیں بیچاروں کا کوئی آگے پیچھے ہے بھی یا لاوارث ہیں۔"وہ اپنے دکھ میں کہے جا رہا تھا۔

"پتا کرواؤ۔"وہ چونکا۔برق رفتاری سے مڑ کر گلفام کو دیکھا جس کی نگاہیں اسکرین پر جمی ہوئیں تھیں۔

"ج....جی۔"اس نے انگلی سے اپنی جانب اشارہ کرتے اچھنبے سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں تم۔"اب اس نے بھی اپنی نگاہوں کا رخ روحیل کی جانب موڑ لیا تھا۔"تم بھی تو گجرات کے ہی ہو نا۔ تم پتا کروا سکتے ہو کہ ان کا کوئی والی وارث ہے یا ہم خود اس کیس پر کام کریں۔"

"جناب۔ وہ دس سال پرانی بات ہے۔ اب تو ہم سالوں سے سیالکوٹ میں رہ رہے ہیں۔ میں کیسے....۔"

"تمہارے رشتے دار تو ہیں نا۔ ہاتھ پیر ہلاؤ روحیل۔ مجھے یہ کیس لڑنا ہے۔ مظلوم کو انصاف دلانا ہے۔"وہ اٹل لہجے میں بول رہا تھا۔

"جناب۔ کیوں پرائی دشمنی میں پڑ رہے ہیں۔ آپ کو کیا لگتا ہے یہ قتل یونہی کیا گیا ہے۔" وہ بول رہا تھا اور گلفام بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"وکٹم کے پاس ہتھیار ملا ہے۔ اس کا مطلب سمجھ رہے ہیں؟"وہ رازدارانہ انداز میں بولا۔ گلفام نے نفی میں سر ہلایا۔

"قاتل ہڈی ڈال رہا ہے۔ اس کی نظر میں یہ ساری سرکار کتے جیسی حیثیت رکھتی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں سمجھا نہیں۔"اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ واقعی ہی نہیں سمجھا تھا۔

"جناب اس آگ میں اگر کود ے تو جان سے جائیں گے۔بڑا کوئی خطرناک قاتل ہے۔"

"کام کی بات کرو۔"وہ بیزار ہوا تھا۔

"وہ اپنے ہتھیار مقتول کے پاس اس لیے چھوڑتا ہے کہ پولیس اس کا پیچھا کرے۔وہ پولیس کو ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔وہ پولیس، آرمی،وکلاء ان سب کو مار دینا چاہتا ہے،تاکہ ان میں سے کوئی بھی مظلوم کی آواز نا بن سکے۔ورنہ کوئی پاگل ہی ہو گا جو مارنے کے بعد اپنا ہتھیار وہاں چھوڑے گا۔وہ اپنا پتا خود دے رہا ہے،دوسروں کا پتا صاف کرنے کے لیے۔"

وہ ایسے بول رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑی اور اہم معلومات بتا رہا ہو۔

"میں پھر بھی اس کیس کو لینا چاہوں گا۔رسک کے بغیر.....زندگی کا مزہ نہیں ہے روحیل۔"

وہ بھی کہاں ہار ماننے والا تھا۔ روحیل خاصا بدمزہ ہوا تھا۔ معمولی سے نین نقش والا وہ پچیس سال کا لڑکا کڑے تیوروں سے گلفام کو دیکھے گیا، جو عزم باندھے، سر پر کفن پہنے موت کے سامنے کھڑے ہونے کے لیے تیار تھا۔

"موت سے ڈر نہیں لگتا؟" اس نے نیا سوال داغا۔ گلفام کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میں نے جب وکالت پڑھنے کی بات اپنے گھر میں کی تھی تو جانتے ہو میرے دادا نے کیا کہا تھا؟" اس نے روحیل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ نظروں میں کچھ جتاتا ہوا تھا۔

"کیا؟ کیا کہا تھا؟"

"تم جس فیلڈ میں جا رہے ہو۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے گلفام۔ یہ بہت سخت معاملہ ہے۔ یہاں اگر میں انصاف سے کام نا لے سکا تو جو حال میرا مرنے کے بعد ہو گا سو ہو گا۔ لیکن جو حال میں تمہارا کروں گا، وہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔" وہ کہہ کر رکا۔

"تو اس میں موت والی بات کہاں گئی۔ مطلب میرا سوال تو وہیں رہ گیا۔" وہ بدمزہ ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے دادا نے مزید یہ کہا تھا کہ میں سر پر کفن باندھنے جا رہا ہوں۔ میں نے جب قانون کی کتاب ہاتھ میں پکڑ کر گھر کی دہلیز سے قدم باہر رکھا تو مجھے پیچھے سے ماں کی آواز آئی۔

بیٹا تم جنگ پر جا رہے ہو۔ شہادت قبول کر لینا، ہار نہیں۔ ورنہ تمہاری ماں تمہیں قبول نہیں کرے گی۔" وہ پھر رکا۔

"آپ کو موت سے ڈر نہیں لگتا۔"

"میری بہن نے کہا تھا۔ بھائی ہم جنت میں مل جائیں گے۔ پلیز ایسا کچھ نا کرنا کہ ہم یہاں تو بچھڑے سو بچھڑیں۔ ہم اگلے جہان میں بھی نا مل سکیں۔"

"آپ کو موت سے ڈر نہیں لگتا؟"

"جس دن مجھے ڈگری ملنی تھی، اس دن واپسی پر میری گاڑی پر فائرنگ ہو گئی۔ گولی میرے دل کے پاس لگی تھی۔ اس وقت میں سمجھا میں مر گیا ہوں۔ چند لمحے جو میری آنکھیں بند ہوئیں۔ تب میں نے کچھ ایسا دیکھا، ایسا جو مجھے آج بھی یاد ہے، وہ آج بھی میرے رونگھٹے

کھڑے کر دیتا ہے۔ کچھ ایسا جس نے میرے اندر سے موت کا خوف ختم کر دیا۔ اس نے مجھ سے بدلے میں ایک عہد مانگا۔"

"کیسا عہد؟" اب اس کا سوال بدلا تھا۔ گلفام کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"انصاف کا۔" وہ رکا۔ "کوئی کیس درج کروائے یا نا کروائے۔ کوئی میری فیس ادا کرے یا نا کرے۔ مجھے بس اپنے کام کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔ اپنے پیسے کو حلال بنانا ہے۔ مجھے غریبوں کے کام آنا ہے۔ مر تو سب نے اک دن جانا ہے، پھر موت سے کیسا خوف۔ کیوں نا ہم کچھ ایسا کر جائیں جو ہمیں موت کے بعد کے عذاب سے بچا لے۔ جو تکالیف اس دنیا میں جھیلیں، وہ پھر وہاں نا ملیں۔ موت کا خوف خود ختم ہو جاتا ہے جب انسان کا ضمیر مطمئن ہو۔ اور جانتے ہو ضمیر کیسے مطمئن ہوتا ہے۔"

"ظاہر ہے۔ اچھے کاموں سے ہی۔"

روحیل کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ آبیل مجھے مار والا کام کر بیٹھا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آف کورس۔ اچھے کاموں سے۔ جب آپ کا ضمیر آپ کے حق میں ہو تو پھر کوئی کچھ بھی کہے فرق نہیں پڑتا۔ اگر انسان کچھ غلط کر رہا ہو تو بھی ضمیر الارم دیتا رہتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ کسی کی سنے نا سنے، اپنے ضمیر کی لازمی سنے۔ وہ بتاتا ہے کہ تم اچھا کر رہے ہو یا برا۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"میں کل گجرات جاؤں گا۔ پھر پتا کروادوں گا۔" وہ جیسے وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ گلفام سمجھ کر سر نیچے کیے ہونٹوں کو باہم ملائے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرنے میں مگن تھا۔ پھر اس نے سر اٹھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"روحیل..... آئندہ میں جتنا کام کہوں۔ اتنا کرنا۔ سوال مت کرنا۔ آج جلدی جان چھوٹ گئی ہے۔ آئندہ کے لیے مشکل ہے۔" اس کی تنبیہہ پر وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا، نفی میں سر ہلاتا، وہاں سے بھاگ گیا۔ پیچھے گلفام دل کھول کر ہنسا تھا۔

"بیوقوف۔"

oooooooooooooooooooooo

وہ دو دفعہ پوری یونیورسٹی گھوم کر آ گئی تھی لیکن اس کا موبائل مل کر ہی نہیں دے رہا تھا۔ وہ اب روہانسی ہو کر سر پر ہاتھ رکھے لب کاٹنے لگی۔ کہاں وہ بیڈ سے واشروم تک جانے کو موت سمجھتی تھی، کہاں اس یونیورسٹی کی سیڑھیاں دو دفعہ چڑھنا۔ وہ تو بس مرنے والی تھی۔ یہ تو اس کا موبائل تھا، جس کی پریشانی نے اسے ابھی تک زندہ رکھا ہوا تھا۔ اوپر سے برہان بھی پتا نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا۔

"اللہ اللہ برہان۔ کہاں چلے گئے ہو تم۔" وہ بے بسی سے رونی شکل بناتے ہوئے بولی۔

"میں یہاں ہوں۔"

وہ اس کے پیچھے کہیں سے نمودار ہوا تو وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

"برہان۔ ایڈیٹ۔ پہلے ہی میں مرنے والی ہوں۔ اوپر سے تمہاری یہ شوخی حرکتیں۔" اس نے برہان کے کندھے کو ایک تھپڑ رسید کیا۔

"کیوں؟ ایسا بھی کیا ہو گیا؟" وہ ایک دم معصوم بن گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ... تم وعدہ کرو۔ تم کسی کو نہیں بتاؤ گے اور.... خود بھی نہیں ڈانٹو گے۔"

"اوکے۔ نہیں ڈانٹوں گا۔ بتاؤ اب۔ کیا ہوا ہے۔ کیوں پریشان ہو؟"

"وہ..... دراصل..... میرا موبائل کہیں کھو گیا ہے۔ میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔ مل ہی نہیں رہا۔"

وہ بتاتے ہوئے بھی رو دینے کو تھی جبکہ برہان کے تاثرات ایک جیسے ہی رہے۔ اس کی طرف سے جواب نا پا کر آیت نے اسے دیکھا۔

"کچھ کہو گے نہیں؟"

"تم نے خود کہا تھا ڈانٹوں نہیں۔"

"اف اللہ، برہان۔ ڈانٹنے سے منع کیا تھا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ میری بات سن کر چپ کا روزہ رکھ لو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آیت۔"اس کا نام سنجیدگی سے لیتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دو قدم پیچھے ہوا۔ آیت نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا تم میرے ساتھ سیٹی ہاؤسنگ چلو گی؟"ایک ہاتھ میں موبائل کو لاش کی طرح الٹا لٹکا کر وہ چہرے پر ڈھیروں معصومیت سجائے سوال پوچھ رہا تھا۔ جبکہ آیت کو پہلے تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ جو وہ دیکھ رہی ہے۔ وہ سچ ہے۔ جب سمجھ آیا تو.....

"اللہ اللہ، برہان۔ تم کتنے برے ہو۔ میرا موبائل تمہارے پاس تھا اور میں.....او خدایا میں کتنی پریشان ہو گئی تھی۔"وہ ایک دم سے ایسے اچھلی تھی کہ کئی اسٹوڈنٹس نے انہیں مڑ کر دیکھا۔

"تمہیں کہاں سے ملا ہے۔ اور...اور تم نے اسے ایسے کیوں پکڑا ہوا ہے؟"اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنا آئی فون پلک جھپکتے برہان کے ہاتھ سے لے لے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ مجھے مس آیت وجدان شاہ کے بیگ سے ملا ہے اور اب یہ خود کشی کرنے جا رہا ہے۔اس کی زندگی کی ڈور آپ کے ہاتھ میں ہے مس آیت۔اب چاہے تو اسے بچا لیں۔چاہے تو.....۔"اس نے فون کو مزید زمین کی جانب کیا۔

"آ....آئی....نہیں...کیا بکواس ہے۔کیوں میری جان لینے پر تلے ہوئے ہو۔"وہ بے بسی سے لب کاٹتے ہوئے بولی۔

"ہاں یانا۔"وہ برہان کو کہاں سن رہی تھی،اس کی نظریں بس اپنے موبائل پر تھیں جو لمحہ بہ لمحہ اس کے ہاتھوں سے پھسلتا جا رہا تھا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔میں.....مجھے یقین نہیں آ رہا۔یہ تم....نہیں۔چھوڑ دو اسے۔اس معصوم کا کیا قصور ہے؟"وہ ہر حال میں اپنے موبائل کو بچانا چاہتی تھی بس۔

"سیٹی ہاؤ سنگ جاؤ گی یا نہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تمہارے ساتھ یونیورسٹی کے دروازے تک بھی نہیں جاؤں گی۔" موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان آچکا تھا اور اس دوران آیت وجدان اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ رکھ چکی تھی۔ باقی اسٹوڈنٹس کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔

اس نے دھیرے دھیرے آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔ زمین پر اپنا موبائل تلاشنا چاہا۔ لیکن وہ ابھی تک برہان کے ہاتھ میں تھا۔ او خدایا۔ اس کا موبائل صحیح سلامت تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟"

"ہاں میں جواب۔"

"اور اگر میں نا کر دوں تو۔"

"ہمت ہے تمہاری۔ تمہاری جان میرے ہاتھ میں ہے اور ابھی بھی نانا کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ میری کزن بہادر ہو گئی ہے۔" اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"تمہاری جان نکلنے والی ہے مس آیت۔ آر یو ریڈی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آ.... نہیں۔ پلیز۔" موبائل لمحہ بہ لمحہ پھسل رہا تھا اور آیت کو لگا جیسے اس کی جان نکل رہی ہے۔

"اوکے۔ میں تیار ہوں۔" موبائل اب برہان کے ہاتھ میں تھا۔

"گڈ گرل۔ چلو چلتے ہیں۔" وہ کہہ کر دروازے کی جانب بڑھا۔

"میرا موبائل تو دو۔" وہ اس کی پیچھے لپکی۔

"وہ کیا ہے نا آیت۔ مجھے تم پر بھروسہ نہیں ہے۔ کیا پتا تم مکر جاؤ۔ اس لیے موبائل تمہیں واپسی پر ملے گا۔" وہ اسے چڑانے والے انداز میں کہتا واپس مڑ گیا۔

"اللہ اللہ برہان۔ تم کتنے کم ظرف ہو۔ تمہیں ذرا بھی یقین نہیں مجھ پر۔"

وہ پھر سے رکا۔ واپس مڑا۔ آیت کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھا۔ اور برہان لمحہ بھر کو ساکت ہوا۔ پھر سنبھلا۔

"نہیں۔" اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"انفیکٹ۔ میں کل گجرات جا رہا ہوں اور تم وہاں بھی میرے ساتھ جا رہی ہو۔ پھر وہاں سے واپسی پر تمہیں تمہارا موبائل مل جائے گا۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یعنی تم چاہتے ہو کہ میں ایک پوری رات بغیر موبائل کے بغیر گزاروں۔"

"نہیں۔ میں چاہتا ہوں تم کبھی وقت پر سو کر دیکھو۔ کتنا اچھا لگتا ہے۔"

"باشن مت دو مجھے۔ یہ بتاؤ گجرات کیوں جانا چاہتے ہو؟"

"چائے پینے۔" کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑ گیا۔

"ہیں؟" اس نے نا سمجھی سے برہان کی پشت کو گھورا۔

"چائے تو تمہیں یہاں بھی مل جائے گی۔" وہ اس کے پیچھے لپکی۔

"لیکن وہاں کی چائے کی اپنی بات ہے۔" وہ کہتے ہوئے چلتا رہا اور وہ مشکل سے اس کے قدم کے ساتھ قدم ملاتی رہی۔

"وہ کیا چینی کی جگہ مٹی ڈالتے ہیں؟"وہ اکتائی تھی۔ جبکہ وہ مین گیٹ پار کر گیا تھا۔اب سڑک سے تھوڑی آگے جا کر اسے اپنے گاڑی میں بیٹھنا تھا۔ آیت باہر آئی تو وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔وہ بھی تقریباً بھاگتے ہوئے گاڑی تک آئی۔ فرنٹ ڈور کھول کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"تم پبلک پلیس پر سر پر دوپٹا نہیں لے سکتیں۔"برہان نے قدرے ناگواری سے کہا تھا۔

"تم مجھے چھوڑو،یہ بتاؤ کیا چکر ہے؟کوئی لڑکی تو نہیں پسند کر لی گجرات میں؟"وہ دلچسپی سے گویا ہوئی۔ برہان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔یہ آنکھیں کم، سمندر زیادہ تھیں۔ وہ ڈوب ہی تو جاتا تھا۔

"بس چائے۔"وہ بدمزہ ہوئی تھی۔

"وہی چائے جو وہاں ایک پیاری سے لڑکی بناتی ہے۔ کیا نام ہے اس کے ڈھابے کا۔"اس نے سوچتے ہوئے کنپٹی پر انگلی سے دستک دی۔

"مانو چائے والی۔"وہ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ارے ہاں۔اس کی آنکھیں بھی بلیوں جیسی ہیں۔ تبھی اس نے اپنے ڈھابے کا نام مانور کھا ہے۔ کمال لڑکی ہے۔"

"چائے کا رنگ گہرا نیلا کیوں نہیں ہے؟"اس کے بے تکے سوال پر وہ چونکی۔ برہان کی نظروں کا زاویہ اسے رخ موڑنے پر مجبور کر گیا تھا۔

کار میں خاموشی چھا گئی تھی۔

وہ برہان کی فیلنگز سے انجان نہیں تھی، لیکن وہ اسے کوئی امید نہیں دلانا چاہتی تھی۔ کیونکہ وہ اسے دوست سے بڑھ کر کچھ نہیں سمجھتی تھی۔ وہ دونوں الگ تھے۔ بہت الگ۔

برہان کو لگتا تھا کہ وہ اسے اپنے رنگ میں ڈال دے گا۔ اور آیت کو لگتا تھا کہ اگر اس نے خود کو برہان کے لیے بدلنے کی کوشش کی تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ اس لیے وہ اس راستے پر برہان کے ساتھ نہیں چلنا چاہتی تھی، جہاں وہ ٹوٹ کر گرے اور کوئی سنبھالنے والا نا ہو۔

اب یہ خاموشی منزل پر پہنچنے سے پہلے ختم ہونے والی نہیں تھی۔

oooooooooooooooooooooooooo

یہ تھا شیرازی محل۔ گھر چھوٹا تھا لیکن نام بڑا۔ مین گیٹ سے اندر جاؤ تو سامنے لان تھا۔ پودے زمین کے اندر لگے ہوئے تھے۔ سرخ گلاب، کھٹے، گلابی، پیلے اور آف وائٹ کلر کی پھولوں کے پودوں سے گھر مہکا مہکا لگ رہا تھا۔ کچھ فروٹس کے پودے بھی لگے ہوئے تھے۔ ایک طرف زمین میں سبزیاں بھی لگی ہوئیں تھیں۔ مین گیٹ کے اوپر سرخ اور گلابی رنگ کی بوگن ویلیا کی بیل بھی تھی۔ وہ چھوٹا سا باغیچہ دل کو بہت بھلا لگتا تھا۔ وہاں سامنے گولائی میں پانچ زینے بنے ہوئے تھے۔ ان زینوں سے چڑھ کر اندر آؤ تو سامنے چھوٹا سا ٹی وی لاونج تھا۔ سامنے صوفے رکھے ہوئے تھے جن پر بھورے رنگ کا کپڑا چڑھا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک صوفے پر ساٹھ کے لگ بھگ ایک عورت بیٹھی ہاتھ میں تسبیح پکڑے ہوئے تھیں۔ سر پر سفید دوپٹا ان کی بزرگی کی شان کو بڑھا رہا تھا۔ نگاہیں دروازے پر لگی ہوئیں تھیں۔ شاید وہ کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ ایک طرف اوپن کچن تھا اور دوسری طرف ایک کمرہ۔ کمرے کے ساتھ ایک چھوٹا سا ڈرائنگ روم تھا۔ ڈرائنگ روم کے ساتھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اوپر کو سیڑھیاں جاتی تھیں۔سات زینے عبور کر کے آگے سے سیڑھیوں کا رخ بدل جاتا تھا۔سکینہ بی بی نے گھر میں ایک طائرانہ نظر دوڑائی اور پھر دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے کوئی اندر آیا تھا۔ان کے تاثرات استہزایہ ہوئے۔

"دے آئیں میکے والوں کو آدھا کلو مٹھائی کا ڈبہ؟ کروالیا نام خراب میاں کا۔اب تو تیرے کلیجے ٹھنڈ پڑھ گئی ہو گی نا۔"حلیمہ ان کی بات سنتے ہوئے دوسرے صوفے پر آ کر بیٹھ گئیں۔

"گھر میں کوئی نا بھی ہو تو بھی سلام کرتے ہیں۔کیا یہ نہیں سکھایا تمہیں کسی نے؟"جواب نا پا کر انہوں نے نیا سوال داغا۔

"اماں،بوڑھی ہو گئی ہو تم۔زبان کا زہر نا گیا تمہارا۔"وہ کافی اکتائی ہوئی بولی تھیں۔

"بوڑھی تو تو بھی ہو رہی ہے حلیمہ۔اور زبان مزید لمبی۔"

"تم سے ہی سیکھا ہے،اب مسلہ کیوں ہو رہا ہے؟"وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اے اے۔ جھوٹ نا بول۔ یہ سیکھ تمہارے ماں باپ کی ہے۔ سکھایا نہیں کہ سسرال میں کیسے رہتے ہیں۔"

"بات اگر سسرال میں رہنے کی ہوتی تو بتاتی کہ کیسے رہنا ہے۔ بات تم جیسی افلاطون ساس کو بھگتنے کی تھی۔ جس کی ایک حد تھی۔ وہ ختم ہو گئی ہے۔ اب تم بس بوجھ ہو۔ اس سے پہلے کہ میں اتار پھینکوں، میرے منہ نا لگا کریں۔"

"میں یہاں اپنے بیٹے کے گھر میں رہتی ہوں۔ تجھے کیا تکلیف ہے۔" انہیں برا لگا تھا۔ لیکن زبان کا زہر دکھانا زیادہ ضروری تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بیٹا تجھے پکا کر دیتا ہے؟ دھو کر دیتا ہے؟ تیرے سارے کام ابھی بھی میں کرتی ہوں۔ لیکن تو بھی سدا کی ناشکری ہے اماں۔ جس کا کھاتی ہے، اسی پر تھوکتی ہے۔" وہ دل برداشتہ ہو کر وہاں سے اٹھ گئیں تھیں۔

"آلینے دے ادیب کو۔ تیری شکایت لگاتی ہوں اسے۔" وہ سینے پر بازو باندھ کر واپس مڑیں۔ چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"میرا ایک آنسو تمہیں جھوٹا بنا دے گا۔ کیوں بیٹے کی نظر میں اپنا مقام گرانے پر تلی ہو۔ باز آجاؤ۔ قبر میں پاؤں ہیں۔ تسبیحوں پر زور دو۔ اللہ اللہ کرو۔ بہتان نا لگاؤ۔" پر سکون سی کہتی وہ جانے لگیں۔

"تو بھی اک دن ساس بنے گی۔ اللہ کرے تجھے تیرے جیسی بہو ملے حلیمہ۔"

"اماں۔ میں بہت اچھی تھی، اس لیے..... آمین۔" انہوں نے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ "لیکن میں کوشش کروں گی کہ میں تم جیسی ساس نا بنوں تاکہ وہ اپنی باقی کی زندگی اس حلیمہ جیسی بن کر نا گزارے۔" اب وہ رکی نہیں تھیں۔ جا چکی تھیں۔ سکینہ بی بی بل کھا کر رہ گئیں۔

"میں نے بھی تجھے اس گھر سے نا نکلوایا تو میرا نام بھی سکینہ نہیں۔"

انہوں نے حقارت سے حلیمہ شاہ کو جاتے ہوئے دیکھا اور پھر جیسے خود سے عہد کیا۔

oooooooooooooooooo

Clubb of Quality Content

یہ مین گجرات تھا۔ جس کے ایک وسیع و عریض میدان میں ایک سات منزلہ بلڈنگ بڑی شان و شوکت سے کھڑی تھی۔ ایسی عمارت جہاں عمارتیں بنانے کا سامان تیار کیا جاتا تھا۔ جہاں دن رات کام کیا جاتا تھا۔ اس عمارت کا مالک اس وقت اپنی رعب دار شخصیت سے چلتا ہوا ورکرز کی جان سولی پر لٹکا چکا تھا۔

بلیک تھری پیس میں، بال پیچھے جمائے، آنکھوں پر سن گلاسز لگائے موبائل پر کسی سے بات کرتے ہوئے وہ ایک ایسے کمرے کی طرف جا رہا تھا، جہاں اس کے علاوہ جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔ اس کمرے میں جا کر اس نے فون کان سے ہٹا دیا۔ یہ اس کا آفس تھا۔ کالے شیشوں سے ڈھکا ہوا۔ وہاں ہر رکھی ہر چیز سیاہ تھی۔ اس نے بلیک گلاس ونڈو کو ایک جانب سلائڈ کیا اور اس کے پار ہو کر اسے واپس بند کر دیا۔ وہاں نیچے کی جانب ایک دروازہ تھا جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ جازم نے جیب سے ایک کی نکالی اور اس سے تالا کھولا۔ دروازہ کھول کر وہ وہاں بنی سیڑھیوں سے نیچے اترتا گیا۔ یہ ایک تہہ خانہ تھا۔ اس کی خفیہ جگہ۔ یہاں پر بہت سارے ریکس بنے ہوئے تھے جن پر ٹائلیں، بلاک، پتھر، اینٹیں اور پتا نہیں کیا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ نظر کا دھوکہ تھا۔ ان سب چیزوں کے اندر اس نے کچھ چھپا رکھا تھا۔ کچھ ایسا جس کا پردہ اس نے صرف اپنے یقین کے لوگوں کے سامنے اٹھایا تھا۔ ورنہ اسے دنیا پر بھروسہ نہیں تھا۔ ایک نظر پورے تہہ خانے میں دوڑا کر وہ وہاں سے واپس آ گیا۔

"مال تیار ہے۔"

کسی کے نمبر پر اس نے میسج بھیج دیا تھا۔ چند منٹ بعد اسی نمبر سے کال آنے لگی۔

"ہاں کہو۔" رک کر اس نے کالر کی بات سنی۔

"اس سب کے لیے مجھے گجرات سے باہر کسی دوسرے شہر زمین لینی ہے۔"

"سیالکوٹ۔"

کہہ کر اس نے فون ٹیبل پر رکھا اور خود کرسی پر بیٹھ کر اپنا لیپ ٹاپ کھول لیا۔ تبھی موبائل پر دوبارہ رنگ ہوئی۔ اس نے بیزار ہوتے فون اٹھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہو۔"

"سر ایک وکیل اس کیس کو لینا چاہتا ہے۔"دوسری جانب کوئی شناسا سی آواز ابھری۔

"کس کی موت نے اسے دعوت دی ہے؟"وہ اس سب میں پہلی دفعہ دل سے مسکرایا تھا۔

"سر وہ موت سے نہیں ڈرتا۔"

"موت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے 'روحیل۔ موت سے تو سب ڈرتے ہیں۔"

"سر وہ.....۔"

"نام بتاؤ۔"وہ چند لمحے خاموش رہا۔

"سید گلفام شاہ۔"

ooooooooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سیٹی ہاؤسنگ میں کئی دفعہ گھومنے آچکے تھے۔ جتنی دفعہ بھی گھوم لو، برہان کا دل نہیں بھرتا تھا اور آیت پہلی بار میں ہی بور ہو جاتی تھی۔ برہان ابھی بھی ان جانوروں کے ساتھ تصویریں لینے میں لگا ہوا تھا اور وہ بور ہوتی ایک شیر کے پنجرے کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔

یہ سیالکوٹ میں موجود ایک بہت خوبصورت جگہ ہے۔ یہاں پر کرائے کے مکان بھی موجود ہیں جہاں اکثر لوگ آکر رہتے بھی ہیں۔ وہاں لوگ اجنبیوں جیسی زندگی ہی گزارتے ہیں۔ پتا نہیں کہاں کہاں سے لوگ آکر وہاں رہتے ہیں۔

یہاں پارک بھی ہیں جہاں بچے کھیلتے ہیں۔ چڑیا گھر بھی ہے جہاں جنگلی جانور بھی موجود ہیں۔ اکثریت یہاں اپنی شادی کے شوٹ بھی کروانے آتی ہے۔ سٹی ہاؤسنگ کو ٹاؤن بھی کہا جاتا ہے۔

اور برہان کو ایسی جگہوں پر جانا اچھا لگتا تھا جبکہ آیت یونیورسٹی بھی مشکل سے ہی پہنچ پاتی تھی۔

"برہان یار بس کر دو۔ میری ہڈیاں ٹوٹ رہی ہیں اب۔" وہ بے چارگی سے بولی تھی۔

"اف آیت۔ تم بیس سال کی عمر میں ساٹھ سال کی سکینہ بی بی لگ رہی ہو۔" وہ اس کی تصویر اتارتے ہوئے بولا۔

"خبردار جو مجھے اپنی دادی کے نام سے بلایا تو۔ ایسی خطرناک دادی ہے تمہاری۔" وہ خاصی بدمزہ ہوئی تھی۔

"خبردار جو میری دادی کو کچھ کہا تو۔ اتنا پیار کرتی ہیں مجھ سے۔ صدقے واری جاتی ہیں میرے۔"

"کہیں میں مر ہی نا جاؤں ان کی تعریفیں سنتے ہوئے۔ بات وہ کرو جو ہضم بھی ہو جائے۔" آیت نے ناک سے مکھی اڑائی۔ تبھی پیچھے سے ایک شیر اس کے قریب آ کر دھاڑا۔ وہ بیچاری ڈر کر وہاں سے بھاگنے کے چکر میں منہ کے بل زمین پر گری تھی۔ برہان جو ابھی ہنسنے ہی لگا تھا، پریشان سا اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا۔

"آیت۔ تم ٹھیک ہو۔" اس نے بمشکل سیدھے ہوتے برہان کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو چکی تھیں۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔" وہ غصے سے کہتی جانے لگی، جب وہ واپس گری۔

"آیت۔"

"ہاتھ نہیں لگانا مجھے۔" وہ غصے سے کہتی پھر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ برہان کندھے اچکاتا ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ وہ بمشکل خود سے اٹھنے کی کوشش میں دو دفعہ واپس گر چکی تھی۔ پھر خفا آنکھوں سے برہان کو دیکھا۔

"اگر میری مجبوری نا ہوتی تو کبھی بھی تم جیسے خودغرض انسان کی مدد نا لیتی۔" کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ برہان کی جانب بڑھایا۔ وہ سنجیدگی سے اس کی قریب آیا اور اسے سہارہ دے کر اٹھایا۔

"کچھ بھی کہا کرو۔ مجھے خودغرض مت کہا کرو۔ میں خودغرض نہیں ہوں آیت۔" اسے سہارہ دیئے وہ اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ آیت نے کچھ نہیں کہا۔ وہ بس خاموشی سے چلتی رہی۔

"سوری۔ میں ہر بار تمہارے....."

"تم ہر بار میرے ساتھ ایسے ہی سلوک کرو گی۔اس لیے سوری بول کر اس لفظ کو بے وقعت نا کرو۔"

اس نے چونک کر برہان کو دیکھا۔برہان نے اسے۔

ایک تو وہ جب بھی اس کی طرف دیکھتا تھا،نگاہیں سیدھا نیلے سمندر پر جاتی تھیں۔وہاں سے واپس لوٹنا مشکل ہوتا تھا۔

"سامنے دیکھ کر چلو۔اگر دونوں گر گئے تو سہارہ دینے والا کوئی نہیں ہو گا۔"اس نے قدرے نروس ہوتے ہوئے کہا تھا۔

وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

oooooooooooooooooooo

رات اک دفعہ پھر ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔ایسے میں شاہ فیملی رات کے کھانے کی میز پر بیٹھی ہوئی تھی۔برہان بھی وہیں تھا۔ایک کرسی اس کے لیے رکھی گئی تھی۔

"تم یہاں رکو گے آج؟"

گلفام نے اس کے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔امی کی دو دفعہ کال آچکی ہے۔کوئی جنگ عظیم میرا انتظار کر رہی ہے۔یہ تو ممانی جان نے روک لیا،ورنہ مجھے ایمرجنسی میں بلایا گیا ہے۔"وہ کھانے کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بولا۔

"کیوں،تم نے شہیدوں کو پانی پلانا ہے؟"آیت نے محض اسے چھیڑنے کے لیے کہا تھا تبھی اس کے پیر کو کسی نے زور سے کچلا۔اس نے گردن موڑ کر نیلم کی جانب دیکھا۔وہ اسے ہی گھور رہیں تھیں۔

"یہ جنگ ہتھیاروں کے بغیر ہوتی ہے۔شہید کوئی نہیں ہوتا،زخمی سب ہو جاتے ہیں۔"

برہان کو شاید اس کی بات کا برا نہیں لگا تھا۔

"میاں تمہاری ماں تو جو بری ہے سو ہے،تمہاری دادی جلتی پر تیل والا کام کرتی ہے۔"

کلثوم بیگم نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ شرمندہ سا ہوا۔

"خود جھگڑیں تو مسلہ نہیں ہوتا نانو۔ دادو جب بابا کو درمیان میں لاتی ہیں، پھر وہ بات بھی کہتی ہیں جو امی نے سوچی بھی نہیں ہوتی۔ وہ تو بابا ہیں جو سمجھ جاتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ کوئی شارٹ ٹمپر بندا ہوتا تو پتا نہیں کیا ہوتا۔" وہ شاید خود بھی اپنے اس ماحول سے تنگ تھا۔

"کیوں بچے کو اس کی دادی سے بد گمان کرتی ہو کلثوم۔ اب ان کی بھی عمر ہو رہی ہے۔ بڑھتی عمر کے ساتھ بندہ پھر سے بچہ ہی بن جاتا ہے۔" شاہ جہان نے دیکھا تھا، برہان کو تکلیف ہوئی تھی۔

"اے رہنے دیں آپ تو۔ جیسے تو آپ سکینہ کو جانتے نہیں ہیں۔ یاد نہیں ہے بچپن میں جب آپ نے غلطی سے اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا تھا۔ کیسے اس نے سارا گھر سر پر اٹھالیا تھا۔ اس کا تو بس نہیں چل رہا تھا آپ کو دنیا سے رخصت کر دے۔" وہ جلے بھنے لہجے میں کہتیں سب کو چونکا گئیں تھیں۔

"دادو آپ کو اپنا بچپن ابھی بھی یاد ہے؟" آیت کو تجسس ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر وہ اتنی ہی بری تھیں تو آپ نے ان لوگوں کو اپنی بیٹی کیوں دی؟"اس سے پہلے کہ دادو آیت کی بات کا جواب دیتیں، گلفام نے استفسار کیا۔

"کیا کروں بیٹا۔ ادیب بہت اچھا لڑکا تھا۔ بالکل برہان کی طرح۔ لڑکے کے منہ کو دے دیا۔ ورنہ اس مکار عورت کو تو کوئی پوچھتا نہیں تھا۔ یہ قبر میں جانے تک ایسے ہی رہے گی۔"

"کیا ہو گیا ہے امی جان۔"وجدان شاہ اس سب میں پہلی دفعہ بولے تھے۔"اللہ نا کرے انہیں کچھ ہو۔ وہ جیسی بھی ہیں، ادیب کی ماں ہیں۔ اللہ کسی اولاد کو اس کی ماں سے جدا نا کرے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لو بھلا۔ میں کونسا اسے بد عادے رہی ہوں۔ بات ہی تو کی ہے۔"

وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھیں اس گھر میں۔ وجدان شاہ بس سر ہلا کر رہ گئے۔

"چلو چھوڑو بھی۔ تم جلدی کرو برہان۔ گھر جاؤ اور مجھے بتا دینا کہ سب ٹھیک ہے یا نہیں۔"دادا جان برہان کا دل بہلانے کے لیے ہلکے پھلکے انداز میں بولے تھے۔ وہ قدرے مسکرا کر اٹھ گیا۔

"اوکے میں چلتا ہوں۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔" سب کو خدا حافظ کہتا وہ چلا گیا۔

"امی احتیاط کیا کریں۔ بچے کو برا لگتا ہو گا۔" نیلم کو لگا جیسے وہ برے دل کے ساتھ گیا ہے، تبھی انہوں نے کہا۔

"لو، جیسے اسے اپنی دادی کا پتا نہیں۔"

"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں دادو۔ میں جب بھی ان کے گھر جاؤں، مجھے ایسے دیکھتی ہیں جیسے میں نے ان کا ادھار دینا ہو۔" آیت نے ناگواری سے اپنی بات کو مکمل کیا۔

"بڑوں کی باتوں میں نہیں بولتے آیت۔" گلفام نے اسے ٹوکا تھا۔

"لیکن بھائی.....۔"

"اور کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ کیا تم میرا گوشت کھانا پسند کرو گی یا اپنی زبان پر کنٹرول؟"

"آپ اتنے سنجیدہ کیوں ہو جاتے ہیں۔ میں نے بس ایک بات کی تھی۔" وہ بیزاریت سے کہتی واپس کھانے پر جھک گئی۔

"آج کل تم کیا کر رہے ہو؟" جب میز پر مکمل خاموشی چھا گئی تب وجدان شاہ نے گلفام کو مخاطب کیا۔

"ایک کیس ملا ہے۔ اس پر کام کروں گا۔ مجرم ڈھونڈنا ہے۔" وہ مصروف سا بولا۔

"کیسا کیس ہے؟" وہ کھانے سے ہاتھ روک چکے تھے۔

"کافی پیچیدہ ہے۔ دعا کیجیے گا۔"

"اللہ خیر کرے۔"

"اگر جان کا خطرہ ہے تو تم اس کیس کو رہنے دو۔" نیلم کی مامتا جاگی تھی۔

"نیلم۔" وجدان شاہ کی ایک سنجیدہ نظر پر وہ چپ کر گئیں۔

Clubb of Quality Content

"ہمیں اس کا ساتھ دینا ہے بچے۔اس کے حوصلے کمزور نہیں کرنے۔"داداجان نے پیار سے سمجھانے والے انداز میں کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میز پر اب مکمل خاموشی تھی۔

oooooooooooooooooooo

"بیٹا جب تم گھر نہیں ہوتے تو یہ بالکل میرے ساتھ نوکروں والا سلوک کرتی ہے۔تمہاری بیوی مجھے اب انسان نہیں سمجھتی۔"ادیب شیرازی کچھ دیر پہلے ہی کام سے واپس آئے تھے۔آتے ساتھ ہی سکینہ بیگم کی شکایتیں شروع ہو گئیں تھیں۔ساتھ ہی کچن میں حلیمہ بیگم اپنے شوہر کے لیے تازہ روٹی بنا رہی تھیں۔وہ ان شکایتوں کی عادی تھیں،اس لیے خاموشی سے اپنے کام میں مگن رہیں۔

"ابھی بھی میں ہی تمہارے لیے کھانا بنا رہی تھی۔یہ اندر سکون سے لیٹی ہوئی تھی۔تمہارے آنے کا وقت ہوا تو فوراً کچن میں آ گئی۔"میرال ڈرائنگ روم میں بیٹھی اپنا کالج کا کام کر رہی تھی۔وہ ان روز روز کے ڈراموں سے عاجز تھی۔اس کی ویسے بھی گھر والوں کے ساتھ کم ہی

بنتی تھی لیکن دادی تو اسے بالکل ہی پسند نہیں تھی۔ ابھی بھی وہ پڑھ کم اور باتیں زیادہ سن رہی تھی۔

"اس نے آج مجھے کھانے کا طعنہ دیا ہے بیٹا۔ آج میرے حلق سے کچھ نہیں اتر رہا۔" وہ روایتی ساسوں کی طرح رونا شروع ہو چکی تھیں۔

"بس کریں امی۔ کتنا روئیں گی۔ میں بات کروں گا اس سے۔ پلیز آپ پریشان نا ہوں۔" ماں کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے انہوں نے اپنی ماں کو ساتھ لگایا۔

"تمہیں میں نے برہان کی دفعہ ہی کہا تھا چھوڑ دو اسے۔ آنے والے بچے کو ختم کروا کر جان چھڑواؤ اس عورت سے۔ نا یہ سب ہوتا اور نا تمہاری دوسری اولاد۔"

"امی یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ وہ میری بیوی بچے ہیں۔ میں ان کے بارے میں....."

"بیوی بچے نہیں۔ بچہ اور بچی۔ اگر بچی کی جگہ بچہ ہو جاتا تو تیرے دو بازو ہوتے بیٹا۔ بیٹی کیوں پیدا کر لی۔" وہ باقاعدہ رونا شروع کر چکی تھیں۔ حلیمہ کی برداشت ختم ہو رہی تھی لیکن میرال کی ہو چکی تھی۔ وہ آتش فشاں کی طرح ڈرائنگ روم سے باہر آئی۔

"تو آپ خود کیوں ایک عورت بن کر پیدا ہوئیں ہیں۔ وہ جو دو طوفان بیٹیاں ہیں آپ کی۔ انہیں کیوں پیدا ہوتے ہی نہیں مار دیا۔ مجھ پر ہی کیوں اپنی حاسد نظریں رکھے بیٹھی ہیں آپ سکینہ بی بی۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنی دادی کا قتل ہی کر دے۔ دادی ہک دھک اسے دیکھے گئیں۔ حلیمہ بیگم کو اب قدرے سکون آ گیا تھا جبکہ ادیب صاحب کو غصہ آیا تھا۔

"میرال بیٹا تم اندر جاؤ۔" انہوں نے بہت آرام سے کہا تھا۔

"میں کیوں اندر جاؤں بابا۔ جب بھی امی اور دادی کی لڑائی ہوتی ہے، دادی میرا ذکر ایسے کرتی ہیں جیسے میں ان وانٹڈ چائلڈ ہوں۔ میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر اتنی ہی بری ہوں تو مار دیں ایک ہی دفعہ میں مجھے۔" وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرال میری جان۔"وہ سکینہ بیگم کو چھوڑ کر اپنی بیٹی کے پاس آئے تھے۔اسے ساتھ لگانا چاہا لیکن وہ دور ہو گئی۔

"مجھے یہ پیار مت دکھایا کریں بابا۔میرے لیے یہ سارا پیار اسی دن ہوا ہن کر ختم ہو گیا تھا، جس دن مجھے میرے پسندیدہ سبجیکٹ رکھنے سے منع کیا گیا تھا۔یہ سب کچھ اس بڑھیا کی سازش کی تحت ہوا تھا۔مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے۔"

"میرال اب تم نامناسب الفاظ کا استعمال کر رہی ہو۔"ادیب صاحب نے اسے تنبیہہ کی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں کچھ نہیں کہتی اور نا کہنا چاہتی ہوں۔اگر آپ کی یہ والدہ ماجدہ میرا ذکر چھوڑ دیں تو۔ اگر انہیں بیٹیاں اتنی بری لگتی ہیں تو جائیں جا کر پہلے اپنی بیٹیوں کو گلا گھونٹے اور پھر اپنا۔"

"میرال۔"ادیب صاحب کا ہاتھ اٹھا تھا اور یہاں حلیمہ کے قدموں تلے زمین نکلی تھی۔ میرال کے سامنے اس کا بھائی دیوار بن کر کھڑا ہو گیا تھا لیکن ادیب صاحب کا ہاتھ بھی ہوا

میں معلق رہ گیا تھا۔ وہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانے کے سخت خلاف تھے اور آج وہ اپنی ہی بیٹی کو مارنے جا رہے تھے۔

"بابا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ منہ پھٹ ضرور ہے لیکن آپ اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔" وہ اپنے آنسوؤں کو حلق سے واپس اتار کر قدرے سنجیدگی سے بولا تھا۔

"اسے سمجھاؤ بیٹا۔ وہ ماں ہے میری۔ ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف بیوی بچے۔ میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔ کوئی میری بھی تکلیف کو سمجھے۔ نا میری ماں مجھے سمجھتی ہے اور نا میری اولاد۔ تم سب میرے لیے سوائے آزمائش کے اب کچھ نہیں ہو۔ کوئی میری تکلیف کا ساتھی نہیں ہے۔" وہ ہارے ہوئے لہجے میں کہتے سیڑھیوں کی جانب چلے گئے۔ باقی سب پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ انسان اک عرصے سے کتنی اذیت برداشت کر رہا تھا، یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن سب کو اسی سی شکایتیں تھیں۔ آج وہ نا جانے بے بسی کی کس انتہا پر تھا کہ وہ اپنا غم کہہ گیا۔ اس کے غم نے سب کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تکلیف دی تھی سوائے ایک انسان کے۔ وہ انسان جسے سب سے زیادہ تکلیف ہونی چاہیے تھی، اسے جیسے پرواہ ہی نہیں تھی۔ وہ ادیب شیرازی کی ماں تھیں۔

"اچھا تھا، ایک تھپڑ تیرے اس بدصورت چہرے پر لگ ہی جاتا۔ منہوس ماری بندھ باندھ کر آئی ہے۔" وہ جلے کٹے لہجے میں کہتی کمرے کی جانب چلی گئیں۔

وہ سب اسی طرح اپنی اپنی جگہ پر بت بنے کھڑے رہے۔

oooooooooooooooo

وہ اس وقت اپنے روم میں بیٹھا وائن سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ساتھ ساتھ موبائل پر کسی سے بات بھی کر رہا تھا۔ جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"اندر آجاؤ۔" اجازت ملنے پر دروازے سے کوئی چالیس سال کا آدمی اندر آیا۔

"کہو۔" وہ مصروف سا بولا۔

"سر شہر میں قتل ہو گیا ہے۔"

جازم نے چونک کر سر اٹھایا۔بال ماتھے پر بکھر گئے تھے۔

"میرے علاوہ یہ جرآت کون کر گیا؟"

"سر دشمنی میں ہوا ہے۔"

"قتل تو دشمنی میں ہی ہوتا ہے۔"وہ پرسکون سا بولا تھا۔

"سر آ....آپ اکثر.....دشمنی کے....بغیر.....۔"بات پوری ہونے سے پہلے اس کی گردن جازم کے ہاتھ میں آچکی تھی۔سارے الفاظ حلق میں دم توڑ گئے تھے۔

"بولو.....میں سن رہا ہوں۔"

"س.....سر چھ.....چھوڑ دیں.....در.....درد ہو رہا ہے۔"وہ جیسے منتیں کر رہا تھا۔

"کتنا درد ہو رہا ہے۔"اس کی لبوں پر بے رحم سی مسکراہٹ تھی۔

"ب.....بہت زیادہ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دباؤ مزید بڑھ گیا۔

"اب؟"

"سر..... میرا..... میرا سانس...۔"

"کیا موت جیسی تکلیف ہو رہی ہے؟"وہ کتنی سفاکیت سے پوچھ رہا تھا۔واضح تھا کہ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آچکی تھیں۔

"میں.... مر.....رہا.....۔"

"یہ درد کی آواز.....مُجھے موسیقی لگتی ہے۔کانوں کو اندر تک سکون مل جاتا ہے۔تڑپو۔درد کی شدت سے آوازیں نکالو۔مُجھے راحت مل رہی ہے۔"اس کو زمین پر پھینک کر اب اس نے اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھا تھا جس پر بھاری بوٹ پہنا ہوا تھا۔اس آدمی کا منہ کھل چکا تھا۔جازم نے اپنی آدھی بچی وائن کو اس کے کھلے منہ کے اندر انڈیلنا شروع کیا۔وائن آدھی باہر گر رہی تھی اور آدھی منہ کے اندر جا رہی تھی۔

"چیلنجو۔ بولو تمہیں درد ہو رہا ہے۔" وہ سفاکیت سے بولتا رہا اور جانے والا نا جانے کب کا جا چکا تھا۔

ہاں وہ آدمی مر چکا تھا۔ آخر کو کوئی کتنی تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔ مرنے والا بے گناہ نہیں تھا لیکن اس وقت وہ بنا قصور کے ہی مارا گیا تھا۔

کیونکہ قتل جازم مرزا کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ وہ قتل کے لیے قصور نہیں دیکھتا تھا، موڈ دیکھتا تھا۔ دوسروں کی تکلیف اسے راحت دیتی تھی۔

یہ حسن رائیگاں تھا، اگر یہ بے رحم تھا۔ اگر اس میں انسانیت نہیں تو یہ اس کی بدصورتی تھی۔

ٹین ایجز کو ایسے کِلرز پر کرش آتا ہو گا لیکن اگر کوئی میچور ایسے قاتل کو کہیں دیکھے گا تو وہ اس کے خلاف ایکشن لے گا بجائے اسے اپنا کرش بنانے کے۔

وہ بے گناہوں کی جان بھی لیتا تھا، اور چھوڑتا اپنے قریبی لوگوں کو بھی نہیں تھا۔ وہ برا تھا یا اسے بنایا گیا تھا۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

اگلے ایک گھنٹے تک لاش بیک یارڈ میں دوسری لاشوں کو رونق بخش چکی تھی۔ وہاں نا جانے کتنی اور قبریں تھی جن کے نام نشان تک مٹائے جا چکے تھے۔ یہ گھر، گھر کم اور قبرستان زیادہ تھا۔ کیونکہ یہ جازم مرزا کا ڈیرہ تھا۔

اس کی آنکھیں تاریک تھیں

اس کا دل کالا تھا

وہ قتل کر کے

چلا جاتا تھا

اور پیچھے مڑ کر

نا دیکھتا تھا

خوبصورت چہرہ

اس پر بھی شیطانی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مسکراہٹ

ایک بے رحم شہزادہ

جو خون کا ہے پیاسا

اگر تم اس کی محبت

میں پھنس جاؤ

تو کبھی خود کو

آزاد نہیں کرو

سکو گے

یہ جال ہے ایسا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:02

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہر اقبال میں اس وقت شام روئے زمین پر اتر چکی تھی۔ ہر طرف سے مغرب کی صدائیں بلند ہو رہیں تھیں۔ نمازی مسجدوں کو جا رہے تھے اور گمراہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں ہی مصروف تھے۔ ایسے میں گجرانوالہ کے ایک مڈل کلاس گھرانے کے ایک کچن میں ایک بتیس سالہ لڑکی کھانا پکانے میں مصروف نظر آئی۔ اس کے پاس ہی ایک چار سال کا بچہ اپنا

اسکول ورک کر رہا تھا۔ چاول کو دم پر لگا کر زارا اپنے بیٹے کو وہیں چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے کمرے میں چلی گئی۔ کسی کمرے سے ایک خاتون نکل کر باہر آئیں۔ ان کے نقش خوبصورت زارا سے ملتے جلتے تھے۔ انہوں نے چھوٹے بچے کو مصروف پایا تو چپکے سے کچن میں چلی آئیں۔ ہنڈیا کا ڈھکن اٹھایا تو چکن کی خوشبو سارے میں پھیل گئی۔ ڈھکن ایک طرف رکھ کر پاس رکھا نمک کا ڈبہ اٹھایا اور تین چمچ بھر کر نمک کے سالن میں ڈال دیئے۔ اس کے بعد مرچ کے تین چمچ ڈال کر وہ خاموشی سے واپس چلی گئیں۔

وہ چھوٹا بچہ اپنے کام میں مصروف رہا۔

"خالہ امی کھانا لگ گیا ہے۔ آجائیں۔" زارا نماز پڑھنے کے بعد کھانا لگا چکی تھی۔ اب وہ اپنی ساس کو بلانے آئی تھی جو رشتے میں اس کی خالہ لگتی تھیں۔ وہ جائے نماز پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہیں تھیں۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔ جب دل کرے گا۔ کھالوں گی۔" حقارت سے کہتی وہ اپنی تسبیح پڑھنے میں مصروف رہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم تین ہی تو لوگ ہیں۔ ساتھ کھا لیتے ہیں۔ بعد میں آپ اکیلی کھائیں گی تو مزا نہیں آئے گا آپ کو۔" وہ بہت پیار سے بول رہی تھی۔ صفیا بیگم کو زارا کے اس پیار سے بھی نفرت تھی۔ وہ مصلے کو طے لگاتی غصے سے وہاں سے اٹھیں۔

"ہاں تو جب تم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دوسرے ملک اپنے میاں کے پاس چلی جاتی ہو۔ تب میرا خیال نہیں آتا؟ تب کہاں جاتا ہے تمہارا یہ احساس؟"

وہ ایک ماہ پہلے ہی اٹلی سے واپس آئی تھی۔ پاکستان میں وہ اپنے رشتہ داروں کو ملنے آتی تھی۔ ابھی بھی اس کے بیٹے کو چھٹیاں تھیں تو وہ چلی آئی۔ جلد ہی اسے واپس جانا تھا۔ وہ تین ماہ سے پھر سے امید سے تھی۔

"امی تب مجبوری....."

"او بی بی۔ رہنے دو یہ مجبوریاں۔ وہ تو میری بیٹی کو میرا احساس ہے ورنہ تم تو چاہتی ہو کہ ساس مر جائے اور تم عیش کرو۔"

"امی میں ایسا کیوں چاہوں گی۔ میں پیار کرتی....۔"

"جاؤ باہر۔" نخوت سے کہتے انہوں نے زارا کے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔

اسے دکھ ہوا تھا۔ جب اس کی امی کا انتقال ہوا تھا تو اس کے کچھ عرصے بعد ہی اس کی خالہ نے اس کے لیے اپنے بیٹے سفیان کا رشتہ ڈالا تھا۔ ابو نہیں مانتے تھے تو وہ منتوں پر اتر آئیں تھیں۔ ان کا روزانہ زارا لوگوں کے گھر چکر لگتا تھا۔ آخر ایک دن زارا کے بھائی نے ہاں کر ہی دی۔ انہیں لگا تھا کہ خالہ ہیں۔ آخر کیا برائی ہے۔ اتنی چاہت سے مانگتی ہیں، انکار کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ خالہ ہی تو ہے۔ کونسا غیر ہے۔ پانچ سال پہلے ہی زارا اور سفیان کی بہت دھوم دھام سے شادی ہوئی تھی اور شادی کے ایک ماہ بعد ہی خالہ نے اپنے اصلی رنگ دکھانے شروع کر دیئے تھے۔ اور اب حال یہ تھا کہ زارا کا بیٹا عبید اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا جو اپنے رونے پر ضبط کیے پلیٹ میں کھانا نکال رہی تھیں۔ وہ دونوں ماں بیٹا کچن میں ہی بیٹھ گئے تھے۔ جیسے ہی زارا نے لقمہ منہ رکھا، اسے زبردست قے آئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور یہ وہ لمحہ تھا جب اسے لگا کہ زندگی اب مزید مشکل ہونے والی ہے۔ وہ جان گئی تھی کہ یہ حرکت اس کی ساس کی ہے۔ اسے ڈھیر سارا رونا آیا تھا لیکن عبید کے سامنے رو نہیں سکتی تھی۔

"مما کیا ہوا۔ کھانا کھلائیں، بہت بھوک لگ رہی ہے۔" وہ معصومیت سے کہتا اپنی ماں کے دل پر چھری چلا گیا تھا۔

"کھانے میں مرچ بہت تیز ہو گئی ہے۔ میں آملیٹ بنا دیتی ہوں۔"

کہتے ہوئے وہ اٹھ گئی۔ عبید نے محض سر ہلا دیا۔

oooooooooooooooooooooooo

رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ ادیب صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے لیپ ٹاپ پر کچھ مصروف سے نظر آئے تھے۔ حلیمہ بیگم پاس ہی عشا کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ دروازے پر دستک ہوئی تو انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے پر وہ دونوں کھڑے تھے۔

"اندر آجاؤ۔" وہ بغیر کسی تاثر کے کہتے واپس لیپ ٹاپ میں مصروف ہو گئے۔ وہ دونوں ایک ساتھ کمرے میں آئے۔ برہان ایک طرف صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ میرال قدم قدم چلتی باپ کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ ادیب شیرازی مصروف رہے۔

"بابا۔ مُجھے معاف کر دیں۔" ادیب صاحب نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرال کے سر کو جھکا ہوا پایا۔ اس بات کو دو دن گزر گئے تھے لیکن ان گزرے دنوں میں ان باپ بیٹی کا سامنا نہیں ہوا تھا یا شاید ادیب اس سے بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔ نا ہی میرال میں باپ کا سامنا کرنے کی ہمت تھی۔ آج برہان اسے زبردستی اپنے ساتھ لایا تھا کیونکہ دو دن سے گھر کا ماحول آکورڈ ہوا پڑا تھا۔

"میں جانتی ہوں میں نے دادو کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔ میں ان سے بھی معافی مانگ لوں گی۔" قریب تھا کہ وہ رو دیتی۔ ادیب صاحب نے اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

"بیٹیاں اگر باپ کے سامنے سر جھکا لیں تو سمجھ جانا چاہیے کہ وہ انسان باپ کے معیار پر پورا نہیں اتر رہا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرال کا چہرہ تر ہونے لگا۔

"بیٹیاں ادب میں سر جھکاتی ہیں بابا۔" وہ کمزور سی آواز میں بولی۔

"ادب سے سر جھکنا اور ہے اور شرمندگی سے سر جھکنا اور۔"

"میں شرمندہ ہوں بابا۔"

"تو میری بیٹی بھی ایک بات کان کھول کر سن لے۔ اس کا باپ کبھی نہیں چاہتا کہ اس کی بیٹی کا سر اپنے حق کے لیے لڑ کر جھکے۔"

وہ چونکی۔

"بابا۔ میں نے دادو کے ساتھ بدتمیزی کی ہے۔"

"تو آئندہ کوشش کرنا کہ حق کی بات رعب کے ساتھ کرو، بدتمیزی کے ساتھ نہیں۔ حق کے وقت رعب میں تمہارا باپ تمہارے ساتھ کھڑا ہو گا۔ لیکن اگر بدتمیزی کرو گی تو باپ کو تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں دو گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا میں وکالت پڑھنا چاہتی تھی۔ تب آپ نے میرا ساتھ کیوں نہیں دیا؟"ادیب کی باتوں نے اس کی ڈھارس بندھائی تو اس نے اک پرانا شکوہ بھی کر دیا۔

"کیا تم اپنے لیے لڑی تھی؟"میرال کی ساری دنیا جیسے رک گئی تھی۔ وہ دونوں باپ بیٹی بول رہے تھے اور وہ دونوں ماں بیٹا خاموش سامع بنے ہوئے تھے۔

"تم بتاؤ، تم اپنے لیے لڑی تھیں؟ نہیں نا۔ بغیر لڑے ہی ہار مان لی۔"

"م....مجھے لگا آپ میرا ساتھ....."

"تمہیں لگا اور تم نے اپنا خواب مار دیا۔ لیکن اب ایک دفعہ پھر تمہیں موقع ملے گا۔ اپنے لیے لڑنا۔"

"اب کب؟"

"اپنا انٹر کلیئر کرو۔اس کے بعد خوب لڑنا۔میں تمہارے ساتھ ہوں۔"انہوں نے مسکرا کر کہتے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اس کے سامنے کی۔وہ روتی ہوئی ہنس دی اور پھر ہاتھ کی مٹھی بنا کر باپ کی مٹھی سے مس کی۔ادیب صاحب نے اپنی بیٹی کو زور سے اپنے ساتھ لگایا۔

"میرا بہادر بیٹا۔"

"اور میں بہادر بیٹی ہوں؟"برہان نے ناک منہ چڑھا کر پوچھا تھا کمرے میں بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔

"بابا آپ کی بیٹی بہت ڈرامے باز ہے۔دو دن سے رو رو کر میرا دماغ کھایا ہوا ہے اور اب ایسے ہنس رہی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔"

وہ میرال کو چڑانے والے انداز میں کہتا رہا اور وہ بغیر چڑے باپ کے گلے سے لگی رہی۔

oooooooooooooooooooo

وہ اس وقت آفس کے تہہ خانے میں موجود تھا۔ تہہ خانے میں موجود سامان کا جائزہ لیتے ہوئے ساتھ ساتھ ایک گاڑی کے اندر سامان لوڈ کروا رہا تھا۔ تہہ خانے میں اس کے ساتھ دو لوگ اور موجود تھے جو یہ نہیں جانتے تھے کہ تہہ خانے کے اوپر کیا ہے۔ ان میں سے ایک مالک تھا اور دوسرا ڈرائیور۔ وہاں ایک بہت بڑی اور وسیع سرنگ تھی۔ جہاں سے وہ آئے تھے اور اب یہیں سے وہ سامان لے کر جانے والے تھے۔ ڈرائیور پانچویں دفعہ آیا تھا، کیونکہ سرنگ سے ایک ساتھ اتنا سامان لے جانا مشکل تھا۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ یہاں سے خفیہ طور پر جانے والا تھا۔ وہ بلاکس جو بلاکس نظر آتے تھے، ان کے اندر منشیات بھری ہوئیں تھیں۔ یعنی جازم مرزا منشیات بیچتا تھا۔

"کیا قیمت ہے اس سارے سامان کی؟"

صفدر بیگ ایک بہت بڑی کمپنی کا مالک تھا۔ جسے لوگ بیگ کنسٹرکشن کے نام سے جانتے تھے۔ بیگ کنسٹرکشن، تعمیراتی سامان اسی کمپنی سے لے کر جاتی تھی۔ ان دونوں کے تعلق بظاہر بھی اتنے ہی مضبوط تھے، جتنے خفیہ طور پر۔ جازم مرزا اپنی منشیات صفدر کو بیچتا تھا اور

صفدر آگے ایک کمپنی کے مالک تک پہنچاتا تھا اور آگے کا کام چھوٹے موٹے لوگ چند پیسوں کے لیے کرتے تھے۔ نوجوان نسل میں یہ بہت عام ہو رہا تھا۔ جہاں کوئی نیا مکان تعمیر ہو رہا ہوتا، وہاں اکثر نوجوان لوگ اپنے اس شوق کو پورا کرنے چلے جاتے تھے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان اینٹوں، پتھروں میں منشیات بھری ہو سکتی ہے۔

"پانچ کروڑ۔" صفدر کے گاڑی میں سامان لوڈ کرتے ہاتھ رکے۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟" اس کے ماتھے پر لکیریں ابھریں۔ جازم نے بھنویں اچکائیں۔

"پانچ کروڑ مانگ رہے ہو تم صرف پانچ سو بلاکس کا۔ کہیں خود بھی تو نشہ نہیں کرنے لگ گئے؟"

اس کی بات پر جازم مرزا کا قہقہہ بلند ہوا۔ پھر وہ چھلانگ لگاتا بلاکس کے ڈھیر کے اوپر بیٹھ گیا۔

"تم جانتے ہو۔ یہ میرا شوق نہیں ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں جانتا ہوں۔ تمہارے شوق بہت بڑے ہیں۔" وہ نخوت سے کہتا رخ موڑ گیا۔

"کب دے رہے ہو میرا پیسہ؟" وہ اس کی پشت پر نظریں جمائے بولا۔

"پانچ لاکھ پر آؤ تو سوچا....." اس کی بات منہ میں رہ گئی تھی جب اسے اپنی گردن پر کچھ ٹھنڈا سا محسوس ہوا۔ وہ مڑ نہیں سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ جازم مرزا کے بندوق کی نال ہے۔

"تم تو جانتے ہو۔ قتل میرا پسندیدہ مشغلہ ہے اور موت میرا پسندیدہ کھیل۔ تم کیوں یہ کھیل میرے ساتھ کھیلنا چاہتے ہو؟" وہ پرسکون سا بولا۔ وہ پینک نہیں ہوتا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ نیچے کرو اسے۔ تم جانتے ہو نا کہ یہ مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہے۔"

"دوسری دفعہ۔ دوسری دفعہ تم نے مجھے پوچھا ہے کہ کہیں میرا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ تم فکر نہیں کرو، جس دن دماغ خراب ہوا، اس دن تمہیں یہ پوچھنے کا موقع نہیں دوں

گا۔" کہتے ہوئے اس نے بندوق واپس رکھی اور چند قدم دور ہو گیا۔ صفدر نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔

"ابھی میرے پاس....اتنا پیسہ نہیں ہے۔"وہ تیز ہوتے سانس کے ساتھ بولا۔

"چلو جتنا پیسہ ہے۔ اتنا سامان لے جاؤ۔"

"جازم....۔"

"وقت ختم۔ چلو جاؤ۔ شاباش۔"وہ ٹھنڈے لہجے میں کہتا جانے لگا۔

"او کے شام....."

"ابھی۔"وہ رکا لیکن مڑا نہیں۔ صفدر نے چند گھونٹ صبر کے بڑی مشکل سے اپنے حلق سے اتارے۔ موبائل نکالا اور چند بٹن دبائے۔

دو تین منٹ بعد جازم کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

Clubb of Quality Content

"اب اگلے پانچ ماہ تک یہاں کا رخ نا کرنا۔" کہتے ساتھ ہی وہ تہہ خانے سے نکل چکا تھا۔ پیچھے صفدر ملامتی نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

"لعنت ہو تم ہر جازم، لعنت۔ گھٹیا انسان۔"

غصے سے کہتا وہ گاڑی میں بیٹھا اور اسے وہاں سے لے گیا۔ پیچھے سامان والی گاڑی بھی چل پڑی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

گلفام اپنے کیس کے سلسلے میں گجرات آیا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور وکیل تھا۔ دونوں سیاہ سوٹ میں اس وقت ایک مڈل کلاس گھرانے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک چھوٹا سا ہال تھا اور ہال ہی میں مین گیٹ تھا۔ اس وقت وہ ہال میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ایک عورت اور ایک مرد تھا۔ عورت کوئی چالیس سال کی لگتی تھی، جس نے اپنا چہرہ بڑی سی بھوری چادر میں چھپایا ہوا تھا، جبکہ مرد عورت سے چار پانچ سال بڑا لگتا تھا۔

"اگر آپ لوگ میرا ساتھ دیں تو آپ کی بیٹی کو انصاف مل سکتا ہے۔" گلفام بضد لگتا تھا۔

"دیکھیں صاحب جی۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ انصاف ہمارے گھروں میں آنے سے پہلے، رشوت بن کر امیروں کی جھولیوں میں گر جاتا ہے۔ ہم معاف کر دیں۔ ہم کوئی انصاف نہیں چاہتے۔"

گلفام نے اپنے ساتھ بیٹھے شہرام کا منہ دیکھا۔ دونوں کی عمر ایک ہی تھی۔

"میں آپ سے وعدہ کر رہا ہوں کہ ہم آپ کی بیٹی کو انصاف دلا دیں گی۔ آپ بس ایک اس انسان کا نام بتا دیں، جس پر آپ کو شک ہے؟"

"ہمیں کسی پر شک نہیں ہے۔ بس آپ ہماری جان چھوڑ دیں۔"

"آپ سمجھنے کی کوشش....."

"آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔" اس آدمی نے گلفام کی بات کو درمیان میں کاٹتے ہوئے سختی سے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو کس کا ڈر ہے؟"اب کے شہرام نے پوچھا تھا۔

"ہمیں کسی کا ڈر نہیں ہے۔بس آپ ہمیں اکیلا چھوڑ دیں۔"

"بیٹی کو تو ہم کھو ہی چکے ہیں۔اب ہم نہیں چاہتے کہ جو دو بچے ہمارے پاس رہ گئے ہیں،وہ بھی کسی دشمنی کی بھینٹ چڑھ جائیں۔"عورت نے سخت مگر ختمی لہجے میں کہا تھا۔

وہ دونوں لب بھینچ کر رہ گئے۔

"آپ ہم پر بھروسہ.....۔"

"مہمان چلے جائیں تو دروازہ بند کر دینا۔"

وہ آدمی کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا تھا۔جبکہ وہ دونوں اسے جاتا ہوا دیکھتے رہ گئے۔عورت بھی اٹھ کر دروازے تک آ گئی۔ان دونوں نے ایک دوسرے کا منہ دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے خیال سے عزت اسی میں ہے۔" شہرام شانے اچکاتا وہاں سے اٹھ گیا۔ جبکہ گلفام طے کر چکا تھا کہ وہ یہ کیس ضرور لڑے گا۔ ان دونوں کے جاتے ہی عورت نے ٹھاہ سے دروازہ بند کیا تھا۔

"سنا تھا، آج بھی دیکھ لیا۔ گجرات کے لوگ بہت سرد مزاج ہیں بھئی۔" شہرام نے قدرے ناگواری سے اپنے ارد گرد نظر دوڑائی اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

"ابھی تو واسطہ پڑا بھی نہیں اور تم ابھی سے ڈر گئے؟"

گلفام نے اسے چوٹ کروائی تو اس نے تیورا کر گلفام کو دیکھا۔

"مجھے نہیں لگتا ہم اس کیس میں بن بلائے مہمان بن رہے ہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ وہ بیٹی کے عوض رقم لے چکے ہوں۔" شہرام کی بات پر گلفام نے سوچتی نظروں سے اس گھر کو دیکھا۔

"اگر یہ بات ہے تو میں بھی معاملے کی تہہ تک جاؤں گا۔"

"جان کا خطرہ ہے۔ سوچ لو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے موت سے مت ڈراؤ شہرام۔ میں اس جنگ میں آیا ہوں تو گولی سینے پر ہی کھاؤں گا۔ کوئی بھی مجھے موت سے نہیں ڈرا سکتا۔"

یہ تو شہرام جانتا تھا کہ گلفام کتنا جذباتی ہے اور اپنے کام سے محبت تو اسے اس دن ہو گئی تھی، جس دن اس نے وکالت کی کتاب اپنے ہاتھ میں پکڑی تھی۔

"مجھے صرف ایک بات سے ڈر لگتا ہے۔" اس کے لہجے میں اچانک سے اداسی گھل گئی تھی۔

شہرام نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کس بات سے؟" وہ چند لمحے خاموش رہا۔

"میں اپنی ماں سے بچھڑ جاؤں گا۔"

اور شہرام کچھ نہیں بول سکا۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہ گھرانہ اپنے رات کے کھانے پر ایک ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔باقی سارے تو کھانے میں مصروف تھے لیکن گلفام کچھ الجھا الجھا سا لگتا تھا۔جسے وجدان شاہ ہی نوٹ کر رہے تھے۔

"کیا بات ہے؟ پریشان لگ رہے ہو؟"

آخر کار انہوں نے پوچھ ہی لیا تھا۔سب کی نظریں وجدان شاہ کے بعد گلفام کی جانب اٹھی تھیں۔

"نہیں بابا۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"وہ قدرے مسکرا کر بولا۔

"گجرات گئے تھے تم آج کسی کیس کے سلسلے میں؟وہاں کوئی پریشانی ہے؟"وہ ساتھ ساتھ کھانا بھی کھا رہے تھے۔گلفام چند لمحے خاموش رہا۔پھر ایک لمبی سانس خارج کی۔

"وہ ایف آئی آر درج نہیں کروانا چاہتے۔بقول ان کے،ان کو انصاف نہیں ملے گا لیکن پولیس کو رشوت مل جائے گی۔"میز پر ایک بار پھر مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

"اگر وہ قاتل کو معاف کر رہے ہیں تو تم بھی اس کیس میں نا پڑو۔ چھوڑ دو۔" وجدان شاہ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"بابا.... میں اس کیس کی تہہ تک جاؤں گا۔" وہ اٹل تھا۔

"تم جانتے ہو، جس علاقے میں تم گئے تھے، وہاں کتنے بڑے بڑے کرمنلز ہیں۔ اور گجرات تو ایسے ملزمان سے بھرا پڑا ہے۔" وہ باپ بیٹا بول رہے تھے اور باقی سارے خاموش سامع بنے ہوئے تھے۔

"ایسے ظالم تو ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنا کام کرتے رہیں، ہم اپنا کرتے رہیں گے۔"

"تمہارا باپ ٹھیک کہہ رہا ہے گلفام۔ جب مقتولہ کے گھر والے کوئی ایکشن نہیں لے رہے تو تم کیوں اس میں الجھ رہے ہو۔ کیا معلوم اس کے پیچھے کسی بڑے کرمنل کا ہاتھ ہو۔ کیوں اپنی جان خطرے میں ڈال رہے ہو۔" داداجان نے وجدان شاہ کی تائید کرتے ہوئے گلفام کو سمجھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"داداجان۔"وہ حیران ہی تو ہوا تھا۔"آپ سب نے خود کہا تھا کہ اگر میں اس سفر پر نکل گیا ہوں موت کو گلے لگالوں لیکن ہار کر واپس نا آؤں۔ کیا میں.....۔"

"کہنا بہت آسان ہے۔ سہنا بہت مشکل۔"وجدان سنجیدگی سے کہتے اٹھ گئے تھے اور اپنے پیچھے ایک لمبی خاموشی چھوڑ گئے تھے۔

oooooooooooooo

رات کے دس بج رہے تھے جب وہ دستک دے کر کمرے میں آئی۔ گلفام بیڈ پر لیپ ٹاپ ہاتھ میں لیے اپنا کوئی کام کر رہا تھا۔ آیت کو دیکھ کر اس کے ہاتھ رکے۔

"تم...اس وقت۔ سب ٹھیک ہے؟"کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا اور پھر آیت سے پوچھا۔

وہ چپ رہی اور اسی خاموشی سے دو قدم چل کر اس کے قریب آئی۔ بولنے سے پہلے اس کی آنکھیں چھلکیں۔

"گڑیا اب تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔"وہ بیڈ سے اتر کر اس کے پاس چلا آیا۔

"بتاؤ کیا ہوا ہے؟ برہان نے کچھ کہا ہے؟"اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر؟ امی نے کچھ کہا ہے؟"وہ پھر سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"تو پھر یہ بنا موسم کے برسات کیوں ہو رہی ہے؟"

وہ روتے ہوئے گلفام کے سینے سے لگ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔ حیرت سا اس کا منہ کھل گیا۔

"پاگل ہو گئی ہو؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟"

"میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں آپ کے بغیر کیا کروں گی بھائی۔ آپ نہیں ہوتے تو ایسا لگتا ہے اس دنیا میں کچھ بھی اچھا نہیں ہے۔ میں آپ کے بغیر اکیلی ہو جاتی ہوں۔"

"یہ اتنی جذباتی جملے کہاں سے سیکھ کر آئی ہو؟ کونسی مووی دیکھ لی ہے؟" گلفام نے اس کے کندھوں سے پکڑ کر اسے خود سے علیحدہ کیا۔ وہ نم آنکھوں سے گلفام کو دیکھتی رہی۔

"میں آپ کو کھونا افورڈ نہیں کر سکتی بھائی۔بابا کی بات مان لیں۔"وہ بے بسی سے بولی تھی۔وہ جانتی تھی گلفام نہیں مانے گا۔وہ اپنے کام سے اپنے رشتوں سے زیادہ محبت کرتا تھا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔"

"بھائی اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو....۔"

"اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم بابا کی بہادر بیٹی بن جانا۔"وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے بولا۔

"میں کبھی آپ کی جگہ نہیں لے سکتی۔"

"میں نے کب کہا کہ تم میری جگہ لینا۔بلکہ تم اپنی جگہ بنانا۔اپنا اک مقام۔"

"میں اتنی بہادر نہیں ہوں بھائی۔میں بہت بزدل ہوں۔"

"مجھے آج تک ایک ہی لفظ سے نفرت رہی ہے اور وہ ہے...بزدل۔مجھے ہار قبول ہے لیکن بزدلی نہیں۔میں لڑ کر ہار جاؤں گا لیکن بزدلی دکھا کر نہیں۔اس لیے مجھ سے....۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کبھی آپ سے بات نہیں کروں گی۔ رہیں آپ اپنی انا کے ساتھ خوش۔" وہ غصے سے کہتی وہاں سے بھاگ گئی تھی جبکہ گلفام بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"مجھے لگتا ہے سارے ہی پاگل ہو گئے ہیں۔" وہ بے بس سا بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

oooooooooooooo

شاہ جہان اور کلثوم بیگم اس وقت اپنے کمرے میں تھے۔ شاہ جہان کوئی کتاب پڑھ رہے تھے اور کلثوم بیگم بیڈ پر بیٹھے کسی سوچ میں گم لگتی تھیں۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ وجدان ٹھیک کہہ رہا ہے؟ کیا گلفام کو اس کیس کو چھوڑ دینا چاہیے؟" جب وہ کسی نقطے پر نا پہنچ پائی تو سوال پوچھ لیا۔ شاہ جہان نے عینک کے پیچھے سے اپنی بیگم کو دیکھا۔

"آپ نے کھانے کے دوران پھر بات سنی نہیں یا سننی نہیں چاہی۔" ان کے میٹھے سے طنز پر دادی جان نے ماتھے پر بل ڈال کر اپنے شوہر کو دیکھا۔

"آپ کو بتانا ہے تو بتائیں۔ ورنہ چپ کر کے اپنی کتاب پڑھیں۔" وہ خفگی سے کہتی رضائی تان کر لیٹ گئیں۔

داداجان مسکرائے اور پھر کتاب میز پر رکھ کر بیڈ پر آ گئے۔ رضائی سے باہر سر نکال کر انہوں نے اپنے شوہر کو گھورا۔

آنکھوں میں خفگی لیے ان کا وہ ہمیں دیکھنا

خدارا ہم انہیں دیکھیں، یا ان کا دیکھنا دیکھیں

وہ بڑی دلربا سے انداز سے بولے تھے۔ دادی جان نے گھورتے ہوئے سر رضائی کے اندر گھسا دیا۔

"عمر ہوئی پڑی ہے لیکن یہ عاشقانہ مزاج نا گیا آپ کا۔" وہ رضائی کے اندر سے بڑبڑائیں۔

"یہ مزاج بھی بس ہماری بیوی کے لیے ہیں۔ ورنہ کسی غیر حسن کو ہم آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔"

"غیر حسن بھی آپ کو اس عمر میں گھاس نہیں ڈالے گا۔" آواز سے لگتا تھا تیر نشانے پر لگا ہے۔

"کلثوم بیگم کا حسن کافی ہے ان آنکھوں کو۔ یہ بیگم ہمیں گھاس بھی کھلائیں گی تو ہم خوشی سے کھالیں گے۔" اب وہ رضائی سے منہ نکالتی خود بھی اٹھ بیٹھی تھیں۔

"میں کیا پوچھ رہی تھی، اور آپ کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ پچھتا رہی ہوں۔ خدا کا واسطہ ہے چپ کر جائیں۔ کسی نے سن لیا تو کیا سوچے گا۔" مزاج میں مزید سختی آئی تھی۔ دادا جان دل کھول کر ہنسے تھے۔ وہ محض گھور کر رہ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے گلفام کی فکر کھائے جا رہی ہے اور آپ اپنی شوخ بازیوں پر اتر آئے ہیں۔"

"کیوں فکر کرتی ہو۔ اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔" اب کہ وہ سنجیدہ ہوئے تھے۔

"آپ اسے روکتے کیوں نہیں ہیں؟ میرا دل بڑا پریشان ہے۔" وہ دل پر ہاتھ رکھتے بولیں۔

"اس کی ایک ہی کمزوری ہے اور وہ ہے آیت۔ جب اس نے آیت کی بات نہیں مانی تو تمہیں کیوں لگتا ہے کہ وہ ہم میں سے کسی کی بات کو اہمیت دے گا۔" داداجان کی بات پر ان کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا۔

"میں تو اس وقت کو پچھتا رہی ہوں جب میں نے اسے کہا تھا، مر جانا لیکن ہار نہیں ماننا۔ یہ لڑکا تو جان کو آ گیا ہے۔" وہ پریشان سے واپس لیٹ گئیں۔

"تم نماز کے بعد دعا کیا کرو اس کے لیے۔ پریشانی سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا سوائے بیماریوں کے۔"

دادی جان نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

oooooooooooooooo

صبح کا سویرا پورے پنجاب کو روشن کر چکا تھا۔ ایسے میں گجرات کے ایک لاونج میں دو میاں بیوی اور ان کے سامنے اٹھائیس سالہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ سیاہ آنکھوں پر سیاہ عینک، سیاہ داڑھی میں اس کی وائٹ رنگت، بلیک گول گلے والی قمیض کے اوپر بلیک کوٹ پہنے جازم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مرزا اس وقت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ یونہی تو وہ اپنے آفس میں فی میل ورکرز کا کرش نہیں بنا ہوا تھا۔ ان کو تو یہ تک لگتا تھا کہ جازم مرزا ان میں سے کسی ایک سے شادی کر ہی لے گا۔ اگر جو وہ اپنے ہینڈسم باس کے کرتوتوں کو جان جائیں تو دوسرے دن آفس نا آئیں۔ بھلا کوئی کرمنل سے بھی محبت کر سکتا ہے، کیا ایسے ڈرگ ڈیلر، مافیہ کے ساتھ بھی کوئی پیار میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ اگر ایسا ہوا تو یقیناً وہ پاگل ہی ہو گی۔

"صاحب، وہ شہری لڑکا بہت ہی ضدی تھا۔ وہ زبردستی ہم سے سائن لینے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ لیکن ہم نے بھی آپ کی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔" وہ آدمی اس کے قدموں میں بیٹھا بول رہا تھا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے چہرے پر مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بہت اچھے۔"

"صاحب، وہ اس کیس کی تہہ تک ضرور جائے گا۔ اس کی آنکھوں میں میں نے جذبہ دیکھا تھا۔" وہ لفظ توڑ توڑ کر بولا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو ہم وہ آنکھیں ہی نکال دیں گے، جن میں ہمارے خلاف جذبہ ہو گا۔" وہ اسی طمانیت سے بولا تھا۔

"وہ پھر آئے گا۔"

"واپس اس کا جنازہ جائے گا۔"

"موت کے لیے وہ ابھی بہت جوان ہے صاحب۔" حساس لوگوں کے مسلے۔ جبکہ آدمی کی بات پر جازم کی مسکراہٹ سمٹی۔ ٹانگ سے تانگ اتاری۔ آدمی کا گریبان اپنے ہاتھوں میں لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"موت کسی کی عمر کے لیے نہیں رکتی۔ اور جازم مرزا کو تو جوان خون بہانا اچھا لگتا ہے۔ کیونکہ جو مزا جوانی کا ہے، وہ بڑھاپے کا کہاں۔" سرد لہجے مگر جان لیوا مسکراہٹ کے ساتھ کہہ کر اس نے آدمی کو پیچھے جھٹکا دیا تو پیچھے رکھی میز کے ساتھ اس کی کمر ٹکرائی۔ اس کے منہ سے سسکی نکلی۔ اس کی عورت نے اٹھ کر آنا چاہا تو جازم کی ایک نگاہ پر وہ وہاں تھی، وہی رک گئی۔

"ان دونوں کو ان کا انعام دے دینا۔" وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔ اس کے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد اس گھر سے دو دفعہ گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔ اور پھر ساری آوازیں ختم ہو گئیں۔

کسی میں یہ تک پوچھنے کی ہمت نہیں تھی کہ اس نے اس دفعہ یہ قتل خود کیوں نہیں کیا۔ سوال پوچھنے والا بچ بھی سکتا تھا، مر بھی سکتا تھا۔

یہ جازم مرزا کے موڈ پر منحصر تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°

"تم اور کتنا سوؤ گی آیت۔ دن کے گیارہ بج رہے ہیں اور تمہاری نیند ہے کہ کھل ہی نہیں رہی۔" نیلم شاہ نا جانے کتنی دفعہ اس کے کمرے میں آچکی تھیں اسے اٹھانے، لیکن وہ ابھی تک نہیں اٹھی تھی۔ اب ان کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"برہان بھی دو دفعہ فون کر چکا ہے۔ آج تمہاری کوئی اہم کلاس تھی اور تم یونیورسٹی ہی نہیں گئی۔" وہ اس کے سر پر کھڑی غصے سے کہہ رہیں تھیں۔ جب آیت کی طرف سے کوئی جواب نا ملا تو کھینچ کر اس کے چہرے سے رضائی کو ہٹایا۔

"اٹھ جاؤ سستی کی مار۔ کب تک یہیں مرے رہنے کا ارادہ ہے۔"یہاں ان کا صبر ختم ہوا تھا اور وہاں آیت جھٹکے سے اٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے۔ کون ہے۔ کون مر گیا۔ میں..... میں کہاں ہوں۔"اس کے چھوٹے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔ حلیہ ایسا تھا جیسے ابھی پاگل خانے سے بھاگی ہو۔

"تم جنت میں ہو اور وہاں تمہاری ملازمہ بڑے احترام سے تمہیں اٹھانے آئی ہے۔"وہ لب بھینچے ضبط سے بولی تھی۔

"میں.... میں سچ میں مر گئی ہوں کیا؟"وہ نیم کھلی آنکھوں سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھے گئی۔

"ہاں سچ میں۔"

"مطلب..... مطلب وہ..... خواب نہیں تھا۔"وہ دھڑام سے واپس اپنے سرہانے پر گری تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آیت.....تم میرے صبر کو آزما رہی ہو۔"انہوں نے کھینچ کر اسے اٹھایا اور پاس رکھا پانی کا گلاس اس کے منہ پر انڈیل دیا۔اب اسے بالکل ٹھیک ہوش آیا تھا۔

"امی۔یہ کیا کیا آپ نے؟"وہ چلا کر بیڈ سے نیچے اتری تھی۔

"میرے خیال سے جنت میں بارش ہو رہی ہے۔"انہوں نے ٹکا کر طنز کیا تھا۔

"سارے کپڑے گیلے کر دیئے۔"وہ بس اپنے کپڑوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

"دفعہ ہو،جا کر چینج کرو اور یونیورسٹی جاؤ۔سست کہیں کی۔"وہ پھنکار کر کہتی کمرے سے جا چکی تھیں۔جاتے ہوئے آیت کا موڈ غارت کر چکی تھیں۔

oooooooooooooooooo

"تم اتنی دیر سے کیوں آئی ہو؟"

برہان کلاس لے کر باہر آیا تو اسے یونیورسٹی کے لان میں بیٹھے دیکھا۔وہ موبائل پر مصروف نظر آئی تھی۔گردن اٹھا کر برہان کو دیکھا۔چہرے پر بیزاریت تھی۔

"لیب میں بھی نہیں آئی۔ آ کر باہر بیٹھ گئیں۔" وہ اسی کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"شکر کرو میں یونیورسٹی آ گئی ہوں۔ تمہیں لیب کی پڑی ہوئی ہے۔" بیزاریت سے کہتے اس نے واپس فون کی جانب دیکھا۔

"میں کیوں شکر کروں۔ تم نے کونسا مجھ پر احسان کیا ہے آ کر۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ آیت نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"جاؤ اور کلاس لو جا کر۔ پھر کہیں گھومنے چلتے ہیں۔" آیت نے بیزاریت سے اسے گھورا۔

"کلاس تو میں لینے چلی جاؤں گی۔ لیکن یہ تمہاری بھول ہے کہ میں تمہارے ساتھ کہیں باہر جاؤں گی۔" کہتے ساتھ ہی وہ بینچ سے اٹھ گئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" برہان نے وہیں بیٹھے بیٹھے پوچھا۔

"تم سے دور۔" وہ مڑے بغیر بولی۔ وہ تو بول گئی تھی لیکن برہان کو لگا جیسے اس کے دل کو کسی نے مٹھی میں دبایا ہو۔

"کیا بکواس کر رہی ہو۔ دماغ خراب ہو گیا ہے۔" وہ محض یہی بول سکا۔ وہ مسکرا کر واپس مڑی۔

"میں تم سے دور جانا چاہتی ہوں برہان۔ وہاں جہاں تم نا ہو، نا ہی تمہاری فضول کی ضد۔" کہہ کر وہ جا چکی تھی، برہان ساکت سا وہیں بیٹھا رہ گیا۔

"میں تمہیں کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا آیت۔ کبھی نہیں۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

oooooooooooooooo

مری میں آج دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ وہ تینوں لان میں بیٹھے دھوپ انجوائے کر رہے تھے۔

"ماں، میں گجرات جانا چاہتا ہوں۔" یاسر پیچھے ٹیک لگائے کب سے رئیسہ بیگم کو دیکھ رہا تھا۔ میمونہ اپنے موبائل پر کچھ دیکھ رہی تھی۔ رئیسہ بیگم ہمیشہ کی طرح کسی سوچ میں مگن تھیں۔

یاسر کی بات پر دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تو جاؤ۔ میں نے تمہیں پہلے کبھی روکا ہے؟"سورج کی روشنی سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں۔اب وہ یاسر کو ہی دیکھ رہیں تھیں۔وہ کھنکارا۔

"ماں،میں..... ہمیشہ کے لیے جانا چاہتا ہوں۔"اس نے محض ایک جملہ کہنے کے لیے بڑی ہمت کی تھی۔

"یاسر..... کیا تم ہم دونوں کو یہاں اکیلا چھوڑ کر جانا چاہتے ہو؟"میمونہ نے صدمے سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔تم دونوں بھی میرے ساتھ جاؤ گے۔"ایسا لگتا تھا،وہ فیصلہ کرنے کے بعد ہی انہیں بتا رہا تھا۔

"تمہیں یہاں کیا مسلہ ہے؟"رئیسہ بیگم نے اپنے لہجے کو ہموار رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں جاب کرنا چاہتا ہوں۔میں نے انجینئرنگ پڑی ہے۔وہاں مجھے کسی اچھی فرم پر نوکری مل جائے گی۔"اس نے مختصر سی وضاحت دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نوکری تو یہاں بھی مل جائے گی۔"

"لیکن میں یہاں نوکری نہیں کرنا چاہتا،ماں۔"

"اور میں اپنا گھر چھوڑ کر گجرات نہیں جانا چاہتی۔"

"ہمارا اصل گھر گجرات میں ہی ہے۔ آپ یہ کیوں بھول جاتی ہیں۔"اس نے جتانے والے انداز میں کہا تھا۔رئیسہ بیگم نے بے بسی بھرے غصے سے اسے دیکھا۔

"یاسر تم.....۔"

"ماں،میرا امری میں دل نہیں لگتا۔مجھے اپنا گھر یاد آتا ہے۔ہم وہاں جا رہے ہیں اور یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔"وہ درشتی سے کہتا اٹھ گیا۔

"میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ تمہیں جانا ہے تو جاؤ۔"وہ بھی اٹل لہجے میں بولیں۔

"ماں،میں بھی گجرات واپس جانا چاہتی ہوں۔مجھے بھی اپنا گھر یاد آتا ہے۔"میمونہ نے کہا تو ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تم دونوں کا۔پتا نہیں تم دونوں کو سکون کیوں ہضم نہیں ہو رہا۔"

"کونسا سکون،ماں؟ہم یہاں کس سکون میں ہیں۔بتائیں؟"وہ ایک دم سے جیسے اجنبی ہو گئی تھی۔

"کم از کم یہاں مجھے میرے تلخ ماضی کی یاد تو نہیں آتی نا۔میرے لیے یہی سکون ہے۔اور تم دونوں بھی ضد چھوڑ دو۔مری نے ہمیں نئی زندگی دی ہے۔بجائے اس کے کہ ہم مری کے شکر گزار ہوں۔تم لوگ یہاں سے واپس اس جہنم میں جانے کی باتیں کر رہے ہو۔مجھے نہیں جانا وہاں جہاں مجھے عجیب عجیب آوازیں سنائی دیتی ہیں۔"وہ بے بسی سے کہے جا رہیں تھیں۔

"یہاں کونسا آپ کو کچھ نظر نہیں آتا۔آپ کو بھائی نظر آتے ہیں۔اس نے تو کبھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑا۔وہ آسیب کب آپ کا پیچھا چھوڑے گا؟"وہ سرد سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔

"میرے شیر بیٹے کو آسیب مت کہو لڑکی۔تمہاری یہ باتیں زہر لگتی ہیں مجھے۔"ان کا لہجہ میمونہ سے بھی زیادہ سرد تھا۔وہ استہزایہ ہنسی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں گجرات جا رہی ہوں۔ آپ میرے ساتھ آئیں یا نا آئیں، مجھے فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ میں آپ کو کبھی اچھی نہیں لگ سکتی۔ آپ کو بس اپنا مرا ہوا بیٹا اچھا لگتا....."

"بھائی زندہ ہیں۔" یاسر نے میمونہ کی بات کو درمیان میں کاٹا تھا۔ میمونہ نے اسے دیکھا۔ آنکھوں میں ایک عجیب سا وحشی پن تھا۔ اس لمحے اسے یاسر سے خوف آیا تھا لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارا وہ بھائی۔" غصے سے کہتی وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔ یاسر نے سختی سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"ماں، دراصل....." اس نے اپنے اندر بہت ساری ہمت جمع کی۔ رئیسہ بیگم اسے دیکھے گئیں۔

"مجھے وہاں ایک لڑکی پسند آ گئی ہے۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔" بالآخر اس نے کہہ ہی دیا۔ رئیسہ بیگم حیرت سے اسے دیکھے گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کون لڑکی۔اور یہ کہانی کیسے شروع ہوئی؟"سوال پوچھ کر انہوں نے یاسر کو دیکھا۔یاسر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔

"یہ مت کہنا ہے کہ تم دونوں کی بات چیت انٹرنیٹ پر ہوئی ہے۔"انہوں نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی تھی۔یاسر سر جھکا گیا۔

"گجرات میں ہم فرسٹ ٹائم ملیں گے۔"رئیسہ بیگم نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم.....یعنی میرا بیٹا انٹرنیٹ پر ایک لڑکی کے ساتھ چکر....."

"چکر نہیں، محبت۔"اس نے ٹوکا۔

"میں انٹرنیٹ کی اٹریکشن کو محبت کا نام نہیں دوں گی۔پتا نہیں آج کل کی جنریشن کو کیا ہو گیا ہے۔انٹرنیٹ پر کون محبت کرتا ہے۔عجیب واحیاتی پھیلائی ہوئی ہے تم نوجوان نسل نے۔گناہ خود کرتے ہو،عذاب ماں باپ کے لیے تیار کر رہے ہو۔"وہ ایک دم سے بہت سنجیدہ ہو گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر آپ میرا ساتھ دیں گی تو میں اس سے شادی بھی کروں گا اور اسے نبھاؤں گا بھی۔ میں آپ پر ثابت کر دوں گا کہ انٹرنیٹ کی ہر محبت بری نہیں ہوتی۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ رئیسہ بیگم پیچھے کلس کر رہ گئیں۔

oooooooooooo

میرال تین بجے گھر آجاتی تھی۔ دوپہر کے تین بجے جب وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے صوفے پر دادی کو بیٹھے پایا۔ بہت سارا اشتعال اندر دبا کر وہ وہاں سے گزرنے لگی۔

"ناماں کو خیال ہے، نا بیٹی کو تمیز ہے کہ جب سامنے کوئی بڑا بیٹھا ہو تو اسے سلام کرتے ہیں۔" سکینہ بی بی کو شاید گھر میں سکون اچھا نہیں لگتا تھا۔ ان کا دل کرتا تھا کہ ہر وقت وہ لڑتی رہیں اور پھر بیٹے کے سامنے مظلوم بن جائیں۔ میرال کے غصے سے تو وہ واقف تھیں۔ اس میں ذرا سی بھی برداشت نہیں تھی۔

"امی..... کھانا لگا دیں۔ بھوک لگی ہوئی ہے۔ میں چینج کر کے آتی ہوں۔" وہ نظر انداز کرتی جانے لگی۔

"گھر پر نہیں ہے تمہاری ماں۔" کمرے کی جانب بڑھتے اس کے قدم رکے۔

"کہاں گئی ہیں امی؟" نا چاہتے ہوئے بھی اس نے پوچھ لیا۔

"تم تو ایسے پوچھ رہی ہو، جیسے وہ مجھے بتا کر جاتی ہے۔ گئی ہو گی کسی سے ملنے۔"

"کس سے؟" پتا نہیں اس نے کیوں پوچھا تھا۔

"اگر میں کچھ کہوں گی تو تمہیں برا لگے گا میرال۔ لیکن سچ تو سچ ہوتا ہے نا۔" ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔" وہ صوفے تک واپس آئی۔

"ماشاءاللہ سے دو جوان بچے ہیں حلیمہ کے۔ شوہر بھی حیات ہے۔ بھلا اس عمر میں اسے زیب دیتا ہے کہ کسی غیر مرد....."

"دادی زبان سنبھال کر بات کریں۔ وہ ماں ہے میری۔" میرال تپ ہی تو گئی تھی۔

"وہی تو میں کہہ رہی ہوں بیٹا۔ اسے اپنے ماں ہونے کا خیال....."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر آپ نے کبھی زندگی میں قرآن پڑھا ہوتا تو آپ کو پتا ہوتا کہ بہتان لگانے والے کی کیا سزا ہے۔ اور پھر میں بھرے چونک میں لٹکا کر آپ کو وہی سزا دیتی۔" وہ طمانیت سے کہتی دادی کو تپا گئی تھی۔ وہ جھٹ سے صوفے سے اٹھیں۔

"توبہ توبہ، کتنی لمبی زبان ہے تمہاری۔ چھوٹے بڑے کا کوئی لحاظ نہیں ہے تمہیں۔" وہ دادی کم، شیطان زیادہ لگ رہی تھیں۔

"آپ کو تو بہت ہے نا جیسے۔ مکار کہیں کی۔" وہ کہہ کر جانے لگی۔

"مت بھولو کہ تم اس وقت گھر میں اکیلی ہو۔" دادی کی بات پر وہ رکی اور پھر مڑی۔

"نہیں تو کیا کر لیں گی آپ؟" انداز میں چیلنج تھا۔

"تمہیں مار کر تمہاری لاش کے ٹکڑے کر دوں گی اور کہہ دوں گی کہ تم کالج سے گھر نہیں آئیں۔ اپنے کسی عاشق کے ساتھ بھاگ گئی ہو۔" شیطانیت سے کہتی وہ مسکرائیں۔ ایک لمحے کے لیے میرال کو خوف آیا تھا۔ لیکن پھر سنبھلی۔

"اووو میری بوڑھی دادی۔ قبر میں ٹانگیں ہیں۔ اللہ اللہ کرو۔ کیوں اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہی ہو۔ ویسے بھی جہنم کو شدت سے تمہارا انتظار ہے۔ کہیں ایسا نا ہو میرے ہاتھوں یہ انتظار ختم ہو جائے۔ بوڑھی ہڈیوں میں اتنی طاقت کہاں کہ وہ ذرا سا گرنا برداشت کر سکیں۔" وہ تپانے والے انداز میں کہتی وہاں سے مڑ گئی تھی۔

"تمہاری موت تو میرے ہاتھوں ہی لکھی ہے۔" وہ پیچھے سے چلائی تھیں۔

"خواب دیکھنا اچھی بات ہے دادو۔ لیکن دھیان سے، ہے تو خواب ہی نا۔ ٹوٹ نا جائے۔" وہ مڑے بغیر بولتی اپنے کمرے میں گھس گئی۔ پیچھے دادی نے آنکھوں میں حقارت لیے اس کے بند دروازے کو دیکھا۔ جس کے پار وہ دروازہ بند کرتے ہی فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ اونچے اونچے سانس لیتے اس نے بیگ سے موبائل نکالا۔

"یا اللہ، کتنی خوفناک دادی ہمارے مقدر میں دے دی تم نے۔ میری شیطان کی اس غلام سے حفاظت فرمانا۔"

بڑبڑاہٹ کے ساتھ ساتھ وہ نمبر سکرول کر رہی تھی۔ ایک نمبر پر آ کر وہ رک گئی۔

"برہان بھائی۔"

oooooooooooooooooooo

آفس میں اس وقت گہما گہمی تھی۔ وکیل ادھر سے ادھر جا رہے تھے۔ وہاں پر عام عوام کا بھی رش تھا۔ ایسے میں آفس کے اک روم میں شہرام اور گلفام بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں کسی کیس کی بابت اکٹھے ہوئے تھے۔

"یہ ایک لڑکی ہے جس کے سسرال والے اس پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ دشمنی میں ان لوگوں نے لڑکی کے بائیس سالہ بھائی کا قتل کر دیا ہے۔ اب وہ لڑکی ان لوگوں پر کیس کروانا چاہتی ہے لیکن غربت آڑے آ رہی ہے۔ پولیس ایف آئی آر درج نہیں کر رہی، مخالف ٹیم کافی بھاری ہے۔" شہرام اس کے سامنے لیپ ٹاپ پر ایک کیس کھولے بیٹھا اسے بتا رہا تھا۔ سامنے اک لڑکی تھی جس کا چہرہ دھندلا تھا لیکن مقتول کا چہرہ واضح تھا۔ لڑکا بہت پیارا تھا۔ وائٹ رنگت اور بھورے بال، براؤن آنکھیں اور سفید شلوار قمیص۔ اور دوسری جانب اس کی مرنے کے بعد کی فوٹو تھی۔ جو دیکھنے کے قابل نہیں تھی۔ گولیوں سے اس کے

خوبصورت چہرے کو بدصورت بنا دیا گیا تھا۔ چند لمحے تو گلفام اسے دیکھتا ہی رہا۔ بہت زیادہ دکھ سے۔ نا جانے کس مشکل سے اس نے اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا۔

"یہ دنیا اتنی بے رحم کیوں ہو گئی ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ اولاد کس طرح جوان ہوتی ہے۔ خاص طور پر غریب لوگ، کس قدر مشکلات اٹھا کر اپنی اولاد کو جوان کرتے ہیں۔ انہیں ایک لمحہ نہیں لگتا، کسی کی عمر بھر کی کمائی لوٹنے میں۔" وہ بہت دکھ سے کہہ رہا تھا۔ شہرام نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔

"اور سب سے بڑھ کر ہماری پولیس۔ جسے اس عوام نے اپنی حفاظت کے لیے چنا۔ اپنا محافظ سمجھا۔ وہی عوام کی دشمن بن رہی ہے۔" شہرام کے حلق میں کچھ اٹکا تھا۔ وہ دونوں اس وقت رو نہیں سکتے تھے لیکن ان کے دل اس جوان قتل پر ماتم کر رہے تھے۔ تبھی دروازے سے کوئی بھاگتا ہوا اندر آیا۔ ان دونوں نے ایک ساتھ دروازے کی جانب دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے روحیل۔ ایسے آندھی طوفان کی طرح بھاگتے ہوئے کیوں آ رہے ہو؟" گلفام نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"صاحب وہ...وہ....صاحب...وہ.....۔"

"کچھ بول بھی دو۔"شہرام بیزار ہوا تھا۔

"صاحب قتل ہو گیا ہے۔"اب کہ وہ ایک ہی سانس میں بولا تھا۔ان دونوں نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"اب کون قتل ہو گیا ہے؟"گلفام نے پوچھا۔

"صاحب..... گجرات میں جس لڑکی کا کیس آپ لینا چاہ رہے تھے،اس کے ماں باپ کا قتل ہو گیا ہے۔"

Clubb of Quality Content

ایک دم سے جیسے ہوا کا راستہ بند ہو گیا تھا۔گلفام نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔اسے لگا جیسے اس کا سانس رک گیا ہے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ایسے کیسے قتل ہو گیا؟"شہرام تیر کی طرح اس کے قریب آیا اور اسے گریبان سے پکڑا۔

"صاحب... وہ آپ کے کہنے پر ایف آئی آر کٹوانا چاہتے تھے۔ انصاف کے چکر میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔" روحیل کی بات پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟ کل تک تو وہ ہماری شکل نہیں دیکھنا چاہتے تھے اور آج اچانک سے ایف آئی آر....." شہرام نے گلفام کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ خود حیران تھا۔

"گجرات سے خبر آئی ہے جی۔" اب کے وہ ذرا دھیمی آواز سے بولا تھا۔

"کس نے.... قتل کیا ہے؟" گلفام اب سنبھل چکا تھا۔

"کون کر سکتا ہے جی۔ اسی نے کیا ہو گا۔ جس نے اس کی بیٹی کا کیا تھا۔"

"اور اس کے بچے؟" گلفام کو جیسے یاد آیا تھا۔

"ابھی تک تو گھر میں صف ماتم بچھا ہوا ہے جی۔ بچے بھی وہیں ہوں گے۔ آگے کا پتا نہیں۔" وہ ایک جانب کھڑا ان کو معلومات فراہم کر رہا تھا۔

"یہ سب کچھ اس نے مجھے روکنے کے لیے کیا ہے۔ لیکن میں اسے بتادوں گا کہ گلفام شاہ کے حوصلے اتنے کمزور نہیں ہیں کہ انہیں ایک قتل سے ختم کیا جائے۔ اگر وہ اس کا خاندان بھی ختم کر دے گا، تو میں تب بھی یہ کیس لڑوں گا۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔ روحیل اس کو دیکھ کر رہ گیا۔ آخر وہ کس مٹی سے بنا تھا۔

"انسان ختم ہو سکتا ہے، انصاف نہیں۔ میں اپنی آخری سانس تک انصاف کے لیے لڑوں گا، اور لڑتے لڑتے مر جاؤں گا۔" ایک عزم سے کہتا وہ اپنی کرسی پر واپس بیٹھ چکا تھا۔ شہرام بس اسے دیکھے گیا۔ ظاہر ہے وہ اس راستے میں اپنے بچپن کے دوست کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ دوستی کی تھی تو نبھانی تو تھی نا۔

oooooooooooooo

برہان اور آیت ایک ساتھ شیرازی ولا میں داخل ہوئے تھے۔ دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئے۔ اب سامنے کوئی نہیں تھا۔ وہ دونوں سیدھا میرال کے کمرے میں آئے تھے۔ وہ سامنے بیڈ کے اوپر سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرو۔"

برہان کی آواز پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی ہوئی برہان سے لپٹ جاتی۔ اس نے برہان کے پہلوؤں میں آیت کو دیکھا۔ وہ اٹھ نہیں سکی۔

"تم ٹھیک تو ہو نا۔ تم رو رہی تھی۔ تم مجھے بلا رہیں تھی۔ کیا ہوا ہے؟" وہ خود ہی اس کے پاس چلا آیا۔ لیکن میرال اسے نہیں سن رہی تھی۔ وہ بس آیت کو دیکھے گئی۔ آیت بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"یہ یہاں کیوں آئی ہے بھائی؟"

اس نے سرد مہری سے پوچھا تھا۔ برہان نے اک نظر میرال کو دیکھا اور پھر دروازے کے پاس کھڑی آیت کو۔ آیت کو برا لگا تھا لیکن فی الحال ضبط کر گئی۔

"وہ بھی پریشان ہو گئی تھی۔ اس لیے.....۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ میری کال سب کے سامنے سنتے ہیں؟ ہماری پرسنل باتیں لوگوں سے شئیر کرتے ہیں؟" آیت کو اس کا یہ رویہ بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ اتنی اچھی نہیں تھی کہ لوگوں کی تلخ باتوں کو مسکرا کر برداشت کرے۔ لیکن چپ رہی۔

"وہ غیر نہیں ہے میرال۔ کزن ہے ہماری۔ وہ تمہارے لیے پریشان ہو گئی تھی۔"

"تو آپ اسے کہا کریں کہ میرے لیے پریشان نا ہوا کرے۔ مجھے اس کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ درشتی سے کہتی وہاں سے اٹھ کر واشروم میں گھس گئی۔ برہان نے شرمندگی سے سامنے کھڑی آیت کو دیکھا جس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئیں تھیں۔ وہ ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر میرال کے روم سے باہر آئی۔ برہان اس کے پیچھے ہی باہر آیا تھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ ابھی تک تم سے ناراض ہے۔" اس نے کمزور سی صفائی دی۔ آیت کے چہرے پر استہزایہ مسکراہٹ ابھری۔

"ایسی بھی کیا ناراضگی کہ گھر آئے مہمان کو برا بھلا کہا جائے۔ شکر ہے ہماری تربیت ایسی نہیں ہے۔" وہ بہت آرام سے کہہ کر برہان کے ضبط کو آزما چکی تھی۔

"تم اس کی نیچر سے واقف ہو۔ وہ شروع سے ایسی ہے۔ امی نے ہماری تربیت بہت اچھی کی ہے۔" اس نے بہت نرمی سے کہا تھا۔

"ہاں جانتی ہوں وہ شروع سے ہی بد لحاظ ہے۔ لیکن مسٹر برہان...۔" وہ اس کے قریب آئی۔

"میں نے کب کہا کہ یہ پھوپھو کی تربیت ہے؟" برہان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ "یہ تو تمہاری فسادن دادی کے کارنامے ہیں۔ جنہوں نے میرال کو اتنا بے حس بنا دیا ہے۔ اسے لگتا ہے کہ پوری دنیا اس کے ددھیال جیسی ہے۔ اس کا بھی کوئی قصور نہیں ہے۔ ماحول ہی ایسا تھا۔" جواب میں نرمی سے کہتی وہ برہان کو شرمندہ کر گئی تھی۔

"تم تھوڑا سا آہستہ بول لو۔ دادی نے سن لیا تو مسلہ ہو جائے گا۔" وہ قدرے مسکرایا۔ جواب میں وہ بھی مسکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سنتی ہیں تو سنیں۔ مت بھولو میں بھی میرال کی ہی کزن ہوں۔ اس بڑھیا کے ہوش ٹھکانے لگانا مجھ مجھے بھی آتا ہے۔" اس نے اواز کو مزید اونچا کیا۔ برہان نے تلملا کر اسے دیکھا۔

"خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ۔ امی....."

"اسے کیوں چپ کروا رہے ہو۔ بولنے دو۔ ذرا ہمیں بھی پتا چلے نیلم کی تربیت کا۔" نا جانے دادی کس کونے سے نکل کر آئیں تھیں۔ ان دونوں نے ایک ساتھ دادی کو دیکھا تھا۔

"دیکھ لیں۔ نیلم کی تربیت سامنے کھڑی ہے۔ لیکن اگر آپ نے ذرا سا پٹرول ڈالا تو نیلم وجدان کی تربیت ایک طرف ہو جائے گی، اور آپ کی صحبت باہر نکل آئے گی۔"

وہ سینے پر بازو باندھتی سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ دادی نے سخت چتونوں سے اسے گھورا۔

"زبان تو بڑی لمبی ہے لیکن عقل بڑی موٹی ہے تیری لڑکی۔ ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ آوارہ گردیاں کر رہی ہو اور خود کو پارسا کہہ رہی ہو۔" وہ واقعی ہی آگ لگانا خوب جانتی تھیں۔

"دادی جان....۔"وہ اک ادا سے کہتی سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئی اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھالی۔ برہان حیرت سے اسے دیکھے گیا۔"وہ کیا ہے نا کہ....ابھی نماز آپ پڑھ کر آئی ہیں نا کہ میں۔ اور نا ہی میں نے ابھی خود کو پارسا کہا ہے۔ ہماری چلے خیر ہے۔ کم از کم اپنے اعمال تو بچائیں۔ ان کو کیوں ضائع کر رہی ہیں؟"وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی۔

"جنت تو میرا نصیب ہے۔ جنت کے بڑی محنت کی ہے میں نے۔ اسے کوئی بھی مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ تم اپنی بتاؤ، آدھی عورت، آدھا مرد، نا سر پر دوپٹہ ہے نا کردار میں حیا....۔"

"کم از کم میں اپنے بیٹے کی اولاد کو موت کی دھمکیاں نہیں دوں گی۔" آیت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پاس رکھا گلدان اٹھا کر اس بوڑھی عورت کو کھینچ مارے۔ عمر کا لحاظ آڑے آ گیا تھا۔ آیت کی بات پر دادی نے جان دار قہقہہ لگایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوہو.... ہنستے وقت منہ ذرا کم کھولا کریں۔ سامنے دانت تو نظر آتے نہیں ہیں۔ خوامخواہ ہی سامنے والا ڈر جاتا ہے۔ بدبو الگ سے آتی ہے۔" اس نے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔ برہان نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی۔ کمرے میں دروازے کے ساتھ لگی میرال کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔ جبکہ دادی جان کے تو سر پر لگی، تلوؤں پر بجھی۔

"اے لڑکی۔ میں تیرا منہ توڑ دوں گی۔" وہ غصے سے کہتی آگے بڑھیں۔

"کیوں اپنے بوڑھے وجود کی دشمن بن گئی ہیں آپ؟ بھلا آپ کا کیا مقابلہ ہم جوانوں سے۔" وہ دادی کو ہاتھ کے اشارے سے روکتی کہے گئی۔

"ہمارے گھر کے معاملات سے دور رہو۔ ورنہ ادیب سے کہہ کر تمہارا اس گھر میں آنا بند کر دوں گی۔" وہ ہاتھ اٹھا کر دھمکی آمیز لہجے میں کہتی جانے لگیں۔

"اسی سال کی تو تو آپ ہو گئی ہیں۔ تھوڑے سے دن ہیں دنیا میں۔ کیوں....۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، دادی نے ٹھاہ کی آواز سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ وہ چند لمحے چپ رہی، پھر چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔ برہان اس کے پاس آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابو جان سے میری خیر نہیں ہے۔ دادی جان نے اگر شکایت لگادی تو.... ابو بہت ناراض ہوں گے۔" وہ آنے والے خطرے کے پیش نظر بولا۔

"خیرت ہے۔ ایسی دادی کے ساتھ تم جان لگاتے ہو۔ ایسی دادی کب سے تمہاری جان بن گئی؟" آیت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ برہان نے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

oooooooooooooooooo

شام کا وقت تھا جب زارا لاونج میں بیٹھی عبید کو پڑھا رہی تھی۔ تبھی صفیا بیگم وہاں آئیں۔

"کبھی کوئی کام بھی کر لیا کرو۔ ہر وقت فارغ ہی بیٹھی رہتی ہو۔" وہ اس کے سر پر کھڑی حقارت سے بولیں تھیں۔ زارا کے ساتھ ساتھ عبید نے بھی اپنی دادی کو دیکھا۔ وہ جب سے پاکستان آیا تھا، صفیا بیگم کا یہی رویہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے کتنی دفعہ اپنی ماں سے نانا کے گھر یا اپنے باپ کے پاس جانے کی بات کی تھی۔ وہ اسے منع کرتی، سمجھاتی، اگر وہ بات نا مانتا تو غصے سے جھڑک دیتی۔ لیکن وہ عبید سے جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔

"خالہ امی میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ مجھ سے کھانا نہیں بن رہا۔" وہ کسی مان سے اپنی خالہ کو اپنا دکھ بتا رہی تھی۔

"زارا، تم اپنے یہ حیلے بہانے میرے پاس مت لایا کرو۔ ہم نے بھی بچے پیدا کیے ہیں، بچوں کے ساتھ ساتھ گھر داری بھی کی ہے۔ ہم تو کبھی بچے کو لے کر بیڈ پر جا کر نہیں بیٹھ جاتے تھے۔ تم لوگوں کے یہ بہانے ہی ختم نہیں ہوتے۔" وہ غصے سے کہتی وہاں سے جانے لگی جب دروازے پر دستک دے کر کوئی اندر آیا تھا۔ وہ زارا کے والد تھے۔

"اسلام علیکم۔" انہوں نے سلام کیا۔ صفیا بیگم نے ایک نظر کے بعد دوبارہ انہیں نہیں دیکھا اور نا ہی ان کے سلام کا جواب دیا۔ بس آنکھوں میں نفرت لیے وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ زارا نے بیچارگی سے اپنے والد کو دیکھا۔ قریب تھا کہ وہ رو دیتی۔ اٹھ کر وہ اپنے والد کے گلے آ لگی۔

"کیسے آنا ہوا ابو۔" گلے سے لگتے اس نے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس مجھے اپنی بچی اور نواسے کی یاد آئی تو سوچا مل آؤں۔ کیسے ہو تم دونوں۔" صفیا بیگم کے رویے کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو بھینچ کر ساتھ لگایا۔

"آئیں بیٹھیں۔ میں آپ کے لیے پانی لاتی ہوں۔" کہہ کر وہ جانے لگی، جب اسے زور کا چکر آیا۔ اچانک اس کا ہاتھ صوفے پر گیا جس سے وہ گرنے سے بچ گئی۔ اس کے والد کا رخ عبید کی جانب تھا، اس لیے وہ دیکھ نہیں سکے لیکن عبید دیکھ چکا تھا۔

"مما۔" وہ بھاگتا ہوا زارا کے پاس آیا۔ اس کے والد نے بھی مڑ کر دیکھا تو عجلت میں اس کی طرف لپکے۔

"زارا۔ بچے تم ٹھیک تو ہو نا؟" اپنی بیٹی کو تھامتے ہوئے کہا۔ وہ بدقت مسکرائی۔

"جی ابو جان۔ میں ٹھیک ہوں۔" ان کے سنگ چلتے ہوئے وہ صوفے تک آئی۔

"کہاں ٹھیک ہو۔ چلو ڈاکٹر کے ہاں چلتے ہیں۔ تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔" وہ پریشان ہو گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں ابو، میں ٹھیک ہوں۔" اس نے تسلی بخش جواب دیا۔ "معاف کر دیں، آپ بیٹی کے گھر آئے ہیں اور میں آپ کے لیے کچھ کر نہیں پا رہی۔" اس کی آنکھیں لال ہو گئیں تھیں۔

نعیم صاحب نے اپنی بیٹی کو دیکھا تو ان کا دل ہزار ٹکڑوں میں ٹوٹا تھا۔

صفیا بیگم ان کی بیٹی کے ساتھ اجنبیوں والا سلوک کیسے کر سکتی تھیں۔

"میں بس تمہیں دیکھنے آیا تھا۔ مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔" وہ مسکرا کر کہتے عبید کے ساتھ باتوں میں لگ گئے اور وہ بس خاموشی سے دیکھے گئی۔

ماں باپ کتنی مشکلوں سے اپنی بیٹیوں کو پالتے ہیں۔ کتنے لاڈ کرتے ہیں، ہر تکلیف سے انہیں بچاتے ہیں۔ اور سسرال والے، اسی نازوں سے پلی بیٹی کا یہ حشر کرتے ہیں۔ اسے اس تکلیف سے بھی گزارتے ہیں، جو اس نے کبھی سوچی نہیں ہوتی۔

ایسی مائیں بیٹیوں کے لیے تو اچھا شوہر چاہتی ہیں لیکن دوسروں کی بیٹیوں کے لیے ناگن بن جاتی ہیں۔

بیٹیوں کی خوشیاں عزیز ہوتی ہیں لیکن بیٹے کا گھر نہیں بسنے دیتیں۔ دوسروں کی بیٹی کے ساتھ تو برا سلوک کرتی ہی ہیں لیکن اپنے سگے بیٹے کی خوشیاں بھی کھا جاتی ہیں۔

اللہ تمام بیٹیوں اور بیٹوں کے نصیب اچھے کرے۔ آمین۔

oooooooooooooooooo

وہ گھر واپس آنے کے بعد سیدھا اپنے روم آئی تھی۔ موڈ اچھا خاصا خراب ہو چکا تھا۔ میرال کا اجنبی لہجہ اسے ابھی تک محسوس ہو رہا تھا۔ وہ یونی بیگ ایک طرف پھینکتی دھڑام سے بیڈ پر آ کر گری تھی۔

"اللہ ایسی دادی کسی کو نا دے۔" اسے اچانک سے برہان کی دادی کی باتیں یاد آئیں تھیں۔ اس نے جھڑ جھڑی لیتے ہوئے آنکھیں بند کیں۔ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

"اندر آجاؤ۔"

وہ بند آنکھوں کے ساتھ بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آیت بیٹا آپ کو بڑی بی بی جی بلا رہی ہیں۔"ایک پچاس سالہ ملازمہ کمرے میں آئیں۔

آیت نے آنکھیں کھول کر چھت کی جانب دیکھا۔

"کیوں؟"

وہ بیزاریت سے بولیں۔

"یہ تو نہیں پتا لیکن بہت غصے میں لگ رہیں تھیں۔"اس نے بڑے رازدارانہ انداز میں بتایا۔

آیت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی۔

"کیوں؟وہ قائی قبیلے کی خاتون اب کیوں طیش میں ہیں؟"ملازمہ نے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر ہنسی۔

"جائیں گی تو پتا چل جائے گا۔"وہ کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔آیت نے ایک لمبی سانس خارج کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہیں یہ سکینہ بیگم نے میری شکایت تو نہیں لگادی۔" وہ کسی سے ڈرے ناڈرے لیکن وہ نیلم وجدان سے ڈرتی تھی۔ "اگر ایسا ہے تو اللہ ہی اس عورت کو سنبھالے۔" وہ نخوت سے کہتی بیڈ سے اٹھ کر الماری تک آئی۔ کپڑے لے کر وہ واشروم میں گھس گئی۔

oooooooooooooo

وہ پورے تیس منٹ بعد کمرے میں آئی تھی۔ کمرے کا منظر کچھ یوں تھا۔ دادی اور دادا صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گلفام سنگل صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور وجدان شاہ بیڈ پر۔ نیلم وجدان پورے کمرے میں غصے سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہیں تھیں۔

"اب تم بیٹھ بھی جاؤ نیلم۔ جب آئے گی تو پوچھ لینا۔" دادی جان نے انہیں یوں چکر کاٹتے دیکھ کر کہا۔ نیلم نے رک کر دادی جان کو دیکھا۔

"آپ دیکھیں۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے مجھے اس کو پیغام بھیجے ہوئے۔ مہارانی ابھی تک نہیں آئی۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آخر یہ لڑکی چاہتی کیا ہے۔" وہ غصے میں بھی صبر سے کام لے رہیں تھیں۔ اس سے پہلے دادی جان کچھ کہتیں، وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ نیلم وجدان کے قدم

وہیں رک گئے۔باقی سب کی نظریں دروازے کی جانب اٹھیں۔وہ خود پر اتنی نظریں محسوس کرتے تھوڑی سی نروس ہوئی۔پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر آئی۔

"سب میری جانب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں،جیسے میں کسی کا خون کر کے آئی ہوں۔"اس نے ذرا ڈرتے ڈرتے ماں کو دیکھا،جو سخت چتونوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"تم کسی کا خون نہیں کر کے آئی بیٹا۔بلکہ کسی کا خون جلا کر آئی ہو۔"

داداجان نے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔آیت نے اشارے سے داداجان سے پوچھا کہ آخر یہ عدالت کیوں لگی ہوئی ہے۔داداجان نے نیلم وجدان کی جانب اشارہ کیا۔

"مما،یہ عدالت کیوں لگی ہوئی ہے۔اب میں نے کیا کر دیا ہے۔"وہ تھکی ہوئی تھی،وہ آرام کرنا چاہتی تھی،اس لیے بیزاریت سے پوچھا۔

"تم ادیب شیرازی کی ماں کے ساتھ بدتمیزی کر کے آرہی ہو۔تمہیں اس بات کا احساس ہے؟"وہ درشتی سے بولی تھیں۔آیت نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبی سانس کھینچ کر چھوڑ دی۔

"میں نے کوئی بد تمیزی نہیں کی۔ وہ بات کر رہیں تھیں تو میں نے ان کے سوال.....۔"

اس کا جملہ منہ میں ہی رہ گیا تھا جب نیلم وجدان کا ہاتھ اٹھا اور آیت وجدان کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔ خاموش کمرے میں تھپڑ کی آواز بہت بلند تھی۔ داداجان اپنی جگہ سے اٹھے تھے لیکن آیت کے پاس نہیں گئے۔ وجدان شاہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ کمرے میں موجود ہر فرد ہی شاکڈ تھا۔ آیت خود بے یقینی سے چہرے پر ہاتھ رکھے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"یہ تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔ ایسی ایسی بات تم نے کی ہے کہ میرا سر شرم سے جھک گیا ہے' آیت وجدان۔ میرا دل کر رہا ہے یہ زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں۔"

پورے کمرے میں ان کی آواز گونج رہی تھی۔

"مما، میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کہا کہ آپ کا سر شرم سے جھک جائے۔ وہ عورت میرے کردار پر الزام لگا رہی تھی۔ میں نے بس اپنا دفاع کیا تھا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے بہت غلط کیا ہے آیت۔ دکھ ہو رہا ہے مجھے کہ تم میری بیٹی ہو۔ ایسی جہالت بھری باتیں، میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میری اولاد اتنی جاہل ہو سکتی ہے۔" وہ تاسف سے سر ہلاتی ایک جانب ہو گئی تھیں۔ آیت نے چند لمحے خاموشی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"تو پھر آپ دعا کریں کہ میں مر جاؤں۔ آج کی رات سوؤں اور پھر کبھی نا اٹھ سکوں۔" وہ زخمی لہجے میں کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ جاتے ہوئے سب کے دلوں کو زخمی کر گئی تھی۔

داداجان خاموشی سے دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے گھمایا اور دروازہ کھولا۔ پھر رکے اور مڑے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نیلم..... آئندہ آیت پر ہاتھ مت اٹھانا۔" وہ اپنے رعب دار انداز سے کہتے باہر جا چکے تھے۔ دادی جان بھی غصے میں لگتی تھیں۔ وہ کچھ بھی بولے بغیر باہر چلی گئیں۔

"امی وہ بڑی ہو گئی ہے اب۔ اسے مار کر سمجھانے کی کوشش میں آپ اسے خراب کر دیں گی۔ وہ مار پیٹ سے مزید مسلے کرے گی۔ پلیز آپ اسے پیار سے سمجھائیں۔" گلفام نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس کی ہٹ دھرمی دیکھی نہیں تھی کیا؟" نیلم کو اب مزید غصہ آیا تھا۔

"تو کیا آپ سکینہ دادی کو جانتی نہیں ہیں؟ آیت کو وہ بچپن سے ہی نہیں پسند۔ ایسے میں وہ جان بوجھ کر آیت کو چڑاتی ہیں۔ آیت شاٹ ٹمپرڈ ہے۔ شکر کریں کہ وہ ان کا سر نہیں پھاڑ کر آگئی۔" گلفام کا اس کی بے جا حمایت کرنا نیلم کو برا لگا تھا۔

"پھاڑ دیتی۔ اپنے ہاتھوں سے جیل میں چھوڑ کر آتی میں پھر اس لڑکی کو۔ شاید پھر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا۔" وہ غصے سے کہتی بیڈ پر جا بیٹھیں۔ گلفام اپنی ماں کو دیکھتا ہی رہ گیا۔

"آپ کو بھی کچھ کہنا ہے؟"

وجدان شاہ کو اپنی جانب دیکھتا پا کر نیلم وجدان نے خفگی سے پوچھا۔ وجدان شاہ دھیرے سے مسکرائے۔ مسکرانے پر ان کی دائیں جانب ایک گڑھا بنتا تھا۔ جو ان کی رعب دار شخصیت کو چند لمحوں کے لیے ایک عام سا انسان بنا دیتی تھی۔

"ہاں.... کہنا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فرمائیں۔"

گلفام ان کی گفتگو درمیان میں چھوڑ کر جا چکا تھا۔

"میں نے تمہیں سب کے سامنے اس لیے نہیں کہا کہ تم ایک باوقار شخصیت ہو۔ میں تمہارے وقار کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا تھا۔ تم مجھے ایسے ہی اچھی لگتی ہو۔"

"کام کی بات کریں۔ تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" نیلم کے استفسار پر وہ چند لمحے چپ رہے۔

"آئندہ آیت پر ہاتھ مت اٹھانا۔ میرا دل یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میری بیٹی کو ذرا سی بھی تکلیف ہو۔" نیلم حیران ہی تو رہ گئیں تھیں۔ وجدان شاہ کی رعب دار شخصیت میں وہ کبھی بھی اپنی اولاد کے لیے ایسا پیار نہیں ڈھونڈ پائیں تھیں۔ ان کے تاثرات زیادہ تر سنجیدہ ہی ہوتے تھے۔ وجدان شاہ اصولوں کے بہت پکے تھے۔ وہ جذباتیت سے دور رہتے تھے۔ وہ ایک پریکٹیکل انسان تھے اور اپنی اولاد کو بھی پریکٹیکل بنانا چاہتے تھے۔ گلفام تو ان کے خوابوں کو پورا کر چکا تھا۔ وہ گلفام سے بہت خوش تھے لیکن آیت.... وہ کبھی بھی باپ کی

مرضی کے گریڈز نہیں لائی تھی۔ وجدان شاہ اس سے خفا ہی رہتے تھے۔ نیلم سمجھتی تھیں کہ شاید بیٹی ہے،اس لیے باپ کی محبت سے محروم ہے۔ لیکن آج وجدان شاہ کی باتوں نے انہیں شرمندہ کر دیا تھا۔ وہ اپنے شوہر کو اتنے سالوں سے غلط سمجھتی رہی تھیں۔

"ناجانے آپ کی یہ بیٹی مستقبل میں کون کونسی تکلیف...."

"خدا کا واسطہ ہے یہ سب مت کہا کرو۔ میں اپنی بیٹی کو کسی جانور کے آگے نہیں ڈالوں گا۔ بس اللہ میری بیٹی کے نصیب اچھے کرے۔ اس کو ایسا ہمسفر ملے جو اسے چاہتا ہو، جو اس کی چاہتوں کی قدر کرے۔ جو اسے تکلیف نا دے۔ ایسی تکلیف جو میں برداشت نا کر سکوں۔"

وہ بول رہے تھے اور نیلم سن رہی تھیں۔ آج ان کے دل سے ایک اور بوجھ ختم ہو گیا تھا۔ غلط فہمی ختم ہو گئی تھی۔

oooooooooooooo

وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری ہوئی تھی۔ رو رو کر اس نے اپنی حالت خراب کی ہوئی تھی۔ جب دروازے پر دستک دے کر وہ اندر آیا۔ دستک سن کر بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"کیا تم سو گئی ہو؟ میں آجاؤں؟" گلفام دروازے کے پاس کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"آپ پہلے سے ہی کمرے میں موجود ہیں۔" وہ اسی حالت میں بولی۔ اس نے طنز نہیں کیا تھا۔ گلفام مسکراتا ہوا اس کے قریب چلا آیا۔ بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"کیا میری گڑیا مجھ سے بھی ناراض ہے؟" وہ شفقت بھرے لہجے میں بولا۔ وہ چند لمحے خاموش رہی، پھر آنسو پونچھتی اٹھ بیٹھی۔

"میں آپ سے کیوں ناراض ہوں گی بھائی؟"

"تو کیا امی سے ناراض ہو؟"

"میں کسی سے بھی ناراض نہیں ہوں۔" وہ قدرے مسکرا کر بولی۔ گلفام چند لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر پیار سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گڑیا! میں جانتا ہوں تمہاری غلطی نہیں ہے۔ برہان کی دادی ایسی ہی ہیں۔ سامنے والے کو اکساتی ہیں کہ وہ ان کی باتوں کا جواب دے۔ جواب بھی ایسا جس سے بس فساد ہو۔ لیکن..... ہماری تربیت ایسی نہیں ہے۔ اگر وہ کہیں سامنے نظر آجائیں تو سلام کر کے وہاں سے ہٹ جایا کرو۔"

"وہ ہٹنے نہیں دیتیں۔ کردار کو داغ دار کرتی ہیں۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے، وہ شیطان کی غلام ہیں جو ہماری زندگیوں میں شر پھیلانے آئی ہوں۔" اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے اس سکینہ بیگم سے اس وقت کتنی نفرت ہو رہی تھی۔

"بری بات ہے آیت۔ اگر وہ بری ہیں تو تم کیوں اپنا نامہ اعمال خراب کر رہی ہو۔ کیا وہ اتنی اہم ہیں کہ تم ہر وقت ان کے بارے میں سوچتی رہو۔" وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ آیت نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"وہ میرے لیے اہم نہیں ہیں۔ وہ بہت بری ہیں۔ وہ میرے کردار....."

"تم آئندہ ان کے گھر نہیں جاؤ گی۔" گلفام کے کہنے پر اس نے صدمے سے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی.....وہ میری پھوپھو کا بھی گھر ہے۔ برہان اور میں اچھے دوست ہیں۔ میں وہاں جاؤں گی۔ کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔"

"تو پھر اپنے اندر برداشت پیدا کرو۔ کیونکہ تم جب جب وہاں جاؤ گی، برہان کی دادی سے تمہارا سامنا ہو گا۔ اور تمہیں ان کی یہی ساری باتیں سننی ہوں گی۔" اس کا لہجہ ناسخت تھا، نا طنزیہ۔ لیکن حتمی ضرور تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔" وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ جبکہ آیت اسے دیکھتی رہ گئی۔

oooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم آج شام سیالکوٹ جا رہے ہیں۔ مجھے وہاں جگہ چاہیے جس پر میں ایک نئی عمارت کی بنیاد رکھ سکوں۔" اس وقت وہ گھر کے لاونج میں کھڑا اپنے کسی آدمی سے کہہ رہا تھا۔

"اوکے سر۔" جازم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"واٹ اوکے۔ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے، میرے وہاں جانے کی خبر پہنچاؤ۔ تاکہ میرا زیادہ وقت ضائع نا ہو۔" اس نے دو انگلیوں کے اشارے سے اسے سمجھایا۔ اور وہ سمجھ گیا تھا۔ تبھی سر ہلا دیا۔

"ایسا ہی ہو گا سر۔"

جازم نے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ وہاں سے چلا گیا۔

وہ بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے میں آ کر اس نے پورے کمرے میں طائرانہ نظر دوڑائی۔ وہاں دیوار پر ایک ہی لائن میں تین تصویریں ٹنگی ہوئیں تھیں۔ پہلی تصویر میں ایک عورت تھی۔ جس کی عمر قریباً تیس سال کی ہو گی۔ دوسری تصویر میں ایک پندرہ سال کی خوبصورت سیاہ آنکھوں والی

لڑکی تھی۔ سب سے آخر میں ایک سات سال کی بچی تھی۔ جس کی آنکھیں سرمئی تھیں۔ بال سیاہ مگر سلکی تھی۔ وہ تصویروں کو دیکھتا ہوا راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

"میں نے اپنی زندگی میں صرف تین عورتوں سے محبت کی ہے۔ماں سے، بہن سے اور.....۔"

oooooooooooooooo

"کیا تم میرے ساتھ مال چلو گی۔مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔"

وہ وائٹ کمپیوٹر لیب میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی اپنی اسائمنٹ بنا رہی تھی۔اس کے ساتھ والے کمپیوٹر پر برہان بیٹھا ہوا تھا۔پہلے اس نے آیت کے تاثرات دیکھے، پھر اس نے کہا۔ آیت نے گردن موڑ کر بائیں جانب بیٹھے برہان کو دیکھا۔تاثرات ایسے تھے جیسے کہہ رہی ہو...

"تم جانتے ہو نا کہ مجھے کہیں آنا جانا پسند نہیں۔"

کچھ کہے بغیر وہ اپنے پی سی کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"پلیز.... تم جانتی ہو نا کہ میں شاپنگ میں کتنا برا ہوں۔"وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

"میری بھی شاپنگ امی ہی کرتی ہیں۔ مجھے بھی کوئی تجربہ نہیں ہے۔"اس نے چبا کر سختی سے کہا۔

"مس آیت۔" پیچھے سے سر کی آواز پر اس نے آنکھیں بھینچ لیں۔ اسے پتا نہیں چلا تھا، بولتے ہوئے اس کی آواز اونچی ہو گئی تھی۔ برہان بھی خاموش ہو گیا۔

"چلو نا پلیز۔"

لیب سے فارغ ہونے کے بعد وہ دونوں ایک ساتھ باہر آئے تھے۔ باہر آتے وقت برہان نے پھر سے اسے جانے کے لیے کہا۔ وہ سخت تاثرات لیے واپس مڑی۔

"کیا مسلہ ہے برہان۔ کہا نا، نہیں جانا۔ مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا۔"برہان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"یہ تم دادی کا غصہ مجھ پر کیوں نکال رہی ہو۔ تم جانتی تو ہو...."

"تمہاری اس دادی کی وجہ سے کل مجھے مما سے تھپڑ پڑا ہے۔" ضبط سے کہتے ہوئے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں، جبکہ برہان صدمے سے اسے دیکھے گیا۔

"ممانی....وہ کیسے مار سکتی ہیں تمہیں۔" وہ بے چینی سے کہتا آیت کو چونکا گیا تھا۔

نہیں... پھر سے نہیں۔

"اوکے برہان۔ ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں۔" وہ قدرے مسکرا کر اپنی رضامندی دیتی وہاں سے جانے لگی۔

"تم ٹال کر جا رہی ہو۔" برہان کی بات پر وہ رکی۔ مڑی نہیں۔

"کوئی تمہیں تکلیف کیسے دے سکتا ہے۔ کیا تم ان سب کے لیے بنی ہو۔" برہان کی باتیں اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گئی تھیں۔

"بولو....۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"برہان..... تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے یا نہیں؟"اس نے تنبیہی نظروں سے برہان کو دیکھا۔ برہان نے لب بھینچ کر بہت کچھ اندر دبایا۔

"چلو۔"سنجیدگی سے کہتا وہ وہاں سے چلا گیا۔ آیت بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔

oooooooooooooo

وہ دونوں اس وقت مال میں شاپنگ کرتے ہوئے نظر آئے تھے۔ برہان تو بڑی دلچسپی سے ہر چیز کو دیکھ رہا تھا۔ پورے دل کے ساتھ خریداری کر رہا تھا جبکہ آیت اتنی بھیڑ میں بیزار ہو رہی تھی۔ اسے یہ سب کچھ پسند نہیں تھا۔ وہ تنہائی کو زیادہ اہمیت دیتی تھی۔ بقول اس کے اپنی ذات زیادہ سکون دیتی ہے۔ اگر اپنی ذات کے علاوہ کچھ پر سکون تھا تو وہ اس دنیا میں ماں باپ کا ہونا تھا۔ باقی دنیا اس کے لیے شور تھی۔

وہ دونوں ایک ساتھ ایک شاپ سے باہر نکل رہے تھے جب آیت ایک سات سال کی لڑکی کے ساتھ ٹکرا گئی۔ وہ لڑکی گھٹنوں کے بل زمین پر گری جبکہ آیت کے ہاتھ سے شاپنگ

بیگ ٹوٹ کر گر گیا تھا۔ایک چالیس سالہ خاتون بھاگ کر اس بچی کے پاس آئی جو اپنی تکلیف بھول کر آیت کو دیکھ رہی تھی۔

"آر یو او کے؟"

اس نے بہت نرم لہجے میں پوچھا تھا۔ آیت نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ بچی مسکرائی۔

"مجھے معاف کر دو۔میں نے دیکھا نہیں۔ تمہیں چوٹ تو نہیں آئی نا۔"وہ پریشانی سے بولتی اس کے پاس نیچے بیٹھ گئی۔اسے چھونے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ بچی فوراً دور ہٹی۔ غصے سے آیت کو دیکھا۔

"غلطی سے ہوا تھا،اس لیے معاف کر رہی ہوں۔ورنہ مجھے ذرا سی خراش کی سزا تم نہیں جانتی۔اس لیے مجھ سے دور رہو۔"

اس کے انداز میں تنبیہہ تھی۔برہان اس سے چند قدم دور تھا لیکن لڑکی کی بات پر اس نے سخت چتونوں سے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے خیال سے تمہیں اتنی زیادہ چوٹ نہیں آئی جتنی تم باتیں کر رہی ہو۔"

برہان کو یہ برداشت نہیں تھا کہ کوئی آیت کو کچھ کہے۔اب کے لڑکی کی نظریں برہان پر گئیں۔

"میرے بابا غلطی معاف نہیں کرتے۔"اس نے برہان کو بھی تنبیہہ کی تھی۔

"تم دونوں مجھ سے دور رہنا۔ورنہ میرے بابا تم دونوں کو جان سے مار دیں گے۔"وہ بچی اب وہاں سے اٹھ رہی تھی۔

"کیوں.... تمہارے بابا کوئی کرمنل ہیں یا کرائے کے قاتل؟"

آیت کو اس کا بلاوجہ کا ایٹیٹیوڈ ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔اس بچی نے آیت کو دیکھا۔اس کی آنکھوں میں اچانک سے سرد مہری اتر آئی تھی۔

"چلی جاؤ یہاں سے۔ورنہ نقصان اٹھاؤ گی۔"وہ درشتی سے کہتی وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی تھی لیکن آیت اور برہان کو بہت کچھ سمجھا گئی تھی۔

"عجیب نفسیاتی لگ رہی تھی۔"

آیت زیر لب بڑبڑائی جبکہ برہان کو اس لڑکی سے اچھی وائبز نہیں آ رہیں تھیں۔

oooooooooooo

"میں نے اپنی زندگی میں صرف تین عورتوں سے محبت کی ہے۔ایک میری ماں۔"

اس نے تیس سالہ خاتون کو دیکھا۔

"پھر اپنی بہن سے۔"

اس نے پندرہ سالہ خوبصورت لڑکی کو دیکھا۔

"اور تیسری میری بیٹی ہے۔"

اس نے سات سال کی اس بچی کو دیکھا۔ پھر اٹھ کر اس تصویر کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

"بابا آپ کو بہت یاد کر رہے ہیں۔"اس کے تاثرات بہت زیادہ نرم ہو گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں آرہا ہوں سیالکوٹ۔اپنی بیٹی سے ملنے۔"وہ مسکرایا تھا۔یہ مسکراہٹ ہر سازش سے پاک تھی۔اس میں خلوص تھا۔اور یہی جازم مرزا کی اصلی مسکراہٹ تھی۔

oooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:03

مارچ کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ بارش کی وجہ سے موسم پھر سے سرد ہو گیا تھا۔ ابھی بھی موسم بہت خوبصورت تھا۔ آسمان پر سفید بادل ہر طرف چھائے ہوئے تھے۔ ایسے میں وہ دونوں ریسٹورنٹ کے اوپن ایریا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک میز تھی جس پر ایک چائے کا کپ اور آئس کریم کپ رکھا ہوا تھا۔ برہان چائے سے لطف اندوز ہو رہا تھا جبکہ آیت آئس کریم سے۔ برہان کو آئس کریم بھی پسند تھی لیکن آیت کو چائے اتنی پسند نہیں تھی۔ وہ بس ضرورت کے وقت پیتی تھی۔

"ویسے اک بات تو بتاؤ۔" وہ آئس کریم کھاتے ہوئے گویا ہوئی۔ برہان نے سپ لیتے ہوئے کپ کے اندر سے اسے دیکھا۔

"ہمم پوچھو۔"

"کیا ادیب انکل نے تمہیں کچھ نہیں کہا؟" برہان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"انکل نے مما کو فون کر کے بتایا تھا کہ میں نے تمہاری مہان دادی جان کے ساتھ شدید بدتمیزی کی ہے۔ جس کی بدولت میں نے تھپڑ کھایا۔ کیا ادیب انکل نے تمہاری کلاس

نہیں لی۔ "تھپڑ والی بات پر برہان کو ایک بار پھر سے شرمندگی ہوئی تھی لیکن اب وہاں بات آیت کی نہیں بلکہ برہان کی ہو رہی تھی۔ وہ گلا کھنکھارتا سیدھا ہوا۔

"ابو مارنے لگے تھے لیکن امی نے بابا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ کہہ کر کہ جوان اولاد پر اگر ہاتھ اٹھاؤ تو وہ باغی ہو جاتی ہے۔ آرام سے بھی سمجھایا جا سکتا ہے۔" برہان نے مسلسل آیت کو دیکھتے ہوئے بتایا۔ اس کے تاثرات میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا تھا لیکن اندر کہیں اس کا دل زخمی ہوا تھا۔ یہ خیال اس کی ماں کو کیوں نہیں آیا۔

"میں معذرت چاہتا ہوں' آیت۔" وہ گہری سنجیدگی سے بولا تھا۔ آیت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیوں۔"

"کیونکہ تمہیں میری وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ اگر.....۔"

"اوہو چھوڑو بھی۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ مٹی ڈالو۔" اسے بے عزتی محسوس ہوئی تھی لیکن چھپا گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے پاس تمہارا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے ایک طریقہ ہے۔" برہان نے چٹکی بجا کر کہا۔

"اور وہ کیا؟"

وہ خوشگوار لہجے میں بولی۔ برہان کچھ پل اسے تکتا رہا۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"سائیکلنگ۔"

آیت کی مسکراہٹ سمٹی۔

"نہیں برہان۔ پھر سے نہیں۔ پچھلی دفعہ بھی مجھے بہت بری چوٹ آئی تھی۔"

"میں نے مرہم بھی تو رکھا تھا۔"

"تو زخم دیا ہی کیوں تھا۔" آیت کے پوچھنے پر وہ نمک کا مجسمہ بنا۔ کیا وہ آیت کو تکلیف دے سکتا تھا۔

نہیں..... ایسا نہیں ہو سکتا۔

"تو پھر کچھ ایسا بتاؤ کہ تمہیں چوٹ بھی نا آئے اور ہم انجوائے بھی کر لیں۔" برہان کے پوچھنے پر وہ کنپٹی پر انگلی رکھے سوچنے لگی۔

"کیا ہم موبائل پر لڈو کھیلیں۔" وہ پر جوش سی اچھلی۔ برہان نے برا منہ بنایا۔

"موبائل بھی کوئی انجوائے کرنے والی چیز ہے بھلا۔ بالکل ہی بور نگ ایجاد ہے یہ۔ وقت کا ضیاع۔" آیت نے اسے گھورا۔

"ہاں.... تمہیں ہر وہ چیز ناپسند ہے جو مجھے پسند ہے۔ اس لیے ہماری کبھی بھی آپس میں نہیں بن سکتی۔" آیت نے بس یونہی کہا تھا لیکن برہان کو لگا جیسے وہ اسے مستقبل کے لیے وارن کر رہی ہو۔ جیسے وہ اسے سمجھا رہی ہو کہ وہ دونوں ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

"ایک بات پوچھوں تم سے آیت۔" وہ عجیب لہجے میں بولا تھا۔

وہ جو غصے سے منہ موڑ کر بیٹھی ہوئی تھی، برہان کی بات پر اسے دیکھا۔

"ہمم پوچھو۔"

"تمہیں کس طرح کے لڑکے پسند ہیں؟"اس کے اچانک پوچھنے پر آیت نے حیرت سے اسے دیکھا، پھر سنبھل کر۔

"مجھے لڑکے نہیں پسند۔"برہان چونکا۔

"پھر تمہیں کیا پسند ہے؟"

"مجھے men پسند ہے۔"اس نے ناسمجھی سے آیت کو دیکھا۔

"?Men"

"ایک boy میں اور ایک men میں بڑا فرق ہوتا ہے۔مجھے لڑکے نہیں، ایک سمجھدار، ڈیسنٹ، ویل مینرڈ، بیہیوڈ شخصیت پسند ہے۔"

برہان نے اس کی پسند کے مطابق خود کو سوچا۔یعنی وہ اس کی پسند پر نوے فیصد پورا اترتا تھا۔

"یہ کوالٹیز مجھ میں نہیں ہیں کیا؟"آیت جو مزید بولنے والی تھی، برہان کے سوال پر چونکی۔

"ہم دو مختلف لوگ ہیں۔ہم کبھی بھی ایک نہیں ہو سکتے برہان۔"

برہان کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا۔

"ہماری پسند بھی بہت الگ ہے۔ ہم مختلف زندگی جیتے آئے ہیں۔ تو تم اس لسٹ میں نہیں ہو سکتے۔" وہ اپنی دھن میں بول رہی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ کیا بول رہی ہے۔ برہان چہرے پر مسکراہٹ سجائے، دل پر ضبط کیے اسے دیکھتا رہا۔ وہ بولے جا رہی تھی۔

"کم از کم شارٹ ٹمپر بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ حالات پر قابو پانا جانتا ہو، معاملات سلجھانے آتے ہوں۔ میری اور اس کی پسند ایک جیسی ہو۔"

"یعنی تم کہنا چاہتی ہو کہ تمہیں ایک انتہائی سست انسان ملے۔" برہان نے طنز نہیں کیا تھا لیکن آیت کو ایسا ہی لگا تھا۔ تبھی اس نے برہان کو سخت چتونوں سے دیکھا۔ وہ لبوں پر انگلی رکھتا چپ ہو گیا۔ آیت نے اپنی بات دوبارہ سے شروع کی۔ برہان بس خاموشی سے سنے گیا۔ آیت کچھ بھی کرے، بس اس کا موجود ہونا اہم تھا۔

oooooooooooooo

یہ ایک چھوٹا مگر نفیس سا دو کمروں والا گھر تھا۔ ایک کچن تھا اور ایک ڈرائنگ روم۔ ایک ٹی وی لاونج تھا۔ ایک کمرے میں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اسٹڈی ٹیبل پر سر جھکائے، سارے بال آگے کو گرے ہوئے تھے۔ اس کمرے میں ایک چھوٹا سا بیڈ تھا جس پر کالے رنگ کی بیڈ شیٹ تھی۔ تھری سیٹیڈ صوفہ تھا۔ اس کا کور بھی سیاہ تھا۔ سیاہ بلائنڈز۔ البتہ کمرہ سفید ٹائل سے مزین تھا۔ وہ اتنا سیاہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ ابھی اس کا دل اپنے باپ کی طرح مظبوط نہیں تھا۔ اس کے لیے ابھی اسے وقت چاہیے تھا۔ وہ اپنا اسکول ورک کر رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"اندر آجائیں۔" وہ مصروف سی بولی۔ نووارد وہی چالیس سالہ خاتون تھیں۔ عالیہ مراد۔

"شہوات بیٹا۔" اندر آتے ہی انہوں نے شفقت سے پکارا۔

"بولیں، میں سن رہی ہوں۔" وہ مصروف رہی۔

"جازم صاحب کا فون آیا تھا۔" شہوات نے تیزی سے سر اٹھایا۔ چہرے پر جاندار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بابا کا فون۔ میری بھی بات کروائیں۔" وہ خوش ہوتی عالیہ تک آئی۔

"میرے پاس آپ کے لئے ایک گڈ نیوز ہے۔" پیار سے اس کے بال کانوں کے پیچھے اڑسے۔

" کیسی خبر؟" عالیہ مراد، جازم مرزا کے بعد وہ واحد انسان تھیں جو شہوات کو چھو سکتی تھی۔ شہوات کے پوچھنے پر عالیہ مسکرائیں۔

"جازم صاحب آج شام سیالکوٹ آرہے ہیں۔" شہوات کی خوشی حیرت میں بدلی۔

"ک... کیا واقعی ہی۔ واقعی ہی بابا آرہے ہیں۔ بابا مجھ سے ملنے آرہے ہیں۔" باپ کا آنا اسے ایسی ہی خوشی دیتا تھا۔ ساری سختی، ساری بیزاریت جیسے ختم ہو جاتی تھی۔ شہوات مرزا دل سے خوش ہوتی تھی اور دل سے مسکراتی تھی۔

"جی بالکل۔ آپ کے بابا آرہے ہیں اور اب آپ اچھے سے نہا دھو کر اچھے سے کپڑے پہنے گی۔ تب تک میں کچن کا کام دیکھ لوں۔" وہ تحکم آمیز لہجے میں بولیں۔ وہ شہوات کی ماں نہیں تھیں لیکن شہوات تین ماہ کی تھی جب سے وہ اسے پال رہی تھیں۔ عالیہ مراد کی اپنی

کوئی اولاد نہیں تھی۔اسی وجہ سے ان کے شوہر مراد انہیں طلاق دینا چاہتے تھے۔عالیہ نے ان سے منت کی کہ طلاق نادے۔وہ اپنی شکل اسے کبھی نہیں دکھائے گی،بس طلاق نادے۔ اس طرح ان کی طلاق تو نا ہوئی لیکن ان کی اور مراد کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ان کی کل کائنات صرف اور صرف شہوات مرزا تھی۔جو اس وقت ان کے حکم پر عمل کرتی الماری سے کپڑے نکال کر واشروم میں جا چکی تھی۔وہ بھی مسکراتی ہوئیں اس کا کمرہ سمیٹنے لگیں۔اس کے بعد انہیں کچن میں جانا تھا۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس وقت اپنے کمرے میں منہ پھلائے بیٹھی ہوئی تھی۔نیلم بیگم سے ایک دفعہ پھر اس کی کسی بات پر عزت افزائی ہوئی تھی۔دفعتاً اس کے موبائل پر گھنٹی بجنے لگی۔اس نے موبائل کو چھوئے بغیر اس کی جانب دیکھا۔اسکرین پر زارا آپی لکھا آرہا تھا۔اس کے چہرے پر خوشگوار حیرت نظر آئی۔

"زارا آپی۔"زیر لب کہتے اس نے کال اٹھائی اور فون اسپیکر پر ڈال دیا۔

"آپ کو یاد آ ہی گیا کہ اس دنیا میں کوئی آیت وجدان بھی رہتی ہے۔" فون اٹھاتے ہی اس نے اپنی شکایت سامنے رکھی۔ وہ طنز نہیں کر رہی تھی لیکن اس کی باتیں ایسی ہی ہوتی تھیں۔

دوسری جانب زارا اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ باہر عصر ڈوب رہی تھی۔ عبید اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا کھلونے کے ساتھ کھیل رہا تھا۔

"ناسلام نادعا۔ بس فون اٹھاتے ہی شروع ہو گئیں۔ ٹھیک ہے ہم کافی دیر بعد رابطہ کر رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں نا کہ بندا اسلام دعا کرنا ہی بھول جائے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ وہ خوبصورت تھی اور مسکراہٹ اس کے چہرے پر نکھار لے آئی تھی۔

"میں نہیں کر رہی سلام دعا۔ یہ بتائیں آج کیسے میری یاد آ گئی۔" شکوے ابھی بھی جاری تھے۔

"مجھے تو چلو آج بھی آ گئی۔ تمہیں تو وہ بھی نہیں آئی۔ بڑی بہن ہوں، اس کا بھی خیال نہیں آیا۔" وہ بھی اسے ستانے کے موڈ میں لگتی تھی۔

"ماموں زاد بہن۔" آیت نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے ناک منہ چڑھایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہن تو ہوں نا۔یا بہن ماننا بھی چھوڑ دیا ہے۔"اسے تشویش لاحق ہوئی۔

"چھوڑ دیا ہے۔اس دن سے جب آپ نے میری بات کو اہمیت نہیں دی تھی۔"وہ خفگی سے بولی۔

"کونسی بات؟"

"جب میں نے کہا تھا کہ گلفام بھائی سے شادی کر کے ہمارے گھر آجائیں۔میری بات نہیں مانی،چلی گئیں اپنی خالہ کی بہو بن کر۔"اس کے انداز پر زارادل کھول کر ہنسی تھی۔

"گلفام مجھ سے بہت چھوٹا ہے بے وقوف لڑکی۔وہ میرے چھوٹے بھائیوں.....۔"

"یہ عمر کا فرق تو بس بہانا ہے آپی۔"وہ ابھی بھی خفا لگتی تھی۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ،کیوں پھوپھو کی ناک میں دم کیا ہوا ہے؟"وہ بات بدلتے ہوئے بولی تھی۔کہیں اس کی ساس سن نالیں۔ورنہ خوامخواہ کا تماشہ بن جاتا۔

"یعنی شکایت تھانے تک پہنچ گئی۔اور آپ نے ایف آئی آر کاٹ بھی لی۔"

وہ ایک بار پھر سے ہنسی تھی۔ عبید اب اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بڑے عرصے بعد اپنی ماں کو یوں کھلکھلا کر ہنستے دیکھا تھا۔

"کاٹ لی ہے ایف آئی آر۔ اور کل میرے سپاہی تمہیں تمہارے گھر سے اٹھانے آئیں گے۔ تیار رہنا۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔ البتہ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"کس جیل میں پھینک رہی ہیں مجھے؟"

"جہاں سے عید کی شاپنگ اچھے سے ہو سکے۔"

"اف آپی۔ ابھی کل پہلا روزہ ہے اور آپ کو عید کی شاپنگ...."

"لوگ جلدی خرید لیتے ہیں آیت۔ کل چلیں گے اور کوئی بہانہ نہیں سنوں گی میں۔"

"کیا آپ خود آئیں گی؟" اس نے لہجے میں اک آس لیے پوچھا۔

"نہیں۔" دونوں کا دل ٹوٹا تھا۔ "تم جانتی تو ہو میرے پاس وقت کہاں ہوتا ہے۔ تم ایسا کرنا، میرال اور برہان کے ساتھ چلی جانا۔ لیکن پلیز چلی جانا۔ پھوپھو بہت پریشان ہیں

تمہاری اس سستی کی وجہ سے۔"زارا نے لہجے کو حتیٰ الامکان نارمل رکھا ہوا تھا جبکہ آیت بجھ سی گئی تھی۔اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کی۔ادھر ادھر کی چند باتیں کرنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔اس کے فون بند کرتے ہی کوئی دروازے پر دستک دیتا اندر آیا۔آیت نے سر اٹھا کر دیکھا۔وہ برہان تھا۔

"تم...اس وقت؟"

"تمہیں چاند نہیں دیکھنا؟"برہان نے دروازے میں کھڑے کھڑے پوچھا۔

"تم نے دیکھ لیا۔"

"نہیں۔ساتھ دیکھ....۔"

"میں پوچھ نہیں رہی،بتا رہی ہوں۔"وہ چہرے پر آئی مسکراہٹ دبا گئی۔ادھر برہان کو اک لمحہ لگا تھا اس کی بات سمجھنے میں۔تبھی اس نے آنکھیں چھوٹی کیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زیادہ خوش فہمیاں نا پالو۔اس پر لگا گرہن بھی دیکھ لو۔"وہ اسے تپانے والے انداز میں کہتا بولا۔

"وہی دیکھ رہی ہوں۔"وہ مسلسل برہان کو دیکھ رہی تھی۔اس کا اندازہ برہان کو اب ہوا تھا جب آیت اس کی کلاس لے چکی تھی۔برہان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور زور سے دروازہ بند کرتا چلا گیا۔پیچھے آیت نے دلکش قہقہہ لگایا تھا۔

oooooooooooooooo

مغرب کے بعد وہ گھر واپس آیا تھا۔کمرے میں جانے کے بجائے وہ ادیب صاحب کے پاس چلا آیا۔وہ اپنے کمرے میں اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ہاتھ میں کوئی فائل پکڑ رکھی تھی۔کمرے میں آکر وہ ہلکا سے کھنکھارا۔ادیب شیرازی نے چشمے سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر نظریں واپس جھکا لیں۔

"بابا آپ نے بلایا تھا۔"وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ان کے قریب آیا۔

ادیب صاحب نے فائل ایک طرف رکھی اور اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہا۔ وہ سر ہلاتا بیٹھ گیا۔

"سب خیریت ہے نا؟" جب وہ کچھ نا بولے تو برہان نے خود ہی پوچھ لیا۔

"آیت آئی تھی گھر۔" وہ سنجیدگی سے بولے۔

"بابا... یہ بات ختم ہو چکی ہے۔ آپ نے اس کے گھر بتا دیا ہے نا۔ نیلم ممانی نے بہت غصہ بھی کیا اس پر۔ تھپڑ بھی پڑ گیا اسے۔ تو اب کیوں یہ بات کر رہے ہیں۔" وہ بگڑے تاثرات کے ساتھ بولا جبکہ ادیب صاحب چونکے تھے۔

"میں نے؟" انہوں نے اپنی جانب اشارہ کیا۔ "لیکن میری تو ابھی وجدان کے ساتھ بات ہی نہیں ہوئی۔" اب برہان چونکا تھا۔

"تو.... تو پھر نیلم ممانی کو کس نے بتایا؟" ادیب صاحب کو اک لمحہ لگا تھا یہ جاننے میں کہ یہ حرکت کس کی تھی۔

"میں نے امی کو منع بھی کیا تھا کہ وہاں نہیں بتانا۔ میں آیت سے خود بات کروں گا۔ مجھے یقین نہیں آرہا کہ انہوں نے میری بات کو بھی اہمیت نہیں دی۔" وہ مایوسی سے کہتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئے۔

"ممانی نے اسے تھپڑ بھی مارا تھا۔" وہ گلٹی لگتا تھا۔

"تمہیں بھی پڑ جاتا اگر تمہاری ماں نا بیچ میں آتی۔" وہ سنجیدگی سے بولے تھے۔ برہان نے پہلو بدلا۔

"نیلم بھابی کو بچی کو مارنا نہیں چاہیئے تھا۔"

"اسے لگتا ہے کہ آپ نے اس کے گھر بتایا ہے۔ وہ آپ سے خفا سی ہو گئی ہے۔" وہ فوراً سیدھے ہوئے۔

"تو تم اس کی غلط فہمی دور کرتے۔ مجھے وہ بچی بہت عزیز ہے۔ میں کبھی اسے تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

باہر دروازے پر کھڑی میرال کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔

"اپنی بیٹی نے بد تمیزی کی تو وہ بری ہو گئی اور یہاں..... یہاں دوسروں کی اولاد کے لیے دل میں تکلیفیں اٹھ رہی ہیں۔ چھوڑوں گی نہیں میں تمہیں آیت وجدان۔" حقارت سے کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

"مجھے خود ابھی پتا چلا ہے۔ میں اس کی غلط فہمی کیسے دور کرتا۔" اس نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔ ادیب صاحب نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کا اندھیرا اب بڑھ رہا تھا۔ دن میں آسمان پر چھائے بادل بھی مغرب کے وقت ختم ہو چکے تھے۔ لیکن ہوا بہت تیز اور ٹھنڈی تھی۔ ایسے میں وہ کچن میں عالیہ مراد کے پاس بیٹھی انہیں کھانے بناتے دیکھ رہی تھی۔ سیاہ پیروں تک آتی سلک کی فراک، سیاہ سلکی بالوں کی اونچی پونی بنائے جو پونی میں بھی کمر تک آتے تھے۔ میک اپ سے پاک لیکن تر و تازہ چہرہ، وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ لیکن ابھی وہ انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔

"بابا کب آئیں گے آنی۔ مجھے اور کتنا انتظار کرنا پڑے گا ان سے ملنے کے لیے؟" اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے عالیہ بیگم سے پوچھا۔ انہوں نے سر اٹھا کر شہوات کو دیکھا۔ چہرے پر مسکراہٹ امڈ آئی۔

"لگتا ہے کوئی بہت شدت سے کسی کا انتظار کر رہا ہے۔" وہ چھیڑتے ہوئے بولیں۔

"تو اور کیا۔ پورے سات ماہ بعد میں اپنے بابا سے مل رہی ہوں۔ بھلا کوئی اتنا عرصہ بھی اپنی اولاد سے دور رہتا ہے۔" اس نے غبارے جتنا منہ پھلا لیا۔

"بہت سارے باپ رہتے ہیں۔ جو پردیس میں ہوتے ہیں۔ کتنے کتنے سال وہ اپنے خاندان....."

"ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔" اس نے عالیہ کی بات کو درمیان میں کاٹا تو وہ رک گئیں۔ وہ کسے یہ باتیں بتا رہی تھیں۔ وہ تو ایک مغرور امیر زادی تھی۔ بھلا وہ اپنا مقابلہ عام عوام سے کیسے کرنے دیتی۔ وہ دھیرے سے مسکرا دیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آتے ہی ہوں گے۔ تھوڑا اور صبر کر لیں۔" وہ قدرے مسکرا کر کہتی واپس کام میں لگ گئیں۔

چند پل گزرے جب دروازے پر گھنٹی بجی۔ شہوات نے اک نظر عالیہ کو دیکھا اور بھاگتی ہوئی دروازے تک آئی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے وہ کھڑا تھا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں، بلیک پالشڈ شوز، سیاہ آنکھوں پر سیاہ چشمہ، بالوں کو جیل سے پیچھے کی جانب کیے، وہ گریس فلی سے سامنے کھڑا تھا۔ چہرے پر سازشوں سے پاک مسکراہٹ تھی۔ اس کے برعکس شہوات کے تاثرات خفا سے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں شام سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں بابا۔ اتنی دیر کیوں لگا دی۔" وہ وہیں کھڑی پوچھنے لگی۔

"اس بندہ ناچیز سے خطا ہو گئی ہے۔ کیا سزا ہے میرے حضور۔" وہ ہاتھ سینے پر رکھے اس کے سامنے جھک گیا۔ اس کا یہ روپ کتنا خوبصورت تھا۔ کاش کہ وہ اتنا ہی اچھا انسان بھی ہوتا۔

جازم کے اس انداز پر شہوات کی خفگی ختم ہو چکی تھی۔اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"سزا یہ ہے کہ اب آپ پورا ایک ہفتہ میرے ساتھ رہیں گے۔"حکم دیتی وہ دروازے سے ہٹ چکی تھی اور واپس جا رہی تھی۔جازم نے اسے دیکھا۔

"کیا بابا کی گڑیا بابا کے گلے لگ کر بابا کے دل کو ٹھنڈک نہیں پہنچائے گی۔"جازم کی بات پر اس کے قدم رکے۔وہ واپس مڑی۔چند پل خاموشی سے اپنے باپ کو دیکھا۔آنکھوں میں نمکین پانی بھرنے لگا۔وہ انہی قدموں پر واپس دوڑتی ہوئی جازم کے سینے سے آلگی تھی۔اور یہاں جازم کو لگا جیسے اس کی ساری تھکن ختم ہو چکی ہے۔اس کے بے قرار دل کو قرار مل چکا ہے۔وہ اس وقت ساری دنیا کو بھلائے اپنی کل کائنات کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔دور کچن کے کونے میں کھڑی عالیہ نے افسردگی سے یہ منظر دیکھا تھا۔

"اگر اس کی اولاد ہوتی تو آج وہ بھی اسے ایسے ہی گلے سے لگاتی۔اس کا باپ اسے ایسے ہی پیار کرتا۔"

دل میں درد سا اٹھا تھا لیکن وہ کھڑی رہیں۔

oooooooooooooo

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا بابا۔ بہت زیادہ۔" وہ دونوں رات کے کھانے کے بعد شہوات کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بیڈ پر نیم دراز تھا اور شہوات نے اس کے کندھے پر سر رکھا ہوا تھا۔ جازم اس کے سر کو سہلا رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی باتیں بھی سن رہا تھا۔

"سات ماہ آپ نے مجھے خود سے الگ رکھا بابا۔ آپ کیوں مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاتے؟" جازم کی مسکراہٹ میں ایک زخمی تاثر ابھرا تھا۔

"تم وہاں سیف نہیں ہو۔"

"یہاں... آپ کے بغیر.... میں کیسے سیف ہو سکتی ہوں بابا؟ بیٹیاں تو باپ کے ساتھ ہی محفوظ ہوتی ہیں۔ اکیلی تو جانوروں....."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو تمہارے لیے جانور بنے گا، تمہارا باپ اس کے لیے درندہ بن جائے گا۔ کوئی تمہیں میلی آنکھ سے دیکھے گا تو پھر وہ آنکھ کسی کو دیکھنے کے قابل نہیں رہے گی۔" اس کے تاثرات سخت ہو گئے تھے لیکن اس نے اپنی آواز کو نرم رکھا۔ "جو ہاتھ تمہیں چوٹ پہنچانے کے لیے تمہاری طرف بڑھے گا، پھر وہ ہاتھ نہیں رہے گا۔" شہوات کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"لیکن آپ تو دور ہوتے ہیں۔ اتنی دور کے یہاں کوئی مجھے مار کر بھی پھینک دے گا تو آپ کو پتا نہیں چلے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تم سے دور ضرور ہوں، لیکن تم سے بے خبر نہیں ہوں۔ باپ ہوں تمہارا، اور تم میری بیٹی۔ کوئی بوجھ نہیں ہو جسے میں نے خود سے دور رکھا ہو۔" جازم کا انداز ڈپٹنے والا تھا۔

"اور خبردار جو آئندہ مرنے کی بات کی تو۔ اگر کسی نے یہ سوچا بھی تو میں اس کی دنیا برباد کر دوں گا۔ جو میری بیٹی کا نہیں، وہ میرا نہیں۔" اس نے مسکرا کر جازم کو دیکھا اور پھر تھوڑا اوپر ہو کر اس کے گال پر اپنے لب رکھے۔

"آئی لو یو بابا۔"مسکرا کر کہتی وہ پیچھے ہوئی۔جازم نے اسے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"لو یو ٹو بابا کی جان۔"

باہر رات آہستہ آہستہ گہری ہو رہی تھی۔

oooooooooooooooo

آج رمضان کا پہلا روزہ تھا۔ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ مرد حضرات نماز کے لیے مسجد جا چکے تھے اور خواتین گھر میں نماز پڑھ رہی تھیں۔ نیلم نے آیت کو اپنے کمرے میں روکا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ سو جائے گی اور نماز قضا ہو جائے گی۔ نا ہی وہ قرآن پڑھے گی۔ نیلم وجدان نماز روزے کی پابند خاتون تھیں۔ ان کا دوپٹا گھر میں بھی سر سے نہیں اترتا تھا۔ کلثوم بیگم بھی ایسی ہی تھیں،نا جانے آیت کس پر چلی گئی تھی جو وہ ایسی تھی۔

"امی یار بہت نیند آ رہی ہے۔ میں سونے جا رہی ہوں۔"

نماز کے بعد اس نے برا سا منہ بنا کر نیلم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جواباً ماں نے گھورا تھا۔

"جا کر بیڈ پر بیٹھو اور قرآن کھول کر اسے پڑھو۔ تم مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئی ہو، یہ کیوں بھول جاتی ہو۔"

"امی مجھے عربی نہیں آتی نا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے۔" وہ بس سونا چاہتی تھی۔ آنکھیں بھی نیند سے بند ہو رہی تھیں۔ مر مر کر اس نے سحری کی تھی۔

"جیسے انگریزی کی سمجھ آتی ہے نا، اس کی بھی آجائے گی۔" وہ بھی اسی کی ماں تھیں۔

"میں کوئی پیدائشی عربی تھوڑی ہوں یار۔"

"تو تم پیدائشی انگریز بھی نہیں ہو۔ جا کر ترجمے کے ساتھ پڑھو، ورنہ میں تمہاری عمر کا لحاظ نہیں کروں گی۔" یہ آخری وارننگ تھی، اب وہ اٹھ گئی تھی۔ جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"پہلے سپارے سے شروع کرو۔ ترجمے کے ساتھ پڑھو اور پورا سپارہ پڑھو۔" اس نے صدمے سے اپنی ماں کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی..... ترجمے کے ساتھ اتنا زیادہ..... بہت وقت لگ جائے گا۔"

"جب ساری ساری رات جاگ کر موبائل استعمال ہو سکتا ہے تو قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے۔" وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھیں۔

"اور ہاں... اپنا موبائل مجھے دے دینا، پورا رمضان میں اسے اپنے پاس رکھوں گی۔ تاکہ تمہاری نیند پوری ہو سکے۔" آخری بات کہہ کر وہ دعا مانگنے لگی جبکہ آیت انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"حد ہے امی یار۔"

اس نے دل کو مار کر قرآن پڑھنا شروع کیا۔ شروع تو اس نے نیند میں کیا تھا لیکن اب جیسے آیت کی نیند کہیں منہ چھپا کر بھاگ گئی تھی۔ وہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کر رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھ رہی تھی۔ اسے سکون کے ساتھ ساتھ عجیب سی کیفیت محسوس ہو رہی تھی۔

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پہلی آیت پر رک کر وہ بہت کچھ سوچنے لگی، یا بہت کچھ اس کے ذہن میں آیا تھا۔

"بڑا مہربان نہایت رحم والا۔"

"اگر اللہ مہربان اور رحم والا ہے تو دنیا ہمیں اللہ سے ڈراتی کیوں ہے امی؟" نیلم وجدان دعا مانگ کر اٹھ گئی تھیں، جب آیت کے سوال پر وہ رکی۔ چند پل خاموشی سے اسے دیکھا۔

"اللہ مہربان ہی ہے آیت۔ وہ رحم بھی کرتا ہے لیکن...."

"لیکن کیا امی؟"

"لیکن ہمیں اس سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ ہم کوئی بہت زیادہ نیک انسان نہیں ہیں۔ ہمیں اس کا رحم مانگنا چاہئے، اس سے معافی مانگتے رہنا چاہیے۔ ہر چیز مانگنے سے ہی ملتی ہے۔" وہ کہہ کر اپنا قرآن لینے چلی گئیں۔ وہ واپس آئیں تو آیت کو سوچ میں مبتلا پایا۔

"اب کیا سوچ رہی ہو؟"

"میں سوچ رہی ہوں کہ اگر سب کچھ مانگنے پر ملے گا تو یہ جو کچھ ہمیں ملا ہے بن مانگے، تو اس کی کیا وجہ ہے؟"

"اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کا احسان مانیں اور اس کے شکر گزار بندے بنے۔ لیکن ہم ہیں کہ سارا دن گلے شکوے کرتے رہتے ہیں، لیکن جب وہ عطا کرتا ہے تو شکر نہیں کرتے۔ ہم بہت احسان فراموش لوگ ہیں آیت۔ ہم دین کو اپنی مرضی سے چلاتے ہیں لیکن جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، اس کے سارے حکم بھلائے بیٹھے ہیں۔" وہ افسوس سے کہتی اپنا قرآن پاک کھونے لگیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جیسے کہ رمضان کا مہینہ ہم پر اس کا احسان ہے۔ لیکن ہم رمضان میں بھی بہت گناہ کرتے ہیں۔ سارا سال جس کا الزام ہم شیطان کو دیتے رہتے ہیں، رمضان میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیطان نہیں تھا، بلکہ ہم خود تھے جو گناہوں میں پڑے رہے اور غلط کام کیے۔ جیسا کہ غیبت ہم نہیں چھوڑتے، گانے سننا، افطاری کے بعد موبائل لے کر ایسے بیٹھ جاتے ہیں جیسے

شیطان رمضان کے بعد آزاد ہو گیا ہو۔ ہم روزے کی حالت میں خود کو قیدی سمجھتے ہیں، جیسے روزہ کوئی بوجھ ہو۔ لیکن یہ تو نیکیاں کمانے کا وسیلہ ہے۔"

نیلم کہہ کر اب قرآن پڑھنے لگی تھیں، آیت نے کچھ سوچتے ہوئے اگلی آیت پڑھی۔

"جزا کے دن کا مالک۔"

"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔"

"ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔"

"امی یہ سیدھا رستہ کیا ہے؟" ایک دفعہ پھر اس نے اپنی ماں کو مخاطب کیا۔

"سیدھا رستہ ہمارے نبی کا راستہ ہے۔"

"مطلب.... وہ کیسے؟" وہ مسکرائیں۔ انہوں نے ایک دفعہ بھی اسے نہیں جھڑکا، نا ہی غصے سے کہا کہ آیت تم اتنی بڑی ہو گئی ہو، تمہیں تو کچھ بھی نہیں پتا۔ بلکہ وہ شفقت سے اور نرمی سے اس کی باتوں کا جواب دے رہی تھیں۔ ان کی بیٹی ان سے دین کے بارے میں پوچھ رہی

تھی۔ وہ غصہ کیسے کرتی، وہ تو شکر ادا کر رہی تھیں کہ ان کی بیٹی کو دین میں دلچسپی ہو رہی ہے۔ یہی ہوتی ہے تربیت۔ صرف لفظوں سے تربیت نہیں ہوتی، بلکہ عمل سے بھی اولاد کی تربیت کی جاتی ہے۔ اور نیلم وجدان ایک ایسی ہی ماں تھیں۔

"اس کا جواب میں تمہیں قرآن پڑھنے کے بعد دوں گی۔ ابھی میں بھی پڑھ لوں اور تم بھی پڑھ لو۔ پھر تمہارے بابا آجائیں گے۔" اس نے سر ہلا دیا۔

اب آخری آیت پڑھنے لگی۔

"ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ جو گمراہ ہوئے۔"

اس آیت کو پڑھنے کے بعد اسے کچھ کچھ سمجھ آرہا تھا لیکن وہ ابھی بھی کنفیوز تھی۔

سورہ فاتحہ کے بعد اس نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی۔ نیلم نے اک دفعہ گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ قرآن پڑھنا اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ بھی مسکرا دیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یا اللہ میری بیٹی کو بھی اسی راستے پر چلانا، جس کے بارے میں وہ جاننا چاہتی ہے۔ اسے حیا والی بنانا۔ میری بچی کی عزت کو محفوظ رکھنا۔" وہ دل سے دعا گو تھیں۔

oooooooooooooo

دوپہر کے بارہ بج رہے تھے۔ ایسے میں مری کے ایک چھوٹے سے گھر میں ایک لڑکی اپنے کمرے سے سامان لے جاتے ہوئے نظر آئی۔

"تم تیار ہو؟" وہ باہر آئی تو سامنے یاسر تیار کھڑا تھا۔

"ہاں، میں تیار ہوں۔ چلتے ہیں۔" وہ افسردگی سے مسکرائی۔ تبھی ایک کمرے سے رئیسہ بیگم نکل کر باہر آئیں۔ اک نظر ان دونوں کے سامان کو دیکھا اور پھر انہیں۔

"تو تم دونوں نہیں رکو گے۔" وہ بے بسی سے پوچھ رہی تھیں۔

"نہیں۔" وہ دونوں یک آواز میں بولے۔

"تم دونوں مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر جانا چاہتے ہو؟"

"ہم نے آپ کو ساتھ چلنے کے لیے کہا تھا امی۔" یاسر کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بس بھاگ جائے یہاں سے۔

"میں وہاں نہیں جانا چاہتی۔"

"اور میں یہاں نہیں رہنا چاہتا۔"

"ضد کیوں کر رہے ہو؟"

"ضد میں نہیں کر رہا امی۔ ضد آپ کر رہی ہیں۔ مری میں ہے ہی کیا کہ یہاں رک جاؤں۔"

"گجرات میں ایسا کیا ہے کہ تم وہاں جانا چاہتے ہو۔"

"گجرات میں میرا آبائی گھر ہے۔ اپنے گھر کے بغیر میں ادھورا ہوں۔ اتنا عرصہ یہاں رہا لیکن پھر بھی یہاں میرا دل نہیں لگا۔ یعنی ساری زندگی یہاں میرا دل نہیں لگے گا۔" وہ ضبط سے کہتا گھر سے نکل چکا تھا۔ میمونہ نے یاسیت سے اپنی ماں کو دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میمونہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"جانے دیں اسے اکیلے۔ میں نہیں جا رہی۔" قدرے مسکرا کر اس نے اپنی ماں کو گلے سے لگایا۔ وہ نہیں مسکرائی۔

"جاؤ.... کمرے سے میرا سامان اٹھا لاؤ۔ میں باہر انتظار کر رہی ہوں۔" اس کو خود سے الگ کرتے وہ باہر کی جانب بڑھ گئیں جبکہ میمونہ خیرت سے انہیں دیکھتی رہی۔

"عجیب عورت ہیں امی بھی۔"

°°°°°°°°°°°°°°°

"تم میرے ساتھ شاپنگ پر چل رہی ہو؟" نیلم بارہ بجے آیت کے کمرے میں آئیں تو وہ سو رہی تھی۔

"اف آیت۔ وقت دیکھے کوئی اور یہ یہاں پر سوئی پڑی ہے۔ اٹھ جاؤ سستی کی مار۔" انہوں نے کھینچ کر کمبل اتارا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہوا ہے۔ کون ہوں میں۔"

"تمہاری یہ عادتیں بالکل بھی نہیں پسند مجھے۔"وہ غصے سے بولی تھیں۔ آیت نے نیند سے بوجھل آنکھوں سے ماں کو دیکھا۔

"امی۔ سونے دیں نا۔ کل پھر سے یونی جانا ہے۔ کہاں نیند پوری ہوتی ہے۔"

"تم دنیا میں سونے آئی ہو بس۔ اس کے علاوہ تو دنیا میں کچھ نہیں رکھا تمہارے لیے۔"وہ سب کچھ نظر انداز کرتی پھر سے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

"آیت۔"وہ غصے سے چلائی تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے نیلم۔ سونے دو اسے۔ شکر ہے موبائل تو نہیں استعمال کر رہی نا۔"پیچھے سے دادی جان کی آواز آئی تو انہوں نے آیت کو دیکھ کر ایک گہری سانس لی۔ اور واپس پلٹ گئیں۔

"امی آپ دیکھ لینا۔ یہ لڑکی کسی دن میری جان لے لے گی۔"وہ تاسف سے کہتی کمرے سے باہر چلی گئیں۔

"آئے ہائے۔ اللہ نا کرے۔ تم بھی زیادہ جذباتی نا بنا کرو۔"

وہ کلستی ہوئیں ان کے پیچھے پیچھے چل دیں۔

oooooooooooooooo

افطاری کے بعد وہ چاروں باہر آئے ہوئے تھے۔ آیت، گلفام، برہان اور میرال۔

ریسٹورنٹ کے اوپن ایریا میں وہ چاروں بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں کے سامنے آئس کریم تھی اور ساتھ میں زارا کی وڈیو کال۔

"یہ تم کیسے باہر آ گئی ہو۔ تمہارا تو اٹھ کر پانی تک پینے کا دل نہیں کرتا۔" زارا نے مسکراتے چہرے کے ساتھ آیت کو چھیڑا۔

"آئس کریم کے لیے تو ہماری آیت سات سمندر پار بھی جا سکتی ہے۔" گلفام آیت کو دیکھتے ہوئے بولا جو بیزار سی بیٹھی زارا کو دیکھ رہی تھی۔

"آپی قسم سے، میں نے کہا تھا کہ پیک کروا کر گھر لے آنا۔ لیکن مجال ہے جو کوئی میرے بات سنے۔ زبردستی اٹھا لائے ہیں۔"

اس کی بات پر سب قہقہہ لگا کر ہنسے تھے سوائے میرال کے۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتی۔" زارا نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسے چھوڑیں، آپ بتائیں، گھر کب آ رہی ہیں۔ سب آپ کو مس کر رہے ہیں۔" گلفام اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ ایسی سنجیدگی جس سے آج تک کوئی واقف نہیں ہو پایا تھا۔ کوئی نہیں جان پایا تھا کہ گلفام کو زارا پر کتنا سنجیدہ کرش تھا۔ اس کی شادی کے بعد پورا ایک مہینہ وہ بیمار رہا تھا۔

"واقعی ہی زارا آپی۔ آپ کی کمی بہت محسوس ہو رہی ہے۔ یاد ہے نا جب آپ کی شادی سے پہلے رمضان آتا تھا۔ ہم سب ساتھ میں باہر آتے تھے۔" برہان افسردگی سے بولا تھا۔

"بے شک ہم سب چھوٹے تھے، لیکن ہمیں سب کچھ یاد ہے۔" آیت کی بیزاریت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

"ابھی بھی میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں۔انجوائے کرو نا۔"اس نے سب کا موڈ ٹھیک کرنے کو کہا تھا۔وہ سب افسردگی سے مسکرائے تھے۔پھر مزید ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگیں۔

"مجھے واشروم تک جانا ہے۔میں آتی ہوں۔"آیت کہہ کر اٹھی۔

"میں ساتھ آؤں۔"برہان نے آفر دی تھی۔اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔کوئی بات نہیں۔میں بس دو منٹ میں آرہی ہوں۔"

oooooooooooooooooo

وہ دونوں بھی ریسٹورنٹ آئے ہوئے تھے لیکن وہ اندرونی حصے میں ایک ٹیبل کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔شہوات بھی آئس کریم کھا رہی تھی جب تھوڑی سی اس کے کپڑوں پر گر گئی۔

"بابا... کپڑے گندے ہو گئے۔"جازم اپنی آئس کریم کھا رہا تھا جب شہوات غصے سے بولی۔

"کوئی بات نہیں۔صاف کر لیتے ہیں۔"وہ اس کی طرف آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"اس کا ہاتھ پکڑے اسے لے جانے لگا۔واشروم کے قریب پہنچ کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"جاؤ تم صاف کر لو۔میں یہاں انتظار کر رہا ہوں۔"جازم نے کہا تو وہ سر ہلاتی اندر کی جانب چلی گئی۔اس کے جاتے ہی وہ باہر آئی تھی۔اپنے دھیان میں تیزی سے چلتی ہوئی وہ سامنے کھڑے وجود کو نا دیکھ سکی۔تبھی جا کر اس کی پشت سے زور سے ٹکرائی اور کمر کے بل نیچے گری۔اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔جازم بھی اسی تیزی سے واپس مڑا تھا۔آیت سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اندھے ہو۔نظر نہیں آتا۔"وہ تکلیف میں تھی تبھی غصے سے جازم کو دیکھتے ہوئے کہا۔جازم کے تاثرات سوالیہ ہوئے۔

"محترمہ۔ اندھا میں نہیں، آپ ہیں۔ جو سامنے کھڑے سات فٹ کے انسان کو نہیں دیکھ سکتی۔" وہ کمال ضبط سے بولا تھا۔ پبلک پلیس تھی ورنہ شاید اب تک آیت زندہ نا ہوتی۔

"میں نے اندھا اس لیے کہا کیونکہ تم لیڈیز واشروم کے سامنے کھڑے ہو۔ یہاں مردوں کا کیا کام۔" جازم نے اک سخت نظر اسے دیکھا اور ضبط سے رخ موڑ گیا۔

"یا پھر تم مرد ہی...." وہ تیزی سے نیچے بیٹھا تھا۔ انگلی اٹھا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے بہت کچھ سمجھا رہا تھا۔ لیکن وہ آیت ہی کیا جو سمجھ جائے، جو سن لے۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔ تم مجھے..... یا اللہ۔ پلیز کوئی بچاؤ۔" جازم سے جتنا جلدی ہو سکتا تھا، وہ دور ہوا۔ آیت نے لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھا۔

"نظر نہیں آرہا کہ ایک لڑکی گری ہوئی ہے، اسے اٹھا ہی دوں۔"

"میں گرے ہوئے لوگوں کو منہ نہیں لگاتا۔" وہ تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔ آیت کے تو سر پر لگی تلوؤں پر بجھی۔

"اوئے۔یہ مت بھولو میں گری بھی تمہاری وجہ سے ہی ہوں۔"

"میری وجہ سے؟"جازم نے ابرو اچکائے۔"اگر تمہیں میں نے گرایا ہے تو تمہیں یہ کیوں لگ رہا ہے کہ تمہیں اٹھاؤں گا بھی میں ہی۔"وہ پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ کہتا اسے زہر لگ رہا تھا۔تبھی شہوات باہر آئی۔

"چلیں بابا۔"وہ آیت کو نظر انداز کر گئی تھی۔جازم اک مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتا وہاں سے جانے لگا،تبھی آیت کی نظریں شہوات پر گئیں۔اسے ایک لمحہ لگا تھا اسے پہنچاننے میں۔

"تو یہ ہے تمہارا وہ باپ جو ہمیں جان سے مار دے گا۔"آیت کی بات پر ان دونوں کے قدم زنجیر ہوئے۔دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر اسے دیکھا۔

"تم.....یہاں۔"شہوات کا انداز شناسا تھا۔جازم نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم جانتی ہو اسے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی بابا۔ ابھی کل ہی ہماری ٹکر ہوئی تھی۔ لیکن تم اس طرح زمین پر کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟"

باپ کو بتا کر وہ آیت کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کیونکہ اس لڑکی کو ٹکریں مارنے کا کافی شوق ہے، اس لیے۔"

"اوئے۔ میں نے نہیں ماری۔ تم بیچ راستے میں کھڑے تھے۔"

"اور آپ تو اندھی ہیں۔ آپ کو بیچ راستے میں موجود چیزیں کہاں نظر آتی ہیں۔" شہوات نے اپنے باپ کا یہ روپ تو کم از کم پہلی دفعہ ہی دیکھا تھا۔ کسی کو ٹیز کرنے والا انداز۔

"ایک تو تمہارے باپ نے مجھے گرایا اور اب...."

"آیت۔" تبھی پیچھے سے برہان کی آواز ابھری۔ وہ تقریباً بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"تم نیچے کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟" وہ اس کے پاس نیچے بیٹھا۔ جازم نے اک نظر اس نوجوان کو دیکھا اور شہوات کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلا گیا۔

"پاؤں پھسل گیا تھا۔ گر گئی۔" وہ ضبط سے بولی تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس شخص کا منہ توڑ دے۔

"دھیان سے تو چلنا نہیں مس آیت وجدان شاہ نے۔ پھر اندھی ساری دنیا ہو جاتی ہے۔" اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اس نے اسے اٹھنے میں مدد دی۔ وہ کچھ نہیں بولی۔ نا بھڑکی۔

"چلیں۔" اس کی آنکھیں اس شخص کو ڈھونڈ رہی تھیں لیکن وہ نا جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ وہ خاموشی سے برہان کے ساتھ چل دی۔

"بابا آپ نے اس لڑکی کی مدد کیوں نہیں کی؟" شہوات نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اپنے باپ سے پوچھا۔

"کیونکہ اس کا بوائے فرینڈ آ گیا تھا۔ پھر وہاں ہماری ضرورت نہیں تھی۔" اس نے ناگواری سے کہتے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"اس دن بھی یہی اس کے ساتھ تھا۔" شہوات نے اس کے علم میں اک اور بات ڈالی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس لڑکی نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا تھا نا؟" گاڑی سڑک پر ڈالتے ہوئے اس نے شہوات کو دیکھا۔

"مت بھولیں بابا۔ میں بھی آپ ہی کی بیٹی ہوں۔"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔ جازم بھی جواباً مسکرایا۔ لیکن اب وہ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:04

عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ سیالکوٹ کے اس ایریا میں جہاں جہاں مساجد تھیں۔ وہاں وہاں سے اذان کی آواز آ رہی تھی۔ سڑک گاڑیوں سے بھری پڑی تھی۔ لوگ اپنی دھن میں مگن آجا رہے تھے۔ کسی کا دھیان نہیں تھا کہ اس وقت سڑک کے کنارے پر ایک گاڑی خراب ہوئی پڑی ہے۔ اور نا ہی کسی کو یہ معلوم تھا کہ جو لینڈ کروزر اس وقت وہاں رکی ہے، اس کے مالک کا ان دونوں سے کیا تعلق ہے۔ آیت کے ماتھے پر بل تھے، جبکہ جازم سنجیدگی سے اس کے قریب کھڑا تھا۔ برہان کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گھٹیا انسان۔" کہہ کر وہ وہاں رکا نہیں رہا تھا بلکہ تیزی سے آیت کے قریب آیا تھا۔ جازم نے نہیں سنا تھا۔

"اگر کچھ چاہیئے تو مجھ سے بات کریں۔ ہمارے گھر کی عورت سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے آپ کو۔" آیت نے صدمے سے برہان کو دیکھا۔ کیا وہ اسے ایک عورت لگتی تھی۔ جازم کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ ابھری۔

"کوئی آپ کے گھر کی عورتوں سے بات نہیں کر سکتا لیکن آپ اپنے گھر کی عورتوں کو یوں بیچ سڑک پر شو پیس کے طور پر سجا کر ضرور رکھ سکتے ہیں۔" برہان نے لب بھینچ کر اس شخص کو دیکھا۔

"آیت۔" نگاہیں جازم پر جمائے اس نے آیت کو مخاطب کیا۔

"ہاں بولو۔" وہ پوری کی پوری برہان کی جانب گھوم گئی۔

"تم گاڑی میں بیٹھو۔" اس نے آیت کو دیکھے بغیر حکم دیا۔ وہ سر ہلاتی فوراً گاڑی کے اندر بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جازم کے لبوں پر مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی لیکن اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس نوجوان کو یہیں ڈھیر کر دے۔ وہ کچھ بہت گھٹیا کہنے جا رہا تھا لیکن رک گیا۔ ابھی نہیں۔ ابھی سب کچھ ٹھیک رہنا ضروری تھا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ مجھے بس اچھا نہیں لگا یوں ایک لڑکی کا ایسے روڈ پر کھڑے ہونا، جہاں گاڑیوں کا رش ہے۔ جہاں ایک دنیا یہاں سے وہاں جا رہی ہے۔" وہ بہت نرمی اور

سنجیدگی سے کہتا برہان کو مرعوب کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن وہ برہان ہی کیا جو اجنبیوں کے رعب میں آجائے۔

"تمہارے احساس کا شکریہ۔ لیکن ہمیں ضرورت نہیں ہے۔" وہ دونوں قدمیں ایک جتنے تھے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں ہو رہی تھیں۔

"آج کل کے نوجوان بچے کسی بڑے کی بات کا غلط ہی مطلب کیوں لیتے ہیں۔"

"کیونکہ ہم ہر آتے جاتے کو رک کر مشورے نہیں دیتے۔ اور جب ہم مشورے نہیں دیتے تو ہم سننا بھی پسند نہیں کرتے۔" برہان جذباتیت سے کام لے رہا تھا جبکہ جازم نے معاملے کو ٹھنڈا رکھا ہوا تھا۔ ابھی اس سب کے لیے بہت وقت تھا۔

"برہان تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اپنے عقب سے گلفام کی آواز پر وہ مڑا۔ برہان سے نظریں ہٹا کر جازم نے بھی گلفام کو دیکھا۔ اور لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔ آیت نے گلفام کو دیکھا تو فوراً سے گاڑی سے باہر آئی۔

"بھائی اس کی گاڑی کو کوئی مسلہ ہو گیا ہے۔اس لیے ہم دونوں پچھلے آدھے گھنٹے سے یہاں پر کھڑے ہیں۔" گلفام نے شاید جازم کو نہیں دیکھا تھا۔

"ہمم۔تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔گاڑی مکینک دیکھ لے گا۔"دونوں کو حکم دیتا وہ گاڑی کی طرف چلا گیا۔آیت نے جلدی سے گاڑی سے اپنا بیگ نکالا اور جانے کے لیے مڑی۔ایک لمحے کو اس کی نیلی آنکھیں،سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔ایک،دو، تین اور چوتھے لمحے پر وہ مڑ گئی۔لیکن اب وہ چار سیکنڈ پہلے والی آیت سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔چار پلوں میں اس کے اندر کچھ بدل گیا تھا۔لیکن کیا۔اسے خود نہیں پتا چلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سب چلے گئے تھے لیکن جازم وہیں کھڑا رہ گیا۔

"میں اس لڑکی سے محبت نہیں کر سکتا۔میں ایک اور کمزوری اپنے ساتھ لیے نہیں جی سکتا۔" آنکھوں پر چشمہ لگا کر وہ واپس مڑ گیا۔اس کے چلنے کا بھی اپنا ہی ایک انداز تھا۔

oooooooooooooo

گاڑی اپنے راستے پر گامزن تھی۔ وہ تینوں گاڑی میں اس طرح بیٹھے تھے کہ گلفام ڈرائیو کر رہا تھا۔ برہان اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ آیت پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کچھ بیزار سی لگتی تھی۔

"آئندہ اگر گاڑی خراب ہو جائے تو مجھے کال کرنا، لیکن میری بہن کے ساتھ یوں بیچ سڑک پر کھڑے مت ہونا۔" وہ غصے میں نہیں تھا لیکن اس کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔

"گلفام بھائی آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔" وہ برا مان گیا تھا۔ گلفام نے گردن موڑ کر ایک نظر اسے دیکھا اور پھر دوبارہ سے سامنے دیکھنے لگا۔

"بات پرواہ کی نہیں ہے برہان۔ بات احتیاط کی ہے۔ میرے کام کی نوعیت کے حساب سے احتیاط ضروری ہے۔ میرے فیلڈ میں اگر میرا ایک دوست ہے تو دشمن ہزار ہیں۔ اور وہ مجھے ہرانے کے لیے میرے خاندان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اور میں اپنی وجہ سے اپنے خاندان کی جان پر رسک نہیں لے سکتا۔" اب کے اس نے اپنا لہجہ بدلا تھا۔ اس کے نرمی سے سمجھانے پر برہان کو بہت کچھ سمجھ آ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں آئندہ احتیاط کروں گا گلفام بھائی۔"اس نے قدرے مسکرا کر گلفام کو دیکھا۔ گلفام بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ برہان نے اک نظر پیچھے بیزار سی بیٹھی آیت پر ڈالی۔ وہ باہر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھنے میں مگن تھی۔ برہان نے نظریں واپس ہٹا لیں۔

آیت کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں گاڑی کے شیشے پر گیا تھا۔ وہاں پر اس نے دو لفظ کھینچے تھے۔

"سیاہ آنکھیں۔"

اور برق رفتاری سے ہاتھ پیچھے کھینچا۔ وہ کئی لمحے صدمے سے ان الفاظ کو دیکھتی رہی جو سوائے اس کے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ واضح نہیں تھے۔ پورے راستے وہ اسی صدمے میں مبتلا رہی تھی۔

ان سیاہ آنکھوں سے اس کا کیا تعلق تھا۔

کیا وہ سیاہ آنکھوں والا اس کے ذہن میں اتر چکا تھا۔

کیا وہ اسے اچھا لگنے لگا تھا۔

لیکن کیسے۔

صرف دو ملاقاتوں میں کوئی اچھا کیسے لگ سکتا ہے۔

صرف تیسری ملاقات میں، صرف چار پلوں میں کوئی کسی کی آنکھوں پر کیسے فدا ہو سکتا ہے۔

کوئی اتنا اہم کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے رستے اس کے بارے میں سوچا جائے۔

وہ گھر آچکی تھی۔ گلفام اب برہان کو ڈراپ کرنے چلا گیا تھا۔اس نے گھر آ کر کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ بلکہ سیدھا اپنے روم میں چلی آئی تھی۔ عصر کا وقت ختم ہو رہا تھا اور اسے بس نماز ادا کرنی تھی۔ فوراً سے وضو کر کے وہ جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔ جائے نماز پر کھڑے ہوتے ہی اس کے ذہن کے پردے پر دو سیاہ آنکھیں واضح ہوئیں۔ اس نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔

پھر اس کی خوبصورت مسکراہٹ۔

آیت نے اپنے ہونٹ بینچ لیے۔

اب وہ پورے کا پورا آیت وجدان کے سامنے تھا اور آیت نماز کے درمیان میں گھٹنوں کے بل فرش پر جا گری۔ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ اسے لگا جیسے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہو۔ اس سب کے باوجود اس نے بمشکل اپنی نماز جاری رکھی۔ آنکھوں سے آنسو بل بل بہنے لگے۔ اس نے ساری نماز بیٹھ کر پڑھی تھی۔ اس کی ٹانگوں میں فی الحال اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ کھڑی ہو سکے۔ بمشکل نماز ادا کر کے اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

"نہیں۔ پلیز یا اللہ..... وہ نہیں۔ اگر آیت وجدان کو کسی سے محبت ہونی ہی ہے تو وہ کم از کم وہ جازم مرزا نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ ایک دم چونکی۔ ابھی اس نے کیا کہا۔

"محبت؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صدمہ گہرا ہوا۔

"میں اس.....جا....جاہل انسان سے محبت۔"

"نہیں۔"اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن آیت وجدان شاہ کے چیخنے چلانے سے اب کیا ہونا تھا۔

آیت وجدان کے بخت میں جازم مرزا کی محبت لکھ دی گئی تھی۔

"میں نفرت کرتی ہوں تم سے۔اور ہمیشہ نفرت ہی کروں گی۔"

چیختی چلاتی اس لڑکی کو نہیں معلوم تھا کہ بہت جلد وہ دشمن اسے جان سے پیارا ہونے جارہا تھا۔

oooooooooooooooooo

وجدان اور نیلم اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھے۔ وجدان ابھی عشا کی نماز پڑھ کر آئے تھے جبکہ نیلم ابھی دعا مانگ رہی تھیں۔ دعا مانگنے کے بعد وہ مصلہ طے کرتی بیڈ پر آ بیٹھیں۔

وجدان اپنے موبائل پر خبریں دیکھ رہے تھے۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" وہ اپنے اوپر کمبل اوڑھتے ہوئے گویا ہوئیں۔ وجدان نے نظروں کا رخ پھیر کر انہیں دیکھا۔ ان میں حیرت تھی۔

"یہ آپ بات کرنے سے پہلے تمہید کب سے باندھنے لگیں ہیں؟" نیلم ذرا سا مسکرائیں۔

"دراصل مجھے گلفام کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔" وہ اصل بات کی جانب آئیں۔

وجدان موبائل سائڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوری طرح متوجہ ہوئے۔

"کیا بات؟"

"رشتے والی نے ایک بڑا اچھا رشتہ بتایا ہے۔ امی چاہتی ہیں کہ ہم ایک دفعہ جا کر دیکھ لیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا تو پھر....۔"

"پھر یہ کہ کب تک جائیں ہم لوگ؟"

"پہلے تم مجھے اس کے خاندان کے بارے میں تھوڑا سا بتاؤ تو سہی۔"

"لڑکی آرمی میں ڈاکٹر ہے۔اس کے والد ایک بینک میں کلرک ہیں اور ماں ٹیچر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک گھریلو خاتون بھی ہیں۔"

"کیا صرف ایک ہی بہن ہے؟"

"نہیں۔دو اور بہنیں ہیں۔بڑی بہن بھی سرکاری ٹیچر ہے اور اس کی شادی ہو چکی ہے۔ دوسرے نمبر پر وہ ہے اور ایک چھوٹی بہن ہے۔وہ ابھی کالج اسٹوڈنٹ ہے۔اور ایک بھائی ہے۔جو ابھی اسکول جاتا ہے۔"

"تم مجھے ان کی نوکریاں مت گنواؤ،یہ بتاؤ کیا وہ سید ہیں نا؟"وہ اپنی پریشانی دور کرنا چاہتے تھے۔

"کیا ہو گیا شاہ صاحب آپ کو۔ آپ کو لگتا ہے میں کوئی ذات سے باہر کی لڑکی لاؤں گی۔" وہ خفا ہی تو ہوئی تھیں۔

"ہمممم....۔"

وجدان شاہ سوچ میں پڑ گئے تھے۔

"مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے لیکن تم ایک دفعہ گلفام سے پوچھ لینا۔ وہ شاید ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔"

"تو کب کرے گا شادی۔ جب عمر نکل جائے گی تب۔" ان کو غصہ آیا تھا۔

"جو بھی ہے، تم بس پوچھ لینا۔ اس کی رضامندی کے بغیر نہیں جا سکتیں تم دونوں۔"

نیلم نے محض اثبات میں سر ہلا دیا۔

oooooooooooo

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ شہوات ابھی تک جاگ رہی تھی۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ چھت کو تکے جا رہی تھی۔ چہرے پر الجھن اور سوگواریت تھی۔ جازم پچھلے گیارہ دنوں سے اس کے ساتھ تھا لیکن ان کی ملاقات صبح ناشتے کے بعد رات کے وقت ہوتی تھی۔ دن میں وہ سکول جاتی تھی اور جازم اپنے کام کو نکل جاتا تھا۔ ابھی بھی وہ گھر نہیں آیا تھا اور شہوات کو اکیلے رہنے کی عادت نہیں تھی۔ اس کے کمرے کی ایک کھڑکی لان میں کھلتی تھی۔ کھڑکی کے آگے چھوٹی سی بالکنی تھی۔ بالکنی میں ایک بڑا سا گملا رکھا ہوا تھا جس میں سرخ گلاب کا پودا تھا۔ اس گملے کی اوٹ میں ایک نقاب پوش بیٹھا مستقل شہوات کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔ افسردہ اور سیاہ۔

دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا۔ نقاب پوش نے خود کو چھپا لیا۔ جازم قدم قدم چلتا اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟" اس نے جازم کو نہیں دیکھا۔ لیکن وہ سن چکی تھی۔

"نیند نہیں آرہی بابا۔ خوف آرہا ہے۔" وہ جو پر سکون سا بیٹھا ہوا تھا، فوراً سیدھا ہوا۔

"خوف کیوں آرہا ہے؟" اب کے شہوات نے گردن موڑ کر اپنے باپ کو دیکھا۔

"عالیہ بوا کہاں ہیں۔ وہ اچانک سے مجھے چھوڑ کر کہاں چلی گئی ہیں؟" جازم کی گردن میں گلٹی سے ابھری۔ وہ جتنا بھی بے رحم ہو تاکم از کم وہ عالیہ کے ساتھ یہ سب نہیں کر سکتا تھا۔

"وہ اپنے کسی رشتہ دار کے ہاں گئی ہیں۔" عام سے لہجے میں کہتا وہ پیچھے ٹیک لگا گیا۔

"واپس کب آئیں گی؟"

"پتا نہیں۔"

"مجھے ان کی یاد آرہی ہے۔" وہ بولی تو اس کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔ جازم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ گہری سانس لے کر اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"کیا تمہارے لئے تمہارے بابا کافی نہیں ہیں؟" اس کا رخ کھڑکی کی جانب تھا۔

"بابا وہ.....۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے کھڑکی کیوں کھلی چھوڑی ہے شہوات؟"اسے خود سے الگ کرتا وہ تیزی سے کھڑکی تک آیا۔نقاب پوش کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ایک لمحے کو اسے لگا،اب بس یہی موت ہے۔اگلے ہی پل اسے کھڑکی کے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔یعنی اسے دوسری دفعہ زندگی مل گئی تھی۔

"میں نے کبھی خود سے یہ سب کام نہیں کیے۔میرے سارے کام بوا کرتی تھیں۔"وہ افسردگی سے کہتی لیٹ گئی۔جیسے فیری ٹیل میں شہزادی اداس ہو تو وہ اپنا بازو آنکھوں پر رکھ کر لیٹ جاتی ہے۔شہوات اس وقت بالکل ایک اداس شہزادی لگ رہی تھی،جو یہ بات نہیں جانتی تھی کہ اس کا باپ کتنا بے رحم بادشاہ ہے۔

مال میں اس نے صرف رعب جمانے کے لیے آیت کو ڈرانے کی کوشش کی تھی لیکن حقیقت میں بھی اس کا باپ ایک قاتل تھا۔اس سے وہ انجان تھی۔انجان تو وہ بہت ساری حقیقتوں سے تھی لیکن فی الحال وہ اداس تھی۔اس کی عالیہ بوا کہاں تھیں۔کیسی تھیں۔وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔جازم نے بھی مزید اسے کچھ نہیں کہا۔بس خاموشی سے باہر نکل آیا۔ایک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حقیقت یہ تھی کہ اس گھر کے کچن میں ایک دروازہ پیچھے کی جانب کھلتا تھا۔ دروازہ بالکل دیوار کی طرح تھا اس لیے اسے پہچاننا مشکل تھا۔ اور یہ بات صرف جازم مرزا ہی جانتا تھا۔ اس نے بہت سوچ سمجھ کر یہ گھر خریدا تھا۔ اس دروازے کے پیچھے ایک دروازہ فرش پر تھا۔ وہ دروازہ کھولو تو سامنے نیچے کو سیڑھیاں جاتی نظر آتی تھیں۔ یعنی بیسمنٹ۔ وہ خاموشی سے اس تہہ خانے میں اترتا چلا گیا۔ وہاں دو کمرے تھے۔ اور سامنے ایک ہال۔ ہال میں ایک صوفہ تھا اور سامنے ایک گول میز۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ نہیں تھا۔ وہ ایک کمرے میں چلا آیا۔ جہاں پر سنگل بیڈ رکھا ہوا تھا۔ اور دو کرسیاں۔ سنگل بیڈ کے پاس وہ بیٹھی ہوئیں تھیں۔ بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے اور سر ان پر رکھے ہوئے۔ انہوں نے آہٹ پر بھی سر نہیں اٹھایا تھا۔ آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجھی ہوئیں تھیں۔ جازم قدم قدم چلتا ہوا ان کے پاس ایک کرسی پر آن بیٹھا۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی، جسے اس نے ہی توڑا تھا۔

"میں دھوکہ دینے والوں کو معاف نہیں کرتا۔ تم وہ واحد عورت ہو گی، جسے میں نے ابھی تک ہاتھ بھی نہیں لگایا۔" وہ ایسے بول رہا تھا جیسے احسان کر رہا ہو۔

"وہ اس لیے کیونکہ آپ کی بیٹی میرے بغیر خوشی سے جینے کے بارے میں نہیں سوچتی۔ وہ آپ سے زیادہ مجھ سے انسیت رکھتی ہے۔ وہ ایک حساس دل اور معصوم سی بچی ہے۔ جو سب سے زیادہ اس کے قریب رہے گا، وہ اسی کے دور جانے پر اداس ہو گی۔ اس لیے آپ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔" وہ تلخی سے بولیں۔

"تم نے مُجھے دھوکہ کیوں دیا؟" وہ سارہ باتوں کو شہوات کے لیے برداشت کر گیا تھا۔ یا شاید عالیہ ہی کے لیے۔

"پچھلے دس دنوں میں ہزار دفعہ آپ نے یہ سوال مجھ سے پوچھا ہے۔ اور میں نے ہزار دفعہ آپ کو کہا ہے کہ میں نے آپ کو دھوکہ نہیں دیا۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" اب کے وہ گردن اٹھا کر جازم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بول رہی تھیں۔

"تم نے ایک دفعہ بھی سچ نہیں بتایا۔"

"آپ کا سچ شاہ خاندان میں موجود ہے۔ جا کر ایک دفعہ ان کی ملازمہ کو دیکھیں۔ ہمارے نام ایک ہو سکتے ہیں لیکن..... لیکن میں آپ کو دھوکہ نہیں دے رہی۔" وہاں پھر سے خاموشی چھا گئی۔ اب کے عالیہ نے بولنا شروع کیا۔

"میں اٹھائیس سال کی تھی جب میری شادی ہوئی۔ پہلے رشتہ نہیں آتا تھا کیونکہ میں اتنی خوبصورت نہیں تھی۔ پھر ایک دن ایک انتہائی خوبصورت شخص کا رشتہ میرے لیے آیا۔" وہ افسردگی سے بولے گئیں۔ وہ واحد اجنبی عورت تھی جس کی بات جازم سن رہا تھا۔ ورنہ یہ دنیا اس کے لیے محض جھوٹی، فریبی اور دھوکے باز تھی۔

"میری اچھی قسمت کہ میں اسے پسند آ گئی۔ اور بری قسمت کے شادی کو سال بیت گئے لیکن مُجھے اولاد نا ہوئی۔ شادی کے پندرہ سال بعد مجھے خوشخبری ملی لیکن تب تک میرا شوہر دوسری شادی کر کے اس عورت سے بیزار ہو کر میرے پاس لوٹ آیا تھا۔ وہ واپس آیا تو میں امید سے ہوئی۔ نو ماہ اس نے مجھے ہتھیلی کا چھالہ بنائے رکھا۔ پھر ایک دن میں بیمار ہو گئی۔ اسی دن بد قسمتی سے میرا شوہر دوسرے شہر چلا گیا۔ اسے کام تھا۔ میری بیماری کا سن

کر اس نے آنے کی کوشش کی تھی لیکن بارش اتنی شدید تھی کہ وہ آ ہی نہیں سکا۔" ان کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔ جازم یکسوئی سے انہیں دیکھے گیا۔

"میری ساس اور ان کی بھانجی یعنی میری سوکن ان دونوں کو میں ذرا بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔ لیکن ڈیلیوری کے وقت وہ میرے ساتھ تھیں۔ مُجھے بس اتنا پتا تھا کہ میں نے ایک بیٹی کو جنم دیا ہے لیکن میرے مکمل ہوش میں آنے کے بعد پتا چلا کہ میں نے ایک مردہ وجود کو جنا ہے۔" ان کی آواز زخمی ہو چکی تھی۔

"یہ بھی میرا قصور تھا۔ میری لاپرواہی میں لکھا گیا اسے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ میں دوبارہ ماں نہیں بن سکتی۔ میرا شوہر ایک دفعہ پھر مجھ سے بد ظن ہو گیا۔ وہ مجھے طلاق دینا چاہتا تھا لیکن میں نے اس سے دوری مانگ لی لیکن منتیں کر کے اسے طلاق دینے سے روک دیا۔ میں سات سال سے ایک ایسے شخص کے نکاح میں ہوں جسے میں نے سات سالوں سے دیکھا نہیں۔ لیکن میں ان سات سالوں میں شہوات کے قریب آ گئی ہوں۔ آپ نے شہوات کو مجھ سے دور کر دیا جازم صاحب اور مجھے لگا جیسے جسم سے روح جدا کر دی گئی ہو۔ جیسے وہ میرے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وجود کا کوئی حصہ ہو۔ آپ نے محض ایک شک کی بنا پر یہ سب کیا۔ آپ نے ٹھیک نہیں کیا۔ بالکل بھی نہیں۔" وہ واپس اپنے گھٹنوں پر سر رکھ چکی تھیں۔ وہ کئی لمحے خاموشی سے وہاں بیٹھا رہا۔ پھر جانے کے لیے اٹھ گیا۔ دروازے کے پاس رکا۔

"آپ کا جب دل چاہے، یہاں سے باہر آسکتی ہیں۔" وہ دروازہ کھلا چھوڑ گیا تھا۔ عالیہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔ وہ کئی لمحے اس کھلے دروازے کو دیکھتی رہیں۔

oooooooooooooo

یہ اس وقت کی بات ہے جب جازم بیسمنٹ میں گیا تھا۔ شہوات نے غصے سے کھڑکی کو دیکھا اور پھر اسی غصے سے اٹھ کر اس کے دونوں پٹ کھول دیئے۔ ہوا کا ٹھنڈا جھونکا اندر آیا تھا۔ لیکن اسے فرق نہیں پڑا۔ وہ چپ چاپ بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ وہ نقاب پوش حیران سا اس لڑکی کو دیکھے گیا۔ پھر اس کی سیاہ آنکھیں مسکرائی تھیں۔ وہ اٹھا اور کھڑکی سے چھلانگ لگا کر اندر چلا آیا۔ آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا اور وہیں منجمند ہو گئی۔ اس کا سانس تک رک گیا تھا۔ آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔

"ک..... کون ہو تم؟"وہ کانپتے ہونٹوں کے ساتھ بمشکل بول پائی تھی۔نقاب پوش نے اسے دیکھا۔

"تمہارا چاچو۔"وہ گہری مسکراہٹ لیے بولا۔یقیناً وہ محظوظ ہو رہا تھا۔

"م.... میرا کوئی چاچو... نہیں ہے۔"اس کی آواز بھی مر مر کر نکل رہی تھی۔

"تو میری بھی کوئی بھتیجی نہیں ہے۔اس لیے چپ چاپ وہاں بیٹھ جاؤ۔ورنہ میں تمہیں اغواہ کرلوں گا۔"دھمکی سن کر وہ مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔لبوں پر انگلی رکھے،حراساں سی اسے دیکھے گئی۔

"گڈ گرل۔"مسکراتا ہوا وہ الماری کی جانب آیا۔وہاں شہوات کے استری شدہ کپڑے لٹکے ہوئے تھے۔چند پل وہ انہیں دیکھتا رہا۔پھر اس نے ایک ساتھ اٹھا کر تمام کپڑے زمین بوس کیے۔شہوات نے چیخنا چاہا تھا نقاب پوش کی ایک سخت نظر نے اس کا سانس روک دیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر اس کا سکول بیگ دیکھا۔ اس میں بھی کچھ نہیں تھا۔ وہ ہر چیز اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا اور اگلے دس منٹ میں کمرے کا حشر نشر ہو چکا تھا۔

"بڑا عجیب باپ ہے تمہارا۔ مطلب تمہارے کمرے میں کچھ نہیں رکھا۔ کچھ بھی ایسا نہیں جسے میں چوری کر کے جا سکوں۔" وہ نقاب پوش قدرے حیرت سے بولا تھا۔ پھر شہوات کو دیکھا۔

"ویسے اس کی سب سے قیمتی چیز تو تم ہی ہو۔ لیکن تمہیں چرا کر مجھے کوئی فایدہ نہیں ہونے والا۔" وہ سمجھتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے بولا۔ کچھ سوچتے ہوئے قدم قدم اٹھاتا وہ شہوات کے قریب آیا۔ وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

"جاؤ اور ایک کاپی پینسل لے کر آؤ۔" وہ کسی رعب سے بولا تھا۔ شہوات بھاگتی ہوئی بیڈ سے نیچے اتری۔ زمین پر گرے بیگ کو اٹھایا اور اس میں سے پنسل نکالی۔ کاپی تو اسے زمین پر ہی مل گئی تھی۔ فوراً واپس اس تک آئی۔ کاپی پینسل اس کے ہاتھ میں پکڑایا۔

نقاب پوش نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے وہ دونوں چیزیں لے لیں۔ پھر اس پر چند الفاظ گھسیٹے اور شہوات کی جانب بڑھا دیا۔

"اپنے باپ کو دے دینا یہ۔" اس نے جلدی سے سر ہلایا۔ بولنے سے وہ قاصر تھی۔ تبھی نقاب پوش نے اپنی جیب میں سے ایک چیز نکالی، جسے دیکھ کر شہوات کا دل رک گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بلیڈ تھا۔

"ویسے تو میں چوری کے بعد ایک عدد قتل بھی کر کے جاتا ہوں لیکن....." اس نے سہم کر نقاب پوش کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب تو آپ کو پتا چل گیا ہو گا کہ وہ نقاب پوش کون تھا۔

اس نوجوان نے شہوات کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ رحم کی طلبگار تھی۔

"بے رحم تو تمہارا باپ بھی بہت ہے۔ کبھی اسے ایسی نظروں سے دیکھا ہے؟" شہوات کو اس وقت سامنے بس موت نظر آ رہی تھی۔ اس نے سنا ہی نہیں کہ اس نوجوان نے کیا کہا ہے۔ تبھی اس نے شہوات کا بازو پکڑا۔

"مُجھے مارنا نہیں پلیز۔"اس کی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی تھی۔ایک لمحے کو نقاب پوش کو اس پر ترس آیا تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کا بلیڈ شہوات کے بازو پر چلا تھا۔

"تمہارے باپ کی طرح میں بھی ایک درندہ ہوں۔"

شہوات بے ہوش ہو چکی تھی۔وہ خود کلامی کرتا اٹھ گیا تھا۔اب وہ جا رہا تھا۔مڑ کر ایک نظر شہوات کو دیکھا۔

"دوسروں کی زندگیاں تمہارے لیے محض کھیل کا سامان ہے جازم۔لیکن تمہیں اب پتا چلے گا جب تم اپنی بیٹی کو اسی کرب سے گزرتا دیکھو گے۔یہ تو بس ٹریلر ہے۔"وہ ایک مار کر کے ساتھ دیوار پر لکھ کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

شہوات کے بازو پر ایک دانے جتنا زخم تھا بس،لیکن وہ اتنا ڈر گئی تھی کہ تاب نا لا سکی۔اور بے ہوش ہو گئی۔

oooooooooooooo

وہ مرے مرے قدموں سے کمرے تک آئیں تھیں۔ جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا وہ دہل گئیں۔ کمرے کی خراب حالت نے ان کا سانس بھی روک دیا تھا اور یہ بس ایک لمحے کو تھا۔ اگلے پل ان کی آنکھوں نے شہوات کو تلاشا۔ وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری ہوئی تھی۔

"شہوات۔" وہ بھاگتے ہوئے اس تک پہنچی۔

"شہوات کیا ہوا ہے تمہیں؟" وہ اس کا سر اپنے بازو میں لیے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جازم صاحب." وہیں بیٹھے بیٹھے انہوں نے جازم کو آواز لگائی۔ ساتھ والے کمرے سے وہ تقریباً بھاگتا ہوا آیا تھا۔ دروازہ کھول کر ایک پل کو وہ رکا اور اگلے ہی پل جیسے اسے اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

"کیا ہوا ہے یہاں؟" وہ چیزوں کو ٹھوکر مارتا شہوات تک پہنچا تھا۔ اسے اپنے بازو میں بھرا۔

"کس کی اتنی ہمت ہوئی کہ میری بیٹی کو اذیت دی اس نے؟"

وہ اس کے بازو پر آیا زخم دیکھ چکا تھا۔ اس وقت اس کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ عالیہ بھی اس کے پیچھے تقریباً بھاگتے ہوئے آئی تھیں۔

oooooooooooooooooo

برہان اور میرال اس وقت ٹی وی لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیر تو کافی ہو گئی تھی لیکن وہ دونوں اس وقت چائے پی رہے تھے۔ چائے کے دیوانے وقت کہاں دیکھتے ہیں۔ جب طلب لگ جائے، بس چائے پیو۔ ان نشیوں کا تو سر درد ہی چائے پینے سے ٹھیک ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہیں۔ چائے چھوڑ دو۔ تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔ خیر۔

میرال نے سامنے لیپ ٹاپ کھولا ہوا تھا جبکہ برہان کے ہاتھ میں کوئی ہسٹری کی کتاب تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے بے نیاز تھے۔

تبھی میرال کے لیپ ٹاپ پر ای میل نوٹیفکیشن نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ لمحے بھر کو سفید پڑا۔ وجہ نوٹیفکیشن نہیں تھا، وجہ بھیجنے والا تھا۔

"یاسر۔"وہ زیر لب بولی۔ایک نظر برہان کو دیکھا۔وہ مصروف دکھائی دیا۔میرال نے چائے کا گھونٹ بھرا اور اسے واپس میز پر رکھ دیا۔پھر ای میل کھولی۔

سامنے میسج دیکھ کر وہ الجھن کا شکار ہوئی۔

"کب مل رہی ہو؟"

ایک اور ای میل۔

"میں کب سے ہماری ملاقات کا انتظار کر رہا ہوں لیکن تم کوئی جواب کیوں نہیں دے رہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بس پڑھتی جا رہی تھی۔کچھ کہنے کو فی الحال ہمت نہیں ہو رہی تھی۔وہ کیسے مل سکتی تھی۔وہ گجرات کیا بہانہ لگا کر جائے۔

اس کی گردن میں گلٹی ابھری۔

"یاسر۔"

اس نے محض یہی لکھا اور بھیج دیا۔

"کہو.... سن رہا ہوں۔"

ایک گریس فل ریپلائے دے کر وہ انتظار کرنے لگا۔اس وقت وہ ایک ہوٹل کے کمرے میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے نیم دراز،پاؤں کو قینچی کی صورت بنائے وہ سنجیدہ چہرہ لیے نگاہیں اسکرین پر موکوز کیے بیٹھا تھا۔وہ اس رشتے میں بہت سنجیدہ لگتا تھا۔

"میں گجرات نہیں آسکتی۔"میرال نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔

اب کے یاسر کے لبوں کو ہلکی سی مسکان نے چھوا۔

"میں جانتا تھا۔اس لیے میں خود تم سے ملنے آگیا۔"اس سطر کو پڑھ کر میرال کو لگا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔وہ ساکت سی بیٹھی اس میسج کو دیکھتی رہی۔چند پل بعد اس نے ڈرتے ڈرتے برہان کو دیکھا۔

"میں تم سے بہت فاصلے پر ہوں میرال۔اس لیے تمہیں تسلی کے لیے بار بار مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"برہان کی مصروف سی آواز لاونج میں گونجی۔ میرال تو مارے شاک کے کچھ بول ہی نہیں پائی۔

"تمہارے یوں بار بار دیکھنے سے میں ڈسٹرکٹ ہو رہا ہوں۔"وہ بول کر واپس پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا لیکن اب میرال نے بھی سر اٹھانے کی غلطی نہیں کی تھی۔

"کیا تم.... تم میرے گھر آئے ہو؟"

یاسر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اگر گھر کا پتا ہوتا تو گھر بھی آجاتا۔فی الحال تمہارے شہر آیا ہوا ہوں۔"

میرال کا سانس بحال ہوا تھا۔

"اس لیے اب تم بتاؤ کہاں مل سکتی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہیں بتاؤں گی۔ لیکن ابھی نہیں۔ ابھی میں سونے جا رہی ہوں۔ گڈ نائٹ۔" وہ لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتی اٹھ گئی تھی۔ ابھی اسے ایسی جگہ سوچنی تھی جہاں وہ اس سے مل سکے۔

دوسری جانب وہ سنجیدگی سے مسکرا دیا۔ اب اس نے کوئی ریپلائے نہیں کیا تھا۔

"یہ لڑکیاں محبت کرنے کے بعد اتنی ڈرپوک کیوں ہو جاتی ہیں۔" وہ سر جھٹکتا واشروم میں گھس گیا۔

oooooooooooo

عالیہ باہر ہسپتال کے بینچ پر بیٹھی ہوئی تھیں اور جازم باہر گاڑی میں۔ وہ اندر نہیں آیا۔ وہ اندر نہیں آنا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر باہر آئی۔ عالیہ نے دیکھا تو وہ فوراً اٹھ کر ڈاکٹر کے قریب چلی آئیں۔

"میری بیٹی کیسی ہے؟" وہ پریشان تھیں۔

"گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ بچی کسی بات سے خوفزدہ ہو کر بے ہوش ہو گئی تھی۔ لیکن ابھی وہ ٹھیک ہے۔ آپ چاہیں تو اسے ابھی لے جائیں یا چاہیں تو صبح لے جائیں۔ بس خیال رہے کہ فی الحال وہ دوبارہ اس سانحے سے نا گزرے۔" ڈاکٹر مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ عالیہ نے فون نکالا اور جازم کے نمبر پر کال ملائی۔

صبح کے ایک بج رہے تھے جب وہ شہوات کو لیے گھر آئے۔ وہ اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ جازم اس کے پاس آدھا بیڈ پر آدھا نیچے تھا۔ عالیہ اسے سوپ پلا رہیں تھیں۔

"کمرے میں کوئی آیا تھا کیا؟" جازم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔ شہوات نے گردن موڑ کر اپنے باپ کو دیکھا۔ پھر کسی چیز کی تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ بالآخر وہ اسے مل گئی۔ اس کے پاس سرہانے سے آدھی باہر اور آدھی چھپی ہوئی نوٹ بک۔ شہوات نے وہ نکال کر جازم کے سامنے کی۔ جازم نے چونکتے ہوئے وہ نوٹ بک اس کے ہاتھ سے لی۔ وہ ویسی ہی کھلی ہوئی تھی جیسی وہ نقاب پوش چھوڑ کر گیا تھا۔ جازم نے اس پر لکھی سطریں پڑھیں۔ جو کچھ یوں تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یا تو صدر دروازے پر کوئی محافظ رکھ لو یا گھر میں رقم۔" جازم کی آنکھوں میں سرد سا تاثر آیا تھا۔ اس نے اپنے لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیے۔

"ویسے تم اتنے لاپرواہ ہو تو نہیں۔ پھر کیسے اس معاملے میں لاپرواہی دکھادی۔"

اس نے ایک نظر شہوات کو دیکھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پھر واپس نوٹ بک کی جانب دیکھا۔

"بیٹی جائز ہے یا ناجائز؟" یہ سوال جازم کو چابک کی طرح لگا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا یہ انسان سامنے ہو اور وہ اس کی جان لے لے۔ اس نے غصے سے وہ کاپی کا صفحہ اکھاڑ دیا۔ پھر ایک نظر عالیہ کو دیکھا اور پھر شہوات کو۔

"اب تم پر ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ ہر وقت اس کا دھیان رکھنا ہے۔ ایک لمحے کے لیے بھی اس کو اکیلا نہیں چھوڑنا۔" ہدایات کرتا وہ جانے لگا جب اس کی نظریں دیوار پر گئیں۔ وہ سطریں پڑھ کر بھی اس کے تاثرات وہی رہے۔ سرد۔

"یاسر.....میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"انتہائی سفاکی سے کہتا وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔اب اسے ماہر چوکیدار کی ضرورت تھی۔جس کی نظریں عقابی ہوں۔جو اس کے گھر کی رکھوالی ایسے کرے جیسے اس گھر میں اس کا اپنا خاندان رہتا ہو۔

oooooooooooooooo

صبح سحری کے وقت شاہ خاندان میز کے گرد بیٹھا ہوا تھا۔گلفام اور آیت ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جبکہ شاہ جہان اپنی سربراہی کرسی پر براجمان تھے۔کلثوم بیگم ان کے ساتھ بیٹھی ہوئیں تھیں۔وجدان دادا جان کے مخالف والی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔نیلم اور ان کی شیف کچن میں سحری بنا رہے تھے۔

"بیس منٹ رہ گئے ہیں نیلم۔آجاؤ بیٹا۔تم بھی کھالو اور عالیہ تم بھی جلدی سے سحری کر لو۔"

دادی جان نوالے لیتے ہوئے ذرا بلند آواز سے بولی تھیں۔

"امی بس چائے بنا کر آرہی ہوں۔"انہوں نے کچن میں کھڑے کھڑے جواب دیا۔

"امی آیت نے سحری کر لی ہے۔اسے کہیں،وہ چائے بنا دے گی۔" گلفام اپنا آخری نوالہ لیتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تھا۔لیکن اگر غور کرو تو اس کی آنکھوں میں شرارت واضح نظر آتی تھی۔آیت نے بل کھا کر گلفام کو دیکھا۔وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کا بھائی اس سے شادی والی بات کا بدلا لے رہا ہے۔

"ہاں آیت بیٹے تم جاؤ۔چائے دیکھو اور امی کو سحری کے لیے بھیجو۔"وہ شاید نا اٹھتی لیکن اب حکم باپ کی طرف سے آیا تھا۔وہ چار و ناچار اٹھی لیکن چہرے پر شیطانی مسکراہٹ امڈی۔ اس نے گلا کھنکارا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دادی جان۔"اٹھتے ہوئے اس نے دادی کو مخاطب کیا۔دادی جان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پھر آج آپ جا رہے ہیں نا گلفام بھائی کے سسرال؟"پانی پیتے ہوئے گلفام کو اچھو لگا تھا۔داداجان فوراً سے اٹھے اور اس کی پشت کو سہلانے لگے۔

"آرام سے پیو بچے۔" جبکہ دادی جان کے گھورنے پر آیت اپنی مسکراہٹ چھپا کر کچن کی طرف بھاگ گئی تھی۔

"میں خود اسے آرام سے بتاتی۔ صبح صبح یہ سوشہ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں آیت؟" نیلم نے اسے ڈپٹا۔ وہ منہ دوپٹے کے نیچے کیے ہنس دی۔ عالیہ بھی اسے دیکھتے ہوئے سحری کرنے لگیں۔

"امی یہ کیا کہہ کر گئی ہے؟"

نیلم وہاں آ کر بیٹھیں تو گلفام نے بیزاریت سے پوچھا تھا۔

"بہت اچھی لڑکی ہے گلفام۔ تمہارے ساتھ سوٹ کرے گی۔" وہ سلیقے سے سر پر دوپٹا اوڑھے بہت باوقار لگتی تھیں۔ اور جب بولتی تھی تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت بولتی تھیں۔ ان کی آواز میں رعب ہوتا تھا۔

"لیکن امی.... میں ابھی اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔" وہ منمنایا۔ ماں بیٹے کے درمیان کسی تیسرے نے بولنا مناسب نہیں سمجھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بس دیکھنے جا رہے ہیں۔" وہ تسلی بخش انداز میں بولیں۔

"اور پھر ریجیکٹ کر کے آجائیں گی؟" وہ صدمے سے بولا تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو؟ میں کیوں ریجیکٹ کروں گی۔ وہ لڑکی مجھے پسند ہے اور وہی میری بہو بنے گی۔ لڑکی دیکھنے جانا ہے، بازار میں رکھا شو پیس نہیں۔"

عموماً لوگ یہی تو کرتے ہیں۔ اپنے بیٹے کے لیے لڑکیاں دیکھنے جاتے ہیں۔ پھر وقت مانگتے ہیں اور بعد میں بہانے کر کے ٹال دیتے ہیں۔ ریجیکٹ کر دیتے ہیں۔ لڑکی اور لڑکی کے گھر والوں پر کیا بیتتی ہے وہ نہیں جانتے۔ عموماً لڑکی والے بھی لڑکے میں سو خامیاں نکالتے ہیں اور ریجکٹ۔

مرد کو بے روزگاری کے طعنے اور لڑکی کو بے اولادی کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔

لوگوں کو ایک بات سمجھ لینی چاہیے کہ رزق عورت کے نصیب سے آتا ہے اور اولاد مرد کے نصیب سے۔ تو بہتر ہے وہ دونوں اپنے اپنے نصیب کا قصوروار ایک دوسرے کو نا

ٹھہرائیں۔اور اگر شکل و صورت دیکھ کر انکار کرنا ہے تو پھر گھر سے اپنی بیٹی یا بیٹا دیکھ کر جائیں۔

"امی....میں ابھی کیسز میں الجھا پڑا ہوں۔ابھی میرے پاس اس سب کے لیے وقت نہیں ہے۔"وہ بس انکار کرنا چاہتا تھا۔

"گلفام ہم زبان دے چکے ہیں۔اب اگر ہم پیچھے ہٹتے ہیں تو ہم بے وقار لگے گیں۔وہ آج افطاری پر ہمارا انتظار کریں گے اور ہم ناجا کر ان کا دل دکھائیں گے اور اپنی عزت دو کوڑی کی کر دیں گے۔"آیت کپ میں چائے ڈالتے ہوئے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔دور کہیں مولوی صاحب روزہ بند ہونے میں کتنا وقت رہ گیا ہے بتا رہے تھے۔گلفام اب کے کچھ نہیں بولا۔

وہ چپ رہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔"

وہ خوش نہیں تھا۔ وہ دل سے راضی نہیں تھا۔ اور جب انسان دل سے راضی نا ہو تو اس کام میں کوئی نا کوئی رکاوٹ آجاتی ہے۔ وہ کام خود ہی رک جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ گلفام کے معاملے میں کونسی رکاوٹ اس شادی کو روکنے والی ہے۔

چائے ختم ہوتے ہی روزہ بھی بند ہو گیا تھا۔

oooooooooooooooooooo

ظہر کو گزرے کافی وقت ہو گیا تھا۔ آج آیت یونیورسٹی سے جلدی واپس آگئی تھی۔ سوائے داداجان کے باقی ساری فیملی لڑکی والوں کی طرف گئے ہوئے تھے۔ داداجان ظہر کی نماز پڑھ کر ابھی گھر نہیں آئے تھے جبکہ آیت اپنے کمرے میں موبائل لیے بیٹھی تھی۔ اسکرین پر زارا نظر آرہی تھی۔ ہشاش بشاش۔

"اچھا... لیکن میری آج صبح ہی گلفام کے ساتھ میسج پر بات ہوئی ہے۔ اس نے تو مجھے نہیں بتایا۔ مسنا کہیں کا۔"

زارا قدرے خفگی سے بولی تھی۔ لیکن آیت کے لبوں سے مسکان جدا نہیں ہو رہی تھی۔

"وہ جب آئیں گے نا۔ خوب خبر لینا آپ ان کی۔ ایسے کیسے نہیں بتایا۔" وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔

"ویسے ایک بات تو بتاؤ گڑیا۔ یہ تمہارا ناک چڑھا بھائی شادی کے لیے مان کیسے گیا؟" زارا کو تجسس ہوا تھا۔

"مت پوچھیں زارا آپی۔ یہ بھی ایک لمبی کہانی ہے۔" اس نے لفظ لمبی کو خاصا کھینچا تھا۔ زارا نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"کہیں یہ تمہاری کارستانی تو نہیں؟" آیت نے اپنے کالر سے نادیدہ گرد جھاڑی۔

"بوڑھے ہو رہے تھے۔ سوچا شادی ہو جانی چاہیے اب بھائی کی۔" زارا نے مصنوعی گھوریوں سے اسے نوازا۔

جبھی آیت نے اسے پوری بات کہہ سنائی۔ وہ ہنسی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی۔ آیت کئی لمحے اسے دیکھتی رہی۔ وہ زارا کو بڑی دیر بعد یوں ہنستا ہوا دیکھ رہی تھی۔ اسے یاد تھا کہ اس نے آخری دفعہ زارا کو اتنا ہنستے ہوئے کب دیکھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چار سال پہلے۔اس کی مہندی کی رات۔ آیت اور برہان اسی کے کمرے میں تھے۔ وہ پیلے رنگ کے کرتا پاجامہ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ گیندے کے پھولوں کا زیور اسے نکھار رہا تھا۔ جبھی آیت نے کچھ کہا تھا اور وہ کھلکھلا کر ہنسی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی۔

"بس کر دیں زارا آپی۔ایک تو آپ ہنستے ہوئے بھی اتنی خوبصورت لگتی ہیں۔ڈر لگتا ہے کہ کہیں میری ہی نظر نا لگ جائے۔"وہ سولہ سال کی عمر میں بھی اتنی ہی پیاری تھی جتنی کہ اب۔برہان محو سا اسے دیکھے گیا جبکہ آیت زارا کو۔ تبھی زارا کی ہنسی تھمی۔

"آیت ہو اور اس کے جوکس ہوں۔اور زارا نا ہنسے۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔"

زارا نے اس کے سامنے چٹکی بجائی تو جیسے اسے ہوش آیا تھا۔

"کہاں کھو گئی ہو؟ کب سے بلا رہی ہوں۔"وہ قدرے مسکرائی اور پھر نفی میں سر ہلایا۔

"کہیں نہیں۔بس آپ کو دیکھ رہی تھی۔ آپ جب ہنستی ہیں تو ایسے لگتا ہے جیسے دنیا کی ساری پریشانیاں،بیزاریاں دور ہونے لگی ہیں۔ آپ اب ایسے کیوں نہیں ہنستی۔"آیت کے سوال

پر زارا نے بہت کچھ اپنے حلق میں اٹکتا محسوس کیا تھا۔اس کا دل پھٹنے کو تھا۔لیکن ظاہر نہیں کیا۔

"کیونکہ اب آیت مجھے کوئی جوک نہیں سناتی۔" آیت نے چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھا اور پھر دونوں ہی ہنس دی۔ کتنی دیر تک وہ دونوں بیٹھی باتیں کرتی رہیں تھیں۔باہر گزرتا ہوا دن خاموشی سے گزرتا جارہا تھا۔

oooooooooooooooo

عشا ہونے میں بیس منٹ باقی تھے۔اور اس وقت شاہ خاندان کے افراد افطاری کے بعد چائے کے کپ ہاتھوں میں پکڑے لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آیت بار بار گلفام کو تنگ کر رہی تھی اور وہ چڑ رہا تھا۔باقی سب بڑے باتوں میں مصروف تھے۔

"عید کے بعد وہ لوگ آئیں گے ہمارے گھر۔اس کے بعد ہم شادی کے معاملات پر بات کریں گے۔"داداجان نے شاید کچھ پوچھا تھا جس کے جواب میں دادی جان انہیں بتا رہی تھیں۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے دادو۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔" وہ ہر طرح کا حربہ آزما رہا تھا جس سے یہ شادی رک جائے۔

"آج میری زارا آپی سے بھی بات ہوئی تھی۔ میں نے انہیں بتایا۔ وہ بہت خوش تھیں آپ کی شادی کا سن کر۔" آیت نے محض اسے چڑانے کے لیے یہ بات کہی تھی۔ لیکن گلفام کا دل ایک دم تاریک ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔

ایک دم سے ساری دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔

"عید میں تو ابھی بہت دن ہیں۔ کیوں نا ہم انہیں افطاری پر بلا لیں۔ کیا کہتی ہیں امی؟" آخر میں نیلم نے اپنی ساس کی تائید چاہی تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"میرے خیال سے تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بلا لیتے ہیں پھر ایک دو دن میں۔"

"ویسے میری ہونے والی بھابھی کا نام کیا ہے۔" اس نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا تھا۔ اسے چائے پسند نہیں تھی لیکن وہ کافی شوق سے پیتی تھی۔ آئس کافی اور ایفو گیٹو وہ شوق سے پیتی تھی۔ لیکن ابھی وہ آئس کافی پی رہی تھی۔

"اس کا نام مہر ماہ ہے اور گھر والے پیار سے مہر و بلاتے ہیں۔" دادی جان نے بتایا تو اس نے گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے گلفام کو دیکھا۔

"مہر ماہ گلفام۔" وہ بنا آواز کیے بولی تھی لیکن وہ جان گیا تھا کہ اس نے کیا کہا ہے۔ ایک سخت نگاہ اس پر ڈال کر وہ اپنی چائے پینے میں مگن ہو گیا تھا۔

oooooooooooo

رمضان گزرتا جا رہا تھا اور اس کا اختتام مسلمانوں کو اداس کر رہا تھا۔ آج اکیسواں روزہ تھا۔ اکیسویں روزے کی ایک شام وہ سب آئس کریم کھانے کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ شاہ خاندان۔ ان کے ساتھ برہان اور میرال بھی تھے۔ گزرے ایام میں سب کچھ نارمل ہی رہا تھا۔ ریسٹورنٹ میں نیلی پیلی اور سرخ کرسیوں پر لوگ براجمان تھے۔ ایک رش سا تھا ریستوران میں۔ لوگوں کا ہجوم۔ اپنی دھن میں مگن۔ ایسے میں ایک میز کے ارد گرد وہ سب بیٹھے ہوئے تھے۔ آئس کریم سے لطف اندوز ہوتے ہوئے۔ ایک آیت تھی جو بور ہو

رہی تھی۔ وہ افطاری کے بعد نماز پڑھ کر لیٹ جاتی تھی لیکن آج اسے زبردستی ساتھ لایا گیا تھا۔

"بھلا یہ کوئی عمر ہے آپ کی دادی جان ریستوران میں آکر آئس کریم کھانے کی۔" وہ برا سا منہ بنا کر کہتی سب کو چونکا گئی تھی۔

"لو بھلا۔ آئس کریم کا عمر کے ساتھ کیا تعلق۔ کھانے پینے کا تعلق تو دل کے ساتھ ہوتا ہے۔" دادی تو برا ہی مان گئی تھیں۔

"صاف صاف کہو نا کہ تمہیں گھر جانا ہے۔ تمہارا یہاں دل نہیں لگ رہا۔" گلفام بھی اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔ آیت نے معصوم شکل بنا کر اوپر نیچے سر ہلایا۔

میز پر قہقہہ گونجا تھا۔ ایک میرال تھی جو چپ تھی۔ لیکن وہ بے چین لگتی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو۔ پیلے رنگ کی لانگ قمیص اور پیلے ہی رنگ کی فرشی شلوار پہنے، سر پر ہم رنگ دوپٹا لیے وہ پیاری لگ رہی تھی۔ سب سے نظر بچاتے اس نے اپنے سامنے والی میز کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا اور دھنگ رہ گئی۔ سامنے وہ بیٹھا تھا۔

یا سر شاہ۔ نیوی بلیو بٹنوں والی شرٹ اور بلیو ہی جینز میں ملبوس۔ بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔

وہ اسے یوں اپنے سامنے پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ فی الحال تو اس کے دل کی دھڑکنیں بے تحاشا تیز ہو چکی تھیں۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ او خدایا وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔

"ممانی جان، میں واشروم سے ہو کر آتی ہوں۔" عام سے لہجے میں کہتی وہ اٹھنے لگی۔

"میں چلوں تمہارے ساتھ؟" آیت اس کے ساتھ اٹھی تھی۔

"نہیں۔ میں بس پانچ منٹ تک آ رہی ہوں۔" وہ اسے رکنے کا اشارہ کرتی وہاں سے نکل گئی۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے پیچھے نکل گیا۔ بھلا کوئی چور اتنا ہینڈسم ہو سکتا تھا۔

پیچھے وہ سب اپنی باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ واشروم کے قریب آ کر وہاں سے دوسری جانب چلی گئی تھی۔ یہ اوپن ایریا تھا جو رات کے اس وقت بہت خوبصورت نظر آتا تھا۔ وہ اس کا انتظار کرنے لگی۔ دل بے طرح سے دھڑک رہا تھا۔ وہ آج اسے پہلی دفعہ دیکھنے جا رہی تھی۔ فیس ٹو فیس ملاقات۔ تبھی پیچھے سے وہ آیا۔

"ہیلو سویٹ ہارٹ۔" وہ اس کے کان کے پاس جھک کر کہتے اسے اچھلنے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی اور یاسر کے لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ چپ رہی۔ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ وہ شاید یقین کرنا چاہتی تھی کہ وہ انسان سچ میں اس کے سامنے ہے۔

"ایسے کیا دیکھے جا رہی ہو۔ کیا اپنے پانچ منٹ بس مُجھے دیکھنے میں ہی ضائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔" یاسر نے اس کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ جیسے ہوش میں آئی۔

"تم نے مجھے کیسے پہچانا؟" وہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔ یاسر نے کندھے اچکائے۔

"تم نے تو مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں۔"شاید اتنا عرصہ بات کرنے کے باوجود بھی اس نے کبھی اپنی تصویر نہیں بھیجی تھی۔

"آسان ہے۔دیکھو۔انسان جس سے محبت کرتا ہے،وہ اسے لاکھوں کے مجمعے میں بھی پہچان لیتا ہے۔میں نے تمہیں پہچان لیا۔"اب کے وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"پھر بھی۔جس کو کبھی دیکھا نا ہو۔جس کے ساتھ وقت نا گزارا ہو۔اسے یوں اتنی دنیا میں پہچان لینا۔سوچنے پر مجبور تو کرتا ہی ہے۔"

"تم یہ باتیں چھوڑو۔یہ بتاؤ تم نے مجھے کیسے پہچانا؟"وہ اپنی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ تمہاری بہت ساری تصاویر ہیں میرے پاس۔تمہیں نا پہچاننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"کہیں مجھے حفظ تو نہیں کر لیا؟"وہ شرارت سے پوچھ رہا تھا۔وہ ذرا سا شرمائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اووو.... مس میرال ادیب شیرازی شرماتی بھی ہیں۔" وہ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر ہم واپس آئس کریم کھاتے شاہ خاندان کے میز کی طرف واپس آتے ہیں۔جہاں سے ابھی میرال اٹھ کر گئی تھی۔ میرال کے پیچھے جاتے اس لڑکے کو آیت نے دیکھا تھا۔جان بوجھ کر نہیں۔ بس یونہی اس نے نظریں اٹھائی تھیں اور وہ دکھ گیا۔ وہ لڑکا غائب ہوا تو اسی جگہ سے آیت کو وہ اندر آتا دکھائی دیا۔ بلیک ٹو پیس میں۔ جس کا کوٹ اس نے بازو پر رکھا ہوا تھا۔ لیکن سفید شرٹ کے آستین اوپر کی جانب مڑے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سیاہ گلاسز اور بال ایک جانب کو ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔

آیت کا دل بے طرح سے دھڑکنا شروع ہو چکا تھا۔ وہ بے اختیار اسے دیکھے گئی۔ اس نے پیچھے تو نہیں دیکھا لیکن جازم مرزا کے پیچھے ایک عورت چھوٹی سی بچی کا ہاتھ پکڑے اندر داخل ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے ماتھے پر گرے بالوں کی وجہ سے آیت کو اس کے اندر کسی اجنبی کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی تو وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس نے نہیں دیکھا لیکن برہان اس کی نظروں کے تعاقب میں اس شخص کو دیکھ چکا تھا۔ اور یہ وہ وقت تھا جب برہان کو اپنے دل میں ایک چور گھستا محسوس ہوا۔ ایسا چور جو کچھ برا ہونے سے پہلے آپ کو اس کے آنے کی نوید سناتا ہے۔ جو الہام دیتا ہے۔ جو آپ سے کچھ چھیننے سے پہلے اس کی خبر دے دیتا ہے۔ اور یہاں برہان کا دل اور چہرہ تاریک ہو گیا تھا کیونکہ آیت اس شخص کو عام نظروں سے نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ جس طرح اسے دیکھ رہی تھی، اس طرح انسان صرف ایک شخص کو ہی دیکھتا ہے۔ وہ جو اس کے دل میں اتر چکا ہو۔ اور جازم مرزا آیت وجدان کے دل میں اتر چکا تھا۔

وہ ان کی میز کے پاس سے گزر رہا تھا جب اس کے دل نے اپنی ڈائریکشن محسوس کی تھی۔ اس کا دل اسے محسوس کروا رہا تھا کہ وہ کہیں اس کے آس پاس ہی دھڑک رہا ہے۔ اس نے نظریں اٹھائیں اور گردن بائیں جانب موڑ کر دیکھا۔ وہ قدم آگے نہیں بڑھا سکا۔ نا نظریں ہٹا سکا۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ بھورے رنگ کی لانگ قمیص کے ساتھ اس

نے چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ ہم رنگ دوپٹا جو ڑے میں اٹکا ہوا تھا۔ جوڑا بھی ایسا کہ جس میں سے چند بال اس کے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ ہلکے پھلکے میک میں اس کی گہری نیلی آنکھیں الگ نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ اور ان آنکھوں میں اسے دیکھنے کے بعد جو چمک در آئی تھی، اس نے جازم کا حوصلہ بڑھایا تھا۔ وہ دو دل بہت خوش تھے۔ اس بات سے انجان کہ وہاں موجود ایک شخص کا دل سکڑا تھا۔ جیسے کسی نے مٹھی میں دبایا ہو اور خدشہ تھا کہ اس میں سے ابھی خون رسنے لگے گا۔ دفعتاً اس نے آیت کو نظروں کا زاویہ بدلتے دیکھا۔ اب ان آنکھوں میں اجنبیت تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے احساسات چھپا رہی تھی۔ اس سے نظریں ہٹاتا جازم انہیں کی میز کے قریب چلا آیا۔ وہ چشمہ بھی اتار چکا تھا۔

"اسلام علیکم۔"

میز کے قریب رک کر اس نے سب کو سلام کیا تو ساری گردنیں اس کی جانب اٹھیں۔ کچھ سوالیہ، کچھ حیرت زدہ، کچھ میں نفرت اور کچھ شناسا تھیں۔

"ارے جازم بیٹا تم۔ یہاں کیسے؟"

نیلم نیلے رنگ کے سوٹ میں دوپٹے کو سلیقے سے اوڑھے بہت سوبر لگ رہی تھیں۔جازم کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"جی بس یونہی۔فیملی کے ساتھ آیا تھا۔"اس نے شہوات کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا۔

"ماشاءاللہ یہ تو بہت پیاری بچی ہے۔کون ہے یہ؟"نیلم نے شہوات کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ قدرے مسکرائی۔

وہ چپ رہا۔شاید بتانا نہیں چاہتا تھا۔

"دادی جان مجھ سے خفا ہیں ابھی تک۔"اس نے یوں ظاہر کیا جیسے اس نے نیلم کی بات کو سنا ہی نہیں۔

"ہمارے ساتھ بھی تعارف کروادیں بھائی صاحب کا۔"

گلفام نے کچھ اُلجھتے ہوئے اپنی ماں سے کہا تھا۔جازم نے اک نظر اسے دیکھا اور پھر واپس دادی جان کو۔

"میں اس دن بتانا بھول گئی تھی۔ راستے میں ہماری گاڑی خراب ہو گئی تھی تو اس بچے نے ہمیں لفٹ دی تھی۔"

"اچھا اچھا۔"

وہ محض یہی کہہ سکا تھا۔ عالیہ بہت ہی غیر محسوس انداز میں شہوات کو وہاں سے لے کر چلی گئیں تھیں اور نا ہی کسی کا اس طرف دھیان تھا۔

"دادو جان کیا آپ میرے ساتھ ناراض ہیں؟" وہ ذرا سا جھکا تھا۔ کلثوم بیگم کی اس جانب پشت تھی لیکن وہ اندازہ لگا چکا تھا۔

"میرا ایک پوتا اور ایک پوتی ہے۔ اس کے علاوہ میں کسی کی دادی نہیں۔" وہ قدرے خفگی سے بولی تھیں۔ خفگی بھی ایسی کے پیار آجائے۔ وہ زیر لب مسکرایا۔ آیت نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

آہ۔ وہ کتنا خوبصورت ہنستا تھا۔ وہ واپس پلکیں جھکا گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ تو اس آدمی سے نفرت کرتی ہے۔ وہ اچھا ہنسے یا برا۔ اسے کیا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

اس نے دادی کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھے برہان سے کہا۔ برہان نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔ کوئی بھی انسان جازم کو نا نہیں کہتا تھا۔ جو اس کی حقیقت جانتا تھا۔

"معذرت کے ساتھ۔ میں اپنی جگہ کسی کو نہیں دیتا۔" وہ اسی ناپسندیدگی سے کہتا گردن واپس موڑ گیا تھا۔ آیت نے کڑے تیوروں سے برہان کو دیکھا۔ ناجانے کیوں جازم کے ساتھ برہان کا یہ رویہ اسے اچھا نہیں لگا تھا۔ جبکہ جازم کے چہرے پر ایک لمحے کو، صرف ایک لمحے کو بے رحم سا تاثر آیا تھا۔

"تم یہاں بیٹھ جاؤ بیٹا۔" نیلم اپنی کرسی چھوڑ چکی تھیں۔ نیلم کے ساتھ والی کرسی پر آیت بیٹھی تھی۔ جو جازم کو اپنے ساتھ بیٹھتے دیکھ حیران رہ گئی تھی۔ دل بے انتہا دھڑکتا جا رہا تھا۔ یہ وہ لمحہ تھا جب برہان کو جازم کو انکار کرنے پر پچھتاوا ہوا تھا۔ جازم کو انکار کرنے کے بعد تمہارے حصے میں پچھتاوؤں کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا۔

"بہت شکریہ آنٹی۔"وہ مسکرا کر کہتا وہاں بیٹھ گیا تھا۔نیلم بیگم وجدان کے ساتھ رکھی خالی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ایک کرسی ابھی بھی خالی تھی۔میرال کی کرسی۔جبکہ عالیہ شہوات کو لیے دوسری طرف چلی گئیں تھیں۔اور وہاں شہوات کی نظریں صرف اپنے باپ پر جمی ہوئیں تھیں۔

"معاف کر دیں دادو۔غلطی ہو گئی۔اب کیا بچے کی جان لیں گ؟"وہ چہرے پر ڈھیروں معصومیت لیے دادی جان کو کہہ رہا تھا۔شاہ جہان بھی دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔تبھی جازم نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔جو بالکل ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ایک پل کو وہ شرمندہ ہوا تھا۔ایسا وہاں بیٹھے افراد کو لگا تھا۔جازم اور شرمندگی۔ہونہہ۔

"آ...معاف کیجئے گا۔میں ایک فیملی کے درمیان آ کر بیٹھ گیا۔اور میں جانتا بھی نہیں فیملی...۔"

"کوئی بات نہیں بیٹا۔تم ہمیں اپنا ہی سمجھو۔"نیلم قدرے مسکرائیں۔

"یہ میرے شوہر ہیں۔ سید وجدان شاہ۔" ساتھ بیٹھے شوہر کی جانب اشارہ کیا تو انہوں نے نظروں سے اسے سلام کیا۔ وہ بھی جواباً مسکرایا تھا۔

"یہ میرے فادر ان لا ہیں۔"

داداجان کی طرف بھی ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا گیا تھا جو بالکل وجدان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہاتھ سے سلام کیا تھا۔

"میرا بیٹا۔ سید گلفام شاہ۔" گلفام کے ساتھ ایک جانب کرسی خالی تھی اور دوسری جانب آیت بیٹھی ہوئی تھی۔ غیر محسوس انداز میں گلفام اپنی کرسی سے اٹھا۔ اور مصافحے کے لیے جازم کے سامنے ہاتھ بڑھایا۔ جسے مسکرا کر اس نے تھام لیا۔ اسی دوران آیت نے ایک لمحے کو گلفام کی طرف دیکھا تھا اور اسی لمحے میں گلفام نے اسے اشارہ کیا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی۔ اور سمجھتے ہوئے اٹھ گئی تھی۔ اٹھ کر وہ داداجان کے ساتھ رکھی خالی کرسی پر جا بیٹھی۔ گلفام مسکراتا ہوا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"نائس ٹو میٹ یو۔" وہ مسکرایا تھا اور جازم کو وہ اس وقت زہر لگا تھا۔

"اور یہ وجدان صاحب کا بھتیجا ہے۔ برہان ادیب شیرازی۔" اسے دیکھ کر جازم نے سر کے خم سے سلام کیا۔ جبکہ وہ ناپسندیدگی سے چہرہ موڑ گیا تھا۔ اور آیت نے بہت اچھے سے نوٹ کیا تھا۔ غصہ آرہا تھا لیکن وہ کس حق سے غصہ نکالتی۔

اس نے اپنی نظریں واپس دادی جان پر لگالیں۔

"اب آپ جس دن مجھے گھر بلائیں گی۔ میں ضرور آؤں گا۔" وہ ایک آخری مرتبہ انہیں منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نمبر لے لیجئے گا اس لڑکے کا۔" وہ کھانے میں مصروف، اپنے شوہر سے مخاطب ہوئیں۔ وہ سب ٹھٹھکے۔

"بلائیں گے کسی دن۔ آگیا تو ٹھیک ورنہ بغیر میری اجازت کے ہمارے فیملی ٹیبل پر آکر بیٹھنے پر میں اس پر کیس کردوں گی۔" وہ کتنی پیاری دھمکیاں دیتی تھیں۔ شاید اس خاندان میں اسے آیت کے بعد دادی ہی پسند آئی تھی۔ یا شاید اسے اس گھر کی عورتوں سے کوئی مسلہ ہی نا ہو۔ فی الحال تو نہیں۔

ناولز کلب
Clubs of Quality Content

اس کے لبوں پر پر کشش مسکان ابھری۔ آیت اسے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ برہان اسے دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔

وہ نمبر لے چکا تھا جب اس نے شہوات کو اپنی جانب آتے دیکھا۔

"میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہوں۔ آپ آ کیوں نہیں رہے۔ بھلا کوئی پرنسز کو ایسے ویٹ کرواتا ہے۔" وہ ناز بھری خفگی سے بولی تھی۔ جبکہ باقی سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ....." نیلم پوچھنا چاہتی تھی لیکن پوچھ نہیں سکیں۔ جازم کے لبوں پر ایک افسردہ سی مسکان امڈی۔ آیت کی آنکھوں کی چمک غائب ہوئی۔ جازم سے محبت کے بعد اس کی اولاد سے بھی محبت لازم تھی۔

"یہ..... میری بیٹی ہے۔ شہوات مرزا۔" اور سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ دادی جان نے پہلے حیرت سے جازم کو دیکھا اور پھر شہوات کو۔ پھر شہوات کے ساتھ کھڑی چالیس سال

کی عورت کو۔ جازم نے دادی کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ ایک شک تھا جسے وہ ابھی تک دور نہیں کر پایا تھا۔

"یہ لڑکی.....۔"

جازم کے دل کو کسی نے مٹھی میں دبایا تھا۔ وہ جیسا بھی تھا لیکن وہ چاہتا تھا کم از کم یہ عورت جھوٹی نا ہو۔ یہ عورت وہ نا ہو۔

"یہ تمہاری بیوی ہے؟" عالیہ چپ رہی۔ شہوات بس اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ جازم دھیرے سے ہنسا اور پھر گویا ہوا۔

"نہیں۔ یہ میری وائف نہیں ہے۔ یہ میری بیٹی کی کیئر ٹیکر ہے۔" سب کے لب گولائی میں سکڑے تھے۔

"تمہاری بیوی کہاں ہے؟" اب کے گلفام نے پوچھا تھا۔ سوال بہت پرسنل تھا لیکن اب پوچھا جا چکا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر گلفام کو دیکھا اور پھر گلفام کے ساتھ بیٹھی آیت کو۔ اس کی آنکھوں میں بھی یہی سوال تھا۔ وہ بے چین تھی۔ اب کے برہان کو بھی تجسس ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کوئی بات نہیں بیٹا۔یہ تمہارا پرسنل معاملہ ہے۔کمفرٹیبل نہیں ہو تو مت بتاؤ۔"وجدان شاہ اس سب میں پہلی دفعہ بولے تھے۔اس کے لبوں پر اداس سی مسکراہٹ تھی لیکن آیت کی بے چینی ختم نہیں ہوئی۔وہ جاننا چاہتی تھی۔اور یہ وہ لمحہ تھا جب جازم نے ایک دفعہ پھر آیت کو دیکھا تھا اور اس نے دائیں ابرو اچکایا۔یعنی وہ پوچھ رہی تھی۔وہ جاننا چاہتی تھی۔اور جازم کو لگا جیسے لمحے بھر کو اس کا دل حرکت کرنا بھول چکا ہے۔آیت کو اپنی حرکت کا اندازہ ہوا تو اس نے گلا کھنکھنار کر پانی پیا۔برہان کا صبر جواب دے رہا تھا۔۔

"شی از ڈیڈ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک جملہ سب کو چونکا گیا تھا اور پھر چونکنے کے بعد سب نے اداسی سے اسے دیکھا۔سوائے برہان کے۔

"شہوات کی پیدائش کے وقت اس کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔"اس نے اضافہ کیا۔

"ائم سوری۔"گلفام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔"میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔"اس کے چہرے پر تکلیف واضح تھی جس نے آیت کو بھی اداس کر دیا تھا۔

"محبت کرتے تھے اس سے؟"

دادی جان اپنی ناراضگی بھول گئی تھیں۔ وہ اب اس کا ہاتھ پکڑے بیٹھی تھیں۔ شہوات بس خاموشی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

"کرتا ہوں دادو۔"

اور یہاں آیت کا دل چور چور ہوا تھا۔

"ہماری محبت کی شادی تھی۔ میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے۔ اور بہت یاد کرتا ہوں اسے۔" شہوات کی آنکھیں اب سرخ ہو چکی تھیں۔ اسے اپنی اس ماں کی ایک دم بہت یاد آئی تھی جسے اس نے کبھی دیکھا تک نہیں۔ برہان کو بھی اس پر اس لمحے ترس آیا تھا۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یہ آنسو کسی اور کے لئے تھے۔ یہی بات آیت کے لیے تکلیف دہ بن رہی تھی۔ اور وہ کسی کوئی اور نہیں، جازم مرزا کی بی لوڈ مرحومہ وائف کے لیے تھے۔

"لیکن میں قسمت کے لکھے کو مان چکا ہوں۔" اس کا دل ٹوٹ رہا تھا۔

آہ۔ وہ روتا بھی تھا۔

ماحول ایک دم سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔

اس میں گھٹن بڑھ گئی تھی۔

"میں میرال کو دیکھتی ہوں۔ ابھی تک نہیں آئی۔"

آیت وہاں سے اٹھ گئی تھی۔ وہ مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جازم نے سپاہ بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

آہ۔ کیا سچ میں ایک قاتل رو سکتا ہے۔

دوسروں کو تکلیف دینے والے جب خود تکلیف اٹھاتے ہیں، انہیں تب بھی کسی کی تکلیف کا اندازہ کیوں نہیں ہوتا۔

وہ چلی گئی تھی اور وہ اپنے پیچھے ویرانی چھوڑ گئی تھی۔

oooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اس گھٹن زدہ ماحول سے اٹھ تو آئی تھی لیکن دل جیسے کسی بھاری بوجھ تلے دب گیا تھا۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ دفعتاً اس کی آنکھوں میں کچھ کھٹکا تھا۔ وہ سامنے والے منظر کو کئی لمحے حیرت سے دیکھے گئی۔

"میرال۔"

وہ زیر لب بولی۔

سامنے کے منظر میں میرال کے ساتھ کھڑا لڑکا کوئی بات کر رہا تھا جس پر وہ گردن نیچے کیے شرما رہی تھی۔ وہ اسے مزید تنگ کر رہا تھا۔ ایک دم سے آیت کی آنکھوں میں بہت سے تاثرات ایک ساتھ آئے تھے۔ غصہ، اجنبیت، برہمی، استہزاء اور..... اس لڑکے کے چہرے کی شناسائی۔

وہ لڑکا اسے دیکھا دیکھا لگ رہا تھا۔ لیکن وہ فی الحال شناسائی کو ایک طرف رکھ کر تیز قدم اٹھاتی ان دونوں کے سر پر جا پہنچی تھی۔ یوں کہ میرال کی اس کی جانب پشت تھی جبکہ یاسر بالکل اس کے سامنے تھا۔

"میرے خیال سے مجھے جانا چاہیے۔ سب میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔" میرال کہہ کر جانے لگی جب یاسر نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"ابھی نا جاؤ چھوڑ کر، کہ دل ابھی بھرا نہیں۔"

وہ اپنی خوبصورت اور مدھم آواز میں گنگناتا میرال کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

"اووو۔ تو آپ گنگناتے بھی ہیں۔ یہ نیا انکشاف ہے مجھ پر۔" وہ دل سے مسکرایا تھا۔

"بہت اچھا گاتے ہیں۔" اپنی تعریف پر وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھکا تھا۔

"بہت شکریہ میڈم۔"

آیت نے اس کی آنکھیں دیکھی تھیں۔ سیاہ آنکھیں۔ جانی پہچانی آنکھیں۔ لیکن ان آنکھوں میں میرال کے لیے محبت تھی۔ سچی محبت۔ اس لڑکے کے جذبات سچے تھے۔ ایک دم سے آیت کی ساری پریشانی جیسے دور ہو گئی تھی۔ اب اس کے لبوں پر مسکان تھی۔

Clubb of Quality Content

"معاف کیجئے۔" میرال ڈر ہی تو گئی تھی۔ اس نے ایک دم سے اپنا ہاتھ یاسر کے ہاتھ سے چھڑوایا۔

"میں تم دونوں کے رومانس میں دخل اندازی کر رہی ہوں۔ لیکن میں میرال کو لینے آئی تھی۔"

یاسر نے سوالیہ نظروں سے میرال کو دیکھا جبکہ اس کی آنکھوں میں آیت کے لیے واضح نفرت تھے۔

"سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

"آپ کا تعارف؟"

یاسر کے تاثرات بتاتے تھے اسے اس لڑکی کا یہاں ہونا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ ہو گی وہ برہان اور جازم کی کہانی کی ہیروئن۔ لیکن وہ یاسر اور میرال کی کہانی میں ایک اضافی کردار تھا جسے اس وقت یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اپنی کہانی میں سب ہیرو اور دوسروں کی کہانی میں سب ولن ہوتے ہیں۔

"آپ سے برداشت نہیں ہو گا۔" وہ تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی میرال کا ہاتھ پکڑے وہاں سے جانے لگی۔

"میں خود جا سکتی ہوں۔" اس نے سختی سے اپنا چھڑایا۔ البتہ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ سرد سی مسکراہٹ۔

آیت نے شانے اچکائے۔

"اس سے میرا تعارف کروا کر آنا۔ آفٹر آل میں اس کی ہونے والی سالی ہوں۔"

وہ شرارت سے کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

وہ دونوں محض اسے جاتا ہوا ہی دیکھ پائے تھے۔

"کون تھی یہ؟"

وہ قدرے ناپسندیدگی سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"میرے ماموں کی مغرور اولاد ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی اسی ناپسندیدگی سے بولی تھی۔

"کیا یہ دوسروں کے معاملات میں ایسے ہی مداخلت کرتی ہے؟"

"یہی سمجھ لیں۔"

چند پل خاموشی کی نظر ہوئے۔

"میں چلتی ہوں۔"وہ جانے لگی۔

"سنو۔"وہ رکی اور پھر مڑی۔

"پھر کب ملو گی؟"وہ مسکرائی۔

"اپنا خیال رکھنا۔"

وہ مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔

وہ بھی گردن نیچے کیے ہنس دیا۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کے گیارہ بجے وہ گھر واپس آئے تھے۔ دروازہ ادیب صاحب نے ہی کھولا تھا۔ دادی بھی پیچھے پیچھے ہی باہر چلی آئیں تھیں۔

"یہ شریفوں کے گھر آنے کا وقت نہیں ہے لڑکے۔"

وہ دونوں لاونج میں آئے تو دادی نے اپنے کڑوے لہجے میں کہا۔ برہان کان کھجاتا آگے آیا جبکہ میرال نے ناپسندیدگی سے دادی کو دیکھا۔

"اب ہمیں کیا پتا دادو کہ شریف کس وقت گھر آتے ہیں۔ ہم تو شیرازی ہوئے نا۔" وہ دھیرے سے منمنایا تو دادی کے قریب آیا اور پیار سے ان کے ہاتھ پکڑ لیے۔ وہ بدک کر پیچھے ہونا چاہتی تھیں لیکن وہ ابھی برہان کو نہیں جان سکی تھیں۔ میرال تو جہاں بھی دادی کو دیکھتی، اس کے تاثرات نفرت میں بدل جاتے تھے لیکن برہان مکھن لگانے میں ماہر تھا۔ برہان نے سختی سے دادی کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔

"آپ ہمارے لیے اتنا پریشان نا ہوا کریں دادو۔ آپ وقت پر سو جایا کریں۔" وہ بہت ہی میٹھے لہجے میں بول رہا تھا۔ ادیب صاحب ایک ہاتھ سینے پر باندھے دوسرا چہرے کے آگے رکھے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ میرال بس برداشت ہی کر رہی تھی۔

"ظاہر ہے تمہاری ماں کو تو پرواہ ہے نہیں۔ سو رہی ہو گی اندر گھوڑے بیچ کر۔ تم میرے ادیب کے اکلوتے بیٹے ہو۔ مجھے فکر نہیں ہو گی تو اور کسے ہو گی۔"

اب وہ ذرا دھیمی پڑی تھیں۔

"میں بالکل ٹھیک آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔" وہ آدھی بات کو نظر انداز کر گیا تھا۔

"یہ تیری لڑکی کو بس سیر سپاٹوں کی فکر ہے۔ اسے کہا کر گھر میں رہا کرے۔ یہ شریف گھرانوں کی لڑکیوں کے طور طریقے نہیں ہیں آدھی آدھی رات تک باہر رہنا۔"

وہ برہان سے نہیں جیت سکتی تھیں اس لیے اب ان کے نشانے پر میرال تھی۔ دادی کی بات پر اسے ڈھیر سارا طیش آ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس کا بھائی اس کے ساتھ تھا۔ کسی میں اتنی مجال نہیں کہ میری بہن کو غلط نظروں سے دیکھے۔"

"بہت اچھے بیٹا۔ اگر یہ گھر میں رہے گی تو کسی کی مجال نہیں ہو گی اس کی جانب دیکھنے کی۔ لیکن اگر بناؤ سنگھار کر کے باہر جائے گی تو کسی پر کیا اعتراض کرو گے۔"

میرال نے بہت سارا اشتعال اندر دبایا تھا۔

"بس ہو گیا اماں۔ بہت رات ہو گئی ہے۔ میرے خیال سے سونا چاہیے۔"

ادیب صاحب ختمی لہجے میں بولے تھے۔

"جاؤ تم دونوں اپنے اپنے روم میں۔"

وہ دونوں سر ہلاتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

"آپ بھی سو جائیں امی۔ میں بھی اب سوؤں گا۔" کہہ کر وہ رکے نہیں تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہونہہ۔ جیسے میں جانتی نہیں ہوں کچھ۔ اپنی اولاد کو مجھ سے دور کر رہا ہے۔ دادی کے خلاف کر رہے ہیں دونوں میاں بیوی مل کر۔" وہ زیر لب کہتی واپس کمرے میں چلی گئیں۔

oooooooooooooooooo

آج پچیسواں روزہ تھا اور آج کا دن شاہ خاندان کے لیے بہت اہم تھا۔ کیونکہ آج گلفام کے سسرال والے اسے دیکھنے آ رہے تھے۔ گھر میں آج ملازماؤں کا اِضافہ ہو گیا تھا۔ آج افطاری میں خاص پکوان کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ ایسے میں آیت اپنے کمرے میں عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو چکی تھی۔ جامنی رنگ کے کاٹن کے سوٹ میں ملبوس سر پر سفید رنگ کا دوپٹا سلیقے سے سیٹ کیے ہوئے وہ بغیر میک اپ کے بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔ سب سے بڑھ کر اس کی گہرے نیلے رنگ کی آنکھیں خوب چمک رہی تھیں۔

نیلم بیگم کی تائید پر اس نے کپڑے بدلے تھے ورنہ وہ تو ظہر پڑھ کر سو چکی تھی۔

اس کے برعکس گلفام نے سفید شلوار قمیض کے اوپر سیاہ وسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کو سلیقے سے پیچھے جمائے وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں میں آج الوہی سی چمک

تھی۔ وہ زارا کو بھولنا چاہتا تھا۔ وہ ایک نئی شروعات کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے اس کا خوش ہونا ضروری تھا۔ اور وہ خوش تھا۔ برہان کو اس نے بلوا لیا تھا۔ چھوٹا ہی سہی لیکن اس کا کزن تو تھا نا۔ خالہ کی اولاد کے اپنے سو کام تھے۔ وہ کم ہی آتے جاتے تھے۔

برہان نے سفید گول گلے والی شرٹ کے ساتھ سیاہ جینز پہنی ہوئی تھی۔ بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔ لیکن اس پر جچ رہے تھے۔ سنہری آنکھیں چمک رہی تھیں۔

کچھ دیر میں مہمان آ چکے تھے۔

گھر والے باقاعدہ خود گیٹ تک آئے تھے انہیں ریسیو کرنے۔ لڑکی کے ماں باپ اور دونوں بہنیں اور ساتھ میں بھائی بھی تھا۔ لیکن مہر ماہ نہیں آئی تھی۔

برہان اور آیت کو موقع مل گیا تھا گلفام کو تنگ کرنے کا۔

"ایک تو پہلی بار ہمارے بھائی صاحب اتنی لگن سے تیار ہوئے تھے۔ ساری تیاری پر پانی پھر گیا۔" گلفام سے پیچھے کچھ فاصلے پر ہی وہ دونوں کھڑے تھے۔ لہجوں میں مصنوعی سنجیدگی تھی۔ گلفام ضبط کر گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ بیچارے گلفام بھائی۔ کتنے ارمانوں سے تیار ہوئے تھے۔ کیا کیا سوچا تھا اور دیکھو کیا ہو گیا۔"

آیت نے برہان کی تائید کی تھی۔

گلفام پھر سے ضبط کر گیا۔

"ویسے آپ کو برا تو لگ رہا ہو گا نا گلفام بھائی۔" برہان ذرا سا اس کے قریب ہوا۔ گلفام نے ہاتھ کا مکا بنا کر ہاتھ پیچھے کیا۔ جس کا مطلب تھا کہ اگر اب تم نے مزید کچھ کہا تو میرا مکا ہو گا اور تمہارا منہ۔

برہان اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے پیچھے ہوا۔

"ہم بھابھی کو کال کر لیتے ہیں۔ کیا خیال ہے بھائی۔" اب کے آیت اس کے قریب آتے بولی تھی۔ گلفام واپس مڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم دونوں کو دیکھ لوں گا میں۔ جب تم دونوں کی شادی ہو گی، دیکھ لوں گا تم دونوں کو۔" وہ مہمانوں کے سامنے زیادہ اونچا نہیں بول سکتا تھا۔ آہستہ سے کہتا وہ مہمانوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ دونوں اپنی ہنسی ضبط کرتے وہاں سے چلے گئے تھے۔ اب انہیں افطاری کے لیے سامان رکھنا تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°

مہمان جا چکے تھے۔ برہان آج یہیں رکنے والا تھا۔ اسی لیے وہ سب فارغ ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جبار صاحب تو کافی متاثر نظر آتے تھے گلفام میاں سے۔ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے ہیں وہ۔"

داداجان نے گلفام کی پشت کو تھپکتے ہوئے خوشگوار موڈ میں کہا تھا۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

"مجھے لگتا ہے انہیں ہمارا بیٹا پسند آ گیا ہے۔ جلد ہی وہ ہاں میں جواب دیں گے۔" دادی جان پیار سے گلفام کو تک رہی تھیں۔

"میرا بیٹا ہے ہی ایسا۔ جو بھی اس سے ملتا ہے۔ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔" نیلم وجدان فخر سے بولی تھیں۔ وجدان بس خاموشی سے چہرے پر مسکراہٹ سجائے سب کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ کم گو تھے۔

"کیا فائدہ ایسی اچھائی کا ممانی جان۔ جب لڑکی والے اپنی لڑکی ساتھ نہیں لائے۔"

برہان نے چہرے پر مصنوعی سنجیدگی لاتے ہوئے کہا تو سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"ہمارے گلفام بھائی اتنے عرصے بعد ہینڈسم لگے تھے۔ اور جس کے لیے لگے تھے، وہ آئی ہی نہیں۔" وہ کہے جا رہا تھا۔ باقی سب تو اس کی شرارت بھانپ گئے تھے۔ تبھی سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی جبکہ گلفام اسے گھورے جا رہا تھا۔

"بہت افسوس ہوا گلفام بھائی۔"

"تم فکر نہیں کرو بیٹا۔ جب تمہاری شادی ہو گی نا تو میں خود لڑکی والوں سے کہوں گا کہ ہمارے ہاں یہ رواج نہیں ہے کہ لڑکی کو شادی سے پہلے اس کے سسرال لے کر جایا جائے۔" گلفام نے قدرے چبا کر کہا تھا۔

"توبہ توبہ۔ کتنے ظالم ہیں آپ گلفام بھائی۔ بھلا کوئی اپنے چھوٹے بھائیوں پر ایسے ظلم کرتا ہے۔" وہ معصومیت کی حدیں پار کر رہا تھا۔

"تم بس سمجھ لو کہ تمہاری شادی کاولن میں ہی ہوں گا۔" اب ستانے کی باری گلفام کی تھی لیکن سامنے بھی برہان تھا۔

"اور میری لو اسٹوری کا ہیرو کون ہو گا پھر؟" اس نے عام سے لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"آف کورس میں۔" آیت نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر کیا تھا۔ "میں تمہاری دوست ہوں تو ہیرون بھی میں ہی ہوئی اور اس ولن کو میں خوب سبق سکھاؤں گی۔" وہ ایک عزم سے بولی تھی۔ سب قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بچپن میں بھی جب کھیلتے تھے تو آیت ہمیشہ برہان کا ساتھ دیتی تھی۔ اگر وہ چور ہوتا تب بھی، اور اگر ہیرو ہوتا تب بھی۔ وہ دونوں ایک ہو کر گلفام کے خلاف محاذ کھول لیتے تھے۔ لیکن یہ صرف کھیل تک محدود تھا۔ ورنہ تو گلفام کا دشمن ان دونوں کا دشمن تھا۔ کھیل میں جب برہان اور آیت مل کر گلفام کے خلاف ہوتے تھے تب میرال گلفام کی ٹیم میں آتی تھی۔ وہ گلفام کو سپورٹ کرتی تھی۔ اور یونہی ان کا بچپن گزرا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں سامنے لیپ ٹاپ کھولے اپنے بچپن کی تصاویر دیکھ رہی تھی۔ سامنے وہ چاروں تھے۔ وہ بچپن سے گلفام کی جانب اٹریکٹ تھی۔ وہ اس سے بہت بڑا تھا لیکن اسے ماموں کا بیٹا بہت اچھا لگتا تھا۔ وہ گلفام کے ساتھ جینے کے خواب دیکھتی تھی۔ وہ بچپن میں ایسی نہیں تھی جیسی وہ اب ہو گئی تھی۔ بچپن سے ہی اس کے اندر گلفام کی محبت کا پھول کھلنا شروع ہوا تھا۔ اور پھر ایک دن سب ختم ہو گیا۔ میرال نے گلفام کی محبت کو اپنے اندر سے کھینچ نکالا تھا۔ اسے یاد تھا اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ وہ چودہ سال کی تھی۔ یعنی آج سے چار سال پہلے جس روز زارا کی مہندی تھی۔ وہ بھی شادی پر انوائٹڈ تھی۔ وہ آیت لوگوں

کے ساتھ ہی شادی پر جا رہی تھی۔ لیکن شادی سے زیادہ اسے گلفام کو دیکھنے کی خواہش تھی۔ وہ تیار ہو کر کیسا لگ رہا ہو گا۔ وہ سب سے چھپتی چھپاتی اس کے کمرے میں آئی تو وہ وہاں نہیں تھا۔ کسی سوچ کے تحت وہ ٹیرس پر چلی آئی۔

وہ اسے سامنے ہی مل گیا تھا۔ لیکن جس حالت میں وہ تھا اس نے چھوٹی سی میرال کے قدموں کو وہیں زنجیر کر دیا۔

وہ زمین پر دو زانوں ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ میرال کی جانب اس کی پشت تھی لیکن وہ یہاں سے دیکھ سکتی تھی کہ اس کی حالت خراب ہے۔

"کیا گلفام بھائی کو بخار ہوا ہے۔"

وہ اسے بھائی ہی کہتی تھی۔ ایک دفعہ اس کا نام لینے پر اسے اپنی امی سے سخت قسم کی ڈانٹ پڑی تھی۔ اب وہ تنہائی میں بھی اسے بھائی ہی کہتی تھی لیکن دل میں پیدا ہوئے جذبات تو کوئی ختم نہیں کر سکتا نا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ننھے قدم اس کی جانب بڑھائے۔ پیلے اور گلابی رنگ کے شرارے میں ملبوس بالوں کو کھولے وہ نازک سے گڑیا لگ رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں میں نیلی پیلی چوڑیاں تھیں۔ میک اپ کے نام پر ہلکی سی پنک لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی۔ شاہ اور شیرازی خاندان کے لوگوں کو جیسے حسن وراثت میں ملا تھا۔

وہ اپنا شرارہ پکڑے اس کی جانب بڑھی جب اس کے لفظوں پر وہ رکی۔

"آج ان کی مہندی ہے۔" وہ رو رہا تھا۔ وہ بہت زیادہ رو رہا تھا۔ حسن نصیب کا محتاج ہو گیا تھا۔

"میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ یہ راز میرے اور آپ کے درمیان تھا اللہ۔ اور اب یہ راز ہم دونوں کے درمیان ہی رہ جائے گا۔"

میرال کا ننھا سا دل جیسے چھناکے سے ٹوٹا تھا۔ وہ فیری ٹیل جیسی زندگی جینے والی لڑکی تھی۔ اب دل ٹوٹنے پر وہ کیا کرے گی۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں زارا کو کبھی نہیں بھلا پاؤں گا یا اللہ۔ اگر میں انہیں نا بھلا سکا تو میں کیسے جیوں گا۔ میں تجھ سے ان کا بھول جانا مانگتا ہوں۔ میں زارا کو بھولنا چاہتا ہوں۔ ان کی محبت اپنے دل سے نوچ کر نکالنا چاہتا ہوں۔"

میرال اپنے قدم واپس لے کر جا رہی تھی۔ اس کے اندر حسد سا بھر گیا تھا۔ ایک دم سے اسے زارا سے نفرت ہونے لگی تھی۔ اس کی پسندیدہ آپی اب اس کی دشمن بن گئی تھی۔

گلفام کے دل سے زارا کی محبت تو نہیں نکلی تھی لیکن میرال نے گلفام کی محبت کو اپنے اندر سے نوچ پھینکا تھا۔ وہ وہاں سے چلی آئی تھی۔ وہ زارا کی شادی پر بھی نہیں گئی تھی۔ حسد نے اسے بیمار کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس کا شاہ خاندان میں آنا جانا بہت کم ہو گیا تھا۔ اسے آیت سے نفرت ہو گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ برہان آیت کو پسند کرتا ہے۔ اور وہ آیت کو کبھی بھی برہان کے نصیب میں آنے نہیں دے گی۔ وہ طے کر چکی تھی۔ وہ ان کے درمیان رہ کر بھی ان کا برا ہی سوچتی تھی۔ وہ حاسد بن گئی تھی۔ اس کے حسد نے اسے آنلائن لڑکے سے بات

کرنے پر مجبور کیا تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ اسے یاسر سے سچی محبت ہے۔ لیکن کیا واقعی ہی ایسا تھا۔

اس سے آگے وہ کچھ نہیں سوچتی تھی۔

"ہاں میں اس سے محبت کرتی ہوں۔" وہ گلفام کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ "میں یاسر سے بہت محبت کرتی ہوں۔ میں گلفام سے شدید نفرت کرتی ہوں۔" وہ نفرت سے کہتی لیپ ٹاپ کی اسکرین بند کر چکی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

آج گلفام کو دیکھنے کچھ لوگ آئے تھے، اس بات نے جیسے میرال کا اندر تک جلا ڈالا تھا۔ لیکن وہ اس بات پر اٹل رہی کہ وہ یاسر سے محبت کرتی ہے۔

وہ یاسر کو نہیں خود کو دھوکہ دے رہی تھی۔

oooooooooooooo

یہ دوسرے دن کی بات ہے۔ سکینہ بیگم محلے میں کسی کے گھر گئی ہوئی تھیں۔ برہان یونیورسٹی تھا۔ میرال اپنے کالج اور ادیب صاحب بینک گئے ہوئے تھے۔ حلیمہ بیگم گھر میں اکیلی تھیں۔ گھر کے کام سے فارغ ہو کر وہ تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹی ہوئی تھیں جب ان کے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔

موبائل سامنے کیا تو اسکرین پر امی جان لکھا آرہا تھا۔ انہوں نے کال اٹھائی۔

"اسلام علیکم امی جان۔ کیسی ہیں۔" وہ تھکی تھکی سے بولی تھیں۔

دوسری جانب کلثوم بیگم اپنے بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھیں۔ نیلم بیگم بھی انہی کے پاس تھیں۔ باقی سب اپنے اپنے کاموں پر تھے۔ داداجان بھی گھر نہیں تھے۔

"وعلیکم السلام۔ میں ٹھیک ہوں لیکن مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہیں۔" آواز اسپیکر پر تھی۔

"بس گھر کے کاموں نے تھکا دیا ہے۔"

"تو مت کیا کرو نا۔ کتنی دفعہ کہا ہے کہ خود کو مت تھکایا کرو۔ خود کو آرام بھی دے لیا کرو۔"

ماں کو فکر ہوئی تھی۔

"کیا کروں امی جان۔ اب ہمارے گھر میں ملازمہ کے لیے گنجائش تو ہے نہیں۔ سارے کام خود کرنے ہوتے ہیں۔ ہم آپ کی طرح امیر تو نہیں ہیں نا۔" ناچاہتے ہوئے بھی ان کا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا۔ دادی جان چپ کر گئیں۔

"تم کل گھر کیوں نہیں آئی۔ تمہارے لیے خاص طور پر پیغام بھیجا تھا۔ نا تم آئی اور نا ادیب۔ میرال کو بھی نہیں بھیجا۔" دادی جان اب کے ذرا خفا ہوئیں تھیں۔ وہ ہنس دی۔

"کیا کروں امی جان۔ میرا گھر سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں نا ہوں تو اس گھر میں کیڑے پڑے رہیں۔ میرال کا کہاں دل کرتا ہے کہ ماں کا ہاتھ بٹا دے۔"

"اگر ایک دن تمہارے گھر کام نہیں ہوں گے تو کیا ہو جائے گا حلیمہ۔"

"اگر میں نا ہوتی تو افطاری کی تیاری کون کرتا۔ اور اگر ہم سارے وہاں پہنچ جاتے تو پیچھے میری ساس محلے میں مجھے بدنام کر دیتی، کہ روزہ تھا۔ خود میکے چلی گئی اور پیچھے ساس کا خیال نہیں آیا۔ ناچاہتے ہوئے بھی مجھے اس عورت کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔"

وہ اپنی جگہ ٹھیک تھیں۔ دادی جان نے پھر کوئی گلہ نہیں کیا۔

ادھر ادھر کی چند باتیں کرنے کے بعد انہوں نے فون بند کر دیا تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°

وہ سیاہ سلک کے نائٹ ڈریس میں ملبوس اپنے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر کسی کی کال آئی ہوئی تھی۔ بیڈ پر سامنے لیپ ٹاپ پر لائیو سی سی ٹی وی فوٹیج چل رہا تھا جس نے جازم کو جبڑے بھینچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"خود تو تم سیالکوٹ جا کر بیٹھ گئے ہو۔ پیچھے کی فکر تو تمہیں جیسے بھول ہی گئی ہے۔" دوسری جانب شاید صفدر تھا جو بہت خفا نظر آتا تھا۔

وہ اس کے آفس کے تہہ خانے میں تھا۔ وہ وہاں سے سیاہ رنگ کی ٹائلیں اٹھا کر ایک ڈبے کے اندر رکھ رہا تھا۔ ان ٹائلوں کے اندر منشیات تھیں۔ وہ اپنے کام میں مصروف سا جازم سے بات کر رہا تھا۔ یہ کام وہ چوری کر رہا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں خفیہ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ یعنی وہ جازم مرزا کو دھوکہ دے رہا تھا۔

"کیوں۔ ایسا کیا ہوا ہے وہاں کہ مجھے وہاں کی فکر کرنی چاہیے۔" وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

لمحے بھر کو صفدر اپنی جگہ منجمند ہوا۔ اس نے سر اٹھا کر یہاں وہاں دیکھا۔ ایک شک سا تھا جو لمحہ بھر کو اس کا سانس روک گیا تھا۔

"خون تمہاری غذا ہے تو پھر تم اتنے دن سے زندہ کیسے ہو؟" وہ سر جھٹکتا واپس اپنے کام میں لگ گیا۔

جازم کی نظریں اسی پر جمی ہوئیں تھیں۔

دھوکے باز۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اپنی غذا لینے میں کوتاہی کر رہا ہوں۔" وہ پھر رکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تو بے گناہ لوگوں کو معاف نہیں کرتا تو تم یہ سوچو کہ میں اس کا کیا حال کروں گا جو مجھے دھوکہ دیتا ہو گا۔" اس کے لہجے پر صفدر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ اسے اپنے گرد گھیرا تنگ ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"مجھے ضروری کام ہے۔ تم سے پھر بات ہو گی۔" صفدر کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر اس نے فون بند کر دیا تھا۔ نظریں ابھی تک اس منظر پر جمی ہوئیں تھیں۔

صفدر کے پیچھے ایک سایہ سا لہرایا۔ اب وہ سایہ حقیقت میں بدلا تھا۔ روشنی میں چہرہ واضح ہوا تو جازم نے اپنا سانس تک روک لیا۔

وہ یاسر تھا۔ جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ جازم بس خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔ یاسر اسی طرح مسکراتا رہا۔ اور پھر پیچھے سے صفدر کی گردن میں بازو ڈال دیا۔ جازم شل سا سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ یاسر نے مسکرا کر کچھ کہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کی حرکت کو اس نے واضح نوٹ کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے ہوتے ہوئے کوئی اور چوری کرے۔یہ میری توہین ہے مرزا صاحب۔"صفدر خود کو چھڑوا رہا تھا۔لیکن یاسر کی گرفت سخت تھی۔اس نے بہت آرام سے اس کی شہہ رگ پر چاقو رکھا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ جازم اسے دیکھ رہا ہو گا۔کاش کہ وہ بھی اس وقت جازم کا ری ایکشن دیکھ سکتا۔

جازم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔

چاقو تیز دھار تھا۔جو آرام سے چلتا ہوا صفدر کی شہہ رگ کاٹ چکا تھا۔

جازم نے اپنے جبڑے تک بھینچ لیے تھے۔شہہ رگ کاٹنے کے بعد بھی یاسر نے اسے چھوڑا نہیں تھا۔

"اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے مرزا صاحب۔بھلا دھوکہ دینے والوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق ہے؟"وہ پھر سے بولا تھا اور جازم پھر سے جان گیا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔لیکن وہ کوئی حرکت نہیں کر پا رہا تھا۔

یاسر نے صفدر کے بے جان وجود کو بھی معاف نہیں کیا تھا۔اس نے اپنا خون آلود چاقو اس کے دل میں کھونپ دیا۔اسے مزید دبایا۔اتنا کہ اس کا دل دو حصے ہو گیا تھا۔ایک ظالم اپنے ظلم کے جوہر دکھا رہا تھا اور دوسرا ظالم بغیر کسی حرکت کے یہ ظلم دیکھ رہا تھا۔اگلے چند لمحوں میں صفدر پورے انسان سے کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔اب یاسر اس ڈبے سے ٹائلیں نکال کر اس کے وجود کے ٹکڑوں کو اس ڈبے میں ڈال کر اسے پیک کر رہا تھا۔پھر اس ڈبے کو وہیں چھوڑ کر وہ منظر سے غائب ہو گیا تھا۔اس کے منظر سے غائب ہونے کے بعد جیسے جازم ہوش میں آیا تھا۔

"یاسر۔کہاں ہو تم۔میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔"وہ چلایا تھا۔پوری قوت کے ساتھ۔لیکن کیا واقعی ہی وہ یاسر کو مار سکتا تھا۔

اس کے چیخنے پر عالیہ بھاگتی ہوئی کمرے میں آئیں۔

"کیا ہوا ہے صاحب۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جازم نے سرد نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ان میں خون تھا،ان میں شعلے بھڑک رہے تھے۔عالیہ کو اپنا وجود ختم ہوتا دکھائی دیا تھا۔وہ ایک لمحے میں وہاں سے غائب ہو گئیں۔

جازم اگلے کئی لمحوں تک اس سب کو ہضم کرنے میں لگا رہا تھا۔

وہ اپنے مجرم کو اپنے طریقے سے سزا دینا چاہتا تھا۔اس نے بہت قتل کئے تھے لیکن وہ آج تک کسی کی لاش کے ٹکڑے نہیں کر سکا۔

تو پھر سب سے زیادہ ظالم کون ہوا۔

°°°°°°°°°°°°

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ رات گئے گھر واپس آیا تھا اور ہمیشہ کی طرح دروازہ کھولنے والی اس کی بہن تھی۔اس کی آف وائٹ رنگ کی شرٹ پر سرخ دھبے تھے۔چھینٹے تھیں۔اور میمونہ جان گئی تھی کہ آج پھر اس کا بھائی قتل کر کے آیا ہے۔

آہ یہ ظالم بھائی۔

"آج کس کی جان لے کر آرہے ہو؟"

وہ بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی جانب جارہا تھا جب پیچھے سے رئیسہ بیگم نے عام سے انداز میں پوچھا۔ وہ رک گیا۔ پھر مڑا۔

"جاننا چاہتی ہیں؟"اس کے انداز میں بھرپور حقارت تھی۔

"جاننا چاہتی ہوں تو ہی پوچھ رہی ہوں۔"

وہ ہلکا سا مسکرایا۔ پھر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آج اس کی آنکھوں کی بے بسی نے مجھے بہت سکون پہنچایا ہے اماں۔"

"کس کی آنکھیں؟"

"میں اسے دیکھ نہیں سکا لیکن.... میرے تصور میں وہ دو سیاہ آنکھیں بے بس تھیں۔"

وہ اپنی ماں کی نہیں سن رہا تھا۔ وہ بس کہے جارہا تھا۔ اور ان دو سیاہ آنکھوں سے کون واقف نہیں تھا۔ ان دونوں عورتوں نے چونک کر یاسر کو دیکھا۔

"جازم مرزا۔"

اور وہ دو عورتیں سانس نہیں لے سکیں۔

oooooooooooooooo

یہ عید سے ایک دن پہلے کی بات ہے۔عالیہ مارکیٹ آئی ہوئیں تھی عید کی شاپنگ کے لیے۔ آج شہوات ان کے ساتھ نہیں تھی۔ وہ شاپنگ کر کے باہر نکلی تو انہیں روڈ پر دو خواتین بھیک مانگتی ہوئی نظر آئیں۔ان کے چہروں پر مٹی سے آلودہ مگر بڑی بڑی چادریں تھیں۔عالیہ نے آگے بڑھ جانا چاہا جب ان میں سے ایک بولی۔

"اللہ کی بندی۔ ہم تین دن سے بھوکے ہیں۔ صرف پانی پر گزارا کر رہے ہیں۔ کچھ دے جا۔ کچھ دے جا ہمیں کہ ہمارا پیٹ بھر جائے۔"

ان کی پکار پر جیسے ان کے دل پر گھونسا پڑا تھا۔ وہ دونوں سہی سلامت تھیں۔ لیکن پھر بھی بھیک مانگ رہیں تھیں۔

"ہماری دعا نہیں لگتی لیکن شاید تیری نیکی کام آجائے۔ کوئی ہماری پکار نہیں سنتا۔" وہ مزید یہاں رک نہیں سکتی تھیں۔ بس جلدی میں پرس سے چند ہزار کے نوٹ نکال کر وہ دینے کے لیے نیچے جھکیں۔ ان میں سے ایک عورت نے اپنی چادر ذرا سی سرکائی۔ عالیہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر وہ سانس نہیں لے سکیں۔

oooooooooooooooooo

آج عید کا چاند نظر آ گیا تھا۔ انٹرنیٹ پر چاند رات کی مبارکباد کے اسٹیٹس چل گئے تھے۔ بظاہر خوشیاں منائی جا رہی تھیں لیکن دلوں کے کرود ختم نہیں ہو رہے تھے۔

میرال اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب اسے یاسر نے چاند رات کی مبارک دی۔ وہ خوش بھی نہیں ہو سکی۔ کیونکہ دادی نے پھر سے اس کے کردار کی دھجیاں اڑائی تھیں۔ ابھی بھی حلیمہ اس کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔

"امی میں کیا کروں۔ مجھے بتائیں میں کیا کروں۔" وہ خوشی کی رات پر بے بسی کے آنسو بہا رہی تھی۔

"صبر کرو میری بچی۔ یہ عورت ایسی ہی ہے۔ جس نے تمہاری ماں کو ساری زندگی سکون کا سانس نہیں لینے دیا۔ تمہیں کیوں لگتا ہے کہ وہ تمہیں جینے دے گی۔"

"وہ میرے کردار کو داغ دار کرتی ہیں۔"

"تو تم کردار پر داغ لگانے والوں کو ایسے نظر انداز کرو جیسے وہ گلی کی نکڑ میں پڑا بودار کچرا ہو۔"

وہ جواب میں کچھ کہنے لگی تھی لیکن پھر رک گئی۔اس کے پاس واقعی ہی اب الفاظ نہیں رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری جانب شاہ خاندان میں بھی چاند رات منائی جا رہی تھی۔ دادی کی خاص تاکید پر جازم مرزا کو عید پر دعوت دی گئی تھی۔

وہ شہوات کے ساتھ ڈنر کر رہا تھا جب اسے کال موصول ہوئی۔

وہ اجنبی کال بھی لے لیتا تھا۔

شہوات چپ تھی۔ جبکہ وہ کال ریسیو کر کے کانوں سے لگا چکا تھا۔

"اسلام علیکم بیٹا۔ چاند رات مبارک ہو۔" شاہ جہان کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ سخت بیزار ہوا تھا۔ پھر ہونٹوں پر مسکراہٹ لاتے ہوئے جواب دیا۔

"خیر مبارک داداجان۔ آپ کو بھی مبارک ہو۔"

"خیر مبارک۔ تمہیں تمہاری دادی کا پیغام بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہیں عید کے روز گھر بلا رہی ہیں۔"

وہ تو جیسے اسی دعوت نامے کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

"میں ضرور آؤں گا۔ آخر کار دادی جان کا گلہ بھی تو دھونا ہے۔" فوراً سے مان گیا تھا۔

oooooooooooooo

تو آج وہ دن آ ہی گیا تھا جس نے ہر سو رونق بخش دی تھی۔ ہر طرف مسجد سے مولویوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ لوگ ایک دوسرے کے گھر میں میٹھا بانٹ رہے تھے۔

ایسے میں شاہ خاندان میں عید کی نماز کے لیے تیاری ہو رہی تھی۔ تمام مردوں نے سفید کاٹن کے سوٹ پہنے ہوئے تھے اور اب وہ عید کی نماز پڑھنے جا رہے تھے۔ آیت کو عید مبارک کا سب سے پہلا میسج برہان شیرازی نے بھیجا تھا۔ ساتھ گلابی رنگ کا دل تھا۔ سرخ دل وہ فی الحال نہیں بھیج سکتا تھا۔ آیت نے مسکرا کر واپس اسے مبارک باد دی تھی۔ پھر اس نے زارا کی چیٹ کھولی اور اسے مبارک باد کا میسج بھیج دیا۔ اس کا نمبر بند تھا۔ میسج بھیج کر وہ تیار ہونے کے لیے اٹھ گئی۔

نیلم بیگم اس کے لیے عید کا جوڑا لائی تھیں۔ اب اگر وہ نا پہنتی تو عید والے دن جو جو کچھ اسے سننا پڑتا، وہ اس کے لیے تیار نہیں تھی۔

تھوڑی دیر تک وہ تیار ہو کر باہر آ گئی تھی۔

سکائی بلیو رنگ کی لانگ قمیص جس کے گلے، بازو اور گھیرے پر موتی کا کام ہوا تھا۔ ساتھ میں سادہ ٹراؤزر، آرگنزہ کا ہم رنگ دوپٹا ایک طرف کندھے پر رکھا ہوا تھا۔ اسے سیفٹی پن سے بڑی مشکل سے سیٹ کیا ہوا تھا ورنہ آرگنزہ کا دوپٹا ہو اور ایک جگہ ٹک جائے۔ ناممکن۔

بالوں کو اونچی پونی میں قید کیا ہوا تھا۔ پہلے کی نسبت اس کے بال ذرا بڑھ گئے تھے۔ ہلکے پھلکے میک کے ساتھ پنک لپ اسٹک اس پر سوٹ کر رہی تھی۔ اور اس رنگ کے لباس میں اس کی گہری نیلی آنکھیں بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھیں۔ وہ کیوں تھی اتنی خوبصورت۔

برہان کی سخت تاکید پر اس نے دو چار سیلفیاں لے تو لی تھیں لیکن بھیجی ایک بھی نہیں۔ اپنی حرکت پر مسکراتے ہوئے باہر آئی تو سب بڑے اس کے لیے عید نکالے بیٹھے تھے۔ سب سے پانچ پانچ ہزار عیدی بٹور چکی تھی وہ۔

ابھی بھی وہ سب عیدا نجوائے کر رہے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی۔ ملازمہ نے دروازہ کھولا تو اس کے ساتھ ایک وجیہہ شخصیت اندر آئی تھی۔ سفید بٹنوں والی شرٹ جس کے آستین مڑے ہوئے تھے۔ ساتھ میں سیاہ جینز پہنے وہ بولڈ لگ رہا تھا، مگر ڈیشنگ بھی لگ رہا تھا۔ بال ایک جانب کو پیچھے اور ایک جانب کو ذرا سے ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔ آیت نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا اور وہ پلک نہیں جھپک سکی۔ اس نے آیت کو ایک

نظر دیکھا اور پھر باری باری سب سے عید بھی ملا تھا۔ اس کے ساتھ شہوات بھی تھی۔ سفید بار بی فراک میں بالوں کو کھولے بغیر میک اپ کے بھی وہ گڑیا لگ رہی تھی۔

"اب تو آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں رہی نا؟" وہ دادی جان کے سامنے جھکا محبت سے ان کا ہاتھ چوم رہا تھا۔ دادی جان نے مسکرا کر اس کے کندھے پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

"ہمارے ساتھ لنچ کرو۔ پھر سوچوں گی۔" ہال میں ایک جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"آپ کو بھی عید مبارک۔" وہ جو اسے دیکھنے میں مگن تھی، اس کی مبارک پر جیسے وہ ہوش میں آئی تھی۔

"بہت شکریہ۔" وہ بدقت مسکرائی۔

جازم کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ آیت حقیقت میں بہت خوبصورت اور ڈیسنٹ لگ رہی تھی۔ لیکن وہ فی الحال اسے دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ اپنا برہان کیوں نہیں آیا ابھی تک۔ ورنہ تو ہر عید پر صبح صبح ہی آ دھمکتا ہے۔" داداجان کو اس کی کمی کھٹک رہی تھی اور آیت کو زارا کا آف لائن ہونا۔

"وہ آج دادی جان کی دھمکیوں پر انہیں اپنی پھوپھو کے گھر لے گیا ہے۔ آج وہ سب وہاں دعوت اڑائیں گے۔ کہہ رہا تھا کہ وہ کوشش کرے گا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے نکل آئے۔" گلفام نے بتایا تو دادی جان نے آہ بھری۔

"مکار عورت۔" وہ زیر لب بولی تھی لیکن وہ سن چکا تھا۔

°°°°°°°°°°°

لنچ کیا جا چکا تھا۔ اب وہ سب چائے پینے بیٹھے ہوئے تھے۔ شہوات کچھ دیر تک تو نروس رہی لیکن جلد ہی اس کی آیت اور گلفام کے ساتھ دوستی ہو گئی تھی۔ ابھی بھی وہ گلفام کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"آپ کو معلوم ہے میرے بابا گاتے بھی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گلفام اس نئے انکشاف پر حیران ہوا تھا۔

"ہیں کیا واقعی؟"

"ہاں اور میرے بابا کی آواز بہت خوبصورت بھی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے آپ کے بابا سے ہمیں گانا سننا پڑے گا۔"

"سن لیں۔ آپ کا شک دور ہو جائے گا۔" وہ مغرور سے انداز میں بولی تھی۔ آیت موبائل پر کسی سے چیٹ کر رہی تھی۔ شاید زارا آنلائن آئی تھی تو وہ اس کے ساتھ جھگڑ رہی تھی۔

"میں نے سنا ہے، مرزا صاحب گاتے بہت خوبصورت ہیں۔ چند اشعار ہو جائیں مرزا صاحب۔"

گلفام کی آواز پر آیت نے فوراً سر اٹھایا اور گلفام کو دیکھا۔ اس کے بعد جازم کو دیکھا۔ جو گڑبڑایا تھا۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے شاہ صاحب۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" وہ ٹال گیا تھا۔

"آپ کی لخت جگر نے یہ راز فاش کیا ہے۔ اور اب ہم سنے بغیر آپ کو جانے نہیں دیں گے۔"

جازم نے حیرت سے شہوات کو دیکھا۔ وہ کندھے اچکا گئی۔ پھر اس نے گھر کے تمام افراد کو باری باری دیکھا۔ وہ سب بھی اس کے گانے کے منتظر تھے۔ پھر اس نے آیت کی جانب دیکھا۔

اس نے آنکھوں کے اشارے سے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ اب کے وہ مسکرایا تھا۔

"وائلن پلیز۔"

"کیا وائلن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔" گلفام اکتایا تھا۔

"ہو سکتا ہے۔" وہ آیت کی آنکھوں میں مایوسی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس نے اپنا موبائل نکالا اور اس پر میوزک آن کر دیا۔ یہ صرف میوزک تھا کیونکہ گانے وہ خود لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوئی نغمہ اے عشق گائے نہ گائے

کوئی نغمہ اے عشق گائے نہ گائے

کہ پھر مجھ سا دیوانہ آئے نہ آئے

آیت کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔جہاں وہ سب اس کی خوبصورت آواز میں مگن تھے وہیں وہ بس آیت کی نیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

مجھے دیکھ لو دیکھ لینے سے پہلے

مجھے دیکھ لو دیکھ لینے سے پہلے

پتہ میرا پھر کوئی پائے نہ پائے

وہ ساتھ میں پہلی لائنوں کو بھی دہرا رہا تھا۔

وہ وقفے کے لیے رکا تو آیت کا دل آنکھوں کے تصادم پر بے طرح سے دھڑکا تھا۔

پہنچ ہی گیا ہوں تو اب مر کے اٹھوں

پہنچ ہی گیا ہوں تو اب مر کے اٹھوں

مقدر پھر اس در پہ لائے نہ لائے

اس کی آنکھوں کا ہر تاثر بتا رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کی محبت میں بری طرح مبتلا ہو چکا ہے۔ وہ آج یہاں کسی کے بلانے پر نہیں آیا تھا۔ آج وہ دل کے سامنے ہار مان کر آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں مجبور ہوں خاروں پر تڑپوں

میں مجبور ہوں خاروں پر تڑپوں

وہ مختار ہے رحم آئے نہ آئے

وہ اپنے تصور کی دنیا میں کھو چکی تھی۔ اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ صرف وہ تھی اور اس کی محبت۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی اور جازم اس کے قدموں میں۔ اس کی گود میں سر رکھے وہ پر سکون تھا۔ وہ محبت سے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا رہی تھی۔

اجازت اگر دو تو قدموں میں سو لوں

اجازت اگر دو تو قدموں میں سو لوں

خدا جانے پھر نیند آئے نہ آئے

کہ پھر مجھ سا دیوانہ آئے نہ آئے

کوئی نغمہ اے عشق گائے نہ گائے

گانا ختم ہو گیا تھا اور تصور بھی ایک دم سے کہیں غائب ہو گیا تھا۔ سب اسے سراہ رہے تھے اور وہ صدمے میں چلی گئی تھی۔ وہ انسان....

وہ انسان اس کے اعصاب پر سوار ہو چکا تھا۔ وہ اپنا آنچل سنبھالتی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔ باقی سب بس اسے دیکھتے رہے۔ اس کی حرکت سب کی سمجھ سے باہر تھی۔ اور جادو چلانے والے کے لبوں پر فاتح مسکراہٹ تھی۔ وہ جیت چکا تھا۔ بس اس کا انعام باقی تھا۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:05

عید ڈھل چکی تھی۔اب رات کا سماں ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔دوپہر کے وقت موسم گرم ہو گیا تھا لیکن رات کو ہلکی پھلکی ٹھنڈ ہو جاتی تھی۔ایسے میں وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی دوسرے دن کے چاند کو دیکھ رہی تھی۔وہ حسین لگ رہا تھا۔وہ جتنی بھی بیزار طبیعت کی لڑکی تھی لیکن اسے تنہائی میں چاند اور سفید بادلوں سے ڈھکا آسمان دیکھنا بہت پسند تھا۔

"یہ کیسی بے چینی ہے جو میرے رگ وپے میں اتر گئی ہے۔"

اس نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیے تھے۔جسم میں سنسناہٹ سی اٹھ رہی تھی۔

"کیوں وہ دو آنکھیں میرے ذہن پر نقش ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔۔وہ انسان۔۔۔۔وہ جو کسی اور کی محبت کے بعد ادھورا ہے، کیوں دل چاہتا ہے کہ اسے مکمل کر دوں۔"

وہ بے بس سی سوچے جا رہی تھی۔

"جب وہ ریستوران میں رونے کے قریب تھا تو کیوں دل چاہ رہا تھا کہ اس کا ہر درد سمیٹ لوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں تھیں۔یہ کیسی بے بسی تھی جو اس کی جان پر بن رہی تھی۔ ایک لمحے کو اس کا دل چاہا تھا کہ وہ شخص کہیں سے اس کے سامنے آجائے۔بس وہ سامنے ہو اور وہ اسے دیکھتی رہے۔وہ جانتی تھی کہ اگر وہ شخص اس کے سامنے آگیا تو وہ ساری زندگی اسے دیکھتی رہے گی لیکن تھکے گی نہیں۔

دفعتاً دروازے پر بنا دستک کوئی اندر آیا تھا۔قدموں کی چاپ پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"امی آپ۔"دروازے پر نیلم ایستادہ تھیں۔وہ مشکوک نظروں سے آیت کو دیکھ رہی تھیں۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں جیسے میں نے کوئی قتل کر دیا ہو۔"وہ جھنجھلاتے ہوئے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔ایک لمحے کے لیے اسے لگا تھا جیسے اس کی ماں اس کے دل کا چور پکڑ لے گی۔ اور ہوا بھی یہی تھا۔

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟"نیلم کے سوال پر اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟"بظاہر اس نے خود کو مظبوط رکھا تھا لیکن اندر کہیں خوف تھا۔

"آیت۔"وہ سختی سے کہتی اس کے قریب آئیں تھیں۔ پھر کندھوں سے پکڑ کر اسے اٹھایا۔ آیت کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔

"میں تمہاری ماں ہوں۔ تمہارے ہر قدم سے مجھے واقف ہونا چاہیے۔ تم کوئی بھی قدم بغیر میری اجازت کے نہیں اٹھاؤ گی۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے سختی سے تنبیہہ کر رہی تھیں۔ آیت کے جسم سے جیسے سارا خون کسی نے سینچ لیا تھا۔

"امی..... کیا ہو گیا ہے۔"

"تمہیں کیا ہو گیا ہے آیت؟ تم کیوں عجیب سا رویہ اختیار کیے ہوئے ہو۔"

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا امی۔"وہ بے بسی سے جیسے ہار ماننا چاہتی تھی لیکن وہ چھپانا بھی چاہتی تھی۔

نیلم بیگم نے چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھا۔ دیکھتی رہیں۔ کئی لمحے گزر گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آیت۔ وہ ایک بچی کا باپ ہے۔ اس کے بارے میں مت سوچنا۔" وہ کہہ کر رکی نہیں تھیں۔ وہ اسے وہیں چھوڑ کر جا چکی تھیں۔ اور آیت..... وہ تو پتھر کی مورتی بنی وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔

عید کا جوڑا ابھی تک اس نے نہیں اتارا تھا اور اب شاید تب تک نا اترتا جب تک اس کی ماں کی کہی ہوئی بات کا اثر نا زائل ہو جاتا۔

وہ کہاں ایسی چیزوں پر یقین رکھتی تھی۔

وہ تو برہان کی کتابی محبتوں کا مذاق اڑاتی تھی۔

بھلا کوئی کسی سے ایسی محبت کر سکتا ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اسے دیکھتے گزار دے۔

بھلا مائیں اتنی آسانی سے دلوں کے حال جان لیتی ہیں۔

شاید ماں دل کا حال جانے نا جانے لیکن ماں اپنی اولاد کی آنکھیں پڑھ لیتی ہے۔

اور آیت کی ماں نے اس کی آنکھیں پڑھ لی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نیلے سمندر میں کالے بادلوں کا عکس نمایاں تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی نیلاہٹ کا حسن وہ سیاہ بادل لے اڑیں گے۔

وہ فی الحال اپنی جگہ پر بت بنی کھڑی تھی۔

ماں کی باتیں اور دو سیاہ آنکھیں سب کچھ مکس ہو رہا تھا۔

اور وہ خاموشی سے اس تماشے کو دیکھتی رہی۔

ہم بات بھی کریں تو ہوتا نہیں ہے کچھ

وہ محض آنکھیں اٹھا دے تو قیامت برپا کر دے

oooooooooooooo

آج عید کا دوسرا دن تھا اور وہ صبح ہی صبح شاہ خاندان میں ٹپک پڑا تھا۔ وہ عید والے دن نہیں آسکا اور وہ جانتا تھا کہ اس کی اس بات پر آیت سخت خفا ہو گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب اسے منانا اس کا پہلا کام تھا۔ لیکن لاونج میں صوفے پر شاہ جہان بیٹھے تھے اور وہاں حاضری دیئے بغیر وہ وہاں سے جا نہیں سکتا تھا۔ سو وہیں چلا آیا۔

"اسلام علیکم ناناجان۔" وہ انہیں کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ ناناجان نے چہرے کے سامنے سے اخبار ہٹا کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں خفگی تھی۔

"آپ عید کے دوسرے دن ہی اخبار لے کر بیٹھ گئے۔ کیا آپ کو بوریت نہیں ہو رہی؟"

"اور تم جو ہر وقت کتابیں پڑھتے رہتے ہو۔ تمہیں بوریت نہیں ہوتی؟"

وہ اسی خفگی سے گویا ہوئے تھے۔ ان کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ برہان پر سخت غصہ ہیں۔

"وہ تو میرا شوق ہے ناناجان۔ اور شوق کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔"

"اخبار پڑھنا میرا بھی شوق ہے۔ اس لئے تم میرے شوق کے درمیان مت آؤ اور گھر واپس جاؤ۔" وہ داداجان کی اس بات پر تو بل کھا کر رہ گیا۔

"ناناجان۔ کیا ہو گیا ہے۔ میں برہان ہوں۔ آپ مجھے گھر سے کیسے نکال سکتے ہیں۔"

"جیسے تم نے عید والے دن ہمیں بھلا دیا۔" اسے پہلے ہی ناراضگی کی وجہ پر شک تھا لیکن اب وجہ واضح ہونے پر اس کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ ابھری۔

"اصولاً تو آپ کو اپنی بیٹی کے ساتھ ناراض ہونا چاہیے۔ کیونکہ لڑکیاں عید کے عید اپنے میکے جاتی ہیں۔ لیکن آپ اپنے نواسے سے ناراض ہو رہے ہیں۔" اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتے۔ دونوں کی نظریں اٹھی تھیں۔ سامنے سے آیت چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ وہ شاید ابھی اٹھی تھی۔ عید والا جوڑا بھی نہیں اتارا تھا۔ بس منہ پر چند چھینٹے مار کر وہ باہر آ گئی تھی۔ آنکھوں کا مسکارا چہرے پر پھیلا ہوا تھا۔ لیکن وہ اس سب سے لاپرواہ سی ایک صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔

"کیسی ہو؟" برہان نے خطرے کی گھنٹی بھانپنی چاہی۔ آیت نے گردن موڑ کر برہان کو دیکھا۔ پھر قدرے مسکرا دی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟" اس کا لہجہ بجھا بجھا سا تھا۔ جسے نانا اور نواسے دونوں نے محسوس کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا ہے آیت؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" وہ فکر مند ہوا تھا۔ آیت نے بہت کچھ اپنے اندر نگلا تھا۔

"کہیں باہر چلیں۔" وہ بنا کسی تاثر کے بولی تھی۔ جبکہ داداجان اور برہان کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ آیت خود باہر جانے کی بات کر رہی تھی۔

"ہاں کیوں نہیں۔ تم ریڈی ہو جاؤ۔ ہم چلتے ہیں۔"

"صرف میں اور تم۔" وہ اپنے لفظوں پر زور دیتی اٹھ گئی تھی۔ "میں دس منٹ میں آ رہی ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

برہان اسے محض جاتے ہوئے ہی دیکھ سکا۔ وہ خوش تھا کیونکہ آج پہلی دفعہ آیت اپنی مرضی سے اس کے ساتھ تنہا جانے والی تھی۔

وہ بہت خوش تھا۔ اتنا کہ اس کی خوشیوں کو نظر لگ جانے خدشہ تھا۔

oooooooooooooo

عید کے دنوں میں کاروباری ادارے بند تھے لیکن شہرام اور گلفام کو کسی ضروری بات کے لیے ملنا تھا۔ وہ یہ ملاقات گھر پر نہیں کر سکتے تھے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ گلفام اپنے دوستوں یا کولیگس کو گھر لانا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کے لیے وہ باہر مل رہے تھے۔ اس وقت وہ دونوں ایک ریستوران میں اونچی اونچی کرسیوں پر براجمان تھے۔

سامنے آئی پیڈ رکھا ہوا تھا جس پر کوئی فائل کھلی ہوئی تھی۔

"اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ وہ جو کوئی بھی ہے، بہت چالاک ہے۔ لیکن یہ آدمی اس کے لیے کام کرتا ہے۔ اس کے قتل کئے گئے لوگوں کو خبر بنا کر میڈیا کو دیتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے اندر مزید خوف پھیل جائے۔"

شہرام اسے بتا رہا تھا اور وہ تھوڑی تلے انگلی رکھے خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

"دوسری بات جو مجھے پتا چلی ہے۔ وہ یہ ہے کہ.... وہ جو کوئی بھی ہے۔ وہ ہماری نوجوان نسل کو برباد کر رہا ہے۔" اب کے وہ چونکا تھا۔

"برباد کیسے کر رہا ہے۔ وہ تو قاتل ہے۔"

"وہ صرف قاتل نہیں ہے گلفام۔ وہ ایک ڈرگ ڈیلر ہے۔" گلفام کو دھکا سا لگا تھا۔

"وہ اتنی عقل مندی سے یہ منشیات بیچ رہا ہے کہ ابھی تک سراغ نہیں مل سکا۔ سمجھ نہیں آ رہا کہ آخر وہ یہ سب کر کیسے رہا ہے۔ ہر طرف پولیس کی ناکہ بندی کے باوجود اس کا یہ سارا سامان اپنی منزل تک پہنچ کیسے جاتا ہے۔" گلفام نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو؟"

شہرام کو اس کی خاموشی سے اکتاہٹ ہوئی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس یہ کہ ہمیں وکالت کرنے کے بجائے خفیہ ایجنسی میں کام کرنا چاہیے تھا۔"

"اب اس بات کا کیا مطلب؟"

"ہمارا کام کیس لڑنا ہوتا ہے لیکن ہم دونوں کیا کر رہے ہیں۔ بغیر کسی کی درخواست کے ہم مجرم ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور ایسے خفیہ طریقے سے ڈھونڈ رہے ہیں کہ میں خود حیران ہوں کہ میں وکیل کیسے ہو گیا۔" وہ واقعی حیرت زدہ لگتا تھا۔ شہرام نے بل کھا کر اسے دیکھا۔

"یار میں اتنی سیریس بات کر رہا ہوں اور تمہیں اپنے لیم جوکس کی پڑی ہوئی ہے۔" گلفام نے ہنستے ہوئے اس کی کمر پر چپت لگائی تھی۔

"اگر ہم تھوڑی سی عقل استعمال کر لیں تو ہم جان سکتے ہیں کہ منشیات کیسے بیچی جا رہی ہے۔"

اب وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"کیسے؟"

"پہلے تو یہ پتا چلایا جائے کہ وہ زندگی گزارنے کے لیے کیا کام کرتا ہے۔ کیا اس کا اپنا کوئی انسٹیٹوٹ ہے یا وہ کوئی نوکری کرتا ہے۔ اگر تو اس کا اپنا کوئی کاروبار ہے۔ تو یہ جاننا کہ وہ کس چیز کا کاروبار کر رہا ہے۔ کپڑے کا، کھیلوں کا سامان، ماربل یا کچھ بھی۔ وہ اسی کسی چیز میں منشیات بیچتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ان کے ساتھ ایک میز تھی جس کے ارد گرد چار کرسیاں لگی ہوئیں تھیں۔ان کرسیوں میں سے ایک پر ایک اٹھائیس سالہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔سیاہ ہڈی،پی کیپ اور ماسک لگائے وہ پر کشش لگتا تھا۔ان سب کے درمیان اس کے سیاہ پُر کشش آنکھیں بے حد حسین لگ رہی تھیں۔ کیونکہ وہ مسکرا رہی تھیں۔ان آنکھوں میں گلفام کے لیے داد تھی۔وہ عقل مند ثابت ہوا تھا۔لیکن افسوس کہ اسے یہ عقل مہنگی پڑنے والی تھی۔

"اور دوسری بات یہ کہ یہ منشیات کسی ٹرک پر کسی روڈ سے ہو کر نہیں جا رہیں۔یہ کسی سرنگ سے ہو کر جاتی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سیاہ آنکھوں میں سرد سی مسکراہٹ تھی۔خون کی پیاس نے ایک دفعہ پھر سر اٹھایا تھا۔

"اور یہ سرنگ اس کے آفس میں بنی ہے لیکن اس کا بیرونی رستہ کسی ایسی جگہ نکلتا ہے جہاں دور دور تک کوئی انسان نا ہو۔جہاں سے وہ آرام سے نکل سکتے ہوں۔"

نوجوان نے بس ایک نظر گلفام کو دیکھا تھا۔وہ نارنجی رنگ کی گول گلے والی شرٹ پہنے ہوئے تھے۔ساتھ میں نیلی جینز تھی۔بال بار بار ماتھے پر گر رہے تھے جنہیں وہ ہاتھوں سے

پیچھے کر رہا تھا۔ چہرے پر رک کر دیکھنے پر مجبور کر دینے والی مسکراہٹ تھی۔ ساتھ بیٹھا لڑکا اسے داد دے رہا تھا۔ وہ آگے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔

اور ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا جازم مرزا یہ طے کر چکا تھا کہ جس دن گلفام نے اسے مجرم دریافت کر لیا، وہ گلفام کا دنیا میں آخری دن ہو گا۔

اور جازم کے مارنے کے طریقے سے کون واقف نہیں تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°

وہ نک سک سی تیار آئینے کے سامنے اپنی فائنل لک دیکھ رہی تھی۔ نیوی بلیو رنگ کی لانگ قمیص جس کے بارڈر پر ہلکا سا کڑھائی کا کام ہوا تھا، کریم رنگ کا تنگ پاجامہ اور اس پر ہلکے گلابی رنگ کی لپ اسٹک سوٹ کر رہی تھی۔ دوپٹا قمیص کا ہم رنگ تھا لیکن اس کے بارڈر پر پاجامے کے رنگ کا کام ہوا تھا۔ بالوں کا اسٹائل بنائے ان کو دوسری جانب سے آگے کو پھینکا ہوا تھا۔ وہ کہیں جانے کے لئے تیار تھی۔ پیروں میں کریم رنگ کی بلاک ہیل پہنتے

ہوئے اس نے موبائل پر کسی کو میسج بھیجا تھا۔ موبائل بیگ میں رکھتی وہ اٹھی تھی جب دروازے سے حلیمہ بیگم اندر آئیں۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"کیا ہو گیا ہے امی۔ بتایا تو تھا آپ کو۔ دوستوں کے ساتھ لنچ ہے۔" وہ بڑے آرام سے اپنی ماں سے جھوٹ بول گئی تھی۔ لیکن اندر کہیں ضمیر نے ڈپٹا تھا۔ لیکن کیا صرف ضمیر کا ڈپٹنا کافی ہوتا ہے یا اس کی بات مان کر اس کام سے رک جانا ہوتا ہے؟

"تیار تو ایسے ہوئی ہو جیسے باپ کے ولیمے پر جا رہی ہو۔" وہ بالکل ماؤں کے انداز میں ہی بولی تھیں، میرال نے بیزاریت سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"جلدی آجانا۔ امی کی طرف بھی جانا ہے ہمیں۔ وہ ناراض ہیں مجھ سے۔" وہ ہدایت کرتی جانے لگیں۔

"امی مجھے نہیں جانا نانو گھر۔ میں بہت بور ہوتی ہوں وہاں پر۔" اس کی بات پر حلیمہ بیگم نے سخت چتونوں سے اسے گھورا۔

"اگر وہاں نہیں جانا تو پھر کہیں نہیں جانا۔ چینج کرو کپڑے اور آ کر کچن میں ہاتھ بٹاؤ میرے ساتھ۔" وہ غصے سے کہتیں کمرے سے باہر چلی گئیں تھیں۔ میرال نے کس ضبط سے خود کو روکا تھا ورنہ عین ممکن تھا کہ کوئی بھاری چیز زمین بوس ہو جاتی۔

خود پر ضبط کرتی وہ کمرے سے باہر آئی تو سامنے لاؤنج میں داری تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

"اف خدایا۔"

وہ چڑتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

"میں چار بجے واپس آجاؤں گی۔"

اس نے قدرے مسکرا کر اپنی ماں کو تسلی دی تھی۔ وہ کچھ نہیں بولیں۔ لیکن تاثر ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہوں، پہلے مانتے ہوئے موت آ رہی تھی۔ مائیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ مائیں معاف کر دیتی ہیں۔ اس نے مسکرا کر حلیمہ کو دیکھا اور پھر جانے کے لئے مڑ گئی۔

اور یہ کیسے ممکن تھا کہ ہال میں سکینہ بیگم بیٹھی ہوں اور کوئی آرام سے دروازہ پار کر جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کس سے ملنے جا رہی ہوں اتنا بن ٹھن کر۔"

وہ رکی۔ بہت کچھ سخت اس کی زبان پر آ کر رکا تھا۔ کچن میں کھڑی حلیمہ بیگم اپنے کام میں مصروف رہیں۔ وہ اس عورت کی فطرت سے واقف تھیں۔

"میں.... میں دادا جان سے ملنے جا رہی ہوں۔ مجھے ان سے کچھ پوچھنا ہے۔"

وہ تپانے والی مسکراہٹ لیے بولی تھی۔

"کیا۔" کسی تجسس نے انہیں یہ لفظ بولنے پر مجبور کیا تھا۔

"یہ کہ.... وہ آپ کو کب اپنے پاس بلا رہے ہیں۔" دادی جان کا تو غصہ آسمان کو چھونے لگا تھا جبکہ حلیمہ بیگم نے اسے گھورا تھا۔

"اپنی زبان کے یہ جوہر ذرا اپنے سسرالیوں کو دکھانا۔ دوسرے دن شوہر نکال باہر کرے گا۔"

"اگر دادا جان نے آپ کے ساتھ گزارا کر لیا تھا نا تو فکر نا کرے۔ میرا شوہر بھی کر لے گا۔"

وہ اسی طرح مسکراتے ہوئے کہہ کر باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ دادی جان لب بھینچے اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہیں۔

"یہ ساری تمہاری تربیت ہے۔ ایسی زبان دراز لڑکی ہے تمہاری۔"

اب ان کا رخ کچن کی جانب تھا۔

"جب آپ کو پتا ہے کہ میری تربیت اچھی نہیں ہے تو آپ کیوں اسے روک کر چپکے لیتی ہیں۔" وہ کام میں مصروف سی بولیں۔

"جیسی ماں ویسی بیٹی۔"

"غلط بول رہی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جیسی دادی، ویسی پوتی۔"

وہ کہاں معاف کرنے والی تھیں۔ آخر کار شادی کو اتنے سال ہو گئے تھے، وہ بھی ان کی زبان سیکھ گئی تھیں۔ شوہر کے سامنے ہی بس معصوم بن سکتی تھیں وہ۔

Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

وہ دونوں ایک ریستوران میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آیت نے گلابی اور سرمئی کنٹراس کا کرتا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ گلابی شفون کا دوپٹا سر پر اٹکا رکھا تھا۔ بالوں کو پیچھے کلپ میں قید کیا ہوا تھا۔ چہرہ میک اپ سے عاری تھا لیکن ہونٹوں پر ہلکی سی پنک لپ اسٹک اور آنکھوں پر مسکارا لگا رکھا تھا۔ نیلی آنکھیں الجھی ہوئیں تھیں۔

اس کے برعکس برہان نے اس کی آنکھوں کے رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اور ساتھ میں نیلے رنگ کی جینز تھی۔

"کیا بات ہے آیت؟ اتنی الجھی ہوئی کیوں لگ رہی ہو؟" وہ کب سے اسے نوٹ کر رہا تھا۔ لیکن انتظار میں تھا کہ شاید وہ خود کچھ بتا دے۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں بس یونہی باہر آنا چاہ رہی تھی۔" اس نے قدرے مسکرا کر داخلی دروازے کی جانب دیکھا۔ وہ شاید کسی کا انتظار کر رہی تھی۔

"لیکن تمہیں تو باہر آنا جانا بالکل بھی پسند نہیں ہے۔ تو آج دل نے یہ چاہ کیسے کر لی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ تجسس سے بولا تھا۔ تبھی ان کا آرڈر آ گیا۔ ویٹر ان کے سامنے پاستہ رکھ رہا تھا۔ برہان کو پاستہ پسند نہیں تھا لیکن وہ اسے محض آیت کی وجہ سے ہی کھاتا تھا۔ اس کے لیے تو کچھ بھی کیا جا سکتا تھا۔

"تم ناول پڑھتے ہو نا برہان۔"

"بہت....۔" پاستے کی مہک نے شاید آیت کا موڈ فریش کر دیا تھا۔

"تم سے ایک بات پوچھوں۔"

"پوچھو۔"

"تم اکثر مجھے ناولوں کی کہانیاں سناتے ہو۔ تو اس میں جو اہم کردار ہوتے ہیں۔ ہر ٹریجڈی ان کے ساتھ کیوں ہوتی ہے؟"

برہان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو۔ جیسے تم نے مجھے پیر کامل کی کہانی سنائی تھی۔ اس میں سالار اور امامہ اہم کردار تھے۔ سالار بھٹکا ہوا تھا اور امامہ غیر مسلم تھی۔ پھر امامہ نے اسلام قبول کر لیا اور سالار سیدھے راستے پر آ گیا۔ جبکہ جلال انصر غلط راستوں کا مسافر بنا رہا۔ مصنفہ نے جلال کو کیوں سیدھا راستہ نہیں دیا۔ ظاہر سی بات ہے وہ ہیرو نہیں تھا۔

پھر تم نے نمل کی داستان سنائی۔ اس میں بھی ہیرو اور ہیروئن اور ان کے رشتے دار اچھے تھے۔ ہاشم کی فیملی بھی تو اچھی ہو سکتی تھی نا۔ ہاشم سدھر سکتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ حنین کو نا اپناتا لیکن اس کی محبت کا ناجائز فائدہ نا اٹھاتا۔ لیکن وہ برا کردار تھا۔ فارس لڑکیوں کی عزت کرتا تھا کیونکہ وہ ہیرو تھا۔ وہ اپنی پسندیدہ عورت کو تکلیف نہیں دے سکا کیونکہ وہ ہیرو تھا۔ لیکن ہاشم نے اپنی پسندیدہ عورت کو اپنے ہاتھوں سے مار دیا۔ کیونکہ وہ ولن تھا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

برہان خاموشی سے، دلچسپی سے اور حیرت سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ آیت نے کبھی اس کی باتوں کو غور سے سنا ہی نہیں لیکن وہ تو دھیان سے سنتی رہی ہے۔ شاید وہ ایک اچھی سننے والی تھی۔ گڈ لسنر یو نو۔

"جنت کے پتے میں ولید نے حیا کی عزت خراب کرنی چاہی جسے وقت رہتے جہان نے بچا لیا۔ کیونکہ وہ ہیرو تھا۔ حیا کڈنیپ ہوئی تو جہان اسے بچانے وہاں پہنچ گیا۔ کیونکہ وہ ہیرو تھا اور وہ اس کی ہیروئن۔ اگر جہان برا کردار ہوتا یا ریڈ فلیگ تو وہ حیا کے ترکی میں تنہا ہونے کا فائدہ اٹھاتا۔ اس کی فیملی کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا بدلہ لیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس کا دل بڑا تھا کیونکہ وہ ہیرو تھا۔

اور بھی بہت سارے ناول ہیں لیکن تم میرے اس سوال کا جواب دو کہ ہر ٹریجڈی اہم کرداروں کے ساتھ ہی کیوں؟"

وہ اپنی بات کہہ کر اب خاموشی سے برہان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے جواب کی منتظر۔ جبھی وہ کھنکھارا۔

"یہ ٹریجڈی ہیرو اور ہیروئن کے ساتھ نہیں ہوتی آیت۔ بلکہ جس کے ساتھ ٹریجڈی ہو اور وہ خود کو بدل لے۔ وہ ہیرو ہوتا ہے۔"

آیت نے نا سمجھی سے ابرو اچکائے۔

"دیکھو۔ جس دن سالار کو مار گلہ ہلز میں قید کر لیا گیا تھا۔ بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس دن اللہ سے مدد مانگنے اور اس سے وعدے کرنے کے بعد اگر وہ بچ جانے پر مکر جاتا۔ وہ اپنے گناہوں کے راستے پر واپس چل پڑتا تو وہ ہیرو نا ہوتا۔ وہ منافق ہوتا۔ وعدوں سے منافق پھرتے ہیں۔ اگر جلال انصر اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہو کر امامہ سے معافی مانگ لیتا اور دنیا کی پرواہ کیے بغیر اسے اپنا لیتا تو وہ ہیرو ہوتا۔" آیت مسحور سی اسے سنے گئی۔

"اگر جہان حیا کو ترکی میں اکیلا چھوڑ دیتا۔ یا جب حیا اغوا ہوئی تھی تو جہان اسے نا بچاتا۔ حیا تو اسی دن مر جاتی لیکن جہان لوگوں کے لیے ایک برا انسان ثابت ہوتا۔ لیکن اس نے ہر قدم پر اپنے بیوی کو پروٹیکٹ کیا۔ اور وہ ہیرو بن گیا۔

رہی بات نمل کی تو اس میں ہر کردار گرے شیڈ تھا۔ کوئی بھی اتنا پرفیکٹ نہیں تھا لیکن کچھ لوگ اپنے ضمیر کی روک تھام پر رک گئے لیکن ہاشم نہیں رکا۔ اس نے برائی کی ہر حد پار کی۔ اس نے حنین کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہا۔ آبدار نے اس کے دشمن کا ساتھ دیا تو وہ اپنے اندر کے شیطان پر قابو نہیں رکھ سکا۔ اس نے آبدار کو مار دیا۔ وہ ایک ناجائز اولاد تھی اس بات نے اسے ہرٹ کیا تھا۔ کیونکہ وہ بھی انسان تھا لیکن اس نے اس کا بدلہ بھی دوسروں سے لیا۔ اور پھر آخر میں اس کا یہ انجام ہو گیا۔ فارس نے نازمر کو ہرٹ کیا اور نا ہی اپنی پہلی بیوی کو قتل کیا۔ تو وہ ایک اچھا انسان بنا رہا۔

اس نے اپنی عورتوں کی حفاظت کی۔ عزت کی۔ وہ ہیرو بن گیا۔ سعدی نے سیلف ڈیفنس میں قتل کیا تو گلٹ نے اسے آلیا۔ لیکن ہاشم نے ہزار قتل کیے اور پھر انہیں جسٹیفائی بھی کیا۔ وہ جھکا نہیں اس لیے وہ ہیرو نہیں بن سکا۔

اسی طرح زیاد سلطان تھا۔ اگر وہ خاموشی سے موو آن کر جاتا۔ مالا اور ماہر کو ان کی زندگی جینے دیتا تو لوگ اسے پسند کرتے لیکن اس نے مالا کو مار کر ساری لعنتوں کا رخ اپنی جانب کھینچ لیا۔

نیلم کے مرکت میں لوگ ایک دہشت گرد کو پسند کرتے ہیں لیکن حقیقت میں دہشت گرد دیکھ کر بھی خوف آتا ہے کہ ان کی شکلیں ایسی بگڑی ہوتی ہیں۔" وہ بول رہا تھا جب داخلی دروازے سے دو سیاہ آنکھوں والا مرد سیاہ کرتا پاجامہ میں اندر آتا دکھائی دیا۔ وہ کرتا پاجامہ میں بھی وجیہہ لگ رہا تھا۔ کئی لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔ اس کے پرفیوم کی مہک پر آیت نے بھی سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔

"یہ الگ بات ہے کہ رائٹرز نے اپنے ان کریکٹرز کو اتنی خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے ان کے گرویدہ ہو گئے لیکن جو ان کے ساتھ رہے۔ یا جنہیں ان کے ہونے کی وجہ سے غم اٹھانے پڑے۔ وہ ان کے لیے کبھی خوبصورت نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے منہاج کو تو پسند کیا لیکن جنہوں نے اپنے پیاروں کو کھو دیا۔ انہیں ان کا غم نظر نا آیا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ برہان کو نہیں سن رہی تھی،وہ اب جازم مرزا کو دیکھ رہی تھی۔ جو اپنے دل کی دھڑکن تیز ہونے پر بے چین ہوا تھا۔

"عشق بے انتہا میں دیکھ لو۔ دو غیر مسلم ایک مسلمان لڑکی سے محبت کرتے تھے۔ لیکن ہیرو کون ہوا، جس نے اس کے لیے اسلام قبول کیا تھا نا کہ وہ جو ایک معصوم انسان سے شیطان بن گیا۔" بات مکمل کر کے اس نے آیت کو دیکھا۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی،وہ سن بھی نہیں رہی تھی۔ برہان نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو.....جازم مرزا کو اپنی میز کی جانب آتے دیکھا۔ برہان نے آیت کا ہاتھ پکڑا۔

"ہم گھر جا رہے ہیں۔ اٹھو۔" آیت نے پہلے حیرت سے اسے دیکھا لیکن پھر اس کے ساتھ اٹھ گئی۔ وہ اس کے گھر کا مرد تھا۔ وہ اسے انکار نہیں کر سکتی تھی۔ برہان سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر وہ اٹھ گئی۔ لیکن تب تک وہ ان کی میز کے قریب آ چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امید کرتا ہوں میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرب نہیں کیا ہو گا۔" چہرے پر تازہ مسکراہٹ تھی۔ برہان نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا جبکہ آیت کسی سحر میں جھکڑی جا رہی تھی۔ اس کا دل جیسے بے اختیار ہوا تھا۔

"معاف کیجئے۔ ہم اجنبی لوگوں سے بات نہیں کرتے۔" برہان اجنبیت سے کہتا آیت کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"چلو آیت۔" وہ اسے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا لیکن..... وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ آیت کا دل یہیں چھوڑ کر جا رہا تھا۔ وہ گردن موڑ کر اس اجنبی کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔ لیکن اگر تم قریب سے دیکھو تو اس مسکراہٹ میں رحم نہیں تھا۔ اک آگ سی اس کے دل میں اٹھی تھی۔ اس کی پوری رات بے چین گزری تھی اور اب جب ملاقات کا وقت آیا تھا تو کوئی تیسرا درمیان میں آ گیا تھا۔

ریستوران میں بہت دھیمی آواز میں کوئی میوزک چل رہا تھا۔

اے عشق او لڑاڈا کو ماہی

دو نین ملا کے لٹ لیندا

اے عشق نا تیرا میرا ماہی

اے بلدی اگ وچ سٹ دیندا

اے بلدی اگ وچ سٹ دیندا

دل میں ہے کیا آنکھوں میں ہے کیا

تم ہو وہی یا وہم ہے کوئی میرا اے دل بتا

اس آگ میں کیوں جلاتے ہو تم

دشمن میرا لگتا ہو جیسے کوئی طبیب سا

مائل ہونے لگا ہے یہ من

کھونے لگا ہے یہ دل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ریتوں رواجوں کو توڑ گیا

آ کے کبھی یار مل

میرا ہی یہ دل اب نا میرا رہا

وہ دونوں دروازہ پار کر گئے تھے لیکن جازم مرزا وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔

"میں کبھی اس چیز کے پیچھے نہیں بھاگتا جو میرے نصیب میں لکھی جا چکی ہو۔ آیت وجدان میرا نصیب ہے بچے۔ تم اسے مجھ سے دور تو لے کر جا سکتے ہو لیکن مجھ سے چھین نہیں سکتے۔"

وہ اب مطمئن سا مسکرایا تھا۔

پیچھے میوزک ہنوز جاری تھا۔

اک دل جو درد کا مارا ہے

جو پاس تھا وہ سب ہارا ہے

اس بات کو کوئی جانے نا

اک دشمن جان سے پیارا ہے

oooooooooooo

وہ دونوں اس وقت اقبال پارک کے وسیع لان میں موجود تھے۔ وہ دونوں ایک ہی بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں وقفہ تھا۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا جبکہ اس کی نظریں زمین پر تھیں۔ یاسر نے سیاہ بٹنوں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ بال چھوٹی عمر کے لڑکوں کی طرح ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔

"میں نوٹ کر رہا ہوں تم کسی الجھن کا شکار ہو۔" یاسر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ تبھی اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"میں الجھی نہیں ہوں۔ میں خفا ہوں تم سے۔"

Clubb of Quality Content

خفگی سے کہتی وہ واپس زمین کو دیکھنے لگی۔یاسر کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔اس طرح بولتے ہوئے وہ اسے بہت کیوٹ لگی تھی۔

"اب بندا اے نا چیز کی خطا بھی بتا دیں۔جس پر میڈم ناراض ہیں۔"وہ جب پیار سے بولتا تھا تو کتنا پیارا لگتا تھا۔

"تم نے عید والے دن سوائے عید مبارک کے کوئی میسج نہیں کیا۔اور عین عید والے دن گجرات چلے گئے۔میں انتظار.... کرتی رہ گئی۔"وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ایک لمحے کو میرال بھی نروس ہوئی تھی لیکن پھر سنبھل گئی۔

"اب تم غلط بیانی کر رہی ہو۔تم عید والے دن سارا دن اپنی پھوپھو کے گھر رہی ہو۔اگر میں سیالکوٹ ہوتا بھی تو ہماری ملاقات نا ہوتی۔"یاسر کے اس طرح کہنے پر وہ شرمندہ سی ہوئی تھی لیکن پھر چونکی۔

"تمہیں کس نے بتایا کہ میں پھوپھو گھر تھی۔"وہ جواب میں چند لمحے چپ رہا۔لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"مجھے ہر چیز کا الہام ہو جاتا ہے۔"

وہ اسی طرح بولا تھا۔ البتہ میرال اس کی بات پر ہنسی تھی۔

"تم بہت فلمی باتیں کرتے ہو۔"

"ہماری محبت بھی تو فلمی ہے۔" وہ رکی۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسی محبت نہیں دیکھی کہ دو لوگ آنلائن بات کریں۔ پھر انہیں محبت ہو جائے۔ پھر وہ اک دوسرے سے ملیں بھی۔" میرال نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے۔" وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

"تم کس دنیا میں رہتے ہو یا سر۔"

"اسی دنیا میں۔ میں کونسا مر کری سے آیا ہوں۔"

"اگر اس دنیا میں رہتے ہو تو تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ ہمارے معاشرے میں یہ بات بہت عام ہو گئی ہے۔ لڑکے اور لڑکی آنلائن بات کرتے ہیں۔ انہیں محبت بھی ہوتی ہے۔ وہ ملتے بھی ہیں۔ ان کی شادی بھی ہوتی ہے۔ وہ اچھی زندگی گزارتے ہیں۔"

"غلط کہہ رہی ہو تم۔ آنلائن محبت محبت نہیں ہوتی۔ وہ کہاوت سنی ہے نا تم نے۔ دور کے ڈھول سہانے۔ بس یہی بات ہے۔ سو میں سے پچانوے فیصد تو دھوکے باز اور بے وفا ہوتے ہیں۔ شادی تک تو مشکل سے بات پہنچتی ہو گی۔" وہ بول کر چپ ہوا تھا لیکن میرال پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھے گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یاسر...۔"

"ہمممم۔"

"تم... تم مجھے دھوکہ تو نہیں دو گے نا۔ تم میرے ساتھ بے وفائی تو نہیں کرو گے نا۔" اس کی بات پر یاسر نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ پاگل واگل ہو گئی ہو کیا۔

"تمہیں میں شکل سے کوئی دھوکہ دینے والا لگتا ہوں۔ میں ایک شریف انسان ہوں اور شریف خاندان سے میرا تعلق ہے۔"

"یعنی تم.... تم کہنا چاہتے ہو کہ تمہارا چور خاندان سے تعلق ہے۔" ایک لمحے کو تو یاسر کا سانس اٹکا تھا اور اگلے پل اسے جیسے بات سمجھ آ گئی تھی۔ تبھی وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"تمہیں سب کچھ معاف ہے میرال لیکن میں تمہیں ایک بات بتا دوں۔ میں ن لیگ کا سپورٹر ہوں۔ میرے سامنے کوئی ان کے خلاف بولے تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔" میرال تو جیسے صدمے میں چلی گئی تھی۔ یہ انکشاف نیا تھا۔

"تم کیسے سپورٹ کرتی ہو؟" اس نے اس کے صدمے کو کم کرنا چاہا۔

"میں.... میں کسی کو سپورٹ نہیں کرتی۔ میں سیاست بھری زندگی سے اکتائی ہوئی ہوں۔ میرے اپنے گھر میں بہت سیاسی لوگ رہتے ہیں۔ اس وجہ سے نا مجھے سیاست پسند ہے اور نا سیاسی لوگ۔"

وہ زخمی سے لہجے میں بولتی چپ ہو گئی۔ یاسر نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔ جس کے گھر میں سیاسی لوگ ہوں۔ وہ سیاست کا اصل چہرہ جانتے ہیں۔ اس لیے انہیں سیاستدان اچھے نہیں لگتے۔"

اس نے اس کی تائید کی تو میرال نے محض سر ہلا دیا۔ لیکن یاسر کو اس کے چہرے پر بہت کچھ ملا تھا جس کی وجہ سے وہ پریشان تھی۔

ooooooooo

شہر اقبال میں شام اتر رہی تھی۔ شاہ خاندان کے افراد لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ادیب صاحب کا پورا خاندان بھی آیا ہوا تھا سوائے دادی کے۔ میرال اپنے موبائل میں مصروف تھی باقی سب باتیں کر رہے تھے۔

"ویسے مجھے تم سے بڑا گلہ ہے ادیب۔ جس دن میرے گلفام کو دیکھنے لوگ آ رہے تھے، تم لوگوں کو خصوصی طور پر بلایا تھا میں نے۔" دادی جان کی شکایتیں ختم نہیں ہوتی تھیں۔ ادیب صاحب وجیہہ سے مسکرائے تھے جبکہ میرال کی موبائل میں دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔ بظاہر وہ موبائل میں مگن رہی۔

"وہ وقت گزر گیا ہے خالہ جان۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ لڑکی والوں کو ہمارا لڑکا پسند آ گیا نا؟"

"یہی بتانے کے لیے تم لوگوں کو بلایا ہے۔ آج صبح ہی فون آیا تھا۔ انہیں گلفام پسند آ گیا ہے۔" میرال مصروف ہی رہی لیکن غور کرنے پر پتا چلتا تھا کہ اس کی رگیں ضبط سے تن گئیں تھیں۔ اس نے لب بھینچ لیے۔ جبکہ آیت اور برہان نے گلفام کو چھیڑنے والے انداز میں دیکھا۔

"ان کا کہنا ہے کہ وہ منگنی جیسی کوئی رسم نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیے ہم جب کہیں گے وہ شادی کے لیے رضامندی دے دیں گے۔" دادی جان بتا رہی تھیں۔

"تو پھر کیا سوچا ہے آپ نے؟" حلیمہ بیگم نے پوچھا تھا۔

"ہم سوچ رہے ہیں کہ مہینے کے آخر میں کر دیتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟" جواب وجدان شاہ نے دیا تھا۔

"ہمم۔ آج اپریل کی پہلی ہے۔ ایک مہینہ کافی ہے۔ آپ دیکھ لیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا؟" نیلم بیگم نے حلیمہ بیگم کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ انہیں بیٹی کے طور پر عزت دے رہیں تھیں۔ اسی بات نے حلیمہ بیگم کے بہت سارے زخموں پر مرہم رکھ دیا تھا۔ ان کی ناراضگی فی الحال ختم ہو گئی تھی۔

"مجھے کیا اعتراض ہو گا بھابھی بیگم۔ آپ کا بیٹا ہے۔ آپ جب چاہیں کر سکتی ہیں۔" وہ طمانیت سے مسکراتے ہوئے بولیں۔ وہاں پر اب مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے تھے۔ گلفام بس خاموش ہی رہا تھا۔ میرال نے نظریں اٹھا کر گلفام کو دیکھا۔ بہت کچھ اس کے حلق میں اٹکا تھا۔ وہ غلط کر رہی تھی۔ صرف یاسر کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ بھی۔ کوئی اسے بتاؤ کہ اگر دل ٹوٹ رہا ہو تو کسی کو بتا دو۔ اگر دل نامان رہا ہو تو بول دو۔ اگر آنکھوں کے سامنے محبت کسی اور کو پیش کی جا رہی ہو تو چیلنج کر بتا دو۔

کسی سے بدلہ لینے کے لیے کسی دوسرے کو اذیت سے نے گزارو۔

کوئی میرال کو روک دو کیونکہ وہ خود نہیں رکے گی۔ وہ ہر بات خاموشی سے سہہ لے گی۔ لیکن کہے گی کچھ نہیں۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ چپ رہے گی۔

oooooooooooooooo

وہ لوگ رات گئے تک رکے رہے تھے۔ بڑے بوڑھے سارے باہر لان میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ چاروں گلفام کے کمرے میں تھے۔ وہ سارے بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے زارا کی وڈیو کال چل رہی تھی۔ وہ ناپسندیدگی سے زارا کو تک رہی تھی۔

"کتنے میسنے ہو تم گلفام۔ بات بھی پکی کروالی لیکن مُجھے بتایا ہی نہیں۔" اس کی بات پر گلفام قدرے مسکرایا تھا۔ دلوں کے حال کون جانے۔

دوسری جانب وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔ عبید شاید باہر تھا۔ اس کی ساس اپنی بیٹی کے گھر گئی ہوئی تھی۔ وہ قدرے پرسکون تھی۔ شاید کسی طوفان سے پہلے کا سکون۔

"تو آپ سے کہا تھا میں نے کہ لگالیں چکر ہمارے گھر کا۔ آپ آئیں کیوں نہیں؟" وہ بہت سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ وہ شاید زارا کے سامنے ہمیشہ ایسے ہی رہتا تھا۔ وہ اس کا احترام کرتا تھا۔

"بتایا تو تھا کہ میری طبیعت آج کل کچھ ٹھیک نہیں رہتی۔ شاید میں تمہاری شادی میں بھی نا آ سکوں۔" وہ معذرت خواہ لہجے میں بول رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں۔" وہ بغیر کسی تاثر کے بولا تھا۔

"لیکن زارا آپی۔ آپ کے بغیر تو بالکل بھی مزا نہیں آئے گا شادی کا۔ میں آپ سے ملنے کے لیے اتنی پر جوش ہوں۔" آیت نروٹھے پن سے بولی تھی۔ زارا مسکرا دی۔

"تو تم آجاؤ نا مجھے ملنے۔ تم بھی تو نہیں آتی نا۔"

"مجھے آپ کی ساس سے بہت ڈر لگتا ہے۔ یاد ہے ایک دفعہ میں اور برہان آئے تھے۔ سیدھے منہ بات بھی نہیں تھی کی انہوں نے۔"

وہ اپنی دھن میں بولے جا رہی تھی۔ اس بات سے بے خبر کے زارا کے حلق میں ایک گولہ سے اٹکا تھا جس پر اس نے ضبط کیا ہوا تھا۔

"بری بات ہے آیت۔ ایسے نہیں بولتے گڑیا۔" گلفام نے بہت آرام سے اسے حد میں رہنے کا کہا تھا۔ وہ چپ کر گئی۔ میرال کب سے گلفام کو دیکھ رہی تھی۔ گلفام کی آنکھوں کا خالی پن وہ محسوس کر سکتی تھی۔ غیر محسوس انداز میں وہ وہاں سے اٹھ گئی۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟"

وہ دروازے پر پہنچی تو گلفام نے پیچھے سے پکارا۔ وہ رک گئی۔ لمحے بھر کو دل بھی رکا تھا۔

"میں باہر جا رہی ہوں۔ کمرے میں گھٹن ہو رہی ہے۔" وہ کہہ کر چلی گئی تھی۔ برہان اور آیت جانتے تھے کہ وہ آیت کی وجہ سے جا رہی ہے۔ گلفام کے اپنے مسلے تھے۔ لیکن حقیقت کون جانے۔

وہ خاموشی سے باہر آ گئی تھی۔ چند گہرے سانس لیے۔ پھر کچن کی جانب بڑھ آئی۔ چائے کی طلب ہوئی تو اس نے ایک کپ چائے کا پانی رکھ دیا۔ وہ ننھیال میں ہمیشہ ایسے ہی رہتے تھے جیسے ان کا اپنا گھر ہو۔ وہ کافی عرصے سے ننھیال اتنا آتی جاتی نہیں رہی تھی لیکن ننھیال میں بغیر کسی جھجھک کے کام کرنے کی عادت اب بھی موجود تھی۔ لیکن وہ پہلے جب بھی

چائے بناتی تھی تو ایک کپ گلفام کے لیے ضرور بناتی تھی۔ اسے گلفام کے کام کرنا اچھا لگتا تھا۔ لیکن ایک عرصے سے ناوہ یہاں آئی اور نا اس نے اس گھر کو اپنا سمجھ کر کام کیے۔ ابھی اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔ وہ بغیر سوچے سمجھے پانی میں چینی اور چائے کی پتی ڈالنے لگی۔ کچھ دیر تک چائے کے پکنے کا انتظار کرتی رہی۔ چائے بن گئی تو ایک جانب رکھی ٹوکری سے ایک کپ اٹھایا اور اس میں انڈیلنے لگی۔ وہ گرم چائے پیتی تھی۔ پہلا گھونٹ لینے کے لیے وہ کپ کو منہ کے قریب لے گئی۔

"میری چائے کہاں ہے؟"

تبھی اسے اپنے پیچھے گلفام کی دلکش سے آواز سنائی دی۔ وہ وہیں ساکت ہو گئی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں گلابی پن اترنے لگا تھا۔

"تم شاید بھول گئی ہو کہ تم ایک کپ ایکسٹرا بناتی تھیں۔ کیا آج نہیں بنایا؟" وہ کچن میں اس کے قریب چلا آیا۔ وہ اسی طرح کھڑی رہی۔ یہاں تک کہ گلفام اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو گلفام کو ساکت کر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم رو رہی تھیں؟"وہ حیرت سے کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"وہ کچھ نہیں بولی تو گلفام نے دوبارہ پوچھا۔وہ دونوں کافی عرصے بعد یوں مخاطب ہوئے تھے۔کافی عرصہ پہلے ان دونوں کے درمیان گفتگو محدود ہو گئی تھی۔شاید میرال کی اپنی وجہ سے۔

"کچھ نہیں۔وہ آنکھ میں شاید کچھ چلا گیا تھا۔"مسکرا کر کہتے اس نے چائے کا کپ اس کی جانب بڑھا دیا۔وہ چند لمحے خاموشی سے اسے کھوجتی نظروں سے دیکھتا رہا۔پھر اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیا اور اس کا بازو پکڑے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔وہ بس خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی رہی۔اس کے ساتھ تو وہ جہنم میں بھی جانے کو تیار تھی۔بس وہ اسے اپنے ساتھ لے جانے پر تیار تو ہو۔

وہ سیڑھیاں عبور کرتا خاموشی سے اسے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔کچھ دیر تک وہ دونوں چھت پر آمنے سامنے کھڑے تھے۔اس وقت میرال کے ذہن سے سب کچھ نکل چکا تھا۔

کون یاسر۔کیا گجرات۔کونسی ملاقات۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگر اس وقت کچھ تھا تو وہ سامنے کھڑا انسان تھا۔ اگر وہ تھا تو کسی اور کی ضرورت نہیں تھی۔ میرال کو گلفام کافی تھا۔ کتنے لمحے خاموشی سے گزرے۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

وہ کتنے پیار سے پوچھ رہا تھا۔ میرال کا دل چاہا کہ وہ اپنے دل کی تمام باتیں کہہ سنائے۔ اسے کہہ دے کہ وہ اس شادی سے منع کر دے۔ وہ اس سے محبت کرتی ہے اور اس سے زیادہ کوئی بھی اسے چاہ نہیں سکتا۔

لیکن میرال تو اس کی محبت دل سے نکال چکی ہے۔ وہ ایسا کیوں کرے گی۔ وہ چہرہ موڑ گئی تھی۔ آنکھوں کے سامنے دھند سی چھانے لگی تھی۔

"تم بہت اچھی ہو میرال۔ لیکن تم میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔" گلفام کے جملے نے ہر چیز کو ساکت کر دیا تھا۔ اس کی نظریں ٹیرس کی دیوار پر جمی رہ گئیں۔ وہ چہرہ موڑ کر گلفام کو دیکھ بھی نہیں سکی۔

"تمہاری ساری زندگی پڑی ہوئی ہے۔ تم ابھی اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرال کا دل کیا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے لیکن اس کا ہاتھ ابھی تک گلفام کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے چھڑوا نہیں سکی۔

"تم ایک ایسے لڑکے کی مستحق ہو جو تم سے دل و جان سے محبت کرے۔" میرال اپنے تاثرات سخت کر چکی تھی۔ اب اس نے چہرہ موڑ کر گلفام کو دیکھا۔ اور پھر اپنا ہاتھ کھینچ کر اس کے ہاتھ سے نکالا۔ وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو بہت خوش فہمی ہے اپنے بارے میں۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں محبت کرتی ہوں آپ سے۔ آخر آپ کو یہ خوش فہمی لاحق کب ہوئی گلفام بھائی۔" اس نے بھائی پر زور دیا تھا۔ اور اس ایک لفظ پر اس کا اپنا دل ہزار بار ٹوٹا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں جھوٹ نہیں بول رہی تھیں۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں کہ وہ اس انسان کو دیکھے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ وہ اس انسان کو کسی اور کے ساتھ دیکھے گی تو مر جائے گی۔ اور تم کیا جانو مرنا کیا ہوتا ہے۔

"آئندہ یوں میرا ہاتھ پکڑنے سے پہلے سوچ ضرور لیجیے گا۔ میری ایک پکار آپ کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہنے دے گی۔"

وہ بے رحمی سے کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔ گلفام وہیں کھڑا رہ گیا۔اس کی آنکھوں میں عجیب سی حیرت تھی۔وہ چھوٹی سی میرال سے اس سب کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

دوسری جانب وہ سیڑھیوں پر آ کر رکی تھی۔چند گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔ لیکن وہ جو اوپر کہہ آئی تھی،اس بات نے اسے عجیب شرمندگی میں مبتلا کر دیا تھا۔

لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھی۔جو ہونا تھا ہو گیا۔اب وہ بس گھر جانا چاہتی تھی لیکن گھر جانا بھی مشکل تھا۔اکیلے کیسے جا سکتی تھی۔خاموشی سے وہ بڑوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئی۔رنگ تو سارے اڑے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا بات ہے میرال بیٹا۔تم بچوں کے ساتھ کیوں نہیں ہو؟"

داداجان شاید نوٹ کر چکے تھے تبھی شفقت سے پوچھا تھا۔وہ ایک دم سے سٹپٹائی۔پھر مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"میں بہت دیر بعد آئی ہوں تو اس لیے سوچا کہ کچھ دیر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں۔"وہ بمشکل خود پر قابو کیے ہوئے تھی۔

"تو آتی کیوں نہیں۔ لوگ تو نانی کے گھر بھاگ بھاگ کر جاتے ہیں۔ ایک تمہارا دل نہیں کرتا آنے کا۔"

دادی جان نے لاڈ سے اسے ڈپٹا۔ جواباً وہ بس مسکرائی تھی۔ بولی کچھ نہیں۔

بڑے پھر سے اپنی باتوں میں مگن ہو گئے تھے اور وہ خاموش سامع بن گئی۔ اس نے غیر محسوس انداز میں نظریں اٹھا کر ٹیرس کی جانب دیکھا تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت رہ گئیں۔ وہ چھت کی دیوار کے پاس کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اب ان نظروں میں کچھ دیر پہلے والی نرمی ہرگز نہیں تھی۔ شاید میرال کی بات نے اسے تکلیف پہنچائی تھی۔ میرال کے اوپر دیکھتے ہی وہ وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اس کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں دبایا ہو لیکن وہ خود پر ضبط کیے بیٹھی رہی۔

oooooooooooooo

یہ عید کے تیسرے دن کی ایک شام تھی جب وہ اپنے کمرے میں یونیورسٹی جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ سیاہ کرتا پاجامہ میں دوپٹے سے بے نیاز وہ اپنے کام میں مگن تھی۔ بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ اس طرح کے سارے بال اس میں قید تھے۔ تبھی اس کے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔ اکتا کر اس نے موبائل کان سے لگالیا۔

"ایک تو تمہیں سکون نہیں ہے برہان۔ دو دفعہ میں نے تمہاری کال کاٹی ہے کیونکہ میں مصروف ہوں۔ لیکن وہ برہان ہی کیا جسے میری کوئی بات سمجھ آجائے۔" وہ سخت بیزار تھی۔ اور اوپر سے صبح یونیورسٹی جانا سب سے بورنگ کام تھا زندگی کا۔ پھر جب کوئی بار بار کال کر رہا ہو۔ آپ کے نا اٹھانے کے باوجود بھی کوئی ڈھیٹ بن جائے تو اسی طرح تپ چڑتی ہے جس طرح آیت کو چڑھی ہوئی تھی۔

"آپ ہمیشہ غصے میں ہی رہتی ہیں؟"

فون کے دوسری جانب سے ایک دلکش مگر شناسا آواز ابھری تھی۔ آیت کے تیزی سے چلتے ہاتھ لمحے بھر کو ساکت ہوئے۔ اس نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو سامنے صرف ایک

غیر شناسا نمبر تھا۔ لیکن شناسا آواز نے بتا دیا تھا کہ وہ نمبر کس کا تھا۔ آیت کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا۔ اس نے فون واپس کان کے ساتھ لگایا۔

"آپ کون؟"

وہ انجان بن گئی تھی۔

"حیرت ہے۔ آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔" وہ مسکرایا تھا۔ شیروں جیسی آواز میں اس وقت بہت نرمی تھی۔

"پہچانوں تب نا جب میں آپ کو جانتی ہوں۔ میں آپ کو نہیں جانتی۔"

"کیا آپ واقعی ہی مجھے نہیں جانتی؟" وہ لمحے بھر کو رکی۔ پھر چہرے کو مصنوعی بیزاریت میں ڈال دیا۔

"کیوں۔ تم بل گیٹس کی اولاد ہو۔ یا رونیلڈو تمہارا باپ ہے۔ ہو کون تم۔"

جازم کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"اور تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا؟"

"اجنبی لوگ تو کہیں سے بھی کسی کا بھی نمبر لے لیتے ہیں۔ آپ کا لینا مشکل تھا کیا؟"اس کا دل دھڑکنا بھول رہا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔"وہ غصے سے کہتی فون رکھنے لگی جب....

"پلیز فون مت کاٹنا۔"جازم کی منت پر وہ رک گئی۔ کیا وہ اسے "نا" کہہ سکتی تھی۔

"میں جازم مرزا بات کر رہا ہوں۔ کیا آپ سے بات کرنے کی اجازت ہے مجھے؟"

وہ کتنا پیارا بولتا تھا۔ آیت بے اختیار لب کاٹنے لگی۔ وہ منتظر تھا۔

"بولیں۔ میں سن رہی ہوں۔"

بظاہر اس نے یوں کہا جیسے احسان کر رہی ہو لیکن وہ بے چین تھی کہ آخر وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟"اب ذرا صحیح معنوں میں آیت کو غصہ آیا تھا۔

"دیکھیں مسٹر۔ مجھے ایسی ویسی لڑکی سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیسی لڑکی؟" وہ چونکا تھا۔

"جو کسی غیر لڑکے کے ایک دفعہ بلانے پر اس سے ملنے چلی جائے۔"

"تو پھر کتنی دفعہ بلانا پڑے گا؟" وہ اسی طرح مسکراتا رہا۔ آیت کو مزید تپ چڑھی تھی۔ وہ کم از کم جازم سے اس بات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

"کم از کم میری اس زندگی میں تو بالکل بھی نہیں۔" وہ اسی تپے انداز میں بولی تھی۔ جازم فی الحال لاجواب ہو گیا تھا۔ پھر بولا تو بس یہ.....

"میرا انتظار کرنا۔ میں آؤں گا اور پھر ہم اسی زندگی میں ملیں گے۔"

اور فون بند۔

اور آیت وہیں منجمند ہو گئی تھی۔

کیا وہ اس کے ساتھ زبردستی کرے گا۔

کیا وہ کسی بھی انجان شخص کو اپنے ساتھ زبردستی کرنے دے سکتی ہے۔

"ہرگز نہیں۔"

وہ پھنکار کر کہتی بیڈ پر دھڑام سے بیٹھی تھی۔ کام سے جی اب اچاٹ ہو گیا تھا۔

دوسری جانب وہ پرسوچ نظروں سے موبائل کی اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ اس نے سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا۔ چوکھٹ پر عالیہ کھڑی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہو۔"

وہ بیزار سا بولا۔

"دروازے پر کھڑے ہو کر کہوں؟"

ان کا لہجہ عجیب تھا۔ بہت عجیب۔ اتنا عجیب کہ جازم کئی لمحے ان کے لہجے پر حیران ہوتا رہا۔

"اندر آجاؤ۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔ اجازت پر وہ اندر آئیں۔

"بولو۔" کچھ دیر وہاں خاموشی چھائی رہی۔

"میں آپ کی نوکری چھوڑ رہی ہوں۔" ان کے یوں اچانک فیصلے پر وہ ششدر رہ گیا تھا۔

"وجہ۔"

"میں عید سے اک دن پہلے کسی سے ملی تھی؟"

"کس سے؟"

"میری ساس اور سوکن سے۔" اس کے سکون میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"تو؟"

"تو یہ کہ جو مجھے لگتا تھا کہ میں اتنا عرصہ سہاگن ہونے کے باوجود اپنے شوہر سے دور رہی ہوں۔ لیکن سات سال بعد مجھے پتا چلتا ہے کہ میرا شوہر تو سات سال پہلے ہی مر گیا تھا۔" اس انکشاف پر تو وہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بلکہ مرا نہیں۔اسے قتل کیا گیا تھا۔بہت بے رحمی سے۔"وہ شعلہ برساتی آنکھوں سے جازم کو دیکھ رہی تھیں۔

"اچھا کیسے؟"وہ اسی طرح کھڑا رہا۔

"بہت بھیانک موت مارا ہے کسی ظالم نے میرے شوہر کو۔"

"ٹھیک ہے آگے بولو۔"وہ اکتایا تھا۔

"اس کو معذور کر کے زندہ قبر میں دفنا دیا تھا۔وہ تکلیف سے تو نا مرتا لیکن وہاں مر گیا وہ۔"دل میں بے حد تکلیف تھی لیکن وہ ضبط کے کڑے بندباندھے اس کے سامنے کھڑی رہیں۔

"تو یہ تمہاری ساس اور سوکن کو کیسے پتا ہے؟"

"یہ ہمارا مسلہ ہے۔اصل بات یہ ہے کہ آخر میرے شوہر کو قتل کس نے کیا؟"

"جس نے بھی کیا ہو۔ لیکن اس بات کا تمہاری نوکری چھوڑنے سے کیا تعلق؟" وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اس عورت کی باتیں سننے پر مجبور تھا۔ وہ کم از کم اس عورت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔

"تعلق یہ ہے کہ میں جانتی ہوں میرے شوہر کا قتل آپ نے کیا تھا۔" وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بول چکی تھیں۔ جبکہ جازم نے شل سا انہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں دکھ ہلکورے لینے لگا تھا۔

"تم مجھے ناپسند کرتی ہو۔ میں جانتا ہوں لیکن..... مجھ پر بے بنیاد الزام مت لگاؤ۔ میں قاتل نہیں ہوں۔" وہ صفائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بس بتا رہا تھا۔

"میں پھر بھی اس گھر میں نہیں رہوں گی۔ آپ کی موجودگی میں تو بالکل بھی نہیں۔" وہ رخ موڑ کر کھڑی ہو گئیں تھیں۔

"تو پھر خوش ہو جاؤ۔ میں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ لیکن پھر تمہیں میری بیٹی کے پاس رکنا ہو گا۔" وہ بس کہہ رہا تھا۔ اس کے لہجے میں کوئی منت نہیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر آپ جا رہے ہیں تو آپ پھر واپس آئیں گے۔ میں جانتی ہوں.... آپ کو کسی کی محبت یہاں لے آئے گی۔" ایک لمحے کو آیت کے خیال نے اسے مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

پھر وہ سنجیدہ ہوا۔

"میں جب بھی آؤں گا۔ یہاں نہیں رکوں گا۔ تمہیں شہوات سے دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اسے ماؤں کی طرح پالا ہے۔ میں تمہیں اس سے دور نہیں کر سکتا۔"

کیا یہ جازم تھا۔ یہ ظالم، جابر جازم اتنا رحمدل کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا سوچ رہے ہو تو مت سوچو۔ وہ رحم نہیں کھا رہا۔ وہ خود غرضی دکھا رہا ہے۔ اور عالیہ اس کی رحمدلی کے ڈھونگ میں نہیں آئی تھی۔ تبھی غصے سے سر جھٹکتی باہر نکل گئیں۔ ان کے نکلتے ہی جازم کے سارے مصنوعی تاثرات ختم ہو گئے تھے۔ وہاں بس اب ایک ہی تاثر تھا اور وہ تھا سرد۔ اس کی آنکھیں یخ ٹھنڈی ہو گئیں تھیں۔ سفاک آنکھیں۔

"ان دو عورتوں کو زندہ چھوڑ کر غلطی کر دی میں نے۔"

وہ مٹھی کو زور سے بند کرتا محض سوچ سکا تھا۔

oooooooooooooo

"کیا بابا سچ میں صبح چلے جائیں گے؟"

رات کا نا جانے کونسا پہر تھا لیکن شہوات ابھی تک نہیں سوئی تھی۔ وہ عالیہ کی بانہوں میں سمٹی بیٹھی تھی۔

"ہاں۔ چلے جائیں گے۔"

وہ شہوات کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولیں۔

"بابا کو کہیے گا مجھ سے مل کر جائیں۔ ایسا نا ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں۔"

"اگر تم وقت پر سو گی تو ہی صبح جلدی آنکھ کھلے گی۔ اور اپنے بابا سے بھی مل پاؤ گی۔"

"نیند نہیں آ رہی۔ مجھے بابا کے پاس سونا ہے۔" وہ اپنا سر عالیہ کے شانے سے اٹھاتے ضدی انداز میں بولی تھی۔

"رات کے ایک بج رہے ہیں۔ بابا سو گئے ہوں گے۔ تم صبح مل لینا نا۔"

"نہیں۔ مجھے ابھی بابا کے پاس جانا ہے۔"

اب وہ ضد کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔ میں کہیں نہیں جا رہی۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

وہ لاپرواہی سے کہتی لیٹ گئی تھیں۔ شہوات نے دکھی نظروں سے انہیں دیکھا۔ وہ واپس سرہانے پر لیٹ گئی لیکن اس کی آنکھوں سے گرم سیال بہہ نکلا تھا۔ عالیہ کروٹ بدل گئی تھیں۔ وہ اپنے شوہر کے قاتل کی بیٹی کے ساتھ مزید محبتیں نہیں نبھا سکتی تھی۔ فی الحال اس کے اپنے دکھ تھے۔ اسے بہت کچھ سوچنا تھا۔

لیکن شہوات کا کیا؟

اس کے باپ کے اپنے کام تھے۔ وہ اس کے درمیان تنہا تھی۔ وہ ساری رات بنا آواز کے روتی رہی تھی اور اس کے نتیجے میں اس کی جازم سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ وہ دوسرے دن صبح چھ بجے ہی گجرات کے لیے نکل گیا تھا۔

Clubb of Quality Content

oooooooooooo

گجرات کا موسم آج کافی خوشگوار تھا۔ صبح سویرے ہی آسمان پر سفید بادل چھا گئے تھے۔ ایسے میں ایک چھوٹے سے علاقے میں ایک چھوٹا سا ڈھابہ نظر آتا تھا۔ جو چائے اور ناشتے کے لیے کافی مشہور تھا۔ جس کی مالکن ایک چھبیس ستائیس سالہ اک لڑکی تھی۔ اس کے آگے چار پانچ لوگ کام کرتے تھے۔ دو لڑکیاں اور تین لڑکے۔ اور وہ سب دوست تھے۔ ان سب نے یہ ڈھابہ مل کر کھولا تھا۔ پچھلے پانچ سال سے وہ یہ چلا رہے تھے۔ پہلے سال تو چلا نہیں لیکن پھر ان چار سالوں میں اس ڈھابے نے بہت سارے لوگ دیکھے تھے جو صبح کا ناشتہ اور رات کی چائے یہیں پر پیتے تھے۔ چائے کی وجہ سے اس کا نام مانو چائے والی رکھا گیا تھا۔

اس وقت لوگ خوبصورت موسم کو انجوائے کرتے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ اور مانو جس کا سیدھا نام ایمان تھا۔ وہ کچن کی کھڑکی کے پاس بیٹھی کسی سوچ کا شکار لگتی تھی۔ وہ سانولے رنگ کی لیکن تیکھے نقوش والی لڑکی تھی۔ بالوں کی فرنچ چوٹی بنائے پیچھے کو باندھا ہوا تھا۔

اس کے بال کمر کو چھوتے تھے۔ کانوں میں بڑے بڑے آویزے تھے۔ سرخ اور نیلے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ قمیص کا گھیر اگول اور شلوار پٹیالہ تھی۔ سرخ رنگ کا دوپٹا گلے میں ڈالا ہوا تھا۔

ذہن کے پردے پر ایک پرانا منظر واضح ہوا۔ یہ تب کی بات ہے جب ان کا بزنس اتنا اچھا نہیں چل رہا تھا۔ اکاد کا لوگ ہی ان کے ڈھابے پر آتے تھے۔ وہ اوپن ایریا میں ایک کرسی پر تن تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔ موسم آج کی طرح خوشگوار تھا۔ اس نے تیز گلابی رنگ پہنا ہوا تھا۔ بال پشت پر کھلے ہوئے تھے۔ ہونٹوں پر ہم رنگ لپ اسٹک اچھی لگ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی ایک نوجوان اپنے دو دوستوں کے ساتھ وہاں آیا۔ اس کی آنکھیں بھوری تھیں۔ چہرے پر رک کر دیکھنے پر مجبور کر دینے والی مسکراہٹ تھی۔ ایمان بے اختیار اسے دیکھے گئی۔ وہ لڑکا اب اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں بیٹھ رہا تھا۔ ان میں سے ایک نے شاید اسے اشارہ بھی کیا تھا لیکن اس کا دھیان اس لڑکے کی طرف نہیں تھا۔ وہ بس چاکلیٹ رنگ کی ٹی شرٹ پہنے لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔ تبھی اس کی ایک دوست اس کے پاس آئی۔

"تیرا دھیان کہاں ہے ایمان۔ وہ صاحب تیرے کو بلا رہے ہیں۔ اور تو پتا نہیں کہاں کھوئی....."اس کی ہم عمر دانیہ اس کے پاس آ کر غصے سے کہہ رہی تھی۔ جب اس کی نظروں پر وہ چونکی۔ ان آنکھوں میں ستائش تھی لیکن کس کے لیے۔ اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اپنا سر پیٹ لیا۔

"یہاں پر گنتی کے لوگ آتے ہیں ایمان۔ لیکن تیری ٹھرکی نظروں پر نا وہ بھی بھاگ جائیں گے۔"اس نے ایمان کے کندھے پر چپٹ لگائی۔ تبھی وہ کسی ٹرانس سے باہر نکلی۔

"کیا ہوا ہے؟"وہ اپنی باریک آواز میں ہربڑا کر بولی تھی۔

"جا کر آرڈر لو۔"وہ پھنکار کر کہتی وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"مالکن میں ہوں اور حکم یہ دے رہی ہے۔"

وہ اٹھ کر ان لڑکوں کے میز کے پاس چلی آئی۔

"کیا لاؤں صاحب؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان تینوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ کنفیوز نہیں ہوتی تھی لیکن بھوری آنکھوں والے لڑکے کے سنجیدہ تاثرات پر نروس ہوئی تھی۔

"پہلے تو آپ اپنے بال باندھ لیں تاکہ ہم صاف چائے پی سکیں۔" بھوری آنکھوں والا بائیس سالہ گلفام سنجیدگی سے بولا تھا۔ ایمان کو خوامخواہ ہی اس لڑکے سے شرمندگی ہوئی تھی۔ شہرام بھی اسی طرح بیٹھا ہوا تھا جبکہ ان کا ایک دوست شاہ میر اس لڑکی کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"آ...جی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کوئی اور ہوتا تو اب تک وہ اسے کھری کھری سنا چکی ہوتی لیکن یہ بھوری آنکھوں والا لڑکا....نا جانے کیوں وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکی۔ وہ جانے کے لیے مڑ گئی۔ کچھ دیر بعد باہر آئی تو بالوں کی چوٹیا بنی ہوئی تھی۔ دوپٹا بھی سر پر تھا۔ ہاتھ میں تین کپ چائے کے ساتھ سپر بسکٹ تھے۔

"مانو چائے والی کی چائے پئیں اور پائیں سنہری موقع مزیدار چائے پینے کا۔"

وہ اپنے اسٹائل میں بولی تھی۔ جبھی شاہ میر اور شہرام کھل کر ہنسے تھے جبکہ گلفام دھیرے سے مسکرایا۔

آ....وہ مسکرایا تھا۔ کیوں جب وہ مسکراتا تھا تو لوگ اسے دیکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

"بہت اچھی چائے ہے۔"

اس کے تبصرے پر ایمان نے سر کے خم سے شکریہ کہا تھا۔

"ایک دن تمہارا یہ ڈھابہ بڑے سے ریستوران میں بدل جائے گا، دیکھ لینا تم۔ ایک دن بہت کامیاب ہو گی تم۔" وہ کتنا پیارا بولتا تھا۔ ایمان اسے دیکھے گئی۔ اور یہ پہلی اور آخری ملاقات نہیں تھی۔

گلفام کے بہت سارے دوست گجرات شہر کے تھے۔ وہ اکثر انہیں ملنے آتا رہتا تھا۔ لیکن وہ جب بھی یہاں آتا تھا، اس ڈھابے پر ضرور آتا تھا۔ لیکن اب کافی وقت ہو گیا تھا وہ نہیں تھا آیا۔ جس کی وجہ سے وہ اداس رہنے لگی تھی۔ وہ اتنی ملاقاتوں میں خود کو اس کا عادی بنا بیٹھی تھی۔ وہ گلفام سے یک طرفہ محبت کر بیٹھی تھی۔ وہ آتا تھا تو جیسے قوس قزح میں رنگ

بھر جاتے تھے اور جب جاتا تھا تو سارے رنگ ساتھ لے جاتا تھا۔اب وہ ایک عرصے سے یہاں نہیں آیا تھا۔ایمان کی زندگی میں کوئی رنگ نہیں تھا اب۔

حال ماضی سے مختلف تھا۔اسے اس ڈھابے کی شہرت پر اتنی خوشی نہیں تھی جتنا غم اسے بھوری آنکھوں والے لڑکے کے بچھڑ جانے کا تھا۔اس نے پلکوں پہ آئی اس نمی کو بے دردی سے صاف کیا تھا۔

"مجھے یقین ہے خوبصورت آنکھوں والے۔تم ایک دن مجھے ضرور ملو گے۔اور اب جب ملو گے تو میں تمہیں اپنے دل کے حال سے ناواقف نہیں رہنے دوں گی۔"اس نے بھاری ہوتے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تم یہاں رہتے ہو۔لیکن آنکھوں کا کیا؟وہ تو ترس گئی ہیں تمہاری اک جھلک کو۔"باہر ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔

وہ اس موسم میں زیادہ یاد آتا تھا۔کیونکہ ان کی پہلی ملاقات میں وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اس ڈھابے پر بارش کو کافی دیر تک انجوائے کرتا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لوگ کہتے ہیں کیا ہوا اگر جو ملاقات نہیں ہوتی۔ دل میں تو وہ انسان موجود ہے نا۔ لیکن کوئی ان لوگوں کو بتائے کہ صرف دل میں ہونا لازمی نہیں ہوتا۔ زندگی ملاقاتوں کے سہارے پر آجاتی ہے۔"

اس کا دل مر رہا تھا۔ وہ بے بس تھی۔ انسان ہمیشہ سے بے بس ہی تو رہا ہے۔

oooooooooooo

آج عید گزرے تین دن ہو گئے تھے۔ سب اپنے اپنے کاموں کو نکل گئے تھے سوائے گلفام کے۔ وہ آج گھر پر ہی تھا۔ اور اس وقت اپنی ماں کے کمرے میں ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔

"میں آج شام کو گجرات جا رہا ہوں امی۔" چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے اب کام کی بات کی تھی۔

"کیوں؟ تمہارا گجرات والا کیس ختم نہیں ہوا ابھی تک؟"

"وہ کیس حل کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا امی۔اس لیے میں اب اصل مجرم تک پہنچنا چاہتا ہوں۔"

نیلم نے سوالیہ ابرو اٹھائے۔

"اصل مجرم؟"

"امی....۔"وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔"وہ جو....اصل مجرم ہے نا امی۔وہ صرف قاتل نہیں ہے۔ وہ ایک مافیہ ہے۔ایک ڈرگ ڈیلر۔"

نیلم کے تاثرات تفکر میں بدلے تھے۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

"امی وہ ہماری نوجوان نسل میں یہ زہر بھر رہا ہے۔ہمیں اس سے اپنی نسل کو بچانا ہے نا کہ اس میں دھکیلنا ہے۔"

"تمہیں یہ کیسے پتا چلا کہ وہ جو کوئی بھی ہے،وہ ایک مافیہ ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی یہ ہمارے رازوں میں سے اک راز ہے۔ میں نہیں بتا رہا۔"

وہ شرارت سے کہتا رخ موڑ گیا تھا۔ نیلم نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"ماں ہوں میں تمہاری۔ اس پر بھی بھروسہ نہیں۔"

"کام کے معاملے میں انسان سگے باپ پر بھروسہ نہیں کرتا، آپ تو پھر سگی ماں ہیں۔" وہ چوٹ کروانے سے باز نہیں آیا تھا۔ نیلم حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھے گئیں۔

"نہیں تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں محلے کی عورتوں میں بیٹھ کر اپنی اولاد کو ڈسکس کرتی ہوں۔ ان کے راز کھول دیتی ہوں۔" وہ خفا ہی تو ہوئی تھیں۔ وہ ہنسا تھا۔ پھر ہنستے ہوئے اپنی ماں کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔

"آئی لو یو امی۔" وہ محبت سے کہتا پھر سے اپنا سر ان کی گود میں رکھ چکا تھا۔ نیلم وجدان کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ ایک لمحے کو انہیں لگا کہ اب یہ لمحہ ان کی زندگی میں کبھی نہیں آئے گا۔

"ویسے یہ زہر پھیل کیسے رہا ہے؟"

محض اپنا دھیان بٹانے کو سوال کیا تھا۔ وہ چپ رہا پھر گویا ہوا۔

"کبھی آپ نے سنا ہے امی کے کوئی بس ڈرائیور ایک لوڈر کو اپنی بس تلے کچل گیا ہو اور اس لوڈر میں تمام افراد موقع پر ہی دم توڑ جائیں۔" اب وہ سنجیدہ تھا۔

"یہ تو جڑ نوالہ کا واقعہ ہے بیٹا، جو حال ہی میں ہوا ہے۔" انہیں جیسے یاد آیا تھا۔ یہ واقعہ سچ میں دل دہلا دینے والا تھا۔

"لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے۔ تمام لوگ نہیں مرے تھے۔ گیارہ لوگ....۔"

"ایک ہی فیملی کے گیارہ لوگ امی۔ صرف ایک فیملی کے۔ ایک ہی دن میں ایک گھر سے گیارہ جنازے اٹھے تھے امی۔" گلفام کی آنکھیں آنسو سے بھرنے لگی تھیں۔

نیلم کے دل کو بھی کچھ ہوا تھا۔

"امی ان کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی تھی۔ جانتی ہیں یہ حادثہ کیسے ہوا تھا۔"

"کیسے؟"

"وہ بس ڈرائیور نشے میں تھا۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ کوئی ثبوت تو نہیں ہے کہ وہ نشے میں ہو گا۔ رکشے والے کی بھی غلطی ہو سکتی ہے۔"

"اکثر چھوٹی گاڑی والوں کی بھی غلطی ہوتی ہے امی۔ لیکن ہر دفعہ ان کی غلطی نہیں ہوتی۔ اگر اس سے غلطی ہوئی تھی وہ رک جاتا۔ معافی مانگتا۔ کچھ کرتا۔ لیکن وہ کچل کر رکا ہی نہیں۔ بھاگ گیا۔ رک جانے والا غلطی پر نہیں ہوتا لیکن جو بھاگ جاتے ہیں۔ وہ نشے میں ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں زیادہ حادثے اسی نشے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ٹرک ڈرائیور نشہ کر کے ہی تو ٹرک چلا رہے ہوتے ہیں۔ جو ریپ ہوتے ہیں۔ کیسے ہوتے ہیں۔ کیا ایک دم سے کسی کے اندر ریپ کرنے کی ہمت آجاتی ہے؟"اس نے رک کر اپنی ماں کو دیکھا۔ جو بس اسے دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں امی۔ یہ ایک دم سے نہیں ہوتا۔ کچھ بھی ایک دم نہیں ہوتا۔ یہ بس نظر کا اور عقل کا دھوکا ہوتا ہے۔ وہ یہ کام چھوٹے چھوٹے غلط کاموں سے شروع کرتے ہیں۔ اور سب سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چھوٹا کام نشہ ہے۔ وہ نشے سے شروع کرتے ہیں۔ ہر غلط کام نشے سے شروع ہوتا ہے امی۔ ہمارے ملک میں اس کی تعداد ان کرمنلز کی وجہ سے بڑھ گئی ہے۔ جسے روکنا ان نوجوانوں کا کام ہے جو اس ملک کے لیے سینے پر گولی کھانے کو تیار ہیں۔"

"کیا تم.... تم سینے پر گولی کھانے کے لیے تیار ہو؟" ان کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا۔ دوسروں کے غم پر افسوس ہوتا ہے لیکن اپنے غم پر احساس۔ اپنا غم تو جیسے جان ہی نکال دے گا۔

"ایک گولی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی امی۔ اگر مجھے گرانا ہے تو میرا وجود گولیوں سے چھلنی کرنا ہو گا۔" وہ کسی فخر سے کہہ رہا تھا لیکن نیلم کا دل جیسے خالی ہو گیا تھا۔ وہ آج تک اپنے بیٹے کو کہتی آئیں تھیں کہ اگر کبھی تمہیں دشمن کی گولی آ لگے تو اسے فخر سے سینے پر کھانا۔ اور آج جب ان کا بیٹا ایک کٹھن کیس میں گھس چکا تھا تو نا جانے کیوں ان کا دل گھبرا رہا تھا۔ انہیں کمرے میں گھٹن ہونے لگی تھی۔ انہوں نے بہت محبت سے جھک کر اپنے بیٹے کا ماتھا چوما تھا۔ اس نے مسکرا کر اپنی ماں کو دیکھا۔ آہ۔ یہ کیسی مسکراہٹ تھی جس نے نیلم کا

سانس تک روک دیا۔انہیں لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے بیٹے کو موت کے حوالے کرنے جا رہی ہوں۔جیسے کہہ رہی ہوں۔

جاؤ لے جاؤ میرے بیٹے کو۔میرے بیٹے کو اس زندگی نے بہت تھکایا ہے۔تم اسے آرام دینا۔اس کی قربانیوں کو قبول کر لینا۔اسے تکلیف نا دینا۔وہ بہت فخر سے تمہارے پاس آرہا ہے۔اس کی لاج رکھنا۔

ان کا جسم بری طرح کانپا تھا۔

بھلا جوان بیٹے کی موت کے بارے میں سوچنا اتنا آسان تھا کیا۔

سلام ہے ان ماؤں کو جن کے بیٹے اپنی جانوں پر کھیل کر راتوں کو سرحدوں پر جاگتے ہیں اور اپنے ملک کی عوام کو سکون کی نیند دیتے ہیں۔اس کے باوجود عوام پاک فوج سے خوش نہیں ہوتی۔

یاد رہے میں نے صرف سرحد پر اپنے ملک کی حفاظت کرنے والوں کو سلام بھیجا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooo

یہ آفس کے تہہ خانے کا منظر تھا۔ ہر طرف بڑے بڑے کارٹن رکھے ہوئے تھے۔ سب کا رنگ ایک جیسا تھا۔ لیکن اسے یاد تھا کہ وہ کارٹن کہاں رکھا تھا جس کے لیے وہ یہاں آیا تھا۔ ہر سو خون کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ جازم کو لگا وہ ابھی یہاں قے کر دے گا۔ اس نے اپنی جیب کو ٹٹولا تو اسے ایک ماسک نظر آ گیا تھا۔ اس نے ماسک منہ پر لگا لیا لیکن بدبو ختم نہیں ہو رہی تھی۔

"لعنت ہو تم پر یاسر۔ لعنت سو بار۔" وہ سخت کوفت زدہ لگتا تھا۔ سب کارٹونز کا رنگ ایک جیسا ہونے کے باوجود بھی وہاں ایک کارٹن تھا جس کا رنگ سرخ تھا اور کافی حد تک وہ خراب ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں پر گلوز چڑھائے اور اسے نیچے اتارنا چاہا لیکن وہ بہت وزنی تھا۔ وہ تقریباً گل چکا تھا اور اب وہ اتارا بھی نہیں جا رہا تھا۔

"اس منحوس نے اسے اوپر رکھ کیسے لیا۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یاسر اس کے سامنے ہو اور وہ اس کی جان لے لے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آخر کار اس نے ہمت کر کے اسے نیچے اتار دیا تھا۔ کھولنے کی ضرورت تھی نہیں۔ اس کے نزدیک ہونے سے ہی کراہیت آ رہی تھی۔

ایک پل کو جازم کا دل ڈوبا تھا۔ وہ اس کا دوست تھا۔ وہ ہر کام مل کر کرتے تھے اور اب اسی دوست کی میت دیکھنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کو تکلیف کے آثار واضح ہوئے تھے۔ پھر اگلے ہی پل سب کچھ سرد ہو گیا تھا۔ اس نے سر جھٹکتے اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ لیکن بے سدھ۔

ایک بات تو طے تھی کہ وہ اکیلا اس کارٹن کو باہر لے کر نہیں جا سکتا۔ لیکن وہ اس معاملے میں کسی پر بھروسہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کسی سوچ کے تحت وہ سیدھے راستے سے باہر آیا تھا۔

"سر ان پیپرز پر آپ کے سائن...."

"بعد میں۔" وہ تیزی سے چلتا ہوا جا رہا تھا۔ جہاں سے وہ گزرتا، ورکرز کھڑے ہو جاتے۔ وہ بس تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر بعد وہ سرنگ کے راستے سے گاڑی اندر لایا تھا۔ لیکن یہ اس کی سیاہ لینڈ کروزر نہیں تھی۔ وہ اپنی گاڑی پر انسانی خون کا دھبہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ کسی ورکر کی گاڑی تھی۔ وہ اس سے پوچھ کر لایا تھا۔ وہ ورکرز کی نظر میں ایک سخت لیکن اچھا مالک تھا۔

مشکل سے اس نے اس ڈبے کو ڈگی میں ڈالا اور باہر لے آیا۔ بیرونی راستے سے کچھ فاصلے پر کچی زمین تھی۔ اس نے وہ ڈبہ وہاں پھینک دیا۔ وہ زمین کی کھدائی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن وہ پیٹرول اور لائٹر ساتھ لایا تھا۔

وہ اب اس کارٹن پر پیٹرول چھڑک رہا تھا۔ پیٹرول کی بوتل ختم کر کے اس نے لائٹر سے آگ جلائی۔ آگ کی لپٹ نے جازم کا ہاتھ جلایا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔ اس کی نظریں بس صفدر کی جلتی لاش پر تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ یہاں کوئی نہیں آتا تھا اور نا ہی یہاں کوئی آئے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا نا یاسر۔ تو اب تک وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتا منحوس آدمی۔" وہ شعلے برساتی آنکھوں سے بول رہا تھا۔ چند پل وہاں رک کر وہ جانے کے لیے پلٹ گیا۔ اب وہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

اس کے پیچھے آگ کی لپٹیں دور تک جا رہیں تھیں۔

اس کا ایک کام تو تمام ہوا۔

oooooooooooooooo

"آخر یہ لڑکا اپنی عقل کہاں بیچ آیا ہے؟"

وجدان آفس سے گھر آئے تو نیلم نے انہیں گلفام کے گجرات جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اس بات پر وہ کافی خفا ہو گئے تھے۔

"وہ کیس کے سلسلے میں گیا ہے۔" کمزور سی صفائی۔

"وہ کیس کے سلسلے میں نہیں گیا اور یہ بات تم بھی جانتی ہو اور میں بھی جانتا ہوں۔"

وہ خفگی سے کہتے صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

"آپ جانتے ہیں نا کہ بچپن سے اس کا شوق تھا کہ وہ خفیہ ایجنسی میں کام کرے لیکن اس نے وکیل بن کر آپ کی خواہش پوری کی ہے۔"

وجدان نے بائیں ہاتھ سے کنپٹی مسلتے ہوئے نیلم کو دیکھا۔

"میں نے اسے وکالت کی ڈگری اس لیے دلوائی تھی کہ وہ غریبوں کے کام آسکے۔ جن کی کوئی نہیں سنتا۔ وہ ان کی سنے۔ لیکن وہ نئے نئے کاموں میں لگ گیا ہے۔ جانتی ہو نا ایسے کاموں میں کس قدر بے رحم لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ جان لینے میں لمحہ نہیں لگاتے۔ ہم نے اپنا بیٹا اس لئے پال پوس کر اتنا بڑا نہیں کیا کہ وہ بے وجہ مارا جائے۔"

"یہ ہمت بھی تو آپ نے ہی دی ہے اسے۔" وجدان نے ایک دفعہ پھر سر اٹھا کر نیلم کو دیکھا۔ "میرا بیٹا بزدل نہیں ہے۔ وہ غریبوں کے کام بھی آتا ہے لیکن وہ اس مافیہ کو بھی اس کے انجام تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اس میں وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرے گا۔"

"اس لڑکے نے اپنا شوق پورا کر ہی لیا۔ خفیہ کاموں میں پڑ گیا ہے میرا بیٹا۔" وہ بے بس سے بولے تھے۔

"تم فون کرو اسے۔"

"وجدان۔" نیلم نے انہیں یوں دیکھا جیسے وہ اپنی بات سے مکر رہے ہوں۔

"پلیز نیلم۔ وہ ساری باتیں اپنی جگہ۔ لیکن.... حقیقت تو یہی ہے کہ میں گلفام کو کھونا افورڈ نہیں کر سکتا۔ وہ میرا بازو ہے۔ میرا مان ہے۔ میری کمر ہے۔ اگر اسے کچھ ہوا تو.... تو شاید میں... میں جی نہیں پاؤں گا۔" وہ جذباتی ہوئے تھے۔

حقیقت تو یہی ہے کہ ماں باپ کتنی بھی بہادری دکھا لیں لیکن اولاد کے معاملے میں وہ کمزور پڑ ہی جاتے ہیں۔ جتنا بھی وہ اپنی اولاد کو موت کے لیے تیار کر لیں۔ ایک دفعہ تو ان کی اپنی جان ضرور نکلتی ہے۔ اولاد ہے ہی ایسی چیز۔

"اب آپ مجھے کمزور کر رہے ہیں۔" نیلم ان کے ساتھ آ کر بیٹھی تھیں۔

"فون کرو۔" نیلم نے ایک نظر بے بس وجدان کو دیکھا اور پھر گلفام کے نمبر پر کال ملانے لگیں۔

بیل جا رہی تھی۔

"فون اسپیکر پر ڈالو۔" نیلم نے فون اسپیکر پر ڈال دیا۔

سات سیکنڈ بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"جی امی۔"

"کہاں ہو تم۔"

"میں.... میں گجرات میں ہوں۔"

دوسری جانب وہ ایک ریستوران کے باہر کھڑا تھا۔ وہ اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ شہرام شاید ریستوران کے اندر چائے لینے گیا تھا۔

ریستوران کے باہر بورڈ پر لکھا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مانو چائے والی۔

ریستوران وسیع اور چھت کے بغیر تھا۔ لیکن رات کے وقت وہ روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ منظر بہت خوبصورت تھا۔

"اس وقت کہاں ہو؟"

"ایک ریستوران میں۔"

"تم جہاں بھی ہو، گھر واپس آؤ۔"

اب کے وجدان کی رعب دار آواز گونجی تھی۔ پہلے وہ چونکا، پھر ہنس دیا۔

"نہیں بابا۔ واپس نہیں آؤں گا۔ جس مقصد کے لیے آیا ہوں۔ اس کے بغیر تو بالکل بھی نہیں۔"

وہ ایک عزم سے بولا تھا۔

"گلفام۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔ تم جانتے ہو کہ تمہاری جان کو کتنا خطرہ ہو سکتا ہے۔"

"میں موت سے نہیں ڈرتا بابا۔"

"لیکن میں تمہیں کھونے سے ڈر گیا ہوں۔"

وہ اتنی بے بسی سے بولے تھے کہ وہاں موجود ہر نفس پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ کچھ پل بعد گلفام نے ہی اسے توڑا تھا۔

"میں بھی اسی بات سے ڈرتا ہوں بابا۔" اس کی آواز بہت کمزور تھی۔

"کس بات سے؟"

"مرنے کے بعد میں آپ لوگوں سے بچھڑ جاؤں گا۔"

ایک بار پھر ہر چیز ساکت ہو گئی تھی۔

"خدا حافظ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ فون بند کر گیا تھا۔ وجدان اپنی جگہ سے ہل نہیں پائے۔ نیلم بھی سیاہ اسکرین کو دیکھتی رہ گئیں تھیں۔

oooooooooooooo

ایمان آرڈر نوٹ کر رہی تھی جب اس نے قطار میں ایک شناسا چہرہ دیکھا۔ وہ اسے ایک لمحے میں پہچان گئی تھی۔ لیکن اس شخص نے اسے نمک کا مجسمہ بنا دیا تھا۔ وہ سب کچھ وہاں چھوڑ چھاڑ کر اس شخص تک آئی۔

"شہرام صاحب۔" وہ جیسے ہر چیز سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ شہرام بھی اسے پہچان گیا تھا۔

"جی۔"

"آپ اکیلے آئے ہیں۔ میرا مطلب آپ کے دوست۔۔۔۔۔"

اس کی دھڑکن بے ترتیب ہو رہی ہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔ میرا ایک دوست میرے ساتھ آیا ہے اور ایک دوست....."وہ ایک دم سے دکھی ہو گیا تھا۔ آنکھیں بھی جلنے لگی تھیں۔"ایک تین سال پہلے اس دنیا سے چلا گیا تھا۔"

وہ بے یقینی سے ایک قدم پیچھے لے گئی۔

"ک...کونسا دوست۔"اس نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ پوچھا۔

شہرام نے بہت کچھ اپنے اندر دبایا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی حالت سے ناواقف تھے۔ باقی لوگوں کا دھیان بھی ان دونوں کی جانب تھا۔

"شاہ میر۔"اس نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لیں۔

"وہ....وہ باہر ہیں؟"اب کہ شہرام چونکا تھا۔

"ہاں...باہر ہے۔"

"وہ اندر کیوں نہیں آئے؟"

"پتا نہیں۔" وہ پر تجسس سا اسے دیکھ رہا تھا۔ ایمان محسوس کر چکی تھی کہ وہ جذباتی ہو گئی ہے۔ تبھی خود کو نارمل کیا۔

"دراصل.... آپ لوگ میرے بہت پرانے جاننے والے ہیں۔ آپ لوگوں کی وجہ سے ہمارا ڈھابہ اتنی شہرت کو پہنچا ہے۔ تو بہت خوشی ہوتی ہے جب.... جب کوئی پرانا کسٹمر بہت عرصے بعد مل جائے۔"

وہ خود کو سنبھال رہی تھی لیکن دل باہر جانے کو تڑپ رہا تھا۔

بیتاب تھا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" وہ سر کے خم سے مسکرا کر بولا تھا۔

"میرا آرڈر؟"

اس کی خاموشی پر اس نے قدرے مسکرا کر کہا۔

"ایک شرط پر۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسی شرط۔"

"آپ اپنے دوست کو اندر لائیں اور پھر ریستوران کے اندر آ کر چائے پئیں۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ لیکن اپنے پیچھے شہرام کو ہکا بکا چھوڑ گئی تھی۔

دوسری جانب وہ لوگوں کے آرڈر نوٹ کرتی بے چینی سے اس کا انتظار کرنے لگی۔

oooooooooooo

وہ اس وقت اپنے کمرے میں تنہا بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ ساتھ میں موبائل پر کوئی گیم کھیل رہا تھا۔ تبھی وہ اندر آئی۔ یاسر نے لمحے بھر کو نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر واپس گیم میں مصروف ہو گیا۔

"کہاں ہوتا ہے وہ اور..... کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

یاسر جانتا تھا کہ وہ کس کے بارے میں پوچھ رہی ہے۔ لیکن اس نے جواب نہیں دیا۔

"میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں یاسر۔" یاسر نے گہری سانس لے کر میمونہ کو دیکھا۔

"وہ گجرات میں ہوتا ہے اور وہ قتل کرتا پھر رہا ہے۔" وہ اسی کے انداز میں جواب دے رہا تھا۔ میمونہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"تم نے اسے حقیقت میں نہیں دیکھا نا۔"

"وہ بھی کسی دن دیکھ لوں گا۔"

"تمہارا وہم ہو سکتا ہے۔ وہ تو تئیس سال پہلے ہی مر گیا تھا۔" میمونہ اُلجھتے ہوئے اسی کے پاس بیڈ پر آن بیٹھی۔

"ہو سکتا ہے۔ اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔" وہ موبائل پر مصروف سا بولا۔ میمونہ نے سخت چتونوں سے اسے گھورا۔

"تم موبائل پر کیا کر رہے ہو؟" اس نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"تمہاری بھابھی کو دیکھ رہا ہوں۔ بہت پیاری ہے۔" وہ شریر سا مسکرایا۔

"بکواس نہیں کرو۔"

"قسم سے۔ لو دیکھ لو تم بھی۔" یاسر نے اس کے سامنے موبائل کیا تو وہ دھنگ رہ گئی۔ سامنے میرال کی عید کی تصویر تھی۔

"یاسر یہ تو بہت چھوٹی ہے۔ تم ایک چھوٹی بچی کو.... مطلب تم اس لڑکی کو ڈیٹ کر رہے ہو؟"

اس کی بات پر یاسر کے تیور بدلے۔ انداز میں سختی آ گئی تھی۔

"میں ڈیٹ نہیں کر رہا۔ میں بس محبت کرتا ہوں اس سے۔ اور بہت عزت سے اپنانا چاہتا ہوں۔"

"ہاں... وہ تم جیسے چور اور قاتل کے ساتھ تو جیسے بڑے آرام سے شادی کے لیے مان جائے گی نا۔ تم پہلے اپنی حرکتیں سیدھی کرو۔"

اس نے بھر کر طنز کیا تھا۔ یاسر بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔

تبھی دروازے سے رئیسہ بیگم اندر آئیں۔ وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی آپ۔" میمونہ نے کچھ حیرت سے پوچھا تھا۔

"مجھے اپنے بیٹے سے ملنا ہے۔" وہ دو قدم آگے آئیں۔

"مل لیں۔ میں ویسے بھی باہر جا رہی تھی۔" وہ باہر جانے لگی۔

"مجھے جازم سے ملنا ہے۔" میمونہ کے قدم ساکت ہوئے۔ یاسر پُر سکون سا انہیں دیکھے گیا۔

"شاید آپ بھول رہی ہیں۔ آپ کے بیٹے کا نام حیدر تھا۔" اس نے جیسے یاد کروایا تھا۔

"حیدر میں اسے اس لیے کہتی تھی، کیونکہ میرا بیٹا بہت بہادر تھا۔" وہ غصے میں اونچا بولی تھیں۔

Clubb of Quality Content

"امی آپ کا بیٹا بہادر نہیں۔ قاتل ہے۔"

"تم کونسا اس کے قتل کیے ہوئے لوگوں کو واپس زندہ کرتے ہو۔" انداز میں طنز تھا۔

"نا وہ چوری کرتا ہو گا اور نا تمہاری طرح بے دردی سے قتل کرتا ہو گا۔" میمونہ نے دکھ بھری حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"امی.... قتل قتل ہوتا ہے۔چاہے بے دردی سے کرو یا بڑے پیار سے کسی کی گردن پر چھری چلادو۔" میمونہ نے دانت چبا کر کہا تھا۔

رئیسہ بیگم چند لمحے چپ رہیں۔ پھر ان کے لبوں کو مسکان نے چھوا۔

"جانتی ہو تمہارا باپ.....مارتا تھا مجھے۔حالانکہ ہماری لو میرج تھی۔خاندان والوں سے لڑ گئی میں اس ظالم کے لیے۔"

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ سن ہو گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooo

وہ باہر گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔شاید وہ انتظار کر کر کے سخت اکتا گیا تھا۔ تبھی اسے شہرام باہر آتا دکھائی دیا۔لیکن اس کے ہاتھ خالی تھے۔

"چائے کہاں ہے؟"

شہرام گاڑی کے قریب آ کر اندر کی جانب جھکا جب گلفام نے پوچھا۔

"اندر ہے۔"

"تو باہر لے آؤ۔"

"نہیں۔"

"کیوں۔اسے باہر آتے ہوئے شرم آتی ہے؟"وہ کوفت زدہ ہوا تھا۔

"کوئی اندر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔چائے کے ساتھ۔"وہ شریر سا مسکرایا۔

"میں یہاں کسی کو نہیں جانتا۔پھر تم اندر کسے میرے انتظار میں بٹھا آئے ہو؟"

"کوئی تو ہے،جسے تم جانتے ہو۔"وہ بس اسے چھیڑ رہا تھا۔گلفام نے ناسمجھی سے ابرو اچکائے۔

"جینڈر پلیز؟"

شہرام قہقہہ لگا گیا۔

"لڑکی ہے۔"

"بکواس نہیں کرو۔ منگنی ہو چکی ہے میری۔ اور ایک ماہ بعد شادی ہے۔" اس نے شہرام کے شانے پر چپت لگائی تھی۔ وہ ایک بار پھر سے ہنس دیا۔

"چلو یار۔ اب آجاؤ۔ ورنہ آج کی رات چائے کے بغیر سونا پڑے گا۔" شہرام نے ڈور کھول دیا تھا۔ گلفام نا چاہتے ہوئے بھی نیچے اتر آیا۔

"ہاں تمہیں تو جیسے میں سونے دوں گا۔"

اب ان دونوں کے قدم ریستوران کی جانب تھے۔ یہاں گلفام کا قدم آگے بڑھ رہا تھا اور وہاں ایمان کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

"وہ آرہا ہے۔" وہ کرسی پر آنکھیں بند کئے اپنی دھڑکنیں گن رہی تھی۔

"ایک....دو..... تین۔"

"تم رک کیوں گئے ہو۔ آگے بڑھو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ شاید باہر رک کر شہرام سے کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کے قدم رکنے پر ایمان کی دھڑکن بھی رک گئی تھی۔

"چار....پانچ.....چھ.....سات۔"

اور وہ ریستوران کے اندر آ گیا تھا۔ لیکن وہ اپنی آنکھیں نہیں کھول رہی تھی۔ اسے لگا کہ اگر اس نے آنکھیں کھول دیں تو وہ چلا جائے گا۔ وہ ریستوران کے لان میں بیٹھی ہوئی تھی۔

دو سال۔ دو سال سے اس نے اس شخص کو نہیں دیکھا تھا اور دو سالوں میں ایمان کے دل میں اس کی محبت وقت کے ساتھ گہری ہو گئی تھی۔ اتنی گہری کے وہ اس کے قدموں کی آواز اپنے دل کی دھڑکن کے ساتھ محسوس کر سکتی تھی۔

"لیں آ گیا میرا دوست۔ اب تو ہمارا آرڈر نوٹ کر لیں۔"

شہرام اس کے سر پر کھڑا کہہ رہا تھا۔ جبکہ گلفام کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔

"پورے گجرات میں یہ واحد لڑکی ہے، جسے میں جانتا ہوں۔"

وہ بول رہا تھا اور وہ سن رہی تھی۔

اس کی آواز آج بھی ویسی ہی تھی۔ جیسے کانوں میں رس گھول دیا گیا ہو۔ اس کی موجودگی ایسی تھی جیسے ویرانے میں بہار آجائے۔

"کیا آپ سو گئی ہیں؟" شہرام نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ سامنے وہ کھڑا تھا۔ اس کا بھوری آنکھوں والا شہزادہ۔ ایمان کی آنکھیں وہیں ساکت ہو گئی تھیں۔

ریستوران میں دھیمی سر نگوں میں کوئی میوزک چل رہا تھا۔

جو تو نہیں تو

ایسا میں چہرہ

کہ جس کی

خوبصورتی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماند پڑی ہو

ایسا میں دریا

جو بہنا نا چاہے

ooooooooooo

کمرے میں خاموشی تھی۔ موت جیسی خاموشی۔ وہاں تین نفوس تھے۔ ایک بول رہا تھا اور دو دم سادھے سن رہے تھے۔ بولنے والے کے چہرے پر تکلیف واضح تھی۔

"قسمت اچھی ہو تو ارینج میرج بھی خوبصورت ہو جاتی ہے۔ اور اگر بری ہو تو لو میرج سے بڑھ کر بدصورت کچھ نہیں لگتا۔ کچھ ایسا ہی میرے اور انیس کے رشتے کے معاملے میں ہوا تھا۔ جازم مجبتوں کے موسم میں آیا تھا اور تم دونوں.... تم دونوں بہت ظالم موسم میں۔"

وہ بول کر سانس لینے کو رکیں۔ ماضی بہت اذیت ناک تھا۔

"تمہارے بابا کو کوئی اور پسند آ گئی تھی۔"

"یعنی بابا کو آپ سے محبت نہیں تھی۔ وہ ایک رنگین مزاج آدمی تھے۔ ہے نا؟"

میمونہ نے ابرو اچکائے۔ رئیسہ نے بس خاموشی سے اسے دیکھا۔

"وہ جازم کو بھی مارتا تھا۔ کبھی اسے کمرے میں بند کر کے گھر کی ساری بتیاں بند کر دیتا تھا۔ کبھی اسے بیلٹ سے مارتا تھا۔ کبھی اسے کئی دنوں تک کھانا نہیں کھانے دیتا تھا۔ میرا بیٹا تین سال کا تھا جب اس پر یہ سارے ظلم شروع ہوئے تھے۔"

کیا تم سوچ سکتے ہو کہ تین سال کا بچہ یہ سارے ظلم برداشت کرتا رہا تھا۔ لیکن اس کے قاتل بننے کی صرف یہی وجہ نہیں ہے۔ وجہ جو بھی ہو، لیکن اس کے گناہ معافی کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن سب کو حق ہے کہ اس کے محروم بچپن کا قصہ سنے۔

"مجھے آج بھی یاد ہے۔ جب تمہارے باپ نے پہلی دفعہ اس پر ظلم کیا تھا۔ وہ تین سال کا بچہ میرے پاس کچن میں کھڑا تھا۔ مجھ پر تو وہ کئی بار ظلم کر چکا تھا۔ لیکن....."

وہ کچھ سوچتے ہوئے ماضی میں جا چکی تھیں۔

وہ چھوٹا سا جازم تھا۔ تین سال کا معصوم بچہ۔ آنکھیں سیاہ تھیں لیکن ان میں معصومیت تھی۔ یہ آنکھیں نہیں جانتی تھیں کہ سرد پن کیا ہوتا ہے۔ قتل کیا ہوتا ہے۔ یہ آنکھیں بس شلف پر رکھے فیڈر پر جمی ہوئیں تھیں۔ کیونکہ اسے بھوک لگ رہی تھی۔ اور اس کی جوان اور خوبصورت لیکن تکلیف میں مبتلا ماں اس کے لیے دودھ گرم کر رہی تھی۔ کسی کمرے سے ایک چھوٹی سی بچی کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ بچی اپنے بھائی سے دو سال چھوٹی تھی۔

"ماں..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بہت پیارا بولتا تھا۔ رئیسہ نے اس کے پکارنے پر اسے دیکھا۔

"جی میرا بیٹا۔"

"بھوک...۔" وہ جھجھکتا بہت تھا۔ وہ پورے جملے ادا کرتے ہوئے نروس ہو جاتا تھا۔

"ہاں بس تیار ہے۔" وہ قدرے مسکرائیں۔ انہیں میمونہ کو بھی دیکھنا تھا جس نے رو رو کر پورا گھر سر پر اٹھالیا تھا۔ اسی کے رونے نے انیس مرزا کو نیند سے جگادیا تھا۔ وہ سخت کوفت زدہ ہوئے کچن میں آئے تھے۔

"سنائی نہیں دے رہا تمہیں۔ تمہاری وہ منحوس ماری اولاد رو رہی ہے اور تم یہاں کھڑی مزے کر رہی ہو۔" رئیسہ نے دکھ سے اپنے شوہر کو دیکھا۔ محبتوں کا موسم گزر چکا تھا۔

"مزے نہیں کر رہی میں۔ جازم کو بھوک لگی ہے۔ اس کے لیے فیڈر تیار کر رہی ہوں۔" انہیں میمونہ کی پرواہ نہیں تھی۔ بقول ان کے کہ وہ ان کی محبت کی اولاد نہیں ہے۔

"ہاں۔ تمہیں اس کے نخرے اٹھانے سے فرصت ملے تو تم کسی اور کا سوچو نا۔" وہ حقارت سے بولے تھے۔

"بابا.....بہنا۔" وہ معصومیت سے بولا تھا۔ شاید وہ کہنا چاہ رہا تھا کہ وہ جا کر میمونہ کو اٹھالیں۔

"ہاں تیرا نوکر ہوں نا میں یا تیری ماں کا جو تو کہے گا تو میں فوراً سے بھاگتا ہوا وہ کام کروں گا۔"

وہ بات تو نہیں سمجھا لیکن لہجے کو سمجھتا تھا۔ تبھی ڈر کر ماں کے آنچل کے پیچھے چھپ گیا۔ میمونہ اور زور سے رو رہی تھی۔ وہ بلک رہی تھی۔ تڑپ رہی تھی۔ آہ۔ کیسی زندگی ہوتی ہے ان بچوں کی، جن کے باپ انیس مرزا جیسے ہوتے ہیں۔

"اس منحوس کو چھوڑ اور جا کر اسے پکڑ۔" وہ گرجتے ہوئے رئیسہ بیگم کے ہاتھ سے گرم دودھ والا ساس پین لے چکے تھے۔

"یہ مجھے واپس کرو۔ میں اسے اپنے حیدر کو دوں گی۔" وہ چونکے۔

"حیدر۔ کون ہے یہ حیدر۔"

"میں اپنے بیٹے کو کہتی ہوں۔ تاکہ وہ اس نام کی لاج رکھے اور بڑا ہو کر ایک بہادر بچہ بنے۔"

وہ ہنسے تھے۔ بہت زور سے۔ بہت بھیانک سا۔ جازم کو اور خوف آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بہادر بنانا چاہتی ہو اسے۔ چلو ہم آج سے شروع کرتے ہیں۔" وہ کمینگی سے کہتے ہوئے جازم کے قریب آئے تھے۔

"خبردار جو میرے بیٹے کے نزدیک آئے تو، جان سے مار دوں گی میں تمہیں۔" وہ دونوں بازو سامنے پھیلا کر باپ بیٹے کے درمیان دیوار بن گئی تھیں۔

"تم روکو گی مجھے۔ تم....۔"

وہ طنزیہ ہنسے اور پھر رئیسہ بیگم کو زور سے زمین پر دھکا دیا۔ وہ منہ کے بل گری تھیں۔

"ماں۔"

بچے نے سہم کر اپنی ماں کو پھر اپنے باپ کو دیکھا۔

"ماں کا چیلا۔" وہ اس کی جانب لپکے تھے۔

"انیس میرے بیٹے کے ساتھ ظلم مت کرنا۔ وہ ابھی بہت چھوٹا ہے۔" وہ اپنی تکلیف بھول کر منت بھرے لہجے میں بولی تھیں۔ تبھی کچن میں ہولناک، تڑپا دینے والی چیخیں گونجی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھیں۔ماں ساکت تھی اور باپ کچن سے باہر جا رہا تھا۔وہ گرم دودھ سے جازم کے ہاتھ اور پاؤں جلا کر گئے تھے۔وہ چھوٹا سا بچہ زمین پر لیٹے تڑپ رہا تھا۔

"ماں.....آگ....ماں....ماں درد.....درد....ہو رہا ہے۔"رئیسہ بیگم کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔بھلا کوئی باپ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا۔

"ماں....بچا لو.....سانس.....رک...۔"

اتنی ہی ہمت تھی اس میں۔اور وہ بے ہوش۔

اس کے بے ہوش ہوتے ہی وہ ہوش میں آئیں تھیں۔اس وقت وہ چھوٹا جازم وہاں نہیں تھا لیکن اس کی چیخیں کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھیں۔

"میرا بچہ۔کیسی کیسی تکلیفیں سہہ کر بڑا ہوا ہو گا۔"

یاسر پر یہ بات پہلی دفعہ کھلی تھی۔اسے تکلیف ہوئی تھی۔بہت زیادہ۔اتنی کہ وہ دل پر ہاتھ رکھتا وہاں سے اٹھ گیا۔شاید اسے گھٹن ہو رہی تھی۔

"آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔باقی پھر کبھی سنا لیجیے گا۔رات بہت ہو گئی ہے۔سو جائیں۔"

وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

ماں مسکرائیں۔

"وہ سن کر مر رہا ہے اور ایک سہہ کر مرتا رہا۔اور میں دیکھ دیکھ کر مرتی رہی۔لیکن اصل میں سب زندہ رہ گئے سوائے اس بے حس انسان کے۔"وہ زخمی سا بولیں تھیں۔میمونہ نے چند لمحے خاموشی سے انہیں دیکھا۔

"جو بھی ہے امی۔ہے تو وہ باپ کا قاتل ہی نا۔میرے لیے وہ ہمیشہ قابل نفرت رہے گا۔"

وہ بھی کمرے سے باہر نکل گئی تھی اور اپنے پیچھے ماں کو برف کا مجسمہ بنا گئی تھی۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:06

رات پورے گجرات کو اپنی سیاہ چادر میں لپیٹ چکی تھی۔ آسمان پر ننھے ننھے دیے جلتے ہوئے آسمان کو رونق بخش رہے تھے۔ ان ننھے دیوں میں چاند کی اپنی چمک تھی۔ وہ بہت

تمکنت سے آسمان پر چمک رہا تھا۔ ایسے میں ایک ریستوران اپنی مصنوعی روشنیوں میں ڈوبا ہوا نظر آرہا تھا۔ جس کی رونقوں میں اس وقت اضافہ ہو گیا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایمان کے لیے رونق ہی اب ہوئی تھی۔ وہ گلا کھنکھارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اسلام علیکم۔"

اس کی آواز میں بے حد خوشی تھی۔ شہرام نے دلچسپی سے اسے دیکھا اور گلفام نے عدم دلچسپی سے۔

"وعلیکم اسلام۔" جواب اس نے قدرے مسکرا کر دیا تھا۔

"آپ کے آنے کا بہت شکریہ۔" وہ اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے مشکل سے بولی تھی۔

گلفام نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ اس کا پہننے اوڑھنے کا طریقہ کافی بدل گیا تھا۔ وہ اچھے لباس پہننے لگی تھی۔ سب سے بڑھ کر اس نے سر پر دوپٹا لے رکھا تھا۔

"آپ کی وجہ سے میری چائے رک گئی تھی۔ کیسے نا آتا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ایمان کو شرمندہ کرنا چاہا تھا اور وہ ہو بھی گئی تھی۔ لیکن شرمندگی پر لعنت بھیجتی وہ مسکرا دی۔ اس انسان کے لیے کچھ بھی۔

"آپ کے نا آنے کی وجہ سے یہاں پر بہت کچھ رکا ہوا تھا۔" وہ کہنا تو "دل" چاہتی تھی لیکن ڈر تھا کہ کہیں وہ ناراض ہو کر چلا نا جائے۔ ابھی تو آیا ہے۔ اگر چلا گیا تو شاید پھر کبھی نا آئے۔

"اور کیا کیا رکا ہوا ہے؟" اب اسے تھوڑی سی دلچسپی ہوئی تھی۔

"وہ.... دراصل۔"

وہ گلفام کے یوں دیکھنے پر نروس ہوئی تھیں یا وہ کوئی رکا ہوا کام سوچ رہی تھی۔ وہ فیصلہ نا کر سکا۔

"بتائیں۔ کونسا کام رکا ہوا ہے۔ آج ہم سب سے پہلے آپ کا وہ کام کریں گے۔" وہ دلچسپی سے مسکرایا تھا۔

ایمان تو کیا وہاں موجود کئی لڑکیوں نے اس مسکراتے ہوئے شخص کو دیکھا تھا۔

آہ۔ وہ اتنا پیارا کیسے مسکرا لیتا تھا۔

"وہ... فی الحال تو... کسٹمرز کے لیے چائے بنانی ہے۔ پھر...."

"پھر؟"

"پھر برتن دھونے ہیں۔" ان دونوں کو شدید جھٹکا لگا تھا۔ دونوں کے چہروں سے مسکراہٹیں غائب ہوئی تھیں۔

"کیا آپ.... ہم سے برتن دھلوانا چاہتی ہیں؟" وہ صدمے سے پوچھ رہا تھا۔ وہ سٹپٹا ہی تو گئی تھی۔

"ن... نہیں۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا۔"

"آپ نے کہا ہے۔"

"میں نے نہیں کہا۔"

"آپ نے ابھی کہا ہے کہ برتن دھونے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن یہ تو نہیں کہا کہ آپ جا کر دھوئیں۔"

وہ چند لمحے یونہی اسے دیکھتا رہا۔ پھر قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

وہ ایک دفعہ پھر سے لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔

کوئی اسے روکو۔ اسے کہو یوں مت ہنسے۔ محبت سے دیکھنے والوں کی بھی نظر لگ جاتی ہے۔

کوئی اسے پبلک پلیس پر یوں ہنستے ہوئے روک لو۔ ورنہ اسے نظر لگ جائے گی۔

"آپ بہت دلچسپ ہیں۔"

وہ اپنی ہنسی کے درمیان بولا تھا۔ ایمان اسے سنتی کیا، وہ تو بس اسے دیکھتی ہی جا رہی تھی۔

اس وقت کئی لڑکیوں کو ایمان سے حسد ہوا تھا۔ کاش وہ خوبصورت ہنسنے والا لڑکا ان کی جان پہچان کا ہوتا۔

"چائے؟"

ایمان بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔ اور اس سارے دورانیے میں شہرام نے ایک ہی بات نوٹ کی تھی۔

ایمان کو گلفام سے محبت ہے۔

"ایمان.... ہماری چائے؟" وہ جواب کیا دیتی۔ وہ تو اس کے منہ سے اتنے عرصے بعد اپنا نام سن رہی تھی۔ گلفام کو جیسے شک سا گزرا تھا۔ تبھی اس نے گلا کھنکھارا۔ پھر اس کے سامنے چٹکی بجائی۔ تبھی وہ ہوش میں آئی۔

"جی سر۔"

"چائے پلیز۔"

اب اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"میں ابھی لے کر آتی ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اسے یوں نہیں دیکھنا چاہتی تھی،اس لیے جلدی سے وہاں سے بھاگ گئی۔اس کے جانے کے بعد شہرام نے اپنا رخ گلفام کی جانب موڑا۔

"کیا تم نے کچھ نوٹ کیا؟"

"ہاں.... کیا نوٹ۔"

"کیا یہ ٹھیک ہے؟"

"نہیں۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔" گلفام کے کہنے پر شہرام چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تو پھر گلا پھاڑ پھاڑ کر ہنسنے کی ضرورت نہیں ہے۔"وہ دادی اماؤں والے انداز میں کہتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔جبکہ گلفام اس کے یوں بدلتے تیور پر چونکا۔

"کیا مطلب؟"وہ اس کے سامنے ٹیبل پر بیٹھا۔

"کبھی تم نے خود کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے؟"

شہرام نے سرسری سا پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں؟"

"دیکھ لینا۔ تمہیں جواب مل جائے گا۔"

"امی کہتی ہیں کہ میں بہت خوبصورت ہنستا ہوں۔ کم ہنسا کروں۔ ورنہ نظر لگ جائے گی۔" وہ کچھ یاد کرتے ہوئے بولا تھا۔

"ٹھیک کہتی ہیں آنٹی۔ آئندہ ان کی بات پر عمل کرنا۔"

اب کہ شہرام کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔ گلفام بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"کیا میں واقعی ہی خوبصورت ہنستا ہوں؟" اس نے جیسے کنفرم کرنا چاہا۔ شہرام نے اسے سخت چتونوں سے گھورا تو وہ چپ چاپ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

کچن کی کھڑکی میں کھڑی وہ اپنے من پسند شخص کو دیکھے جا رہی تھی اور چائے ابل کر چولہے کے اندر جا رہی تھی۔

oooooooooooooo

سیالکوٹ میں ایک گرم صبح روئے زمین پر اتر رہی تھی۔ شاہ خاندان ناشتے کی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ایک بات تو ثابت ہوئی کہ ایک بار کا ضدی ہمیشہ کا ضدی ہوتا ہے۔"

دادی جان روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے بولیں تو سب نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ دادی جان نے نوالہ منہ میں رکھا اور پھر واپس سب کو دیکھا۔

"میں اپنے گلفام کی بات کر رہی ہوں۔" سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ امی۔ اس لڑکے نے اپنا شوق پورا کر کے ہی دم لیا۔ یہ ضد بچپن سے ہی اس میں تھی۔" نیلم بیگم نے دادی جان کی تائید کرتے ہوئے تاسف سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"بیٹا کس کا ہے؟"

داداجان بھی کھانے میں مصروف سے بولے۔ وجدان نے سر اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا۔

"بھول گئے ہو تم، کیا کیا تھا تم نے۔" ان کے لہجے میں طنز نہیں تھا۔ وہ بس انہیں بتا رہے تھے۔ وجدان کے لبوں پر مسکراہٹ واضح ہوئی۔

"تو میں کس کا بیٹا ہوں؟" انہوں نے جتاتی نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا۔ داداجان نے کھانے سے سر نہیں اٹھایا۔ وجدان مسلسل انہیں دیکھتے رہے۔ ان کی نظروں سے اکتا کر داداجان نے سر اٹھایا۔

"میں اتنا بھی ضدی نہیں تھا۔"

میز پر بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔

"تم کیوں اتنی خاموش بیٹھی ہو؟"

آیت عدم توجہی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ دادی جان نے خوب غور کیا تھا۔ تبھی اس سے پوچھا۔ آیت نے سر اٹھا کر دادی جان کو دیکھا۔ نیلی آنکھوں میں نمی سی تیر گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہوا ہے میری گڑیا کو؟" داداجان یوں اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ابھی تو صرف آنکھوں میں نمی آئی تھی تو وہ پریشان ہو گئے تھے۔

"پتا نہیں۔ دل بہت گھبرا رہا ہے۔ گلفام بھائی کی یاد آ رہی ہے۔"

لمحے بھر کو سب خاموش ہو گئے تھے۔

"تو اس میں رونے والی کیا بات ہے بیٹا۔ میں فون کرتا ہوں اسے۔ بات کر لو۔"

وجدان نے فوراً میز پر رکھا موبائل اٹھایا۔ اور گلفام کے نمبر پر کال ملائی۔ بیل جا رہی تھی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

"لاپرواہی کی حد ہے بھئی۔ انسان فون ہی اٹھا لیتا ہے۔" وہ نرم سے غصے میں بولے تھے جبکہ آیت کے چہرے پر مایوسی سی پھیل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے تو لڑتی رہتی ہو اس سے ہر وقت۔ اب تمہیں اس کی یاد آ رہی ہے۔" دادی جان نے مصنوعی گھوریوں سے آیت کو دیکھا۔ "اچھا ہے نا کچھ دن وہاں رہے گا۔ تم سکون سے اپنے دن گزارو۔"

"بھائی بہن جتنا بھی لڑ لیں دادی جان۔ لیکن ان کے دل کا ایک حصہ ہمیشہ اپنے بہن بھائیوں کے لیے پریشان رہتا ہے۔ لیکن میرا پورا دل اس وقت اپنے بھائی کے لیے اداس ہے۔ مُجھے بھائی کی یاد....۔"

"اسلام علیکم ایوری ون۔"

اس سے پہلے کہ آیت اپنا جملہ پورا کرتی، دروازے سے برہان اندر آیا تھا۔ ہشاش بشاش برہان۔ سفید ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے۔ وہ اچھا لگ رہا تھا۔

"وعلیکم اسلام۔"

سب نے ایک ساتھ جواب دیا تھا۔ برہان نے پورے میز پر طائرانہ نظر دوڑائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اپنے دولہے میاں نظر نہیں آرہے۔ سویرے سویرے کدھر کو نکل گئے؟"

وہ داداجان کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گیا تھا۔

"سویرے سویرے نہیں،شاموشام۔"

داداجان نے اس کی کمر کو ہولے سے تھپکا۔

"کیا مطلب؟"

"گلفام کسی کیس کے سلسلے میں گجرات گیا ہوا ہے۔"

وجدان نے بتایا تو اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"میڈم کھانا بند کریں۔ یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟"

آیت بدستور کھانے میں مصروف تھی تبھی برہان نے مخاطب کیا۔

"تم کیا میرے نوالے گن رہے ہو؟"

"ہاں گن تو رہا ہوں کہ کب تم ختم کرو اور ہم نکلیں۔" وہ گھڑی کو دیکھتا ہوا بولا۔ پھر آیت کو دیکھا۔ پھر اس کی آنکھوں میں۔ وہ آنکھیں قدرے سرخ تھیں۔

"ابھی ساڑھے آٹھ ہوئے ہیں برہان۔ پتا نہیں تم مجھے اتنی جلدی کیوں یونی....۔"

"کچھ ہوا ہے کیا؟"

اس کے سوال پر سب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں۔

"وہ گلفام کو یاد کر رہی تھی۔ اس لیے تھوڑا سا روئی ہے۔" برہان چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اور پھر چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔ اگر وہ یہ نا کرتا تو شاید اس کے رونے سے پہلے وہ رو دیتا۔

"بھلا وہ انسان بھی کوئی یاد کرنے والی چیز ہے؟ کیا ہو گیا ہے آیت۔" اس نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کو کہا تھا۔

"تمیز سے لڑکے۔ بڑا ہے وہ تم سے۔"

دادی جان نے اسے ٹوکا تو وہ کان پکڑتا سر ہلانے لگا۔

"آئندہ میرے بھائی کے بارے میں ایسی بکواس نا کرنا تم برہان۔" وہ غصے سے کہتی اٹھ گئی تھی۔ اور باقی سب حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھتے رہے۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہو گیا ناناجان۔"

برہان ان کے کان کے پاس جھکا تھا۔

"لگ تو یہی رہا ہے۔ جاؤ تم۔ دیکھو کہیں غصے میں تمہاری گاڑی کو نقصان نا پہنچا دے۔" دادا جان نے ہلکی سرگوشی میں اسے تنبیہہ کی تو اس نے گردن موڑ کر داداجان کو دیکھا۔ پھر واپس ان کے کان کے پاس جھکا۔

"آیت وجدان کو برہان شیرازی کے سارے نقصان معاف ہیں۔" اور پھر رکا نہیں۔ جبکہ دادا جان اس کی بات کو ہضم کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

"کچھ زیادہ ہی کھسر پھسر نہیں ہونے لگی آپ دونوں کے درمیان؟"

دادی جان نے انہیں کو گھورا تو وہ کندھے اچکا گئے۔

نیلم اور وجدان ایسے لمحے میں صرف مسکرا ہی سکے تھے۔

oooooooooooooo

وہ باہر تو آیت گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ لیونڈر کلر کے کرتا پاجامہ میں ملبوس، دوپٹے کو اچھے طریقے سے سر پر اوڑھے وہ بالکل نیلم وجدان لگ رہی تھی۔ چہرہ میک اپ سے عاری تھی اور آنکھیں ہمیشہ کی طرح پر کشش۔ بال اب کندھے سے نیچے آنے لگے تھے۔ وہ جب سے جازم سے ملی تھی اس نے بال کٹوانا چھوڑ دیا تھا اور جازم نے بے وجہ قتل کرنا۔

برہان چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اور پھر سر جھٹکتا آگے بڑھ آیا۔ خاموشی سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

"چلیں؟" اس نے آیت کو دیکھتے ہوئے اجازت طلب کی۔

"ہمم۔"

برہان نے مسکرا کر اگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی کو اڑا لے گیا۔

گاڑی اب سڑک پر تھی لیکن وہ یونیورسٹی کا راستہ نہیں تھا۔ آیت نے چونک کر برہان کو دیکھا۔

"مجھے تمہارے گھر نہیں جانا برہان۔" اس نے قدرے اکتا کر کہا۔

"ہم وہاں نہیں جا رہے۔"

وہ اسی طرح مسکرا رہا تھا۔

"تو پھر کہاں جا رہے ہیں؟"

وہ چونکی تھی۔ برہان نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"ہم گجرات جا رہے ہیں؟"

آیت کی سماعت پر گویا دھماکہ ہی ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم... تم پاگل ہو گئے ہو کیا۔ ہم گھر میں کسی کو بتا کر نہیں آئے اور پھر اتنی دور اکیلے.....۔"

"اکیلے نہیں ہیں ہم۔ گلفام بھائی وہاں ہوں گے۔"

"ہاں وہ تو پھولوں کا ہار لیے ہمارا سواگت کریں گے نا۔"

"بالکل کریں گے۔ آفٹر آل ہم پہلی دفعہ گجرات.....۔"

"بکواس نہیں کرو۔ ہم آج تیسری بار جا رہے ہیں۔" آیت نے اسے یاد دلایا تو وہ بھرپور مسکرایا تھا۔

"اگر ہم تیسری بار جا رہے ہیں تو مس آیت آج اتنا کیوں ڈر رہی ہیں؟"

"پہلے ہم بتا کر آتے تھے برہان۔"

وہ خفگی سے کہتی پیچھے ٹیک لگا گئی تھی۔ گاڑی شہر سے نکل کر گاؤں کے راستوں پر آ چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

"ہم وہاں جا کیوں رہے ہیں؟" وہ بھاگتی ہوئی سڑک کو دیکھ رہی تھی۔ یہاں پر سڑک کے اطراف میں کھیت بھی تھی۔

"کیونکہ آیت وجدان کسی کو یاد کر کے روئیں تھیں۔"

وہ اب سنجیدگی سے بولا تھا۔

"تو؟"

آیت نے چونک کر برہان کی جانب گردن موڑی۔

"تو یہ کہ..... برہان شیرازی، آیت وجدان کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔" برہان کی بات پر وہ جیسے کسی سحر میں جکڑی تھی۔ بے یقینی سی تھی آنکھوں میں۔

"میں تمہیں روتا ہوا دیکھوں تو مرنا جاؤں؟"

وہ گاڑی سڑک کنارے روکے آیت کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔اور آیت کے دل کی دھڑکن جیسے رک سی گئی تھی۔لمحے بھی رک گئے تھے۔برہان مسلسل اسے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ گردن موڑ کر باہر دیکھنے لگی تھی۔باہر دھوپ پوری آب و تاب سے چمک رہی تھی۔

"کبھی کبھی تم بہت عجیب باتیں کرتے ہو۔"

اس نے زبردستی ہنسنے کی کوشش کی تھی۔

"ہاں...شاید۔"

اس کا انداز عام سا ہو کر بھی عام نہیں تھا۔لیکن آیت نے اب برہان کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

وہ گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر چکا تھا۔راستہ خاموشی سے کٹ رہا تھا۔

وہ ہیڈ مرالہ پل پر پہنچے تو ٹھنڈی ہواؤں نے ان کا استقبال کیا تھا۔

مرالہ پل انگریزوں کے دور کا بنایا گیا پل ہے۔ گرمیوں میں زیادہ تر شہری اسی جانب کا رخ کرتے ہیں۔ جتنی بھی گرمی ہو لیکن پل سے گزرتے ہوئے اک سکون سا محسوس ہوتا تھا۔ اور اس کے بعد سفیدے کے درختوں کے پاس سے گزرتے ہوئے۔ یہ تمام ایریا آرمی کے انڈر آتا ہے۔

پل کراس کرنے تک آیت کا موڈ بھی بہتر ہو گیا تھا۔ یہ پل تھا ہی ایسا۔ موڈ خود بخود ہی تازہ دم ہو جایا کرتے تھے۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے میں گجرات میں موجود تھے۔ گاڑی ایک ریستوران کے سامنے آ کر رکی تھی۔ جس کے سامنے بینر لگا ہوا تھا۔ اس کے اوپر بڑے بڑے لفظوں میں لکھا ہوا تھا۔

مانو چائے والی۔

"تو تم مجھے اس جگہ پر دوبارہ لے ہی آئے برہان۔"

وہ اس ریستوران کی دو منزلہ عمارت کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ برہان کندھے اچکاتا مسکرایا۔

"چائے بہت اچھی بناتی ہے یہ۔"

اس کے انداز میں ستائش تھی۔

"میں نے کبھی پی نہیں۔ اس لیے میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"آجاؤ۔ تمہیں پلاتا ہوں۔"

وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولا تھا۔

"سوچ لو۔"

"چائے پینے سے پہلے کون سوچتا ہے؟" برہان گاڑی کے باہر کھڑا اسے حیرت سے تک رہا تھا جو ابھی تک گاڑی سے نیچے نہیں اتری تھی۔

"جنہیں چائے پسند نہیں ہوتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بھی مسکرا کر کہتی گاڑی سے نیچے اتر آئی۔

اب وہ برہان کے سامنے کھڑی تھی اور سورج کی شعاعیں اس کی گہری نیلی آنکھوں کو چندھیا رہی تھیں۔ سورج کی روشنی میں اس کی آنکھیں بے حد حسین لگ رہی تھیں۔ برہان نے بمشکل اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے رکھیں۔ ورنہ اس وقت برہان کے لیے دنیا کا خوبصورت نظارہ آیت وجدان کی آنکھیں تھیں۔

"لیکن میں نہیں سوچ رہا۔"

وہ ریستوران جانے کے لیے مڑ گیا۔

"میں نے کہا سوچ لو۔"

اس کی پکار پر وہ رکا۔ پھر مڑا۔ حیرت سے اسے تکنے لگا۔

"یا چائے پی لو۔ یا میرے ساتھ وقت گزارنے کا شرف حاصل کر لو۔" وہ اک ادا سے بولی تھی۔ برہان کے لبوں پر مسکان گہری ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اندر آجاؤ۔ایک کپ چائے پر، تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔"وہ اسے چھیڑتے ہوئے ریسٹوران کے اندر چلا گیا تھا۔آیت خاصی بدمزہ ہوئی تھی۔

"بندہ دیوار سے ٹکر مار لے لیکن کسی چائے کے دیوانے کو چائے نا پینے کا نا کہے۔"

وہ بیزاریت سے کہتی اندر آچکی تھی۔

اب وہ دونوں بالکل آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔وہ اوپن ایریا میں نہیں بیٹھے تھے بلکہ وہ اندرونے حصے میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں پنکھے کی ہوا سکون بخش رہی تھی۔میز پر دو کپ چائے رکھی ہوئی تھی اور وہ دونوں کپ برہان شیرازی کے تھے۔ایک کپ اٹھا کر وہ لبوں سے لگا رہا تھا۔

"تم مجھے چائے کا بس کوئی ایک فائدہ بتا دو۔"آیت اب واضح چڑ گئی تھی۔"مطلب...چائے ہماری صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔اس سے سر درد رہتا ہے۔رات کو پی لو تو نیند نہیں آتی۔پھر تم اتنی ان ہیلدی چیز کیسے استعمال کر رہے ہو؟"

وہ چائے پیتے ہوئے چائے کے نقصانات سن رہا تھا۔ آیت جواب کی منتظر تھی لیکن وہ مزے سے اپنی چائے سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

"تو مس آیت کیا کہہ رہی تھیں آپ۔" وہ چائے کا کپ خالی کر کے میز پر رکھ چکا تھا۔

"چائے پینے سے سر درد ہوتا ہے۔"

"ہاں تو۔"

"لیکن تم مجھے ایک بات بتاؤ کہ جب تم نے کبھی چائے پی ہی نہیں تو تمہیں کیسے پتا کہ اس سے سر درد ہوتا ہے اور رات کو نیند بھی نہیں آتی؟"

اس کے سوال پر وہ گڑبڑائی، پھر سنبھلی۔

"وہ.... میں نے انٹرنیٹ پر دیکھا تھا۔ بہت سارے نقصانات بتا رہے تھے۔" وہ کہہ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ برہان کے لبوں پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"تو مس آیت وجدان شاہ، آپ مجھے انٹرنیٹ سے دیکھ کر چائے کے نقصانات بتا رہی ہیں لیکن کیا کبھی آپ نے انٹرنیٹ پر سستی کے نقصانات نہیں پڑھے۔ زیادہ موبائل استعمال کرنے کے نقصانات نہیں پڑھے۔ رات دیر تک جاگنے کے نقصانات نہیں پڑھے؟" وہ بہت آرام سے پوچھ رہا تھا لیکن آیت کے چہرے کا رنگ فی الحال اڑ چکا تھا۔

"جب آپ نے اپنی کمزوریوں پر ریسرچ کرنے کی کوشش نہیں کی تو آپ چائے پر ریسرچ کیوں کر رہی ہیں؟"

وہ اس کی حالت سے خاصا محظوظ ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم بات کو کس طرف لے کر جا رہے ہو؟"

"اسی جانب جہاں سے یہ چلی تھی۔"

آیت نے خفگی سے سر جھٹکا۔

"تم کہتی ہو چائے پینے سے سر درد ہوتا ہے۔ لیکن میں جب تک ناشتے کے فوراً بعد چائے نا پی لوں۔ مجھے سارا دن سر درد رہتا ہے۔ تم کہتی ہو رات کو چائے پینے سے نیند نہیں آتی۔ لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ میں جب تک رات کی چائے نا پی لوں۔ مجھے نیند نہیں آتی۔ چائے پینے والے ویسا نہیں سوچتے جیسا نا پینے والے سوچتے ہیں۔"

وہ کہہ کر دوسرا کپ لبوں سے لگا گیا تھا۔

"میں صرف....۔" وہ اپنے پیچھے سے آنے والی آواز پر کرنٹ کھا کر اٹھی تھی۔

"معاف کیجئے۔ میں آپ کو ڈرانا نہیں چاہتی تھی۔" ایمان اپنی خوبصورت مگر باریک آواز میں بولتی ہوئی ان دونوں کے قریب آئی۔

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں صرف آپ کو اس نوجوان کی سمجھداری والی باتوں کی وجہ سے چھوڑ رہی ہوں۔ ورنہ چائے والے ریستوران میں بیٹھ کر آپ کو چائے کی برائی کرنے پر میں گرفتار بھی کروا سکتی ہوں۔" وہ نرم سی دھمکی دیتے ہوئے بولی تھی۔ آیت کا گلا تک خشک

ہو گیا تھا۔اس نے ضبط سے لال پڑتی آنکھوں سے برہان کو دیکھا۔جو ناپسندیدگی سے ایمان کو دیکھ رہا تھا۔شاید اسے گرفتاری والی بات پسند نہیں آئی تھی۔

"اس کا بھائی وکیل ہے۔کیس لڑ بھی لے گا اور جیت بھی لے گا۔"

ایمان کی پشت پر گلفام کی آواز ابھری تھی۔وہ کرنٹ کھا کر پلٹی جبکہ ان دونوں نے بھی اسی طرح گلفام کو دیکھا۔

"بھائی۔"آیت تقریباً بھاگتی ہوئی آئی اور گلفام کے سینے سے آلگی۔ایمان بت بنی اس سارے منظر کو دیکھ رہی تھی۔وہ لڑکی اس کی بہن تھی۔اس انکشاف پر وہ جیسے جم سی گئی تھی۔

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا بھائی۔بہت زیادہ۔"وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔جبکہ گلفام نے حیرت سے برہان کو دیکھا۔

برہان بھی کندھے اچکا گیا۔

"کیا کوئی کام تھا؟ڈونٹ ٹیل می کہ تمہیں مہر ماہ سے ملنا ہے؟"وہ شریر سے لہجے میں بولا تو آیت اسے گھورتی ہوئی دور ہوئی۔

"حد ہے بھائی۔ آپ مجھے مطلب پرست سمجھتے ہیں؟" گلفام مسکرایا تھا۔

"نہیں میں ایسا نہیں سمجھتا۔" گلفام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔ وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"لیکن اگر ایک انسان وہی ہو تو دوسرا انسان کیا کر سکتا ہے۔"وہ کہتے ہوئے مسکراہٹ دبا گیا تھا جبکہ آیت کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔اس نے غصے سے دور ہونا چاہا لیکن گلفام نے گرفت سخت رکھی۔

"میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا۔ بہت زیادہ۔"اب وہ ذرا سنجیدہ ہوا تھا۔ایمان کو اس وقت وہاں اپنا آپ غیر ضروری لگا تو وہ وہاں سے ہٹ گئی۔ لیکن جب تک گلفام یہاں تھا، اسے دیکھتے رہنے کے علاوہ وہاں دوسرا کوئی کام نہیں تھی۔ وہ اپنے کچن میں آ گئی تھی لیکن وہ یہاں سے بھی نظر آ رہا تھا۔

"میں بھابھی کا نمبر نہیں لے کر دوں گی۔" وہ بھی گلفام کے انداز میں بولی تو وہ دلچسپ سا ہنس دیا۔

"اس کے لیے مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔ وہ مجھے بغیر کسی محنت کے مل جائے گا۔ لیکن تم دونوں مجھے یہ بات بتاؤ۔"

گلفام نے اسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے دور کیا۔

"تم دونوں گجرات میں کیا کر رہے ہو۔ گھر میں کسی کو بتا کر آئے ہو نا؟"

اس کے یوں رعب سے پوچھنے پر برہان اور آیت نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر گلفام کو۔ اور پھر نفی میں گردن ہلائی۔

اب کے اسے غصہ آیا تھا۔

"تو تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو۔ بجائے اس کے کہ یونیورسٹی جاتے۔"

"آپ کی ہمشیرہ کو آپ کی بے حد یاد آ رہی تھی۔ کھانے کی میز پر رو رہی تھیں۔مُجھے کہہ رہی تھی کہ مُجھے بھائی کے پاس لے جاؤ ورنہ میں پانچ روپے کی بنٹیاں کھا کر خودکشی کر لوں گی۔"

وہ لب دبا کر بولا تو آیت نے دیدے پھاڑ کر اسے دیکھا۔ گلفام بھی اس کی شرارت کو بھانپ گیا تھا۔

"یہ خودکشی والی بات کب کی میں نے؟"

"بھول گئیں۔ گاڑی میں بیٹھ کر....۔"

"میں نے تمہارے سر پر یہ کپ مار کر تمہارا قتل ضرور کر دینا۔"وہ ہاتھ میں کپ اٹھا چکی تھی۔

"اور میں نے کیس لڑنا ہے اور تمہیں تا عمر قید دلوا دینی ہے۔"

گلفام کو یوں پارٹی بدلتے دیکھ آیت نے غش کھا کر اپنے بھائی کو دیکھا تھا۔

"اتنی جلدی تو گرگٹ بھی رنگ نہیں بدلتا بھائی جتنی....۔"

"یہ ڈائیلاگ پرانا ہو گیا ہے میری بہن۔"

وہ اسے چھوڑ کر برہان کی جانب بڑھ گیا اور اس سے بغل گیر ہوا۔

"اب تم دونوں شریفوں کی طرح میرے ساتھ واپس چلو۔ تم لوگوں کی وجہ سے مل بیٹھا مجھے سراغ۔"

"تو آپ کو کس نے دعوت دی ہے ہمارے ساتھ جانے کی۔ آپ رہیں یہاں، ہمیں رستہ آتا ہے۔" آیت نے تیورا کر کہا تو گلفام نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"تم لوگ بیوقوف ہو۔ میں نہیں۔ چپ چاپ تم میری گاڑی میں بیٹھو، برہان اپنی گاڑی میں آئے گا۔"

"بھائی آج کا دن تو گجرات میں گزار لینے دیں۔ آج اتنی دیر بعد آیا ہوں یہاں۔" برہان نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن مجھے نہیں گھومنا۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔"

وہ تو ہڈ حرام لڑکی واپس جانے کو بے تاب ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم دونوں گھوم لو۔ تب تک میں اپنا تھوڑا سا کام کر لوں۔ لیکن واپس ساتھ جائیں گے۔"

گلفام کے یوں بدلنے پر آیت کو بہت تپ چڑھی تھی۔ بہن بھائیوں کے سامنے کبھی نہیں کہنا چاہیے کہ ہم ان کو یاد کرتے کرتے ان کے پیچھے آ گئے۔ عزت نفس کا نقصان۔

"اسے اچھی اچھی جگہ گھمانا تاکہ اس کے دماغ سے زنگ اترے۔" گلفام نے پیار سے آیت کے سر پر چپت لگائی۔ آیت نے منہ بسور کر گلفام کو دیکھا۔

"اور گھر کسی کو نا بتانا یہاں آنے کے بارے میں۔ ورنہ سب خوامخواہ پریشان ہوں گے تم دونوں بے وقوفوں کی وجہ سے۔"

ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گلفام بھی موبائل پر کسی کو کال ملاتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مہر ماہ کون ہے؟"

کچن میں کھڑے اس نے خود سے پوچھا۔

oooooooooooooooo

گاڑی آئس کریم پارلر کے سامنے آ کر رکی تھی۔ سڑک کے اطراف میں بہت ساری دکانیں بھی تھیں اور ان دکانوں کے پیچھے کہیں کھیت تھے تو کہیں بڑے بڑے گھر۔ کہیں کوئی درخت نظر آجاتا تھا۔ لیکن برہان ان سب کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ آیت کو دیکھ رہا تھا جو سامنے سڑک پر بھاگتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اندر نہیں جانا تمہیں؟"

برہان کے سوال پر اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اب یہاں کیا کرو گے تم؟" وہ بیزار ہوئی تھی۔

"آئس کریم کھانے چلتے ہیں نا۔" وہ پر جوش سا بولا تھا۔ آیت نے ناک منہ چڑھایا۔

"بالکل بچوں والے شوق ہیں تمہارے۔"

وہ چڑ کر بولی تھی۔

"تو میں بھی تو ابھی بچہ ہی ہوں۔" اس نے شانے اچکائے۔

"نہیں مطلب اب تمہیں آئس کریم کھانی ہے۔ تم ہر وقت کھاتے کیوں رہتے ہو؟"

"تاکہ تم مجھے نظر لگا سکو۔" آیت نے اسے گھوریوں سے نوازا تھا۔

"چلو نا یار۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

"تم جاؤ۔ اور میرے لیے اسٹرابیری فلیور لے کر آنا۔" وہ تحکم سے کہتی پیچھے ٹیک لگا گئی تھی۔ برہان سر جھکا کر مسکرایا تھا۔

"جو آپ کا حکم ملکہ عالیہ۔" آیت نے بل کھا کر اسے دیکھا۔

"عالیہ ہماری شیف ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب کے وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا تھا۔

"وہ شیف ہے۔ تم ملکہ ہو۔" وہ پلکیں جھپکا تا باہر نکل گیا۔ آیت تو بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ برہان گیا تو اسی لائین میں ایک اور گاڑی آ کر رکی تھی۔ برہان کی گاڑی کے بالکل سامنے۔ آیت یونہی گردن سیدھی کیے عدم توجہی سے اس گاڑی کو دیکھے گئی۔ چمکتی دمکتی لینڈ کروزر میں سے ایک اٹھائیس سالہ نوجوان باہر نکلا تھا۔ سیاہ پینٹ کے ساتھ سیاہ بٹنوں والی شرٹ، آنکھیں چشمے سے عاری تھیں، بال ایک جانب کو کیے وہ آج مختلف لگ رہا تھا، لیکن اچھا لگ رہا تھا۔ کلائی میں سیاہ گھڑی باندھی ہوئی تھی۔ آیت اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ بس گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظریں وہاں تھی لیکن دماغ کہیں اور تھا۔

نوجوان نے اپنے پیچھے کھڑی گاڑی کو دیکھا۔ لبوں پر دلکش مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی۔ اس نے اپنا ہاتھ دل پر رکھا۔

"بتانے کے لیے شکریہ۔"

پھر وہ قدم قدم چلتا ہوا گاڑی کے قریب آیا۔ پھر گاڑی کو کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

"اتنی جلدی آ.....۔"اس کا جملہ ادھورا رہ گیا تھا۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی شخصیت اسے منجمند کر گئی تھی۔

دوسری جانب وہ شاپ کے اندر تھا۔اس کے ساتھ ایک چھبیس سالہ لڑکی کھڑی تھی۔ مٹیالے رنگ کی پیروں تک آتی فراک اور چوری دار پاجامے میں،بالوں کو پونی میں قید کئے ہوئے اور دوپٹا ایک جانب کو گرائے وہ اچھی لگ رہی تھی۔برہان آئس کریم کے فلیورد یکھ رہا تھا لیکن اسے جو فلیور چاہیے تھا،ابھی تک ملا نہیں تھا۔وہ بیزار ہوتا جونہی مڑا۔وہ زور سے اس لڑکی سے ٹکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آؤچ۔"

وہ زمین پر گرتے گرتے بچی تھی۔برہان نے اسے بچانے کے لیے اپنا ہاتھ تو آگے نہیں کیا لیکن اسے دل سے برا لگا تھا۔وہ لڑکی سیدھی ہو کر اسے بہت کچھ سنانے لگی تھی لیکن وہ رک گئی۔وہ کچھ بول ہی نہیں پائی۔وہ برہان کے خوبصورت چہرے میں کھو سی گئی تھی۔

"معاف کر دیں باجی۔ غلطی سے ہو گیا۔" وہ معذرت کر رہا تھا اور میمونہ مرزا کے لب لفظ باجی پر کھل سے گئے تھے۔

"اس بات پر معاف کر سکتی ہوں میں تمہیں ہینڈسم۔ لیکن اگر تم نے مجھے اب باجی کہا نا تو اچھا نہیں ہو گا۔" وہ شریر سی تنبیہہ کرتے ہوئے مسکرائی تھی۔ برہان مصنوعی سے مسکرایا۔

"جی باجی۔" اور وہ کہہ کر مڑ گیا جبکہ میمونہ بے یقین سی اسے دیکھے گئی۔

"خاصا دلچسپ لڑکا ہے۔"

وہ مسکرا کر کہتی اس کے پیچھے چلی آئی۔

"میمونہ.... میمونہ مرزا۔" اس نے اپنا ہاتھ برہان کی جانب بڑھایا تو شاپ کے اندر موجود لوگوں نے ان کی جانب دیکھا۔ اور لفظ مرزا پر برہان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" کافی دیر تک جب برہان نے ہاتھ نہیں ملایا تو اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ لیکن ہار نہیں مانی۔ برہان صحیح معنوں میں زچ ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ناٹ انٹرسٹڈ۔"

وہ اسے نظر انداز کرتا دوسری جانب چلا آیا۔ لیکن آج وہ لڑکی کہاں اس کا پیچھا چھوڑنے والی تھی۔ تھی تو جازم کی بہن ہی نا۔ پسندیدہ چیز کو ہاتھ سے تو نہیں جانے دے گی۔

oooooooooooo

"آ.... آپ یہاں۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔" وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا تھا تو سمجھے وہ لینے آیا ہوں۔" وہ خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔

"آپ میرا پیچھا کر رہے ہیں؟" اب اسے تپ چڑھی تھی۔

"میں آپ کا پیچھا نہیں کر رہا۔ بلکہ آپ میرا پیچھا کرتے کرتے یہاں آ گئی ہیں۔" وہ جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"آپ کا نا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں کیوں آپ کا پیچھا کروں گی؟"

Clubb of Quality Content

"تو میں کیوں آپ کا پیچھا کروں گا؟"وہ اسی کے انداز میں بول رہا تھا۔لیکن کیوٹ لگ رہا تھا۔

"دیکھیں مسٹر جازم۔آپ گجرات میں آئے ہیں تو مطلب میرے پیچھے ہی آئے ہیں نا۔" آیت نے اسے شہادت کی انگلی دکھاتے ہوئے کہا تو وہ چند ثانیے اسے دیکھتا رہا۔وہ نروس ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"آپ اس قابل تو ہیں کہ آپ کے پیچھے آیا جائے۔"وہ بڑے آرام سے اس کی دھڑکن روک چکا تھا۔

آیت نے غصے سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔"لیکن....میں گجرات کا رہنے والا ہوں۔"

آیت کو حیرت ہوئی تھی۔

"تو پھر آپ سیالکوٹ کیوں گئے تھے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ وہاں میری بیٹی ہے۔ میں اس سے ملنے گیا تھا۔ میرا گھر، میرا بزنس گجرات میں ہے۔ میں گجرات میں ہی سانس لیتا ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولتا ایک بار پھر آیت کو سحر زدہ کر رہا تھا۔

"لیکن آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟ سوال تو وہیں ہے۔ کیا آپ واقعی ہی میرا پیچھا....."

"جی نہیں۔" وہ اپنے لفظوں پر زور دیتی بولی تھی۔ "میرا بھائی یہاں کسی کام سے آیا تھا۔ ہم اس سے ملنے آئے تھے۔" وہ چونکا تھا۔

"آپ کا بھائی... یعنی... شاہ صاحب گجرات آئے ہوئے ہیں۔ ہمارے مہمان بن کر۔" وہ دلچسپی سے بولا تھا۔

"وہ اپنے کسی کام سے آئے ہیں۔ آپ کے مہمان بن کر نہیں۔"

"کیسا کام؟" اسے تجسس ہوا تھا۔

"میں آپ کو کیوں بتاؤں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ مجھے ہر بات معلوم ہونی چاہیے۔"

"کیوں؟ آپ یہاں پر منسٹر لگے ہوئے ہیں جو آپ کو ہر بات معلوم ہونی چاہیے۔" وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا تھا۔

"آپ کا بھائی خوامخواہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ یہ دنیا کتنی ظالم ہے۔" آیت نے عجیب نظروں سے جازم کو دیکھا تھا۔

"وہ جانتا ہے کہ یہ دنیا کتنی ظالم ہے۔ وہ ان کے ظلم کو ختم کرنے کے لیے نکلا ہے۔" اس کا انداز بہت کچھ جتاتا ہوا تھا۔

"اسے تم لوگوں کی پرواہ نہیں ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو تم لوگ کس قدر تکلیف سے گزرو گے۔ کیا کبھی سوچا ہے؟"

"اس دنیا کو محسن لوگوں کی کتنی ضرورت ہے۔ کیا کبھی آپ نے سوچا ہے؟" وہ سنجیدگی سے کہتی جازم کو چپ کروا گئی تھی۔ "اور رہی بات مرنے کی تو وہ ہم سات پردوں میں بھی اپنے بھائی کو چھپا کر رکھیں گے نا تو موت اسے آہی لے گی۔ تو کیا یہ اچھا نہیں کہ وہ اپنے ملک کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

غریب عوام کے لیے کچھ کرتے ہوئے شہید ہو جائے۔اعزاز والی موت تو سب کو چاہیے ہوتی ہے لیکن ملتی قسمت والوں کو ہے۔"اب کے وہ اس کی باتوں کے سحر میں کھوسا گیا تھا۔کیا وہ اتنی سمجھداری کی باتیں بھی کرتی تھی۔

"یعنی آپ کہنا چاہتی ہیں کہ آپ کا بھائی قسمت والا ہے؟"وہ قدرے مسکرائی۔

"اگر وہ دشمن کو پیٹھ دکھا کر نہیں بھاگتا تو ہاں....وہ قسمت والا ہے۔ورنہ دشمن سے ڈر کر بھاگ جانے والا لعنت والا ہے۔"

گاڑی میں کئی لمحے خاموشی چھائی رہی۔آیت سڑک پر بھاگتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھنے لگی تھی اور جازم اسے۔تبھی یاد آنے پر آیت نے تیزی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ ابھی تک گاڑی سے نیچے نہیں اترے۔پلیز جائیں یہاں سے۔اگر برہان نے دیکھ لیا تو خوامخواہ اسے غصہ آئے گا۔"

"جا رہا ہوں لیکن مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔"وہ سنجیدہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟"

"آپ شادی کریں گی مجھ سے؟"جازم کے لہجے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں تھی لیکن آیت پر تو جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔وہ چند لمحے کچھ نا بولی تو جازم نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"کہاں کھو گئی ہیں؟میں نے آپ کو کسی کا قتل کرنے کا تو نہیں کہہ دیا جو آپ یوں بت بن گئی ہیں۔"

آیت نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"آپ کی...ہمت...کیسے ہوئی یہ سوال کرنے کی۔"وہ نظریں چراتے ہوئے بمشکل بول پائی تھی۔

"اتنی فکر نا کریں۔اچھی طرح سوچ لیں۔جب مناسب لگے تو جواب دے دینا۔"وہ مسکرایا تھا۔اور نا چاہتے ہوئے بھی آیت کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔وہ محو سی اسے دیکھے گئی۔جازم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔اتنا تو وہ جانتا ہی تھا کہ وہ لڑکی اس سے محبت کرتی ہے۔بس ذرا خوفزدہ ہے۔وہ تو بس اس کا ساتھ دے رہا تھا اپنے تک آنے کا۔

"Take Your Time"

وہ مسکرا کر کہتا گاڑی سے اتر چکا تھا۔ آیت بس اسے جاتے ہوئے دیکھے گئی۔ وہ اب اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے آیت نے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر اسے گاڑی سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔ پھر اس کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے تھے۔ آیت نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اس جانب دیکھا جہاں وہ دیکھ رہا تھا۔ شاپ کے دروازے سے برہان باہر آیا تھا۔ آیت کو اچھنبا ہوا۔

کیا وہ برہان کو اتنے غصے سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے واپس جازم کو دیکھا جو اب گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ اور پھر گاڑی کو وہاں سے اڑا لے گیا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ جازم کا آگے کا سفر بہت مشکل گزرنے والا تھا۔

oooooooooooooooooooo

حلیمہ بیگم صبح کے کاموں سے فارغ ہو کر قرآن لے کر بیٹھی ہوئی تھیں لیکن کمرے تک آتی دادی کی آوازوں نے ان کا سکون تک غرق کر دیا تھا۔ وہ شاید اپنی بیٹی سے فون پر بات کر رہیں تھیں۔

"ہاں، سو گئی ہو گی جا کر اپنے کمرے میں۔ یہ نہیں کیا کہ چلو ساس کی ٹانگیں ہی دبا دوں۔"

دوسری جانب شائستہ بیگم تھیں۔ وہ حلیمہ شاہ کی بڑی نند تھیں اور چھوٹی کاشفہ تھیں۔ شائستہ بیگم، ادیب صاحب سے تین سال بڑی تھیں اور کاشفہ دو سال چھوٹی تھیں۔ شائستہ بیگم بہت اچھی تھیں۔ ان کی حلیمہ بیگم کے ساتھ بہت بنتی تھی۔ انہیں اپنا بھائی اور اس کی اولاد بہت عزیز تھی۔ ان کی اپنی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ اور دوسری جانب کاشفہ تھیں۔ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی اور اس کا الزام حلیمہ بیگم کے تعویذ دھاگوں پر تھا۔ کاشفہ تو پہلے ہی حلیمہ کے خلاف تھیں۔ اس لیے دادی اس کے ساتھ بات نہیں کرتی تھیں لیکن شائستہ بیگم کو ہر وقت بد ظن کرنے میں لگی رہتیں۔ کاشفہ تو یہاں آتی بھی نہیں تھیں لیکن شائستہ اکثر آجاتی تھیں۔

"امی تھک جاتی ہے وہ بھی سارا دن گھر کے کام کر کر کے۔ اگر تھوڑا سا آرام کر لے گی تو اس کی صحت کے لیے اچھا ہی ہو گا نا۔"

وہ بہت آرام سے بات کر رہیں تھیں۔

"اس کی صحت کی بڑی پرواہ ہے تمہیں۔ ماں کا تو کوئی خیال ہی نہیں۔ نا ہی تیرے بچے آتے ہیں نانی سے ملنے۔ ایک برہان ہے۔ آئے دن اپنی نانی کے ہاں گیا ہوتا ہے۔ مجال ہے جو وہ لڑکا یہاں ٹکتا ہو۔"

"تو آپ یہ نا بھولیں کہ جب برہان پیدا ہوا تھا تو حلیمہ کتنی بیمار ہو گئی تھی۔ پورے دس ماہ اسے نیلم اور کلثوم خالہ نے سنبھالا تھا۔ حالانکہ اس کی اپنی بھی بیٹی تھی۔ کیسے نا جائے بھاگ بھاگ کر۔"

اب کے وہ لمحے بھر کو چپ ہو گئیں۔

"ایک گلاس پانی کا مانگا میں نے۔ کہنے لگی خود پی لو۔ بھلا ایک گلاس پانی کا دے دینے میں کیا جا رہا تھا۔"

وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہیں تھیں اور اندر حلیمہ بیگم کا دل جیسے کسی نے بھاری چیز تلے دے دیا تھا۔ وہ اپنی ساس کی وجہ سے سب سے بد ظن ہو گئیں تھیں۔ اپنی پسند کی بھابھی سے، ہر وقت سپورٹ کرنے والی نند سے۔ وہ اپنے ہر رشتے کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگی تھیں۔ چاہے جتنا بھی ان کا ساتھ دے دیا جائے۔

"بھول گئی ہو گی اماں۔ کام....."

"تو یہ کیوں بھول جاتی ہے کہ اس کے تعویذوں کی وجہ سے میری کاشفہ کو اولاد نہیں ہوئی۔ شادی کو سولہ سال گزر گئے لیکن....."

"اماں۔ آپ کی بہو سید ہے۔ آپ کو اس کی عزت کرنی چاہیے اور آپ.... آپ اس پر بہتان لگائے جا رہی ہیں۔"

"تم....."

"میں آپ کو ایک بات بتا دوں اماں۔ اگر اللہ نے کاشفہ کو اولاد دینی ہوئی تو کوئی اس کے گلے میں بھی اولاد نا ہونے کا تعویذ باندھ دے گا تو اولاد ہو کر رہے گی۔ لیکن اگر نہیں ہونی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تو آپ اسے سات پردوں میں چھپا لیں۔ وہ نہیں ہونی۔ جو کام اللہ کے ہیں، انہیں لوگوں کے سروں پر ڈال کر کیوں گنہگار بن رہی ہیں۔"

وہ بہت نرمی سے سمجھا رہی تھی لیکن وہ سکینہ بیگم ہی کیا جو اتنا اچھا سوچیں۔

"تجھے جس دن ماں کی پرواہ ہوئی تو کر لینا فون۔ آئندہ مجھے فون نا کرنا۔" غصے سے کہتے انہوں نے فون بند کر دیا۔

حلیمہ بیگم نے سر جھٹکتے ہوئے اپنا دھیان قرآن کی جانب لگا لیا تھا جبکہ دوسری جانب شائستہ بیگم موبائل کی بند اسکرین کو دیکھتی رہ گئیں۔

"آپ کو بہت اچھی بہو ملی تھی امی۔ دیکھیں۔ کیا بنا دیا آپ نے اسے۔"

وہ فون کو ایک جانب رکھ کر خود پیچھے ٹیک لگا گئی تھیں۔

ان کی بڑی بیٹی رانیہ کی شادی ہو چکی تھی۔ وہ گلفام سے ایک سال بڑی تھی۔ پھر ان کا بیٹا تھا۔ نوفل۔ جو گلفام سے ایک سال چھوٹا تھا۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ ان کی بیکری کی دکان چلاتا

تھا۔ پھر ان کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی جو برہان سے تین ماہ بڑی تھی۔ زرمین۔ اور وہ برہان کو جنون کی حد تک پسند کرتی تھی۔ لیکن ان کے والد شجاعت صاحب دادی کی وجہ سے اپنی اولاد کو وہاں نہیں جانے دیتے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بھی اور دوسری حلیمہ یا میرال بن جائے۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°

برہان شاپ سے باہر آرہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں آئس کریم کپ تھے۔ میمونہ بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔ جازم گاڑی میں بیٹھ رہا تھا جب اس کی نظریں اتفاقاً اس جانب اٹھیں۔ وہ ایک لمحے کو چونکا تھا۔ اور اگلے ہی پل وہ اس لڑکی کو پہچان گیا تھا۔ وہ میمونہ تھی۔ اس کی بہن۔ اس کی دوسری محبت۔ بہت کچھ تھا جو جازم نے اپنے اندر دبایا اور پھر گاڑی سے باہر نکل آیا۔ لیکن اگلے منظر نے اسے طیش دلا دیا تھا۔

"سنو ہینڈسم۔ بھاگے کیوں جا رہے ہو؟" میمونہ کے یوں کہنے پر برہان ضبط کے پل باندھتا رکا تھا۔ پھر اسی طرح مڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا مسلہ ہے آپ کے ساتھ؟"

"مسلہ ہے محبت۔ جو مجھے تم سے ہو گئی ہے۔ اب میں تم سے ملتے رہنا چاہتی ہوں۔ کیا تم مجھے اپنا نمبر دے سکتے ہو؟" وہ اس کے سامنے ہاتھ کیے کھڑی تھی۔

"عمر میں کم از کم آپ مجھ سے دس سال تو بڑی ہوں گی ہی۔ شرم نہیں آتی آپ کو ایک چھوٹے سے بچے کو ہراس کرتے ہوئے؟" میمونہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"میں آپ پر ہراسمنٹ کا کیس کر سکتا ہوں۔" وہ بہت آرام سے مسکرا کر بولا تھا جبکہ میمونہ حیرت سے اسے دیکھے گئی۔

"یہ اس لڑکے کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔" وہ بہت غصے مگر کم آواز میں بولا تھا۔ وہ فی الحال سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس لیے اسی غصے سے واپس گاڑی میں بیٹھا اور اسے وہاں سے اڑا لے گیا۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکا کر پوچھا۔ آیت نے پھر سے گردن موڑ کر برہان کو دیکھا۔ وہ اب کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا۔ کون تھی وہ لڑکی۔ آیت کو اچنبھا ہوا۔

"دھمکی نہیں دے رہا باجی۔ وارننگ دے رہا ہوں۔" وہ سکون سے کہتا اپنی گاڑی کی جانب بڑھ آیا۔ میمونہ نے لفظ باجی کو دل پر ہی لے لیا تھا۔ پھر تقریباً بھاگتی ہوئی اس کی گاڑی کے نزدیک آئی۔ اس سے پہلے کہ آیت کچھ پوچھتی، اس نے اس لڑکی کو گاڑی کی ونڈو سے اندر جھانکتے پایا۔ وہ بھی کچھ کہنے لگی تھی، جب اس کی نظریں آیت کی جانب اٹھیں۔

"یہ.... یہ کون ہے؟" میمونہ نے وہمی سا ہو کر پوچھا۔ برہان کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"پوچھنا تو مجھے چاہیے۔ آپ کون ہیں؟" آیت نے قدرے ناپسندیدگی سے میمونہ کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں جانی پہچانی تھیں۔ آیت نے اس کی آنکھوں سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"میں....۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میمونہ باجی۔" برہان فوراً سے بولا تھا۔ "یہ میمونہ باجی ہیں۔" آیت نے چونک کر پہلے برہان کو، پھر اس لڑکی کو دیکھا۔ جبکہ میمونہ کا دل اب زخمی ہوا تھا۔

"تم میرے جذبات کا یوں مذاق مت بناؤ لڑکے۔ دل بہت خاموشی سے ٹوٹتا ہے لیکن قیامت بہت بڑی مچاتا ہے۔ کہرام برپا کر دیتا ہے۔ ایسا نا ہو کہ دل میرا ٹوٹے اور کرچیاں تمہیں چبھ جائیں۔ اور قیامت ہم دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔" اب وہ رکی نہیں تھی۔ چلی گئی تھی۔ لیکن اس کے انداز میں کچھ ایسا ضرور تھا جس نے ان دونوں کو چونکا دیا تھا۔

"اسے کہیں تم سے پہلی نظر والا یک طرفہ پیار تو نہیں ہو گیا؟"

آیت نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔ برہان بس کندھے اچکا گیا۔

وہ اب الجھا ہوا لگتا تھا۔

oooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا شخص اس وقت دل کے مرض میں مبتلا ہو رہا تھا۔ وہ ماضی میں کہیں بہت پیچھے جا رہا تھا۔ وہ وقت جسے جی کر ایک بچہ بھول جاتا ہے لیکن جازم مرزا کو وہ وقت بھی یاد تھا۔ تین سال کا جازم۔ اٹھائیس سال کے اس نوجوان کا سفر بہت کٹھن ہو رہا تھا۔ وہ جوں جوں آگے بڑھ رہا تھا، توں توں ماضی اس پر حاوی ہو رہا تھا۔

وہ تین سال کا بچہ اپنی ایک سال کی بہن کو گود میں لیے چپ کروا رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ اسے بھوک لگی ہوئی تھی اور رئیسہ بیگم اس کے لیے فیڈر تیار کر رہی تھیں۔ جازم کو اپنی بہن سے بہت محبت تھی۔ وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ابھی دو دن پہلے ہی اس کے باپ نے اس کے ہاتھ پاؤں جلائے تھے لیکن اس تکلیف کے باوجود وہ اپنی بہن کو اٹھائے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ جب تکلیف حد سے سوا ہوئی تو میمونہ اس کی گود سے نیچے گر گئی۔ جازم ایک دم سے سہم گیا تھا جبکہ میمونہ کے رونے میں اضافہ ہوا تھا۔ نیچے موٹا قالین بچھا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے چوٹ نہیں آئی تھی۔ رئیسہ تقریباً بھاگتے ہوئے لاؤنج میں آئیں

تھیں۔انیس مرزا بھی اپنے کمرے سے غصے سے باہر نکلے تھے۔رئیسہ نے بھاگ کر میمونہ کو زمین سے اٹھایا۔

"کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ تم ابھی خود چھوٹے ہو۔مت لیا کرو گود میں اسے۔"وہ پریشان سی بولی تھیں۔

"ماں وہ....وہ رو...رہی... تھی۔"وہ سہما سا بولا تھا تبھی انیس اپنے ہاتھ میں بیلٹ لیے تیزی سے اس کی جانب بڑھے تھے۔رئیسہ بیگم کی نظریں اٹھیں تو وہ لمحے بھر کو ساکت ہوئیں اور فوراً سے جازم کے بالکل سامنے جا کر کھڑی ہو گئیں۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟"وہ تقریباً چیختے ہوئے بولی تھیں۔

"ہٹ جاؤ درمیان میں سے رئیسہ ورنہ اپنے حال کی ذمہ دار تم خود ہوں گی۔"جازم پیچھے سہما کھڑا تھا۔

"آپ کو مجھے مارنا ہے،مار لیں،لیکن جازم کو ہاتھ نہیں لگائیں گے آپ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انیس نے ایک زوردار چانٹا رئیسہ کے منہ پر مارا تھا۔ وہ میمونہ سمیت زمین پر گری تھیں۔

"ماں....۔" بچے نے تڑپ کر ماں کو دیکھا تھا۔ لیکن اگلا تھپڑ جازم کو ہی پڑا تھا۔ وہ اس زور دار تھپڑ کی تاب نا لاتے ہوئے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"آئندہ اگر میرے سکون میں خلل ڈالنے کی کوشش کی تو زمین میں گاڑھ دوں گا تم تینوں کو۔" وہ گرجتے ہوئے بولے تھے۔ آواز بالکل غصیلے شیر جیسی تھی۔ رعب دار لیکن خوفناک۔ وہ جازم کو پاؤں سے ٹھوکر مارتے اپنے کمرے میں واپس جا چکے تھے۔ رئیسہ بیگم میمونہ کو وہیں چھوڑ کر جازم کی جانب دوڑی تھیں۔

"جازم۔ میرا بیٹا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ آنکھیں کھولو۔" وہ اسے گود میں لیے رو رہی تھیں۔ ان کے اپنے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا لیکن وہ اپنے ہر درد سے بے نیاز ہو چکی تھیں۔ یہاں تک کہ قالین پر گری میمونہ سے بھی۔

وہ مزید دیر نہیں کر سکتی تھیں، اس لیے جازم کو اٹھا کر اندر لے گئیں اور ڈاکٹر کو فون کر دیا۔ ڈاکٹر کے آنے تک وہ میمونہ کو فیڈر دے کر ایک جانب لٹا چکی تھیں۔ اب وہ پر سکون تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کا بیٹا بالکل ٹھیک ہے۔ بس ڈر گیا ہے۔ آپ کا بیٹا حساس ہے۔ اس کا خیال رکھیں اور کوشش کریں کہ آئندہ کوئی بھی چیز اس کے ڈر کی وجہ نا بنے۔ ورنہ یہ ہر صورت خطرناک ہو سکتا ہے۔"

ڈاکٹر انہیں تنبیہہ کر کے اور کچھ دوائیاں دے کر جا چکا تھا۔ وہ پریشان سی اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"کہاں ہو تم جاہل عورت۔ شام ہو گئی ہے، روٹی کون بنائے گا۔ تیرا مرا ہوا باپ؟" وہ باہر سے ہانکیں لگا رہے تھے۔ رئیسہ نے زخمی دل کے ساتھ انیس کی باتیں برداشت کی تھیں۔ لیکن وہ جازم کے لیے مزید کوئی مسلہ پیدا نہیں کر سکتی تھیں۔ اسی لیے کھانا بنانے کے لیے اٹھ گئیں۔

oooooooooooooo

گزرتے وقتوں میں ہوا یہ تھا کہ جازم اب اپنے باپ کے سامنے کم سے کم آنے لگا تھا۔ وہ اس دن کے بعد بہت زیادہ ڈر گیا تھا۔ وہ میمونہ کو بھی دور دور سے ہی پیار کرتا تھا۔ انیس جب

کبھی رئیسہ کو مارتے تو وہ کبھی کمرے میں چھپ جاتا تو کبھی صوفے کے پیچھے۔ کبھی وہ پردے کو اپنا سہارا بنا کر اس کے پیچھے چھپ جاتا۔ آج بھی یہی ہوا تھا۔ جازم اپنی ماں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

"ماں میں سکول کب جاؤں گا؟ سارے بچے ہمارے گھر کے سامنے سے گزر کر سکول جاتے ہیں۔"

وہ معصومیت سے اپنی توتلی زبان میں پوچھ رہا تھا۔ پاس ہی میمونہ بیٹھی خود ہی کھیل رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب میرا حید رچار سال کا ہو جائے گا، تب وہ سکول جائے گا۔ ابھی میں تمہارے لیے کچھ کاپیاں اور کتابیں لاؤں گی، تاکہ تمہیں گھر سے سکھا کر بھیجوں۔" رئیسہ نے بہت محبت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔ جازم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

"ماں۔"

"جی میری جان۔"

"بھوک لگ رہی ہے۔مُجھے کچھ کھانا ہے۔"اس کی آنکھوں میں نمی سی تیر گئی تھی۔یہی حال رئیسہ کا تھا۔اب گھر کے یہ حالات تھے کہ گھر میں کھانے کو بھی کچھ نہیں ملتا تھا۔شوہر ان کا نا کماتا تھا اور نا کمانے دیتا تھا۔اب تو زندگی فاقوں کے سہارے آگئی تھی۔کبھی کبھی ہمسایوں سے مانگ کر گزارا کرنا پڑتا۔

"میں دیکھتی ہوں،اگر کچن میں کچھ ہوا تو لے آتی ہوں۔"وہ پیار سے کہتے ہوئے اٹھنے لگیں۔

"رات کو بھی یہی کہا تھا آپ نے اور میں انتظار کرتے کرتے سو گیا۔مُجھے رات سے بہت بھوک لگ رہی ہے ماں۔"

اور یہاں ماں کا کلیجہ پھٹنے کو آگیا تھا۔ماں خود تو بھوکی رہ سکتی ہے لیکن اس کی اولاد.....وہ اسے بھوک کے لیے تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔وہ جازم سے نظریں چرا گئیں۔

"بہن کا خیال رکھنا۔ میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔" وہ کہہ کر نکل گئی تھیں اور پیچھے جازم اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کا باپ رات کا گیا اب تک گھر نہیں آیا تھا۔ لیکن وہ کسی بھی وقت آسکتا تھا۔ اس لیے وہ ڈر کر بیڈ پر سمٹ کر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر گزرنے کے بعد رئیسہ بیگم واپس آئیں تو ان کے ہاتھ میں دو شاپر تھے۔ ایک میں سفید چاول اور دوسرے میں دال۔ وہ آنسو سے تر آنکھیں لیے گھر داخل ہوئیں تو سامنے ہی انیس مرزا کو بیٹھے پایا۔ وہ اسی کا انتظار کر رہے تھے۔

"کیا لے کر آئی ہو؟"

رئیسہ نے دونوں ہاتھ پیچھے کر لیے۔

"میرا بیٹا رات کا بھوکا ہے۔ خدا کے لیے رحم کرو۔" وہ روتے ہوئے بولیں تھی، تبھی ایک جانب سے دروازہ مسلسل بجنے کی آواز آئی۔

"ماں دروازہ کھولو۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ ماں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جازم کی آواز تھی۔اس کا باپ اسے ایک اندھیر کمرے میں بند کر چکا تھا۔ تمام بتیاں بھی بجھادیں تھیں۔ وہ اتنا بڑا نہیں تھا کہ ان بند بتیوں کو روشن کر سکتا۔ تبھی وہ دروازے کے ساتھ لگا اسے بجا رہا تھا۔

وہ بہت ڈرا ہوا تھا۔

"یہ کیا کیا ہے تم نے؟"

وہ ٹوٹتے بدن کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھیں جب انیس ان کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"یہ مجھے دو اور اپنا بیٹا بچا لو۔"

ان کی سنگدلی پر رئیسہ کا دل تپتے صحرا میں ریت کی مانند جل کر رہ گیا تھا۔

"خدا کے لیے اتنا ظلم نا کریں۔ وہ مر جائے گا۔"

"تو مر جائے۔" وہ بے رحمی سے کہتے رئیسہ کے ہاتھ سے دونوں شاپر لے چکے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹے کا خیال ہے لیکن شوہر کا نہیں۔ شوہر نے بھی تو رات کو ہی کھایا تھا۔" وہ بے رحمی سے کہہ رہے تھے۔

"اس نے رات سے کچھ نہیں کھایا۔"

وہ کہتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھیں۔

"رکو۔ کہاں جا رہی ہو؟"

"اپنے بیٹے کے پاس۔"

"جب تک میں یہ کھا نہیں لیتا۔ تم اسے نہیں کھولو گی۔ ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہوں گی۔"

وہ تنبیہی نظروں سے کہتے صوفے پر جا بیٹھے تھے اور دوسری جانب جازم کی چیخ و پکار۔

"جاؤ میرے لیے یہ سب کچھ پلیٹ میں نکال کر لاؤ۔" اسے حکم دیتے خود صوفے پر جا بیٹھے تھے۔ رئیسہ نے دل پر پاؤں رکھ کر سارا کھانا اس کے لیے نکالا اور میز پر لا رکھا۔ پھر ایک جانب کھڑی ہو گئیں۔

وہ اپنی جگہ پر کھڑیں انیس کے کھانا ختم کرنے کا انتظار کرنے لگی تھیں۔ لیکن وہ بہت آہستہ کھا رہے تھے اور ساتھ میں موبائل پر کوئی گیم کھیل رہے تھے۔

"ماں.....ڈر.....لگ.....لگ رہا ہے۔ دروازہ..... کھولو۔"

کمرے میں وہ ٹوٹتی سانسوں کے درمیان بولا تھا۔ اور یہاں رئیسہ بیگم کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ انہوں نے بنا کسی چیز کی پرواہ کیے دروازہ کھول دیا۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ ان کی یہ حرکت جازم کو کتنی مہنگی پڑنے والی تھی۔ اندر اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور باہر انیس کھانے سے ہاتھ روک چکے تھے۔

"حیدر۔ میرا بچہ۔ ماں واری جائے۔" وہ کرب سے بولتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگا چکی تھیں۔

"یا اللہ۔ یہ کیسا ظالم انسان میرے نصیب میں لکھ دیا ہے۔ کیسا باپ ہے یہ۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں۔ اور ظالم باپ نے نا آؤ دیکھا نا تاؤ۔ رئیسہ بیگم کو بالوں سے پکڑ کر جازم سے الگ کیا۔ وہ درد سے چیخ رہیں تھیں اور جازم الگ سے خوفزدہ تھا۔ انہوں نے رئیسہ کو باتھروم میں بند کر دیا تھا اور اب ان کا رخ جازم کی جانب تھا۔ پینٹ سے بیلٹ نکالتے وہ اس کی جانب لپکے۔ جازم نے سہم کر اپنا بازو منہ کے آگے کر لیا۔

"بابا.... معاف کر دیں۔ آئندہ نہیں.. نہیں چلاؤں گا۔ پلیز بابا۔" اس بچے کی پکار پر پتھر پگھل سکتا تھا لیکن اس کے باپ کو رحم نا آیا۔ اس نے اسی بیلٹ کے ساتھ اس معصوم کو پیٹ ڈالا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر جا گرا تھا۔ اس کے جسم سے جا بجا خون بہنے لگا تھا اور اندر باتھروم میں ماں تڑپ رہی تھی۔

"دروازہ کھولو ظالم انسان۔ جو کرنا ہے میرے ساتھ کرو۔ میرے معصوم بچے کو چھوڑ دو۔ وہ بے قصور ہے۔ ایک چھوٹے سے بچے کے ساتھ کیا دشمنی ہے تمہاری۔ دروازہ کھولو بے رحم انسان۔" وہ چیخ رہیں تھیں۔ تڑپ رہیں تھیں۔ اور وہ خبیث انسان ہنس رہا تھا۔

"مر یہیں پر۔ گھٹیا ماں کی گھٹیا اولاد۔" اسے پیر سے ٹھوکر مار کر وہ واشروم کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ رئیسہ بیگم تیر کی تیزی سے اس تک آئیں۔ اپنے بچے کی یہ حالت دیکھ کر وہ تڑپ کر رہ گئی تھیں۔

"اللہ تمہیں غارت کرے خبیث انسان۔ مار دیا میرے معصوم بچے کو۔ یا اللہ۔" وہ اپنے بال نوچنے لگیں۔ اپنے سینے پر ہاتھ مارتی وہ صبر کی حدوں کو ختم کر گئیں تھیں۔ ان کی دنیا لٹ چکی تھی۔

"ہائے مار دیا میرے حیدر کو۔ میرا معصوم بچہ۔ میں کیا کروں گی۔ تو کیوں نہیں مر جاتا۔" وہ اپنے شوہر کو کوسنے دے رہی تھیں۔

"پڑ گئی مہنگی مجھے ماں باپ کی عزت داؤ پر لگا کر کرنے والی محبت کی شادی۔ شوہر کی صورت میں جانور مل گیا مجھے۔ میرے گناہوں کی یہ کونسی سزا ہے جو میرے بچے کو مل رہی ہے۔" اب وہ خود کو مار رہی تھیں۔ جیسے خود کو جازم کے ساتھ ہی ختم کر لیں گی۔

"ماں۔"

اس کے لبوں میں جنبش ہوئی، پھر اس کے لب پھڑ پھڑائے اور رئیسہ بیگم پر جیسے لمحے بھر کو سکتہ طاری ہو گیا۔

"جازم۔ میرا بیٹا.... زندہ ہے۔ تم.... تم زندہ ہو۔" وہ اس کا سر ہاتھوں میں لیے اسے چومتی چلی جا رہی تھیں۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے اسی پیار سے اس کے زخم اور تکلیفیں ختم کر دیں۔

وہ کچھ دیر بعد اسے ہسپتال لے گئی تھیں۔

"آپ کے بیٹے پر کسی نے تشدد کیا ہے۔ بہت بے رحمی سے مارا ہے اسے۔ جان بھی جا سکتی تھی آپ کے بیٹے کی۔" رئیسہ نے تڑپ کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

"پلیز ہمیں بتائیں کہ ایسا کس نے کیا ہے؟" وہ بہت ہمدردی سے پوچھ رہے تھے۔ وہ چند لمحے خاموش رہیں پھر بڑی سہولت سے جھوٹ بول گئیں۔

"گھر میں چور گھس آئے تھے۔ میں اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ گھر پر اکیلی تھی۔ میرا شوہر کام کے سلسلے میں شہر گیا ہے۔ میرے بیٹے کو بھی...."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ اپنے بیٹے کے مجرم کو چھپا کر اس پر مزید ظلم نا کریں تو بہتر ہے۔ وہ مر بھی سکتا ہے۔" وہ بری طرح چونکی تھیں۔ ڈاکٹر نے ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ان کا جھوٹ پکڑ لیا تھا۔

"یہی سچ ہے۔" وہ اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتی تھیں۔ وہ کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھیں کہ وہ اک مشکل زندگی گزار رہی ہیں۔ انا والوں کا یہی مسلہ ہوتا ہے۔ موت آجائے لیکن ان کی گردن کا سریا نا ٹوٹے۔

اس واقعے کے کتنے دنوں تک انیس گھر واپس نہیں آئے تھے۔ وہ اپنی امیر زادی بیوی کے قدموں کی دھول بنے اس کے گھر میں تھے۔ کچھ عرصہ ان دونوں ماں بیٹے کی زندگی سکون میں رہی تھی۔ جازم کے زخم آہستہ آہستہ ختم ہو رہے تھے۔

oooooooooooo

چار ماہ گزر گئے تھے لیکن انیس نے دوبارہ یہاں کا رخ نہیں کیا تھا۔ محلے میں آہستہ آہستہ باتیں ہونے لگی تھیں۔ لیکن کوئی بھی سیدھا آکر رئیسہ سے نہیں پوچھتا تھا۔ کیونکہ وہ کسی کو

بھی سیدھا جواب نہیں دیتی تھیں۔ البتہ ایک امیر گھرانے میں وہ اپنے لیے کام تلاش کر چکی تھیں۔ سارا دن انتھک محنت کے بعد دو ہزار مل جاتا تھا۔ جس سے گھر میں دو وقت کی روٹی پکنے لگی تھی۔ اگر کچھ پیسے بچ جاتے تو وہ انہیں خرچ نا کرتیں۔ بلکہ ان پیسوں کو کہیں چھپا کر رکھ دیتیں۔ چاہے وہ پچاس روپے ہوتے، چاہے دو سو روپے۔ رئیسہ نے نزدیک ہی ایک گورنمنٹ سکول میں جازم کو داخل کروادیا تھا۔ وہ تین سال اور پانچ ماہ کا بچہ تھا لیکن گھر کا ماحول اس کے لیے اچھا ثابت نہیں ہو رہا تھا۔ رئیسہ بس اس کا دھیان بٹانا چاہتی تھیں۔ وہ خود بھی ڈگری یافتہ تھیں لیکن قسمت نا اچھی شکل دیکھتی ہے اور نا ہی اعلیٰ ڈگریاں۔ رئیسہ بے حد خوبصورت تھیں لیکن اب ان کا حسن ماند پڑھ گیا تھا۔ کچھ دن تو جازم کا حسن بھی کملا گیا تھا لیکن اب وہ بہتر ہو رہا تھا۔ ان کی زندگی میں فی الوقت سکون تھا لیکن سکون کہاں ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے۔ یہ اس دن کی بات تھی، جس دن جازم کو سکول جاتے ہوئے پندرہ دن گزر گئے تھے۔ جب وہ گھر واپس آیا تو سامنے صوفے پر اپنے باپ کے ساتھ ایک عورت کو بیٹھے پایا۔ اس پر سارا حسن صرف میک اپ کا تھا، یہ بات اس کے ہاتھ پاؤں سے ظاہر تھی۔

وہ تمکنت سے وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ جازم نے ڈر کر کہیں چھپ جانا چاہا تھا لیکن وہ فی الحال یہ نہیں کر سکا۔

"ماں کہاں ہے تمہاری اور سکول کب سے جا رہے ہو تم؟" وہ غصے سے پوچھ رہے تھے۔

"وہ....ماں.... کام....پہ.....گ.... گئی ہیں۔" وہ اپنی کم عمری کی وجہ سے بولتے وقت لڑکھڑاتا تھا اور اب تو اس میں سامنے بیٹھے باپ کا ڈر بھی شامل ہو گیا تھا۔

"کون سے کام پر جاتی ہے۔ جاؤ بلا کر لاؤ۔" وہ غصے میں بلند آواز سے بولا تھا۔ جازم ڈر کر دو قدم پیچھے ہوا اور پھر واپس بھاگ گیا۔ بچہ تھا۔ فوراً ماں کو بلانے چلا گیا۔

رئیسہ بیگم ہانپتی کانپتی گھر آئیں تھیں۔ وہ جازم کو اپنے مالکوں کے گھر ہی چھوڑ آئی تھیں۔

"یہ کونسا کام شروع کر دیا ہے تم نے کہ دو وقت کی روٹی گھر میں ہی پکانے لگی ہو؟ ورنہ بھوک تو انسان کو مار دیتی ہے۔"

اپنے من پسند شوہر کے پہلوؤں میں دوسری عورت کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا اور اس وقت رئیسہ بیگم کا دل حسد میں مبتلا ہوا تھا۔

"میں کام کروں یا مر جاؤں۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تم جاؤ اور کوٹھے پر رہنے والیوں کے ساتھ عیاشیاں کرو۔" وہ حقارت سے کہتی انیس کو طیش دلا گئیں تھیں۔ انیس کی دوسری بیوی بھی کرنٹ کھا کر اٹھی تھی۔

"تمہاری یہ مجال کہ تم یہ بکواس کرو میرے بارے میں۔" وہ چلاتی ہوئی رئیسہ کے قریب آئی اور اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ جسے رئیسہ نے روک لیا تھا اور پھر اس عورت کو بری طرح جھٹکا دے کر زمین پر دھکا دیا تو وہ اوندھے منہ زمین پر گری تھی۔ ایک دردناک چیخ پورے گھر میں گونجی تھی۔

"آہ..... میرا بچہ.... آہ۔" اس کی بات پر رئیسہ بیگم نے بے یقینی سے پہلے اسے اور پھر اپنے شوہر کو دیکھا جو بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا تھا۔

"انیلا۔ تم ٹھیک ہو۔"

وہ فکر مند سا اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اس عورت نے..... میرا بچہ مار دیا۔ مار دیا میرے بچے کو۔" وہ رو رہی تھی جبکہ انیس آپے سے باہر ہوتا رئیسہ کی جانب آیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں رحم نہیں تھا۔ رئیسہ کا بازو پکڑے اسے اپنے ساتھ ایک کمرے میں لے گیا۔ انیلا درد سے چیختی رہ گئی۔ میمونہ کے رونے کی آوازیں۔ انیلا کی چیخیں اور رئیسہ پر تشدد کرتا انیس۔ ہر چیز گڈمڈ ہو رہی تھی۔ اس گھر نے آج ایک اور قیامت دیکھی تھی۔ ایسی قیامت کہ جس پر عرش بھی کانپ جائے لیکن بے رحم کو رحم نا آئے۔ انیس کے ہاتھوں میں جو چیز آ رہی تھی، وہ رئیسہ کو مارتے جا رہے تھے۔ اور اس کے بعد وہ ہوا، جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ، جس سے رئیسہ بچتی رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد انیس دروازہ کھولتا ہوا نظر آیا۔ پھر وہ اپنی بیوی کو بازو میں اٹھاتا ہوا نظر آیا۔ اب وہ اسے اسی کی گاڑی میں لٹا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ گاڑی لے کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ اور پیچھے کمرے میں وہ زمین پر بنا دوپٹے کے اوندھے منہ گری ہوئیں تھیں۔ کھلی آنکھوں سے

آنسو بہہ رہے تھے لیکن ان میں بے یقینی تھی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے گہرے ہو چکے تھے۔

کچھ ہی دیر میں سارے محلے میں خبر پھیل گئی تھی کہ رئیسہ کا شوہر اپنی دوسری بیوی کے ساتھ اپنی پہلی بیوی پر تشدد کر کے گیا ہے۔ ایک دم سے وہ سب کے لیے قابل رحم ہو گئیں تھیں۔ وقت گزرتا گیا اور ہر بات کو ماضی بناتا گیا۔

اس واقعے کے بعد وہ کہیں نہیں جاتی تھیں۔ بلکہ تین وقت کا کھانا ان کے گھر آنے لگا تھا۔ کبھی کوئی کھلا جاتا تو کبھی وہ بچوں کو کھلا کر خود بھوکی سو جاتیں۔ وہ اب بیمار رہنے لگی تھیں۔ اس واقعے کے بعد وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ایک ماہ بعد وہ پھر سے امید سے ہو گئیں تھیں۔ لیکن اس کے بعد انیس مرزا گھر نہیں آیا۔ ہر قیامت رئیسہ نے اکیلے ہی سہی تھی۔

میمونہ کے بعد یہ بچہ بھی ان وانٹڈ تھا۔

oooooooooooo

زندگی یونہی بے وجہ گزرتی جا رہی تھی۔ رئیسہ میں اگر کچھ پہلے جیسا تھا تو وہ بس یہ کہ وہ جازم کو خود سے دور نہیں کرتی تھیں۔ میمونہ سے تقریباً وہ دور ہو گئی تھیں۔ جازم ہی تھا جو اتنی سی عمر میں اپنی بہن کو سنبھال رہا تھا۔ وہ چھوٹا سا بچہ چھوٹی سی عمر میں سب کچھ دیکھ چکا تھا۔

وقت گزر رہا تھا اور رئیسہ دن بدن زیادہ بیمار رہنے لگی تھیں۔ وہ بچہ ضائع نہیں کروا سکیں۔ وہ قاتل نہیں بننا چاہتی تھی۔ وہ پھر سے کام پر جانے لگی تھیں۔ محلے کی دو تین عورتوں نے انہیں منع بھی کیا تھا لیکن وہ کسی کی نہیں مانتی تھی۔ سن لیتیں اور خاموش رہتی۔ شاید ان کا ذہنی توازن بگڑ رہا تھا۔ یونہی اک دن کام کرتے کرتے ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی تو گھر کی مالکن انہیں قریبی ہسپتال لے گئی۔ وہاں انہوں نے ایک لڑکے کو جنم دیا تھا۔ ہسپتال کے سارے خرچے مالکن نے ہی اٹھائے تھے۔ اس معاملے میں رئیسہ کی قسمت اچھی تھی کہ انہیں رحم دل عورت ملی تھی۔

یونہی کچھ دن گزرے لیکن انہوں نے بچے کا نام نہیں رکھا تھا۔ ایک دن کام کے دوران ان کی مالکن نے پوچھا تو وہ کندھے اچکا گئیں۔

"تم نے اپنے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔" وہ میز صاف کرنے میں مصروف رہیں۔

"تمہارا بیٹا دو ماہ کا ہو گیا ہے رئیسہ۔ نام کیوں نہیں رکھا؟" انہیں حیرت نہیں ہوئی تھی۔

"میرا کبھی اس طرف دھیان نہیں گیا۔"

"تمہارے بیٹے کو کون سنبھالتا ہے؟"

"میرا حیدر۔" اب کے وہ مسکرائیں تھیں۔ "میرا حیدر۔ بہت بہادر ہے میرا بیٹا۔ وہ ہر کام کر لیتا ہے۔ ابھی کل ہی چار سال کا ہوا ہے۔" مالکن نے دکھ سے انہیں دیکھا۔

"تمہیں اپنے بڑے بیٹے کی سالگرہ یاد ہے لیکن اپنے چھوٹے بیٹے کی پیدائش تک بھول گئیں۔"

ان کی مسکراہٹ سمٹی۔ آنکھوں میں سرد پن اتر آیا تھا۔

"میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ حیدر۔" رئیسہ ایسی سرد مہری سے بولیں کہ وہ چپ کر گئیں۔

گھر آنے کے بعد رئیسہ کی بس یہی ذمہ داری تھی کہ وہ بچوں کو کھانا وغیرہ اور دودھ گرم کر کے دے دیتیں۔باقی سارے کام جازم کرتا تھا اور اس سب کے ساتھ ساتھ اس کے دل کا ہر حصہ سیاہ ہوتا جا رہا تھا۔رات کو وہ سب ایک کمرے میں،ایک بیڈ پر سوتے تھے لیکن قربت صرف جازم کا نصیب تھی۔

دوسرے دن ان کی مالکن صبح سویرے ہی ان کے گھر چلی آئیں۔

"میں نے تمہارے دوسرے بیٹے کا سارا بائیو ڈیٹا رجسٹرڈ کروا دیا ہے۔اور اس کا نام میں نے یاسر مرزا رکھا ہے۔اچھا ہے نا؟"

آخر میں تائید چاہی تو انہوں نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔پھر وہ کچھ دیر مزید رک کر چلی گئیں تھیں۔

oooooooooooooooooo

یہ اس دن کی بات ہے جب یاسر گیارہ ماہ کا ہو گیا تھا۔اور میمونہ دو ماہ کی۔اب وہ چلنے لگی تھی۔رئیسہ کی ذہنی حالت بھی اب بہت بہتر ہو چکی تھی۔وہ تینوں بچوں کا خیال بھی رکھنے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لگی تھیں لیکن جازم سے کم۔ انیس کا ان کی زندگیوں سے جانا بہت اچھا ثابت ہوا تھا لیکن اچھا ہمیشہ کے لیے تھوڑی رہتا ہے۔ خوشیاں ہمیشہ کے لیے تھوڑی ہوتی ہیں۔ یہ ان چاروں کا برا وقت ہی تھا کہ انیس پھر سے کہیں سے ان کی زندگیوں میں واپس آ گیا تھا اور اب ایک بار پھر سے سب کچھ بکھرنے جا رہا تھا۔ اور اب سب کچھ ایسے بکھرنا تھا کہ کچھ بھی سنبھلنے میں نہیں آنے والا تھا۔

oooooooooooooo

رئیسہ کچن میں کھانا بنا رہی تھیں۔ میمونہ اسی کے پاس کھڑی تھی جبکہ جازم یاسر کو گود میں لیے بیٹھا ہوا تھا۔ تبھی دروازے پر زور زور سے دستک ہونے لگی تھی۔ قریبی مسجد سے مغرب کی اذان کی آواز بھی آ رہی تھی۔ گھر میں بہت سکون تھا لیکن دروازہ کھولنے تک۔ جازم نے یاسر کو نیچے قالین پر بٹھایا اور خود دروازہ کھولنے کے لیے اٹھ گیا۔ اس کی غلطی یہ تھی کہ اس نے دروازہ پوچھ کر نہیں کھولا تھا۔ پوچھ کر نا کھولے جانے والے دروازے بعض

اوقات ہمارے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔جازم نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ کوئی بہت تیزی سے اندر داخل ہوا اور دروازے کو زور سے بند کر دیا۔جازم تو وہیں ساکت رہ گیا تھا۔

"ماں کہاں ہے تمہاری؟"انیس مرزا کی حالت بہت بکھری بکھری سی تھی۔بال اور داڑھی کے بال بہت گندے اور بڑھے ہوئے تھے۔ان کے جسم سے بہت گندی بدبو اٹھ رہی تھی۔آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔جازم کو اس شخص سے کراہیت آئی تھی۔انیس کے سوال پر اس نے جواب نہیں دیا۔

"جازم کون ہے باہر؟"

ماں کچن سے ہی بلند آواز میں بولی تھیں۔انیس نے اس آواز پر جازم کو پیچھے دھکا دیا اور خود تیزی سے کچن کی جانب لپکا۔جازم کہنی کے بل زمین پر گرا تھا۔اس کی کہنی بری طرح زخمی ہوئی تھی لیکن ہر تکلیف اس وقت کم لگ رہی تھی۔کیونکہ اس کے لیے ایسے باپ سے بڑھ کر کچھ بھی تکلیف دہ نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جازم کو....."رئیسہ جازم کو پکارتے ہوئے مڑیں لیکن سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ وہیں جم گئی۔ خوف ایک بار پھر سر اٹھا گیا تھا۔

"ت....تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

وہ حقارت سے رئیسہ کے قریب آیا اور ان کی گردن دبوچ لی۔

"تمہاری وجہ سے میری بیوی مر گئی۔ تمہاری وجہ سے مُجھے عمر قید کی سزا سُنائی گئی۔ مجبوراً مجھے جیل توڑ کر بھاگنا پڑا تاکہ تمہیں تمہارے کیے کا بدلہ دے سکوں۔" کہتے ہوئے اس نے گردن پر دباؤ ڈالا تھا۔ رئیسہ کا سانس رک رہا تھا۔

"چھ....چھوڑو مجھے۔ کیا کر رہے ہو۔"انہوں نے انیس کو دھکا دینا چاہا لیکن بے سدھ۔ پاس کھڑی میمونہ زور زور سے رونے لگی تھی لیکن انیس کا ایک زوردار چانٹا اسے خاموش کروا گیا تھا۔ اب وہ بری طرح سہم کر زمین پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ واپس رئیسہ کے جانب مڑا اور دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔ وہ مرنے کے قریب تھیں۔

"چھوڑ دو.... خد... خدا کا واسطہ... ہے۔ میرے..... میرے چھوٹے... چھوٹے بچے.... ہیں۔"

"مرے گی تو اور تیرے یہ بچے بھی۔" ان آنکھوں میں انسانیت نہیں تھی۔ رئیسہ کی گردن پر دباؤ مزید بڑھا۔ تبھی کوئی بہت بھاری چیز انیس کے سر پر آ کر لگی تھی۔ رئیسہ کی گردن پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ وہ کھانستی ہوئیں زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو پیچھے جازم کھڑا تھا۔ آنکھوں میں سرد پن لیے، دل سیاہی سے بھرا، انسان تو وہ بھی نہیں لگ رہا تھا۔ انیس کمر کے بل زمین پر گرا تھا۔ زمین پر کانچ کے کئی ٹکڑے گرے پڑے تھے جن میں سے ایک اس کی کمر کے اندر تک چلا گیا تھا۔ جازم نے شیشے کا بہت مظبوط گلدان پوری قوت سے اپنے باپ کے سر پر توڑا تھا۔ سر کے نازک حصے پر لگنے کی وجہ سے وہ مر کر ہی زمین پر گرا تھا۔ اور رئیسہ تو جیسے اپنی جگہ پتھر کی مورتی بن گئی تھیں۔ لیکن جازم کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ ننھے ننھے قدم اٹھاتا اپنی ماں تک آیا۔

پھر نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔

"اب یہ شخص آپ کو کبھی بھی نہیں ڈرائے گا ماں۔ کبھی نہیں۔" وہ انسانیت سے عاری چہرہ لیے بول رہا تھا۔

"میں جا رہا ہوں۔ آپ میرے بہن بھائیوں کا خیال رکھنا۔" رئیسہ تو کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھیں۔ اپنی ماں کے گلے لگ کر وہ میمونہ کے پاس آیا تھا۔ اسے اپنے سینے سے لگایا اور پھر کچن سے باہر لے آیا۔ اسے یاسر کے پاس اتارا۔

"یہ ہمارا چھوٹا بھائی ہے میمونہ۔ اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔" اب وہ صرف بڑا بھائی تھا جو اپنی بہن کو نصیحت کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہم بہت جلد ملیں گی چندہ۔" دونوں بہن بھائیوں کو پیار کر کے وہ گھر سے نکل آیا تھا۔ اور اپنے پیچھے پتھر کی مورتی کو ریزہ ریزہ کر گیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ پیچھے کیا ہوا تھا۔ ماضی کہیں ہوا کے ساتھ غائب ہو گیا تھا۔ گاڑی کی سپیڈ بہت تیز تھی لیکن پھر ایک دم اس نے گاڑی کو بریک لگایا تو اس کا سر دیش بورڈ سے ٹکرا گیا۔ اس نے سر اٹھانے کی زحمت نہیں کی لیکن ماضی کی یادوں نے اس کی آنکھوں کو بھگو دیا تھا۔

دل میں بہت زیادہ تکلیف تھی۔ کتنی محبت کرتا تھا وہ اپنے بہن بھائیوں سے۔ وہ کیسے ان سب سے اتنا عرصہ دور رہا۔ تکلیف ہی تکلیف تھی۔ لیکن اس کا یہ ماضی اس کے گناہوں کو جسٹیفائی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اب وہ ایک میچور انسان تھا اور اچھے برے کی تمیز جانتا تھا۔

oooooooooooooooo

کمرے کے پردے گرے ہوئے تھے۔ دن کی روشنی میں بھی رات کا سا سماں تھا۔ کمرے میں ہر جانب دکھ اور خوف کا ماحول تھا۔ رئیسہ بیگم اپنے بیڈ پر بالکل درمیان میں پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے ایک جانب یاسر تھا اور دوسری جانب میمونہ۔ تینوں کی آنکھیں نم تھیں۔

"بھائی کے چلے جانے کے بعد کیا ہوا تھا؟" یاسر نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ جبکہ میمونہ یونہی سامنے دیوار پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔

"اس کے جانے کے بعد میں پاگل ہو گئی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو اس قاتل سے ہم سے بھی زیادہ محبت تھی نا۔" میمونہ کی سرد سی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔ ان دونوں نے تاسف سے میمونہ کو دیکھا۔

"تم اس کی دوسری محبت ہو۔ تمہارے لئے وہ ایک ٹانگ پر کھڑا رہا اور تم....۔"

"آگے بتائیں۔" اس نے ماں کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا تھا۔ کمرے میں چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"اس کے جانے کے بعد میں لوگوں سے کہتی رہی کہ گھر میں چور گھس آئے تھے۔ انیس کو اس کی موت آج یہاں لے آئی لیکن میرے بیٹے کو اپنے ساتھ لے گئے۔" وہ دور کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"تو آپ نے مجرم کے جرم کو چھپایا ہے۔ یعنی آپ بھی اس کے جرم میں برابر کی شریک ہیں۔" وہ استہزایہ بولی تھی۔ اس کی بات پر یاسر کو غصہ ہی تو آ گیا تھا۔

"کیا تم تھوڑی دیر چپ نہیں کر سکتیں۔ مجھے ماں کی بات سننے دو۔" یاسر کے یوں غصے سے کہنے پر وہ سر جھٹکتی چپ کر گئی۔

"سہی کہہ رہی ہو۔ میں ہر طرح سے مجرم ہوں۔ میں ظلم پر چپ رہی۔ لوگوں نے مجھ سے بارہا کہا کہ وہ میرا ساتھ دیں گے، میں انہیں اپنے بیٹے پر تشدد کرنے والے شخص کا نام بتا دوں۔ لیکن میں چپ رہی۔ میں اپنے جازم کی مجرم ہوں۔ میں خاموشی سے اسے پٹتا دیکھتی رہی۔" اب وہ باقاعدہ رونے لگی تھیں۔

"کیا بھائی کبھی گھر واپس نہیں آیا؟" یاسر نے پوچھا تھا۔ رئیسہ بیگم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا، جیسے ابھی شدت غم سے پھٹ جائے گا۔

"نہیں۔ مجھے لگا ڈر کر بھاگا ہے۔ شام تک آجائے گا۔ لیکن پھر کئی شامیں بیت گئیں۔ میرا بیٹا واپس نہیں آیا۔ میں اس کا انتظار کرتی رہی۔ وہ نہیں آیا۔ پولیس تفتیش کرنے آتی رہی۔ وہ کہتی تھی کہ یہ چوروں کا کام نہیں ہے۔ بات کچھ اور ہے۔ لیکن دن بدن میری ذہنی حالت گرتی جا رہی تھی۔ میں بس اسے بلاتی تھی کہ وہ کہیں سے آجائے۔ اس کے بعد یہ دنیا مجھے اندھیر لگنے لگی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا کبھی پولیس نے نہیں ڈھونڈا انہیں۔" میمونہ اب خاموش تھی۔ سوال بس یاسر کی جانب سے آرہے تھے۔

"ڈھونڈا تھا۔ بہت ڈھونڈا تھا۔ لیکن وہ نہیں ملا۔ یہاں تک کہ میری ایک بہن کو میرے پاس آکر رہنا پڑا۔ میمونہ کا سکول میں ایڈمشن اس نے کروایا۔ تمہاری دیکھ بھال اس نے کی۔ پھر مجھے سنبھالا۔"

وہ اب بتا رہی تھیں کہ جازم کے بعد کی زندگی کیسی تھی۔

"شادی میں نے گھر والوں کی مرضی کے خلاف کی تھی لیکن پھر بھی میرے دو بہن بھائیوں نے مُجھے فل سپورٹ کیا تھا۔ میمونہ چار سال کی ہو گئی تھی لیکن میری طبیعت نا سنبھلی۔ پھر کسی ماہر نفسیات نے میرے بھائی کو مشورہ دیا کہ میری جگہ بدل دی جائے۔ کیونکہ مجھے اس گھر سے خوف آنے لگا تھا۔ میں اس کا نام لے کر اٹھ جاتی تھی۔

اسی وجہ سے اس واقعے کے دو سال بعد میرے بھائی نے مجھے گجرات سے بہت دور بھیج دیا۔ ہم مری شفٹ ہو گئے۔ وہاں بھی کتنا عرصہ میری چھوٹی بہن میرے ساتھ رہی۔ میمونہ

جب سات سال کی ہو گئی تب میری طبیعت سنبھلنے لگی تھی۔ جازم کی یادیں تو ختم نا ہوئیں لیکن میں بہتر ہونے لگی تھی۔

سب کہتے تھے کہ وہ مر گیا ہے۔ لیکن میرا دل کہتا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ اور وہ زندہ ہے۔ سب سے بڑھ کر، ہم ایک ہی شہر میں رہتے ہیں۔" یاسر اپنی ماں کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے بہت محبت سے ماں کے ہاتھ کو چوما۔

"اور خالہ۔ کیا ان کی شادی ہو گئی؟"

"نہیں۔ اسے کینسر ہو گیا تھا۔ جس دن میمونہ کی آٹھویں سالگرہ تھی، اسی دن اس کا انتقال ہو گیا۔ میرے لیے پھر سے سب کچھ پہلے جیسا ہونے لگا تھا۔ لیکن پھر میں نے خود کو سنبھالنا شروع کیا۔ میں اس میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکی۔ لیکن جب سے معلوم ہوا ہے کہ میرا بیٹا زندہ ہے۔ میں پھر سے جی اٹھی ہوں۔ میں بس اس سے ملنا چاہتی ہوں۔ کیا میں اس سے مل سکتی ہوں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ آنکھوں میں بہت ساری آس لیے پوچھ رہی تھیں۔اس وقت یاسر کو وہ بہت معصوم لگی تھیں۔اولاد کے لیے مائیں معصوم ہی ہوتی ہیں۔

"اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔وہ ہسپتال میں ہے۔"وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"کیا.... کیا وہ ٹھیک ہے نا؟"وہ پھر سے پریشان ہوا ٹھی تھیں۔

"وہ ٹھیک ہیں۔زیادہ چوٹ نہیں آئی۔"وہ قدرے مسکرا کر بولا تھا۔

"اور تمہیں یہ ساری معلومات کہاں سے آئی؟"میمونہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔یاسر نے لب بھینچ لیے۔

"میں نے اس کے پیچھے جاسوس چھوڑے ہوئے ہیں جو پل پل کی خبر مجھے دیتے ہیں۔"وہ چبا کر کہتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔

"مجھے اس سے ملنے کب لے کر جاؤ گے؟"وہ اسے اٹھتے دیکھ جلدی سے بولی تھیں۔

"تیار ہو جائیں۔ہم ابھی جائیں گے۔"وہ مسکرا کر کہتا باہر نکل گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میمونہ بس اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

oooooooooooo

وہ دونوں بالکل آمنے سامنے کھڑے تھے۔اور دونوں ہی غصے میں تھے۔

"کیا ضرورت تھی تمہیں ایک انجان شخص کو ہسپتال لانے کی؟"برہان غصے سے اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

"انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے برہان۔اس کا آگے پیچھے کوئی ہے نہیں۔وہاں پر لوگوں کو پتا ہی نہیں کہ اس گاڑی والے کا ایکسیڈنٹ ہوا پڑا ہے۔اگر ایسے میں ہم لے آئیں ہیں تو کیا ہو گیا ہے۔"وہ بھی اسی طرح غصے سے بولی تھی۔

"الٹا کیس پڑ سکتا تھا ہم پر۔"

"تو ہم کونسا اسے اٹھا کر لائے ہیں۔ خود اپنے قدموں پر چل کر آیا۔ میں نے تو بس تھوڑا سا اصرار کیا تھا۔" وہ کہہ کر رخ موڑ گئی تھی۔ برہان نے گہرا سانس لے کر اپنے غصے کو دبایا۔

"اب وہ ٹھیک ہے۔ میرے خیال سے ہمیں واپس جانا چاہیے۔" اب کہ وہ بہت آرام سے بولا تھا۔

"ہمم۔ لیکن میرے خیال سے ہمیں ایک دفعہ مل لینا چاہیے۔" اس نے گردن موڑ کر برہان کو دیکھا۔

"میرے خیال سے ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ آیت نے ایک لمحے کو رک کر غصے سے اسے دیکھا اور پھر بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے گئی۔

اب وہ دونوں بحث کرتے ہوئے ہسپتال کے کاریڈور سے گزر رہے تھے۔ ان دونوں کے بہت نزدیک سے رئیسہ بیگم اور یاسر گزرے تھے۔ ان چاروں میں سے کسی نے کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ دونوں بحث کر رہے تھے اور رئیسہ بیگم تئیس سال کا فاصلہ ختم کرنے جا رہی تھیں۔ اس لیے ان کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اب ان کا بیٹا کیسا دکھتا ہو گیا۔

بڑا ہو گیا ہو گا۔

اب تو وہ اور بھی خوبصورت ہو گیا ہو گا۔

کیا اسے بھی میری یاد نے یونہی پل پل تڑپایا ہو گا۔

کیا وہ مجھے بھول گیا ہو گا۔

نہیں۔ بھلا ماں کو بھی کوئی بھول سکتا ہے۔

کئی خیالات تھے جو ان کے ذہن میں چل رہے تھے۔

oooooooooooooo

2 مئی 2025

آج شاہ خاندان میں گلفام کی مہندی کا دن تھا۔ گزرے ایام بہت عام سے تھے۔ ان دنوں میں سب کی زندگیوں میں سب کچھ پر سکون سا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن چھ اپریل اور اٹھائیس اپریل کا دن دو لوگوں کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔ گزرے ایام میں صرف یہ دو دن تھے جو ان دو لوگوں کی زندگیوں میں نہیں آنے چاہیے تھے۔

لیکن دو مئی کی صبح شاہ خاندان میں خوشیاں لے کر آئی تھی۔ ہر طرف مصروفیات تھیں۔ گھر کو پھولوں اور لائٹوں سے سجایا جا رہا تھا۔ شادی پر جازم بھی انوائٹڈ تھا۔ اس کے آنے کی سب سے زیادہ خوشی آیت وجدان کو تھی۔ کیونکہ وہ سوچ چکی تھی کہ وہ اب مزید دیر نہیں کرے گی۔ وہ جازم کو بتا دے گی کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے۔ نیلم کی ساری وارننگ اسے بھول گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام ہو چکی تھی اور مہمانوں نے آہستہ آہستہ آنا شروع کر دیا تھا۔ حلیمہ پھوپھو تو صبح ہی آ گئی تھیں۔ لیکن دادی اور ادیب صاحب شام کو ہی آئے تھے۔ شائستہ بیگم بھی اپنے بچوں سمیت آئی تھیں۔ شجاعت صاحب صبح ہی آنے والے تھے۔ کاشفہ ہمیشہ کی طرح نہیں آئیں تھیں۔ ان کے لیے نابھا بھی اچھی تھی اور نابھا بھی کامیکہ۔

سب کو بڑا جھٹکا تب لگا جب فنکشن میں زارا آئی تھی۔

پیلے رنگ کے شرارے میں،بالوں کا جوڑا بنائے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

"زارا آپی۔" آیت کے یوں اونچا پکارنے پر سب نے مڑ کر اس جانب دیکھا تھا جہاں سے وہ اپنے بیٹے اور والد کے ساتھ اندر داخل ہو رہی تھی۔

گلفام نے یونہی مڑ کر دیکھا تھا اور میرال نے دکھ سے۔ وہ ہلکے جامنی رنگ کے کرتا پاجامہ میں اچھی لگ رہی تھی۔ آیت نے پیلے رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا اور بالوں کی ڈھیلی سے چوٹیا بنائی ہوئی تھی۔ لڑکوں نے سفید شلوار قمیص کے ساتھ گردنوں میں پیلے دوپٹے ڈالے ہوئے تھے۔ البتہ دلہے نے میرون رنگ کا کرتا اور سفید شلوار پہن رکھی تھی۔ گلے میں پیلا ہی دوپٹا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ میرے سامنے ہیں۔ اتنے عرصے بعد۔"

"گلے لگو تو شاید یقین آجائے۔" وہ بہت پیاری مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔ آیت زور سے اس کے گلے سے آلگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے تھے۔ زارا کی صدر دروازے کی جانب پشت تھی اور آیت کا چہرہ۔ تبھی دروازے سے کوئی اندر آیا تھا۔ سیاہ کرتا پاجامہ میں،

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بالوں کو اچھے سے پیچھے جمائے، کلائی پر بندھی سیاہ قیمتی گھڑی اور سیاہ چمکتی ہوئی آنکھیں۔

لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

یہ سب کچھ آیت کا دل روک دینے کے لیے کافی تھا۔

جازم مرزا ہمیشہ کی طرح حسن میں سب پر سبقت لے گیا تھا۔

کہیں دور کھڑے شخص نے یہ سارا منظر سفید پڑتے چہرے کے ساتھ دیکھا تھا۔

ایسی چپ تو لگا کے گیا

ساری خوشیاں کھا کے گیا

ooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:07

16اپریل2025

وقت دن کے بارہ بجے کا۔

سورج کی روشنی ہسپتال کی عمارت سے ٹکرا کر واپس جا رہی تھی۔ ایسی تپتی دھوپ تھی کہ خدا کی پناہ۔ ایسے میں ہسپتال کے ایک اے سی والے کمرے میں وہ ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔

ہسپتال کے کمرے میں عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ اس کمرے میں مزید رکنا جازم کے بس میں نہیں رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر اپنے ہاتھ سے کینولا نکالا۔

ابھی اتنا برا وقت بھی نہیں آیا تھا کہ اسے ڈرپس کے سہارے جینا پڑے۔ اپنی چیزیں سمیٹتا وہ دروازے کی جانب چلا آیا۔ جونہی اس نے دروازہ کھول کر باہر قدم رکھا، وہ سانس نہیں لے سکا۔ سامنے سے یاسر اور رئیسہ بیگم چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ جازم کے دل کی دھڑکن بھی رک گئی تھی۔ لیکن یہ وقت جذباتی ہونے کا نہیں تھا اور نا ہی پتھر کا مجسمہ بننے کا تھا۔ اس نے پھرتی سے قدم واپس لیے اور دروازہ بند کر دیا۔

وہ منہ پر ہاتھ پھیرتا ادھر ادھر چکر کاٹنے لگا۔

"یہ ایڈیٹ ماں کو یہاں کیوں لے کر آیا ہے؟"وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کوفت زدہ ہوا تھا۔اس نے تیزی سے اپنا دماغ چلایا۔پھر اس کے ذہین دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا۔وہ جلدی سے واشروم میں گھس گیا اور دروازہ مکمل کھول دیا۔خود دروازے کی اوٹ میں چھپ گیا۔کمرے کا دروازہ کھلنے پر اس نے اپنا سانس تک روک لیا تھا۔

دوسری جانب یاسر بری طرح چونکا تھا۔

"بھائی کہاں گئے؟"اس کی نظریں خالی بیڈ سے ہوتی ہوئیں واشروم کے دروازے تک گئیں۔وہ کھلا ہوا تھا۔رئیسہ نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"اپنے باپ کی طرح تم بھی جھوٹے ہی نکلے۔دھوکے باز۔"ان کے یوں کہنے پر یاسر نے صدمے سے اپنی ماں کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دھوکے باز؟ آپ مجھے دھوکے باز کہہ رہی ہیں؟"رئیسہ نے اپنا چہرہ اس کی جانب موڑا اور پھر زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا۔ وہ اس کے لیے تیار نہیں تھا،اس لیے لڑکھڑا کر پیچھے ہوا اور پھر چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔

"آئندہ میرے ساتھ جھوٹ مت بھولنا یاسر۔"

"ماں میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ وہ یہاں تھے۔ ان کا ایکسیڈنٹ....۔"

"اگر یہاں تھا تو دکھ کیوں نہیں رہا۔ میں اندھی ہو گئی ہوں یا وہ کوئی چھپی ہوئی مخلوق بن گیا ہے؟"وہ بلند آواز میں چلائی تھیں۔ یاسر کچھ بول ہی نہیں پایا۔ وہ جھوٹا بن گیا تھا۔ دل میں بھائی کے لیے پیدا ہوئی محبت پھر کہیں جا سوئی تھی۔

"بول کیوں نہیں رہے ہو؟"

"ماں...۔"

"میں خود ڈھونڈ لوں گی اپنے بیٹے کو۔ تم بھاڑ میں جاؤ۔" وہ غصے سے کہتی وہاں سے چلی گئیں۔

"آپ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ آپ سے محبت کی جائے بھائی۔" وہ دکھ بھرے لہجے میں کہتا ماں کے پیچھے گیا تھا۔ ان کے جانے کے دو منٹ بعد وہ تھکا تھکا سا باہر آیا تھا۔ اتنے سالوں بعد اپنی ماں کو دیکھا تھا، ان کی آواز سنی تھی۔ دل پر بوجھ بڑھ گیا تھا۔ وہ وہیں بیڈ پر بے بس سا بیٹھ گیا۔

"مجھے معاف کر دیں ماں۔ میں آپ کا بہت برا بیٹا ہوں۔" اس کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ وہ رحم کے قابل تو نہیں تھا لیکن اس وقت اس پر کسی کو بھی ترس آسکتا تھا۔

وہ شام تک وہیں بیٹھا رہا تھا۔ جب تک کہ ڈاکٹر نے اسے خود ڈسچارج نہیں کر دیا۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

گھر آنے کے بعد اس نے اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ اپنے خاص ملازم کو اس نے کہہ دیا تھا کہ کوئی اسے تنگ نا کرے۔

اب وہ نڈھال سا بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ماضی ایک بار پھر اس کے ذہن کے پردوں پر اذیت بن کر اتر رہا تھا۔

یہ اس دن کی بات ہے جس دن وہ انیس مرزا کا قتل کر کے گھر سے بھاگ گیا تھا۔ شام گہری ہوتی جا رہی تھی اور وہ ہر چیز سے بیگانہ ہو کر بس بھاگتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا۔ بس بے چینی تھی۔ اسے دور جانا تھا، اسے بہت دور جانا تھا۔ کسی نے اسے روک کر نہیں پوچھا کہ وہ کون ہے اور ایسے کیوں بھاگ رہا ہے۔ عشا کی اذانیں بھی کب کی ہو چکی تھیں لیکن وہ نہیں رکا۔ جوتا بھی نا جانے کہاں رہ گیا تھا۔ پاؤں بے حد زخمی ہو چکے تھے، ٹانگیں شل ہو چکی تھیں۔ آنکھوں سے بس آنسو نکل رہے تھے۔ دل آہستہ آہستہ پگھل رہا تھا۔ رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا جب وہ ایک جگہ رک گیا۔ جگہ بہت ویران تھی۔ جازم اب ہوش میں آیا تھا، تبھی اسے ڈر محسوس ہوا۔ اس نے رک کر اپنے چاروں جانب دیکھا۔ کوئی ایک دو گاڑی پاس سے گزری تھی۔ جازم کا دل سہم گیا تھا۔ اس نے روتے ہوئے آسمان کی جانب دیکھا۔

"ماں۔" کانپتے لبوں سے لفظ ادا ہوا تھا۔ "مجھے ماں کے پاس جانا ہے۔ مُجھے ڈر لگ رہا ہے اللہ میاں۔ میری ماں کے پاس جانا ہے مجھے۔" وہ زور زور سے رونے لگا تھا۔ روتے ہوئے فرش پر بیٹھ گیا۔ وہ محض پانچ سال کا بچہ تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اپنے گھر سے کتنی دور آ چکا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ گجرات کی حدود سے بہت دور نکل آیا ہے۔ دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

"ماں۔ پلیز ماں۔ کہیں سے آجاؤ۔" وہ بری طرح کانپنا شروع ہو گیا تھا۔ ایک پانچ سال کا بچہ یوں تنہا انجان راستے پر بیٹھا ماں سے ملنے کا خواہش مند تھا۔ تبھی ایک سرخ میران اس کے پاس آ کر رکی۔ اندر سے ایک خاتون باہر آئی تھی۔ جس نے بہت تنگ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔ لبوں پر گہری لال رنگ کی لپ اسٹک لگی ہوئی تھی۔ پیروں میں ہیل تھی اور دوپٹا غائب تھا۔ وہ قدم قدم چلتی اس کے پاس آ کر رکی۔ وہ بچہ جتنا بھی گھبراہٹ کا شکار تھا، آہٹ پر اس نے سر اٹھا کر اس پچاس کے لگ بھگ عورت کو دیکھا۔ پھر حقارت سے نظریں پھیر لیں۔ یقیناً اسے وہ عورت پسند نہیں آئی تھی۔ وہ

ایک شریف محلے کا لڑکا تھا جہاں اس نے عورتوں کو ہمیشہ بڑی بڑی چادروں میں دیکھا تھا۔ لڑکیوں کو عبائے میں دیکھا تھا۔

"تم اتنی رات کو یہاں پر کیا کر رہے ہو؟" وہ بہت شفقت سے اس کے پاس آ کر پوچھنے لگی تھی۔ جازم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"تم بہت ڈرے ہوئے لگ رہے ہو؟ کیا میں تمہاری کوئی مدد کر سکتی ہوں؟" وہ کوئی رحمدل لگتی تھی۔ جازم نے اب کے گردن موڑ کر اس کے میک اپ سے لدھے چہرے کو دیکھا۔ وہاں پر ہمدردی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ بچہ تھا، فوراً سے اٹھ گیا۔

"مُجھے ماں کے پاس جانا ہے۔" وہ رونا نہیں چاہتا تھا لیکن رونا قابو بھی نہیں ہو رہا تھا۔

"آؤ میں تمہیں چھوڑ دیتی ہوں۔" اس نے جازم کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آپ جانتی ہیں میرا گھر کہاں پر ہے؟" اگر کوئی نارمل بچہ ہوتا تو شاید اس کے ذہن میں یہ سوال جنم نا لیتا لیکن جازم نارمل نہیں تھا۔ باپ کے ظلم و ستم نے اسے وقت سے پہلے ہی

بڑا کر دیا تھا۔ لیکن کبھی کبھار اس کے اندر کا بچہ جاگ جاتا تھا جو نادانیاں کر جاتا تھا۔ اور یہ نادانی جازم کو مہنگی پڑنے والی ہے، اس کا اسے علم نہیں تھا۔

"تم بتاؤ گے تو مجھے پتا چل جائے گا۔" وہ اسی طرح مسکرا کر کہتی اسے اپنے ساتھ گاڑی تک لے آئی۔ اسے گاڑی میں بٹھانے کے بعد خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ایک نظر اس معصوم بچے کو دیکھا اور لبوں پر شیطانی مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

گاڑی ایک ویران راستے پر چل رہی تھی۔ جازم نے بس اسے اپنے گھر کے بارے میں یہ بتایا تھا کہ اس کے گھر کے نزدیک مسجد ہے۔ اس کے بعد وہ چپ رہا۔ اسے لگا تھا کہ وہ عورت بڑی ہے، وہ سب جانتی ہو گی۔ گاڑی ایک انجان سڑک پر رک گئی تھی۔ جازم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا میرا گھر آ گیا؟" بہت خوشی سے پوچھا گیا تھا۔

"نہیں۔ گھر تو نہیں آیا۔ لیکن میں دیکھ رہی ہوں تم اداس بیٹھے ہو۔ اس لیے تمہاری اداسی دور کرنے کے لیے میرے پاس کچھ ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا؟"

"چاکلیٹ۔"اس نے دو چاکلیٹس اس کے سامنے کیں۔جازم نے بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔

"میں یہ نہیں کھاتا۔"بچے کی حس جیسے جاگ رہی تھی۔اسے اس عورت سے اچھی وائبز نہیں آ رہی تھیں۔

"پھر کیا کھاتے ہو؟"عورت نے کہتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا۔جازم نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔پھر کچھ یاد آنے پر فوراً بولا۔

"میں گدھ ہوں اور میں مردار کھاتا ہوں۔"کہتے ساتھ اس نے عورت کی کلائی کو اپنے دانتوں سے کچل ڈالا۔وہ بری طرح چیخی تھی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں میں اس کے ڈائی کئے ہوئے بال مظبوطی سے پکڑ چکا تھا۔

"میں نے آج ہی قتل کیا ہے۔مجھ پر خون سوار ہے اور تم.... تم میرے ساتھ گندہ کام کرنے والی تھی۔میں مار دوں گا تمہیں۔"وحشت سے بولتے ہوئے جازم کی نظریں ڈیش

بورڈ پر گئیں اور پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔ وہاں پر ہتھوڑا پڑا ہوا تھا۔ اس نے آن کی آن میں وہ ہتھوڑا اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا۔ ایک نسوانی چیخ ویرانے میں گونجی تھی۔ اس نے صدمے سے اس چھوٹے سے لڑکے کو دیکھا۔

"تمہاری یہ مجال کہ تم....." جازم نے ایک کے بعد ایک وار کرنا شروع کیا۔ وہ اپنا دفاع کر رہی تھی۔ اس نے کھینچ کر جازم کے نازک رخسار پر تھپڑ رسید کیا تھا جس نے اس کے غصے میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ اگر وہ دونوں ہاتھوں سے روکتی تو وہ بری طرح اسے کاٹنے لگتا تھا اور اگر ہاتھ چھوڑتی تو وہ ہتھوڑے کا استعمال کرنے لگتا تھا۔ وہ چھوٹا سا بچہ کسی طور اس سے قابو نہیں ہو رہا تھا۔ پھر لمحوں کا کھیل کھیلا گیا تھا۔ اس عورت نے جازم کو پیچھے دھکا دیا اور خود گاڑی سے بھاگ جانا چاہا۔ وہ تیر کی تیزی سے سیدھا ہوا اور ہتھوڑا اپنی پوری قوت سے اس کے سر کی پشت پر دے مارا۔ اس کے حرکت کرتے ہاتھ وہیں رک گئے۔ اس نے ذرا سا رخ موڑ کر بے یقینی سے اس بچے کو دیکھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے جسم سے جان نکل رہی ہے۔ اس کا جسم اب جان نکلنے کے دورانیے سے گزر رہا تھا۔ اس کا انداز بتا رہا

تھا کہ جسم سے جان کا نکلنا کوئی مذاق نہیں تھا۔ تکلیف حد سے سوا ہو جاتی ہے۔ وہ مر رہی تھی اور وہ رک نہیں رہا تھا۔ وہ اس کے سر پر مارتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ سے لگتا تھا کہ اسے یہ کرنے میں مزا آ رہا ہے۔ اس عورت کے سر سے خون بہتا ہی چلا جا رہا تھا۔ لیکن جازم نہیں رکا۔ جانے کب اس عورت کی رخ پرواز کر گئی تھی۔ جازم نے چند لمحے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئیں تھیں۔ ہاتھ اپنا دفاع کرتے کہیں رکے ہوئے تھے اور وہ کار کے دروازے کے ساتھ بری طرح گری پڑی تھی۔ وہ نظارہ خوف ناک تھا لیکن جازم کے لیے خوبصورت۔ ظالم کا یہی انجام ہونا چاہیے تھا۔ وہ گاڑی سے اتر گیا تھا۔ پانچ سال کا جازم نہیں جان سکا کہ وہ عورت کون تھی، کہاں سے آئی تھی لیکن اٹھائیس سالہ جازم جانتا تھا کہ وہ عورت ریڈ لائٹ ایریا سے آئی تھی۔

وہ اس عورت کو وہیں چھوڑ کر ایک دفعہ پھر وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب رہا تھا۔ وہ کام کر جاتا اور اس سے بے خبر رہتا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوا تھا۔

بیڈ پر لیٹے اس نوجوان کے چہرے پر کرب تھا۔ایسا کرب جو وہ کسی کو بھی دکھانا نہیں چاہتا تھا۔وہ اپنا ماضی کسی پر آشکار نہیں ہونے دے گا۔وہ طے کر چکا تھا۔لیکن ایک دفعہ وہ سوچنا چاہتا تھا کہ اس کے ماضی میں ایسا کیا تھا جو وہ ایسا انسان بن گیا جس سے اس کی ماں اسے روکتی تھی۔

oooooooooooooooooooooo

وہ تین دن سے جہلم کی سڑکوں پر گھومتا رہا تھا۔کبھی تھک ہار کر سڑک کنارے بیٹھ جاتا۔کبھی فٹ پاتھ پر ہی سو جاتا۔لوگ آتے اور اس کے سامنے پیسے رکھ کر چلے جاتے۔وہ ان پیسوں کو دیکھتا اور اسے اپنی ماں کا چہرہ یاد آجاتا۔کیسے اس کی ماں ان پیسوں کے لیے دربدر کی ٹھوکریں کھاتی تھی۔ان پیسوں کے نا ہونے سے کئی کئی راتیں بھوکا سونا پڑتا تھا۔پیسہ سب کچھ نہیں ہوتا لیکن پیسہ کچھ تو ہوتا ہے نا۔وہ ان پیسوں کو اٹھاتا اور کسی بھیک مانگنے والے کو دے دیتا۔وہ بھکاری نہیں تھا۔ایک چھوٹے سے بچے میں غیرت باقی تھی۔وہ تین دن سے بھوکا تھا۔بھوکا رہنے کی عادت اسے پہلے سے ہی تھی۔ابھی بھی دوپہر کا وقت تھا اور

وہ تپتی دھوپ میں سڑک کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ آسمان کی جانب منہ کیے وہ بہت افسردہ لگتا تھا۔ وہ بول نہیں رہا تھا، لیکن اس کی آنکھیں دکھوں کی داستان لکھ رہیں تھیں۔ تبھی کوئی قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔ پینٹ کوٹ میں ملبوس بالوں کو سلیقے سے پیچھے جمائے، آدھی سیاہ اور آدھی سفید داڑھی والا شخص بہت بارعب لگتا تھا۔ وہ جازم کے قریب آ کر رکا۔

"تم اتنی دھوپ میں یہاں کیا کر رہے ہو بچے؟" اس کی آواز بھی رعب دار ہی تھی۔ چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ جازم نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اس آدمی کو دیکھا۔

"میں آپ کو کیوں بتاؤں کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟" اس نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔ اس آدمی کے چہرے پر ہلکی بالکل ہلکی سی مسکراہٹ نظر آئی تھی۔ پھر وہ اس کے برابر میں آ کر بیٹھ گیا۔

آہ۔ زمین بہت گرم تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم اتنی یخ زمین پر کیسے بیٹھے ہوئے ہو؟"وہ اب دوستانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔جازم کے حلق میں آنسو کا گولا اٹکا تھا۔

"میری زندگی کا اور اس تپش کا بہت گہرا تعلق ہے۔"آدمی نے چونک کر اس لڑکے کو دیکھا۔کیا کوئی اتنا چھوٹا بچہ ایسی بات کر سکتا تھا۔

"تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟"

"میں یتیم ہوں۔"وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بولا تھا۔جبکہ اس شخص کے تاثرات بدلے تھے۔

"کیا تمہارے آگے پیچھے کوئی اپنا نہیں ہے؟"

"اگر میرا کوئی آگے پیچھے ہوتا تو میں آپ کو یہاں سڑک پر بیٹھا ملتا؟"اس کے سوال پر وہ شخص چند لمحوں کے لیے چپ ہوا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جازم مرزا۔" پھر گہری خاموشی۔

"تم میرا نام نہیں پوچھو گے؟" اس کے یوں کہنے پر جازم نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"میرا نام جہانزیب لغاری ہے۔" جازم نے عدم دلچسپی سے سر ہلا دیا۔

"میں آرفن ایج چلاتا ہوں۔"

"وہ کیا ہوتا ہے؟" جن کے ماں باپ زندہ ہوں، ان کا آرفن ایج سے کیا تعلق۔ یہ تو وہ جانتے ہیں نا جن کے ماں باپ مر جاتے ہیں۔ تین دن پہلے تک اس کا باپ زندہ تھا، اس کی ماں اس کی چھاؤں بن کر اس کے ساتھ تھی۔ تنہا تو وہ آج ہوا تھا۔ دنیا تو اب دیکھی تھی اس نے۔

"آرفن ایج یتیم خانے کو کہتے ہیں۔"

اور چھوٹے سے جازم کا دل کئی ہزار ٹکڑوں میں ٹوٹا تھا۔

"میں.... میں وہاں رہوں گا؟"

"بہت سارے بچے وہاں رہتے ہیں۔ جن کے ماں باپ اس دنیا میں نہیں رہے۔ جن کے رشتے داران کے ماں باپ کے بعد انہیں اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے۔ پھر وہ یتیم خانے میں رہتے ہیں۔ وہیں پڑھتے ہیں۔ کھاتے ہیں، پیتے ہیں اور پھر اپنے لیے ایک اچھی زندگی کا انتخاب کرتے ہیں۔ اپنا مستقبل سنوارنے کے لیے نکل جاتے ہیں." اس چھوٹے سے بچے نے وہیں بیٹھے بیٹھے کتنے خواب دیکھ لیے تھے۔ وہ سنگر بننا چاہتا تھا۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ اس کی ماں اسے سونے سے پہلے اپنی خوبصورت آواز میں لوریاں سناتی تھی۔ یہیں سے تو ملی تھی اسے خوبصورت آواز۔ اپنا خواب اسے یوں پورا ہوتا نظر آرہا تھا۔ اس کے چہرے پر چمکدار مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی۔

"مُجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔ میں تین دن سے بھوکا ہوں۔" وہ جانے کے لئے بے چین ہوا تھا۔ جہانزیب کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔ اس نے جازم کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا۔ وہ بہت خوشی سے گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ مستقبل کے

خواب دکھانے والے جب نیچے سے سیڑھی کھینچ لیتے ہیں تو انسان منہ کے بل کیسے گرتا ہے اور پھر چوٹ کتنی شدید آتی ہے۔

وہ یتیم خانے آنے تک اس سے کئی باتیں کرتا رہا تھا۔

یہ تین منزلہ عمارت تھی۔ داخلی دروازے سے اندر جاؤ تو سامنے ایک چھوٹا سا لان نظر آتا تھا۔ ارد گرد گھاس کے درمیان پتھروں کی روش بنی ہوئی تھی۔ اسی روش سے گزرتے ہوئے وہ جازم کو اندر لے کر جا رہا تھا۔ ایک اور دروازہ عبور کرو تو سامنے ایک برآمدہ تھا جس کے اطراف میں کمرے تھے۔ برآمدے کے آخر میں اوپر کو سیڑھیاں جاتی تھیں۔ انہیں سیڑھیوں کو عبور کر کے وہ دونوں اب دوسری منزل پر آ گئے تھے۔ جازم بس خاموشی سے ارد گرد دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ وہاں موجود بچے اس نئے آنے والے بچے کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی نظروں میں کچھ تھا جو محسوس کرو تو لمحے بھر کو تمہارا دل کرے گا کہ یہیں سے واپس بھاگ جاؤ۔ وہ تنبیہہ کرتی ہوئی زخمی نظریں تھیں۔ دوسری منزل سے اب وہ تیسری منزل پر آ گئے تھے۔ وہاں تین کمرے تھے۔ تینوں باہر سے بند تھے۔ جہانزیب نے

ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور جازم کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ وہ قدرے مسکراتا اندر چلا آیا۔ اس کے پیچھے دروازہ زور سے بند ہوا تھا۔ جازم نے ڈر کر پیچھے دیکھا اور سہم گیا۔ اس کی چھٹی حس جاگ رہی تھی۔ وہ بتا رہی تھی کہ یہ آدمی اچھا آدمی نہیں ہے۔ اس کی حس پر لمحوں میں مہر لگی تھی۔ جہانزیب نے ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا۔ وہ ٹھوڑی کے بل زمین پر گرا تھا۔ جس کی وجہ سے اسے گہرا زخم آیا تھا۔

"بے غیرت۔ تجھے کیا لگا تھا کہ تو میری محبوبہ کو مار دے گا اور میں تجھے ڈھونڈھ نہیں پاؤں گا؟" وہ بے حد غصے میں بلند آواز سے چلایا تھا۔ جازم نے بس رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ بالکل رونے کے قریب تھا۔ جہانزیب نے نا آؤ دیکھا نا تاؤ۔ اسے بوٹوں سے مارنا شروع کر دیا۔ وہ چیختا چلاتا رہا لیکن وہ نہیں رکا۔

"ماں۔" اب اس کی زبان سے بس بار بار ماں ہی نکل رہا تھا اور جو اگر اس کی ماں یہاں ہوتی تو شاید اپنے بیٹے کو اتنی تکلیف میں دیکھ کر ہی مر جاتی۔ یہ وہ لوگ تھے جس نے جازم کا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بچپنا اس سے چھین لیا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی وجہ سے وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ اسے دنیا میں موجود ہر انسان سے نفرت ہو گئی تھی۔

اتنی مار سہنے کے باوجود وہ زندہ تھا لیکن اس کے جسم میں سکت نہیں رہی تھی کہ اپنا دفاع کر پاتا۔

اب وہ اس کے پاس نیچے بیٹھ رہا تھا۔ پھر اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں سختی سے جھکڑا۔

"وہ جسے تو کار میں مار کر آیا تھا نا۔ محبوبہ تھی وہ میری۔ تین دن سے میں تجھے ڈھونڈ رہا ہوں اور آخر کار تو مجھے مل گیا۔" جازم کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔ وہ تو بس اپنی بے بسی پر ماتم کرتے ہوئے اس وقت کو یاد کر رہا تھا جب وہ ماں کی ٹھنڈی آغوش کو چھوڑ کر دنیا کی تپتی زمین پر قدم رکھ چکا تھا۔

"مر یہیں پر بغیرت۔" جہانزیب نے اسے بری طرح پیچھے جھٹکا دیا تھا۔ اس کا سر بری طرح زمین پر پٹخا تھا۔ وہ چیخ بھی نہیں سکا۔ آنسو بے آواز گرتے جا رہے تھے۔ جہانزیب اب وہاں سے اٹھ گیا تھا۔

"تم دیکھنا۔ میں تمہاری زندگی بد تر بنا دوں گا۔ تمہاری وجہ سے میرا بہت نقصان ہوا ہے۔ تم اب اس کی بھرپائی کرو گے۔" بوٹ کی نوک سے ایک آخری ٹھوکر مارتا وہ باہر نکل گیا تھا۔ پیچھے وہ مردہ آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے دیکھے جانے والے خواب آنکھوں میں ہی مر گئے تھے۔

آنے والے وقتوں میں اس کی زندگی بے حد مشکل ہونے والی تھی، یہ بات وہ جان گیا تھا۔

oooooooooooooooooooo

جلتا فلک ہے، جلتی زمین ہے

تیرے بناماں، کچھ بھی نہیں ہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

او ماں مجھ کو جھلاؤ نہ جھولا رے

ماں مجھ کو جھلاؤنا جھولا

ماں مجھ کو جھلاؤنا جھولا رے

رونا نہیں غم سے اے زندگی

لمحے گزر جائیں گے آپ ہی

جتنا کڑوا ہے تو، اتنی میٹھی ہے ماں

جانے تیرے بنا کیوں پگھلتی ہے جاں

او ماں مجھ کو جھلاؤنا جھولا رے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ جون کے تپتے دن تھے۔ایسے دن کے زمین پر اگر کوئی دانہ بھی گر جاتا تو بھن جاتا۔اس تپتی زمین پر ننگے پاؤں آٹھ سالہ جازم اینٹیں اٹھا رہا تھا۔وہ سنگر بننا چاہتا تھا اور اسے کیا بنا دیا گیا تھا۔وہ ان تین سالوں میں کچھ زیادہ گرو نہیں کر پایا تھا۔وہ جب چھوٹا تھا تو اس کی ماں لوری میں یہ سنا کر اسے سلایا کرتی تھی۔آج زندگی کے ان بے رحم دنوں میں اسے یہ گیت یونہی یاد آ گیا تھا۔اور صرف یاد نہیں آیا تھا وہ اپنی خوبصورت اور درد بھری آواز میں گنگنا بھی رہا تھا۔یہ سزا محض کسی شخص کی بوڑھی محبوبہ کو مارنے کی تھی۔اور اسے یہ سزا قبول تھی لیکن جنسی زیادتی ہرگز نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماں مجھ کو جھلاؤنا جھولا رے

او ماں...

وہ روتے ہوئے ایک جانب بیٹھ گیا تھا۔ گزشتہ سالوں میں اس پر ظلم کی انتہا کر دی گئی تھی۔ اب کو نسا کم تھا۔ پھٹے ہوئے کپڑے، جوتوں سے عاری پاؤں، بالوں میں مٹی گھسی ہوئی اور آنکھوں کے نیچے ہلکے۔ جسم کے ہر حصے پر مار کے نشان تھے۔

ایسے وقتوں میں یاد آتی ہے ماں جو ہر تکلیف کو اپنے تک روک لیتی ہے لیکن اپنی اولاد تک اسے نہیں آنے دیتی۔ وہ ایک جانب بیٹھا اپنی ماں کو یاد کر رہا تھا۔ تین سال ہو گئے تھے اس مہربان ماں کو دیکھے ہوئے۔ اس کی آواز سنے ہوئے اور اب شاید ساری زندگی اسی کے بغیر گزرنے والی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا اور رو رہا تھا جب کوئی اس سے کچھ بہتر حالت والا لڑکا اس تک آیا۔

"اوئے مرزے۔ تجھے صاب (صاحب) بلا رہے ہیں۔" اس نے آ کر پیغام دیا۔ جازم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اب کیا کر دیا ہے میں نے۔ سارا کام تو ٹھیک کر رہا ہوں۔" وہ پریشان نہیں ہوا تھا۔ وہ اب اس ظلم کا عادی ہو گیا تھا۔ مالک بلاتا اور وہ جوتے کھانے چلا جاتا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خوش خبری ہے۔"وہ رازداری سے بتا رہا تھا۔جازم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیسی خوشخبری؟"

"مُجھے لگتا ہے تیری آزادی کا پروانہ آ گیا ہے۔"وہ بارہ سال کا لڑکا بڑے تجسس سے اسے بتا رہا تھا لیکن جازم کے پلے اس کی بات نہیں پڑی۔

"تو بھی نرا ڈنگر ہی ہے مرزے۔خود جا اور دیکھ لے۔میں کیا بات کر رہا ہوں۔"جازم نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا اور وہاں سے اٹھ گیا۔اس کی رنگت دھوپ میں کام کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی۔اگر تم پہچاننے کی کوشش کرو تو ناکام رہو کہ وہ ایسے برباد ہوا تھا۔

"میں نے خاموشی سے اس شخص کا ظلم سہنا سیکھا ہے،لیکن جو بدلے کی آگ میرے اندر ہے نا۔جب کبھی یہاں سے نکلا تو سب سے پہلے اسی شخص کا قتل....۔"

"چپ۔"اس لڑکے نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔"پاگل ہو گیا ہے کیا؟ کوئی سن لے گا تو فٹافٹ جا کر صاب کو شکیت (شکایت) لگا دے گا۔تو بھی مرے گا،میں بھی

مروں گا۔"اس لڑکے کی آنکھوں میں سخت تنبیہہ تھی۔جازم نے اس کا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹایا۔

"نہاتا میں نہیں ہوں لیکن ہاتھ تیرے مٹی سے بھرے ہوئے ہیں شیدے۔"وہ کوفت زدہ ہوا تھا۔شیدے نے چھوٹی آنکھیں کر کے اسے دیکھا۔

"شازادے(شہزادے)،یہ مٹی نا تیرے اپنے منہ میں گھسی ہوئی ہے۔"وہ منہ کے زاویے بگاڑ کر کہتا وہاں سے چلا گیا۔جازم نے اپنے لبوں پر زبان پھیری توریت کے چھوٹے چھوٹے ذرے اس کی زبان سے چپک گئے۔

"منحوس ہیں سارے۔"اس کا اچھا خاصا دل خراب ہو گیا تھا۔

"یہ لڑکا آیا کیوں نہیں ابھی تک؟"

جہانزیب نے باہر آ کر شیدے سے پوچھا تو وہ سر جھکا گیا۔

"صاب وہ کپڑے بدلنے گیا ہے۔کہتا ہے بدل کر آتا ہوں۔"جہانزیب نے لب بھینچے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہمم گڈ۔ چلو تم جاؤ یہاں سے۔"

اس کے جانے کے دس منٹ بعد وہ میٹنگ روم میں آیا تو چونک گیا۔ سامنے جہانزیب کے ساتھ ساٹھ کے لگ بھگ کوئی شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا رحم تھا۔

جازم کو فی الحال اپنا آپ کافی ہلکا پھلکا لگا۔

"یہ ہے وہ لڑکا جس کی میں بات کر رہا تھا۔" جہانزیب کے تعارف پر دونوں نے اسے دیکھا۔

"سو کھا سڑا سا ہے یہ۔ میرے کسی کام کا نہیں ہے۔ تم پانچ لاکھ دو اور اسے یہاں سے لے جاؤ۔" لفظ پانچ لاکھ پر اس آدمی نے جہانزیب کو بڑی حیرت سے دیکھا تھا۔

"تم مجھ سے بہت زیادہ قیمت مانگ رہے ہو۔"

"تو؟ یہ لڑکا قاتل ہے۔ میں نے اسے پولیس کے حوالے کرنے کے بجائے....۔"

"اس سے اچھا یہی تھا کہ تم اسے پولیس کے حوالے کر دیتے۔ تاکہ تمہاری بھی پول جلدی کھل جاتی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جلیل احمد بڑے سکون سے بولے تھے۔

"کیا مطلب کیسی پول؟"اسے بے حد غصہ آیا تھا۔

"یہی کہ تم آرفن ایج کے نام پر ڈھونگ کر رہے ہو۔تم بچوں پر تشدد کرتے ہو۔ان کی خرید و فروخت کرتے ہو۔اکثر ان کے ساتھ جنسی....۔"

"بس۔"وہ چلاتے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔"تمہیں یہاں سے آج کچھ نہیں ملے گا۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔"وہ بھڑک ہی تو گیا تھا۔

"میں اس لڑکے کو یہاں سے لے کر جاؤں گا اور وہ بھی بغیر کسی قیمت کے۔ورنہ.....۔"

"ورنہ کیا؟دھمکی دے رہے ہو تم مجھے؟"جلیل صاحب ہنسے تھے۔

"دھمکی نہیں دے رہا۔آگاہ کر رہا ہوں۔"جہانزیب نے ناسمجھی سے ابرو اچکائے۔

"تمہارے گناہوں کا میرے پاس واضح ثبوت ہے۔ تم کس طرح بچوں کو ٹارچر کرتے رہے ہو۔ اک اک بات کا ثبوت ہے۔" ایک لمحے کو جہانزیب کے سارے رنگ اڑے تھے۔ پھر وہ سنبھلا۔

"جاؤ بتا دو جسے بتانا ہے۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ آج کل آرٹی فیشل انٹیلیجنس کا دور ہے۔ تمہاری بات کا کون یقین کرے گا۔ رہی بات بچوں کی تو وہ کبھی میرے خلاف نہیں جا سکتے۔ میں نے اچھے سے ان کی برین واشنگ کی ہوئی ہے۔" وہ سکون سے بولا تھا لیکن اس سے کئی زیادہ سکون سامنے والے کے چہرے پر تھا۔ اس کی پرسکون مسکراہٹ جہانزیب کا سکون برباد کر گئی تھی۔

"صاحب صاحب باہر پولیس آئی ہے۔" ایک لڑکا بھاگتا ہوا اندر آیا تھا۔ "صاحب وہ آپ کا پوچھ رہے ہیں۔" اس بچے کے بتانے پر جہانزیب کے سارے رنگ اڑ گئے تھے۔ اس نے ملامتی نظروں سے جلیل احمد کو دیکھا۔ وہ ابھی تک ویسے ہی مسکرا رہے تھے۔

"لعنتی انسان ہو تم۔ مرنے کی عمر میں شیطان بن رہے ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عمر اس بات کا فیصلہ نہیں کرتی کہ کون پہلے مرے گا۔ موت کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا ہے۔ اس دنیا میں آنے سے پہلے۔" وہ پر سکون سا بول کر وہاں سے نکل چکے تھے۔ جاتے ہوئے جازم کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

عمارت سے باہر پولیس اور میڈیا کے لوگ کھڑے تھے۔ وہ سب جلیل احمد کے اک اشارے کے منتظر تھے۔ اور وہ اشارہ مل چکا تھا۔ پولیس اندر چلی گئی تھی اور میڈیا خبریں چلانے لگ گیا تھا۔ اگلے پانچ منٹ میں پولیس جہانزیب کو گرفتار کر چکی تھی۔ میڈیا نے وہاں موجود متاثرہ بچوں سے انٹرویو بھی لیے تھے۔ ان میں سے ایک اینکر جازم کے پاس بھی آئی تھی۔

"آپ کا کیا نام ہے بیٹا؟" جازم نے چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھا۔

"حیدر مرزا۔" جلیل جو اس کے پاس کھڑے تھے چونک کر اسے دیکھا۔

"تو حیدر آپ کتنے عرصے سے یہاں پر ہیں؟"

"تین سال سے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا آپ جہانزیب کو پہلے سے جانتے تھے یا۔۔۔"

"میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک بے رحم اور سفاک آدمی ہے۔ وہ بچوں پر رحم نہیں کرتا۔ آپ چاہیں تو بچوں کے جسم پر نشانات دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔" انداز ایسا تھا کہ اینکر نے پیچھے جانے کی ہمت نہیں کی۔ وہاں پر کافی دیر تک یہ سب کچھ چلتا رہا تھا۔ اس کا اختتام اس بات پر ہوا تھا کہ آرفن ایج کے نئے مالک جلیل احمد ہوں گے۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچوں کا کانفیڈینس بحال ہونے لگا تھا۔ جلیل احمد نے سب بچوں کو ایک نئی اور خوبصورت زندگی دی تھی۔ کم عرصے میں ہی وہ سب کے فیورٹ بن گئے تھے سوائے جازم کے۔ وہ سب سے دور رہنے لگا تھا۔ نا وہ ہنستا تھا اور نا کسی سے بات کرتا تھا۔ جلیل احمد بھی اس بات کو اچھا خاصا نوٹ کرتے رہے تھے۔ پھر ایک دن انہوں نے جازم کو اپنے آفس میں بلوایا۔ وہ بہت نروس ہو کر آفس آیا تھا۔ کیونکہ ایسے بڑے لوگ بند کمروں

میں ہی شکار کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ ڈر بھی ختم ہو گیا جب وہ آفس گیا۔ جلیل صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جازم کو انہوں نے ایک بینچ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"تم نے اس دن میڈیا پر اپنا نام حیدر کیوں بتایا تھا؟" جازم نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیونکہ میری ماں مجھے حیدر کہتی تھی۔" جازم کی بات پر وہ قدرے مسکرائے۔

"تم کسی سے گھلتے ملتے کیوں نہیں ہو؟"

"کیونکہ یہ دنیا دھوکہ ہے۔ ایک خوبصورت دھوکہ۔"

"میں دنیا کی بات نہیں کر رہا۔ اس میں رہنے والے لوگوں کی بات کر رہا ہوں۔"

"یہ لوگ شکل سے جتنے خوبصورت نظر آتے ہیں، یہ اتنے ہی بدصورت ہوتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پڑے تو ایسا لگتا ہے جیسے گنہگار جہنم میں اپنے گناہ کا ایک دن گزار رہا ہے۔"

"مطلب؟" انہوں نے ناسمجھی سے ابرو اچکائے۔

"آپ نے سنا نہیں کہ اگر کوئی انسان ایک نماز چھوڑتا ہے تو محض ایک نماز چھوڑنے کی سزا ایک دن ہے۔ لیکن وہ ایک دن اتنا لمبا ہو گا کہ ہماری سوچ ہے۔" وہ جازم سے متاثر ہوئے بغیر نا رہ سکے۔

"اتنی چھوٹی عمر میں اتنی بڑی بڑی باتیں کہاں سے سیکھی ہیں تم نے؟"

"اتنی چھوٹی عمر میں میں نے وہ کچھ سہا ہے، شاید جو کبھی آپ نے پوری زندگی نا سہا ہو۔" وہ بہت سکون سے بول رہا تھا۔

"آپ جانتے ہیں۔ میری ماں زندہ ہے۔" جلیل صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میرا باپ مر گیا۔ میں نے مار دیا اسے۔ اور اس کے بعد میرے جسم کا ایک حصہ جانور بن گیا۔ جب میں نے جہانزیب کی عورت کو مارا تو میرا دل بھی وہیں مر گیا۔" جلیل دم سادھے سن رہے تھے۔ "اب اگر کوئی مُجھے ہلکا سا تھپڑ بھی مارتا تھا تو وہ میری بدلہ لینے والی لسٹ میں آ جاتا تھا۔ آپ کو پتا ہے میں نے جہانزیب کو مارنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن پکڑا گیا۔

اس دن اس نے مُجھے پورا دن الٹا لٹکا کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ میری ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا لیکن اس نے مجھے سیدھا نہیں کیا۔"

وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے کسی فلم کا سین لکھ کر اس کے سامنے رکھ دیا ہو۔

"میں بیمار ہو گیا لیکن اس نے مجھے میڈیسن نہیں کھانے دی۔ یہاں تک کہ کھانا بھی نہیں دیا۔ پھر شیدے نے....۔" وہ رکا، پھر مسکرایا۔ "بختیار رشید۔ یہاں سب اسے شیدا ہی کہتے ہیں۔ بہت اچھا ہے۔ سب کے کام آتا ہے۔ اس دن بھی اس نے مُجھے چوری چُھپے کھانا لا کر دیا تھا۔ اور اس کی سزا میں اسے تین دن بھوکا رہنا پڑا۔ اور جہانزیب جب مارتا تھا تو ایسی باریک چھڑی سے مارتا کہ رخ کانپ جائے۔ انسان جتنی بھی مار کھالے۔ درد ہر بار نیا ہی ہوتا ہے۔ میرا باپ بھی مجھے مارتا تھا لیکن مُجھے اس مار کی تکلیف ہر بار بے حد محسوس ہوتی تھی۔ بس اتنا بدلاؤ آیا تھا کہ اب میں نے چیخنا چھوڑ دیا تھا۔ بس دل میں ایک لفظ کہتا تھا۔ ماں۔" وہ بول کر چپ ہو گیا تھا جبکہ جلیل صاحب بے حس و حرکت وہیں بیٹھے رہے۔ پھر چند لمحوں بعد بولے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک کہتے ہو تم۔ یہ دنیا اور یہاں کے لوگ جانور ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے میری بیوی اور بچے چھین لیے۔" جازم بس خاموشی سے انہیں دیکھے گیا۔

"میری شادی اکیس سال کی عمر میں ہو گئی تھی۔ اور شادی کے چار سالوں میں مُجھے اللہ نے ایک نعمت اور ایک رحمت سے نوازا۔ ہماری شادی کی چھٹی سالگرہ تھی۔ ہم اسے منانے باہر گئے ہوئے تھے۔ میں اپنی فیملی کو کار میں بٹھا کر خود بچوں کے لیے کھانے کا سامان لینے چلا گیا تھا۔ میں باہر آیا تو وہ مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے تھے۔ بابا بابا کرتے میرے بچے۔" اس شخص کی آنکھوں میں دکھ ہلکورے لینے لگا تھا۔ "ابھی میں ان کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے ایک بس تیزی سے آئی اور اس کار کو کچلتی آگے بڑھ گئی۔ میں نے اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور مجھ سے ہلا تک نہیں گیا۔ وہ تینوں موقع پر ہی دم توڑ گئے تھے لیکن جان میرے جسم سے بھی نکل چکی تھی۔ کچھ دیر پہلے جو کان بابا بابا سن رہے تھے، وہ کان سننے سے محروم ہو گئے تھے۔ جو آنکھیں اپنے سامنے پورے منظر کو دیکھ کر جی رہی تھیں، وہ آنکھیں ایک دم سے اندھی ہو گئیں تھیں۔ یوں سمجھو ان تینوں کی موت کے بعد

میں پاگل ہو گیا تھا۔ مجھے بس انصاف چاہیے تھا لیکن مُجھے کسی عدالت میں انصاف نہیں ملا۔ میں غریب تھا اور غریب کا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ میں نے بہت دعائیں کیں کہ وہ میری مدد کرے۔ لیکن مُجھے انصاف نہیں ملا۔" آنسو ان کے بزرگ چہرے کو بھگو چکے تھے۔

"آپ کا دکھ کافی پرانا ہے۔"

"دکھ جتنا بھی پرانا ہو جائے بیٹا۔ لیکن اس کی تکلیف ہمیشہ پہلے دن کی طرح ہی رہتی ہے۔ کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہے۔ خاص کر تب جب آپ کے مجرم آزاد گھوم رہے ہوں۔"

"کیا آپ کو وہ مجرم نہیں ملا؟"

"نہیں۔ اور اس اک مجرم کے نا ملنے نے مجھے مجرم بنا دیا۔ میں نے بڑے غلط طریقوں سے نام کمایا ہے۔ یہ دنیا بھول گئی ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا لیکن مُجھے یاد ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔"

"تو اب آپ کیا چاہتے ہیں؟" وہ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد بولے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں جانتا ہوں، آج نہیں تو کل جہانزیب باہر آجائے گا۔ اور باہر آنے کے بعد وہ مسلے پیدا کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس دنیا سے اپنے بدلے لینے کے قابل ہو جاؤ۔ وہ کیا نام ہے تمہارے دوست کا۔ بختیار۔ اسے بھی ساتھ ملا لو۔ پھر جہانزیب جیسے ہی جیل سے باہر آئے، تم لوگ اس کو مار دو۔" جازم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ ابھری تھی۔

"آپ کو پتا ہے۔ باپ کے قتل پر میں خوفزدہ تھا لیکن اس عورت کے قتل کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ قتل کتنی دلچسپ چیز ہے۔" وہ بے رحم شہزادہ لگ رہا تھا۔ جلیل صاحب نے بس خاموشی سے اس لڑکے کو دیکھا۔

کیسی ظالم دنیا ہے۔ بچوں سے ان کا بچپنا تک چھین لیتی ہے۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°

وہ جلیل کے آفس میں آیا تو وہ سامنے ہی بیٹھے نظر آگئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک آٹھ نو سال کا لڑکا بھی تھا۔ اس کا وجود کافی بھاری سا تھا۔ نین نقش بھی موٹے موٹے تھے۔ جازم نے ایک نظر اس کے سراپے کو دیکھا، پھر واپس جلیل کو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ نے بلایا تھا۔"

"ہاں میں نے بلایا تھا۔"

"کیوں؟"

"مُجھے تمہیں اس لڑکے سے ملوانا تھا۔اس کا نام صفدر ہے۔"جازم نے ایک دفعہ پھر اس لڑکے کو دیکھا۔

"لیکن کیوں؟"

"کیونکہ تمہارے مقصد میں یہ تمہارا ساتھ دے گا۔"

"مجھے بختیار کافی ہے۔"اس نے ناپسندیدگی سے صفدر کو دیکھا۔

"بختیار ایک حساس لڑکا ہے۔وہ کبھی ایسے کاموں میں ملوث نہیں ہو گا۔وہ ایک مثبت لڑکا ہے۔"جازم نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلایا۔یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ بختیار کتنا رحمدل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لڑکا تھا۔ کچھ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جن پر جتنا مرضی ظلم کر لو۔ ان کے اندر کا حساس پن کبھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ چاہ کر بھی کسی کا برا نہیں سوچ سکتے۔

"ابھی تم دونوں اپنی اپنی پڑھائی پر توجہ دو گے۔ جب تم دونوں بائیس سال کے ہو جاؤ گے تو پھر آگے کا سوچیں گے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا تھا۔ جازم نے پھر سے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

oooooooooooo

زندگی اتنی تیزی سے گزری تو نہیں تھی۔ ہر پل اپنوں کی یادیں، چھوٹی عمر میں بڑے بڑے کام یہ سب کچھ بہت مشکل رہا تھا۔ لیکن بالآخر جازم مرزا نے یہ کر دکھایا تھا۔ جلیل نے ان سب کو اچھی تعلیم دی تھی۔ کچھ بچے اپنا مستقبل سنوارنے کے لیے یتیم خانے سے نکل چکے تھے، کچھ نئے بھرتی ہوئے تھے اور کچھ ابھی اپنی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ چار سال پہلے ہی بختیار بھی اس یتیم خانے کو خیر آباد کہہ گیا تھا۔ اس کی کسی اچھی فرم میں نوکری ہو گئی

تھی۔ایک سال پہلے اس نے اسی یتیم خانے کی اک لڑکی سے شادی کر لی تھی۔وہ دونوں کماتے تھے۔کبھی کبھی تو جلیل صاحب سے بھی ملنے چلے آتے۔

جازم مرزا کی آج بائیسویں سالگرہ تھی۔اور آج ہی اس کی ڈگری مکمل ہوئی تھی۔اور آج ہی وہ اور صفدر جلیل صاحب کے آفس میں اس کے سامنے موجود تھے۔گزرے ایام میں ان دونوں میں کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔اس دوران کوئی رکاوٹ بھی نہیں آئی تھی۔جہانزیب ابھی تک جیل میں ہی تھا۔گزرے دنوں میں جازم کی صحت بھی اچھی ہو گئی تھی اور وہ اچھا خاصا گرو کر گیا تھا۔اس کے صاف شفاف چہرے پر اب زخم نہیں تھے لیکن چھوٹی چھوٹی داڑھی ضرور نظر آتی تھی۔اس کی آواز بھی بھاری ہو گئی تھی۔بالکل شیروں جیسی۔اس کا لباس پہننے کا طریقہ بھی بہت گریس فل ہو گیا تھا۔لیکن ان گزرے دنوں میں اس نے صرف سیاہ رنگ کو ہی اپنے قریب رہنے دیا تھا۔اس کے زیادہ تر کپڑے کالے رنگ کے ہی ہوتے تھے۔شاذونادر ہی کوئی اور رنگ ہوتا۔سیاہ آنکھیں اداس رہتی تھیں لیکن کسی پر

ظاہر نہیں ہونے دیتی تھیں۔ وہ آنکھیں رئیسہ بیگم کو یاد کرتی تھیں۔ ابھی بھی وہ انہی آنکھوں کے ساتھ آفس میں کھڑا تھا۔

"مبارک ہو تم دونوں کو۔ تم دونوں نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔" ان دونوں نے سر کے خم سے شکریہ قبول کیا تھا۔

"اب تم دونوں وہ کرو گے جس کے لیے میں نے تم لوگوں کے لیے یہ رسک لیا تھا۔"

"کیا سر؟" پوچھنے والا صفدر تھا۔

"تم دونوں کو میں ایک ایک عمارت گفٹ کروں گا۔ جس کے سی ای او تم دونوں ہوں گے۔" ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر جلیل صاحب کو۔

"عمارت؟" دونوں یک زبان بولے تھے۔

"بلڈنگ۔ فیکٹری۔ جس کے اندر ٹائل پتھر کا کام ہوتا ہے۔ وہ عمارتیں پرانی ہیں اور پر اسرار بھی۔" وہ دونوں اب خاموشی سے سن اور سمجھ رہے تھے۔

"یہ چیزیں اسی فیکٹری کے اندر بنتی ہیں۔"

"اصل مقصد بتائیں، پلیز سر۔" جازم کو اس لمبی چوڑی باتوں سے اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔

جلیل صاحب نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔ پھر اپنے ٹھوڑی تلے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے آگے کو ہوئے۔

"اصل مقصد یہ ہے کہ ماربل کا کچھ سامان تم لوگ اپنی نگرانی میں بنواؤ گے۔ اور اس کے اندر زیادہ مقدار میں ڈرگز رکھواؤ گے۔" ان دونوں نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"کسی کو کیسے پتا چلے گا کہ اس کے اندر نشہ ہے۔" جازم کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"تم لوگ نہیں جانتے لیکن اس ملک میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو منشیات کی وجہ سے زندہ ہیں۔ اگر تم لوگ انہیں یہ نشہ بیچو گے تو وہ اس بارے میں اپنے تمام نشئی دوستوں کو بتائیں گے۔"

"لیکن یہ کام تو غریب اور فارغ لوگ کرتے ہیں۔ جن کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟" سوال جازم کی جانب سے ہی آرہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پیسہ بھی آئے گا اور کام بھی ہو جائے گا۔ بس عقل استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔"
انہوں نے اپنی کنپٹی پر انگلی سے دستک دیتے ہوئے کہا تھا۔ پہلے تو وہ نہیں سمجھا لیکن پھر اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"سمجھ گیا۔"

"گڈ۔"

"کیا ہم ایک دفعہ یہ فیکٹری دیکھ سکتے ہیں؟" صفدر نے پوچھا تھا۔

"ہاں ضرور۔" انہوں نے بھی مسکرا کر ہی جواب دیا تھا۔

دوسرے دن وہ دونوں فیکٹری دیکھنے چلے آئے تھے۔ جہاں یہ سارا سامان بن رہا تھا وہاں بہت شور تھا اور جگہ بھی بہت گندی تھی۔ لیکن جس جگہ اسے بیٹھ کر کام کرنا تھا۔ وہ جگہ بہت صاف تھی۔ آفس بہت شاندار تھا۔ لیکن وہ پراسرار سرنگ جازم کو بہت پسند آئی تھی۔ تمام منشیات سے بھرا سامان وہیں رکھا ہوا تھا۔ یہ غیر قانونی کام یہیں سے شروع ہونے والا تھا۔ اور یہیں سے اس کی زندگی کی ایسی شروعات ہوئی تھی جس نے اسے عادی

مجرم بنا دیا تھا۔ جس نے اسے ڈرگ ڈیلر بنا دیا تھا۔ اس کے تعلقات مافیہ گینگ سے بننے لگے تھے۔ صفدر اپنے کام میں نروس رہتا تھا اس لیے جازم اس کے ساتھ اکثر ناانصافی کر جاتا تھا۔ صفدر خریدتا تھا اور جازم اس سے اچھی خاصی قیمت لیتا تھا۔ وہ کام کرنے لگے تھے اور جلیل احمد کو اندر تک سکون مل گیا تھا۔ شروعات امیر زادوں اور بگڑے گھرانوں کے نوجوانوں سے ہوئی تھی۔

لیکن وہ کیا کہتے ہیں کہ جب ہم جیسوں کا وقت آتا ہے تو موت آجاتی ہے۔ کچھ یہی ان کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ وہ دل کے مریض بن گئے تھے۔ یہ تو وہ جانتے تھے کہ ان کے پاس زندگی بہت تھوڑی ہے اب۔ اس لئے انہوں نے آرفن ایج بختیار رشید کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ جانتے تھے ان بچوں کو بختیار جیسے لوگوں کی ہی ضرورت ہے۔ جازم اور صفدر جیسے لوگ لوگوں کی زندگیاں عذاب کرنے کے لیے ہی پیدا ہوئے تھے۔ وہ دونوں اپنا کام بخوبی نبھاتے نبھاتے زندگی کے اس حصے میں آگئے تھے۔ لیکن افسوس کہ صفدر اس دنیا سے بے

دردی کی موت لے کر گیا تھا۔ وہ انسان جس سے لال بیگ تک نا مارا جائے، اسے بے دردی سے مار دیا گیا تھا۔

اندھیر کمرے میں وہ بیٹھا ہوا تھا اپنا ریزہ ریزہ وجود لیے ہوئے۔ آج وہ اپنی ماں کو دیکھ کر آیا تھا۔ اس کی آواز سن کر آیا تھا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ اسے اپنا وہ دردناک ماضی یاد نا آتا جس میں وہ پل پل اپنی ماں کے لیے تڑپا تھا۔ اس کے سامنے وائن رکھی ہوئی تھی۔ لیکن اس نے ایک گھونٹ تک اپنے حلق میں نہیں اتارا تھا لیکن وہ سگار پر سگار پیتا رہا تھا۔ کمرے میں سگار کی خوبصورت سی خوشبو چار سو پھیل گئی تھی۔ لیکن اداسی کم نہیں ہو رہی تھی۔ آج اس کمرے میں اداسی کا ہی راج تھا۔ لیکن اگلی صبح تک وہ خود کو نارمل کر چکا تھا۔ ابھی وہ مجنوں نہیں بن سکتا تھا۔ ابھی اس کے بہت سارے دشمن اس کی طاق میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی کمزوریوں پر نظریں جمائے۔ اسے خود کو مظبوط ہی رکھنا تھا۔ اور جب انسان خود کو مظبوط بنانے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر کوئی بھی اسے کمزور نہیں کر سکتا۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ گیا تھا۔

oooooooooooo

28اپریل2025

یہ سوموار کی ایک گرم دوپہر تھی۔دن کے بارہ بج رہے تھے اور وہ اپنے کمرے میں ہاتھ میں موبائل لیے بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر دو سیکنڈ بعد وہ زور سے ہنستی تھی۔ کمرے کے ادھ کھلے دروازے کے پاس سے گزرتے داداجان ٹھٹک کر رکے۔ذرا سا اندر جھانکا۔انہیں آیت کو یوں ہنستے دیکھ خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی۔ پھر دروازہ ناک کرتے وہ اندر چلے آئے۔

"کیا بات ہے۔ میری ننھی سی کلی کس بات پر کھکھلا رہی ہے۔"داداجان اسی کے پاس نیچے قالین پر آکر بیٹھ گئے تھے۔ آیت نے موبائل داداجان کے سامنے کیا۔

"آپ کو پتا ہے داداجان۔انڈیا کے وزیراعظم مودی نے پاکستانیوں کو جنگ کی دھمکی دی ہے اور پاکستانی عوام نے کوئی ایسی درگت بنائی ہے کہ پوچھیں مت۔"وہ ہنستے ہوئے بتا رہی تھی۔

"اچھا۔ایسا بھی کیا کر دیا پاکستانیوں نے؟"انہیں بھی تجسس ہوا تھا۔تبھی دروازے سے برہان اندر آیا۔

"واہ کیا بات ہے دادا پوتی کی۔میں نے پوری یونیورسٹی کو چھان مارا کہ آیت پتا نہیں کہاں چلی گئی۔لیکن گھر آ کر پتا چلتا ہے میڈم یونیورسٹی آئی ہی نہیں۔"وہ خفا سے نقوش لیے دادا جان کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔

"بس کرو۔یونیورسٹی کا نام لے کر میرا موڈ خراب مت کرو۔میرا موڈ آج بہت اچھا ہے۔"اس نے اچھے موڈ میں اسے ڈپٹا تھا۔

"پیپر آنے والے ہیں ہمارے۔تمہیں پرواہ ہی نہیں۔"

"داداجان۔"اس نے التجائیہ نظروں سے دادا کو دیکھا تھا۔

"برہان۔"داداجان نے تنبیہی نظروں سے برہان کو دیکھا۔اس نے بل کھا کر داداجان کو دیکھا۔

"یہ کر لیں آپ پہلے۔آپ کے لاڈ پیار نے اسے سر پر چڑھا کر رکھا ہوا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا بس کرو۔ تم یہ میمز دیکھو جو پاکستانیوں نے انڈیا کے لیے بنائے ہیں۔" آیت نے موبائل درمیان میں رکھا۔ پھر خود ہی پڑھ کر سنانے لگی۔

"میں جنگ کے لئے کونسے کپڑے پہنوں گی۔" وہ ہنس رہی تھی لیکن نادادا جان ہنسے اور نا ہی برہان۔

"ایک اور ہے۔ کیا جنگ والے دن بیگ لے کر جانا ہے۔" وہ پھر سے خود ہی ہنسنے لگی تھی۔ لیکن اس دفعہ برہان نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ دادا جان نے حیرت سے اسے دیکھا۔ آیت مزید میمز کے لیے اسکرول کرنے لگی تھی۔ تبھی برہان دادا کے کان کے پاس جھکا۔

"محبت میں سب جائز ہے ناناجان۔" دادا جان نے مسکراتی نظروں سے برہان کو دیکھا۔ پھر آیت کے سر پر ہاتھ رکھا۔ آیت نے یونہی سر اٹھا کر دادا جان کو دیکھا۔

"جنگیں مذاق نہیں ہوتی آیت بیٹا۔ ان سے پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ بڑی تباہی اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ فاقے کاٹنے پڑتے ہیں۔ تم نے غزہ کا حال نہیں دیکھا۔ ظلم کی انتہا ہے وہاں پر۔" وہ دونوں بے حد سنجیدہ ہو گئے تھے۔

"لیکن داداجان۔ کہا جاتا ہے کہ کافروں کے ساتھ جنگ کرو۔"

"وہ اس صورت میں کہ اگر پہل ان کی جانب سے ہو۔ ورنہ قرآن نے اسلام کو امن پسند دین کہا ہے۔ اگر وہ پہل کریں تو ہم بھی بھرپور جواب دیں گے۔ ایسا جواب کہ دنیا دیکھے گی۔ تم دعا کرو کہ جنگ نا ہو اور اگر جنگ ہو جائے تو جیت پاکستان کی ہو۔ زمین خون مانگتی ہے۔ اور جن ماؤں کے بیٹوں کا یہ خون ہوتا ہے نا ان ماؤں کا اس زمین پر زیادہ حق ہو جاتا ہے۔"

"لیکن نانا جان ہماری عوام تو پاک فوج کو گالیاں دیتی ہے۔ ڈالر کھانے والا کہتی ہے۔" برہان نے بھی اپنی بات درمیان میں رکھی تھی۔ "پھر وہ کیونکر شہیدوں کی ماؤں کی عزت کریں گے؟"

"اگر ہماری فوج ڈالر بھی کھاتی ہے نا تو کھانے دینا چاہیے۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے ہم سکون سے اپنے گھروں میں سوئے رہتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے ہم آزادی کی زندگی جی رہے ہیں۔"

"خیر اتنی بھی آزادی نہیں ہے داداجان۔ اکیلی عورت کو یہ مرد ایسی بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ توبہ ہے۔ ساس بہو کے الگ جھگڑے۔ زمینوں کے لیے بھائی بھائی دشمن بن جاتے ہیں۔ کیسی آزادی ہے۔" آیت نے اختلاف کیا تھا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن تم دیکھو کہ بہت سارے ممالک میں مسلمانوں کو آزادی حاصل نہیں ہے۔ وہ آزادی سے مسجد نہیں جاسکتے۔ اپنی عیدیں نہیں منا سکتے۔ بھارت میں تو بڑی عید پر گائیں کی قربانی تک نہیں کرنے دیتے۔"

"ظاہر ہے۔ ان کی ماں جو ہوئی۔" آیت نے قدرے اکتا کر کہا تھا۔ برہان اور داداجان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اسی ماں سے انہیں پھر جب لاتیں پڑتی ہیں، پھر دیکھنا، بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا بیچاروں کو۔" کمرے میں ایک جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

تبھی داداجان کے موبائل پر گھنٹی بجنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلو تم دونوں باتیں کرو۔ میں آتا ہوں۔" داداجان کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے۔ اب کمرے میں وہ دونوں تھے۔

"تم یونیورسٹی کیوں نہیں آئیں آج؟" آیت نے اکتا کر اسے دیکھا۔

"تمہاری سوئی وہیں اٹکی ہوئی ہے۔"

برہان نے کندھے اچکا کر اسے دیکھا۔

"اچھا مجھے تمہیں کچھ بتانا تھا۔ بلکہ تم سے ایک فیور چاہیے۔" وہ موبائل ایک طرف رکھ کر پوری طرح برہان کی جانب گھومی تھی۔ سیاہ لان کے پرنٹڈ سوٹ میں بالوں کا جوڑا بنائے دوپٹے کو ارد گرد اچھے سے پھیلائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"کہو۔ کیا کہنا ہے؟"

"ہم اچھے دوست ہیں نا برہان؟" اس کے یوں پوچھنے پر وہ چونکا تھا۔

"ہا....ہاں۔ ہم اچھے دوست ہیں۔"

"کیا ہم ہمیشہ اچھے دوست بن کر رہ سکتے ہیں نا؟" کچھ تھا جو برہان کو ڈسٹرب کر رہا تھا۔ وہ پھر سے زبردستی مسکرایا۔

"ہمیشہ۔" آیت اب مسکرا کر تھوڑی پیچھے ہوئی تھی۔

"مجھے کوئی پسند آ گیا ہے۔" اور برہان کو لگا تھا جیسے کسی نے کھولتا ہوا پانی اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔

"پسند آ گیا ہے یا محبت؟" اس نے کنفرم کرنا چاہا۔

"محبت ہو گئی ہے۔" اس نے آہیں بھر کر کہا تھا۔ برہان کا وجود ایک دم سے ریزہ ریزہ ہونے لگا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے والے برہان سے بہت مختلف لگنے لگا تھا۔

"وہ جب سامنے آتا ہے تو میرا دل کرتا ہے میں بس اسے دیکھتی رہوں۔" وہ برہان کی غیر ہوتی حالت سے بے خبر اپنے دل کا حال سناتی جا رہی تھی۔

"اس کی سیاہ آنکھیں اس قدر دل کو بھاتی ہیں کہ میں کیا بتاؤں تمہیں۔ مجھے اپنی آنکھوں کا رنگ پسند تھا۔ میرا دل کرتا تھا کہ دنیا کی ہر چیز اسی رنگ کی کر دوں۔ لیکن اب میرا دل کرتا ہے کہ میں ہر چیز میں سیاہی بھر دوں، کہ وہ سیاہ آنکھیں اتنی خوبصورت ہیں۔" برہان کا رنگ سفید پڑتا جا رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ سانس نہیں لے پا رہا۔ کمرے میں گھٹن بڑھ رہی تھی۔ اس نے اپنا دل اپنے ہاتھ سے سہلایا اور پھر اس پر دباؤ بڑھایا۔ پھر اپنے لبوں پر مسکراہٹ لانے کی کوشش کی لیکن بے سدھ۔

"ک... کون ہے وہ؟" اس کے سوال پر آیت کے سامنے دو سیاہ آنکھیں مسکراتی ہوئی آئیں تھیں۔

"جازم مرزا۔"

برہان کا وجود زلزلوں کی زد میں آچکا تھا۔ ایک دم سے اس کی کنپٹی میں درد ہونے لگا تھا۔ آنکھیں جلنے لگی تھیں۔ آیت نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ برہان نے فوراً سے اپنے لبوں پر مسکراہٹ طاری کر لی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں بہت خوش ہوں برہان۔ میں اسے بتانا چاہتی ہوں لیکن۔۔۔"

"لیکن؟" وہ خود کو سنبھال رہا تھا۔ لیکن اتنی جلدی کیسے۔ ابھی تو دل ٹوٹا تھا۔

"امی اور بابا سے ڈر لگتا ہے۔ ان سے کون بات کرے گا۔"

"تم پہلے اپنی ڈگری مکمل کر لو۔ پھر بعد میں شادی کا سوچیں گے۔"

"نہیں برہان۔ اگر میں نے ابھی بات نا کی تو گھر والے میری منگنی تم سے کر دیں گے۔"

برہان نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تو کیا تم نہیں چاہتی کہ ہماری منگنی ہو؟" آیت نے یونہی اسے دیکھا۔

"ابھی تم نے کہا تھا کہ ہم ساری زندگی دوست بن کر رہ سکتے ہیں۔ پھر اتنا فضول سوال کیوں؟"

وہ ہولے سے ہنسا تھا۔

"میں یونہی پوچھ رہا تھا۔ بھلا میں کیوں تم سے شادی کروں گا۔ تم بہت بور نگ ہو۔ مجھے تو زندگی سے بھرپور لڑکی چاہیے۔ جو بالکل میری طرح ہو۔" پہلے تو آیت کو غصہ آیا تھا، پھر مسکرا دی۔

"تمہاری پھوپھو کی بیٹی بھی بالکل تمہاری طرح ہے۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ مسکرایا تھا۔ اور آیت جانتی تھی کہ وہ کس دل سے ہنس رہا ہے۔ لیکن وہ اس معاملے میں بے بس تھی۔ وہ برہان کو کوئی امید نہیں دلانا چاہتی تھی۔ وہ سب کچھ یہیں پر روک دینا چاہتی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔ میں اس معاملے پر سوچوں گا۔" وہ آنکھ دبا کر کہتا بولا تھا۔

"اور میری مدد کون کرے گا؟"

"آف کورس مسٹر برہان شیرازی، مس آیت وجدان شاہ کی مدد کریں گے۔" وہ باہیں کھول کر سینے پر ہاتھ رکھے ذرا سا جھکا تھا۔ آیت کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ وہ مزید کچھ دیر باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد برہان اٹھ گیا۔ اب اسے جانا تھا۔ اب مزید برداشت اس میں نہیں تھی کہ وہ جھوٹی باتیں کرے۔ جھوٹے قہقہے لگائے۔ آیت نے وہیں بیٹھے بیٹھے

اسے سی آف کیا تھا۔وہ کمرے سے مسکراتا ہوا باہر نکلا تھا لیکن باہر قدم رکھتے ہی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔اب وہاں پر ایسا تکلیف دہ تاثر تھا کہ بے اختیار آگے بڑھ کر اسے گلے لگانے کا جی چاہے۔وہ معصوم تھا۔بہت معصوم۔اس کا دل نہیں ٹوٹنا چاہیے تھا۔ اس کا دل کیسے ٹوٹ سکتا ہے۔کوئی اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے۔

"سوری برہان۔"وہ کمرے میں یونہی بے سدھ سی بیٹھی رہی۔وہ بتاتی نہیں تھی لیکن محسوس سب کچھ کر لیتی تھی۔ظاہری طور پر وہ لاتعلق رہتی تھی لیکن وہ ہر بات جانتی تھی۔اس نے برہان کے چہرے پر آئی تکلیف کو دیکھا تھا لیکن وہ اسے مرہم نہیں دے سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

وہ گاڑی لے کر وہاں سے نکل آیا تھا۔باہر چمچماتی دھوپ تھی۔وہ چپ تھا۔ایسے جیسے انسان صدمے میں ہوتا ہے۔وہ سرخ پڑتی آنکھوں کے ساتھ بمشکل گاڑی چلا رہا تھا۔آیت کے الفاظ ہتھوڑے کی مانند اس کے سر پر برس رہے تھے۔درد حد سے سوا ہو رہا تھا۔اس کے

لیے آسمان سے بارش بھی نہیں برسی کہ وہ سڑک پر کھڑے ہو کر بارش کے ساتھ ہی اپنے آنسو بہا دے۔

وہ ساری زندگی جس آنگن کو سنبھال رہا تھا۔ وہ جس میں اس نے پودے لگائے تھے، پھر ان کی رکھوالی کی تھی۔ جب وہاں پھول کھل آئے تو انہیں کوئی اور لے گیا۔

گاڑی گھر کے سامنے رکی۔ وہ گاڑی سے نکل کر سیدھا اندر آیا تھا۔ اب اس کا رخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔

"کیا بات ہے آج تو بڑی جلدی گھر آ گئے ہو؟" دادی جان نے اپنے پاس سے گزرتے برہان کو پوچھا تھا۔ وہ رک گیا۔ پھر مسکرا کر دادی کو دیکھا۔

"سر درد کر رہا تھا۔ اس لیے چلا آیا۔" پھر وہ رکا نہیں۔ دادی نے بڑی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ پھر کندھے اچکا تی ٹی وی کی جانب متوجہ ہو گئیں۔ البتہ حلیمہ اپنے کمرے سے باہر آئیں تھیں۔ ایک نظر ساس کو دیکھ کر وہ برہان کے کمرے کی جانب چلی گئیں۔

کمرے میں آتے ہی اس نے بیگ صوفے پر رکھا تھا۔اور شاک سا چہرہ لیے،دل تھامے فرش پر بیٹھ گیا۔دل سے ہوتا ہوا ہاتھ اس کی گردن پر گیا تھا۔اسے اچانک سے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔شاید اسے پینک اٹیک آرہا تھا۔

حلیمہ دروازہ کھول کر اندر آئیں۔وہ کچھ کہنے لگی تھی لیکن سامنے فرش پر برہان کو تڑپتا دیکھ کر ان کے قدموں سے جان ہی نکل گئی تھی۔

"برہان۔"وہ بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئیں اور اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔

"برہان میری جان کیا ہو رہا ہے تمہیں؟"ان کے اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے تھے۔

"امی....امی۔"

"بولو بیٹا۔"

"امی میں مر جاؤں گا۔"

"اللہ نا کرے۔کیا بکواس کر رہے ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی میری جان نکل رہی ہے، آپ کو نظر نہیں آرہا۔"اس کے ہاتھ پیر مڑ رہے تھے۔ حلیمہ نے ایک نظر اس کے وجود کو دیکھا۔ وہ بری طرح چیخی تھی۔

"یا اللہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے میرے بیٹے کو۔"وہ اٹھیں اور سائڈ ٹیبل سے جگ سے پانی نکال کر زبردستی اسے دو گھونٹ پلایا۔

"امی۔"

حلیمہ نے فوراً سے اسی کے موبائل سے ادیب کو فون کیا تھا۔ ادیب کو فون کرنے کے بعد وہ واپس برہان کی جانب آئیں تھیں۔

"برہان۔"

"میرا.... میرا دل ٹوٹ گیا ہے امی۔ آپ کا بیٹا....ہار گیا ہے۔"وہ جیسے سنبھل رہا تھا لیکن سانس لینے میں ابھی بھی دشواری ہو رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ ابھی تمہارے بابا آرہے ہیں۔ ہم ہسپتال جائیں گے۔"

"میرا کیا قصور تھا امی۔ صرف یہ کہ میں نے.... میں نے اس سے.... اس سے محبت کی تھی۔"

وہ بس بول رہا تھا۔ سن نہیں رہا تھا اور حلیمہ بیگم سمجھ گئیں تھیں کہ ان کے بیٹے کی حالت ایسی کیوں ہوئی ہے۔

"اس نے کہا.... کہ ہم.... ہم دوست بن کر بھی تو رہ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ.... اس سے زیادہ میری محبت کی اور بے عزتی کیا ہو گی امی۔" وہ بالکل چھوٹے بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

"میں.... میں نے ساری زندگی اسے... اسے اپنے ساتھ دیکھا ہے۔ اب اگر کسی کے ساتھ دیکھا تو..... مر جاؤں گا امی۔"

"ایسے نہیں بولو برہان۔ وہ لڑکی تمہارے قابل نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے تمہارے حق میں بہتر نا ہو۔ اس لیے اللہ نے اسے تم سے دور کر دیا میری جان۔ ایسے مت سوچو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی وہ بہت بے رحم ہے۔ بہت بے رحم۔" وہ ان کے سینے سے لگا تڑپ کر رو رہا تھا اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ بیٹے کی تڑپ پر ماں نا تڑپے۔ بیٹے کی حالت دیکھ کر وہ خود رونے لگ گئیں تھیں۔

"امی اس نے ایک دفعہ بھی میرے بارے میں نہیں سوچا۔ کیوں نہیں سوچا امی۔"

"تم دیکھنا برہان۔ اسے اس کی سزا ملے گی۔ اس نے میرے بیٹے کو تکلیف دی ہے تم دیکھنا...۔"

"امی اسے بدعا نہیں دینا پلیز۔" وہ آہستگی اور بے بسی سے بولا تھا۔

"تم دیکھنا برہان وہ کبھی خوش نہیں رہے گی۔ وہ بھی تکلیف اٹھائے گی۔"

"پلیز امی نہیں کریں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ تڑپے گی۔ جس کے لیے اس نے میرے بیٹے کو تڑپایا ہے،وہ بھی اس کا نہیں رہے گا۔ یہ ایک ماں کی بدعا ہے اسے۔"اور اگر جو حلیمہ بیگم جان جاتی کہ ان کے بیٹے کی محبت ان کی اپنی بھتیجی ہے تو وہ مر کر بھی ایسی بات نہیں کرتیں۔

"امی اسے بدعا نا دیں۔اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔پلیز امی۔"وہ دل برداشتہ ہو رہا تھا۔اس کی آواز بھی اتنی ہلکی تھی کہ بمشکل سنائی دیتی۔

کچھ ہی دیر میں ادیب گاڑی لے کر آئے تھے اور برہان کو سہارہ دے کر گاڑی تک لائے تھے۔باپ کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف کیا ہو گی کہ جس بیٹے کو وہ اپنا سہارہ سمجھتے ہوں، اسی بیٹے کو بھری جوانی میں سہارہ دینا پڑ جائے۔وہ تو ہسپتال کے لیے نکل گئے تھے لیکن اس کمرے میں بیٹھ کر دی گئی بدعائیں سفر کرتی ہوئیں قسمت کے صفحات تک پہنچ گئی تھیں۔وہ بدعائیں آیت کا مقدر کر دی گئیں تھیں۔اور وہ بے خبر اپنے کمرے میں اپنے خوشحال مستقبل کے بارے میں سوچ سوچ کر خوش ہو رہی تھی۔

oooooooooooooooo

ہسپتال کا بر آمدہ لوگوں سے بھرا پڑا تھا پھر بھی بے رونق تھا۔ایسے میں وہ دونوں ایک بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔شاہ خاندان میں انہوں نے کسی کو نہیں بتایا تھا۔

"یقین نہیں آتا کہ اس نازک دور میں بھی لوگ ایسی محبت کرتے ہیں۔"حلیمہ بیگم شاید انہیں بتا چکی تھیں کہ اس کی یہ حالت کیوں ہوئی تھی۔اسی لیے وہ سنجیدگی اور حیرت سے کہہ رہے تھے۔حلیمہ بس چپ ہی رہیں تھیں۔تبھی ایک ڈاکٹر باہر آیا۔

"ڈاکٹر میرا بیٹا ٹھیک ہے نا؟"وہ بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کے پاس آئیں تھیں۔

"جی ابھی وہ بالکل ٹھیک ہیں۔"ڈاکٹر نے تسلی بخش مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

"اسے ہوا کیا تھا؟"پوچھنے والے ادیب تھے۔

"آپ کے بیٹے کو پینک اٹیک ہوا ہے۔اس کی شدت بہت زیادہ تھی۔اب آپ کو اپنے بیٹے کا خیال رکھنا ہے۔"

"کیا ہم مل سکتے ہیں اس سے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جی ضرور۔ ایکسکیوزمی۔"

ڈاکٹر کہہ کر ایک جانب کو مڑ گیا تھا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر کمرے میں چلے آئے۔ سامنے ہی ان کا بیٹا دوائیوں کے زیر اثر پرسکون سا سو رہا تھا۔ وہ دونوں وہاں رکھے ایک صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

oooooooooooooo

شام تک برہان کو ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ ادیب نے دادی جان کو بس اتنا ہی کہا تھا کہ حلیمہ کی طبیعت خراب تھی تو اسے ہسپتال لے کر گئے تھے۔ برہان دوسرے ہی دن ضد کر کے یونیورسٹی چلا گیا تھا لیکن اسے بالکل ٹھیک ہونے میں بہت وقت لگنا تھا۔ وہ آیت کے ساتھ پہلے کی طرح ہی رہ رہا تھا۔ ہنستا تھا، مسکراتا تھا لیکن اندر ہی اندر وہ ختم ہو رہا تھا۔ ابھی تو اس نے آیت کے لبوں سے غیر کا نام سنا تھا، ابھی تو اس نے آیت کو کسی غیر کا ہوتے دیکھنا تھا۔

oooooooooooooooo

2 مئی 2025

آج گلفام کی مہندی تھی۔ سب مہمان بھی آچکے تھے۔ شاہ خاندان میں کافی رونق لگی ہوئی تھی۔ آج زارا بھی آئی تھی۔ اس کے آنے کی سب سے زیادہ خوشی آیت کو ہوئی تھی تبھی وہ کب سے اسے گلے سے لگائے کھڑی تھی۔

"بس کردو اب آیت۔ کیا میری جان لوگی؟"

آیت سن کہاں رہی تھی۔ اس کی نگاہیں تو جازم مرزا پر تھیں جو بڑے باوقار انداز سے وجدان شاہ کے گلے مل رہا تھا۔ وہ انہیں مبارک دے رہا تھا۔

"آیت۔" زارا نے اسے کھینچ کر خود سے دور کیا۔ "باقی سب سے بھی تو ملنے دو۔" زارا نے اسے آنکھیں دکھائیں تو وہ مسکرا کر ایک طرف ہو گئی۔

"بہت شکریہ تمہارے آنے کا بیٹا۔" شاہ جہان بڑی محبت سے بولے تھے۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھے ان کا شکریہ قبول کر رہا تھا۔ لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔

"شہوات کو بھی لے آتے ساتھ میں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ انجوائے کرتی۔" نیلم نے سلام کے بعد پہلا شکوہ یہی کیا تھا۔

"آج کے لیے سوری لیکن میں کل اسے ضرور لے کر آؤں گا۔" وہ مسکرا کر کہتا اب دادی جان کے سامنے جھکا ان سے پیار لے رہا تھا۔

"ہیں شائستہ یہ لڑکا کون ہے؟" سکینہ دادی ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے مشکوک نظروں سے پوچھ رہی تھیں۔

"ہو گا گلفام کا کوئی دوست وغیرہ۔" وہ عام سے لہجے میں بولی تھیں لیکن دادی کی نظروں میں وہ لڑکا کھب سا گیا تھا۔ جازم اب آیت کے پاس سے گزر رہا تھا لیکن پھر رک گیا۔ اس کے لبوں پر تبسم بکھر گیا تھا لیکن آیت نے اپنی مسکراہٹ پر قابو رکھا ہوا تھا۔

"آپ....." آیت کا دل بے حد تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ گردن نیچے کر کے مسکرایا۔ پھر گردن اٹھائی۔ "آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔" وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا جبکہ آیت اس کی بات کے سحر میں وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔ وہ اب گلفام سے مل رہا تھا۔ گلفام کے ایک جانب زرمین کھڑی تھی لیکن اس کی نگاہیں برہان پر تھیں۔ اور برہان نے آیت کو اک نظر دیکھنے کے بعد دوبارہ نہیں دیکھا تھا۔ وہ جازم سے بھی نہیں ملا تھا۔ وہ

کافی کمزور لگ رہا تھا۔ تبھی وہ لان میں رکنے کے بجائے اندر چلا گیا تھا۔ زرمین نے اس کی یہ حالت اچھے سے نوٹ کی تھی۔ تبھی وہ غیر محسوس انداز میں اس کے پیچھے چلی آئی۔

وہ داداجان کے کمرے میں چلا آیا تھا۔ زندگی ایک دم سے بوجھل لگنے لگی تھی۔ اس نے گلے سے دوپٹا بھی اتار پھینکا تھا۔ وہ مزید اداکاری نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ اے سی کی ٹھنڈک بھی اندر کی آگ کو کم نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ لیٹا ہوا تھا تبھی کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر دیکھا تو چونک گیا۔

"زرمین۔ آپ؟"

وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"کچھ چاہیے تھا آپ کو؟" زرمین نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔ پھر قدم قدم چلتی اس کے قریب چلی آئی۔

"تم پریشان لگ رہے ہو۔ سب ٹھیک ہے نا۔" وہ اس کے برابر میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔

برہان نے غیر محسوس انداز میں اس سے فاصلہ بڑھا لیا۔ پھر مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟" وہ اس سے بڑی تھی، اس لحاظ سے وہ اسے آپ ہی کہتا تھا۔

"تم ٹھیک نہیں ہو۔ اتنے ویک لگ رہے ہو۔ کچھ ہوا ہے کیا؟"

"زرمین میں ٹھیک ہوں۔" اس نے قدرے مسکرا کر کہا تھا لیکن اس انداز سے کہ اب دوبارہ یہ سوال نہیں پوچھنا۔

"پھر تمہیں یوں کمرے میں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ سب کیا سوچیں گے۔" برہان نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔

"میرا سر درد کر رہا ہے زرمین۔ کیا میں اپنی تکلیف صرف اس لیے بھلا دوں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ کیا میرا اپنی ذات پر کوئی حق نہیں؟"

وہ کیا بول رہا تھا۔ زرمین نے سب نظر انداز کر دیا تھا۔ اگر کچھ نوٹ کیا تھا تو وہ یہ کہ اس کا سر درد کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں سر درد ہو رہا ہے۔ کیا تم نے کھانا کھایا؟"وہ پریشان ہوا اٹھی تھی۔ناچاہتے ہوئے بھی اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میں تمہارے لیے کھانا لانے جا رہی ہوں۔ساتھ میں میڈیسن بھی۔تم...۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔پلیز آپ یہ تکلف مت کریں۔"

"تکلف کیسا برہان۔تم میرے کزن ہو۔"

"پلیز زرمین۔ابھی کسی نے بھی نہیں کھایا۔ایسے میں میں اکیلا کھاتا ہوا اچھا نہیں لگوں گا۔"زرمین نے ابرو اچکا کر اسے کچھ جتایا تھا۔

"ابھی تم کہہ رہے تھے کہ تمہارا تمہاری ذات پر حق ہے۔اب یہ حق دوسروں کے کھانے میں ڈال رہے ہو۔"برہان نے ایک لمبی سانس لے کر چھوڑی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔لے آئیں۔"

زرمین نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر اٹھ گئی۔ تھوڑی دیر میں وہ اس کے لیے کھانا لے آئی تھی۔ ٹیبلٹ وہ عالیہ سے مانگ لائی تھی۔ برہان نے تین چار نوالے مشکل سے کھائے اور پھر میڈیسن لے کر نگل گیا۔

"ویسے میرا سر درد اک کپ چائے سے دور ہو گا۔ لیکن آپ تکلف مت کریں۔" وہ نیم دراز ہوتے ہوئے بولا تھا۔ زرمین کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

"صاف صاف کہو نا چائے پینی ہے۔ اتنا فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ مسکرا کر کہتی باہر چلی گئی تھی۔ برہان نے بازو ہٹا کر دروازے کی جانب دیکھا۔ پھر اکتا کر آنکھیں بند کر لیں۔

oooooooooooooooo

مہندی کا فنکشن بہت خوبصورتی سے شروع ہو کر ختم ہو چکا تھا۔ سب گھر کے بڑے بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے اور بچے سب ایک ساتھ۔ آیت، برہان، زرمین، زارا، نوفل، میرال وہ سب دولہے کو گھیرے بیٹھے ہوئے تھے۔ جازم بھی وہیں تھا لیکن وہ ایک طرف بیٹھا ہوا تھا۔ اس

کی نظریں بس آیت پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ میرال بھی تھوڑا دور ہی بیٹھی تھی۔ وہ گلفام کو نہیں دیکھ رہی تھی لیکن اس کے کسی اور کا ہو جانے کا ماتم ضرور منا رہی تھی۔ باقی سب گلفام کو تنگ کرنے میں مصروف تھے۔

آیت نے سب سے نظر بچا کر جازم کو دیکھا تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ آیت نے بڑی سہولت سے اس کی جانب پشت کر لی۔ لیکن بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔

"ارے مرزا صاحب، آپ وہاں پر کیا کر رہے ہیں۔ یہاں آئیں۔ میں اکیلا بچوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں۔" گلفام یقیناً تنگ ہی آ گیا تھا۔ تبھی اس نے جازم کو پکارا۔ جازم نے ہاتھ جھلایا جیسے کہہ رہا ہو۔ تمہاری شادی ہے، تم ہی بھگتو۔

وہ یقیناً ان لمحات کو انجوائے کر رہا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کسی شادی میں شرکت کی تھی۔ وہ لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"مرزا صاحب کوئی گانا ہی سنا دیں۔ تاکہ سب کا دھیان مجھ پر سے ہٹ جائے۔" گلفام نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تو وہ ہنس دیا۔ یقیناً اسے مزا آرہا تھا۔ وہ اس وقت بھول چکا تھا کہ گلفام ہی اس کا سب سے بڑا دشمن بنا گھوم رہا ہے۔

"میں ضرور سناؤں گا اگر مجھے ایک گلاس پانی پلا دیا جائے تو۔"

اسے شاید پیاس لگی تھی۔ تبھی آیت شرمندہ سی ہوتی اٹھ گئی۔ برہان نے آیت کو جاتے ہوئے دیکھا اور پھر بہت ہی نامحسوس انداز میں اس کے پیچھے چلا گیا۔

"تمہیں بھی پانی پینا ہے؟" آیت نے اسے کچن میں آتے دیکھا تو پوچھ لیا۔ اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"میں کچھ پوچھنے آیا تھا۔" وہ سلیب پر چھلانگ لگا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کیا؟" وہ گلاس میں پانی انڈیلتے لمحے بھر کو رکی۔

"تم نے کہا تھا کہ تم جلد ہی....۔"اس نے رک کر گلا کھنکھارا۔گویا خود کو ہمت دلائی۔

"اسے اپنے دل کی بات بتاؤ گی۔بتایا نہیں تم نے ابھی تک۔"وہ کس دل سے یہ پوچھ رہا تھا،یہ وہی جانتا تھا۔آیت نے دو تین دفعہ پلکیں جھپکائیں۔

"میرے اندر کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہو رہی۔بہت نروس ہو رہی ہوں میں۔"وہ کندھے اچکا کر فریج کی جانب مڑ گئی۔برہان کے چہرے پر تکلیف دہ تاثر ابھرا تھا۔پھر جلد ہی چھپا لیا۔

"مجھے دو،میں دے دیتا ہوں۔"اس نے آیت کے ہاتھ سے گلاس لے لیا تھا۔اس نے بھی بغیر کسی بحث کے اسے دے دیا۔

"ویسے میں ایک غیرت مند انسان ہوں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہاری ملاقات کروا دیتا ہوں۔"آیت نے پہلے نا سمجھی سے اسے دیکھا،پھر آنکھیں بند کر کے ہنس دی۔

"ابھی رہنے دو۔ابھی چلو۔گانا سنتے ہیں اس کا۔"اس نے برہان کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کھینچا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"گانا سننا حرام ہے۔ تمہیں پتا نہیں۔" برہان نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ آیت نے لبوں کو باہم ملایا۔

"ایسا کرو۔ تم اسے پانی دے کر آجاؤ۔ میں یہیں بیٹھی رہتی ہوں۔ کیونکہ منع تو میں اسے کر نہیں سکتی۔"

"آئیڈیا اچھا ہے۔ رکو میں آتا ہوں۔" آیت نے جھنجھلا کر اسے دیکھا اور پھر اس کے پیچھے ہی باہر آ گئی۔

برہان نے گلاس اس کے سامنے کیا تو پاس سے گزرتی نیلم رک گئیں۔

"مہمانوں کو پانی ٹرے میں دیتے ہیں۔" سب نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا تھا۔ برہان نے گلاس واپس کھینچ لیا۔

"جاؤ آیت ٹرے لے کر آؤ۔" اب سب نے اسے دیکھا تھا۔

"رہنے دو اب۔ ایسے ہی دے دو۔" آیت نے ہمیشہ کی طرح سستی ہی دکھائی تھی۔

"ہاں تو پھر پہلے ہی پانی ٹرے میں ڈال کر لاتی نا۔ گلاس میں کیوں ڈالا تھا۔" سب نے بے یقینی سے برہان کو دیکھا تھا۔ ایک جازم تھا جو بالکل نارمل انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"پاگل ہو گیا ہے یہ لڑکا۔" زارا نے اس کی پشت پر چپت لگائی تو وہ سیدھا ہو گیا۔ پھر زارا کے اشارے پر گلاس سامنے کیا۔ جازم نے قدرے مسکرا کر گلاس اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔

"ویسے پانی تو آیت لینے گئی تھی، یہ تمہارے ہاتھوں میں کہاں سے آ گیا؟" زرمین نے اس سارے میں بس یہی بات نوٹ کی تھی۔

"جادو۔" برہان دونوں ہاتھ اس کے سامنے لہراتا اسی کے برابر میں جا بیٹھا۔ وہ جھینپ کر ہنس دی۔

"پانی ہو گیا اب ایک عدد گانا ہو جائے۔" گلفام کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔ جازم نے ایک نظر سب کو دیکھا، پھر اس کی نظریں آیت پر اٹک گئیں۔ اسے دیکھ کر بہت کچھ یاد آتا تھا۔

"کیا شعر نہیں سنا سکتا میں؟" وہ شاید اتنے لوگوں کے درمیان گانا نہیں چاہتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سنا سکتے ہیں۔" بھری خاموشی میں صرف آیت ہی بولی تھی اور پھر خود ہی شرمندہ بھی ہوئی تھی۔

"نہیں۔" گلفام نے اسے ٹوکا۔

"اوکے۔" جازم نے کندھے اچکائے۔

جازم نے اپنے سامنے صوفے پر بیٹھی آیت کو دیکھا اور پھر لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس کے لب خوبصورتی سے گنگنانے لگے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پوچھو نا میرے دل سے، کیا حال ہے

نظر ملی جب ان سے، بے حال ہے

وہ جازم کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ تمام لائینیں اسی کے لیے تھیں۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز کے سحر میں جھکڑی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اپنے سامنے کوئی اور منظر بھن رہی تھیں۔

خوبصورت پہاڑ

رات کا سماں

برستی بارش

اور اس بارش میں

اس کا ہاتھ پکڑے

گول گول گھومتی وہ

منظر مکمل تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی منظر میں ان دونوں کی نگاہیں ملیں اور وہ مسکرا کر کسی اوٹ میں چھپ گئی۔ ذرا سا چہرہ نکال کر اس نے سیاہ آنکھوں والے شخص کو دیکھا تھا۔

اس کی ایک جھلک

میری جان لے گئی

بھینی بھینی مہک

داستاں کہہ گئی

داستان کہہ گئی

دل ہارا دل ہارا

تجھ پہ دل ہارا

میرا مجھ میں کچھ نا رہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تجھ پہ سب وارا

اس نے گانا ختم کیا تو سب تالیاں بجانے لگے تھے۔ لیکن وہاں ایک شخص ایسا بھی تھا جو اس گانے کی وجہ جانتا تھا۔ نا اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور نا اس نے تالیاں بجائیں۔ وہ سپاٹ تاثرات لیے بیٹھا رہا۔ اس نے بے ساختہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دینا چاہا۔

oooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج کا دن بہت خوش گوار تھا۔ آج گلفام کی بارات تھی۔ صبح سے ہی آسمان سفید بادلوں سے ڈھکا جا چکا تھا۔ ایسے میں وہ سب ناشتے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

زارا اور جازم رات گئے گھر واپس گئے تھے۔باقی سب یہیں رکے ہوئے تھے۔زرمین آیت کے کمرے میں اس کے ساتھ ہی سوئی تھی۔ان دونوں کی دوستی نہیں تھی لیکن ان کا رویہ بہت اچھا تھا ایک دوسرے کے ساتھ۔

ناشتے کے بعد سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔نائٹ فنکشن تھا تو سب نے ذرا دیر سے ہی تیار ہونا تھا۔ایسے میں میرال ٹیرس پر ہاتھوں میں موبائل لیے گھوم رہی تھی۔

"کاش کہ تم بھی اس شادی میں ہوتے تو کتنا مزا آتا۔"وہ یاسر کے ساتھ فون پر بات کر رہی تھی۔

"کاش تم نے مجھے بلایا ہوتا تو میں چلا آتا۔"وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔

"کیا تم واقعی ہی آجاتے؟"وہ حیران ہی تو ہوئی تھی۔

"تمہیں کیا میں جھوٹا لگ رہا ہوں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلاتی ہنس دی۔

"ویسے تم نے مُجھے کوئی تصویر نہیں بھیجی۔ مجھے تمہیں دیکھنا تھا۔"اس کی آواز خمار آلود تھی۔ شاید وہ ابھی نیند سے جاگا تھا۔

"میں بھیج رہی ہوں۔ دیکھ لینا۔"

"اوکے۔"

دوسری جانب وہ بیڈ پر اوندھے منہ پڑا تصویر کا انتظار کرنے لگا تھا۔ موبائل ٹون پر اس نے میرال کی چیٹ اوپن کی۔ سامنے ہی وہ چہرے کے سامنے دوپٹا کیے کھڑی تھی۔ آنکھوں کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ یاسر کو ناچاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی تھی۔ وہ میسج ٹائپ کرنے لگا، پھر ٹھٹھک کر رکا۔ اس نے تصویر دوبارہ اوپن کی۔ اسے میرال کے پیچھے کچھ غیر متوقع سا نظر آیا تھا۔ اس نے تصویر کو زوم کیا۔ پھر وہ فوراً سیدھا ہو بیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں بے حد حیرت نظر آئی تھی۔

وہ جازم تھا۔ جھک کر کسی بزرگ عورت کو ملتا ہوا۔

"یہ یہاں پر.....۔"

اس نے فوراً سے کال واپس ملائی تھی لیکن اب فون بند جا رہا تھا۔ شاید سگنل مسلہ کر گئے تھے۔

"یہ بھائی یہاں پر کیا کر رہا ہے۔"

یاسر کی ساری حسیات اس وقت ڈسٹرب ہو چکی تھیں۔ وہ اس دنیا میں سب کچھ سوچ سکتا تھا لیکن جازم کا میرال کے گھریلو فنکشن میں موجود ہونا نہیں۔ وہ فوراً سے پہلے بیڈ سے اتر کر واشروم کی جانب بھاگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

بارات حال میں پہنچ چکی تھی۔ ہر جانب بارات آنے کا شور تھا۔ ایسے میں وہ نظر آئی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی لانگ قمیص جس پر بہت نفاست سے موتی تارے لگے ہوئے تھے۔ ساتھ میں میچنگ ہیلز بھی پہنی ہوئی تھیں۔ حجاب اس نے اسٹائلش کیا ہوا تھا کہ گرمی بھی نا لگے اور حجاب بھی ہو جائے۔ کانوں میں بھاری جھمکے اس کے چہرے پر پیارے لگ رہے

تھے۔ گردن میں کچھ بھی نہیں تھا لیکن ایک ہاتھ میں گلابی کانچ کی چوڑیاں اور ایک میں نفیس سا بریسلٹ پہنے وہ سب سے الگ لگ رہی تھی۔ اس نے آنکھوں میں لینز لگائے ہوئے تھے جو کسی حد تک اس کے سوٹ کے ساتھ مل رہے تھے۔ میک اپ اتنا تیز نہیں تھا۔

باقی لڑکیوں نے بھی حجاب ہی کیا ہوا تھا۔ کیونکہ گلفام کی خاص تاکید تھی کہ حجاب کیا جائے۔ پہلے ہی مہندی پر وہ لوگ بغیر سروں پر دوپٹے لیے گھومتی رہی ہیں۔

میرال نے چاکلیٹ رنگ کی شارٹ قمیص کے ساتھ فرشی شلوار پہنی ہوئی تھی۔ ایک وہ واحد تھی جس نے حجاب نہیں کیا تھا۔ بالوں کو ایک جانب گرائے اور دوسری جانب دوپٹا کندھے پر رکھے وہ بھی پیاری لگ رہی تھی۔ برہان نے وائٹ کرتا پاجامہ کے ساتھ اوپر سیاہ ویسکٹ پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کو پیچھے جمائے وہ آج بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ زرمین نے سفید فراک کے ساتھ سفید ہی حجاب لیا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلفام کی شیروانی کا رنگ سیاہ تھا اور گلے میں اصلی پھولوں کی مالا ڈالے وہ آج پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہا تھا۔ لبوں پر رک کر دیکھنے پر مجبور کر دینے والی مسکراہٹ تھی۔

اس سے دور، بہت زیادہ فاصلے پر وہ اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کا جسم بخار میں جھلس رہا تھا۔ گھبراہٹ بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

وہ ایمان تھی۔ اس کا دل بلاوجہ ہی اداس ہو رہا تھا۔ ایسا اسے لگ رہا تھا۔

"زارا نے نہیں آنا کیا؟"

آیت ایک کونے میں کھڑی کسی کا انتظار کر رہی تھی، جب نیلم اس کے پاس چلی آئیں۔

انہوں نے کریم رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ گہرے سبز رنگ کا دوپٹا سر پر سلیقے سے اوڑھ رکھا تھا۔ وہ بہت باوقار لگ رہی تھیں۔

"وہ کہہ رہی تھیں کہ ان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ انہوں نے آج کے لیے معذرت کر لی ہے۔"

"لگ بھی تو بہت پیاری رہی تھی۔ نظر لگ گئی ہو گی۔" نیلم نے تاسف سے کہا تھا۔

"میں بھی انہیں یہی کہہ رہی تھی۔" آیت نے قدرے مسکرا کر کہا۔ تبھی گلفام وہاں چلا آیا۔

"امی مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ میں بس تھوڑی دیر تک واپس آجاؤں گا۔" وہ فون کان سے لگائے عجلت میں لگتا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ آج شادی ہے تمہاری اور تم ہی اپنی شادی چھوڑ کر جا رہے ہو۔" نیلم کو اچھی خاصی تپ چڑھ گئی تھی۔

"امی میں بس ایک گھنٹے میں لوٹ آؤں گا۔ آپ سب سنبھال لیجیے گا۔" وہ ان کے کندھے کو تھپتھپا کر ان کا جواب سنے بغیر نکل گیا تھا۔ نیلم اسے آوازیں دیتی رہ گئیں۔

"کیا یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے آیت؟ یہ اپنی شادی والے دن کیسے جا سکتا ہے؟" وہ ایک دم سے پریشان ہو گئی تھیں۔

"امی، بھائی نے کہا ہے نا کہ وہ آجائیں گے تو فکر کیوں کر رہی ہیں۔" نیلم نے سر اٹھا کر اسے یوں دیکھا جیسے ابھی تھپڑ لگا دیں گی۔

"تم دونوں کا ہی دماغ خراب ہے۔ دولہے شادی والے دن اسٹیج پر بیٹھے اچھے لگتے ہیں نا کہ یوں بھاگتے ہوئے۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھے وہیں کھڑی رہیں تھیں۔

آیت نے ایک نظر پھر سے باہر کی جانب دیکھا تھا۔ جازم ابھی تک نہیں آیا تھا۔ اس کے لیے فی الحال یہ فنکشن بورنگ تھا۔

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زارا کچن میں کھڑی برتن واش کر رہی تھی۔ تبھی صفیا بیگم چلی آئی۔ وہ برتنوں پر نظریں جمائے اس کے سر پر کھڑی تھی۔ زارا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ کو کچھ چاہیے تھا خالہ امی۔" اس کی آواز بجھی بجھی سی تھی۔ خالہ امی نے بے حد نفرت سے اسے دیکھا تھا۔

"یہ تم نے کب استعمال کیا ہے؟"اس کے ہاتھ میں جو سر بلینڈر دیکھ کر اس نے تفتیشی انداز میں پوچھا تھا۔

"عبید کے لیے جوس بنایا تھا۔وہ مانگ رہا تھا تو....۔"

"تو تمہیں ساس نظر نہیں آئی کہ ایک گلاس اسے بھی پوچھ لوں۔"اس کی آواز میں اتنا زہر تھا کہ سامنے والا اسی زہر سے مر جائے۔

"آپ سو رہی تھیں۔"

"اور رہنے دو بی بی۔جانتی نہیں ہوں میں تمہیں۔کل تم اپنا بیٹا میکے چھوڑ کر شادی پر چلی گئی تھیں۔ساس پر ٹکے کا بھروسہ نہیں تمہیں۔اور پھر پوچھنا تو دور مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔"

زارا نے سر جھٹک کر بلینڈر ایک جانب رکھا۔پھر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"میں نے سفیان سے پوچھا تھا خالہ امی۔میں انہی کی اجازت سے گئی تھی۔"

"تیرا میاں یہاں نہیں ہوتا۔یہاں میں ہوں۔اس کی ماں۔تیری ساس۔مجھ سے پوچھ کر تو جانا بنتا تھا نا تیرا۔"اب کے وہ اکتائی تھی۔وہ ان لفظوں کے زہر سے تنگ آگئی تھی۔

"میں نے اپنے شوہر سے پوچھ لیا تھا۔مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کسی اور کو پوچھنے کی ضرورت تھی۔"وہ اکتا کر کہتی کچن سے نکل گئی تھی۔یہ جانے بغیر کہ اس کا یہ جملہ اسے کتنا مہنگا پڑنے والا تھا۔صفیا نے آنکھوں میں بے حد نفرت سمو کر اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

"تمہاری یہ زبان کاٹ کر تمہارے ہی ہاتھ میں نا پکڑائی تو میرا نام بدل دینا تم۔"وہ منہ پر ہاتھ پھیرتی کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

اسے اپنی بیٹی شہلا کو فون کر کے یہاں بلانا تھا۔اگلا لائحہ عمل اسی کے بعد طے ہونا تھا۔

ادھر وہ کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔دل بس رونے کو کر رہا تھا۔اس نے ایک نظر پاس میں سوتے عبید کو دیکھا۔نا جانے کیوں اس کا دل کانپ رہا تھا۔اسے کچھ بھی اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔اس نے ذرا سا جھک کر اس کے پورے چہرے کو چوما تھا۔اس کا بیٹا۔اس کی دنیا۔وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔پھر اس نے اس کے پاس رکھا فون اٹھایا

اور واٹس ایپ پر سفیان کا نمبر کھولا۔ پھر اسے کال ملانے لگی۔ پہلے تو اس نے فون نہیں اٹھایا لیکن پھر ساتھ ہی خود کال بیک کر لی۔

رسمی سلام دعا کے بعد وہ چپ ہو گئی تھی۔

"کیا بات ہے، طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟"وڈیو کال تھی۔ لیکن وہ زارا کی خاموشی سے آڈیو کال میں بھی جان سکتا تھا کہ وہ پریشان ہے۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔"وہ تھکی تھکی سی بولی تھی۔

"شادی پر نہیں گئیں تم؟"

"خالہ امی نے منع کر دیا تھا۔"

"لیکن کیوں؟ میں نے تو تمہیں اجازت دی ہے نا۔ جاؤ تم۔"اسے حیرت ہوئی تھی۔

"میں نے آیت کو فون کر کے کہہ دیا ہے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے میں نہیں آسکتی۔"اس کا لہجہ بہت بجھا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی نے کیوں منع کیا ہے؟"سفیان عجیب سی شرمندگی میں غرق ہوا تھا۔

"پتا نہیں۔"اس کے حلق میں کچھ اٹکا تھا۔

دروازے کے پار صفیا تمام باتیں کان لگائے سن رہی تھی۔

"تم اپنے میکے چلی جاؤ۔وہاں مت رہو۔"سفیان کو کچھ کھٹک رہا تھا۔

"نہیں۔اگر میں وہاں چلی گئی تو لوگ باتیں کریں گے۔یا تو باہر ہوتی ہے یا میکے میں۔"

"جب میں اجازت دے رہا ہوں زارا تو تم لوگوں کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہو؟"

"سفیان....میں نہیں جا سکتی۔اور اس وقت تو اور بھی زیادہ مشکل ہے۔میں...."

"میں صبح خالو جان کو خود کہوں گا کہ وہ تمہیں لے جائیں اپنے ساتھ۔میں نے وہاں تمہیں ملنے ملانے کے لیے بھیجا تھا۔نا کہ ان سازشوں کا شکار ہونے کے لیے۔"

"ٹھیک ہے۔میں صبح چلی جاؤں گی۔"اس نے مسکرا کر ٹاپک بدل دیا تھا۔وہ مزید اس پر بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

دوسری جانب وہ عورت تھی جس کی آنکھیں اس وقت غیر انسانی معلوم ہوتی تھیں۔

"کیا بات ہے امی، آدھی رات کو کیوں بلایا ہے؟" وہ شہلا تھی۔ صفیا کی اکلوتی بیٹی۔

"میرے ساتھ آؤ۔ مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ کمرے میں لے گئی۔

°°°°°°°°°°°

آفس اس وقت سنسان پڑا ہوا تھا۔ وہ راہداری میں محتاط سا چلتا ہوا اپنے ٹیبل کی جانب جا رہا تھا۔ اندھیرا بہت گہرا تھا اور پھر کالے بادل ہر سو چھائے ہوئے تھے۔ وہ ایک کمرے کا دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔ سامنے کرسی پر اسے شہرام بیٹھا نظر آ گیا۔ وہ اسی کے پاس چلا آیا۔

"کیا بات ہے، جس کے لیے تم نے مجھے میرے نکاح والے دن ہی بلا لیا۔"

شہرام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہمیں اتنے عرصے سے صرف یہ بات تنگ کر رہی تھی کہ دشمن کو ہمارے ہر قدم کی خبر کیسے ہو جاتی تھی۔ یا تو وہ بہت شاطر ہے یا کوئی ہمارے درمیان اس کا ساتھی ہے۔ جو کسی بھی وقت ہمیں اکیلا نہیں چھوڑتا۔" شہرام کا چہرہ سپاٹ تھا۔ گلفام نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"تو؟"

"تو یہ کہ مجھے اس شخص کا پتا چل گیا ہے۔"

"کون ہے؟" گلفام نے اس کے سامنے رکھے لیپ ٹاپ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"روحیل۔" اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر شہرام کو دیکھا۔ "تمہیں اس وقت یہاں بلانے کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہے۔"

"روحیل ایسے کیسے کر سکتا ہے۔ وہ تو بہت سیدھا سا لڑکا تھا نا۔"

"یہی تو شاتر لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہی شاتر بننے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر ناکام ہو جاتے ہیں۔ عقل مند انسان یہ سب نہیں کرتا۔ نا وہ روحیل عقلمند ہے اور نا وہ قاتل۔"

"اس کا مطلب ہے کہ....."

"وہ قاتل ہمارے ارد گرد ہے۔" شہرام نے اس کا جملہ مکمل کیا تھا۔

"وہ اپنی طرف سے عقلمندی دکھا رہا ہے ہمارے درمیان رہ کر۔ لیکن دراصل وہ ہمیں اپنے تک پہنچنے کے لیے آسانیاں فراہم کر رہا ہے۔"

"تم کہنا چاہتے ہو کہ وہ ہمارے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ ہمارے درمیان رہتا ہے۔ لیکن ہم اسے پہچان نہیں پا رہے۔"

گلفام کی چھٹی حس تیزی سے چلنے لگی تھی۔ شہرام کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"ہاں۔ بالکل یہی ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن ہمیں پتا کیسے چلے گا کہ قاتل کون ہے۔"

"جب سے ہم نے اس لڑکی کا کیس اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ تم کسی اجنبی سے ملے ہو اس کے بعد؟ مطلب کوئی اچانک سے ہماری زندگیوں میں آ گیا ہو۔" اور جو چہرہ گلفام کے ذہن میں آیا تھا، وہ بری طرح چونکا تھا۔

"نہیں۔ وہ شکل سے بالکل قاتل نہیں لگتا۔" وہ تیزی سے بولا تھا۔

"کون؟"

"جازم مرزا۔"

"کیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے بتایا تھا؟"

"ہاں وہی ہے۔ لیکن وہ ایک بیٹی کا باپ ہے۔ یتیم ہے۔ بیوی مر گئی ہے اس کی۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔" گلفام کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا۔

"آج ایک عورت آئی تھی اپنا کیس لے کر۔" گلفام نے عدم توجہی سے اس کی بات سنی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عالیہ مراد۔" شہرام نے اپنے جملے میں نام کا اضافہ کیا تو اس نے تیزی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"وہ.... میرے خیال سے وہ جازم کی ملازمہ ہے۔ اس کی بیٹی کی آیا۔" شہرام کے لبوں پر سپاٹ سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"وہ کیوں آئیں تھیں؟" گلفام نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ پوچھا تھا۔

"اپنے شوہر کے قتل کے کیس میں۔"

"یہ کب ہوا؟"

"سات سال پہلے۔ سات سال پہلے اس کے شوہر کو بے دردی سے مار دیا گیا تھا۔ وہ اس کیس کو ہمارے حوالے کر کے قاتل کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہتی ہے۔"

"اگر سات سال پہلے شوہر کا قتل ہوا تھا تو اب کیوں۔" وہ الجھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ اسے کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے شوہر کی موت کا علم ہوا ہے۔"شہرام نے مزید بتایا تو وہ مزید الجھا۔

"کہنا کیا چاہ رہے ہو۔صاف صاف بتاؤ۔"

شہرام نے گہرا سانس لیا۔پھر بتانا شروع کیا۔

"اس کے ہاں بیٹی.... مردہ بیٹی پیدا ہونے پر ان دونوں کی طلاق کے بغیر علیحدگی ہو گئی تھی۔وہ ان سات سالوں میں کبھی اپنے شوہر کو نہیں ملی۔وہ آج تک سمجھ رہی تھی کہ وہ زندہ ہے۔"

"مردہ بیٹی۔"گلفام کو کچھ ٹھٹکا تھا۔کچھ گڑبڑ تھی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"گلفام نے یونہی چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کا ذہن بہت تیزی سے چل رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں یہاں ایک نام لکھ کر جا رہا ہوں۔اس کے بارے میں معلومات اکٹھی کرو۔"اس نے لیپ ٹاپ پر ایک نام لکھا اور مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"سنبھل کر۔"

"اوکے۔تم جاؤ۔رات بہت ہو گئی ہے۔میں بھی چلتا ہوں۔"شہرام کے کہنے پر گلفام نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"کل بھی امی خفا ہو رہیں تھیں کہ تم مہندی پر نہیں آئے۔اور اب دوست کے نکاح پر بھی نہیں آؤ گے۔لعنت ہو تم پر۔"گلفام اسے ملامتی نظروں سے دیکھتا وہاں سے نکل آیا تھا۔ پیچھے شہرام نے اسے تپانے کے لیے ایک جاندار قہقہہ لگایا تھا۔

"تم چلو۔میں بھی آرہا ہوں۔"پیچھے سے آواز لگاتا وہ جلدی سے چیزیں سمیٹنے لگا تھا۔تبھی دروازے کے اس پار ایک ہیولہ سا گزرا تھا۔شہرام نے تیزی سے گردن موڑ کر وہاں دیکھا۔اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔اب وہ ہیولہ دروازہ کھول کر اندر آتا دکھائی دیا تھا۔شہرام کا سانس سینے میں ہی اٹکا تھا۔

oooooooooooooooo

"یہ گلفام کہاں رہ گیا ہے۔ لڑکی والے نکاح کا کہہ رہے ہیں۔" وجدان کا غصہ اب آسمان کو چھو رہا تھا۔ داداجان نے ہی انہیں ٹھنڈا کیا ہوا تھا۔

"کہہ رہا تھا ایک گھنٹے میں آجائے گا۔" نیلم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا تھا۔ وقت ریت کی مانند ہاتھوں سے پھسل رہا تھا لیکن نا گلفام آیا تھا نا اس کی خیر کی خبر۔

"اب تو دو گھنٹے ہو گئے ہیں نیلم۔" انہوں نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ تبھی دروازے سے کوئی اندر آیا تھا۔ سیاہ ڈنر سوٹ میں، سیاہ چمکتے مہنگے بوٹ، بالوں کو جیل سے پیچھے جمائے، ہلکی بڑی شیو، سیاہ آنکھیں اور وجیہہ سے نقوش۔ چہرے پر الوہی سے مسکراہٹ تھی۔ آیت نے یونہی گردن موڑ کر دیکھا اور بس دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ آگے بڑھ آیا تھا۔ اس کے ساتھ شہوات بھی آئی تھی۔ اپنی سی گرین میکسی سنبھالتے اور بالوں کو کھول کر ایک جانب کیے، چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی لیکن اس کے چہرے

پر گہری سنجیدگی تھی۔جازم آگے بڑھ کر سب سے مل رہا تھا۔پاس کھڑے برہان سے بھی اس نے مصافحہ کیا تھا۔

"دولہے میاں کہاں پر ہیں؟"اس نے پورے ہال میں نظر دوڑائی۔اسے گلفام کہیں نظر نہیں آیا۔البتہ اس کی نظریں آیت کے وجود پر ٹھہر گئیں تھیں۔وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔جازم نے یونہی اس کے چہرے کو دیکھا تو ٹھٹھک گیا۔اس کے نقوش خفا معلوم ہوتے تھے۔جازم کے یوں دیکھنے پر اس نے اپنا رخ موڑ لیا تھا۔اسے اچھنبا ہوا۔

"میں یہاں ہوں۔" گیٹ سے گلفام کی شرارتی سے آواز ابھری تھی۔سب نے اس کی جانب دیکھا اور سب کو سکھ کا سانس آیا تھا۔وہ اپنی خوبصورت چال سے چلتا ہوا اندر آرہا تھا۔ وجدان نے ایک خفا نظر اس پر ڈالی۔ڈانٹ بعد کے لیے چھوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کم از کم آج کے دن ہی خیال کر لیتے۔" خفگی سے کہتے اسے سٹیج پر لے گئے،جہاں مولوی صاحب بیٹھے انتظار کر رہے تھے۔نکاح وغیرہ کی رسومات خیر سے ہو گئی تھیں۔سب بھاری بھاری گلفام کو مل رہے تھے۔جازم نے بھی آگے بڑھ کر اسے مبارک دی تھی۔

"اب آپ خطرناک کاموں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ذرا احتیاط کیجئے گا شاہ صاحب۔ کیونکہ اب آپ کی زندگی صرف آپ کی نہیں رہی۔" وہ اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ گلفام کے لبوں کی تراش گہری مسکراہٹ میں ڈھل گئی۔

"جب دنیا آپ کی طرف کسی امید سے دیکھتی ہو تو پھر آپ کو اپنا گھر بھول کر ان غریبوں کی پکار پر جانا ہی پڑتا ہے۔" وہ بھی اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔ اس سے پہلے کہ جازم کچھ کہتا، سٹیج پر زارا کا بھائی اسے مبارک باد دینے آ گیا تھا۔ جازم وہاں سے اتر آیا۔ اب اس کی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اور پھر وہ اسے نظر آ گئی تھی۔ ایک جانب کونے میں کھڑی وہ اپنا دوپٹا ٹھیک کر رہی تھی۔ وہ وہیں چلا آیا۔ وہ دوپٹا ٹھیک کر کے مڑی تو ٹھٹھک گئی۔ وہ سامنے سینے پر ہاتھ باندھے خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔ آیت نے ناگواری سے پاس سے گزرنا چاہا لیکن وہ اس کے آستین کو پکڑ چکا تھا۔ یعنی ہاتھ نہیں پکڑا تھا۔ وہ رک گئی۔

"لگتا ہے کوئی ناراض ہے مجھ سے۔" وہ چہرے پر مصنوعی سنجیدگی لاتے ہوئے بولا تھا۔

آیت نے اپنا بازو چھڑوایا تو اس نے چھوڑ دیا۔

"میں آپ سے کیوں ناراض ہوں گی؟" وہ بھی سینے پر ہاتھ باندھتی اس کی جانب مڑی تھی۔

"یہ تو اب مس آیت ہی بتا سکتی ہیں کہ وہ اس بندہ اے ناچیز سے کیوں خفا ہے۔" وہ اس کے یوں بولنے پر کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔ جازم نے یونہی اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے اچھنبا ہوا۔

"آپ نے لینز لگائے ہیں؟" اس کے یوں سوال بدلنے پر وہ گڑبڑائی تھی۔

"ہاں۔ آپ کو کوئی مسلہ ہے؟" اس نے اسی خفگی سے کہا تھا۔

"مسلہ ہے تبھی تو پوچھ رہا ہوں۔"

"کیا مسلہ ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کی وہ جھیل جیسی آنکھیں مُجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ پلیز ان کا رنگ مت بدلا کریں۔"

آیت تو چند لمحے کچھ بول ہی نہیں پائی۔

"اور دیر سے آنے پر معذرت چاہتا ہوں۔مُجھے ایک ضروری کام آ گیا تھا۔"اب وہ معذرت کر رہا تھا۔ آیت کے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑ گئے۔

"اٹس اوکے۔"اب کے وہ ذرا مسکرائی تھی۔ پھر اس نے ایک نظر جازم کی تیاری کو دیکھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح سب سے الگ لگ رہا تھا۔

"بہت شکریہ۔"اس نے سر کی خم سے کہا تھا۔ آیت نے محض مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"میرے پرپوزل کے بارے میں کیا سوچا ہے آپ نے؟"وہ پھر سے گڑبڑائی تھی۔ پھر اس کی نظریں سامنے بنے گول میز کی جانب گئیں۔جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ شہوات مرزا۔ اس کا رخ اسی جانب تھا۔وہ آیت کو چبھتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔اس کے حلق میں کچھ اٹکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"شاید میں آپ کی بیٹی کو پسند نہیں ہوں۔" اس نے وہاں سے نظریں ہٹا کر جازم کو دیکھا۔

جازم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"اس کے ساتھ آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ کو پسند کرتا ہوں اور آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ کو کوئی اعتراض ہے؟"

اسے فی الحال آیت کو قائل کرنا تھا۔ وہ اپنے اور آیت کے درمیان اپنی بیٹی کو نہیں آنے دے سکتا تھا۔ وہ اس رشتے کو محض شہوات کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"لیکن شادی کے بعد تو ہمارا تعلق بن جائے گا نا جازم۔"

"لیکن...۔" وہ جو کچھ کہنے لگا تھا، پھر رک گیا۔ اس کے چہرے پر خوشگوار حیرت ابھری تھی۔ اس نے پہلی دفعہ اس کا نام یوں لیا تھا۔ اس کے لبوں سے اپنا نام سننا اسے ہر اس آواز سے زیادہ خوبصورت لگا تھا جو کانوں میں رس گھولتی تھی۔ پھر مسکرا کر سر جھٹکا۔

"شہوات یہیں رہے گی۔ آپ سے شادی کر کے میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" وہ اس کے لیے ہر راستہ بند کر رہا تھا۔ اسے آیت کو اس رستے پر چلانا تھا جو اس تک جاتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں گھر والوں کو کیسے مناؤں گی؟"ایک نئی فکر لاحق ہوئی تھی۔

"کیا آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں؟"اس نے یونہی پوچھا تھا، آیت کچھ پل چپ رہی اور پھر مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔جازم کے لبوں پر پھر سے تبسم بکھر گیا تھا۔

"آپ کو ایک اچھا مشورہ دوں؟"

"کیا؟"آیت نے سر اٹھا کر پوچھا تھا۔

"آپ اپنے داداجان سے بات کریں۔وہ آپ کو فل سپورٹ دیں گے۔"اس کے کہنے پر آیت نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔کیا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ داداجان سے بات کرے گی تو بات آسانی سے ختم ہو جائے گی۔سب مان جائیں گے۔وہ اس کی بات پر یونہی ہنس دی تھی۔

دور اسٹیج پر صوفے پر بیٹھے برہان نے زخمی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔

oooooooooooooooooo

رات بہت گہری ہو چکی تھی جب وہ اپنے کمرے میں آیا تھا۔اس کا چہرہ تھکن زدہ لگتا تھا۔ کچھ غلط ہونے کا احساس اسے تنگ کر رہا تھا لیکن وہ اپنی اس رات کو کسی بھی ان دیکھے احساس کی وجہ سے ضائع نہیں کر سکتا تھا۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر ایک طائرانہ نظر اپنے سرخ تازہ گلاب سے سجے کمرے کو دیکھا۔وہاں سے ہوتی نظر اس کی مہر ماہ پر گئی تھی۔وہ اپنے سرخ لہنگے میں ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سو چکی تھی۔ گلفام کو خوامخواہ ہی شرمندگی ہوئی تھی۔وہ ایک نظر اسے دیکھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔کچھ دیر بعد وہ کپڑے بدل کر باہر آیا تو اسے ویسے ہی سوتے پایا۔وہ وہیں اس کے قریب چلا آیا اور خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔اس کے باریک نقوش اپنے اندر معصومیت لیے ہوئے تھے۔اس نے نیچے ایک دوپٹے کا حجاب کر کے پھر اوپر لہنگے کا دوپٹا لیا ہوا تھا۔ گلفام نے یونہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔اسے دیکھتے دیکھتے نا جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی،اسے معلوم ہی نا ہو سکا۔

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے اپنی گردن میں ٹیس سی اٹھتی محسوس ہوئی۔اس نے سیدھے ہو کر اپنی گردن کو سیدھا کرنا چاہا لیکن اس کی نگاہیں شیشے کے سامنے کھڑی مہر ماہ پر رک گئیں۔وہ نیوی بلیو رنگ کے بھاری کام والی لمبی قمیص ملبوس اور چوڑی دار پاجامے میں اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔اس کی آنکھوں کا رنگ چاکلیٹ براؤن تھا۔اس کا رنگ بھی سانولا تھا لیکن وہ پھر بھی خوبصورت تھی۔گلفام اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا۔پھر اسے کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب پھیرا۔مہر ماہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں معذرت خواہ ہوں۔مجھے رات کو آنے میں دیر ہو گئی تھی۔"وہ واقعی ہی شرمندہ سا لگ رہا تھا۔

"بہت اچھا ہوا جو آپ دیر سے آئے تھے۔"اس نے بہت آہستہ سے کہا تو گلفام چونکا۔پھر وہ لبوں پر ہاتھ رکھتی ہنس دی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب میں تھک جاتی ہوں تو پھر جہاں بھی ہوں، میری آنکھ لگ جاتی ہے۔ اور یہ صبح فجر کے وقت ہی کھلتی ہے۔ نیند میں کوئی میرے ساتھ باتیں کرتا رہے مجھے پتا ہی نہیں ہوتا۔"

اس کی وضاحت نے گلفام کو بے ساختہ ہی ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ واقعی ہی معصوم تھی۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" وہ مسکرا کر کہتا واشروم میں گھس گیا تو وہ بھی اپنی میک اپ کٹ اٹھائے مصروف ہو گئی تھی۔

تبھی نکھرا نکھرا سا گلفام باہر آیا۔ بلیو بٹنوں والی شرٹ کے ساتھ جینز پہنے، بالوں کو تولیے سے رگڑتا ہوا وہ مہر ماہ کے دل کے اندر اتر رہا تھا۔ اس نے گلفام کو تصویر میں دیکھ کر بس پسند کیا تھا لیکن اب اسے اس شخص سے محبت ہو رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ لڑکا کتنی لڑکیوں کے دلوں کی حسرت رہ چکا تھا۔ وہ اسے دیکھے جا رہی تھی جب گلفام نے اس کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ وہ چونکی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" وہ بالوں میں جیل لگاتا پوچھ رہا تھا۔ مہر ماہ نے پلو اپنے منہ میں دبایا۔ گلفام کو اس کا یہ انداز پسند آیا تھا۔

"مُجھے نہیں پتا تھا کہ میرا شوہر اتنا ہینڈسم ہو گا۔"اس کے ہاتھ تھمے تھے۔ جو تعریف اسے کرنی چاہیے تھی،وہ اس کی بیوی کر رہی تھی۔ وہ اپنی بیوی کے اس تبصرے پر دل سے مسکرایا تھا۔

"اب ایک بات میں کہوں؟"وہ پوری طرح اس کی جانب گھوما تھا۔

"جی۔"

"تم یہ دوپٹا منہ میں رکھ کر شرماتی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو۔"وہ گلفام کی بات پر جھینپ گئی تھی۔ کمرے میں گلفام کی جلترنگ گونجی تھی۔ پھر ڈریسنگ ٹیبل کے دراز کو کھول کر اس نے ایک مخملی ڈبہ اندر سے نکالا تھا۔اس نے کھولا تو سامنے ہی ایک خوبصورت سا ڈائمنڈ کا بریسلٹ جگمگا رہا تھا۔اسے نکال کر اس نے نزاکت سے مہر ماہ کی کلائی پکڑی اور اسے پہنانے لگا۔وہ سفید رنگ کا بریسلٹ اس کے ڈریس کے ساتھ بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"بہت شکریہ۔"

اس کے تشکر پر وہ زیر لب مسکرایا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ ناشتے کی میز پر بہت بے چین بیٹھا ہوا تھا۔ سب کھانا کھانے میں مصروف تھے لیکن اس کی نظریں موبائل پر جمی ہوئیں تھیں۔ وہ جیسے کسی کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔

"تم اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو گلفام؟" وجدان نے ہی نوٹ کیا تھا۔ وجدان کے پوچھنے پر سب نے اسی کی جانب دیکھا۔ اس نے سر اٹھا کر وجدان کو دیکھا۔ اس کا چہرہ بالکل بھی آرام دہ نہیں تھا۔

"شہرام میرا فون نہیں اٹھا رہا ہے، بابا۔ اس نے کل بارات پر بھی آنا تھا لیکن وہ نہیں آیا۔"

"سگنلز کا ایشو ہو گا، بیٹا۔ اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟"

"پریشانی والی بات ہے، بابا۔ وہ قطعاً بھی لاپرواہ لڑکا نہیں ہے۔" کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ گیا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" اسے اٹھتے دیکھ نیلم نے پوچھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں آفس جا رہا ہوں۔ اگر وہاں نا ملا تو اس کے گھر جاؤں گا۔ میں شہرام کے معاملے میں لاپرواہی نہیں برت سکتا۔" سنجیدگی سے کہہ کر اس نے کسی کے جواب کا انتظار نہیں کیا تھا۔ وہ دروازہ پار کر کے جا چکا تھا۔ سب رکی سانسوں کے ساتھ اسے دیکھتے رہے۔ کچھ دیر بعد گاڑی کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی تھی۔ پھر اس کی گاڑی تیزی سے وہاں سے نکل آئی۔

پیچھے سب نے گہرا سانس لیا تھا۔

"اپنی شادی والے دن یوں دولہے کا باہر جانا کسی اچھی بات کی جانب اشارہ نہیں کر رہا، نیلم بیگم۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سکینہ دادی نے لاپرواہی سے شانے اچکا کر کہا تھا۔ سب نے نظریں پھیر کر انہیں دیکھا۔ جبکہ نیلم ان کی بات پر بے حد پریشان ہو گئیں تھیں۔

"اوہو امی۔ اللہ نا کرے گلفام کو کچھ ہو۔ تم فکر نہیں کرو، نیلم۔ وہ جلد واپس آجائے گا۔" شائستہ نے نیلم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی

بیوی کی جانب دھیان نہیں دیا،اس کے چہرے کا رنگ ایک دم سے سفید پڑ گیا تھا۔ آیت بھی کھانے سے ہاتھ روک چکی تھی۔ سکینہ دادی اسے ویسے ہی پسند نہیں تھی۔

اسی پہر وہ اپنے اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔ گھر وہ نہیں جا سکتا تھا۔عالیہ کو اس کی موجودگی اب اچھی نہیں لگتی تھی۔جازم کو شہوات کی وجہ سے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑ رہا تھا ورنہ اب تک وہ اس عورت کو اس کی اوقات یاد دلا چکا ہوتا۔

وہ اپنے بیڈ پر نیم دراز سامنے لیپ ٹاپ رکھے اس پر کوئی فوٹیج دیکھ رہا تھا۔شاید آفس کی۔ شاید کسی اور کی۔ تبھی اس کے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔اس نے موبائل اٹھا کر سامنے کیا تو وہ کوئی انجان نمبر تھا۔وہ انجان نمبر لے لیا کرتا تھا۔اس نے کال اٹھا کر فون سپیکر پر ڈال دیا۔

"ہیلو۔"اس کی مصروف سی آواز سنائی دی تھی۔دوسری جانب چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔ جس نے جازم کو چونکا دیا تھا۔وہ لیپ ٹاپ چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"کون؟"

"تمہاری موت۔"

یہ آواز۔ وہ اس آواز کو پہچانتا تھا۔ یہ آواز بہت پرانی تھی۔ یہ آواز اس کی تمام تر تکالیف کو تازہ کرنے والی آواز تھی۔ بری اور خوفناک۔ جازم بالکل ساکت ہو چکا تھا۔

"جہانزیب لغاری؟"

دوسری جانب قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"یاداشت اچھی ہے تمہاری۔" جازم کو ایک دم سے اپنے جسم میں تکلیفیں اٹھتی محسوس ہوئیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم.... جیل سے باہر کیسے آئے؟" وہ نا چاہتے ہوئے بھی یہ سوال پوچھ رہا تھا۔ چہرے پر زمانوں کی سختی تھی۔ آنکھوں میں سرد پن تھا۔

"یہ مت پوچھو کہ میں جیل سے باہر کیسے آیا۔ تم یہ سوچو کہ اب میں آ گیا ہوں تو کیا قیامت مچانے والا ہوں۔" اس کی آواز آج بھی بہت بری تھی۔ انسانیت سے دور۔

"میں کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا،لغاری۔ تو تم جیسے لاغر بڈھے کی کیا اوقات ہے۔"

اس کے چہرے پر استہزاء تھا۔ لیکن جہانزیب کے لبوں پر قہقہے۔

"میں تو لاغر بڈھا ہوں لیکن میرا بیٹا۔ وہ تمہارے جتنا ہے۔ لیکن طاقت میں تم سے آگے۔"

جازم کے ابرو ناسمجھی سے اکھٹے ہوئے۔

"تمہارا بیٹا؟"جہانزیب نے گہری سانس لی۔

"وہ عورت تو میرے لیے دل بہلانے کا سامان تھا۔"جازم کو متلی ہوئی تھی۔ کیا وہ انسان اتنا گندہ تھا۔ کم از کم جازم زانی نہیں تھا۔ ریپ کے بارے میں تو وہ سوچتا بھی نہیں تھا۔ اس ایک لفظ سے اسے بے حد نفرت تھی۔"اصل میں تو میری بیوی بھی تھی، میرا بیٹا بھی تھا اور بیٹی بھی۔ اور تم سمجھے کہ میں لاوارث ہوں۔ کیا ہوا جو میں جیل میں تھا میرا بیٹا تو تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تگ و دو کر رہا تھا نا۔ اب اس کے قہر سے بچ کر رہنا تم۔"

جازم نے اپنی مٹھی کو زور سے بند کیا تھا۔ پھر اسے کھولا اور چہرے پر پرسکون مسکراہٹ امڈ آئی۔

"یعنی ایک اور قتل۔ ایک اور کھیل۔ مزا آئے گا۔ بڑی دیر ہو گئی ہے کسی ہتھیار کو ہاتھ میں لیے۔ بھیجنا اپنے بیٹے کو۔ اسی پر آزماؤں گا کہ کہیں میں بھولا تو نہیں۔" انداز تپا دینے والا تھا۔

"نہیں نہیں نہیں، نہیں، جازم۔ اب بات قتل سے آگے بڑھ گئی ہے۔ میرے بیٹے کو لڑکیاں بہت پسند ہیں۔ رات گزارنے کے لیے۔" جازم نے ناگواری سے دانتوں کو آپس میں جما لیا تھا۔

"وہ کیا نام ہے تمہاری بہن اور بیٹی کا۔"

"بکواس بند کرواپنی۔ خبردار جو تم نے میرے رشتوں کی جانب گندی نظر سے دیکھا تو۔" وہ دھاڑا تھا۔ ایسے لگتا تھا شیر پنجرہ توڑ کر سامنے والے کو جھپٹ لے گا۔ اس کی حالت سے وہ بہت محظوظ ہوا تھا۔

"تمہاری ماں میرے لیے....۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہاری گندی زبان کو کھینچ لوں گا اگر تم نے اسے باہر نکالا تو۔"جازم کی آنکھوں میں شرارے دوڑنے لگے تھے۔وہ لیپ ٹاپ بند کرتا اسے اپنے ساتھ اٹھا لایا اور گاڑی میں آ بیٹھا۔وہ گجرات کے لیے نکل رہا تھا۔

"ابھی تو شروعات ہے لڑکے۔آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔"فون بند کر دیا گیا تھا۔اس سے جتنی جلدی ہو سکتا تھا،وہ گاڑی کو تیزی سے چلا رہا تھا۔

فون پر اس نے چند بٹن دبائے اور کان کے ساتھ لگا لیا۔کال جا رہی تھی لیکن اٹھائی نہیں جا رہی تھی۔کچھ دیر بعد ریسیو ہو گئی تھی۔

"شاہ صاحب میں جازم بات کر رہا ہوں۔"دوسری جانب گلفام تھا۔

"مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"وہ پریشانی سے گویا ہوا تھا۔

oooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سیدھا آفس آیا تھا۔یہاں آ کر اسے پتا چلا تھا کہ شہرام استعفیٰ دے چکا ہے۔اسے شدید حیرت ہوئی تھی۔وہ ایسے کیسے یہ سب کچھ چھوڑ سکتا تھا۔ان دونوں نے ایک ساتھ وکالت کی دنیا میں قدم رکھا تھا۔انہیں بہت سی جنگیں ساتھ لڑنی تھیں۔پھر وہ اسے کیسے تنہا چھوڑ سکتا تھا۔کیا وہ ڈر رہا تھا یا۔۔۔۔۔کسی نے اسے دھمکی دی تھی۔یہ تو اس سے مل کر ہی پتا چلنا تھا۔کار چلاتے ہوئے اس کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔وہ بس کسی طرح اس سے ملنا چاہتا تھا۔لیکن درمیان میں جازم کی کال آ گئی تھی۔گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے فون کان کے ساتھ لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔"

"کیسی مدد؟"وہ الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

"کیا آپ میری بیٹی اور اس کی نینی کو کچھ عرصہ کے لئے اپنے گھر پناہ دے سکتے ہیں؟"

جازم کی بہت ہی پریشان سی آواز اسے سنائی دی تھی۔

"سب ٹھیک ہے نا۔کوئی مسلہ تو نہیں نا؟"

وہ اپنائیت سے پوچھ رہا تھا۔

"دراصل میرا ایک پرانا دشمن جیل سے رہا ہو چکا ہے۔ اور۔۔۔۔۔" وہ رکا۔

"میں آپ کو بعد میں تفصیل سے بتا دوں گا۔ فی الحال آپ انہیں کسی سیف جگہ شفٹ کروا دیں یا اپنے گھر لے جائیں۔" گلفام نے سمجھ کر سر ہلایا اور اوکے کہہ کر کال بند کر دی۔ وہ مزید الجھ گیا تھا۔ آج اس کا ولیمہ تھا اور اسے فریش نظر آنا تھا۔ لیکن پریشانیوں نے اس کے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا۔ گاڑی ایک جانے پہچانے مڈل گھرانے کے سامنے آ کر رکی۔ وہ بنا دیر کیے دروازے تک آیا اور پھر بیل بجائی۔ اگلے دس سیکنڈ میں دروازہ کھل چکا تھا اور سامنے شہرام کھڑا تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے اور حلیہ بھی درست نہیں تھا۔

گلفام نے نا آؤ دیکھا نا تاؤ، اسے گریبان سے پکڑ کر پیچھے دیوار کے ساتھ لگایا۔

"اگر یہی بزدلی دکھانی تھی تو چوڑیاں پہن لیتے نا۔ وکیل کا کوٹ پہننے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ سختی سے چبا کر بولا تھا۔ شہرام نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"تمہیں کہا تھا کہ اٹھے ہوئے سر کے ساتھ دشمن کو مات دینی ہے۔یہ میدان جنگ ہے اور پیٹھ نہیں دکھانی۔ لیکن تم نے وہی کیا جس سے ایک جہادی کو منع کیا گیا ہے۔" گریبان ابھی تک پکڑا ہوا تھا۔ لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔

"گلفام میری بات س.....۔"

"تم میری بات سنو۔ تم ڈرپوک ہو۔ پیٹھ دکھائی ہے تم نے۔ جہنم واجب ہو گئی ہے تم پر۔ اس لئے لعنت ہو تم پر۔" گلفام نے ایک جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا تو وہ زمین پر آ گرا۔

"میں سمجھتا تھا کہ میں نے پیچھے کے تمام پلان ایک بہادر انسان کو سونپے ہوئے ہیں۔ میں آرام سے سامنے کے حالات سنبھال لوں گا۔ لیکن مُجھے کیا پتا تھا کہ خبیث پیٹھ پیچھے چھرا گھونپ دے گا۔" اس نے اپنا بوٹ زور سے اس کے پیٹ میں مارا تھا۔ وہ درد سے کراہ کر دوہرا ہوا۔ گلفام اسے مارتا جا رہا تھا اور وہ مار کھاتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی کنپٹی سے خون نکل کر باہر آ چکا تھا۔

"شہرام باہر کون ہے بیٹا۔"

اندر سے اس کی ماں کی آواز پر گلفام نے اسے مارنا چھوڑا تھا۔ پھر مسکرا کر گھر کی جانب دیکھا۔

"آنٹی میں ہوں۔ گلفام شاہ۔" مسکرا کر کہنے کے بعد چہرے پر پھر سے سختی آگئی تھی۔ لیکن اب اس نے مارنا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ یہ شہرام کا گھر ہے اور وہ اسے یہاں اس طرح نہیں مار سکتا۔

شہرام دوہرا ہوتا اٹھا اور سرد نگاہوں سے گلفام کو دیکھا۔ اور پھر اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر مارا۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے لڑکھڑا کر نیچے جا گرا۔ چہرے پر نیل سا پڑ گیا تھا۔ اب شہرام کی باری تھی۔ اس نے گلفام کو گریبان سے پکڑا اور اس پر مکوں کی برسات کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے ہونٹوں سے خون بہنے لگا تھا۔ چہرے پر جا بجا نیل پڑ گئے تھے۔ ہونہہ۔ ولیمے کا دولہا۔

یوں لڑتے ہوئے انہیں اپنی پہلی ملاقات یاد آ گئی تھی۔ ان کی پہلی ملاقات اتنی خوشگوار نہیں تھی۔ اس میں بھی اسی طرح ہاتھا پائی ہوئی تھی۔ گلفام نے اسے روکنا چاہا لیکن شہرام نے اسے سختی سے زمین کے ساتھ لگا رکھا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کہ میرے لیے یہ سب کچھ بہت آسان تھا۔ میرے لیے بھی یہ اتنا ہی مشکل تھا جتنا تمہارے لیے۔ لیکن اگر بات گھر کی عورتوں کی عزت پر آجائے تو انسان کو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ساری جنگیں، جہاد کہیں پیچھے رہ جاتے ہیں اگر بات گھر کی عورتوں کی ذات پر آجائے تو۔" وہ بے بسی بھرے غصے سے بولتا جا رہا تھا اور گلفام پہلے چونکا پھر اس کا گریبان پکڑ کر اسے زمین کی جانب دبایا۔

"تو میں مر گیا تھا کیا۔ مُجھے بتاتے۔ مجھ سے بات کرتے۔ کیا تمہاری ماں میری کچھ نہیں لگتی۔ تمہاری بہن کو ہمیشہ آیت کی طرح سمجھا میں نے۔ کیا میں ان کی عزت پر آنچ آنے دیتا۔ لیکن تم نے بزدلی اور ہاتھ پاؤں دکھانے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تم کچھ نہیں کر سکتے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے شہرام کو مزید زمین کے ساتھ لگایا تو وہ کراہا تھا۔ زمین گرم تھی، بے حد گرم اور وجود کو پگھلاتی ہوئی۔

"میرا جسم پگھل جائے گا، گلفام۔ اب بس کرو۔" وہ منت کرتے ہوئے بولا تھا۔ گلفام نے دانتوں کو سختی سے ہونٹوں میں پیوست کر کے اس پر دباؤ بڑھایا۔

"یہی سزا ہے تمہاری۔ یہی ہے جہنم۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ تمہیں جہنم میں رہنا ہے یا جنت میں۔"

شہرام نے کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھا اور پھر زوردار مکا اس کی ناک پر دے مارا۔ وہ بل کھا کر پیچھے ہوا تھا۔ کچھ پل تو گلفام کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوتا رہا۔ ناک پہ پڑنے والا مکا بہت برا ہوتا ہے۔ اس کی ناک سے خون بہہ نکلا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم، شہرام۔ جان لو گے کیا اس کی؟"

اندر سے شہرام کی امی، سعدیہ باہر آئیں تو سامنے کے منظر پر دہل کر رہ گئیں۔ ان دونوں نے ایک نظر انہیں دیکھا اور اگلے پل وہ دونوں لاونج میں ان کے سامنے تھے۔ سترہ سال کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حنا شہرام کے زخموں پر مرہم رکھ رہی تھی جبکہ گلفام کے زخم سعدیہ بیگم نے صاف کر دیے تھے۔

"میں نے بھی اس لڑکے کو کہا تھا کہ استعفیٰ نا دے۔ غریب کی آواز ہے تو۔ لیکن پتا نہیں اس پر کونسا بھوت سوار ہو گیا ہے کہ اس کے کان پر جوں نہیں رینگ رہی۔"

وہ پریشان ہوتی بولیں۔ شہرام نے حنا کے ہاتھ سے کاٹن لے کر خود اپنے ہونٹ پر رکھا۔ گلفام نے کھا جانے والی نظروں سے شہرام کو دیکھا۔

"آپ فکر نہیں کریں۔ میں اس کا یہ بھوت بھی اتار دوں گا اور اس کے کان پر جوں بھی رکھ دوں گا۔ جو رینگتے ہوئے اسے یاد دلا دے گی کہ یہ کون ہے۔" شہرام نے اس کی جانب دیکھنے سے گریز برتا تھا۔

"تم ہی سمجھاؤ اسے۔"

"میں اسے سمجھانے نہیں بلکہ بتانے آیا ہوں کہ اس کے استعفے پر سائن نہیں ہوئے ابھی تک۔ جب تک یہ ایک کروڑ جمع نہیں کروا دیتا۔"

شہرام نے پوری کھلی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ میں اتنے پیسے کہاں سے لاؤں گا۔"

وہ بلند آواز میں بولا تھا۔ گلفام کے لبوں کو پر سکون مسکراہٹ نے چھوا۔

"یا تو ایک کروڑ، یا نوکری پر واپسی۔"

"گلفام۔"

"سوچ لو۔" شہرام نے آنکھیں بند کر کے خود کو پر سکون کیا تھا۔

"میری ایک شرط ہے۔"

"میں تمہارا نکاح نہیں پڑھوا رہا جو تم شرطیں رکھ رہے ہو۔" حنا نے اپنی ہنسی بمشکل قابو کی تھی۔

"تم میری شرط سن رہے ہو یا نہیں؟" اس کے انداز میں تنبیہہ تھی۔

وہ شہرام کی ماں کا خیال کر گیا تھا ورنہ تاثرات یہی تھے۔۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں کیا؟"

لیکن بولا نہیں۔

"اگر مناسب ہوئی تو مان لوں گا۔ ورنہ نہیں۔" غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا لیکن پھر شہرام کی شرط سن کر وہ چپ ہو گیا۔ پھر سر ہلاتا اٹھ گیا۔ ہاتھ بھی نہیں ملایا۔

"مجھے اب تم پر یقین نہیں ہے لیکن۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں۔"

حنا کے سر پر ہاتھ رکھ کر، ماں سے جھک کر پیار لے کر، شہرام کو بنا ملے وہ جا چکا تھا۔

اب اس کا رخ جازم کے گھرانے کی جانب تھا۔ اب اسے یہ کام بھی نپٹانا تھا۔ لیکن یہ زخموں سے بھرا چہرہ۔۔۔۔۔

اس نے غصے سے اسٹیرنگ پر مکا مارا تو اپنا ہاتھ دکھتا ہوا محسوس ہوا۔

oooooooooooo

وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ اسے کہاں ملے گا۔ تبھی وہ ایک بیکری میں چلا آیا تھا۔ یاسر یہیں نوکری کرتا تھا۔ وہ جب سے گجرات واپس آئے تھے، یاسر کی غیرت جاگ گئی تھی۔ اب وہ گھر چلانے کے لیے کام بھی کرتا تھا۔ بیکری بہت وسیع تھی۔ جازم گلاس ڈور دھکیلتا اندر چلا آیا۔ ایک طائرانہ نظر بیکری میں دوڑائی لیکن وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ دروازے کے ساتھ اوپر کو جاتے گول زینوں کو دیکھا اور پھر انہیں پار کرتا ہوا وہ اوپر چلا آیا تھا۔

یاسر اسے سامنے ہی نظر آ گیا تھا۔ وہ شاید کسی کا آرڈر تیار کر رہا تھا۔ جازم کو وہ وہاں پر اکیلا ہی ملا تھا۔ وہ بہت جگہوں پر اسے دیکھ چکا تھا لیکن بات وہ بڑے عرصے بعد کرنے لگے تھے۔ وہ گہری سانس لیتا اس کے قریب چلا آیا۔ یاسر کی اس جانب پشت تھی۔ تبھی وہ کھنکارا۔ یاسر نے جلدی سے رخ موڑ کر دیکھا اور چند پلوں کے لیے ساکت ہو گیا۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب چلا آیا۔

"یاسر۔" اس نے اسے چھونا چاہا تو وہ ناگواری سے پیچھے ہوا۔ جازم کا دل جیسے بجھ سا گیا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف دہ تاثر ابھرے تھے، پھر جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"اب وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"لیکن مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔بہتر ہو گا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔"وہ حقارت سے کہتا رخ پھیر گیا تھا۔جازم نے چند لمحے ضبط سے اسے دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب موڑا۔اپنی سیاہ آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھ دیں۔

"ماں اور میمونہ۔"یاسر کے ابرو سکڑے۔"ان دونوں کی حفاظت تمہارے ذمے ہے۔اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کی ذات کو بھی نقصان پہنچانا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"وہ سختی سے چبا کر بولا تھا۔یاسر نے اسے جھٹکا دے کر خود سے دور کیا۔

"میں ساری زندگی ان دونوں کی حفاظت کرتا آیا ہوں۔اور میں آئندہ بھی ان کی حفاظت کروں گا۔اس لیے آپ مجھے زیادہ مشورے نا دیں۔"وہ کونسا غصے کا کم تھا۔

"ہاں جانتا ہوں جو تم حفاظت کرتے آئے ہو۔میمونہ کے پیسوں سے تم نے یہ قد نکالا ہے۔تب جا کر تمہاری غیرت جاگی ہے اور تمہیں یاد آیا ہے کہ تم اس گھر کے مرد ہو۔"یاسر کے سر پر لگی، تلوؤں پر بجھی تھی۔

"کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟"

"مُجھے بس اتنا کہنا ہے کہ میرے کچھ پرانے دشمن جاگ گئے ہیں۔ وہ مجھے اذیت دینے کے لیے ماں یا میمونہ میں سے کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بس تمہیں ان سے بچ کر رہنا ہے۔" وہ اب ذرا آرام سے بات کر رہا تھا۔ یا سر یونہی دیکھے گیا۔

"جہانزیب لغاری اور واصف لغاری۔ واصف اس کا بیٹا ہے۔" اس نے احتیاطاً نام بتائے تھے۔

"دشمنیاں آپ کی، عذاب ہمارے۔ عجیب بات ہے۔" وہ ناگواری سے بولتا اپنے کام میں مگن ہو گیا تھا۔

"میں کچھ ٹرینڈ بندوں کو گھر کی حفاظت پر مامور کر رہا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ تمہیں ان سے کوئی مسلہ نہیں ہو گا۔"

"میری بات سنے بھائی۔" وہ درشتی سے کہتا مڑا تھا جبکہ جازم کے لب لفظ بھائی پر کھلے تھے۔ وہ ظالم تھا لیکن جذبات باقی رہ گئے تھے اور جذبات باقی رہ جائیں تو پھر نقصان ہی ہوتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ تئیس سالوں سے ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ ہم جب چھوٹی عمر میں اپنا خیال رکھ سکتے ہیں تو اب بھی رکھ سکتے ہیں۔ ہمیں آپ کے احسانوں کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ نفرت سے سر جھٹکتا بولا تھا۔

"تمہیں ضرورت نہیں ہے لیکن وہ میری ماں اور بہن ہیں۔ مجھے ان کے لیے تمام احتیاطی تدابیر کرنی ہیں۔ میں قاتل ضرور ہوں لیکن نامیں ریپسٹ ہوں اور نا کسی کو اپنی بہن اور ماں کی عزت کے ساتھ کھیلنے دوں گا۔ ان اٹھنے والی غلیظ نگاہوں کو میں اپنے ہاتھوں سے نوچ ڈالوں گا۔ ان کی آنکھوں کو اتنی اذیت دوں گا کہ انہیں اپنے زندہ ہونے پر افسوس ہو گا۔"

وہ بول رہا تھا اور یاسر مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔ تئیس سال کوئی کم عرصہ نہیں ہوتا ہے۔ بے شک وہ جازم پر نظر رکھے ہوئے تھا لیکن کبھی اس طرح بھائی بن کر بات نہیں کی تھی۔ وہ اگر اپنے خاندان کی عزت کے لیے واپس آیا تھا تو کوئی احسان نہیں کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ انہیں اذیت دیں گے۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں ان کی آنکھیں نکال کر،ان آنکھوں کے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ چیل کوؤں کو بھی کھانے کو نہیں ملیں گے۔"جازم کو خوامخواہ ہی متلی سی ہوئی تھی۔اس کا بھائی واقعی ہی زخمی شیر بن چکا تھا۔

"تم نے یہ چوریاں اور قتل وغارت کہاں سے سیکھا ہے۔اور کب سے؟"وہ اب بڑا بھائی بنا پوچھ رہا تھا۔یاسر نے یونہی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ نے شادی کب کی۔ آپ کی بیوی کہاں چلی گئی آپ کو ایک بچی کے ساتھ چھوڑ کر۔"

اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ جازم کچھ بول ہی نہیں پایا۔ پھر کچھ بھی کہے بغیر خاموشی سے وہاں سے پلٹ آیا تھا۔یاسر کے لبوں پر استہزایہ اور اداس مسکراہٹ ابھری تھی۔

"آپ کے خاندان اور بیٹی کے بارے میں ان لوگوں کو کیسے پتا چلا ہے؟"یاسر کے سوال پر اس کے قدم رک گئے تھے۔ پھر مڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ اتنے عرصے سے ہم سے دور تھے تو دشمنوں کو کیسے پتا چلا کہ آپ کا کوئی خاندان بھی ہے؟"جازم نے قدرے مسکرایا تھا۔

"دشمن کو کمزور سمجھنا ہی سب سے بڑی غلطی ہے۔اور کمزور دشمن ویسے بھی جازم کو پسند نہیں۔ میرے دشمن اثرورسوخ والے ہیں۔اور پھر ان کے اثرورسوخ کی پرواہ کیے بغیر میں انہیں مارنے والا ہوں۔"اس کی مسکراہٹ غیر انسانی تھی۔یاسر اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ زینے پار کر چکا تھا۔

ooooooooo

گلفام کو اب دوسرا کام نپٹانا تھا۔وہ سیدھا جازم کے گھر چلا آیا تھا۔جہاں اس کی بیٹی اور وہ ملازمہ رہتی تھی۔دروازے پر پہنچ کر اس نے گھنٹی بجائی۔اگلے تین سیکنڈز میں دروازہ کھل چکا تھا۔سامنے وہ کھڑی تھیں۔عالیہ مراد۔

گلفام چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"جی کوئی کام تھا؟"وہ بالکل عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھیں۔

"دراصل مجھے جازم نے یہاں بھیجا ہے۔"وہ چونکیں۔

"کیوں؟"

"میں آپ کو اور اس کی بیٹی کو یہاں سے لے جانے آیا ہوں۔ بقول اس کے کہ آپ دونوں کی جانوں کو خطرہ ہے کسی سے۔" وہ بالکل سنجیدگی سے بات کر رہا تھا۔ عالیہ تو چند لمحے کچھ بولیں ہی نہیں۔

"آپ تو جانتی ہوں گی کہ بڑے بڑے بزنس ٹائیکون کے دشمن بھی بڑے بڑے ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے میں آپ دونوں کو اپنی حفاظت میں لینا چاہتا ہوں۔" عالیہ نے اک دفعہ اس کے زخموں سے بھرے چہرے کو دیکھا لیکن پوچھا کچھ نہیں۔ پھر سمجھ کر سر ہلا دیا۔

"میں کچھ ضروری سامان اور شہوات کو لے کر آتی ہوں۔" وہ گئی تو گلفام نے ایک لمبی سانس خارج کی تھی۔

کمرے میں آنے کے بعد عالیہ نے جب شہوات کو اپنے یہاں سے جانے کے بارے میں بتایا تو وہ بالکل بھی مطمئن نہیں ہوئی۔

"ہم اپنا گھر چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔ ہم نہیں جائیں گے۔" وہ خفا ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہم جائیں گے بیٹا۔ یہاں ہماری جانوں کو خطرہ ہے۔ کوئی بھی رات کے وقت آئے گا اور ہمیں مار کر چلا جائے گا۔ کیا تم مرنا چاہتی ہو؟"

شہوات کو وہ رات یاد آئی تھی جب کوئی نقاب پوش چپکے سے اس کے کمرے میں آیا تھا۔ اس نے جھرجھری لیتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"ہم یہاں سے ضرور جائیں گے۔"

عالیہ کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔ پھر وہ اٹھ کر سامان سمیٹنے لگیں۔

°°°°°°°°°°°°°

وہ گھر میں نہیں رک سکتا تھا۔ وہ اپنی ماں کی سوالیہ نظروں اور باپ کی طنزیہ نظروں کا سامنا نہیں کر پا رہا تھا۔ جو اس رات ہو چکا تھا، وہ عجیب شرمندگی میں گھڑ سے گیا تھا۔ اس لیے یونیورسٹی چلا آیا۔ بارہ بجے تک وہاں رکا رہا اور پھر قریبی لائبریری میں چلا آیا۔

اس کا دل ٹوٹا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے اپنے غم کو ہیل کرنا تھا۔

اسے اپنے دل کو شفایاب کرنا تھا۔

اور اس کام میں کتابیں اس کا ساتھ دیتی تھیں۔ ایک اچھی اور خوبصورت کتاب ہی اس کے لیے بہتر ثابت ہو سکتی تھی۔ یہاں اوپر نیچے بہت سارے شلف بنے ہوئے تھے۔ وہاں پر مختلف زبانوں میں بہت سی کتابیں رکھی ہوئیں تھیں۔ وہ باری باری کتابیں دیکھتا جا رہا تھا۔ پھر ایک جگہ وہ رکا۔

اس کے ہاتھ میں ایک اردو ناول آیا تھا۔

"عزازیل۔" اس نے اوپر لکھا نام پڑھا۔

"یہ عزازیل کیا ہے؟" وہ کتاب کو ہاتھ میں لیے چونک سا گیا تھا۔ پھر کتاب کو ہاتھ میں لیے ایک کرسی کی جانب بڑھ آیا۔ وہاں جا بجا میزوں کے گرد چار چار کرسیاں لگی ہوئیں تھیں۔ وہ ان میں سے ایک پر آ بیٹھا۔ اس نے ابھی کتاب کھول کر سامنے کی ہی تھی کہ اس کی نظریں سامنے بیٹھے لڑکے تک گئیں۔ وہ سر ہاتھوں میں دیئے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سیاہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سلکی بالوں کی نوکیں ماتھے پر گری ہوئیں تھیں۔اس کے سامنے کوئی انگریزی کی کتاب رکھی ہوئی تھی۔ لیکن شائد وہ تھک گیا تھا۔یا اس کی دلچسپی ختم ہو گئی تھی۔ برہان نے کتاب کو ذرا سا کھینچ کر اپنے سامنے کیا تو دھنگ رہ گیا۔

اس کتاب پر پانی کے قطرے تھے۔ نہیں وہ پانی نہیں تھا۔وہ اس کے آنسو تھے۔

برہان نے کسی تجسس کے تحت کتاب کے اس ورق کو دیکھا جو سامنے کھلا ہوا تھا۔وہاں پر لکھا ہوا تھا۔

"کچھ خدا حافظ بڑے جان لیوا ہوتے ہیں۔"

برہان چند لمحے اس جملے کو دیکھتا رہا اور پھر چونک کر اس لڑکے کو دیکھا۔

"اس جملے میں ایسا کیا ہے جو تم یوں رو رہے ہو؟"اسے واقعی ہی سمجھ نہیں آیا تھا۔اس نوجوان نے تیزی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور اسی تیزی سے اپنی کتاب واپس کھینچی۔ سفید پیشانی پر ناگواری کی لکیریں بنی تھیں۔ برہان نے ذرا غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔اس کی آنکھیں سیاہ تھیں۔ وہ بالکل ایک کورین لڑکا لگتا تھا۔ کیا وہ کورین تھا۔ برہان کا نالج وسیع تھا۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسے پہچان رہا تھا۔ہاں وہ کورین ہی تھا۔اور وہ بہت وجیہہ تھا۔برہان نے اپنا جملہ انگریزی میں دہرایا تو اس لڑکے نے شکن آلود پیشانی سے اسے دیکھا۔

"آئندہ میری اجازت کے بغیر نا میرے سامنے بیٹھنا اور نا ہی میری چیزوں کو ہاتھ لگانا۔"وہ تلخی سے کہتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔اپنی کتاب ہاتھ میں پکڑے وہ چلا گیا۔لیکن اس کے یوں تیزی سے اٹھنے پر اس کی جیب سے کچھ گرا تھا۔برہان نے چند لمحے اس لڑکے کو خاموشی سے دیکھا اور پھر کتاب کھول لی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ پڑھتا،اس کی نظریں زمین پر گرے کارڈ پر گئیں۔وہ اٹھ کر اس جانب آیا جہاں سے وہ نوجوان گیا تھا۔پھر جھک کر وہ کارڈ اٹھایا۔وہ اس کا آئی ڈی کارڈ تھا۔

"ارحم سکندر۔"وہ زیر لب بولا تھا۔

"سن آف عالیان سکندر۔عمر۔۔۔۔انیس سال۔"

ابھی وہ مزید کچھ پڑھتا،کسی نے اس کے ہاتھ سے وہ کارڈ چھین لیا تھا۔برہان تیزی سے اس کی جانب مڑا۔اس کا خوبصورت چہرہ اس وقت غصے میں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اتنی بھی تمیز نہیں کہ اگر کسی کی گری ہوئی چیز ملے تو اسے واپس کرنی چاہیے نا کہ اس پر اپنا حق سمجھ کر اسے کریدتے جاؤ۔"

وہ انگریزی میں اس پر لعنت بھیج کر جا چکا تھا۔ برہان نے اس کا پیچھا نہیں کیا۔ لیکن وہ کچھ چونک سا گیا تھا۔ یہ اس کی پہلی ملاقات تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ پھر اس لڑکے سے ملے گا یا نہیں لیکن وہ یہ طے کر چکا تھا کہ دوبارہ ملنے پر وہ اس سے یوں معمولی سے جملے پر رونے کی وجہ جان کر رہے گا۔ اس کے لیے چاہے اسے لائبریری کے سو چکر لگانے پڑیں۔

وہ یہاں کیوں آیا تھا، ذہن سے نکل چکا تھا۔ وہ خاموشی سے وہاں بیٹھ کر اب کچھ سوچ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

دوپہر گرم تھی۔ ہر جانب گرم لو کے تھپیڑے چہرے کو جھلسا رہے تھے۔ سب اپنے اپنے کمروں میں اے سی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایسے میں وہ سب سے چھپ کر شاہ جہان کے کمرے میں چلی آئی تھی۔ دروازہ بجا کر پھر اسے کھولا اور اندر آ کر اسے آرام سے بند کر دیا۔

بیڈ پر بیٹھے شاہ جہان بری طرح چونک کر سیدھے ہوئے تھے۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے۔

قسط نمبر:08

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دن کے بارہ بج رہے تھے۔باہر دھوپ بہت تیز چمک رہی تھی۔دوپہر گرم تھی۔ہر جانب گرم لو کے تھپیڑے چہرے کو جھلسا رہے تھے۔سب اپنے اپنے کمروں میں اے سی کی ٹھنڈک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ایسے میں وہ سب سے چھپ کر شاہ جہان کے کمرے میں چلی آئی تھی۔دروازہ بجا کر پھر اسے کھولا اور اندر آ کر اسے آرام سے بند کر دیا۔

بیڈ پر بیٹھے داداجان بری طرح چونک کر سیدھے ہوئے تھے۔

دروازے پر وہ ایستادہ مسکرا رہی تھی۔

"دادی جان کہاں ہیں؟"

قدم قدم چلتی وہ بیڈ تک آئی۔ دادجان نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا۔ وہ ننگے پاؤں تھی۔

"وہ تمہاری ماں کے پاس ہے۔ نیلم پریشان ہو رہی تھی کہ گلفام ابھی تک نہیں آیا۔" وہ سر ہلاتی داداجان کے پاس بیٹھ گئی۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔" اس نے بنا ہچکچائے کہا تھا۔

داداجان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آج سے پہلے تو کبھی بھی آیت وجدان نے بات کرنے سے پہلے تمہید نہیں باندھی۔ پھر آج کیوں؟" دادا نے لہجے کو شرارتی بنالیا تھا۔ وہ قدرے مسکرائی۔

"آپ.... غصہ تو نہیں کریں گے نا؟"داداجان کی مسکراہٹ سنبھلی۔انہیں کسی گڑبڑی کا احساس ہوا تھا۔

"میں نے پہلے کبھی تم پر غصہ کیا ہے جواب کروں گا؟"داداجان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے ہمت دلائی تھی۔اب کے وہ مسکرا بھی نہیں سکی۔

"داداجان.....وہ دراصل.....۔"وہ لب کاٹتے ہوئے بات کو ادھورا چھوڑ گئی تھی۔

"کیا بات ہے آیت بیٹا۔کچھ ہوا ہے کیا؟"اس نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا۔

"پھر کیا بات ہے؟"

"وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔"اس نے آنکھیں بند کر کے تیزی سے اپنا جملہ مکمل کیا تھا۔داداجان نے چونک کر اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔آیت نے دھیرے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔

"کون.....کون کرنا چاہتا ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ....جا....جازم۔"

وہ ہکلا کر بولی تھی۔ کمرے میں کتنے لمحے خاموشی کی نظر رہے۔ پھر داداجان بولے۔

"وہ ایک لڑکی کا باپ ہے، آیت۔ تم کیسے راضی ہو سکتی ہو؟"نا وہ طنز کر رہے تھے،نا ہی غصہ۔ وہ بس پوچھ رہے تھے۔ ان کا دل بوجھل سا ہو گیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ برہان آیت کو کتنی شدت سے چاہتا تھا۔ وہ برہان کے ہمراز تھے۔ وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"ایک بیٹی کا باپ ہونا جرم ہے کیا،داداجان؟"اب وہ ہچکچائے بغیر بولی تھی۔

"جرم نہیں ہے، آیت۔ لیکن.... تمہارے والدین نہیں مانے گے۔"انہوں نے بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا تھا۔

"اسی لیے تو آپ کے پاس آئی ہوں،داداجان۔ امی اور بابا سے آپ ہی بات کریں گے۔"

داداجان نے کچھ نہیں کہا۔ وہ چپ سے ہو گئے تھے۔ نا جانے برہان کو یہ پتا تھا یا نہیں۔ اگر پتا تھا تو.....

"کیا کسی اور کو اس بارے میں بتایا تم نے؟" آیت نے گہرا سانس لیا۔

"برہان جانتا ہے۔"

اور اب سہی معنوں میں داداجان برہان کے لیے پریشان ہوئے تھے۔

"کب سے؟"

"جس دن ہم جنگ کے حوالے سے بات چیت کر رہے تھے۔"

داداجان نے اس دن سے لے کر اب تک کے تمام دنوں کو اپنی پوروں میں گنا تھا۔ وہ اتنے دنوں سے کمزور سا لگ رہا تھا۔ وہ ہنستا تھا تو اس کی ہنسی میں پہلے جیسی جلترنگ نہیں تھی۔ وہ بس ہنستا تھا۔

او خدایا۔ وہ اتنے دنوں سے اس اذیت میں تھا۔ وہ اکیلا اس تکلیف کا وزن اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ مزید کچھ کہہ رہی تھی لیکن داداجان کے دل و دماغ میں اس وقت بس برہان کی فکر چل رہی تھی۔

oooooooooooooooooooo

وہ کسی اپارٹمنٹ کے باہر کا منظر تھا۔ دروازے کے سامنے وہ عالیہ کو اپارٹمنٹ کی چابی دے رہا تھا۔

"میں آپ کو اپنے گھر نہیں لے کر جا سکتا۔ آپ یوں سمجھے ہم نے دشمن کو مس ڈائیریکٹ کیا ہے۔" انہوں نے نا سمجھی سے گلفام کو دیکھا۔

"آپ کو یہاں پر... کوئی بھی نہیں ڈھونڈ سکتا۔ کوئی بھی نہیں کا مطلب سمجھتی ہیں نا؟" آنکھوں کے اشارے سے پوچھا تو عالیہ نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" وہ قدرے مسکرائیں تھیں۔ شہوات بھی مبہوت سی گلفام کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ہنستے ہوئے تو پیارا لگتا تھا، لیکن وہ سنجیدگی میں زیادہ پرکشش لگتا تھا۔

"اب آپ محفوظ ہیں۔ کچھ گڑبڑ لگے، آپ نے مجھے فون کرنا ہے۔" وہ اسی سنجیدگی سے کہتا جانے لگا تھا۔

"وہ میں.....۔"عالیہ کی بات پر رک کر پیچھے دیکھا۔

"میں کہہ رہی تھی کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر کا راستہ دکھایا ہے۔ آپ کے لیے مشکلات ہو سکتی ہیں۔"

اس سارے میں وہ پہلی دفعہ مسکرایا تھا۔ شہوات کی آنکھوں میں الوہی سی چمک نمودار ہوئی تھی۔ وہ چہرے تلے اپنا ننھا ہاتھ رکھے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"آپ میری فکر نہیں کریں۔ آپ بس اپنا اور اس بچی کا خیال رکھیں۔"ایک نظر شہوات کو دیکھا اور پھر جانے لگا۔ لیکن رک گیا۔ کچھ تھا جو اسے رکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ اس نے مڑ کر شہوات کو دیکھا۔ وہ اس کے جانے پر ایک دم سے پریشان ہوئی تھی۔

"کیا میں زیادہ ہینڈسم ہوں؟"شرارتی انداز میں کہتا وہ اس کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ شہوات نے تیزی سے اوپر نیچے سر ہلایا تھا۔

"آپ کے بابا سے بھی زیادہ؟"

اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ گلفام گردن نیچے پھینکے ہنس دیا۔

"بابا جیسا کوئی نہیں۔" وہ جتا کر بولی تھی۔ جازم کے نام پر عالیہ نے کڑوا گھونٹ بھرا تھا۔

"تو پھر مس شہوات مرزا مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں کہ میں خود کو دنیا کا حسین ترین انسان سمجھنے لگا ہوں؟" شہوات نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"باپ تو سب کو قدرتی خوبصورت لگتے ہیں، لیکن....." وہ رکی۔ تجسس قائم کیا۔

"لیکن؟" وہ متجسس ہوا تھا۔ عالیہ بھی دلچسپی سے اسے دیکھے گئیں۔

"لیکن بابا کے بعد آپ وہ پہلے انسان ہیں جو مجھے اچھے لگتے ہیں۔" گلفام نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر اسے دیکھا۔

"کیا صرف اچھا لگتا ہوں؟"

"نہیں۔ آپ بہت ہینڈسم بھی ہیں۔" وہ تیزی سے کہتی گلفام کو ہنسنے پر مجبور کر گئی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد وہ اس کے گھنگریالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ گیا تھا۔

اب اس کا رخ گھر کی جانب تھا۔ گھر آنے کے بعد بہت سارے سوالوں کا سامنا رہا تھا اسے۔ سب سے زیادہ پوچھے جانے والا سوال یہی تھا کہ اس کے منہ پر یہ نیل کیوں آئے ہیں۔ چہرہ زخمی کیوں ہے۔ سب گھر والے پریشان ہی تو ہو گئے تھے۔ ایک جانب کھڑی میرال بنا تاثرات کے اس کی بیوی کو دیکھ رہی تھی جو پریشانی سے اس کا ہاتھ پکڑے زخموں کی بابت پوچھ رہی تھی۔

اس نے سب کو یہی جواب دے کر ٹال دیا تھا کہ وہ آفس کی سیڑھیوں سے گر گیا تھا۔ آنے سے پہلے وہ ہسپتال سے ہو کر آیا ہے۔ سب نے یقین بھی کر لیا تھا، وجہ ہاتھ اور ماتھے پر لگی چھوٹی سی پٹی تھی۔

"دولہے صاحب.....اسٹیج پر کونسا منہ لے کر بیٹھیں گے آپ؟" نوفل صوفے کے پیچھے سے چھلانگ لگا کر بیٹھا تھا۔ وہ ہلکی بھوری آنکھوں والا معمولی سے نین نقش اور پکے رنگ کا لڑکا تھا۔ لیکن اس کا ڈریسنگ سینس اسے بہت ہینڈسم بناتا تھا اور سب سے بڑھ کر کہ وہ عادات کا اچھا لڑکا تھا لیکن کسی نازک لمحے میں وہ کسی کی نیلی آنکھوں کا اسیر ہو گیا تھا۔ اس نے کبھی

آیت کو آنکھیں اٹھا اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس سے پانچ سال چھوٹی تھی۔ وہ اس کی عزت کرتا تھا۔ لیکن وہ جواب میں اسے بھائی ہی کہتی تھی۔ وہ کم از کم ہر لڑکے کے ساتھ اتنی نرمی سے بات نہیں کر سکتی تھی۔ ابھی بھی آیت میرال کے برابر میں کھڑی نوفل کی بات پر ہنس رہی تھی۔ اس کی جلترنگ کانوں کو سکون بخش رہی تھی۔ نوفل کی اس جانب پشت تھی لیکن اس نے سر گھما کر اسے نہیں دیکھا۔ دیکھنے کی ضرورت کیا تھی، اس کا ہونا ہی کافی تھا۔ وہ آیت کے لیے برہان کے جذبات سے بھی واقف تھا۔ اس لیے وہ خود کو ایک طرف ہی رکھتا تھا۔ شائستہ پھوپھو نے اپنے بچوں کی تربیت بہت اچھی کی تھی۔ تمام رشتے دار تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔

"وہی منہ لے کر بیٹھوں گا جو میرا ہے۔" گلفام کی اور اس کی دوستی بھی تھی کسی حد تک۔ تو ان دونوں میں ایسے مذاق چلتے رہتے تھے اگر کبھی ملاقات ہو جاتی تو۔

"لیکن آپ کا منہ تو آپ کا منہ لگ ہی نہیں رہا۔ بالکل فٹے منہ لگ رہا ہے۔" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔ گلفام نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا۔

"ایسا لگتا ہے۔۔۔۔۔ جیسے کسی کو بہت خواہش ہو رہی ہے اپنے گال پر اک مکا کھانے کی۔" ہال میں بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔ نوفل نے کھسیانا ہو کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

"پارلر والے سے کہنا کہ تمہارے زخموں کو آج کے دن کے لیے مندمل کر دے۔" نیلم بیگم وہیں صوفے پر بیٹھی بیٹھی بولیں تھیں۔ گلفام نے آنکھیں پھاڑ کر پہلے نیلم کو دیکھا اور پھر وجدان کو۔ جو چہرے پر ہاتھ رکھے سنجیدگی کا مجسمہ بنے ہوئے تھے لیکن گلفام جانتا تھا کہ وہ ہنسی چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

"خدا کو مانیں امی۔ میں نے کبھی منہ پر کریم تک نہیں لگائی۔ آپ مجھے پورا میک اپ کرنے کا کہہ رہی ہیں۔" مدد طلب نظروں سے دادا کو دیکھا۔ داداجان بھی اپنی ہنسی چھپانے میں ناکام ہوئے جا رہے تھے۔

"مہر ماہ بیٹا۔"

اپنے نام پر وہ فوراً سیدھی ہوئی۔

"جی امی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سمجھا دینا اپنے شوہر کو۔ اگر یہ سوجھا ہوا منہ لے کر اسٹیج پر آیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ میری بہو چاند کا ٹکڑا لگے گی اور تم پاس کھڑے چاند پر داغ۔"

سب نے حیرت سے اور گلفام نے صدمے سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔ مرد حضرات میں نوفل کا قہقہہ پورے ہال میں گونجا تھا۔

"واہ ممانی۔ دل کی بات کہہ دی آپ نے۔" وہ اب تک ہنس رہا تھا۔ گلفام تو بس آہ بھر کر رہ گیا۔ لیکن مہر ماہ اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری بہو، بہو بھی اچھی تھی۔ بیٹی بھی اچھی تھی۔ بیوی اور ماں کا کردار بھی بہت اچھے سے نبھایا اور اب ساس بھی آئیڈیل بننے جا رہی ہے۔"

کلثوم دادی نے نیلم وجدان کو سراہتے ہوئے کہا تھا۔ شائستہ بیگم کے بغل میں بیٹھی سکینہ دادی جل بھن گئی تھیں۔

یہاں سب اپنی خوشیوں میں مگن تھے۔ محفل عروج پر تھی۔ اور یہاں سے بہت فاصلے پر کوئی اپنی زندگی کی جنگ ہار چکا تھا۔ کوئی بہت خاموشی سے اس دنیا سے بے دردی کی موت لے کر جا چکا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ دونوں اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھے۔ مہر ماہ پارلر کے لیے نکلنے والی تھی۔ لیکن جانے سے پہلے وہ گلفام سے پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر وہ سیڑھیوں سے گرا کیسے۔ وہ بیڈ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا اور وہ سامنے کمر پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

"جھوٹ نہیں بول رہا، مہر ماہ۔ میں سچ میں گرا ہوں۔" وہ ایسے بولتے ہوئے معصومیت کی تمام حدیں پار کر رہا تھا۔

"مسٹر ہسبنڈ صاحب۔ میں آپ کو بتاتی چلوں کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ دیکھ کر بتا سکتی ہوں کہ کونسی چوٹ گرنے کی وجہ سے آئی ہے اور کونسی چوٹ مار کھانے پر آتی ہے۔" گلفام کا حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

"اس لیے اچھے شوہروں کی طرح مُجھے بتائیں کہ یہ چوٹ کیسے آئی ہے؟"اب اس نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیے تھے۔ گلفام نے چند لمحے اپنی آنکھوں کو بند کیا اور پھر کھول کر مہر ماہ کو دیکھا۔ وہ اس کے جواب کی منتظر تھی۔ گلفام کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ امڈی۔

"یہاں بیٹھو،بتاتا ہوں۔"اس نے مہر ماہ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ بیٹھی تو گلفام نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ وہ نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

"میں نے سنا ہے کہ اگر لڑکیوں کو کوئی بات پسند نا آئے تو وہ کھینچ کر ایک تھپڑ لگا دیتی ہیں۔ یہ میں نے احتیاطاً پکڑے ہیں۔"اس نے ہاتھ اوپر کر کے ان کی جانب اشارہ کیا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

"تم ہنستے ہوئے بہت پیاری لگتی ہو۔"گلفام نے اس کی لٹ کو پکڑنا چاہا تو اس نے اپنا سر پیچھے کھینچ لیا۔ اس کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔

"باتیں نہیں بنائیں۔ بات بتائیں۔"وہ بے بس سا ہنس دیا۔ پھر چار و ناچار اس نے ساری بات اپنی بیوی،اپنی رازدار کو کہہ سنائی۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ساری بات سنی تھی۔

"ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا کہ لڑکیاں تھپڑ کھینچ مارتی ہیں۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ لڑکوں کا اپنے غصے پر کنٹرول کیوں نہیں رہتا؟" وہ طنز ہی کر رہی تھی۔ طنز کے ایسے انداز پر تو اس کا شوہر ہزار بار قربان ہو جائے۔ وہ گردن نیچے پھینک کر ہنسا تھا۔ میسنا کہیں کا۔

oooooooooooooooooo

ناچاہتے ہوئے بھی ولیمے کے فنکشن پر گلفام کو اپنے زخم چھپانے پڑ گئے تھے۔

آج کے فنکشن میں آیت نے گہرے نیلے رنگ کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔ دوپٹا خوبصورتی سے سر پر سیٹ کیا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح حسین لگ رہی تھی۔ کسی سے فون پر بات کرتے ہوئے برہان نے اسے دیکھا تھا اور پھر وہ پلکیں نہیں جھپکا سکا۔ وہ بالکل ہلکے میک اپ میں بھی حسن میں سب کو مات دے رہی تھی۔ دوسری جانب اسٹیج پر گلفام کو تنگ کرتے نوفل نے یونہی سرسری نگاہیں اٹھا کر زرمین کے ساتھ بات کرتی آیت کو دیکھا تھا۔ دل میں ایک عجیب سی خواہش نے سر اٹھایا تھا لیکن وہ رخ موڑ گیا۔ وہ اپنی مسلسل نگاہوں سے

کسی کے لیے پریشانی کا باعث نہیں بن سکتا تھا۔ وہ اپنی آنکھوں میں حیا لے آیا تھا۔ اسی لمحے برہان بھی نظروں کا زاویہ پھیر چکا تھا۔ وہ آیت کو بے آرام نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسے دوست کہتی تھی تو اسے دوست بن کر ہی رہنا تھا۔ وہ آیت کی دوستی تو قبول کر سکتا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نہیں۔ وہ فون بند کرتا اسی کے پاس چلا آیا۔

"تم صبح سے کہاں تھے، برہان۔ تمہیں پتا ہے نا کہ مجھے تمہارے بغیر کسی کام کی سمجھ نہیں آتی۔ لیکن تم کاموں سے جان چھڑوا کر بھاگ گئے تھے۔" وہ ہنس دیا۔

"کیونکہ آج میرا بالکل بھی کسی کام کو کرنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔" وہ عام سے لہجے میں بولا تھا۔ دور کہیں میز پر بیٹھے دادا جان نے ان دونوں کو ساتھ میں دیکھا تو دل میں اک ہوک سی اٹھی۔ آیت بہت خوش لگ رہی تھی لیکن برہان.... وہ کتنا بدلا ہوا لگ رہا تھا۔

"کہاں گئے تھے؟" وہ اب ماتھے پر بل ڈالے پوچھ رہی تھی۔

"لائبریری گیا تھا۔ دو دن سے کوئی کتاب نہیں پڑھی تو ایسے لگ رہا تھا جیسے میں اس بھری دنیا میں بالکل تنہا رہ گیا ہوں۔" اس نے ہنس کر اپنی بات کہی تھی۔ لیکن کیا کوئی ایسے ہنس کر وہ بات کہہ سکتا تھا جو اس کے دل پر گراں گزرتی ہو۔

"ایک تم اور دوسرا تمہاری کتابیں۔ بور نہیں ہوتے کیا؟" آیت کو واقعی ہی جاننا تھا۔

"یہ بات تم کسی ایسے انسان سے پوچھو جو کتابوں میں دلچسپی نا رکھتا ہو۔ اگر مجھ جیسوں سے پوچھو گی تو ان کا جواب نا میں ہی آئے گا۔" زرمین کو شاید کسی نے بلا لیا تھا۔ وہ چلی گئی تھی۔ اب وہ دونوں وہاں پر اکیلے تھے۔ آیت نے ایک نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔ وہ سفید بٹنوں والی شرٹ کے اوپر سیاہ کوٹ پہنے وجیہہ لگ رہا تھا۔ بالوں کو پیچھے جمایا ہوا تھا۔ ہینڈسم تو وہ بھی تھا لیکن اگر آیت کو وہ نظر نہیں تھا آیا تو پھر جس کو مرضی حسین لگتا۔ اس کے لئے کچھ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے داداجان سے میرے اور جازم کے حوالے سے بات کی تھی۔"اس نے برہان کی بات کو نظر انداز کر دیا تھا۔جازم کے ذکر پر برہان کی بھی مسکان غائب ہو گئی تھی۔وہ لب بھینچ گیا۔

"کیا بات؟"

لہجہ اس نے نارمل ہی رکھا تھا۔فی الحال۔

"میں اس کے اور اپنے بارے میں کیا بات کروں گی،برہان۔یہی کہ میں اس سے.....۔"

"برہان۔"پیچھے سے داداجان نے برہان کو بلایا تھا۔

"رکو میں آتا ہوں۔"وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔آیت نے گہرا سانس لے کر داداجان کو دیکھا تھا۔

داداجان برہان کے چہرے کے وہ تاثرات دیکھ چکے تھے جو آیت کو نظر نہیں آرہے تھے۔ اسی لیے انہوں نے اسے بلالیا تھا۔اب وہ برہان کو کسی سے ملوا رہے تھے۔ فنکشن آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا۔

جازم گجرات تھا۔اس لیے وہ آج کی تقریب میں شرکت نہیں کر پایا تھا۔

oooooooooooooooooo

مہمان جا چکے تھے،سوائے حلیمہ پھوپھو کے۔ گھر ایک دم سے خالی ہو گیا تھا۔ گلفام بھی اپنے سسرال گیا ہوا تھا رسم نبھانے۔ایسے میں وہ اپنے کمرے میں صبح یونیورسٹی جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ موڈ بھی کچھ اچھا نہیں تھا۔ نظریں بار بار بیڈ پر رکھے فون کی جانب اٹھ رہیں تھیں۔ پھر اس نے فون اٹھا ہی لیا اور ایک انجانے نمبر پر آ کر رکی۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے نمبر ملا ہی لیا تھا۔رنگ جا رہی تھی۔اس نے دیکھا نہیں لیکن دیوار پر ٹنگی گھڑی رات کے بارہ بجا رہی تھی۔

"ہیلو۔"

دوسری جانب ایک گھمبیر اور خمار آلود آواز ابھری تھی۔ آیت نے دھڑکتے دل کے ساتھ موبائل کان سے ہٹا کر فون بند کر دیا تھا۔ اس کی آواز سن کر ہی غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔

ایسی بھی کیا مصیبت تھی جو سیدھا فون ہی کر ڈالا۔

اس نے خود کو دل ہی دل میں ڈپٹا۔

دوسری جانب وہ تھا جس نے نیند میں موبائل اٹھا کر کان سے لگایا تھا لیکن پھر فون بند ہونے پر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ نائٹ ڈریس میں، ماتھے پر بکھرے بال اور نیند سے لبریز وہ سیاہ آنکھیں اس وقت بھی بے حد پر کشش لگ رہی تھیں۔ سب سے بڑھ کر اس کی نیند سے بھری آواز۔

اس نے موبائل اسکرین پر نظر آتے نمبر کو دیکھا اور پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔ اس نے کال بیک کی۔ آیت کے موبائل پر بجتی رنگ اسے بری طرح سٹپٹانے پر مجبور کر گئی تھی۔ بہت سارا تھوک نگل کر اس نے فون اٹھا لیا تھا۔ لیکن بولی کچھ نہیں۔

"آپ نے کال کی تھی؟"وہ پوچھ رہا تھا۔اپنی گھمبیر آواز کے ساتھ۔آیت نے گلا کھنکارا۔

"ہاں وہ....میں بس وہ....۔"بات ہی نہیں بن رہی تھی۔جازم کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کیا آپ مجھے یاد کر رہی تھیں؟"وہ شریر لہجے میں پوچھتا آیت کو خاموش کروا گیا تھا۔اس کے ہاتھ پیر جیسے لرزش کا شکار ہوئے تھے۔

"نہیں،ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"اس نے تیزی سے کہتے اپنے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ کو حذف کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری جانب سے ابھرتی ہنسی کی آواز آیت کے کانوں میں گونجی تھی۔وہ گونج بہت خوبصورت تھی۔وہ اس کے ہنسنے کی آواز سننا چاہتی تھی۔

"تو پھر رات کے اس پہر آپ نے مجھے کیوں کال کی۔حالانکہ یہ تو سونے کا وقت ہے۔"

آیت نے یونہی دیوار پر ٹنگی گھڑی کی جانب دیکھا اور دھک رہ گئی۔

وہاں پر بارہ بج رہے تھے۔اس نے جلدی سے فون کان سے ہٹا کر کال بند کی تھی۔اس نے تو کبھی اس وقت برہان کے ساتھ بات نہیں کی تھی۔وہ ایسی نادانی مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی لیکن....

اس نے گہرا سانس لے کر موبائل بیڈ پر پھینک دیا تھا۔وہ اتنی بے بس کب سے ہونے لگی تھی۔محبت اپنی جگہ لیکن وہ اپنے اختیار کھونا نہیں چاہتی تھی۔جازم نے بھی دوبارہ کال نہیں کی۔وہ مسکرا کر واپس لیٹ گیا تھا۔لیکن اب نیند کہاں آنی تھی۔

رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی لیکن وہ اپنے بیڈ پر لیٹا خیالوں میں گم تھا اور وہ بیڈ کے پاس نیچے قالین پر لیٹی سو چکی تھی۔بڑھے ہوئے بال چہرے پر گرے ہوئے تھے۔فجر کا وقت بھی قریب پہنچ رہا تھا۔اور آسمان پر بادل چھاتے جا رہے تھے۔

وہ سو چکی تھی اور تین لوگ اس کا ہجر جھیل رہے تھے۔

جازم بستر پر لیٹا اپنی پر کشش مسکراہٹ کے ساتھ اسے سوچ رہا تھا۔

برہان کھڑکی کے پاس اداسی کا مجسمہ بنا کھڑا اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

نوفل موبائل ہاتھ میں پکڑے فنکشن کی تصویریں دیکھ رہا تھا جب اس کے سامنے آیت کی کوئی تصویر آئی تھی۔اس نے بنائی نہیں تھی لیکن وہ اس تصویر میں پیچھے کھڑی واضح دکھ رہی تھی۔وہ اس پر رک سا گیا تھا۔

وہ تینوں عشق کے مریض بنتے جا رہے تھے اور نا جانے ان تینوں میں سے شفا کس کو ملنے والی تھی۔

میرال اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ پر گلفام اور مہر ماہ کی تصویر کھولے بیٹھی تھی۔یاسر کے کئی میسجز ویسے کے ویسے ہی پڑے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایمان دو تین دن سے بخار میں پھنک رہی تھی۔ابھی بھی وہ بیڈ پر دوہری ہو رہی تھی۔تکلیف حد سے سوا تھی لیکن تکلیف تھی کیا۔کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

میمونہ اپنے بیڈ پر لیٹی اس نوجوان کے بارے میں سوچ رہی تھی جس سے وہ صرف ایک بار ملی تھی اور اس پر اپنا دل ہار بیٹھی تھی۔

زرمین بھی برہان کے بارے میں سوچتی سوچتی سو گئی تھی۔

فجر کی اذانیں ہر سو گونجنے لگی تھیں۔

oooooooooooooooo

ناشتے کی میز پر ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی تھی۔ حلیمہ پھوپھو کے علاوہ مہمان جا چکے تھے۔ ناشتے کے دوران ہی برہان آیا تھا۔

"ناشتہ ہو گیا ہو تو چلیں؟" سلام دعا کے بعد اس نے آیت سے پوچھا جو کھانے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔ حلیمہ بیگم سے اس نے نظریں ملانے سے گریز کیا تھا۔

"میں نوٹ کر رہا ہوں تم کچھ دنوں سے کچھ بدلے سے لگ رہے ہو۔" وجدان نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے برہان سے پوچھا۔ اس نے چونکتے ہوئے ماموں جان کو دیکھا۔ باقی سب کی نگاہیں بھی برہان کی جانب اٹھیں۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے وجدان۔ تم کچھ دنوں سے بیمار بیمار لگ رہے ہو۔ حلیمہ برہان ٹھیک تو ہے نا؟" دادی جان نے برہان کے بعد حلیمہ پھوپھو سے پوچھا تو وہ کندھے اچکا کر رہ گئیں۔

"اسی سے پوچھ لیں۔بتانا ہوا تو بتادے گا۔"وہ خفا سی بولی تھیں۔برہان نے گردن کے پیچھے ہاتھ پھیر کر ادھر ادھر دیکھا۔کوئی بہانہ بھی تو سوچنا تھا۔آیت نے بھی یونہی نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تو عجیب سی شرمندگی ہوئی تھی۔وہ جانتی تھی کہ برہان کی ایسی حالت کیوں تھی۔لیکن وہ بے قصور تھی۔اس نے کبھی برہان کو کوئی آس امید نہیں دلائی تھی۔

"بتاؤ بیٹا۔کوئی مسلہ ہے؟"نیلم بھی فکر مند ہوئیں تھیں۔

"برہان چائے پیو نا۔امی نے بنائی ہے اور تم امی کے ہاتھ کی چائے شوق سے پیتے ہو۔"آیت نے چائے سے بھرا کپ اس کے سامنے کیا۔داداجان نے یونہی اپنے سامنے میز پر دیکھا تو ان کا چائے کا کپ غائب تھا۔پھر برہان کو دیکھا جو مسکرا کر کپ پکڑ رہا تھا۔وہ داداجان کا ہی کپ تھا۔

"دراصل امی۔ہمارے مڈٹرم ہونے والے ہیں لیکن اس دفعہ ایک لڑکا ہے جو برہان کو کراس کرتا جارہا ہے۔وہ بس فکر مند ہے کہ اس دفعہ کہیں وہ بازی نا لے جائے۔"اس نے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنی جانب سے بات سنبھال لی تھی۔ حلیمہ پھوپھو نے اچھنبے سے آیت کو دیکھا۔ نیلم ممانی نے غور سے برہان کو دیکھا۔

"اتنی سی بات پر اپنی صحت پر کوئی سمجھوتا نہیں کرتا، برہان۔ آیت کو ہی دیکھ لو۔" ان کے چوٹ کروانے پر آیت نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی ماں کو گھورا تو وہ ہنس دیں۔ سب کے لبوں کو شریر مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"میری بیٹی بہت ذہین ہے۔ بس لاپرواہ ہے، نیلم بیگم۔" وجدان نے جھٹ سے اپنی بیٹی کا ساتھ دیا تو سب نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔ خود آیت نے بھی۔

"دیکھنا میری بیٹی اس دفعہ برہان کو مات دے کر رہے گی۔" ان کے لہجے میں اک یقین تھا۔ آیت کو خوامخواہ ہی شرمندگی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باپ نے پہلی دفعہ یوں اس پر پڑھائی کے معاملے میں یقین کیا تھا تو وہ بھی طے کر چکی تھی کہ وہ اپنے باپ کا سر جھکنے نہیں دے گی۔ سب کا دھیان برہان سے ہٹ چکا تھا سوائے دادا کے۔ برہان اور داداجان کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تنہائی میں ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ لیکن وہ برہان سے بات ضرور کریں گے، یہ وہ طے کر چکے تھے۔

oooooooooooooooo

"اگر تم دو دن اور رک جاتی تو کیا چلا جاتا، حلیمہ۔" پھوپھو اپنا سامان سمیٹ رہی تھیں جب دادی جان نے افسردہ سا کہا۔

"غیروں کی لڑکی گھر میں آ گئی ہے امی۔ کیا پتا آپ کی نئی بہو کو آپ کے رشتے دار اچھے لگیں نا لگیں۔" وہ استہزایہ کہتیں اپنے کام میں مصروف رہیں۔

"تم میری بیٹی ہو۔ بھلا کسی کو تم سے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔" کلثوم بیگم کو اپنی بیٹی کی بات کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"امی۔ آپ تو رہنے ہی دیں۔ آپ سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن جاتی ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مہر ماہ بہت اچھی بچی ہے۔ وہ تمہارے یہاں ہونے سے اعتراض نہیں اٹھائے گی، حلیمہ۔"

"ہو گی وہ اچھی۔ شروع میں سارے اچھے ہی ہوتے ہیں۔ اور ہاں۔ مٹھائی یاد سے دے دیجئے گا۔ ورنہ پھر سسرال میں ناک کٹ جائے گی میری۔ لوگ کہیں گے کہ بھتیجے کی شادی کر کے آئی ہے۔ میکے والوں نے خالی ہاتھ بھیج دیا۔" دادی جان نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ انہیں کہیں سے بھی وہ حلیمہ نہیں لگتی تھی، جس کو بیاہ کر انہوں نے ادیب کو سونپا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ سارے ہال میں جمع تھے۔ وجدان حلیمہ کو چھوڑنے جا رہے تھے۔

"اگر تم رک جاتیں تو ہمارے ساتھ گلفام کو لینے چلتیں۔ یہ رسم بھی تم ہمارے ساتھ ادا کرتیں۔" نیلم نے حلیمہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"رہنے دیں، بھابھی۔ جانے کے وقت آپ کو یہ بات یاد آ گئی ہے۔" ان کے لہجے میں کڑواہٹ سی بھر گئی تھی۔ نیلم نے مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ ایسی نہیں تھیں۔ وہ بہت اچھی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن میں تو صبح سے روک رہی ہوں نا۔"دادی جان نے شکوہ کناں نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا تھا۔

"وہ آپ کے رشتے دار بنے ہیں،امی۔ میرے نہیں جو میں منہ اٹھا کر بن بلائی مہمان بن کر چلی جاؤں۔"وجدان اور داداجان بس خاموشی سے عورتوں کی تلخ کلامیاں سن رہے تھے۔

"گلفام تمہارا بھتیجا ہے، حلیمہ۔"

"بھتیجے سے یاد آیا۔ مٹھائی کہاں ہے بھابھی؟"ماں کی بات کو نظر انداز کرتیں وہ نیلم سے مخاطب ہوئیں۔

"میں نے گاڑی میں پانچ ٹوکریاں رکھوادیں ہیں۔ تم اپنے گاؤں میں اور سسرال میں جہاں چاہے بانٹ لینا۔ لیکن پلیز یوں خفا ہو کر مت جاؤ۔"نیلم نے صلح جو انداز میں کہا تو وہ جبراً سر ہلاتی مسکرادیں تھیں۔

"تو پھر آپ لوگ مجھے خوش کر کے بھیجیں نا۔"وہ وجدان کو دیکھتے ہوئے بولی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا چاہیے میری بہن کو۔ تم کھل کر کہو۔ تمہارا بھائی تمہیں خوش کرنے کے لیے اپنی جان بھی گروی رکھ دے گا۔" بھائی کے یوں کہنے پر حلیمہ کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔

"بھائی میں آپ سے برہان کے لیے آیت کا ہاتھ مانگنا چاہتی ہوں۔" داداجان نے کرنٹ کھا کر اسے دیکھا تھا۔ وجدان کے لبوں پر مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔ نیلم بھی مسکرا دیں۔ دادی جان نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔ بھلا کسی کو کیا اعتراض تھا۔

"مجھے....."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم پہلے خود کو بدلو، حلیمہ۔ میں نہیں چاہتا کہ وہاں جا کر میری پوتی بھی تمہاری طرح تلخ ہو جائے۔" داداجان نے وجدان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ سب نے داداجان کو حیرت سے دیکھا تھا۔

"ابو جان....."

"اور دوسری بات کہ میں آیت سے پوچھے بغیر کسی کو اس کی زندگی کا فیصلہ نہیں کرنے دے سکتا۔بات ختم۔اب تم جا سکتی ہو۔"داداجان کہہ کر جا چکے تھے۔ حلیمہ کی آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا۔وہ واقعی ہی ایسی ہو گئی تھیں کہ ان کا اپنا باپ انہیں انہی کی بھتیجی کا رشتہ نہیں دے سکتا تھا۔وجدان نے شرمندگی سے نظریں چرا لیں تھیں۔ہال میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی وجدان حلیمہ کو چھوڑنے کے لیے نکل گئے تھے۔سارے رستے ان کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔

oooooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شام کا وقت تھا۔ گلفام اور مہر ماہ بھی واپس آ چکے تھے۔ آیت بھی آج یونیورسٹی سے جلدی گھر آ گئی تھی۔ابھی وہ سارے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے جب ملازمہ نے گلفام کو بتایا کہ کوئی صاحب ان سے ملنے آئے ہیں۔وہ سب کو وہیں چھوڑ کر وہاں سے اٹھ آیا تھا۔اب اس کا رخ ڈرائنگ روم کی جانب تھا۔

"ارے مرزا صاحب آپ۔" وہ آگے بڑھ کر جازم سے بغل گیر ہوا تھا۔ گلفام سفید کاٹن کے سوٹ میں بے حد وجیہہ اور نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس کے برعکس وہ تھا، آفس سوٹ میں ملبوس۔ چہرے پر عجیب پریشانی لیے۔

"معاف کیجئے میں نے آپ کو آپ کے فیملی اوقات میں پریشان کیا۔" وہ واقعی ہی معذرت خواہ تھا۔ ایسا گلفام کو لگا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں ویسے بھی آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔" جازم نے اس کی بات پر ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"آپ کی فیملی کے بارے میں بات کرنی تھی۔" گلفام نے اس کی حیرت بھانپ کر اسے بتایا تو وہ قدرے مسکرایا۔

"کیا میں مل سکتا ہوں ان سے؟" جازم نے ایک نظر ڈرائنگ روم کے دروازے پر ڈالی۔ گلفام نے کندھے اچکائے۔

"میں انہیں یہاں نہیں لے کر آیا۔" اب کے سہی معنوں میں وہ چونکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھر.... پھر کہاں ہیں وہ دونوں۔ وہ محفوظ تو ہیں نا؟"جازم کی پریشان سی آواز سنائی دی تھی۔

"وہ دونوں ٹھیک ہیں۔ آپ فکر نہیں کریں۔ جب تک ان کی معلومات صرف میرے پاس ہے،وہ دونوں ٹھیک رہیں گی۔ آپ بتائیں کہ کوئی کیسے آپ سے دشمنی کر سکتا ہے۔ آپ تو بہت اچھے ہیں۔" گلفام کے لبوں پر مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔ جازم کو چند لمحے تو اپنی سماعت پر یقین ہی نہیں آیا۔

کیا گلفام جو اس وقت اس کے لیے خطرہ بنا ہوا تھا وہ اسے اچھا انسان کہہ رہا تھا۔ اس کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ پھر گلا کھنکارا۔

"شاید آپ آفس کے معاملات نہیں جانتے۔ مارکیٹ میں اگر کسی کمپنی کی ڈیمانڈ زیادہ ہو تو اس کے دشمن خوامخواہ ہی جنم لینے لگتے ہیں۔ میری فیکٹری میں بننے والا سامان بہت جلدی بک جاتا ہے اور لوگوں کو پسند بھی آتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی کا سامان نا بکتا ہو اور نا ہی لوگ پسند کرتے ہوں تو ایسے میں حسد اپنی جگہ بنانے لگتا ہے۔ حسد ہی ایسے ایسے دشمن

پیدا کر دیتا ہے کہ آپ کی سوچ ہے۔"اس کی لمبی چوڑی وضاحت پر گلفام نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا،اس کے فون میں رنگ ہونے لگی تھی۔

"میں بس پانچ منٹ میں آتا ہوں۔"وہ معذرت کرتا اٹھ گیا تھا۔جازم نے مسکرا کر سر ہلایا تبھی ایک ملازمہ کچھ لوازمات لے آئی تھی۔وہ لوازمات رکھ رہی تھی جب جازم کی نگاہیں ڈرائنگ روم کے دروازے کی جانب اٹھیں۔وہاں سیاہ آنچل لہرایا تھا۔وہ بے چین ہی تو ہو گیا تھا۔ملازمہ گئی تو کوئی وہاں آیا تھا۔پیروں تک آتی سیاہ فراک کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ پہنے،آدھے بندھے بالوں پر دوپٹا اچھے سے درست کیے وہ پیروں میں فلیٹ جوتا پہنے اندر آئی تھی۔نقوش خفا سے تھے۔

جازم اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔شاید احتراماً۔

"اسلام علیکم۔"سلام میں بھی اسی نے پہل کی تھی۔

"وعلیکم اسلام۔"اسی خفگی سے جواب دیا گیا تھا۔جازم کو اچھنبا ہوا۔

"آپ ناراض ہیں مجھ سے؟"آیت نے گھوریوں سے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نا تو میرا حق ہے، نا میرے پاس ناراض ہونے کا وقت ہے۔ آپ بتائیں، ولیمے پر کیوں نہیں آئے؟"اب سمجھا تھا وہ اس کی ناراضگی کو۔ تبھی اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔ اس کی مسکراہٹ پر آیت نے لب دانتوں تلے دبائے۔

کیا ضرورت تھی اتنا فضول سوال کرنے کی۔۔

"کیا آپ نے میری کمی کو محسوس کیا تھا؟"وہ ابرو اچکائے پوچھ رہا تھا۔ آیت کے ماتھے پر لکیریں بنی تھیں۔

"زیادہ خوش فہم نا ہوں آپ۔ میں بس آپ کو یہ بتانے آئی تھی کہ میری دادا جان سے بات ہو گئی ہے۔ وہ اب امی اور بابا سے بات کریں گے۔ اگر آپ....۔"وہ فاصلہ مٹاتی اس کے قریب آئی تھی۔ اپنی نیلی آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھ کر سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"اگر آپ پیچھے ہٹ گئے یا مکر گئے تو میں آپ کو بتا دوں۔ آپ ابھی آیت وجدان کو جانتے نہیں ہیں۔ برباد کر دوں گی میں۔"وہ جو اس کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھنے میں گم سا گیا تھا،

اس کی تنبیہہ پر ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔ شاید اسے آیت سے ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔

"آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کو بیچ راستے میں تنہا چھوڑ دوں گا۔" جازم کے پوچھنے پر وہ ویسے ہی کھڑی رہی۔ "اگر آپ کو ایسا لگتا ہے تو یہ خناس اپنے ذہن سے نکال دیں۔ میں..... کم ازکم میں آپ کو بیچ راستے میں نہیں چھوڑ سکتا۔" وہ گہری سنجیدگی میں بول رہا تھا۔

"اور اگر چھوڑ دیا تو؟" آیت کی نظریں ابھی تک اس کی سیاہ آنکھوں پر جمی ہوئیں تھیں۔

جازم سر جھکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ قد میں اس سے تھوڑی سی چھوٹی تھی۔

"تو آپ مجھے اسی وقت، اسی لمحے گولی مار دیجیے گا۔" اب کے وہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

شرمندگی سے دائیں بائیں دیکھا۔ جازم نے اسے کندھوں سے پکڑ کر آنکھوں کا رابطہ واپس جوڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن گولی سیدھا دل پر مارئیے گا۔ تاکہ اسے یہ دکھنا اٹھانا پڑے کہ اسے گولی مارنے والا کوئی غیر نہیں بلکہ اس کا مکین تھا۔"اس کی بات پر آیت کی سٹی گم ہو گئی تھی۔ لیکن انا بھی تو بچانی تھی۔ تبھی دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ اپنے کندھوں سے ہٹائے۔

"محبت اپنی جگہ، مسٹر جازم۔ لیکن آئندہ بغیر کسی حق کے مجھے انگلی سے بھی چھونے کی کوشش نا کیجیے گا۔"وہ دھمکی آمیز لہجے سے کہتی جانے لگی تھی۔

"سوری۔"جازم کے سوری پر وہ رکی لیکن مڑی نہیں۔ لبوں پر شریر مسکراہٹ ابھری تھی۔ پھر وہ چلی گئی۔ جاتے جاتے وہ اسے ہی شرمندہ کر گئی تھی۔

"تو مس آیت کو اپنی شرمندگی دوسروں پر ڈالنی خوب آتی ہے۔"وہ مسکرا کر کہتا واپس صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ تبھی اس کی نگاہیں چھوٹے لکڑی کے میز پر رکھے چھوٹے فوٹو فریم پر گئیں۔ اس میں ایک سے دو چہرے تھے۔ تصویر پرانی تھی لیکن واضح تھی۔ وہ ایک سیکنڈ میں اس چہرے کو پہچان گیا تھا۔ اس چہرے نے اسے برف کا مجسمہ ہی تو بنا دیا تھا۔ سانس کہیں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سینے میں اٹک گیا تھا۔ مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہو گئی تھی۔ وہ چہرہ.....وہ چہرہ بہت خوفناک تھا۔

oooooooooooooooooooo

ادیب کچھ دیر پہلے ہی واپس آئے تھے۔ اب سب شام کا کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ میز پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"کھانا کھا کر اپنی پھوپھو کے ہاں چکر لگا آنا۔" خاموشی کو حلیمہ بیگم کی آواز نے توڑا تھا۔ برہان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں خفگی سی تھی۔ برہان نے محض سر ہلایا۔

"خیریت؟" ادیب صاحب نے پانی کا گلاس واپس رکھتے ہوئے اپنی بیگم سے پوچھا تھا۔

"ہاں وہ بھابھی نے مٹھائی بھیجی ہے۔ تو اس لیے میں سوچ رہی تھی کہ شائستہ آپا کو برہان دے آئے گا اور آپ کاشفہ کی طرف چلے جایئے گا۔" ادیب نے بھی سر ہلا دیا تھا۔

"خبردار جو میری کاشفہ کو یہ تعویذوں والی مٹھائی بھیجنے کا سوچا بھی تو۔" سکینہ دادی حقارت سے بلند آواز میں بولیں تھیں۔ سب نے کھانے سے ہاتھ روک کر انہیں دیکھا۔

"امی۔"

ادیب نے انہیں آنکھ کے اشارے سے باز رہنے کو کہا تھا۔

"تم نے سنا نہیں... جادو میٹھے کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہ عورت چاہتی ہی نہیں کہ کاشفہ کے ہاں کوئی بچہ ہو۔ کوئی ضرورت نہیں کاشفہ کے ہاں یہ چونچلے لے کر جانے کی۔" حلیمہ بیگم نے ضبط سے اپنے اندر اٹھتے طوفان کو روکا تھا۔ ضبط کے باعث انہیں اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ بس نفرت آمیز نظروں سے اپنی ساس کو دیکھ رہیں تھیں۔

"امی۔ آپ بھی کاشفہ کی طرح ایسی باتوں پر یقین رکھتی ہیں؟" ادیب کو واقعی ہی حیرت ہوئی تھی۔

"کیا مطلب واقعی ہی۔ جادو سچ میں ہوتا ہے۔ اس کی اولاد نا ہونا....."

"خدا کا واسطہ ہے امی۔" ادیب نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔ "میری ماں بن کر رہیں۔ جہنم کا ایندھن نا بنیں۔" سکینہ بیگم نے صدمے سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"آپ جانتی ہیں کہ حلیمہ ایسی نہیں ہے۔ اس نے کبھی ہمارے خاندان کا برا نہیں چاہا۔ اور آپ....۔"

"امی مجھے مٹھائی دے دیں۔ میں دے آتا ہوں۔" برہان نے میز پر بڑھتی کشیدگی کو روکنا چاہا۔ ادیب بھی بچوں کا خیال کرتے ہوئے چپ کر گئے تھے۔ حلیمہ اٹھ کر کچن کی جانب بڑھ گئی تھیں۔ برہان بھی ان کے پیچھے چلا آیا۔ ادیب بھی اٹھ گئے تھے۔ ان کا دل بیزار ہو گیا تھا۔ پیچھے میز پر اب بس میرال اور دادی ہی تھیں۔ دادی نے اسے سر تا پیر دیکھا۔

"تمہیں نہیں جانا کیا؟" دادی کو جیسے کسی بات سے فرق نہیں پڑا تھا۔ میرال نے چمچ منہ تک لے جاتے دادی کو دیکھا۔ پھر ہاتھ سے اپنی جانب اشارہ کیا۔

"آپ مجھ سے مخاطب ہیں؟" دادی نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہارا ماں باپ یہاں سے جا چکا ہے۔ کوئی اور نظر آرہا ہے تمہیں؟" میرال نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"آپ کی سانپ جیسی زبان سے زہریلی باتیں سن کر کھانا تو وہ چھوڑے جو آپ کو جانتا نا ہو۔" اس کے تمیز کو بالائے طاق رکھ کر بات کرنے پر دادی نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں پاگل نہیں ہوں کہ آپ کے آئے دن کے تماشوں کی وجہ سے اپنا کھانا چھوڑ کر چلی جاؤں۔ آپ کو جانا ہے تو جائیں۔ ورنہ چپ کر کے بیٹھیں اور مجھے سکون سے کھانے دیں۔" کچن کی چوکھٹ پر کھڑے حلیمہ بیگم نے اس کے الفاظ سنے تو غصہ آسمان کو چھونے لگا۔

"اے حلیمہ۔ تمیز سکھا اسے۔ ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے۔ ایک دن منہ کالا کروائے گی باپ اور بھائی کا۔" دادی غصے سے کہتی جا چکی تو حلیمہ اس کے سر پر آن پہنچیں۔ پھر اس کے شانے پر تھپڑ رسید کیا۔

"ابھی تمہارا باپ سن لیتا نا تو بتاتا تمہیں۔"

"امی مجھ سے نا یہ بڑھیا اور برداشت نہیں ہو رہی۔"

وہ پہلے ہی پریشان تھی۔ گلفام کی کسی اور سے شادی ہو چکی تھی۔ اوپر سے دادی کے یہ ڈرامے۔

"جب تیرا باپ صبر کر جاتا ہے تو تجھے موت آتی ہے۔ یہی سوچ لیا کر کہ وہ ماں ہے ادیب کی۔ کوئی بھی اپنی ماں کی تذلیل برداشت نہیں کرتا۔"

"تو آپ بھی میری امی ہیں۔ کوئی بار بار آپ کو جادو گرنی کہے گا تو مجھ سے بھی برداشت نہیں ہو گا۔"

وہ غصے سے کہتی اٹھ کر چلی گئی تھی۔ حلیمہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئیں۔

oooooooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں رکھے صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شجاعت صاحب ابھی بیکری سے واپس نہیں آئے تھے۔ نوفل بھی وہیں ان کے ساتھ تھا۔ شائستہ بیگم کی طبیعت ناساز تھی تو وہ میڈیسن کھا کر لیٹ گئیں تھیں۔ اس لیے برہان کو زرمین نے ہی کمپنی دی ہوئی تھی۔

"تم سے کچھ پوچھوں، برہان؟"

وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے تمہید باندھتے ہوئے بولی تھی۔

"پوچھیں۔" اس نے قدرے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"تم آج کل کچھ بدلے سے لگ رہے ہو۔ کیوں؟" برہان نے چونک کر اسے دیکھا۔ سامنے کپ میں رکھی چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

"مطلب کس لحاظ سے؟"

اس نے کپ اٹھالیا تھا۔ اب وہ اسے لبوں سے لگا کر چسکی لے رہا تھا۔ زرمین نے اس کی حرکت کو اچھے سے نوٹ کیا تھا۔

"تم تو ٹھنڈی چائے نہیں پیتے، برہان۔" لبوں سے کپ ہٹا کر برہان نے یونہی اسے دیکھا تھا۔

"تم کافی کمزور بھی ہو گئے ہو۔ پہلے کی طرح شوخ چنچل نہیں رہے۔ آنکھوں کے نیچے ڈارک سرکل مسلسل رہنے لگے ہیں۔"

زرمین کی باتوں نے برہان کو الگ ہی اذیت میں ڈال دیا تھا۔ کیا وہ پچھلے دنوں سے اسے اتنا نوٹ کرتی رہی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ مجھے کیا پتا تھا کہ چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ جائیں گرم کر کے لائیں۔" مسکرا کر کپ زرمین کی جانب بڑھایا۔ اس نے کپ نہیں تھاما تو برہان نے اسے دیکھا۔ پھر گہرا سانس لے کر کپ میز پر رکھ دیا۔

"آپ کی مرضی۔" وہ کندھے اچکاتا اٹھ گیا۔ زرمین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"کیا تم کسی سے محبت کرتے ہو؟" وہ جاتے جاتے رکا۔ پھر مڑ کر زرمین کو دیکھا۔

"آپ کیسے کہہ سکتی ہیں یہ سب کچھ؟"وہ حیرت سے اس سے پوچھ رہا تھا۔وہ چہرے پر سنجیدگی سجائے اٹھ کر بالکل اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

"تو پھر تم بتادو کہ کیا سچ ہے؟"برہان نے نظریں چرائیں۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔"

"میں ٹھیک سمجھ رہی ہوں۔"

"ثابت کریں۔"

برہان کے چیلنج کرنے پر وہ مسکرائی تھی۔

"آنکھوں میں خواب ٹوٹ چکے ہیں۔دل دھڑکتا نہیں ہے۔سانس ساکن ہے۔زندگی ویران ہے۔لبوں پر مسکان ہے۔کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

برہان نے بڑی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔وہ کیسے اسے اندر تک جان گئی تھی۔

"آپ کو آنکھیں پڑھنا آتی ہیں؟"وہ حیران ہی تو ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آتی ہیں۔ لیکن سب کی نہیں۔ صرف برہان شیرازی کی۔" برہان کو جھٹکا سا لگا تھا۔ وہ فلرٹ نہیں کر رہی تھی۔ وہ اسے حقیقت سے آشکار کر رہی تھی۔

"تم چاہے جس کی بھی محبت کا روگ پال لو، برہان۔ زرمین کبھی تم سے نفرت اور اس سے حسد نہیں کر سکتی۔"

وہ بالکل ساکت کھڑا تھا۔ آنکھوں کی پتلیاں بھی ساکت تھیں۔ جیسے آسمان اور زمین ایک ہو کر اس کا سانس بند کر رہے تھے۔

"میں تمہارے لیے دعا کروں گی کہ اللہ اسے تمہارا مقدر بنا دے۔ میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ میرا جنون کبھی خود غرض نہیں ہو گا۔ یہ تمہیں ہمیشہ آزاد رکھے گا۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ وہاں کھڑے برہان کے دل نے ایک لمحے کو خواہش کی تھی کہ کاش آیت بھی اسے ایسے ہی اندر تک جان جائے۔

وہ ہل نہیں پا رہا تھا۔ ٹانگیں شل ہو چکی تھیں۔ جیسے تیسے وہ گاڑی تک پہنچا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے برہان۔ تم کب آئے؟ اور اتنی جلدی کیوں جا رہے ہو؟" دروازے سے نوفل اندر آیا تھا۔ برہان کو اپنی گاڑی میں بیٹھتا دیکھ چونکا تھا۔

"جی نوفل بھائی وہ..... امی نے مٹھائی بھیجی تھی۔ بس وہی دینے آیا تھا۔" نوفل سے گلے ملتے ہوئے اس نے عام سے لہجے میں کہا۔

"مٹھائی کیوں؟"

"وہ نیلم ممانی نے بھجوائی تھی گلفام بھائی کی شادی کی۔ بس وہی۔" نوفل نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں امی کہہ رہے تھے کہ گلفام کی اور بھابھی کی دعوت کریں گی۔ سب کو بلائیں گی۔" نوفل کہہ رہا تھا۔ وہ سن رہا تھا۔ پھر کتنی دیر تک ان دونوں میں باتیں ہوتی رہی تھیں۔

برہان ذرا رک کر ہی گیا تھا۔

oooooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلفام ڈرائنگ روم میں واپس آیا تو جازم کی نظروں کے ارتکاز پر اس جانب دیکھا،جہاں وہ دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ چونکا۔ وہاں ایک فوٹو فریم رکھا ہوا تھا۔ایک نیلم و جدان تھیں اور دوسری.....

"کیا ہوا جازم؟" پہلی دفعہ اس نے جازم کو اس کے نام سے پکارا تھا۔ ورنہ وہ اسے مرزا صاحب ہی کہتا تھا۔جازم نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں میں ایک زخمی پن سا در آیا تھا۔

"یہ کون ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے حلق میں کچھ اٹکا تھا۔ گلفام نے فضا میں ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"یہ میری خالہ ہیں۔ڈیتھ ہو گئی ہے ان کی۔" جازم کو لگا تھا کہ ڈرائنگ روم کی چھت اس پر آن گری ہے اور وہ کسی ملبے تلے دب گیا ہو۔اس کا سانس جیسے سینے میں اٹک سا گیا تھا۔

"کیا ہوا مرزا صاحب؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" جازم کو ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے دیکھ گلفام فکر مندی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔ وہ مزید کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا اور وہاں رکنے کی ہمت نہیں تھی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔"

چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے اس نے گلفام کو کسی شک میں پڑنے سے روکا تھا۔ لیکن جیسی اس کی حالت ہو رہی تھی، گلفام تو کیا کوئی بھی دیکھتا تو مشکوک ہو جاتا۔

"چلیں میں اب چلتا ہوں۔ دیر ہو رہی ہے۔" وہ مسکرا کر کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ جبکہ گلفام وہاں کھڑے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

آخر اس عورت سے اس کا کیا تعلق تھا۔

"عالیہ۔۔۔"

اس نے ملازمہ کو آواز لگائی۔ وہ پانچ سیکنڈ میں گلفام کے سامنے تھی۔

"جی بھائی۔"

وہ گلفام کو بھائی ہی کہتی تھی۔

"یہ تصویر یہاں کس نے رکھی ہے؟"وہ آہستہ مگر غصے سے پوچھ رہا تھا۔

"وہ جی..میں نے.....۔"وہ بس یہی بول پائی تھی۔

"تمہیں کہاں سے ملی ہے اور یہاں کیوں رکھی ہے؟"

"میں صبح کباڑ خانے کی صفائی کر رہی تھی۔وہیں پڑی ہوئی تھی،دھول مٹی سے اٹی ہوئی۔"

گلفام نے ضبط سے سانس کھینچ کر خارج کیا تھا۔

"یہ اٹھاؤ اور یہاں سے لے جاؤ۔آئندہ یہ تصویر کباڑ خانے سے باہر نظر نا آئے۔"

اس کے حکم پر وہ تصویر اٹھا کر باہر نکل آئی تھی۔پیچھے گلفام جازم کی حالت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور پھر ایک دم سے اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔اس کے چہرے پر شاک کے تاثرات ابھرے تھے۔

oooooooooooooo

وہ چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی کوئی دروازے سے روتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔ آواز کرب میں ڈوبی اور بے بس تھی۔ شاہ خاندان کے افراد کسی انہونی کے باعث باہر بھاگے تھے۔ سب سے آگے گلفام تھا۔ باہر لان میں ایک بوڑھا آدمی گھٹنوں کے بل بیٹھا زمین پر ہاتھ مارتا دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔ اس کی فلک شگاف چیخیں آسمان کا سینہ چیر کر اوپر تک جا رہیں تھیں۔ وہ حلیے سے کوئی غریب آدمی لگ رہا تھا جو مشکل سے اپنا گزر بسر کرتا ہو۔ کپڑے بے حد میلے تھے اور سفید داڑھی میں بھی مٹی لگی ہوئی تھی۔ گھر کی عورتوں کے دل دہل گئے تھے جبکہ داداجان، وجدان اور گلفام بھاگتے ہوئے اس شخص کے پاس آئے تھے۔

"وکیل صاحب۔" وہ لپک کر گلفام کے قدموں میں گرا تھا۔ گلفام تیزی سے نیچے بیٹھا اور اس کے ہاتھوں کو تھاما۔

"کیا ہوا ہے باباجی۔ آپ رو کیوں رہے ہیں؟" گلفام کو اس کی حالت پر ترس آیا تھا۔

"میں غریب آدمی ہوں۔ مزدوری کر کے اپنے تین بچوں کو پال رہا تھا۔ لیکن پھر میرے گھر پر ڈاکا پڑ گیا صاحب جی۔ میں کیسے بتاؤں۔" اس کی حالت دیکھ کر آیت اور مہر ماہ کا دل دھاڑے مار کر رونے کو کیا تھا۔

"پانی لے کر آؤ۔" گلفام نے دروازے میں کھڑی ملازمہ سے کہا تو وہ بھاگتی ہوئی اندر گئی۔

"پلیز مجھے کھل کر بتائیں کہ کیا ہوا ہے؟" اس آدمی نے گھر کی عورتوں کو ایک نظر دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بچیوں کے سامنے کیسے بتاؤں صاحب جی۔ میری تو دنیا لٹ گئی۔ چمن ویران ہو گیا۔" اس آدمی کی بات پر وجدان شاہ نے پیچھے کھڑی عورتوں کو دیکھا اور پھر اشارے سے انہیں اندر جانے کا کہا۔ وہ سب سر ہلاتیں واپس اندر چلی گئیں تھیں۔ ان کے جانے کے بعد گلفام نے اس آدمی کو لان میں لگی کرسیوں میں سے ایک پر بٹھایا۔

"بتائیں کیا ہوا ہے؟"عالیہ نے پانی وجدان کو دیا اور خود واپس چلی گئی۔ آدمی نے پانی کا ایک گھونٹ بھرا اور پھر گلفام کو دیکھا۔

"میری ایک بیٹی تھی صاحب جی اور دو بیٹے۔ بیٹی شادی کی عمر کو پہنچی تو میں نے اس کا رشتہ کر دیا۔ کل اس کی شادی تھی، تبھی وڈیروں کا لڑکا آیا اور اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ اس کے دونوں بھائی درمیان میں دیوار بن گئے۔ وہ لڑکا جی کوئی حوس کا مارا اور بے رحم تھا۔ اس نے میرے دونوں بیٹوں کو۔۔۔۔۔"

وہ آگے کچھ بول ہی نہیں پایا۔ وہ رو رہا تھا۔ منظر اتنا تکلیف دہ تھا کہ حد نہیں۔ گلفام کے چہرے پر تکلیف ابھری تھی۔

"پھر...؟"

"پھر اس نے میرے دونوں بیٹوں کو گولیوں سے مار دیا صاحب جی۔ میرے ہونے والے داماد کو بھی نہیں چھوڑا۔ میری عمر بھر کی کمائی پل بھر میں لٹ گئی صاحب جی۔"اس کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

باتیں سن کر گلفام کا دل کر لایا تھا۔ کیا اس دنیا میں اتنی بے حسی ہے،ان کے لیے غریب کی جان اور عزت کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔

"آپ کی بیٹی۔"

اس آدمی نے زخمی نظروں سے گلفام کو دیکھا۔

"وہ ظالم میری بیٹی کو ساتھ لے گیا تھا۔ لیکن میری بیوی اولاد کے صدمے سے پاگل ہو گئی ہے۔ آج صبح مُجھے میری بیٹی بڑی نازک حالت میں گاؤں کے کچے راستے پر گری ملی تھی جی۔ میں نہیں بتا سکتا۔ باپ کے لیے اپنی بیٹی کا پردہ بہت عزیز ہوتا ہے صاحب جی۔"

لان میں سناٹا چھا گیا تھا۔ وجدان کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھیں۔ گلفام کا اپنا دل پسیج گیا تھا۔

"مجھے انصاف چاہیے صاحب جی۔ کوئی تھانیدار ایف آئی آر نہیں درج کر رہا۔ کوئی وکیل میری فریاد نہیں سن رہا۔ کسی اللہ والے نے مُجھے آپ کا بتایا تو میں نے بڑی آس امید سے

آپ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ مجھے مایوس نا کرنا صاحب جی۔ میں پہلے ہی اولاد کا غم اٹھائے کل سے مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

گلفام چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"میرے ساتھ چلیں۔"

گلفام اسے سہارہ دے کر اٹھانے لگا۔

"کہاں جا رہے ہو بیٹا۔" وجدان نے آگے بڑھ کر گلفام سے پوچھا۔

"ہم پولیس اسٹیشن جا رہے ہیں۔ میرا دوست ہے، ایس پی طلحہ ملک۔ وہی کاٹے گا ایف آئی آر اور کیس میں خود لڑوں گا۔" اس کے چہرے پر تکلیف اور غصہ بیک وقت دونوں تھے۔ آج ابھی اس کی شادی کا دوسرا دن تھا اور یہ قیامت خیز منظر۔ وہ کیسے اپنی خوشیاں منا سکتا تھا۔

"میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔"

وجدان کسی خیال کے تحت اس کے ساتھ آگے بڑھے تھے۔ گلفام سر ہلاتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ شاہ جہان وہیں کھڑے انہیں دیکھتے رہے۔ دل جیسے مٹھی میں آ گیا تھا۔ جب بھی گلفام کوئی کیس لیتا تھا، شاہ خاندان کی جانیں مٹھی میں ہی آجاتی تھیں۔ جانے کیسے کیسے لوگ دشمن بن جاتے تھے، ہر وقت جان سولی پر ٹنگی رہتی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°

وہ پولیس اسٹیشن آ گئے تھے۔ ابھی وہ تینوں وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ طلحہٰ ایک چھبیس سالہ نوجوان تھا۔ ہلکی ہلکی بھوری شیو اور سفید رنگت کا مالک۔ آنکھوں کا ہیزل رنگ۔ وہ شکل وصورت سے پاکستانی کم ہی لگتا تھا۔ اس کے نین نقش اسے باوقار بناتے تھے۔

گلفام اور اس کی دوستی سکول تک گہری تھی لیکن بعد میں وہ دونوں اپنی اپنی منزل کو بڑھنے لگے تھے۔ بات چیت ہوتی رہتی تھی لیکن پہلے کی طرح فرینکنس نہیں رہی تھی۔ گلفام نے اسے تمام کہانی سنادی تھی۔ تبھی وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"آر یو شیور کہ مجھے یہ ایف آئی آر لکھنی چاہیے۔ بہت خطرناک لوگ ہو سکتے ہیں وہ، گلفام۔"
طلحہ کی بات پر گلفام نے غصیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"وہ چاہے خطرناک ہوں یا خوفناک ہوں۔ مجھے وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے چاہیے۔ کیس میں خود لڑوں گا۔" وجدان کی وجہ سے وہ طلحہ کا گریبان پکڑنے سے خود کو روکے ہوئے تھا، ورنہ تو طلحہ کی بات پر اس کا دماغ گھوم چکا تھا۔

"اوکے اوکے۔"

طلحہ نے ہاتھ اٹھا کر اس کا غصہ شانت کیا تھا۔ پھر اس نے اس آدمی سے وہ سب باتیں پوچھیں جو ایف آئی آر اور کیس کے لیے ضروری تھیں۔

اس آدمی اور اس کی بیوی کو تحفظ دینے کی ذمہ داری گلفام نے اپنے سر لی تھی اور پھر رات و رات اس نے انہیں کسی ایسی جگہ چھپا دیا تھا جہاں کوئی ڈھونڈ نا سکے۔ یہ کام خطرناک تھا لیکن ضروری تھا۔ جب تک گلفام کام نہیں کر چکا، وجدان کی جان سولی پر لٹکی رہی تھی۔

دوسرے دن صبح ہی صبح چراغ دین ملک کے گھر پولیس کا چھاپہ پڑا تھا۔ پولیس نے چراغ

دین کے پوتے رضوان ملک کو اٹھالیا تھا۔ وہی تھا جس نے بائیس سالہ معصومہ کی عصمت دری کی تھی۔ محلے میں شور سا مچ گیا تھا۔ لوگ چراغ دین سے ڈرتے تھے لیکن آج اس پر تھو تھو کر رہے تھے۔ ابھی بھی کچھ لوگ تھے جو خدا کو بھلا کر ان ظالموں کا ساتھ دے رہے تھے۔ ان کے لیے چراغ دین ہی سب کچھ تھا جو انہیں اس کی زمینوں پر کام کرنے کے بدلے میں دو وقت کی روٹی دیتا تھا۔ کچھ لوگ لعنتیں بھیج رہے تھے۔ پولیس رضوان کو لے کر جا چکی تھی اور پیچھے ملک چراغ انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ اسے بس جلد از جلد کوئی وکیل کروانا تھا جو اس کے بیٹے کا کیس لڑتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooo

جازم رات کو گجرات نہیں جا سکا تھا۔ اسے بہت تیز بخار ہو گیا تھا۔ وہ جتنی بھی کوشش کرتا، ماضی کہیں نا کہیں سے کچھ ایسا اس کے سامنے لے آتا تھا جو اس کی رخ کو جھنجھوڑ دیتا تھا۔ وہ رات بھر بخار میں پھنکتا رہا تھا لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ مضبوط نظر

آنے والا مرد اس وقت قابل ترس بنا ہوا تھا۔ اسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ عورت.....اس عورت کا کہیں نا کہیں سے آیت سے رشتہ جڑا ہو گا۔

صبح ہونے تک اس کا بخار قدرے کم ہو گیا تھا لیکن وہ گجرات نہیں جا سکا۔ تبھی اس کے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔ جازم نے ناچاہتے ہوئے بھی کال اٹھالی تھی۔

"ہیلو۔" آواز میں نقاہت سی تھی۔

"چوہا ڈر کر کب تک بل میں چھپا رہے گا؟" وہ کم از کم اس وقت واصف لغاری کی آواز نہیں سننا چاہتا تھا لیکن پھر بھی سن رہا تھا۔

"تم شکر کرو کہ میں اپنے بل میں ہوں۔ جس دن بل سے باہر نکل آیا، تم یہ سوچو، پھر اس وقت تمہارا کیا حشر ہو گا۔"

"تو تم مان رہے ہو کہ تم چوہے ہو؟" واصف کا بے سرا سا قہقہہ سن کر جازم کو اپنا سر دکھتا محسوس ہوا تھا۔

"ہاں میں مان رہا ہوں کہ میں چوہا ہوں۔ ایسا چوہا جو اپنے بل سے باہر آتے ہی سب سے پہلے تمہاری شہہ رگ کترے گا۔" اس نے اپنی آواز کو مظبوط رکھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ دشمن پر اپنی کمزوری ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دشمن ایک دفعہ پھر قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

"تو آؤ نا باہر۔ میں تو کب سے انتظار میں ہوں کہ تم آؤ اور ہم جنگ لڑیں۔ پھر دیکھتے ہیں چوہا صاحب جیت کس کی ہوتی ہے۔ شیر کی یا چوہے کی۔ بگوڑا کہیں کا۔" آخری جملہ اس نے جازم کو اکسانے کے لیے کہا تھا لیکن شاید وہ نہیں جانتا تھا کہ جازم نے ہر قسم کے حالات میں خود کو پر سکون رہنا سکھایا تھا۔ وہ بات بات پر غصہ نہیں کرتا تھا۔ سامنے والے کا دل جلانے کے لئے اس کی ایک مسکراہٹ ہی کافی ہوتی تھی۔

"آرہا ہوں میں لغاری۔ میرا انتظار کرنا۔"

اس نے تپانے والے انداز میں کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔ خراب طبیعت کے باعث وہ کسی سے بات نہیں کر پا رہا تھا۔

دوسری جانب گلفام اور وجدان صبح سات بجے گھر واپس آئے تھے۔ گھر والے بہت زیادہ پریشان ہو گئے تھے۔ وجدان اور گلفام نے انہیں پر سکون رہنے کا کہا تھا۔ ابھی بھی وہ سارے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عالیہ ناشتہ بنا رہی تھی۔

"پیشی کب ہے؟"

داداجان نے گلفام کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"تین دن بعد ہے۔ لیکن اس سے پہلے مجھے کیس مظبوط بنانا ہے۔ تاکہ وہ گھٹیا شخص باہر نا آ سکے۔" اس کے انداز میں ایک عزم تھا لیکن چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔ وہ دونوں رات بھر گھر نہیں آئے تھے۔ ساری رات پلان بنائے گئے تھے۔ رضوان پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں تھا۔ اس کا تعلق کسی چھوٹے گھرانے سے نہیں تھا۔ اس کے لیے پوری تیاری کی ضرورت تھی۔ گلفام نے وجدان کو کتنی دفعہ کہا تھا کہ وہ گھر چلے جائیں لیکن وہ نہیں گئے۔ تھکاوٹ ان کے چہرے سے بھی واضح تھی۔

"کیس بعد میں بنانا۔ ناشتہ کرنے کے بعد تھوڑا سا آرام کر لو۔" نیلم بیگم اسے دیکھتے ہوئے فکر مند سی بولی تھیں۔ مہر ماہ بھی پریشان سی اس کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ عجیب سا ماحول ہو اپڑا تھا۔ ایک ڈر سا تھا جو سب کے دلوں میں اتر گیا تھا۔

"جب تک معصومہ کو انصاف نہیں مل جاتا امی۔ میں آرام نہیں کر سکتا۔ رات کو میں نے ہسپتال کا چکر لگایا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر آپ نہیں جانتی میری کیا حالت ہو گئی تھی۔ ریپ کے بہت سے کیس لڑے ہیں میں نے۔ لیکن گھر پر کوئی اس طرح پہلی دفعہ آیا ہے اور پہلی دفعہ مُجھے ایسا کیس دیکھنے کو ملا ہے جس میں لڑکی کے بھائی اور ہونے والے شوہر کو بے دردی سے مار دیا گیا ہے۔ ماں پاگل ہو گئی ہے اور باپ مشکل سے خود کو سنبھالے ہوئے ہے۔"

گلفام کی بات پر وہاں خاموشی سی چھا گئی تھی۔ کچھ دیر بعد ناشتہ لگ گیا تھا۔ سب ناشتے کی میز پر اکھٹے تھے۔ دو دن پہلے گھر میں جو رونق شادی کی وجہ سے لگی تھی، وہ تو ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی خواب تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آیت تم ناشتہ کرو اور یونی کے لیے ریڈی ہو جاؤ۔ میں برہان سے کہتا ہوں کہ تمہیں ساتھ لے کر جائے۔ اور امی آپ لوگ گھر کا دروازہ اچھے سے بند رکھیے گا۔" گلفام کی بات پر سب کے دل رکے تھے۔

"ڈرا کیوں رہے ہیں بھائی۔" آیت نے جھڑ جھڑی سی لی تھی۔ گلفام کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

"ڈرا نہیں رہا بیٹا، احتیاط کروا رہا ہوں۔" پھر اس نے مہر ماہ کو دیکھا۔

"تمہیں بھی برہان ہسپتال لے جائے گا۔ میرے ساتھ جانا تمہارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔" مہر ماہ نے اسے دیکھا۔ آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔ ہاتھوں پر مہندی ویسی ہی تھی۔ کلائیوں میں سرخ چوڑیاں بھر بھر کر ڈالی ہوئیں تھیں۔ گلفام کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"پہلی بات یہ کہ میں نے پندرہ دن کی چھٹیاں لی تھیں اور دوسری بات یہ کہ اگر مجھے جانا بھی ہوا تو میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ میرا جینا مرنا آپ کے ساتھ ہے گلفام۔ میں کبھی آپ کو

تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔"اس نے آنکھوں سے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا۔ گلفام کے لبوں پر آفسردہ سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

وہ لڑکی کتنے ارمان لے کر اس گھر میں آئی تھی اور اب جیسے سب کچھ ختم ہو رہا تھا۔ سب نے برے دل کے ساتھ ناشتہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد برہان آیا تھا۔ وہ کچھ دیر تک گلفام سے کیس کے بارے میں بات بھی کرتا رہا تھا۔ وہ بھی پریشان لگ رہا تھا۔ پھر وہ دونوں یونیورسٹی کے لیے نکل گئے تھے اور گلفام آفس کے لیے۔ وجدان آج گھر پر رک گئے تھے۔ یہ ضروری تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

وہ سب اس وقت شاہ جہان کے کمرے میں موجود تھے سوائے مہر ماہ کے۔ وہ اپنے کمرے میں تھی۔

"میں جانتی ہوں ابھی یہ وقت اس بات کا نہیں ہے لیکن میں جاننا چاہتی ہوں ابو جان کہ آپ نے حلیمہ کو آیت کا ہاتھ دینے سے کیوں انکار کیا ہے؟"

نیلم اور وجدان صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ شاہ جہان اور کلثوم بیگم بیڈ پر وقفے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ نیلم کے پوچھنے پر داداجان نے انہیں دیکھا۔ آنکھوں میں تکلیف اور الجھن سی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم پہلے آیت سے پوچھ لیں۔" وہ نظریں جھکائے کچھ سوچتے ہوئے بولے تھے۔

"بات یہ نہیں ہے باباجان۔ بات کچھ اور ہے۔ بتائیں پلیز۔" وجدان ان کے چہرے کو بغور دیکھ رہے تھے۔ وہاں عجیب سی پریشانی تھی۔ وجدان کے پوچھنے پر داداجان نے نظریں اٹھا کر سب کو باری باری دیکھا تھا۔ وہ ہچکچائے تھے۔

"آیت برہان کو پسند نہیں کرتی۔"

سب نے حیرت سے داداجان کو دیکھا۔

"شادی کے بعد ٹھیک ہو جائے گی۔ برہان اچھا لڑکا ہے۔ میرے ہاتھوں کا پلا بڑھا ہے۔" نیلم نے جیسے ان کی بات کو اہمیت نہیں دی تھی۔ داداجان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں۔ وہ کیسے وجدان سے کہتے کہ ان کی بیٹی کسی اور کو پسند کرتی ہے۔

"دراصل.... مجھے آیت کے لیے.... جازم زیادہ مناسب لگا ہے۔"

وہ آیت کا پردہ رکھ گئے تھے۔ ایسے ہی ہوتے ہیں غیرت مند مرد۔

"یہ آپ کی پسند ہے یا اس کی؟" جہاں وجدان اور دادی جان چونکے تھے وہیں نیلم نے کڑے تیوروں کے ساتھ پوچھا تھا۔

"آیت کے بارے میں ایسی بات مت کرو، نیلم۔ میری پوتی حیا والی ہے۔ یہ میری خواہش ہے۔" اب کے داداجان کا لہجہ ذرا سخت ہوا تھا۔ نیلم لب بھینچ گئیں۔

"وہ تو ٹھیک ہے بابا۔ لیکن جازم ایک بچی کا باپ ہے۔ اور اوپر سے وہ سید بھی نہیں ہے۔ کیا ہم غیر سیدوں میں اپنی بیٹی بیاہ دیں گے؟" وجدان کو اچھنبا ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

"بیٹی بھی سات سال کی۔ خدا کا خوف کریں شاہ صاحب۔" کلثوم بیگم کو بھی دادا جان کی بات پسند نہیں آئی تھی۔

"اگر وہ ایک بیٹی کا باپ ہے تو.....اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ اس نے مجھ سے اپنی پسند کا اظہار کیا تھا جو کہ برہان نے نہیں کیا۔ وہ دونوں بس اچھے دوست ہیں۔"

"یعنی اس لڑکے نے آپ سے سفارش کروائی ہے؟" نیلم کسی صورت مطمئن نہیں تھیں۔

"میں اس لڑکے کو منع کر دوں گا بابا جان۔ حلیمہ نے بڑے مان سے مجھ سے کچھ مانگا ہے۔ میں اسے انکار نہیں کر سکتا۔ میں اسے جلد ہی ہاں کر دوں گا۔" وجدان حتمی فیصلہ لیتے ہوئے اٹھ گئے تھے اور بغیر کسی کی سنے وہ کمرے سے نکل آئے تھے۔ دادا جان نے دکھتے دل کے ساتھ اپنے بیٹے کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اب کیا بتاتے کہ وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ ان کی پوتی کی شادی ان کے نواسے سے ہو لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ واقعی ہی قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ نیلم بھی اپنے شوہر کے پیچھے ہی باہر چلی آئیں تھیں۔

oooooooooooooo

آیت تین بجے ہی گھر واپس آ گئی تھی۔ برہان اسے چھوڑ کر لائبریری چلا گیا تھا۔ ابھی وہ فریش ہو کر کمرے میں آئی ہی تھی کہ چونک گئی۔ سامنے بیڈ پر وجدان بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے فوراً سے دوپٹا اٹھا کر سر پر لیا۔ نیلے رنگ کے شلوار قمیص میں ہم رنگ دوپٹا لیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سادگی ہی اس کا اصل حسن تھا۔

"بابا آپ؟" وہ چلتی ہوئی ان کے برابر میں آ کر بیٹھ گئی۔ وجدان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ ان کی عمر پینتالیس کے لگ بھگ تھی۔ لیکن ان کا پہننے کا اسٹائل، ان کی وجیہہ اور باوقار شخصیت انہیں بہت ہینڈسم بناتی تھی۔ ان کی اور گلفام کی مسکراہٹ ایک سی تھی۔ ان کی آنکھیں اور گلفام کی آنکھیں بھی ایک جیسی تھیں۔ بھوری آنکھیں۔ فرق شیو کا تھا۔ ان کی داڑھی میں کہیں کہیں سفید بال آ گئے تھے جو انہیں مزید پرکشش بناتے تھے۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ اور سلیقے سے پیچھے جمے بال۔ آیت پہلی دفعہ اپنے باپ کو اتنے غور سے دیکھ رہی تھی۔ ان دونوں میں آیت کی سست شخصیت کی وجہ سے ہمیشہ سے دوریاں ہی رہیں تھیں۔

وجدان نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میری بیٹی ٹھیک ہے؟ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟" وہ پوچھ رہے تھے اور آیت کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں بابا۔" وہ وجدان کے سینے سے جا لگی تھی۔ بیٹی کے یوں سینے سے لگنے پر وجدان کو اندر تک سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔ وہ کتنا عرصہ اس احساس سے محروم رہے تھے انہیں آج اندازہ ہوا تھا۔

"مجھے صرف آپ کی ضرورت ہے بابا۔ آپ ہمیشہ مُجھے ایسے ہی اپنے سینے سے لگا کر رکھ سکتے ہیں؟" وہ بھیگی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی۔ وجدان کا وجود کسی شرمندگی کی زد میں آیا تھا۔ وہ کیا بات کرنے آئے تھے، وہ بھول گئے تھے۔ اگر یاد بھی ہوتا تو نا کر پاتے۔ ورنہ ان کی بیٹی سمجھتی کہ باپ شاید اپنے مطلب سے آیا تھا۔

"میں اپنی بیٹی کو ہمیشہ اپنے سینے سے لگا کر رکھوں گا۔ کبھی کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔" وہ اسے خود میں سموئے اس کے سر کو چوم رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم میرے آنگن کا پھول ہو، آیت۔ وہ پھول جو اک عرصہ میرے سامنے ہونے کے باوجود مُجھے نظر نہیں آیا۔ لیکن اب میں اپنے نازک پھول کو کسی ایسے ہاتھ میں نہیں دوں گا جو اسے توڑ دے، جو اس کی تازگی کو خراب کر دے۔ اس کی حفاظت میں خود کروں گا۔" آیت کا اندر باہر پر سکون ہو گیا تھا۔ اسے باپ کا لمس ملا تھا۔ وہ اسی لمس میں سکون محسوس کر رہی تھی۔ کچھ باپ ایسے ہی ہوتے ہیں، اپنے سخت مزاج کی وجہ سے اپنی اولاد کو اپنے احساس سے، اپنے لمس سے، اپنی محبتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ تک نہیں جانتے کہ ان کی اولاد کو ان کی کب کب اور کس کس وقت ضرورت درکار رہی تھی۔ اور وہ میسر نہیں تھے۔ محرومی سب سے بڑا روگ ہے، اور یہ روگ غیر نہیں بلکہ اپنے دیتے ہیں۔

oooooooooooooo

وہ لائبریری چلا آیا تھا۔ اک موہوم سی امید تھی کہ وہ لڑکا اسے یہیں ملے گا۔ پچھلے ایک گھنٹے سے وہ وہاں بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا تھا۔ ناول بالکل سامنے تھا لیکن برہان کو فی الحال اس میں دلچسپی نہیں ہو رہی تھی۔ البتہ انتظار کرتے کرتے اسے چائے کی طلب ضرور ہوئی تھی۔

وہ باہر چلا آیا۔ لائبریری کے ساتھ ہی ایک اوپن اور چھوٹا سا ریستوران تھا۔ جہاں پر ایک بوڑھا آدمی چائے بنا رہا تھا اور لوگ وہاں لگی پلاسٹک کی کرسیوں پر بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ایک جانب بینچ رکھا ہوا تھا۔ اسی قطار میں دو بینچ اور بھی تھے۔ ان میں سے ایک پر برہان کو وہ نظر آیا تھا۔ کورین اسٹائل میں کپڑے پہنے، ہاتھوں میں موبائل پکڑے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے وہ بہت سنجیدہ اور حسین لگ رہا تھا۔ بال ٹین ایجرز کی طرح ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ بینچ پر ایک جانب کپ رکھا ہوا تھا۔ برہان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔ وہ سیاہ رنگ کی بٹنوں والی شرٹ میں، ہلکی بڑھی شیو میں وجیہہ سا لگ رہا تھا۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا اور پھر خاموشی سے بینچ پر بیٹھ گیا۔ ارحم نا جانے کہاں گم تھا کہ اس نے برہان کی موجودگی کو محسوس ہی نہیں کیا تھا۔ البتہ برہان نے ایک بات ضرور نوٹ کی تھی کہ وہ لڑکا ہمیشہ کھویا کھویا ہی رہتا تھا۔

برہان نے اس کی چائے کا کپ اٹھایا اور اسے لبوں سے لگا لیا۔ ایک گھونٹ پر اس کے منہ کے زاویے بگڑے تھے۔ اس نے کپ واپس رکھ دیا۔ پھر بازو سینے پر باندھ لیے۔

"اگر چائے کے شوقین کے سامنے رکھی چائے ٹھنڈی ہو جائے تو سمجھ لو معاملہ سنگین ہے۔" وہ دھیرے سے کہتا ارحم کو چونکنے پر مجبور کر گیا تھا۔ اس نے تیزی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر بیزاریت سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"تم میرا پیچھا کر رہے ہو؟" ارحم نے ناگواری سے کہا تھا۔ برہان کندھے اچکا گیا۔

"اگر اتفاق کو تم پیچھا کرنا کہتے ہو تو مان لیتے ہیں۔ جیسا تمہیں ٹھیک لگے۔" وہ لاپرواہی سے کہتا ارحم کو تپا ہی تو گیا تھا۔

"اگر یہ اتفاق ہے تو بہت ہی برا اتفاق ہے۔" تپے ہوئے انداز میں کہہ کر اس نے اپنی چائے اٹھالی تھی۔ "اور کس کی اجازت سے تم نے میری چائے کو ہاتھ لگایا؟" اب وہ برہان کو گھور رہا تھا۔

"مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ معصومیت سے سر دائیں بائیں ہلاتا بولا تھا۔ ارحم نے ضبط سے اسے دیکھا۔

"تم ہر وقت اتنے بیزار کیوں رہتے ہو؟" برہان نے دوستانہ انداز میں پوچھا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور یہ میں تمہیں کیوں بتاؤں؟" وہ جواب میں ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"کیونکہ میں دوستی کے معاملے میں بہت قابل یقین ہوں۔ آزما کر دیکھ لو۔" اس سے پہلے کہ ارحم کچھ کہتا اس کا فون بج اٹھا تھا۔ اس نے اکتا کر موبائل اسکرین سامنے کی تو اوپر بابا جان لکھا آرہا تھا۔ برہان بھی دیکھ چکا تھا۔ ارحم کے کال کاٹ دینے پر برہان نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"ماں باپ کی جانب سے آئی کال کو کبھی رد نہیں کرنا چاہیے۔ بعد میں انسان کے پاس پچھتاوے ہی رہ جاتے ہیں۔" ارحم نے یونہی اسے دیکھا تھا۔

"میرا موڈ ن....۔" بات ادھوری رہ گئی تھی جب کال پھر سے آنے لگی۔ ارحم نے برہان کو دیکھا جو کندھے اچکا گیا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو....

اٹس یور پرسنل میٹر۔

ارحم نے ناچاہتے ہوئے بھی فون اٹھالیا تھا۔

"جی بابا۔"

"بابا تو کہو ہی مت تم مجھے۔"

دوسری جانب سے ایک خوبصورت اور گھمبیر آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"بابا میں....۔"

"میں نے بس یہ بتانے کے لیے فون کیا تھا کہ میرب کی شادی ہو رہی ہے۔ آنا ہوا تو آ جانا۔"اور فون بند۔ ارحم تو کچھ بول ہی نہیں پایا۔ وہ ساکت ہی تو رہ گیا تھا۔ منظر دھند لانے لگا تھا۔ شاید اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

یعنی آج بھی اس کی محبت کی کسی کو قدر نہیں ہوئی تھی۔ برہان نے اس کی حالت کو اچھے سے نوٹ کیا تھا۔

"آر یو اوکے؟"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ اس کے لب بھینچے ہوئے تھے۔ وہ کچھ پل بھیگی آنکھوں سے برہان کو دیکھتا رہا۔

"کیا تمہیں کبھی کسی سے محبت ہوئی ہے؟"

ارحم کے سوال پر وہ چونکا تھا۔

oooooooooooooo

وجدان کے جانے کے بعد اس نے ظہر کی نماز ادا کی تھی۔ آج وہ یونیورسٹی میں نہیں پڑھ پائی تھی اور گھر آنے تک تین بج گئے تھے۔ اس میں سے بھی دس منٹ وجدان کے ساتھ باتیں کرتے گزر گئے۔ وہ نماز پڑھ کر قرآن لے کر بیٹھ گئی تھی۔ وہ رمضان کے بعد سے روزانہ قرآن پڑھنے کی عادت ڈال چکی تھی۔ اس کے بغیر اب اسے سکون نہیں آتا تھا۔ اپنی ساری عادتوں میں سے اس کی یہ پسندیدہ عادت تھی۔ ابھی اس نے ایک ہی صفحہ پڑھا تھا جب نیلم اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

"آیت مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

نیلم نے کہا تو اس نے قرآن کو بند کر کے انہیں دیکھا۔

"جی۔"

وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"تمہاری پھوپھو نے برہان کے لیے ہم سے تمہارا ہاتھ مانگا ہے۔" آیت کے کانوں میں جیسے دھماکہ ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ لرزے تھے۔

"امی۔" وہ بمشکل بول پائی تھی۔

"میں نے اس سے وقت مانگا تھا، اب سوچ رہی ہوں کہ ہاں کہہ دوں۔" وہ جانچتی نظروں سے آیت کو دیکھ رہیں تھیں۔

"امی میں نے کبھی برہان کو اس نظر سے نہیں دیکھا۔ ہم بس اچھے دوست ہیں۔" اس کی آواز میں تکلیف سی تھی۔

Clubb of Quality Content

"تو اچھی بات ہے نا کہ تم نے کبھی برہان کو اس نظر سے نہیں دیکھا۔ تم نے اپنے ماں باپ کا مان نہیں توڑا۔ مجھے فخر ہے تم پر، آیت۔" اور آیت کو لگا جیسے وہ سانس ہی نہیں لے پائے گی۔ وہ بالکل ساکت سی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"امی میں.....میں....۔"

وہ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔

"ہاں بولو۔ کیا؟" وہ بالکل عام سے انداز میں پوچھ رہی تھیں۔ آیت نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"امی میں....میں جاز....۔"

لفظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے جب نیلم نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔ اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے تمہیں پہلے ہی وارن کیا تھا آیت کہ وہ ایک بچی کا باپ ہے۔اس کے خواب مت دیکھنا۔ کیا تمہیں سمجھ نہیں آئی تھی میری بات؟"وہ غصے سے بلند آواز میں کہہ رہی تھیں جبکہ آیت بے یقینی سے انہیں دیکھے جا رہی تھی۔

"امی....۔"

"میں حلیمہ کو ہاں کہہ رہی ہوں۔ تاکہ جلد تم اپنے گھر کی ہو۔"

"امی آپ یہ نہیں کر سکتیں میرے ساتھ۔"وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہتی انہیں مزید غصہ دلا گئی تھی۔

"ہاں.... تاکہ تم ہماری عزتوں کو روند کر چلی جاؤ۔"آیت نے ساکت آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔وہ کیسے کہہ سکتی تھیں اتنی بڑی بات۔

"ابو نے تمہاری عزت بچا کر یہ کہہ دیا کہ جازم انہیں پسند ہے۔ لیکن میں سمجھ گئی تھی۔ میں سمجھ گئی تھی کہ تم نے اپنے دادا سے بات کی ہو گی۔ بے شرم لڑکی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی آپ ایسی باتیں کر کے مجھے تکلیف دے رہی ہیں۔"

"ہاں تو تم کونسا مجھے کم تکلیف دے رہی ہو۔ میری بات یاد رکھنا آیت، اگر تم نے دوسری لڑکیوں کی طرح ہماری عزتوں کے ساتھ کھیلنے کی....."

"خدا کا واسطہ ہے امی بس کر دیں۔ آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں آپ کی عزت پر پاؤں رکھ کر بھاگ جاؤں گی۔ آپ کو میں ایسی لگتی ہوں۔" وہ تکلیف سے چلائی تھی۔ نیلم چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔

"سب ایسے ہی کہتے ہیں، آیت۔" وہ کہہ کر چلی گئیں تھیں لیکن آیت کا وجود ریزہ ریزہ کر گئیں تھیں۔ وہ خود بھی روتے ہوئے گئی تھیں اور آیت کو بھی رلا کر گئی تھیں۔ ان کے اپنے اندیشے تھے اور آیت کے اپنے مسلے۔

دونوں ماں بیٹی اس وقت ایک سی تکلیف سہہ رہیں تھیں۔

oooooooooooooooo

"امی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟"

وہ کچھ دیر پہلے ہی واپس لوٹا تھا۔ ابھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اپنی اور ارحم کی ملاقات کے دوران ہونے والی گفتگو کے بارے میں سوچ رہا تھا جب حلیمہ بیگم نے اسے بتایا کہ وہ اس کا اور آیت کا رشتہ پکا کر رہی ہیں۔ برہان کو تو سن کر ہی عجیب لگا تھا۔

"کیا کہہ رہی ہوں۔ وہی کہہ رہی ہوں جو تم سن چکے ہو۔"

"امی آپ جانتی ہیں کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ رشتہ بے جوڑ ہے۔" اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔ کیونکہ کم از کم یہ جھوٹ وہ بڑی دیدہ دلیری سے نہیں بول سکتا تھا۔

"ہاں تو جسے پسند کرتے تھے وہ کونسا تمہارے نصیب میں لکھ دی گئی ہے۔ حال دیکھا تھا اس دن اپنا۔" برہان کی گردن میں پھندا سا لگا تھا۔ اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو گئیں تھیں۔

"آیت نہیں مانے گی، امی۔" اس نے آخری حربہ آزمایا تھا۔

"آیت مان گئی ہے۔" برہان نے تیزی سے سر گھما کر اپنی ماں کو دیکھا تھا۔ منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

"وہ مانی ہے، تبھی تو بھابھی مانی ہیں۔" اس پل برہان کا دل کیا کہ وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ ناجانے نیلم ممانی نے کیسے راضی کیا تھا اسے۔ اسے خوامخواہ ہی شرمندگی ہونے لگی تھی۔

"میں خود اس سے بات کروں گا۔"

"بات کرنا برہان، دھمکیاں مت دینا اسے۔" ان کے لہجے میں واضح تنبیہہ تھی۔ برہان کو تو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔

"امی میں ان لڑکوں کی طرح نہیں ہوں جو لڑکیوں کو کھلونا سمجھتے ہیں۔ اگر وہاں کہے گی تو ہاں ہوگی۔ اگر وہ نا کہے گی تو پھر نا ہی ہوگی۔ میں رشتوں میں زبردستی کا قائل ہرگز بھی نہیں ہوں۔ یہی میرا وقار ہے، یہی میری غیرت ہے۔" وہ غصے سے کہتا واشروم میں گھس

گیا تھا۔ حلیمہ تو اسے دیکھتی ہی رہ گئیں تھیں۔اس کے اندر نیلم کی تربیت بولتی تھی۔ورنہ حلیمہ کو تربیت کرنے کا وقت ہی کہاں ملا تھا۔وہ زخمی سا مسکرا دیں۔

oooooooooooooooooo

نیلم باہر آئیں تو وجدان سامنے ہی کھڑے تھے۔نیلم کو دیکھ کر انہوں نے تاسف سے سر دائیں بائیں ہلایا تھا۔

"تمہیں آیت کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا،نیلم۔"وہ کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔وہ بھی لب بھینچتی اپنے شوہر کے پیچھے گئیں۔

"تھپڑ نا مارتی تو اس کی عقل ٹھکانے نا آتی۔"کمرے میں آکر انہوں نے غصے سے دروازہ بند کیا تھا۔

"تھپڑ تم نے اسے مارا ہے اور تکلیف مجھے ہو رہی ہے۔"وجدان کی بات پر نیلم چند لمحے خاموشی سے انہیں دیکھتی رہیں۔پھر سر جھٹک کر بیڈ پر آکر بیٹھ گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور دوسری بات جو تم نے کہی ہے، تمہیں وہ بھی نہیں کہنی چاہیے تھی۔"

"آپ ہی بتا دیں، پھر میں کیا کہتی؟" انہیں غصہ ہی تو آ گیا تھا۔

"آرام سے بات کر لیتیں۔ میری بیٹی ویسی نہیں ہے جیسا تم اسے کہہ آئی ہو۔" نیلم کا دل پل بھر کو بند ہوا تھا۔

"میری بہن بھی ایسی نہیں تھی۔ پھر کیا کیا اس نے۔ وہی جو اسے کرنا تھا۔ وہ تو چلی گئی، باپ میرا مر گیا اس کے صدمے سے۔ شکل سے تو وہ بھی معصوم لگتی تھی۔"

کوئی بھولی بسری یاد تھی جس نے نیلم بیگم کے دل کو بہت گہری تکلیف دی تھی۔ وجدان چند لمحے چپ رہے۔

"تمہیں آیت پر بھروسہ ہونا چاہیے۔"

وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔ نیلم بھی کچھ نہیں بولیں۔ دکھ تھا تو تھا۔ بیٹی کے چہرے پر بے یقینی دیکھ کر وہ خود اذیت کا شکار ہو رہیں تھیں۔

oooooo/oooooooooooooo

برہان اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کافی الجھا ہوا اور پریشان لگ رہا تھا۔ اسے اپنی اور ارحم کی ملاقات بھی یاد تھی۔ اور ارحم کی باتوں نے اسے کافی اذیت بھی دی تھی۔

وہ آج کوریا واپس جا رہا تھا۔ کیوں، وہ نہیں جانتا تھا لیکن وہ جا رہا تھا۔ لیکن وہ جانے سے پہلے برہان سے وعدہ کر گیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رابطے میں ضرور رہے گا۔

"کیا تمہیں کبھی کسی سے محبت ہوئی ہے؟"

اچانک سے اس کے ذہن میں ارحم کا پوچھا گیا سوال ابھرا تھا۔ برہان کئی لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"ہاں۔" ایک لفظی جواب۔

"وہ واپس تم سے محبت کرتی ہے؟" برہان نے اذیت سے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھیں۔

"نہیں۔"

"مبارک ہو پھر تو۔ ہمارا غم ایک جیسا ہے۔" ارحم نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ برہان چند لمحے حیرت سے اسے دیکھتا رہا اور پھر مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتی ہے؟" ہاتھ تھامے تھامے ہی ارحم نے اگلا سوال پوچھا تھا۔

"ہاں۔" اب کے اسے کوفت ہوئی تھی۔

"کیا ہاں ناں میں جواب دے رہے ہو۔ ڈھنگ سے بات نہیں ہوتی تم سے؟" ارحم نے اپنا ہاتھ چھڑوا لیا تھا۔

برہان پھر سے مسکرایا۔

"وہ میرے ماموں کی بیٹی ہے۔ میری ہم عمر بھی ہے۔ ہم ساتھ پڑھتے ہیں۔ ہم بہت اچھے دوست بھی ہیں۔" برہان بولے جا رہا تھا اور ارحم ساکت سا سنے جا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بھی ان کی پھوپھو کا بیٹا ہوں، لیکن وہ مجھ سے عمر میں بڑی ہیں۔" ارحم کی بات پر برہان نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ پھر ارحم نے اسے دیکھا۔ کچھ دیر بعد فضا میں دونوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

وہ کتنی دیر تک وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ اپنے دکھوں سکھوں کی۔ جب ارحم نے اسے واپسی کا بتایا تو برہان کو تھوڑا سا دکھ ہوا تھا۔ لیکن وہ اسے جانے سے پہلے اپنا نمبر ضرور دے گیا تھا۔

کمرے میں وہ اندھیرا کئے تنہا بیٹھا ہوا تھا۔

شاید دکھوں نے برہان کا احاطہ کر لیا تھا۔

oooooooooooooooooo

آج شاہ خاندان کی اور شیرازی خاندان کی شائستہ بیگم کے گھر دعوت تھی۔ اور آج ہی رضوان ملک کی عدالت میں پیشی تھی۔ گلفام وہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھوپھو گھر حلیمہ بیگم نے بڑوں کے درمیان برہان اور آیت کے رشتے کی بات بھی کی تھی جس کے ذکر پر وہاں چار دل ٹوٹے تھے لیکن آگے بڑھ کر کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔ بچوں کے درمیان ہال میں خاموشی سی چھا گئی تھی جبکہ سکینہ دادی نے خوب اعتراض کیا تھا۔ لیکن ان کی سنتا کون وہاں۔ کچھ دیر بعد وہ خود ہی خراب موڈ کے ساتھ چپ کر گئی تھیں۔

برہان اور آیت نے بھی ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی۔ ایک جھجھک سی آ گئی تھی دونوں کے درمیان۔ شاید بڑوں کے اس فیصلے نے ان دونوں کی دوستی کو متاثر کیا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی گلفام واپس آ گیا تھا۔ وہ لاؤنج کا دروازہ پار کرتا ہوا اندر آیا تھا۔ وکیلوں کے کوٹ میں وہ بہت شاندار لگ رہا تھا۔ چہرے پر خوشی تھی۔ شاید وہ کیس جیت چکا تھا۔ وہ اندر آیا تو سامنے صوفے پر نوفل اور برہان بیٹھے ہوئے تھے۔ شجاعت کسی سے فون پر بات کر رہے تھے۔ ایک کمرے سے رونے کی آواز بھی آ رہی تھی۔ اس کی نظریں سیڑھیوں سے نیچے اترتے اپنے باپ پر گئیں۔ وہ ان کی جانب لپکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا میں کیس جیت گیا۔ رضوان ملک کو عمر قید کی سزا کے ساتھ بھاری جرمانہ بھی ادا کرنا ہو گا۔" جتنی خوشی سے وہ آیا تھا، چہرے پر وہ خوشی اب نہیں تھی۔ گھر کے عجیب سے ماحول نے اسے ٹھٹھکا دیا تھا۔ وجدان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھ گئے۔ گلفام نے گردن موڑ کر حیرت سے انہیں دیکھا۔

اندر سے رونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ اسے جیسے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔ اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"بابا سب ٹھیک ہے نا۔ رو کون رہا ہے؟" وہ بمشکل چلتا ہوا وجدان تک آیا۔ سب نے ایک ساتھ گلفام کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہاں بتانے کا حوصلہ کسی میں نہیں تھا۔ تبھی وجدان نے آگے بڑھ کر دیوار پر لگی ایل سی ڈی کو آن کیا۔ گلفام نے نا سمجھی سے ٹی وی کی جانب دیکھا۔ پیچھے ایک کمرے سے مہر ماہ باہر آئی تھی۔ وہ بالکل گلفام کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی۔

ٹی وی اسکرین پر ایک نیوز چینل نظر آیا تھا۔ جس پر اینکر گلا پھاڑ پھاڑ کر کوئی خبر سنا رہا تھا۔۔۔ وہ خبر نہیں سنا رہا تھا، وہ گلفام کے کانوں میں سیسہ انڈیل رہا تھا۔ گلفام کو لگا کہ وہ

اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہو پائے گا۔ مہر ماہ نے اسے آگے بڑھ کر تھام لیا تھا۔ نیوز چینل پر جو خبر چل رہی تھی وہ کسی کے لیے بھی عام نہیں تھی۔ وہ بہت خوفناک اور دل دہلا دینے والی تھی۔

"ناظرین آپ کو ایک افسوسناک خبر سے آگاہ کرتے چلیں کہ گوجرنوالہ میں ساس اور نند نے مل کر اپنی بہو کو بے دردی سے قتل کر دیا جو کہ سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ مقتولہ کی لاش کے ٹکڑے کر کے انہیں تین حصوں میں الگ الگ کر کے مختلف جگہوں پر پھینک دیا گیا۔"

ایک جانب زارا کی تصویر تھی جس میں وہ ہنس رہی تھی۔ اس کی آنکھیں چمک رہیں تھیں۔ آنکھوں میں بے پناہ خواب تھے۔ گلفام وہیں گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا۔ ایک جانب دریا سے اس کی لاش کے ٹکڑے برآمد کئے جا رہے تھے، جنہیں ایک بوری میں ڈالا گیا تھا۔ کمرے سے نیلم وجدان اور آیت کے رونے کی آوازیں مسلسل آ رہیں تھیں۔ میرال دروازے پر کھڑی گلفام کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بھی جیسے بے پناہ حیرت تھی، بے یقینی تھی اور شاید سب سے زیادہ اذیت میں بھی وہی تھی۔

خبریں چل رہیں تھی، منظر واضح تھے اور خوفناک تو بے حد۔

وہ منظر واقعی ہی دل کو لرزا رہا تھا۔

oooooooooooo

وہ کانپتے وجود کے ساتھ زرمین کے کمرے میں آئی تھی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ بدن جیسے ٹوٹ رہا تھا۔ دماغ انکاری تھا۔ اس نے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر چلانا چاہا لیکن آواز جیسے کہیں حلق میں اٹک گئی تھی۔ یہی حالت نیچے لاؤنج میں گھٹنوں کے بل بیٹھے گلفام کی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے گلفام کی حالت تکلیف دے رہی تھی یا زارا کی اچانک اور بے درد موت۔

"یا اللہ۔"

گھٹی گھٹی سے چیخ نکلی تھی میرال کی۔

"اللہ....یہ کیا ہو گیا ہے۔زارا....زارا آپی۔"اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔ایسا لگتا تھا تکلیف سے پھٹ جائے گا۔

"میں نے ایسا تو کبھی نہیں چاہا تھا۔میں غصہ تھی لیکن میں نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ زارا آپی مر جائیں۔میں نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔یا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے۔"

وہ رو رہی تھی۔وہ بہت زیادہ رو رہی تھی۔اس نے پانچ سال زارا سے نفرت کرنے میں ضائع کر دیئے تھے اور وہ بے خبر رہی۔وہ گلفام کی مہندی والے دن کتنے اچھے سے بات کر رہی تھی۔کتنی محبت سے۔وہ محبت اس نفرت سے کتنی انجان تھی۔

یہ غم بہت بڑا تھا اور اس کی ندامت اب کبھی ختم نہیں ہونی تھی۔یہ افسوس،یہ ندامت اب ساری زندگی میرال کے ساتھ رہنے والا تھا۔

اسی لیے زارا کی موت کا دکھ میرال کو زیادہ تھا۔کیونکہ وہ صرف دکھی نہیں تھی،وہ شرمندہ بھی تھی۔

oooooooooooooooooo

آج تین دن ہو گئے تھے اس کی تدفین کو۔ زارا کا شوہر بھی واپس آ گیا تھا۔ وہ اپنے گھر نہیں گیا بلکہ اپنے سسرال میں ہی رکا ہوا تھا۔ اس کا بیٹا اس کے پاس تھا۔ ساس اور نند کو جیل ہو گئی تھی لیکن وہ اپنے اس عمل پر شرمندہ نہیں تھیں۔ بقول صفیا بیگم کے کہ جیل بھی انسانوں کے لئے ہی بنی ہے۔ میں اگر یہاں سے باہر نکلی تو ایک قتل اور کروں گی۔ کیونکہ یہ میرا پہلا قتل نہیں تھا۔

کچھ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ بے حس۔ انہیں اپنے اعمال پر، اپنے افعال پر کوئی شرمندگی نہیں ہوتی۔ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہوتی ہے۔ ان کی نظروں میں ان کے غلط اعمال اچھے ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔

جہنم سے پہلے بھی ہمارے لیے اک سزا ہے اور وہ ہے دلوں پر مہر لگ جانا۔ اس لیے دلوں پر مہر لگ جانے سے پناہ مانگنی چاہیے۔

زارا کے گھر صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ نیلم وہیں تھیں باقی سب واپس آ چکے تھے۔ آیت بھی اپنے کمرے سے کم ہی نکلتی تھی۔ گھر کو مہر ماہ ہی سنبھالے ہوئے تھی۔ گلفام بھی کم ہی بولتا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھا اب۔ زارا کی موت نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور پھر اس کا وہ معصوم بچہ جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں تھا۔ آنے سے پہلے ہی اپنی ماں کے ساتھ واپس چلا گیا۔ وہ اس دنیا کے ظلم کو پہلے ہی دیکھ چکا تھا، وہ یہاں کیسے آسکتا تھا۔

oooooooooooooo

شام میں جازم آیا تھا تعزیت کے لیے۔ ڈرائنگ روم میں شاہ خاندان کے تینوں مرد بیٹھے ہوئے تھے۔

"مجھے واقعی ہی بہت دکھ ہوا زارا سفیان کے لیے۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر وہ دکھ کہیں نہیں تھا جس کی وہ بات کر رہا تھا۔ گلفام تو چپ ہی رہا تھا، بس وجدان ہی اس کی باتوں کے جواب میں بول رہے تھے۔

"مر تو سب نے ہی جانا ہے بیٹا۔ لیکن..... جو موت اپنے دیں اور ایسی بے دردی سے دیں۔ وہ دکھ ساری زندگی نہیں جاتا۔" وجدان اسے دیکھ کر نہیں بول رہے تھے لیکن ان کی

بات پر جازم کا رنگ سفید پڑا تھا۔ حلق میں کچھ اٹکا بھی تھا۔ پھر وہ مزید کچھ دیر یہاں رک کر چلا گیا تھا۔

دوسری جانب آیت اپنے کمرے میں بیٹھی اپنی امی سے بات کر رہی تھی۔ وڈیو کال تھی۔ اسکرین پر نیلم کے ساتھ ایک چار سال کا بچہ بھی دکھائی دے رہا تھا۔ وہ عبید تھا، زارا کا بیٹا۔ جو بالکل چپ اور سہما سا بیٹھا ہوا تھا۔

"عبید۔" آیت نے اسے پکارا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ اور پھر آیت کو دیکھنے لگا۔

"آیت آنی۔" وہ بس اتنا ہی بول سکا تھا۔ آیت کا خود پر سے ضبط ختم ہو رہا تھا۔

"ماما۔" وہ شاید صدمے کے زیر اثر ٹھیک سے بول نہیں پا رہا تھا۔ آیت اور نیلم کا دل تو جیسے کٹ ہی گیا تھا۔ تبھی دروازہ بجا کر کوئی اندر آیا تھا۔ آیت نے سر اٹھا کر دیکھا تو چونک سی گئی۔ دروازے پر میرال کھڑی تھی۔ پچھلے پانچ سالوں میں میرال ایک دفعہ بھی اس کے کمرے میں نہیں آئی تھی لیکن آج آئی تھی۔

"میرال تم۔ آؤنا۔ امی میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" میرال کو آنے کا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ اور پھر بیڈ سے نیچے اتر کر کمبل ایک طرف کرنے لگی۔ شاید دو دن سے اس کے روم کی صفائی نہیں ہوئی تھی۔ حالت سے یہی لگتا تھا۔ وہ اٹھ کر جیسے ہی کمبل اٹھانے لگی، میرال تیزی سے اس کے قریب آئی اور زور سے اسے گلے سے لگایا۔ آیت کا وجود بالکل ساکت ہو گیا تھا جبکہ میرال اس کے گلے سے لگی روئے جا رہی تھی۔ بے شک زارا آیت کی ممانی کی بیٹی تھی لیکن وہ بہت اچھی تھی۔ وہ شادی سے پہلے جب بھی یہاں آتی تو میرال اور برہان شاہ خاندان میں چلے آتے تھے۔ بچے سارے اس کے فین تھے۔ وہ اپنے خوبصورت لہجے سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیتی تھی۔ وہ سب کے ساتھ ڈھیروں باتیں کرتی، نیلم پھوپھو کے ساتھ کام کرواتی۔ آیت کو تیار کر کے سکول بھیجتی۔ پھر وہ پارک میں گھومنے جاتے تھے۔ لیکن اب سب کچھ ختم ہو گیا تھا کیونکہ اب زارا ختم ہو گئی تھی۔ اور اس کے جاتے ہی میرال کے دل سے اس کے لیے نفرت ختم ہو گئی تھی۔ کیا چیز ہے یہ موت بھی، جب آتی ہے تو محبتیں ساتھ لے آتی ہے۔ آیت کا سکتہ ٹوٹا تو پھر وہ کتنی دیر تک ایک

دوسرے سے لپٹی روتی رہیں۔ میرال نے اس سے معافی بھی مانگی تھی لیکن اس کے اپنے دکھ ختم نہیں ہو رہے تھے۔

oooooooooooo

اس وقت وہ ملک چراغ دین کے گھر پر موجود تھا۔ وہ اکثر یہاں آتا رہتا تھا۔ رضوان کی اور اس کی کافی اچھی دوستی تھی۔ ان کی پہلی ملاقات بھی مری میں ہی ہوئی تھی جب وہ وہاں گھومنے گیا تھا۔ لیکن فون پر رابطے کے علاوہ ان دونوں کا ملنا ملانا کم ہی ہوتا تھا۔ لیکن وہ جب سے گجرات واپس آیا تھا اکثر اس سے ملتا رہتا تھا۔ قتل و غارت بھی اس نے رضوان کی صحبت میں ہی سیکھا تھا۔ ڈرائنگ روم میں وہ سیاہ آنکھوں والا نوجوان تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے سکونی سی تھی۔ وہ بار بار پہلوؤں بدل رہا تھا۔ سامنے میز پر ایک تصویر رکھی ہوئی تھی۔ بھوری آنکھوں والا مسکراتا ہوا لڑکا۔ جس کو ہنستے ہوئے دیکھو تو دل کرتا ہے بس دیکھتے ہی رہو۔ آہ۔ وہ سید گلفام شاہ تھا۔ یاسر شعلہ بار نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا جب چراغ دین کھانستا ہوا اندر آیا۔ یاسر اپنی جگہ سے اٹھا اور ان سے ہاتھ ملایا۔

"طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟"

ان کو کھانستا دیکھ کر یاسر نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"جب اولاد بھری جوانی میں بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر مر جائے تو انسان کہاں ٹھیک رہ سکتا ہے برخوردار۔" وہ بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔

"اب تو اولاد کی اولاد کا غم ہے جو سلاخوں کے پیچھے ہے۔ اور اب کبھی باہر نہیں آئے گا۔" چہرے پر افسوس سا ابھرا تھا۔

"آپ فکر نہیں کریں۔ میں رضوان کو باہر لے آؤں گا۔" اس نے اپنی جانب سے چراغ دین کو یقین دہانی کروائی تھی۔

"اور وہ وکیل پھر سے میرے پوتے پر کیس ڈالے گا اور اندر کروادے گا۔ اس وکیل کی بڑی گہری نظر ہے میرے اوپر۔"

وہ نفرت سے کہتا سامنے رکھی اس کی تصویر کو اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"اس وکیل نے خوامخواہ ہی دشمنی مول لے لی ہے۔اسے یاسر مرزا کی دشمنی بڑی مہنگی پڑنے والی ہے۔ایسا کاری وار کروں گا کہ اس کی سات نسلیں یاد رکھیں گی۔"ملک چراغ نے تصویر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔پھر میز پر رکھی سگریٹ کی ڈبیہ اٹھائی اور ان میں سے ایک نکال کر لائٹر سے سلگانے لگا۔پھر منہ سے لگا کر اسے چھوڑ دیا۔سانس خارج کرتے ہوئے دھواں فضا میں اڑا دیا۔

"تم اسے مار دو گے تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم اسے کوئی بڑا نقصان پہنچا پاؤ گے؟"اس کے سوال پر یاسر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر پر کفن باندھنے والوں کو موت سے نہیں ڈرایا کرتے۔اس سے ہماری اپنی ہار ہوتی ہے۔"

"پھر مجھے کیا کرنا ہو گا؟"وہ ذرا آگے کو کھسکا تھا۔

"کچھ ایسا کہ وہ..... ساری زندگی سر اٹھا کر نا جی سکے۔" وہ سفید داڑھی والا آدمی، شلوار قمیص میں ملبوس اس وقت شیطانیت سے بھرپور وجود لیے بالکل غیر انسانی لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بدلے کی آگ بھڑک رہی تھی۔

"سنا ہے تمہارے باپ نے دوسری شادی کی تھی جس کی وجہ سے تمہارا خاندان برباد ہو گیا۔" یاسر نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

"آپ یہ کیسے جانتے ہیں اور اس کا کرنٹ سچویشن سے کیا تعلق؟" ملک چراغ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ مت پوچھو کہ میں کیسے جانتا ہوں، بلکہ یہ پوچھو کہ تمہارے خاندان کی زندگیاں برباد کرنے والی وہ عورت کون تھی۔" اب اس نے اپنی آنکھیں یاسر کی آنکھوں میں گاڑھ کر پوچھا تھا۔

"کون تھی؟"

خاموشی۔ لمبی اور گہری خاموشی۔اس خاموشی کے بعد ملک نے گلفام کی تصویر یاسر کے سامنے کی۔

"سیدہ انیلا محمود۔"

"اس کا وکیل سے کیا تعلق؟"یاسر اب تک نہیں سمجھا تھا۔

"وہ اس وکیل کی سگی خالہ تھی۔"

یاسر اس انکشاف پر کچھ بول ہی نہیں سکا۔

"تم اس سے بدلہ یہ سوچ کر مت لینا کہ تم یہ سب رضوان کے لیے کر رہے ہو۔ تم یہ سب یہ سوچ کر کرنا کہ تم اپنی ماں کی ادھوری زندگی کا بدلہ لے رہے ہو۔اصل مجرم یہ ہیں۔"یاسر کی رگیں تن گئیں تھیں۔ آنکھوں میں بے حد سرخی آگئی تھی۔اس کے اندر لاوا سا پکنے لگا تھا۔

"اس کی ایک بہن ہے اور.....بیوی بھی ہے۔ تم دیکھ لو،شروع کہاں سے کرنا ہے۔"

وہ کہہ کر اٹھ گیا تھا۔ قمیص جھاڑتا باہر نکل گیا جبکہ یاسر کئی لمحے وہاں بیٹھا رہا۔

oooooooooooo

وقت پر لگا کر اڑا تھا۔ آج زارا کو اس دنیا سے گئے ایک ماہ ہو چکا تھا۔ اور تین دن بعد بکرا عید تھی۔ شام گہری ہو رہی تھی اور قبرستان میں پرندوں اور کیڑوں کی آوازوں کے علاوہ کوئی انسانی آواز سنائی نا دیتی تھی۔ ایسے میں وہ ایک قبر کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ قبر کی تازہ مٹی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بے بسی کی انتہا کو تھا۔ قبر کے اوپر تازہ سرخ گلاب کی پتیاں جا بجھا بکھری پڑی تھیں۔

"مُجھے سرخ رنگ اور سرخ گلاب بہت پسند ہے۔"

اس کی سماعت نے کوئی بہت پرانا جملہ سنا تھا۔ آواز میں کھنک تھی۔

"مجھے پورے خاندان میں تم بہت گریس فل لگتے ہو، گلفام۔ تم بہت اچھے ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کتنا پیارا بولتی تھی۔اس کی آواز میں ایک سکون سا تھا۔اس سے باتیں کر کے انسان اپنی آدھی پریشانی کو یونہی بھول جاتا تھا۔

"میں تمہاری شادی کے لیے بہت پر جوش ہوں۔"اس کے بعد کی ہنسی میں تازگی تھی۔

"ویسے تمہارے بچے مُجھے کیا کہہ کر پکاریں گے؟خالہ یا پھوپھو؟"

آوازیں آرہیں تھیں،لیکن وہ چہرہ اب کہیں نہیں تھا۔اس خوبصورت چہرے کی بڑی بے حرمتی کی گئی تھی۔

"اگر میں مر گئی نا گلفام تو اوروں کا مجھے نہیں پتا،لیکن تم مجھ سے ملنے میری قبر پر ضرور آنا۔"

ساز بجتا تھا اس کی آواز میں۔لیکن اس جملے میں اک اذیت سی تھی،اک خوف سا تھا۔

"جب آپ جانتی تھیں کہ آپ کو اس گھر میں کوئی پسند نہیں کرتا۔آپ کو شک تھا کہ کچھ برا ہو سکتا ہے تو کیوں نہیں چھوڑ دیا وہ گھر۔کیوں رہیں آپ وہاں۔کیوں ہم سب کو اور خود کو اذیت میں ڈال دیا۔کیوں چلی گئیں آپ۔"

وہ بول رہا تھا۔ بڑی بے بسی کے ساتھ۔ چہرے پر آنسو گرتے جا رہے تھے۔ وجود پسینے سے تر ہو چکا تھا۔ تبھی اسے اپنے ہاتھ پر ایک لمس سا محسوس ہوا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ بالکل سامنے تھی۔ سفید کپڑوں میں دوپٹے کا حجاب بنائے، وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ تکلیف سے بھرپور مسکراہٹ۔ گلفام کو چند لمحے لگے تھے اس کے وہاں ہونے پر یقین کرنے میں۔

"آ.... آپ۔"

"تمہارا آنے کا شکریہ۔ میں بہت اکیلی تھی۔ مجھے اپنوں کی ضرورت تھی۔" وہ زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بول رہی تھی۔

"میں آ گیا ہوں۔ اب ہم ساتھ چلیں گے۔ اٹھیں۔" گلفام نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا، جسے اس نے پیچھے کھینچ لیا۔ لب بھینچ لیے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم کیا سمجھتے ہو۔ بہت آسان ہے مر کر جینا۔ تم موت کی تکلیف نہیں جانتے، گلفام۔ مرنے کے بعد.... مرنے کے بعد بھی جسم بے پناہ دکھتا ہے۔ کون چاہے گا کہ وہ مر کر پھر سے زندہ ہو جائے اور پھر سے موت اسے وہی تکلیف دے۔ جو وہ سہہ چکا ہے۔"

گلفام کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ ساکت سا اسے سن رہا تھا۔

"موت کی تکلیف تو میں نے اٹھائی ہی..... لیکن میں نے اپنے وجود پر چلتے تیز دھار چھرے کی جو تکلیف سہی نا گلفام۔ تم تصور نہیں کر سکتے۔ میں کتنی اذیت ناک موت لے کر مری ہوں۔" اس کے روشن چہرے پر آنسو گر رہے تھے۔

"دنیا بہت ظالم ہے۔ میں ہر گز وہاں واپس نہیں جانا چاہوں گی۔ میں اپنی اولاد کے ساتھ خوش ہوں۔ میں جہاں بھی ہوں، بہت سکون میں ہوں۔ کم از کم یہاں وہ تکلیف نہیں ہے جو میں سہہ کر یہاں تک پہنچی ہوں۔" گلفام میں جیسے بولنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔

"تم آئے، میری بات کا مان رکھا، بہت شکریہ۔ لیکن اب یہاں مت آنا۔ اپنی بیوی کے ساتھ خوش رہنا۔ ہم جلد ملیں گے۔ میں تمہاری محبت کی قدر دان ہوں۔ اپنا خیال رکھنا۔" وہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مسکرائی تھی اور اسی مسکراہٹ کے ساتھ اندھیرے میں غائب ہو گئی تھی۔اس کے جانے کے بعد وہ جیسے کسی ٹرانس سے باہر آیا تھا۔

"زارا....زارا.... کہاں ہیں آپ۔ایسے نہیں جا سکتیں۔زارا پلیز۔زارا...زارا...۔"

وہ اتنی بلند آواز سے چیخا تھا کہ درختوں پر بیٹھے پرندے اڑ گئے تھے۔وہ کتنی اذیت میں تھا، وہ کسی کو نہیں بتا سکتا تھا۔یہ راز تھا۔اس کا،زارا کا اور اس کے اللہ کا۔اور اسی راز کے ساتھ اب جینا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooo

وہ رات گئے واپس آیا تھا۔حلیہ قدرے بکھرا ہوا تھا۔کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیڈ پر مہر ماہ کو اپنا انتظار کرتے ہوئے پایا۔لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اپنا کوٹ اتارا۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک؟"عام سے لہجے میں پوچھتا وہ الماری کی جانب بڑھ گیا۔

"آج آفس میں اتنا وقت لگ گیا؟ رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔" گلفام کے چونکنے پر اس نے دیوار پر لگی گھڑی کی جانب اشارہ کیا۔ اس نے مہر ماہ کی نظروں کے تعاقب میں گھڑی کی جانب دیکھا تو عجیب شرمندگی سی محسوس ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری۔" وہ معذرت خواہ لہجے میں بولا تھا۔

"امی اور بابا بھی آپ کے لیے بہت پریشان تھے۔ میں انہیں بتا کر آتی ہوں کہ آپ آگئے ہیں۔" وہ بیڈ سے اتر کر گلفام کے ساتھ سے گزرتی جانے لگی، جب اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بتادوں گا۔ تم رہنے دو۔" اس کے ہاتھ کو دباتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ مہر ماہ نے بڑے غور سے اس کے حلیے کو دیکھا تھا۔ گلفام اس کے یوں مسلسل دیکھتے رہنے پر چونکا تھا۔ اسے لگا کہ مہر ماہ اس کے اندر کی بات جان جائے گی، تبھی اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

"اتنی محبت کرتے تھے آپ ان سے؟"

مہر ماہ کا سوال تھا یا پیروں کو جکڑتی کوئی زنجیر۔ گلفام قدم آگے نہیں بڑھا سکا۔ وہ جس بات سے ڈرا تھا، وہ سچ ثابت ہو گئی تھی۔ وہ ایڑھیوں کے بل گھوما۔ آنکھوں میں حیرت سی تھی۔

"ایسی محبت کرتے تھے آپ ان سے؟" اب اس کا اشارہ گلفام کے بکھرے حلیے کی جانب تھا۔ وہ گہری سانس بھرتا اس کے اور اپنے درمیان کے فاصلے کو مٹاتا اس تک آیا۔

"محبت نہیں کرتا تھا۔ وہ بس..... مجھے اچھی لگتی تھیں۔ محبت تو تم سے کرتا ہوں۔" وہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فرق کیا ہے ان دونوں میں؟"

اسے واقعی ہی جاننا تھا۔ گلفام نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور پھر مسکرا کر وہاں سے جانے لگا۔ پھر ڈرامڑ کر دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ سینے پر ہاتھ باندھے، وہ گلفام کو پھر سے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔ وہ پیشے کا وکیل تھا لیکن ابھی سامنے اس کی بیوی تھی۔ اور وہ کٹہرے میں کھڑا کوئی مجرم۔

"کیا چاہتی ہو۔ ایکسپلین کروں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ مہر ماہ نے زور زور سے سر ہلایا۔ وہ آنکھیں بند کر کے ہنسا تھا۔

"یہاں آؤ۔"

گلفام کے بلانے پر وہ اس کے قریب چلی گئی تھی۔ اس کے پاس آتے ہی گلفام نے مہر ماہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔

"میں تھپڑ نہیں کھانا چاہتا۔" پہلے تو وہ سمجھی نہیں۔ لیکن پھر زور سی ہنسی تھی۔ کمرے میں اس کی ہنسی کی گونج گلفام کو دل کے تار چھیڑتی محسوس ہوئی تھی۔ یہ جلترنگ اسے بہت بھلی لگی تھی۔ یہی تو تھی محبت۔ اپنی محرم سے محبت۔ جس سے محبت اسے وہ تکلیف نہیں دے سکتی تھی جو اسے اک نامحرم سے کر کے ہوئی تھی۔ وہ ہنس رہی تھی اور وہ محو سا اسے دیکھ رہا تھا۔ جب گلفام ہنستا تھا تو اک دنیا اسے ٹھہر کر دیکھتی تھی۔ اور جب مہر ماہ ہنستی تھی تو گلفام کو کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا تھا۔ وہ دل کو خوبصورت لگتی تھی۔

oooooooooooooooooo

اس وقت وہ اپنے آفس روم میں بیٹھا ہوا تھا۔اس کے سامنے روحیل ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ وہ آفس سوٹ میں ملبوس تھا جس کا کوٹ پیچھے اسٹینڈ پر لٹکا ہوا تھا۔وائٹ شرٹ کے آستین مڑے ہوئے تھے۔بال آج جیل سے پاک تھے لیکن وہ انہیں بڑی خوبصورتی سے پیچھے کو کیے ہوا تھا۔ کبھی کبھی آگے آکر پیشانی پر گرتے تھے جنہیں وہ ہاتھ سے پیچھے کر دیتا تھا۔ کلائی میں گھڑی ہمیشہ کی طرح موجود تھی۔

اسے دیکھ کر یہی خیال آتا تھا کہ وہ کسی مصور کا شاہکار تھا۔وہ.....جازم مرزا..... خوبصورتی میں سب کو مات دیتا تھا۔اور پھر اس کی آواز..... بھاری اور گھمبیر آواز۔وہ الگ تھا۔وہ بہت الگ تھا۔وہ پریشانیوں میں پرسکون رہنے والا مرد تھا۔

"تو یعنی سید گلفام شاہ اب اکیلے ہی میری تلاش میں ہے؟"

روحیل نے اسے شہرام کے استعفیٰ کے بارے میں بتایا تو اس نے پہلا سوال یہی پوچھا تھا۔

"جی۔وہ بالکل اکیلا ہے۔شہرام اس کی کمر تھا،جو کہ اب ٹوٹ.....۔"

"پھر بھی تین دن کے اندر اس نے ملک کے خلاف ثبوت اکھٹے کر لیے اور کیس بھی جیت گیا۔"

اس نے بڑے آرام سے روحیل کی بات کاٹی تھی۔ جس پر روحیل کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔

"کوئی ہے..... کوئی تو ہے روحیل جو ابھی تک اس کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ جو اس کے پیچھے کام کر رہا ہے۔" وہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ روحیل نے بہت سارا تھوک نگلا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر وہ.....۔"

"شہرام۔" اس نے ناسمجھی سے جازم کو دیکھا۔

"شہرام پر گہری نظر رکھو۔ وہ کہاں آرہا ہے۔ کہاں جا رہا ہے۔ کیا کرتا ہے۔ ہر چیز کی اطلاع چاہیے مجھے۔ اور جہاں کچھ مشکوک لگے۔ بنا دیر کیے....." اس نے ٹھہر کر روحیل کو دیکھا۔ "مار دینا اسے۔" روحیل نے گھبرا کر اسے دیکھا تھا۔

"میں.... میں نے کبھی قتل نہیں کیا،صاحب۔"جازم کے لبوں کو سرد مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"دشمن بڑھ گئے ہیں،روحیل۔دشمنی نبھانے کا مزا آرہا ہے۔لیکن شہرام.....وہ میرے لیے ایکسٹرا دشمن ہے۔لیکن مین کام وہی کر رہا ہے۔تمہیں بس وہ کرنا ہے جو میں کہوں۔ورنہ تو تم جانتے ہو نا کہ تمہارا خاندان میری گن.....۔"

"ٹھیک ہے صاحب۔جیسا آپ کہیں۔"وہ تیزی سے بولا تھا۔خاندان کے نام پر اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔جازم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔تبھی میز پر رکھے انٹر کام پر بیل ہوئی۔روحیل کو ہاتھ سے جانے کا اشارہ کر کے اس نے فون کان کے ساتھ لگایا۔

"ہمم.... بھیج دو۔"

شاید کوئی آیا تھا۔اس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ دشمن پسندیدہ تھا۔وہ سکون سے پیچھے ٹیک لگا گیا۔

oooooooooooooooo

"مے آئی کم ان مسٹر مرزا صاحب؟"

وہ دروازے پر کھڑا استہزایہ مسکراہٹ لبوں پر لیے کھڑا تھا۔جازم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔عام سے نقوش،ناٹ ہینڈسم،بال جیل سے پیچھے جمائے،آفس ڈریس،آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے وہ جازم کو بہت کچھ یاد کروا گیا تھا۔اس کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے تھے لیکن ہمیشہ کی طرح چہرے پر مسکراہٹ سجالی۔

"اگر میں اجازت نادوں تو کیا تم..... نہیں آؤ گے؟"وہ سکون سے پیچھے ٹیک لگا گیا تھا۔واصف کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

"ایسا سوچنا بھی مت۔میں آرڈرز نہیں مانتا۔"

وہ مغرور سے انداز میں اندر چلا آیا تھا۔کوٹ کا بٹن کھولتا وہ جازم کے بالکل سامنے جا کر بیٹھ گیا۔

"آرڈرز نا ماننے والے ہی نقصان اٹھاتے ہیں۔"وہ اسی طرح پر سکون سا اسے دیکھتا رہا تھا۔لیکن اندر کہیں پرانے زخم تازہ ہوئے تھے۔واصف کا چہرہ جہانزیب سے کچھ الگ نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مُجھے لیکچر ربالکل بھی نہیں پسند۔ مت بنو۔" وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے تمکنت سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"تبھی تم زندگی میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے۔ واصف نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"تم بھی صرف باتوں کے ساتھ ہی اچھے ہو۔"

"میں اپنے کام کے ساتھ بھی بہت اچھا ہوں۔ کبھی چیلنج مت کر دینا۔" جازم کے لفظوں میں واضح تنبیہہ تھی۔

"میں تمہارا حال اس سے بھی بدتر کروں گا، جو تم نے میرے باپ کا کیا ہے۔ تم کیا کرو گے؟" وہ واقعی ہی چیلنج کر رہا تھا۔ جازم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

"میں کروں گا یہ....۔" وہ میز پر کہنیاں ٹکاتا، ہاتھوں کو ٹھوڑی تلے جمائے آگے کو ہوا۔ سیاہ سرد آنکھیں واصف کی آنکھوں میں گاڑھی، جہاں اب چشمہ نہیں تھا۔

"جب تم یہاں سے نکل جاؤ گے۔ تو میرے کچھ لوگ آئیں گے تمہارے پیچھے۔ اگر تو تم آرام سے ان کی بات مان گئے تو ٹھیک۔ نہیں تو..... کیا نام ہے تمہاری بہن.....۔"

"میری بہن کا نام مت لینا گھٹیا آدمی۔" وہ بلند آواز میں چلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ جازم کے لبوں پر مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔ آنکھوں کا سرد پن بھی بڑھ سا گیا تھا۔

"نہیں تو کیا کرو گے؟"

"میں ابھی اور اسی وقت تمہیں شوٹ کر دوں گا۔" اس نے اپنی جیب سے گن نکال کر جازم کا نشانہ لیا تھا۔ وہ ایک لمحے کو، بس ایک لمحے کو چونکا تھا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"کرو شوٹ۔ سامنے ہی بیٹھا ہوں۔ کیونکہ اگر آج تم نے مجھے زندہ چھوڑ دیا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ کندھے اچکاتا اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ واصف کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہاری بہن....۔"لفظ اس کے منہ میں رہ گئے تھے جب کلک کی آواز کے ساتھ گولی چلی اور جازم کے بازو کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی۔ لوہے کی گرم سلاخ نے اسے لڑکھڑانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ سنبھلا نہیں تھا کہ ایک اور گولی پستول سے نکلی اور اس کے پیٹ میں پیوست ہو گئی۔ وہ درد سے بلبلا اٹھا تھا۔ فرش پر خون تیزی سے گرنے لگا تھا۔ تیسرا نشانہ لیا جا چکا تھا۔ جازم کے دل کے مقام پر۔ اس سے پہلے کہ گولی چلتی دروازہ تیزی سے کھلا تھا اور آنے والے تین لوگ واصف پر جھپٹے تھے۔ وہ اپنا آپ چھڑوانے کی تگ و دو کرنے لگا تھا لیکن گرفت بہت سخت تھی۔ جازم دھڑام سے فرش پر آ گرا تھا۔

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا گھٹیا آدمی۔ میں تمہیں مار دوں گا۔ تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔"فرش پر گرے وجود کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ کچھ جتاتی ہوئی مسکراہٹ اور پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔

"پولیس کو بلاؤ، کوئی ایمبولینس کو بلاؤ۔"یہی آوازیں اس کے کانوں میں جا رہی تھیں۔ ہر جانب خون ہی خون پھیل گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ مکمل طور پر ہوش و حواس کی دنیا سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیگانہ ہو چکا تھا۔ واصف کو ابھی تک کچھ لوگوں نے جھکڑا ہوا تھا۔ وہ خود کو چھڑوانے کی سعی کر رہا تھا۔

ooooooooooooooooooooo

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں موبائل پکڑا ہوا تھا۔ جس پر واٹس ایپ کھلی ہوئی تھی اور سامنے زارا کی چیٹ تھی۔ وہ اک آخری وائس میسج تھا جسے وہ پچھلے ایک مہینے میں کتنی دفعہ سن چکی تھی۔ اور اب پھر سن رہی تھی۔

"آیت میں ولیمے پر بھی نہیں آسکی۔ مُجھے پتا ہے کہ تم ناراض ہوں گی۔ لیکن جلد ہی میں تمہاری یہ ناراضگی ختم کر دوں گی۔ کچھ دنوں میں میں ابو کی طرف چکر لگاؤں گی اور پھر تم سب کی دعوت کروں گی۔ لازمی آنا ورنہ پٹو گی مجھ سے۔" آخر میں ایک مسکراتا ہوا ایموجی تھا۔ آیت واقعی ہی ناراض تھی اور اس نے کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا۔ لیکن اب..... وہ اس ایک ماہ میں اس وائس میسج کے بہت سارے جواب دے چکی تھی لیکن اب وہاں سے ریپلائے نہیں آتا تھا۔ وہ ایک ماہ میں بری طرح ٹوٹ گئی تھی۔ حسن ماند پڑ گیا تھا۔

آنکھوں کے نیچے رونے کی وجہ سے حلقے پڑ چکے تھے۔ وہ اکثر ڈر کر اٹھنے لگی تھی۔ کچھ دن تو نیلم اس کے ساتھ سوتی رہیں تھیں لیکن پھر اس نے انہیں تسلی دے کر مطمئن کیا تو وہ اپنے کمرے میں سکون سے سونے لگیں۔ صبح سے اس نے کچھ کھایا بھی نہیں تھا۔ تبھی دروازے پر دستک دے کر مہر ماہ اندر آئی۔ آج اس کی نائٹ ڈیوٹی تھی تو وہ اس وقت گھر میں ہی تھی۔ آیت نے موبائل ایک طرف رکھا اور مہر ماہ کو دیکھا۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی تھی۔ مہر ماہ کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔

"بس کر دو رونا، آیت۔ اور کتنا رونا ہے؟" ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھتی وہ آیت کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"جب تک آنسو خشک نہیں ہو جاتے۔" آنسو پھر سے اس کے چہرے پر پھسلنے لگے تھے۔

"دیکھو کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا۔ سارا حسن خراب کر دیا ہے اپنی آنکھوں کا۔"

مہر ماہ نے اس کے آنسو کو اپنی پوروں سے صاف کیا۔ وہ زخمی سا مسکرا دی۔

"جب حسن کو مٹی ہی ہونا ہے بھابھی تو ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کچھ بول ہی نہیں پائی۔ زارا کی موت نے اسے کتنا بدل دیا تھا۔

"آپ نے اور باقی گھر والوں نے کھانا کھالیا؟"

مہر ماہ کو خاموش دیکھ اس نے پوچھا۔

"سب نے کھالیا ہے۔ بس تم ہی رہ گئی تھیں۔"

"چلیں پھر میں بھی سب کے ساتھ ہی بیٹھ کر کھاؤں گی۔" ٹرے ہاتھ میں لیے وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ مہر ماہ بھی مسکرا کر اس کے ساتھ ہی باہر آ گئی۔ لاؤنج میں وجدان کے علاوہ سب موجود تھے۔

Clubb of Quality Content

"بھائی آفس نہیں گئے آج؟" گلفام کو صوفے پر بیٹھا دیکھ کر پوچھا گیا۔

"نہیں، وہ کہہ رہے تھے آج کچھ اتنا خاص کام نہیں ہے۔ اس لیے نہیں گئے۔" وہ دونوں مسکراتے ہوئے لاؤنج میں ہی چلی آئیں تھیں۔ آیت، دادا اور دادی کے درمیان میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ مہر ماہ نیلم کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔ گلفام سامنے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور

اس کے سامنے دیوار پر لگی ایل سی ڈی پر کوئی وڈیو چل رہی تھی۔ وہ بار بار اکتا کر چینل بدل رہا تھا۔

"کیسی طبعیت ہے میری گڑیا کی؟" دادی جان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا جبکہ دادا جان نے پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔" وہ قدرے مسکرا کر بولی تھی۔

"تم نے آنکھوں کا حال دیکھا ہے اپنی؟ سوجھ گئی ہیں رو رو کر۔" نیلم نے فکر مندی سے کہا تھا۔ اس نے شکوہ کناں نظروں سے اپنی ماں کو دیکھا۔ ماں کی بات آج بھی اسے یاد تھی۔ وہ تکلیف دہ لفظ کیسے بھول سکتی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی، نیوز چینل پر چلتی خبر نے سب کا دھیان اپنی جانب کھینچا تھا۔

"ناظرین آپ کو تازہ ترین خبر سے آگاہ کرتے چلیں۔ گجرات شہر کے مشہور بزنس ٹائیکون مسٹر جازم مرزا پر ان کے آفس میں گھس کر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس کے باعث وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں ایمرجنسی میں ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔"

ایک جانب آفس کی سی سی ٹی وی فوٹیج چل رہی تھی۔جہاں واصف اس پر گن تانے کھڑا تھا۔شاہ خاندان میں سناٹا چھا گیا تھا۔آیت کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جھکڑا تھا لیکن وہ اس وقت کوئی ری ایکشن نہیں دے پائی تھی جبکہ گلفام کو بھی جھٹکا سا لگا تھا۔

"آپ وڈیو میں دیکھ سکتے ہیں کہ کیسے مسٹر واصف لغاری نے جازم مرزا کو اپنی گن کے نشانے پر رکھا ہوا ہے۔"

گھر کے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے جہانزیب لغاری نے غصے سے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔

"لعنت ہو تم پر بیوقوف لڑکے۔اور اس سے بھی زیادہ لعنت اس مرزا پر ہو۔چال باز کہیں کا۔"ان دونوں پر لعنت بھیج کر اس نے پاس رکھا اپنا فون اٹھایا اور اپنے یقین کے وکیل کو فون کرنے لگا۔

دوسری جانب شاہ خاندان تھا۔جہاں گلفام تیزی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب گیا اور دو منٹ بعد وہ باہر آتا دکھائی دیا۔اس کے ہاتھ میں چابی تھی۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

نیلم تیزی سے اس کے پیچھے لپکیں۔

"میں گجرات جا رہا ہوں۔مُجھے اس وقت اس کے پاس ہونا چاہیے۔"وہ فکر مند سا بول رہا تھا۔

"یہ دشمنی اور قتل کا معاملہ ہے، گلفام۔پتا نہیں وہ زندہ بھی ہے یا مر.....۔"

"امی پلیز۔ایسے تو نا کہیں۔"اس نے جیسے منت کی تھی۔نیلم کی بات پر آیت کا دل بھی اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

"تو پھر تم مت جاؤ۔پتا نہیں وہاں کے کیا حالات ہوں گے۔"

"جیسے بھی حالات ہوئے۔میں دیکھ لوں گا۔فی الحال میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔آپ لوگ بس دعا کیجئے گا۔"وہ آگے سے کسی کی بھی سنے بغیر لاؤنج کا دروازہ پار کرتا نکل گیا تھا۔

نیلم آہ بھر کر رہ گئیں تھیں۔آیت کا اپنا دل ہر چیز سے جیسے اچاٹ ہو گیا تھا۔

وہ تکلیف میں تھا، آیت کیسے پر سکون ہو سکتی تھی۔ لیکن وہ چپ تھی۔ اسے بولنے کا حق نہیں تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کسی نے اسے نہیں روکا۔ مہر ماہ بھی بالکل چپ سی ہو گئی تھی۔

oooooooooooooo

اپارٹمنٹ سے مسلسل رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اپارٹمنٹ کا دروازہ پار کر کے دیکھو تو سامنے لاؤنج میں شہوات صوفے پر بیٹھی روئے جا رہی تھی جبکہ عالیہ اسے چپ کروانے کی کوششوں میں لگی ہوئیں تھیں۔ شاید وہ بھی نیوز سن چکی تھی۔

"مُجھے بابا کے پاس جانا ہے۔ وہ تکلیف میں ہیں۔ کچھ کریں آنی کچھ کریں۔"

"بابا ٹھیک ہوں گے، شہوات۔ ایسے مت رو۔ ہم ان سے فون پر بات کر لیں گے۔" وہ اپنی جانب سے تسلیاں دے رہی تھیں۔

"تو پھر فون کریں۔ ابھی بابا کو فون کریں۔" وہ آنسو پونچھتی اس کے سینے سے الگ ہوئی تھی۔

"میں جب تک اپنے باپ سے بات نہیں کر لیتی۔ مجھے سکون نہیں آئے گا۔" شہوات نے تحکم سے کہا تھا اور عالیہ اس کے حکم کی پابند۔

ہاتھ میں پکڑے موبائل پر اس نے جازم کا نمبر ملایا۔ فون بند جا رہا تھا۔ انہوں نے مایوسی سے شہوات کو دیکھا۔ شہوات کا دل جیسے مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔

"یا اللہ پلیز... پلیز میرے بابا کو کچھ مت ہونے دینا۔ وہ میرا عظیم باپ ہے۔ اور میرے لیے وہ سب کچھ ہے۔ پلیز اللہ میاں۔" وہ ہاتھوں کو ایک دوسرے میں الجھائے اللہ سے دعائیں مانگنے لگی تھی۔ عالیہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔ انہیں خود فکر ہو رہی تھی۔ وہ جیسا بھی تھا، شہوات کا باپ تھا۔ اور باپ کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔

oooooooooooooooo

"ویسے یہ کونسے ہسپتال میں ہے؟"

میمونہ اور یاسر اس وقت میمونہ کے کمرے میں تھے۔ رئیسہ بیگم کو اس نے میڈیسن دے کر فی الحال سلا دیا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی ان دونوں نے بھی نیوز دیکھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پتا نہیں۔"

وہ بار بار سی سی ٹی وی کی وہ وڈیو دیکھ رہا تھا جس میں واصف جازم پر گن تانے کھڑا تھا اور پھر ساتھ ہی اسے شوٹ بھی کیا تھا۔

"تمہیں تو ہر بات کا پتا ہوتا ہے۔ حیرت ہے۔ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے تم۔"

وہ طنزیہ بولی تھی۔

"جانتا ہوں لیکن تمہیں نہیں بتانا چاہتا۔" وہ مصروف سا کہتا میمونہ کو طیش دلا گیا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارا وہ قاتل بھائی۔" وہ حقارت سے کہتی اٹھ گئی تھی جبکہ یاسر نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ وہ کچھ اور سوچ رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ اٹھا اور گاڑی کی چابی لیے باہر چلا آیا۔ ہال میں وہ سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے نظر انداز کرتا وہ دروازہ پار کر گیا تھا۔ میمونہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔

"کب ملو گے تم دوبارہ خوبصورت آنکھوں والے۔" آنکھیں بند کرتے ہی اس کے ذہن میں برہان کا چہرہ واضح ہوا تھا۔ وہ شاید اسے مس کر رہی تھی۔

ooooooooo

پولیس اسٹیشن میں اس وقت عجیب سا ماحول ہوا پڑا تھا۔ واصف پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں تھا لیکن اب وہ بڑے پکے ثبوتوں کے ساتھ پکڑا گیا تھا۔ اس کے حمایتی پولیس اسٹیشن کے باہر رش لگائے کھڑے تھے۔ وہ ہر حال میں اسے ریلیز کروانا چاہتے تھے۔ اندر پولیس اپنا کام کر رہی تھی۔ تبھی کوئی اندر آیا تھا۔ تھانیدار کامران رفیق نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہاں چالیس کے لگ بھگ ایک شخص کھڑا تھا۔ وکیلوں والا کوٹ پہنے، ہاتھوں میں فائل تھامے وہ پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے آتے ساتھ ہی پولیس والے کے سامنے وہ فائل رکھی اور میز پر ہاتھ رکھے آگے کو جھکا۔

"میں واصف لغاری کا وکیل ہوں۔ اس سے ملنے آیا ہوں۔" سرد لہجے میں کہا گیا تھا۔

پولیس والے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر فائل کو۔

پھر پاس کھڑے سپاہی کو اشارہ دیا۔ سپاہی جلیس اشارہ سمجھ کر وکیل کو اپنے ساتھ لیے ملاقاتی کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

"آئیے صاحب۔"

وہ دونوں ایک کمرے میں آگئے تھے۔ وہاں دو کرسیاں رکھی ہوئیں تھیں جن کے درمیان شیشے کی مضبوط دیوار تھی۔ دونوں جانب فون رکھے ہوئے تھے بات کرنے کے لیے۔ سکیورٹی بہت سخت تھی۔ تبھی ایک اہلکار واصف کو اپنے ساتھ لے کر اندر آتا دکھائی دیا۔ واصف نے وکیل کو دیکھا جس کے چہرے پر سرد سی مسکراہٹ تھی۔

"میں تنہائی میں بات کرنا چاہوں گا۔" وکیل کے کہنے پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس۔ جو بات کرنی ہے، جلد کرنی ہے۔" اہلکار کہہ کر جلیس کو لیے باہر نکل آیا تھا۔ اب وہاں وہ دونوں تھے۔ وکیل کی سرد مسکراہٹ اور واصف کے حیرت زدہ تاثرات۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وکیل نے فون اٹھایا اور چند بٹن دبائے۔اسے فون اٹھانے کا اشارہ کیا، جسے اس نے وکیل پر سے نظریں ہٹائے بغیر کان کے ساتھ لگایا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے، میں نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا۔"

واصف کی بات پر وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔"پھر تم میرا کیس کیوں لے رہے ہو؟"

وہ پیچھے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"غلط۔میں تمہارا کیس لے نہیں رہا، بلکہ تمہیں اس کیس میں مزید پھنسا رہا ہوں۔"وہ سرد سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا واصف کو چونکنے پر مجبور کر گیا تھا۔کچھ غلط ہونے کے احساس نے واصف کا سانس تک روک لیا تھا۔

"میں سمجھا نہیں؟"

"اگر تم سمجھدار ہوتے تو کیا تم جازم مرزا پر اس کے آفس میں گھس کر حملہ کرتے؟"

سوال پر وہ ٹھٹکا تھا۔

"یہ الزام ہے۔ میں نے اسے....۔"

"کر دی نا بے وقوفوں والی بات۔ تم اتنے بڑے آدمی کے بیٹے ہو لیکن یہ تک نہیں معلوم کہ ایسی جگہوں پر سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوتے ہیں۔"اور اب سہی معنوں میں واصف کا سانس رکا تھا۔اس کے ذہن سے یہ اہم بات کیسے نکل گئی۔اس نے پریشانی سے اپنی پیشانی کو مسلا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ....اتنے واضح ثبوت کے بعد کوئی تمہارا کیس لے کر اپنے پیروں پر کلہاڑی مارے گا۔"

"میں....میں باہر کیسے آؤں گا؟اگر بابا نے تمہیں بھیجا ہے تو کوئی تو پلان کیا ہو گا نا اُنہوں نے؟"واصف کے گھبراہٹ سے کہنے پر وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا تھا۔

آہ۔وہ ہنستے ہوئے کتنا اچھا لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اپنی ساری زندگی جس نے بغیر کسی سہارے کے گزاری ہے، تم اس کا مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔ تم..... جو اپنے باپ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ جازم مرزا کا مقابلہ کرے گا؟" انداز تمسخر اڑاتا تھا۔ واصف نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا۔

"یہ بکواس بعد میں کرنا۔ پہلے وہ کرو جس کے لیے آئے ہو۔ مجھے یہاں سے نکالو۔" وہ پھنکارا تھا۔

"حد میں رہو، لغاری۔ میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں، جس پر تم حکم چلاتے پھرو۔" وہ اس سے زیادہ درشتی سے بولا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں تمہیں نکالنے نہیں، بلکہ مزید پھنسانے آیا ہوں۔ میں تمہارا نہیں، جازم کا وکیل ہوں۔" وہ سختی سے کہتا کورٹ جھاڑتا اٹھ گیا تھا۔ واصف صدمے سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے پولیس والے کو خود کہا تھا کہ تم میرے وکیل ہو۔" اسے اٹھتا دیکھ کر وہ جیسے پریشان ہوا تھا۔ امید کی اک کرن نظر آئی تھی، وہ بھی ختم ہو رہی تھی۔

"عیاشی کی زندگی جینے والے تم لوگ..... جب جیل میں چکی پیستے ہو تو ایسے ہی ایڑیاں رگڑتے ہو۔ چاہے تمہارے سامنے کتنا ہی بڑا دشمن کیوں نا کھڑا ہو۔"

"تم..... تم دشمن نہیں ہو سکتے۔"

"اس نے تمہیں چیلنج کرنے سے منع کیا تھا اور تم.... تم نے اسے چیلنج کیا۔ جان بوجھ کر۔ اب بھگتو۔ وہ تمہیں بری طرح پھنسا چکا ہے۔ اس نے تمہارے جلد آنے والے غصے کا جائز فائدہ اٹھالیا ہے۔" وہ وکیل اب وہاں سے نکل رہا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ یہ کیسی مسکراہٹ تھی، جس نے واصف کی جان ہوا کر دی تھی۔

"تم میرے باپ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ تم جھوٹے ہو۔" وہ چلا رہا تھا لیکن اسے آواز نہیں آرہی تھیں۔۔

واصف لغاری اتنا تو جان گیا تھا کہ وہ وہاں آنے سے پہلے جہانزیب کے پاس گیا ہو گا۔ انہیں بہت سا یقین دلا کر، انہیں جیت سے پہلے جیت کی خبر سنا کر ہی یہاں آیا ہو گا۔

آہ۔ یہ جھوٹے اور مکار وکیل۔

وہ شخص باہر آ گیا تھا۔ مسکراہٹ اب لبوں سے عنقا ہو چکی تھی۔

اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ اندر بیٹھتے ہی وہ اسے وہاں سے بھگا لے گیا۔ پیچھے فضا اس کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

oooooooooooo

وہ ہسپتال کے کاریڈور میں بے چینی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔ اس کے آنے سے پہلے ہی جازم کو ایمرجنسی وارڈ سے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا لیکن اس کے گارڈز اسے اندر نہیں جانے دے رہے تھے۔ دو تین چکر کاٹنے کے بعد وہ دوبارہ گارڈز کے پاس آیا۔

"تم لوگ جا کر اسے بتاؤ کہ سید گلفام شاہ آیا ہے۔ وہ جانتا ہے مجھے۔" وہ پریشان لگتا تھا۔ گارڈز نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ان میں سے ایک اندر چلا گیا۔ گلفام نے آنکھیں بند کر فضا میں سانس چھوڑا تھا۔ دس سیکنڈ کے اندر گارڈ باہر آیا۔

"آپ جا سکتے ہیں۔"

اس نے دروازہ کھولا تو وہ ایک ملامتی نظر ان دونوں پر ڈالتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

اندر آیا تو بستر پر جازم کو سوئیوں میں جھکڑے پایا۔اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"آئیے شاہ صاحب۔"

مسکرا کر کہا تو وہ اس کے قریب چلا آیا۔

"معذرت کہ آپ کو اتنی تکلیف اٹھانی پڑی۔دراصل میں فی الحال رسک نہیں لینا چاہتا،اس لیے....."

"کوئی بات نہیں۔آپ کو ٹھیک دیکھ کر اچھا لگ رہا ہے۔"وہ اس کے پاس کرسی کھینچتا بیٹھ گیا تھا۔جازم جواباً مسکرایا تھا۔

"عموماً ایسے کیسز میں مریض کو اتنی جلدی ہوش آتا نہیں ہے جیسا آپ کے کیس میں ہوا ہے۔"وہ حیرت زدہ سا بولا تھا۔جازم کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میں مظبوط اعصاب کا مالک ہوں شاہ صاحب۔ایک دو گولی سے مُجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔"

اس کے انداز پر گلفام چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"جان لینے کے لیے ایک ہی گولی کافی ہوتی ہے جازم۔ اگر نشانہ عقلمندی سے لیا جائے تو۔"

مسکراہٹ دونوں کے لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔

"وہ عقلمند نہیں ہے۔ بس اسی بات کا فائدہ اٹھایا ہے میں نے۔" وہ ابرو اچکا کر بولا تھا جبکہ گلفام اس کی بات پر چونکا۔

"مطلب؟"

جازم نے گہرا سانس لیا تھا۔ "مطلب یہ کہ..... میں نے اسے کہا تھا کہ میں دشمنی بڑی ایمانداری سے نبھاتا ہوں۔ بس چیلنج مت کرنا۔ اس نے چیلنج کیا، میں نے اس کو پوری فلم دکھادی۔ اتنی آسانی سے باہر نہیں آنے دوں گا اب میں اسے۔"

"اس نے تم پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ تم اتنے پر سکون کیسے ہو؟" گلفام نے اسے پہلی دفعہ تم کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ جازم نے غور سے "تم" لفظ سنا تھا۔ اس لفظ پر وہ اثبات میں سر ہلاتا مسکرایا تھا۔

"اسے سبق سکھانے کے لئے یہ ضروری تھا۔ جب تک جان خطرے میں نا ڈالو، دشمن سے جان چھوٹتی نہیں۔"

گلفام اس کی سمجھداری کی داد دیئے بغیر رہ نہیں سکا تھا۔

"آپ کا دشمن جیل میں ہے۔ اپنے رچائے کھیل میں وہ خود پھنس چکا ہے۔ خطرہ کس بات کا؟" اس کا اشارہ گارڈز کی جانب تھا۔

"احتیاط ضروری ہے۔"

"مجھ سے بھی خطرہ ہے؟"

نا جانے کیوں اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔ اس کی بات پر جازم کی مسکراہٹ تھمی۔ اس نے بغور گلفام کو دیکھا۔ جس طرح وہ اس کے لیے چلا آیا تھا، اگر وہ اس کا دشمن نا ہوتا تو بہت اچھا دوست ہوتا۔ نا جانے کیوں جازم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس کو گلفام کا اپنے لیے فکر مند ہونا اچھا لگا تھا۔ وہ صرف شکل سے نہیں، بلکہ دل کا بھی بہت اچھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور پھر ایک خیال نے سب کچھ تہس نہس کر دیا تھا۔اور وہ تھیں سیدہ انیلا۔

اس کی سوتیلی ماں، گلفام کی سگی خالہ۔وہ عورت جس کی وجہ سے وہ آج ایک قاتل بن چکا تھا۔

معصوم حیدر،اب بے رحم جازم مرزا بن چکا تھا۔

"اس دن تم..... تمہاری خالہ کی تصویر دیکھی میں نے۔ کہاں ہوتی ہیں وہ؟"جازم کے بے وقت سوال پر گلفام نے چونک کر اسے دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا،ڈاکٹر اندر آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پلیز آپ پیشنٹ سے اتنی دیر بات مت کریں۔ان کے لیے یہ ٹھیک نہیں ہے۔"ڈاکٹر کی ہدایت پر گلفام نے سر ہلایا اور پھر مسکرا کر جازم کو دیکھا۔

"GET WELL SOON"

پھر کمرے سے نکل آیا تھا جبکہ جازم خاصا بد مزہ ہوا تھا۔اس نے سخت چتونوں سے ڈاکٹر کو دیکھا۔

°°°

اک دشمن جان سے پیارا ہے۔

قسط نمبر:09

آج کا دن اپنے ساتھ خوشیاں لے کر آیا تھا۔

جانے والوں کا غم اپنی جگہ لیکن ان کے غم میں ہمیں اللہ کی جانب سے دی گئی خوشیوں کو بدمزہ نہیں کرنا چاہیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عموماً لوگ کسی کو عید ہو یا رمضان المبارک، شب برات ہو یا شب معراج، مبارک اس لیے نہیں کہتے کہ ان کا کوئی دنیا سے رخصت ہو گیا ہے تو وہ کیا سوچے گا۔ یہی کہ میرا اتنا عزیز اس دنیا سے چلا گیا اور اسے مبارکوں کی پڑی ہے۔ شاید یہ بے رحم اور بے حس انسان ہے۔ اسے دوسروں کا غم نظر نہیں آتا۔ تو پلیز اس سوچ سے نکل آئیں۔ جو اس دنیا سے چلا گیا ہے، اس کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ اب پیچھے رہ جانے والوں کی باری ہے۔ اب اپنا سوچیں۔ یہ تو اللہ کی طرف سے آزمائشیں ہوتی ہیں، جن پر صبر کرنا ہوتا ہے۔ اور تہوار اللہ کی جانب سے تحفے ہوتے ہیں۔ جنہیں ہنسی خوشی قبول کرنا ہوتا ہے نا کہ اپنی بے بسیوں کا رونا، رونا ہوتا ہے۔

یہی حالات شاہ خاندان میں تھے۔ سنت ابراہیمی کو زندہ رکھتے ہوئے انہوں نے دو بکرے قربان کیے تھے۔ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور حصہ داروں کو ان کا حصہ دے کر اب وہ سارے خود دستر خوان پر بیٹھے بکرے کے گوشت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ لیکن وہاں پر کوئی ایسا تھا جو ہاتھ روکے بیٹھا ہوا تھا۔ شاید اس نے اپنی زندگی میں کبھی بکرے کا گوشت

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں کھایا تھا۔ میرون رنگ کے لان کے سوٹ میں ملبوس مہر ماہ اس وقت گلفام کو بہت اچھی لگ رہی تھی۔ دوپٹا سر پر اچھے سے لیا ہوا تھا۔

"تھوڑا سا کھالو، مہرو۔ بلیومی۔ ہر گز بھی وہ تمہیں ٹکریں نہیں مارے گا۔" گلفام نے نوالہ بنا کر اس کی جانب بڑھایا تو اس نے منہ بسورا۔

"مجھے نہیں پسند نا، گلفام۔ ضد کیوں کر رہے ہیں۔ مجھے... مجھے سمیل آ رہی ہے۔" اس نے ہاتھ سے دور رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"بری بات ہے بیٹا۔ کھانے والی چیز کو ایسے نہیں کہتے۔" دادی جان نے پیار سے اسے سمجھایا تھا۔

"دل نہیں مانتا تو مت کھاؤ۔ لیکن کھانے سے ایسے ناک منہ چڑھانا اچھی بات نہیں ہے۔ ایسے ہم اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں جو کہ اسے بالکل بھی نہیں پسند۔" وہ خجل سی اثبات میں سر ہلانے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری بہو کو تو سمجھا دیا آپ نے امی۔ اپنے پوتے کو بھی منع کریں کہ اسے تنگ مت کرے۔" نیلم نے گلفام کو گھور کر دیکھا تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"بھابھی فکر نہیں کریں۔ میں بھی نہیں کھاتی تھی اور بھائی مُجھے بھی ایسے ہی ستاتے تھے۔ پھر ایک دفعہ بابا سے ان کی بڑے مزے والی ہوئی تھی۔ تب جا کر انہوں نے مُجھے تنگ کرنا بند کیا تھا۔" آیت بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔

میز پر سب دھیرے سے ہنسے تھے۔ کافی دیر تک وہاں باتیں ہوتی رہی تھیں۔ کبھی زارا کی تو کبھی کوئی بات۔ آیت نے شکر کیا تھا کہ کسی نے اس کی شادی کا قصہ نہیں چھیڑ دیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

رات ہو چکی تھی۔ آیت چینج وغیرہ کر کے اور نماز پڑھ کر لیٹ چکی تھی۔ موبائل پر وقت دیکھا تو دس بج رہے تھے۔ اس نے یونہی کانٹیکٹ لسٹ کھولی، وہاں سے ہوتی وہ واٹس ایپ پر آ گئی۔ نمبرز اسکرول کرنے لگی۔ پھر ایک نمبر پر آ کر رکی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر کال ملا دی۔ آج نہیں تو کبھی نا کبھی تو اس نے جازم کو بتانا ہی تھا۔ اس کے لیے یا تو

ملاقات کرنی تھی یا فون پر بات۔ اس نے فون پر بات کرنے کو ترجیح دی تھی۔ بیل جا رہی تھی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ اس نے کال ہی بند کر دی اور موبائل ایک طرف رکھ دیا۔

دوسری جانب وہ اسٹک کے سہارے سے واشروم سے باہر نکل رہا تھا۔ مشکل سے بیڈ تک چل کر آیا۔ ہسپتال سے وہ خود چھٹی لے کر آ گیا تھا۔ وہ وہاں نہیں رک سکتا تھا۔ اور کسی ملازم کا سہارہ وہ لینا نہیں چاہتا تھا۔ جیسے تیسے کر کے اسے یہ دن گزارنے تھے، جب تک اس کے زخم نا بھر جاتے۔ وہ شاہکار چلتا ہوا بیڈ تک آیا اور اسٹک سائڈ ٹیبل کے ساتھ رکھ کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ پھر موبائل اٹھا کر ای میلز چیک کرنے لگا لیکن پھر رک گیا۔ وہاں MINE کے نام سے مس کال آئی تھی۔ جازم نے اس کا نمبر مائین کے نام سے سیو کیا ہوا تھا۔

"تو محترمہ کو میری خیریت پوچھنا یاد آ ہی گیا۔" لبوں پر مسکراہٹ خود بخود امڈ آئی تھی۔ اس نے اسی نمبر پر کال بیک کی۔ پورے دس سیکنڈ بعد فون اٹھایا گیا تھا۔

"میری یاد آ رہی تھی؟"

جب وہ کچھ نا بولی تو جازم نے شریر سے لہجے میں خود ہی پوچھ لیا۔ وہ ایسے انداز صرف آیت کے لیے رکھتا تھا۔ وہ کہتے ہیں نا کہ۔۔۔۔۔

یہ نرم لہجہ، یہ پیاری باتیں، سب تمہارے لیے ہے

ہم اس لہجے میں ہر کسی سے بات نہیں کرتے

"آپ ضرورت سے زیادہ خوش فہم ہیں مسٹر۔" آیت نے کڑوے سے لہجے میں کہا تو جازم سر نیچے جھکا کر ہنس دیا۔

"کیا مجھے خوش فہم نہیں ہونا چاہیے؟" آہ۔ کتنی معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔" وہ بالکل صاف گوئی سے کہتی جازم کو چپ کروا گئی تھی۔

"مُجھے گولی لگی تھی۔ تم نے میرا حال نہیں پوچھا۔" وہ شکوہ ہی تو کر رہا تھا۔ آیت کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"آپ مجھ سے بات کر رہے ہیں۔ مطلب آپ ٹھیک ہیں۔" وہ عام سے لہجے میں بولی تھی۔ اس کے انداز سے جازم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟" اس نے پوچھ بھی لیا تھا۔

"نہیں.... کچھ ہونا تھا کیا؟" سوال کے جواب میں سوال پر وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

"باتوں میں تم سے کوئی نہیں جیت سکتا۔"

"صرف باتوں میں۔"

اس کے لہجے میں عجیب سی دکھن تھی۔

"آیت۔"

اس کی گھمبیر آواز میں اپنا نام سننا آیت کے دل کو بری طرح دھڑکا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بتاؤ مجھے۔ کیا ہوا ہے؟"وہ صرف انداز سے اندر کی بات جان گیا تھا۔ اگر سامنے ہوتا تو یہ بھی جان جاتا کہ آیت کیوں پریشان تھی۔

"میری اور برہان کی.... ہماری شادی ہو رہی ہے۔"جازم کو لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"کیا مطلب..... تمہاری شادی برہان سے ہو رہی ہے۔ تم نے بات کی تھی نا اپنے گھر والوں سے۔"جازم کے پوچھنے پر آیت نے ایک سانس فضا میں خارج کیا۔

"بات تو ہر محبت کرنے والا کرتا ہے۔ اور ان ہر میں سے کوئی پانچ فیصد لوگ ہوں گے جن کے گھر والے خوشی سے رضامندی دے دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے مسٹر مرزا۔ میرے گھر والے ان پانچ میں نہیں آتے۔"وہ بہت آرام سے جازم کو ساری بات سمجھا چکی تھی۔ وہ پر سکون رہنا چاہتا تھا ہمیشہ کی طرح۔ لیکن..... اس کی آنکھوں میں کچھ جلنے لگا تھا۔ اک تکلیف سی تھی جو سارے جسم میں پھیل رہی تھی۔ اب جازم کی باری تھی۔ اب اس کا دل ٹوٹا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں یہ سب ہونے دوں گا؟"

"میں امید کرتی ہوں آپ کوئی مسلہ نہیں کریں گے۔ ایسا مسلہ تو بالکل بھی نہیں جس سے میری اور میرے گھر والوں کی عزت....."

"تمہاری عزت میری عزت ہے، آیت۔ لیکن میری آیت کسی اور کی آیت نہیں بن سکتی۔ اینڈ آئی مین اٹ۔" غصے سے کہتا وہ کال کاٹ چکا تھا اور آیت کئی لمحے ساکت سی اپنی جگہ پر بیٹھی رہ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

"میں تمہاری شادی کا سوچ رہی ہوں اب۔"

وہ دونوں لان میں بیٹھی ہوئیں تھیں۔ میمونہ کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جبکہ رئیسہ بیگم خاموشی سے اسے دیکھ رہیں تھیں۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ میمونہ نے تیزی سے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

"کیا کہا آپ نے؟"اس کے انداز پر رئیسہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"یہی کہ میں تمہاری شادی کر رہی ہوں۔"

"ماں مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔"وہ اکتا کر بولی تھی۔

"تو کب کرنی ہے۔چھبیس سال کی تو ہو گئی ہو۔"

"آج کل تو تیس تیس سال کی لڑکیاں کنواری بیٹھی ہیں۔آپ کو کس بات کی جلدی ہے؟"

"یہ وہ لڑکیاں ہیں جو شادی تو کرنا چاہتی ہیں لیکن انہیں اچھے رشتے نہیں مل رہے۔ تمہارے لیے مجھے بڑا اچھا رشتہ ملا ہے۔"

"ماں.....مُجھے نہیں کرنی ناشادی۔"وہ روہانسی ہوئی تھی۔

"فراز نام ہے اس کا۔امریکا میں ہوتا ہے۔اب شادی کے لیے آئے گا۔تبھی تمہاری شادی کر دوں گی۔اور اگر تم نے کچھ ایسا ویسا کیا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھنا تم۔"وہ غصے سے کہتی اٹھ گئیں تھیں۔پیچھے میمونہ صدمے سے بیٹھی رہ گئی۔

پس منظر میں وہ سنہری آنکھوں والا لڑکا اپنے قدموں کو واپس لے کر جا رہا تھا۔ وہ اس سے دور جا رہا تھا۔ میمونہ کی آنکھوں کے سامنے منظر دھندلانے لگا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسے دور جاتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

ooooooooooooooo

یہ عید کے تیسرے دن کی اک بے رونق سی شام تھی۔ شاہ خاندان کے افراد چائے پر اکٹھے ہوئے تھے۔ ادیب صاحب کا خاندان بھی آیا ہوا تھا۔ آج بھی برہان اور آیت کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ چائے کے بعد گھر کے بڑے وہیں بیٹھے رہ گئے تھے۔ جبکہ گلفام، مہر ماہ، برہان اور میرال باہر لان میں چلے آئے تھے۔ آیت ٹیرس پر چلی گئی تھی۔ ٹیرس سے لان نظر آتا تھا۔ وہ چھت کی دیوار کے پاس کھڑی نیچے لان میں بیٹھے برہان کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی خاموش تھا۔ باقی تینوں باتیں کر رہے تھے۔ آج میرال بہت مختلف لگ رہی تھی۔ شاید اسے اپنی غلطیوں کا احساس تھا اور وہ انہیں سدھارنا چاہتی تھی۔

گلفام اس سے اچھے سے بات کر رہا تھا۔ ساتھ بیٹھے برہان نے یونہی سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو وہ نظر آئی۔ نظریں ملیں اور وہ سر جھکا گیا۔

آیت کے اندر کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے کب سے اجنبی ہونے لگے۔

برہان ان تینوں سے معذرت کرتا اٹھ گیا۔ اب اس کا رخ اندر کی جانب تھا۔ وہاں سے گزرتے ہوئے اس کے کانوں میں اپنی ماں کی آواز آئی۔

"میں چاہ رہی تھی کہ اب برہان اور آیت کی شادی کر دی جائے۔ اب انتظار نہیں ہوتا بھابھی۔"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں، حلیمہ۔ موسم تھوڑا سا ٹھنڈا ہو گا تو ہم تب کی ہی تاریخ رکھیں گے۔" نیلم نے قدرے مسکرا کر اپنی رضامندی ظاہر کی تھی۔

"ہاں۔ بچوں کے اس سمسٹر کے پیپر ہو جائیں تو ہی کریں گے۔ ویسے ہمیں شاپنگ شروع کر دینی چاہیے۔"

نیلم نے جواب میں کیا کہا تھا۔ وہ کسی بات کے لیے نہیں رکا۔ وہ وہاں سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا آیا تھا۔ آیت اسے سامنے کھڑی نظر آ گئی تھی۔ لان کے نیلے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس، بالوں کی فرنچ چٹیا بنائے، دوپٹا سر پر اوڑھے وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔ دوسری جانب برہان نے بھورے رنگ کی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔ سنہری آنکھیں اداس تھیں۔ وہ جیبوں میں ہاتھ اڑستا کھنکھارا تھا۔ آیت نے تیزی سے پلٹ کر اسے دیکھا۔ اسے دیکھ کر لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

"برہان۔" اتنے فاصلے تو ان دونوں میں نہیں تھے جتنے اب آ چکے تھے۔ اور یہی تو وہ نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے اور آیت کے خوبصورت رشتے کی موت نہیں چاہتا تھا۔

"کیسے ہو؟" برہان نے افسردہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ یہ کب پوچھا تھا ان دونوں نے اک دوسرے سے۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم ٹھیک ہو؟" وہیں کھڑے کھڑے پوچھا۔ آیت نے بازو باندھ لیے اور رخ موڑ گئی۔ برہان کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ اس نے آنکھوں میں آئی نمی کو واپس دھکیلا۔

"امی مجھ پر اعتبار نہیں کرتیں، برہان۔" اس نے چونک کر آیت کو دیکھا۔

"انہیں لگتا ہے کہ میں ان کی عزت نہیں کرتی۔ میں کبھی بھی گھر چھوڑ کر بھاگ جاؤں گی۔" برہان کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"اس لیے وہ چاہتی ہیں کہ ہماری شادی جلد از جلد ہو جائے۔ تاکہ میں کوئی انتہائی قدم نا اٹھا لوں۔" برہان فاصلے ختم کرتا اس تک آیا تھا۔

"تم فکر نہیں کرو، آیت۔ میں تمہارا دل ٹوٹنے نہیں دوں گا۔" وہ ایڑھیوں پر گھومی تھی۔

"میرا دل شاید اس کے دور جانے سے نا ٹوٹتا، برہان۔ لیکن میرا دل میری ماں کی باتوں سے ٹوٹ گیا ہے۔ امید کرتی ہوں..... تم اسے جوڑنے میں کامیاب رہو گے۔"

"میں؟"....

"تم شادی سے انکار نہیں کرو گے۔ میں گھر والوں کو بتانا چاہتی ہوں کہ میرے لیے ان کی عزت سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔ محبت بھی نہیں۔" وہ زخمی سے لہجے میں بولتی برہان کو تکلیف دے رہی تھی۔ برہان نے کب چاہا تھا وہ تکلیفیں اٹھائے۔

"تمہیں ان سب کی وجہ سے اپنی خوشیاں قربان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آیت۔ میں بات کروں گا ممانی سے۔ یہ سارے اتنے خود غرض کیسے ہو سکتے ہیں۔" اسے غصہ ہی تو آ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کسی ایک کو تو خود غرض ہونا ہے۔ اور میری خوشی میرے ماں باپ کی خوشی میں ہے۔ میں راضی ہوں۔ تم بھی راضی ہو جاؤ۔ تم مجھے اتنی خوشیاں دینا، کہ مجھے کچھ یاد نا رہے۔ میں اسے بھول جاؤں گی۔" وہ بول رہی تھی۔ اور برہان خاموش تھا۔ یہ بھی تو اس کی محبت کی توہین تھی، کہ اس کی محبت بے بس ہو کر اسے مل رہی تھی۔

کب کہا میں نے کہ وہ مل جائے مجھ کو، میں اسے

غیر نا ہو جائے وہ، بس اتنی حسرت ہے تو ہے

oooooooooooo

وہ پانچوں لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹاپک تھا زارا۔ زارا کے نام پر لان میں اداسی سی پھیل گئی تھی۔ سب کے اپنے اپنے دکھ تھے۔

"یقین نہیں آتا کہ وہ ولیمے والے دن۔۔۔۔۔۔ قتل ہوئیں، اور ہمیں..... چار دن بعد پتا چلا۔ ہم چار دن ان کی تکلیف سے انجان رہے۔"

مہر ماہ نے جھرجھری سی لے کر کہا تھا۔

"وہ بہت اچھی تھیں۔ ان کے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔" میرال کھوئی کھوئی سی بولی تھی۔ آیت کی آنکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہو چکا تھا۔ برہان اسے دیکھ کر ان دیکھا کر گیا تھا۔ اسے روتا دیکھ کر جو خواہش دل میں جنم لیتی تھی۔ وہ اس کے سامنے بے بس ہونے لگتا تھا۔ اسے روتا دیکھنا بہت مشکل تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تبھی دروازے پر بیل ہوئی۔ سب نے مڑ اسی جانب دیکھا۔ چوکیدار نے دروازہ کھولا اور پھر کچھ دیر بعد اندر آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی پارسل تھا۔ وہ ان پانچوں کے پاس آ کر رکا۔

"گلفام صاحب یہ کوئی آپ کے لیے دے کر گیا ہے۔"

"کون تھا؟" گلفام نے وہ پارسل لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"کوئی نقاب پوش تھا۔ نام پوچھا تھا میں نے، لیکن اس نے نہیں بتایا۔" اس کے بتانے پر گلفام نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں۔" وہ سر ہلاتا جانے لگا۔

"کوئی قینچی یا چھرا وغیرہ ہے تمہارے پاس؟" گلفام کے پوچھنے پر وہ رکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔"اس نے اپنے جیب سے ایک چھوٹی سی چھری نکال کر گلفام کی جانب بڑھائی۔ جسے اس نے تھام لیا۔ چوکیدار اب چلا گیا تھا۔ وہ اس پارسل کو کھول رہا تھا اور باقی سب تجسس سے اسے دیکھ رہے تھے۔

پارسل کھلا تو سامنے ایک سفید کپڑا نظر آیا۔ گلفام نے اسے باہر نکالا تو سب دھک سے رہ گئے۔

"یہ....یہ کیا ہے؟"آیت نے آگے بڑھ کر اس کپڑے کو چھوا۔

"کفن کا کپڑا۔"مہر ماہ نے اس کپڑے کو دیکھتے ہوئے بتایا۔

"کسی نے آپ کو یہ کیوں بھیجا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے، گلفام؟"مہر ماہ اس کا بازو پکڑے پوچھ رہی تھی۔ سب کے سانس سینے میں ہی اٹک گئے تھے۔ گلفام نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ اس کا دھیان برہان کی طرف تھا جو اس کارٹن سے پرچی نکال کر اسے پڑھ رہا تھا۔

"یا تو رضوان ملک کو باہر نکالو یا اپنے الٹے دن گننا شروع کر دو، مسٹر شاہ۔"

یہ دھمکی تھی۔واضح دھمکی۔ کیونکہ کارٹن کے اندر پستول،چاقو،اور رسی رکھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک اور چٹ تھی۔

"اگر میری شرط قبول نہیں ہے تو خود ڈیسائڈ کر لو۔ان میں سے کس کے ساتھ مرنا پسند کرو گے۔امید کرتا ہوں، تحفہ پسند آیا ہو گا۔"

سفاکی اس کے لفظوں سے واضح تھی۔وہ سب اپنی اپنی جگہ پر جم گئے تھے۔

oooooooooooooo

وہ راز ان پانچوں کے درمیان تھا۔وہ گھر کے کسی بڑے تک نہیں پہنچا تھا۔اور یہ بھی گلفام کی دھمکیوں کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔ورنہ بچے سارے ڈر گئے تھے۔ پھوپھو کی فیملی آج یہیں رک گئی تھی۔ادیب خود چلے گئے تھے۔ پھوپھو بھی کلثوم بیگم کے بار بار کہنے پر ہی رکی تھیں۔ میرال اور آیت آج بڑے عرصے بعد ایک ساتھ سوئی تھیں۔باقی سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔برہان اور پھوپھو اوپر والے پورشن میں تھے۔

صبح کا ایک بج رہا تھا جب شاہ خاندان کے صدر دروازے پر زور زور سے دستک ہونے لگی۔ اس وقت ڈیوٹی پر بھی کوئی نہیں تھا۔ کوئی باہر نہیں آیا تھا۔ تبھی دروازہ اور زور زور سے بجنے لگا۔

"اٹھیں۔ اٹھیں شاہ صاحب۔ باہر کوئی آیا ہے۔" دادی جان ہڑبڑا کر اٹھیں تھیں۔ اور ساتھ ہی داداجان کو بھی کندھے سے پکڑ کر اٹھانے لگیں۔ داداجان بھی حیران ہوتے اٹھ گئے۔ گھڑی پر وقت دیکھا تو ایک بج رہا تھا۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے۔" وہ دونوں تیزی سے اٹھ کر باہر لاؤنج میں آئے تھے۔ وجدان اور نیلم بھی کمرے سے نکلتے دکھائی دیئے۔ پھوپھو اور برہان بھی سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

"یا اللہ خیر۔ اتنی رات کو کون آ گیا ہے بھائی جان۔" حلیمہ بیگم دل پر ہاتھ رکھتیں نیچے آئیں تھیں۔ تبھی گلفام کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ دونوں باہر آئے۔

دستک مسلسل دی جا رہی تھی۔

"میں دیکھتا ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلفام داخلی دروازے کی جانب بڑھا۔

"رکو۔ میں چلتا ہوں ساتھ۔"

وجدان بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔

"وجدان میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ پلیز مت جائیں۔"

نیلم نے وجدان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ وہ رک گئے۔

"تم بھی مت جاؤ، گلفام۔ اتنی رات کو یہ ٹھیک نہیں ہے۔" نیلم نے منت ہی تو کی تھی۔

"میرے خیال سے ہمیں پولیس کو فون کرنا چاہیے۔ یہ ٹھیک رہے گا۔" داداجان نے مشورہ دیا تو وجدان نفی میں سر ہلاتے نیلم سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگے۔

"تم لوگ آیت الکرسی پڑھو۔ کچھ نہیں ہوتا۔ پولیس کو خوامخواہ ہی بلا لیں۔ پہلے خود تو دیکھ لیں۔"

رعب سے کہتے وہ دروازے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

"عورتیں باہر نہیں آئیں گی۔"

برہان بھی سختی سے کہتا ان کے پیچھے ہی گیا تھا۔

ادھر کمرے میں وہ دونوں کھڑکی کی اوٹ میں دبکی بیٹھی تھیں۔

"بہت ڈر لگ رہا ہے، میرا ل۔"

"مجھے بھی۔"

"میرا دل بند ہو رہا ہے۔"

"میرا بھی۔"

"مُجھے لگ رہا ہے، میرا آخری وقت آگیا ہے۔"

"مجھے بھی۔"

"میرا سانس اٹک رہا ہے۔"

"میرا بھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب کے آیت نے اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹی تو اس نے چیخ ماردی، جسے آیت نے بروقت اپنے ہاتھ سے روک دیا تھا۔

"ہاں میں ہاں ملانا منافقوں کی نشانی ہوتی ہے۔" آیت نے کہا تو میرال نے گھوریوں سے اسے دیکھا۔

"میں اپنی حالت بتا رہی تھی۔"

"تھوڑی سی میری بھی سن لیتی۔" آیت نے کھاجانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر کھڑکی سے ذرا اٹھ کر نیچے لان میں۔

وہاں اسے وہ تینوں مرد جاتے ہوئے دکھائی دیئے تھے۔

"میرال۔ میرال وہ دیکھو۔"

آیت کے کہنے پر میرال نے ذرا اوپر اٹھ کر دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔ ان کے پیچھے دروازہ کھول کر مہر ماہ اندر آئی تھی۔ وہ بھی قدم قدم چلتی ان تک آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں بے قصور ہوں۔" آیت نے اپنی پشت پر قدموں کی چاپ سنی تو ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ میر ال نے بھی اس کی اطاعت کرتے ہوئے یہی کیا تھا۔

"ہم.... ہم دونوں معصوم ہیں اور... تم.... تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟" وہ قدم نزدیک آئے تو میر ال کی رہی سہی جان بھی ہوا ہو گئی تھی۔

اس مشکل وقت میں بھی مہر ماہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"ک.... کون ہے؟" آیت نے ڈرتے ڈرتے ذرا گردن موڑ کر دیکھا تو ان کی پشت پر مہر ماہ کھڑی تھی۔ اس کا رکا ہوا سانس جیسے بحال ہوا تھا۔

"ارے بھابھی۔ بتا تو دیتیں۔ خوامخواہ ہی اتنا ڈرامہ ہو گیا مجھ سے۔" میر ال نے بھی مڑ کر دیکھا۔

"سوری بھابھی۔ یہ آیت کی پیروی کا انجام ہے۔" وہ واقعی ہی شرمندہ تھی۔

"نکمی لڑکیو۔ ہٹو سامنے سے۔ مجھے دیکھنے دو۔ کون ہے وہاں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مہر ماہ نے دونوں کے کندھوں پر ہلکی سی چپٹ لگائی اور پھر آگے بڑھ گئی۔ وہ دونوں بھی اس کے ساتھ ہی کھڑکی کے قریب ہوئیں۔

اب وہ تینوں کھڑکی کے پاس کھڑیں نیچے کا منظر دیکھ رہی تھیں۔

"کون ہے؟"

وجدان دروازے کے پاس کھڑے پوچھ رہے تھے۔

"پلیز دروازہ کھولیں۔ میں زخمی ہوں۔ میری جان کو خطرہ ہے۔" گلفام اور برہان دونوں چونکے تھے جبکہ وجدان کے چہرے کا رنگ سفید پڑا تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ وہاں ایک نوجوان لڑکا نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازو سے خون نکل رہا تھا۔ وجدان کو اسے دیکھ کر کچھ ہوا تھا۔ تبھی انہوں نے اسے سہارہ دیا اور اندر لے آئے۔ پیچھے برہان نے دروازہ بند کیا۔

"پانی.....پانی پلا دیں۔"اس کی آنکھیں تکلیف سے بند ہو رہی تھیں۔برہان بھاگتا ہوا پانی لینے گیا۔گلفام اس نوجوان کو بغور دیکھ رہا تھا۔کچھ تھا جو گلفام کو چونکا گیا تھا۔وجدان کے چہرے پر جو پریشانی اس نوجوان کی حالت دیکھ کر آئی تھی۔گلفام کو وہ کھٹک رہی تھی۔

"کیسے لگی ہے تمہیں یہ گولی۔کون مارنا چاہتا ہے تمہیں؟"وہ پریشانی سے پوچھ رہے تھے۔

"میں بتاؤں.....گا انکل۔سب بتاؤں گا۔لیکن.....فی.....الحال ہ...مت نہیں ہے۔بس مُجھے.....آ.....ج کی رات یہاں پنا.....ہ دے دیں۔"

تبھی برہان بھاگتا ہوا آیا۔اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔اس نے نیچے بیٹھ کر اسے پانی پلایا۔دو گھونٹ بھرنے کے بعد اس کی گردن پیچھے ڈھلک گئی تھی۔اور نظریں آیت کے کمرے کی کھڑکی کی جانب اٹھیں۔آنکھیں بند ہونے سے پہلے ایک دھندلا سا چہرہ اسے نظر آیا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

"بخت....اٹھو۔"وجدان اس کا چہرہ تھپک رہے تھے جبکہ برہان اور گلفام نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"بابا آپ اس کا نام کیسے جانتے ہیں؟" وجدان نہیں چونکے۔ وہ بس بخت کو دیکھ رہے تھے۔

"میرے دوست کا بیٹا ہے۔"

"کونسے دوست کا بابا۔ مُجھے جہاں تک یاد ہے، آپ کے دوستوں میں کسی کا بیٹا بھی بخت نہیں ہے۔ میں سب سے مل چکا ہوں۔"

اب کے وجدان نے سر اٹھایا تھا۔ وہ ان کا بیٹا تھا۔ جو ذرا سی گڑبڑ پر بات کا دوسرا سرا پکڑ لیتا تھا۔ وجدان کے ہاتھوں کی لرزش وہ دیکھ چکا تھا۔

"اسے اندر لے کر چلتے ہیں۔ باقی باتیں بعد میں کریں گے۔"

سختی سے کہتے وہ ان دونوں کی مدد سے اسے اٹھانے لگے۔

ان کے گیسٹ روم کا ایک دروازہ باہر کو کھلتا تھا۔ وہ وہیں سے اسے اندر لے گئے تھے۔ اس کے زخم پر اچھے سے کپڑا باندھ کر وجدان اپنے پرسنل ڈاکٹر کو فون ملانے لگے، جبکہ وہ دونوں انتظار میں تھے کہ کب وہ فون بند کریں اور انہیں حقیقت سے آشکار کریں۔

oooooooooooooo

جو کچھ وجدان نے ان دونوں کو بتایا تھا،وہ تو دھنگ ہی رہ گئے تھے۔ گلفام کو دکھ ہوا تھا کہ اس کا باپ اتنے عرصے سے سب کو دھوکے میں رکھے ہوئے تھا۔ لیکن وجدان سے کیے گئے وعدے کا پاس رکھتے ہوئے ان دونوں نے اپنے لب سی لیے تھے۔یہ وجدان کا راز تھا۔اسے وہیں کھولیں گے۔ کب، کہاں اور کس کے سامنے۔یہ فیصلہ بھی انہیں ہی کرنا تھا۔ گلفام کو بس ان کا ساتھ دینا تھا۔ جو ہونا تھا،وہ ہو چکا تھا۔اب آگے کے لائحہ عمل کو طے کرنا تھا۔ڈاکٹر اسے ٹریٹمنٹ دے کر جا چکا تھا۔گولی بس چھو کر نکلی تھی۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔اس سارے معاملے کے دوران فجر کی اذانیں ہونے لگی تھیں۔ جب وہ تینوں لاؤنج میں واپس آئے۔ عورتیں وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ دادا جان بھی وہیں تھے۔ وجدان اندر آئے تو پہلی نظر اپنے باپ پر گئی۔ پھر طائرانہ نظر پورے ہال میں ڈالی۔

"کون تھا باہر۔اور.... پچھلے تین گھنٹے سے آپ تینوں میں سے کوئی بھی اندر نہیں آیا۔"

نیلم تو تپ ہی گئی تھیں لیکن چہرے پر پریشانی بھی تھی۔ گلفام نے اپنی ماں کو دیکھا۔ دل میں درد سا اٹھا تھا۔ وہ کتنی معصوم تھیں۔ وہ نظریں چرا گیا۔

وجدان نے گہرا سانس لیتے ہوئے سب کو دیکھا، پھر تمام صورتحال کہہ سنائی۔ نیلم منہ پر ہاتھ رکھے اپنے شوہر کو دیکھنے لگیں۔

تینوں لڑکیاں بھی کمرے سے باہر نکلتی دکھائی دی تھیں۔

"آپ ایک اجنبی کو گھر میں پناہ کیسے دے سکتے ہیں، وجدان؟ اگر وہ کوئی دشمن ہوا تو۔" گلفام نے اپنے باپ کو دیکھا، جو سر جھکائے کھڑے تھے۔ گلفام کو اپنے باپ کو یوں دیکھ کر تکلیف سی ہوئی تھی۔ ان سب کی زندگیاں اتنی پیچیدہ کیوں ہو رہی تھیں۔ آج تک تو وہ ایک سیدھی سی زندگی جیتے آئے تھے۔ پھر ایک دم سے اتنے عجیب سے موڑ کیوں آ گئے تھے۔

"ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے، نیلم۔"

"اور ویسے بھی بھائی کہہ رہے ہیں کہ ان کے دوست کا بیٹا ہے تو اس حساب سے وہ اجنبی تو نا ہوا نا، بھابھی۔" حلیمہ نے اپنے بھائی کی تائید کی۔

"لیکن....۔"

"جازم مرزا بھی تو غیر تھا نا۔ پھر وہ یہاں کیوں آتا ہے۔" وجدان نے طنز ہی تو کیا تھا۔ نیلم ان کی بات پر ساکت سی انہیں دیکھے گئیں۔

"وہ لڑکا دن کی روشنی میں ہماری مدد کرنے آیا تھا، وجدان۔ یہ لڑکا رات کے پچھلے پہر مدد مانگنے آیا ہے۔ تم نیلم سے ایسے کیسے بات کر سکتے ہو۔" دادی جان نے وجدان کو ڈانٹنے والے انداز میں کہا تو وہ آہ بھر کر رہ گئے۔

وہ نیلم کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور اگر کبھی ان کی غلطی پر کچھ کہہ بھی دیتے تو ان کے دو حمایتی فوراً میدان میں کود پڑتے تھے۔ وہ نیلم کی غلطی کو بھی ان کی اچھائی بنا دیتے تھے۔ وجدان ایک اچھے اور سمجھدار شوہر تھے۔ انہوں نے کبھی اس بات کو انا کا مسلہ نہیں بنایا تھا۔ اس لیے وہ اب بھی چپ کر گئے تھے۔

"میں تھک گیا ہوں۔اس موضوع پر صبح بات کریں گے۔ابھی نماز پڑھنے جارہا ہوں۔"

وہ نیلم کے ساتھ سے نکل کر کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔جہاں وہ پہلے وجدان کی بات پر سکتے میں آئی تھیں،اب ان کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھ کر پریشان ہوئی تھیں۔تبھی کچھ بھی کہے بغیر ان کے پیچھے چلی گئیں۔

"کاش میری ساس بھی بھابھی کی ساس جیسی ہوتی۔"

حلیمہ بیگم آہ بھرتی سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی تھیں۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"مہرماہ نے آگے بڑھ کر گلفام کا بازو تھاما تو وہ مسکرا دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

آیت نے خود سے فاصلے پر کھڑے برہان کو دیکھا،جو صوفے کے ہتھے پر ہاتھ رکھے کچھ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔وہ اس کی شکل دیکھ کر ہی بتا سکتی تھی کہ باہر کوئی بات ہوئی ہے،جس کی وجہ سے وہ الجھا ہوا ہے۔اپنے وجود کو نظروں کے حصار میں محسوس کرتے ہوئے برہان

نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ایک لمحے کو نظریں ملیں اور اگلے پل آیت رخ موڑ کر کمرے میں بند ہو گئی۔برہان زخمی سا ہنس دیا۔

oooooooooooooooooo

صبح سب ناشتے کی میز پر جمع تھے۔ بخت کا کھانا اسے ڈرائنگ روم میں ہی بھجوا دیا تھا۔ وجدان ایک دفعہ اس کے کمرے میں گئے تھے۔ لیکن اسے سوتا دیکھ واپس آ گئے۔اس کے بعد کوئی وہاں نہیں گیا۔

"تمہارے تو سیکنڈ ائیر کے پیپر ہو گئے نا۔ آج کل کیا کر رہی ہو؟"

مہر ماہ نے اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی میرال سے پوچھا۔اب وہ مہر ماہ سے بات کر لیتی تھی۔ہاں۔۔۔۔اس کی گلفام سے اکیلے میں بات نہیں ہوئی تھی لیکن گلفام اس سے اچھے سے بات کر لیتا تھا۔

"مجھے لا پڑھنا ہے۔انٹری ٹیسٹ کی تیاری کر رہی ہوں۔ کوئی اچھی سی اکیڈمی دیکھ کر اسے جوائن کر لوں گی۔"اس نے یونہی مسکرا کر کہا۔

"تو تمہیں بھی گلفام کی طرح وکالت پڑھنی ہے۔"

"جی۔"

"بڑی خواری ہوتی ہے کوٹ کچہریوں میں۔ تم کچھ وہ پڑھو جہاں تم اس ذلالت سے بچی رہو۔" وہ اسے مخلصانہ مشورہ دے رہی تھی۔ باقی سب ناشتے کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی باتیں بھی سن رہے تھے۔

"مجھے بچپن سے ہی وکیل بننے کا شوق تھا۔ میں اس کے سامنے مجبور ہوں۔"

"شوق کے سامنے تو سارے ہی بے بس ہیں۔ جب مجھے آرمی جوائن کرنی تھی تو سب نے مخالفت کی تھی سوائے میرے بابا نے۔ اُنہوں نے بڑا ساتھ دیا تھا میرا۔"

"میرے بھی بابا اور بھائی مُجھے فل سپورٹ کر رہے ہیں۔ میں آنے والے حالات کے لئے تیار ہوں۔" وہ عزم سے بولی تھی۔ ناشتے کی میز پر سب کے لبوں پر مسکراہٹیں ابھری تھیں۔

"چلو۔ اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے اور تمہیں کامیابیوں سے نوازے۔" وہ بڑی محبت سے کہہ رہی تھی۔ ایک پل کے لیے آیت کو لگا جیسے اس کے سامنے زارا بیٹھی ہو۔ وہ بھی تو ایسے ہی بولتی تھی۔

"تم کیا بننا چاہتی ہو، آیت؟" اپنے نام پر وہ چونکی۔

"میں؟"

"ہاں تم۔"

کچھ تھا جو آیت کے اندر ٹوٹ رہا تھا۔ اس کے خواب تو آنکھوں میں ہی مر گئے تھے۔

"میں.... میں نے کبھی سوچا نہیں اس بارے میں۔" وہ قدرے مسکرائی تھی۔

"کیا مطلب سوچا نہیں۔ پھر آئی ٹی کیوں پڑھ رہی ہو؟"

"رہنے دو اسے مہر ماہ۔ وہ پڑھنے کے بعد ڈیسائڈ کر لے گی کہ اسے کیا بننا ہے۔" نیلم آیت کی سفید پڑتی رنگت کو دیکھ چکی تھیں، تبھی بڑی سہولت سے مہر ماہ کو روک دیا۔ وہ بھی مسکرا کر کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی۔ لیکن آیت کھانے سے ہاتھ روک چکی تھی۔

"کھانا کھا لو۔ کھانا نا کھانے سے مسلے حل نہیں ہو جاتے۔" برہان نے سنجیدہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو وہ قدرے مسکرائی۔

تبھی گلفام کا فون بجنے لگا۔

"ایس پی طلحہ۔"

اس نے فون کان کے ساتھ لگایا۔ سب ہی کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگے۔

"ہیلو۔۔۔۔۔۔ہاں بولو۔۔۔۔۔۔" وہ رک کر اس کی بات سننے لگا۔

"کیا بول رہے ہو۔ ایسے کیسے کیس واپس لے لیا۔ رکو میں آتا ہوں۔" وہ جلدی سے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کس نے کیس واپس لیا ہے؟"

وجدان نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

"ماموں نے زارا کا کیس واپس لے لیا ہے۔" وہاں بیٹھے تمام افراد پر جیسے دھماکہ ہی ہوا تھا۔

"میں جا رہا ہوں۔ زارا کے قاتل آزاد نہیں گھوم سکتے۔" وہ رکا نہیں تھا۔ کہہ کر نکل گیا تھا۔ اپنے پیچھے سب کو ساکت چھوڑ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

°°°°°°°°°°°

وہ آفس جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ شاید وہ اسٹک کے بغیر چل پا رہا تھا۔ اسے وقتی سہارے کبھی اچھے نہیں لگے تھے۔ آئینے میں خود کو دیکھتا وہ اپنے بالوں کو سنوار رہا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ جیسے وہ جانتا ہو کہ ہر دفعہ کی طرح وہ اس دفعہ بھی وہ حاصل کر لے گا جو اسے چاہیے۔ کوئی بھی جازم سے اس کا مقدر نہیں چھین سکتا، یہ تو طے تھا۔

کوئی اسے بتاؤ کہ کوئی کسی کا مقدر لے کر نہیں جیتا۔ سب کا اپنا بخت ہوتا ہے۔ اور وہ مقدر کے اسی دائرے میں جیتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے مقدر میں محنت کر کے حاصل کرنا لکھا ہوتا ہے اور کچھ کے مقدر میں ایک بھی پیر ہلائے بغیر سب کچھ مل جانا لکھا ہوتا ہے۔

سیاہ بٹنوں والی شرٹ کے آستین موڑے، وہ اس وقت بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔

"تمہیں حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہے۔"

وہ اپنے تصور میں آیت سے مخاطب تھا۔

"اور اس کے لیے میں ہر رکاوٹ کو.... ہر کانٹے کو اپنے راستے سے ہٹا کر تم تک آؤں گا۔" اب وہ خود پر پرفیوم کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔

"تمہارے لیے جان لی بھی جا سکتی ہے۔ تمہارے لیے جان دی بھی جا سکتی ہے۔ لیکن....۔" وہ آئینے کے سامنے ہاتھ رکھتا جھکا۔ اپنی آنکھوں کے عکس میں آنکھیں ڈالیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں تمہارے لیے اس کی جان لے لوں گا۔" آنکھوں میں ایک دم سے سرد مہری اتر آئی تھی۔ وہ غیر انسانی آنکھیں....ہاں وہ وہی جازم تھا جو کچھ دنوں سے منظر سے غائب ہو گیا تھا۔

تبھی اس کے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔ سرد مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔ بیڈ پر رکھا موبائل بج بج کر بند ہو گیا تھا۔ تبھی وہ بیڈ کی جانب بڑھا۔ موبائل ہاتھ میں لیا جو ایک بار پھر سے بجنا شروع ہو گیا تھا۔

"شہوات۔" اس نے شہوات کا نمبر پرنسز کے نام سے محفوظ کیا ہوا تھا۔ اس کی کال پر لبوں پر اب اصلی مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔ ہر عیب سے پاک۔

فون کان کے ساتھ لگایا۔

"ہیلو بابا کی جان۔ کیسی ہے میری پرنسز۔" وہ وہاں سے کھڑکی کے پاس چلا آیا تھا۔

"میں ناراض ہوں آپ سے۔ بات نہیں کروں گی۔" اس کی آواز بھیگنے لگی تھی۔ جازم کی مسکراہٹ سمٹی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا ہے بابا کی جان کو۔ کیوں رو رہی ہو؟"

"آپ کو کیا اس سے۔ میں روؤں یا نا روؤں۔ آپ کو کیا فرق پڑتا ہے۔"

"شہوات۔"

"میں نے آپ کو کتنا مس کیا۔ آپ کو گولی لگی بابا۔ اور دل میرا بند ہونے لگا تھا۔ آپ اتنے دنوں سے مجھ سے ملنے نہیں آئے۔ کون آپ کو بتائے کہ شہوات آپ کو کتنا یاد کرتی ہے۔"

"اچھا.... ٹھیک ہے۔ رونا تو بند کرو۔ میں آج ہی آرہا ہوں سیالکوٹ۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کہاں رہتے ہو۔ مطلب گلفام نے کہاں رکھا ہوا ہے تم لوگوں کو؟" وہ پریشان ہوا تھا۔

"میرے بابا کو یہی نہیں پتا کہ ان کی بیٹی کہاں ہے۔ زندہ ہے کہ مر گئی۔"

"شہوات۔" جازم کے دل کچھ ہوا تھا۔

"اتنی محبت کرتے ہیں تو پھر ڈھونڈ لیں۔ میں نہیں بتاؤں گی۔"

"تم جہاں بھی ہو بیٹا۔ سیفٹی میں ہو۔ میں اس لیے تم سے نہیں مل سکتا، کیونکہ تم لوگوں کی جان مُجھے بہت عزیز ہے۔ میں اس پر رسک نہیں لے سکتا۔"

"ہونہہ۔ لیم ایکسکیوز۔"

وہ غصے سے کہتی فون بند کر گئی تھی۔

"ہ... ہیلو۔ شہوات۔"

اس نے کان سے فون ہٹا کر سیاہ اسکرین کو دیکھا۔ وہ اس سارے عرصے میں شہوات سے لاعلم رہا تھا۔

لیکن کیسے۔ اسے تو شہوات کبھی بھولتی نہیں تھی۔ ٹھیک ہے، اس کی حفاظت کے لیے اس نے قدم اٹھایا تھا لیکن.... اس کی بیٹی دشمن کی حفاظت میں تھی۔ وہ گلفام پر بھروسہ کیسے کر سکتا تھا۔ انہی سوچوں کے ساتھ وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

oooooooooooo

"ماموں آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ جانتے ہیں نا کہ کتنی بے دردی سے مارا گیا ہے زارا کو۔ اور پھر وہ بچہ۔۔۔۔"

گلفام عنایت صاحب کے سامنے بیٹھا ان سے پوچھ رہا تھا۔

"عورتیں ہیں، گلفام۔ اتنا عرصہ جیل میں رکھنا مناسب نہیں ہے۔ جانتے ہو نا پولیس والے کیسے ہوتے ہیں۔"

"ماموں سارے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ آپ کو ترس کیوں آرہا ہے ظالم پر۔ آپ کیسے اپنی بیٹی کا خون معاف کر سکتے ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس جانے دو۔ یہ ہمارا معاملہ تھا۔ میں نے ختم کر دیا۔ مزید کوئی بات نہیں۔"

لفظ "ہمارا معاملہ" پر گلفام نے بے یقینی سے ماموں کو دیکھا۔ وہ کیسے ایک دم سے اسے اس سارے معاملے میں پرایا کر گئے تھے۔ وہ مزید وہاں رکا ہی نہیں۔ کیسے رکتا۔ ہونہہ۔ زارا کو انصاف بھی نہیں دلا سکا وہ۔

oooooooooooooo

نیلم اور کلثوم بیگم اس وقت لان میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھوپھو کی فیملی چلی گئی تھی۔ داداجان آج زمینوں پر چلے گئے تھے۔ آیت اور مہر ماہ دونوں مہرو کے کمرے میں تھیں۔ وجدان آج آفس نہیں گئے تھے۔ انہیں بخت کے لیے رکنا پڑا تھا۔

"پتا نہیں بھائی نے یہ کیوں کیا ہے۔ مُجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہا۔" نیلم پریشانی سے کہہ رہی تھیں، البتہ ان کی نظریں سامنے گیسٹ روم کے دروازے پر تھیں جو لان کی جانب کھلتا تھا۔ وہ انجان شخص ابھی تک وہیں تھا۔ شاید اس نے پناہ مانگی تھی کچھ وقت کے لیے، اور انکار نہیں کیا گیا تھا۔

"مجھے بھی سمجھ نہیں آرہا۔ ہماری بچی کے ساتھ یہ سب ہو گیا اور عنایت نے معافی نامہ سائن کر دیا۔" دادی بول رہی تھیں جب نیلم کو گیسٹ روم سے وہ لڑکا باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اس کا رخ بھی اسی جانب تھا۔ اس کا چہرہ بالکل واضح تھا۔ پکا رنگ، سیاہ آنکھیں، لمبا قد اور کسرتی بدن، بال ماتھے پر بکھرے ہوئے۔ وہ بخت تھا۔ جس نے نیلم کو بری طرح چونکا دیا۔ اس

کی شکل....اس کی شکل کسی اپنے سے ملتی تھی۔وہ اپنی جگہ پر منجمند رہ گئیں۔دادی جان کچھ کہہ رہی تھیں۔بخت نے بھی نیلم بیگم کو دیکھا تو چند لمحے وہیں ساکت سا کھڑا رہا۔آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے۔لیکن پھر قدم قدم چلتا ان دو خواتین تک آیا۔

"اسلام علیکم۔"آواز پر دادی نے گردن موڑ کر دیکھا۔

"وعلیکم السلام۔"دادی نے جواب دیا جبکہ نیلم بس اسے دیکھے جا رہی تھیں۔وہ کسی سے اتنی مماثلت کیسے رکھ سکتا تھا۔

"تم....۔"

"سید بخت علی شاہ۔"

دادی جان کی حیرت کو بھانپتے ہوئے خود ہی اس نے اپنا نام بتا دیا۔

"تم سید ہو۔ماشاللہ ماشاللہ۔ہم بھی سید ہیں۔"دادی جان تو اسی بات پر خوش ہو گئی تھیں جبکہ نیلم نظروں کا رخ موڑ چکی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بیٹھو بیٹا۔"

"ہر گز نہیں۔"

دادی جان کی آفر کو نیلم نے درشتی سے روکا تھا۔ وہ چونکا۔

"ہم سید گھرانے کی عورتیں ہیں۔ یوں اجنبیوں کے ساتھ ہم نہیں بیٹھتیں۔ تمہیں پناہ ملی ہے تو اپنی حد میں رہو۔" نیلم غصے سے کہتی جانے لگیں تھیں۔ بخت کو اندازہ نہیں تھا کہ نیلم کی جانب سے کوئی شدید ری ایکشن آئے گا۔

"تو پھر جازم مرزا....۔" اس نام پر نیلم کے قدم ساکت ہوئے۔ وہ ایڑھیوں پر گھومیں۔ آنکھوں میں بے پناہ حیرت تھی۔

"وہ اس گھر کی دہلیز کیوں پار کر گیا۔ وہ سید بھی نہیں، غیر بھی ہے۔" وہ طنز نہیں کر رہا تھا۔ وہ بس پوچھ رہا تھا۔ اور نیلم کے پاس جواب نہیں تھا۔

"وہ یتیم ہے۔ اس نے مجھے ماں کہا تھا۔"

"میں بھی یتیم ہوں۔ مجھے بھی ماں کہنے دیں۔"اس کی آنکھیں ناجانے کیوں آج بار بار سرخ پڑ رہی تھیں۔اس کی بات پر نیلم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبایا تھا۔لیکن اس کی بات کا جواب دیئے بغیر وہ اندر چلی گئیں۔

"تم مجھے ماں کہہ لینا بیٹا۔"

دادی جان کے یوں اپنائیت سے کہنے پر وہ ان کی جانب مڑا اور پھر مسکرا دیا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔"

oooooooooooooooo

وہ اس وقت طلحہٰ کے گھر پر موجود تھا۔سامنے میز پر چائے اور کچھ لوازمات رکھے ہوئے تھے۔

"پولیس اسٹیشن کیوں نہیں گئے آج۔خوامخواہ وہاں کا چکر لگوا دیا۔"

گلفام خفا سے نقوش لیے بیٹھا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"حمیرہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔مجھے رکنا پڑا۔"وہ لیپ ٹاپ گود میں لیے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"ہمممم....۔"

"تم زارا سفیان کے کیس کی بابت پوچھ رہے تھے۔"گلفام فوراً سیدھا ہوا۔

"ہاں..... کیس واپس لے لیا انہوں نے۔وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔اپنی بیٹی کو انصاف تک نہیں دلایا۔لیکن میں.... میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔"

"یہ دیکھو۔"طلحہٰ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا،پھر لیپ ٹاپ اس کے سامنے رکھا۔ وہاں کوئی وڈیو چل رہی تھی۔

"یہ ایک لڑکی ہے شہر سیالکوٹ کی۔وہ لڑکی جس کی شادی کے فوراً بعد اس کا شوہر ملک چھوڑ کر چلا گیا اور پھر سال گزر گئے لیکن وہ واپس نہیں آیا۔سسرال والے اس پر ظلم کرتے تھے۔اور پھر اک دن اسے زہر دے کر مار دیا۔"گلفام نے صدمے سے طلحہٰ کو دیکھا۔طلحہٰ نے اسے۔

"ہو سکتا ہے اس نے خود زہر کھالیا ہو۔ کوئی ثبوت تو نہیں ہے۔" طلحہٰ کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ ابھری۔

"ممکن تھا۔ لیکن اس کا بیٹا.... وہ ہے ثبوت۔ اس نے بتایا کہ کیسے اس کی ماں کو زبردستی کھلایا گیا تھا وہ زہر۔" گلفام کا چہرہ سفید پڑا۔ اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

"لیکن گھر والوں نے کیا کیا۔ اپنی مری ہوئی بیٹی پر الزام لگادیا کہ اس نے خود زہر کھایا ہو گا۔ بقول ان کے کہ بیٹی تو مر گئی۔ اب بیٹوں کو کوٹ کچہریوں کے چکروں میں ڈال دیں۔ خوامخواہ کی دشمنیاں پیدا نہیں کر سکتے ہم۔"

وہ سن سا بیٹھا رہا۔

"کوئی.... کوئی اپنی اولاد کے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا ہے۔ وہ انصاف کی حقدار تھی۔ پھر.... پھر بھی اسے انصاف نہیں ملا اور.... الٹا قتل کیس کو سوسائڈ کیس بنادیا۔" گلفام کا دل ایک دم سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس یہ بتا رہا ہوں کہ تمہارے ماموں نے صرف کیس واپس لیا ہے۔ ان لوگوں نے تو سارا الزام ہی اپنی بیٹی پر ڈال دیا۔ اب تم خود سوچو کہ اس وقت پاکستان کے کیسے حالات ہیں۔"

چند لمحے وہاں خاموشی چھائی رہی۔

"کچھ دن پہلے ایک اور کیس آیا تھا۔ جس میں لڑکا لڑکی نے بھاگ کر شادی کی تھی۔ سو کالڈ لو میرج۔ اور پھر کیا ہوا۔ محبت کے نام پر مار دی گئی۔ اسی شخص کے ہاتھوں جس پر وہ ٹرسٹ کرتی تھی۔ جس سے محبت کرتی تھی۔ جو محبت کا دعویدار تھا۔ تم دیکھ لو۔ پاکستان میں لڑکیاں کیسے ماری جا رہی ہیں۔ اور ان میں سے ستر فیصد سسرال والے یا یہ محبت کا دعویٰ کرنے والے ہوتے ہیں۔"

طلحہ حقیقت بتا رہا تھا اور گلفام کی رہی سہی ہمت جیسے جواب دے گئی تھی۔

"سمجھ نہیں پا رہا میں کہ یہ سب ختم کیسے ہو گا۔ آخر کب تک لڑکیاں محبت کے نام پر ماری جاتی رہیں گی۔" طلحہ کنپٹی مسلتے ہوئے پیچھے ٹیک لگا گیا۔

گلفام نے افسردہ نظروں سے اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب وہ محبت کے نام پر غیر مردوں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیں گی۔" طلحہٰ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیونکہ آج کل نوے فیصد مردوں میں مردانگی نہیں رہی۔ لڑکیوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ گھر سے بھگا لے جانے والا انسان کبھی مرد ہو ہی نہیں سکتا۔ مرد وہ ہوتا ہے، جسے ہر طرح سے اس کی عزت عزیز ہو، جس سے وہ محبت کا دعویدار ہو۔"

"عزت سے بیاہ کر لے جانے والوں کی بات کرتے ہو تو تمہیں ایک اور قصہ سناتا ہوں۔" طلحہٰ پھر سے ایک دفعہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ سیالکوٹ کے علاقہ بجوات کا واقعہ ہے۔ عزت سے بیاہ کر لے جانا والا جوا کھیلتا تھا۔ جوئے میں اس نے بیوی کی شرط لگائی تھی۔ کمینہ ہار گیا اور دوستوں کو اپنی بیوی دے دی۔ اور پھر وہ ہوا جو ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ بہت عام۔" گلفام کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ وہ وکیل تھا لیکن یہ کیس اس کے لئے بالکل نیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ کوئی اپنی بیوی پر کسی کی ایک نگاہ برداشت نہیں کرتا اور یہ سب....۔"

"یہ حرام کے نشے....یہ سب کچھ کروا دیتے ہیں۔ شادی کرنے سے پہلے ایک دفعہ گھر والوں کو استخارے کے بارے میں ضرور سوچنا چاہیے۔"

"کیا یہ لوگ پکڑے گئے؟"

"نہیں۔ گھر والوں نے ایف آئی آر کٹوا دی ہے۔ لیکن کمینے کہیں چھپ گئے ہیں۔ ہم جلد ہی ڈھونڈ لیں گے۔ چھوڑوں گا نہیں ان بغیر توں کو۔" طلحہ کے چہرے پر حقارت بھرے تاثرات ابھرے تھے۔

"زارا کی خالہ نے بھی ماموں جان کا گھٹنا نہیں چھوڑا تھا....جب تک کہ انہوں نے ہاں نہیں کہہ دی تھی۔"

گلفام کے تلخی سے کہنے پر طلحہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کہیں نا کہیں تمہاری کزن کو شک تھا کہ اس کے ساتھ کچھ ہو سکتا ہے۔ وہ ان کے رویے کو دیکھ رہی تھی۔ پھر بھی اس نے کوئی احتیاطی قدم نہیں اٹھایا۔"

"کیا مطلب؟"

"ان کی موت ایسے ہی لکھی تھی، گلفام۔ لیکن اللہ نے انسان کو عقل دی ہے۔ جس کا ہمیں استعمال کرنا چاہیے۔ اور بات صاف ہے جو میں کہہ چکا ہوں۔ زارا کو دو تین دن سے زیادہ وہاں رکنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ لیکن پھر وہی بات۔ مکتوب۔ موت کا وقت۔ ہونی کو نہیں ٹال سکتے ہم۔" گلفام نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"کہیں نا کہیں لڑکیوں کا بھی قصور ہوتا ہے۔ انہیں نادان کہا گیا ہے۔ لیکن اگر ہم انہیں کم عقل کہہ دیں تو وہ انا کا مسلہ بنا دیتی ہیں اس بات کو۔ اگر قصوروار مرد ہیں تو کہیں نا کہیں غلط خواتین بھی ہوتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ان میں دین کی تعلیمات کو پھیلایا جائے۔ اگر یہ لوگ شریعت کو اپنا لیتے ہیں۔ اسلام کو قید سمجھنے کے بجائے اللہ کی حدود سمجھتے ہیں تو ایسے کیسز مسلمانوں سے تقریباً ختم ہو جائیں گے۔ لیکن ہماری عوام لبرل بننے کے چکر میں اسلام سے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دور ہو چکی ہے۔ لڑکی کہیں غیرت کے نام پر قتل ہو رہی ہے۔ کہیں اپنے سوشل سرکل کی وجہ سے، کہیں محبت کے جال میں تو کہیں انکار کر کے۔ یہ بس اسلام پڑھ کر ہی روکا جا سکتا ہے۔"

طلحہ کی باتیں وہ سمجھ رہا تھا۔ اس لیے وہ بس چپ چاپ سن رہا تھا۔

"ہماری نوجوان نسل کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ قتل و غارتگری، یہ بے حیائی، نامحرموں پر اندھا اعتبار، لبرلزم، سوشل میڈیا پر اپنا آپ دکھانا، یہ سب ایک تو گمراہی کے راستے پر لے جا رہے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ یہ بے حیائی کے راستے پر آ چکے ہیں۔ اور دوسرا یہ ہر لحاظ سے خطرناک اور خوفناک انجام کی طرف لے جا رہا ہے۔ لڑکیاں کہتی ہیں مرد ان کے دشمن ہیں۔ وہ انہیں جینے نہیں دیتے۔ لیکن درحقیقت وہ اپنی دشمن خود ہیں۔ اسلام کو فالو نہیں کرتیں اور پھر کہتی ہیں کہ ہمیں جینے دیا جائے۔ ہمارا جسم ہماری مرضی کے نعرے لگاتی ہیں۔ جب ان سے اس کی وضاحت مانگو تو ان کی وضاحت کا بھی کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن.....یہ اصول تو مردوں کے لیے بھی ہونے چاہیے نا۔اسلام جتنا عورتوں کا ہے،اتنا مردوں کا ہے۔عورتیں اسلام کے دائرے میں رہ کر بھی اگر کچھ کریں تو مرد بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ نامرد حضرات ان کو بھی نہیں چھوڑتے۔آخر ان معصوم لوگوں کا کیا قصور جو ان سب چیزوں سے دور ہیں۔انہیں بھی تو زیادتیوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔میں یہاں اختلاف کر رہا ہوں تمہاری بات سے کہ صرف لڑکیاں قصوروار ہیں۔"

"نہیں گلفام۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ لڑکیاں ہی صرف قصوروار ہیں۔اگر ایسا ہوتا تو وہ جیسے مرضی نکلتیں۔اگر مردوں میں مردانگی ہوتی تو نا عورت قتل ہوتی اور نا ہی اس کا ریپ ہوتا۔میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ لڑکی کو ہمیشہ اپنے محرم کے ساتھ نکلنا چاہیے۔یا پھر وہ اتنی مضبوط ہو جائے کہ اگر گھر سے تنہا نکلے تو اپنی جانب اٹھنے والی غلیظ نظروں کو نوچ ڈالے۔گندگی سے بھرے ہاتھ کاٹ ڈالے۔عورت کمزور نہیں ہے،بس نا سمجھ ہے۔اسے اپنی سیفٹی کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔اگر عورت دین دار اور مظبوط ہو گی تو خبیث مردوں کی اتنی جرآت نہیں ہو گی کہ وہ اسے انگلی سے بھی چھو سکیں۔"

"اور قتل؟ وہ اس قتل سے کیسے خود کو بچا سکتی ہے؟"

"ہمارے معاشرے میں کچھ لڑکیوں کو یہ کہہ کر رخصت کیا جاتا ہے کہ تمہارے سسرال سے اب بس جنازہ اٹھے تمہارا۔ کچھ بھی ہو، بس برداشت کرنا۔ ناراض ہو کر واپس نا آجانا۔ ٹھیک ہے۔ رشتوں میں سمجھوتے کیے جاتے ہیں۔ لیکن سمجھوتے کے نام پر عورت اگر مار کھاتی رہے، سسرال کی جانب سے ذلت سہتی رہے تو یہ تو سمجھوتا نہیں۔ یہ خود پر ظلم ہے۔ یہاں وہ لڑکی خود قصوروار ہوگی۔ میاں بیوی کے لڑائی جھگڑے اگر ان کے کمرے کی حدود تک رہیں تو ٹھیک ہے۔ لڑائی کے بعد اگر صلح بھی ہو تو وہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن اگر شوہر وائف بیٹر ہو تو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ یہ نارمل نہیں ہے۔ یہ نفسیاتی مریض ہیں۔ اور ان کی مائیں انہیں مزید اس جہنم میں دھکیل رہی ہیں۔"

"اس سے بچا کیسے جائے؟" گلفام کا سوال وہی تھا۔

"پھر وہی بات۔ برداشت، سمجھوتا، اور شریعت دونوں جانب ایک جیسی ہو تو رشتے نبھائے جاتے ہیں۔ بات بات پر قتل کر دینا، یہ انتشار پھیلاتا ہے۔ قاتل کو سرعام عبرت ناک سزا

دی جائے تو آئندہ کوئی بھی جرم کرتے وقت سوچے گا ضرور۔ لیکن ہمارے یہاں ایک طرف جیل ہوتی ہے اور دوسری طرف جیب سے پیسہ نکل آتا ہے۔ پھر ہماری آدھے سے زیادہ پولیس تو رشوت خور ہے۔ اپنی جہنم بھرنے کے لیے خاموش ہو جائے گی۔ یہ ہمارے حالات ہیں۔"

طلحہ بول کر چپ ہو چکا تھا۔ گلفام بھی کچھ نہیں بولا۔ وہ ساری باتیں سچ ہی تو تھیں۔ لوگوں میں صرف دین کی کمی ہے اور کچھ نہیں۔ شریعت کا نام لو تو لبرل لوگوں کے دل باہر آنے لگتے ہیں۔ وہ اپنے گناہوں کو جسٹیفائی کرنے لگ جاتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لوگ سیدھو موسے والے کے گانے سن سن کر اتنے پاگل ہو چکے ہیں کہ وہ خود کو کوئی ڈان سمجھنے لگے ہیں۔ ڈیلی ولاگرز جو اپنی فیملیز دکھاتے ہیں۔ لوگ ان کو اپنا آئیڈیل مان بیٹھے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اپنا آپ دکھانے والی ان کے لیے گارجئس بن گئی ہیں۔ سارا دن سوشل میڈیا دیکھتے رہیں گے تو دین کب سیکھے گے۔ قرآن کھول کر نہیں پڑھیں گے۔ اس کو تفسیر کے ساتھ نہیں پڑھیں گے تو پھر یہی سب ہو گا جو ہو رہا ہے۔ زندگی پانی کے قطرے

جتنی ہے اور آخرت ایک ایسا سمندر جو دور دور تک کنارہ نظر نہیں آنے دیتا۔ ہم لوگ پھر بھی ایسی ہی دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ ہمیں اپنی اپنی اصلاح کرنی تھی لیکن ہم سوشل میڈیا پر دوسروں کو گیان دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ پہلے خود کو بدلو، پھر معاشرے میں انقلاب لاؤ۔ انقلاب کے لیے کوششیں کرنی پڑتی ہیں نا کہ خود کو مؤمن اور دوسروں کو کافر کہہ کر دین پھیلتا ہے۔ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے ایمان کو قائم رکھے۔ ہمیں ایسے شیطانی کاموں سے محفوظ رکھے اور بے حیائی میں پڑنے سے بچالے۔ آمین۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ooooooooooo

وہ کچھ دیر مزید باتیں کرتے رہے تھے لیکن پھر گلفام کا فون بجنے لگا۔ مہر ماہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی تو گھر والے اسے ہسپتال لے گئے تھے۔ وہ پریشانی کے عالم میں ہی طلحہٰ کے گھر سے نکل آیا تھا۔

یہ مہر ماہ کے بیمار ہونے سے کچھ دیر پہلے کی بات تھی جب وجدان لان سے گزر کر گیسٹ روم میں چلے آئے۔ وہ شیشے کے سامنے آستین اوپر کیے اپنا زخم دیکھ رہا تھا۔

"زیادہ گہرا نہیں ہے۔ اب تم ٹھیک ہو۔" وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس کے قریب چلے آئے۔ وہ بھی آستین نیچے کرتا ان کی جانب مڑا۔

"جی۔ زیادہ گہرا نہیں ہے۔ کم از کم اندرونی گھاؤ جتنا تو بالکل بھی نہیں۔" وہ استہزاء سے کہتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"تمہیں لان میں نہیں جانا چاہیئے تھا۔ نیلم اس بات پر سخت خفا ہے۔" وجدان کی بات پر اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔ اس کے گالوں میں گڑھا سا پڑا تھا۔

"شاید وہ مجھے پسند نہیں کرتیں۔ اور حقیقت جاننے کے بعد تو نفرت کریں گی۔" وہ سر جھکائے زمین کو تک رہا تھا۔ چہرے پر اداسی سی تھی۔ وجدان اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئے۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"وہ ایک دن تمہیں اپنائے گی بھی اور محبت بھی کرے گی۔ بس تم انتظار کرو۔"

"انتظار ہی تو کر رہا تھا۔ اس انتظار سے تنگ آ کر میں نے اس گھر کا رخ کیا۔" وجدان نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" بخت نے لبوں کو اک دوسرے میں پیوست کیا۔ پھر دھیرے سے مسکرایا۔

"مجھ پر قاتلانہ حملہ نہیں ہوا تھا۔ بلکہ میں نے خود.... خود کو گولی ماری تھی۔ بس نشانہ ایسا تھا کہ چھو کر گزرے۔" وجدان تو ساکت ہی رہ گئے تھے۔

"تم.... تم دھوکہ بھی دیتے ہو۔ گھٹیا انسان۔" وہ خفا ہی تو ہوئے تھے۔ بخت زیر لب مسکرا دیا۔

"میں دیکھنا چاہتا تھا انہیں۔ وہ جس سے میری ماں جلتی تھی۔ جس سے سید وجدان شاہ بے حد محبت کرتا ہے۔ جو شفقت دکھائے تو دنیا غم بھول جائے، جو رکھائی پر اتر آئے تو دنیا اسی تکلیف کے بوجھ تلے دب کر مر جائے۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میڈم نیلم وجدان شاہ دکھنے میں کیسی ہیں۔" وجدان بس اسے دیکھے جا رہے تھے۔

"اور؟"وہ متجسس ہوئے تھے۔

"اور یہ کہ وجدان شاہ نیلم وجدان کی ناراضگی سہہ نہیں سکتے۔ اتنا رعب دار بندا بھی بیوی کی سخت نگاہ سے ڈر جاتا ہے۔ ان کی ہر بات پر سر جھکا دیتا ہے۔"

وہ دل کھول کر ہنسے تھے۔

"ڈھکے چھپے لفظوں میں تم مجھے زن مرید کہہ رہے ہو؟"اب وہ ہنسا تھا۔

"کہہ سکتے ہیں۔"لبوں پر شرارتی سی مسکراہٹ تھی۔ وجدان نے اس کی کمر پر چپٹ لگائی تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"بے ہودہ انسان۔ ویسے چوٹ والی حرکت بہت ہی بری اور گری ہوئی حرکت تھی۔"

"جانتا ہوں۔"وہ سنجیدگی سے ہنس دیا۔

"اوکے میں اب چلوں گا۔"کچھ دیر بعد وہ اٹھ گیا تھا۔

"نیلم سے نہیں ملو گے؟"وجدان چوٹ کروانے سے باز نہیں آئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ان سے تو اب ملاقات ہوتی رہے گی۔" وہ آنکھ دبا کر بولا تو وجدان نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔

پھر وہ ہنستا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں گیٹ تک ساتھ آئے تھے۔ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی نیلم وجدان اس شخص کو دیکھ رہی تھیں جس کا چہرہ کسی اپنے سے ملتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ نیلم کو وہ لڑکا پسند نہیں آیا تھا۔ وہ نفرت سے رخ موڑ گئیں۔

"ویسے تم جازم کو کیسے جانتے ہو؟" گیٹ کے پاس پہنچ کر وجدان نے پوچھا تھا۔ وہ بالکل بھی حیران نہیں ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ بھی بتا دیا انہوں نے آپ کو؟"

"ہم دونوں کبھی کچھ نہیں چھپاتے اک دوسرے سے۔"

"جھوٹ تو نا بولیں۔"

"تم مجھے جھوٹا کہہ رہے ہو؟" وجدان کو جھٹکا ہی تو لگا تھا۔

"جی... کیونکہ آپ کے جھوٹ کا میں سب سے بڑا ثبوت ہوں۔" وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ وجدان نے تاسف سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ پھر چوکیدار کو گیٹ کھولنے کا کہا۔

گیٹ کھلا تو سامنے میرال اور برہان کھڑے تھے۔ میرال نے سرمئی رنگ کی لان کی قمیص اور پاجامہ پہن رکھا تھا۔ دوپٹے کو سر پر لیا ہوا تھا۔ برہان نے بھی سبز رنگ کی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ بخت میرال کو دیکھ کر رک سا گیا۔ یہی تو وہ چہرہ تھا جو کل رات اس نے آنکھیں بند ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ پھر جلد ہی اپنی نظریں وہاں سے ہٹا کر برہان کو دیکھا۔ جو اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کا زخم کیسا ہے، بخت بھائی۔" وہ اس سے عمر میں بڑا تھا۔ اور اب تو کزن بھی تھا۔ سو اس نے نام لینے کے بجائے بھائی ہی کہنا مناسب سمجھا۔

"ٹھیک ہوں برخوردار۔" اس نے خوشگوار لہجے میں کہا تھا۔

"ویسے خیریت ہے؟" وجدان نے یونہی پوچھا تھا۔

"جی ماموں جان۔ آپ کی بھانجی کا گھر میں اکیلے دل نہیں لگ رہا تھا۔ اسے آیت اور بھابھی کے ساتھ وقت گزارنا تھا تو بس.... پھر سے آ گئے ہم دونوں۔" اس کے بتانے پر وجدان مسکرائے۔

"ٹھیک ہے تم لوگ اندر جاؤ۔ میں اسے...۔"

"بابا۔ بابا۔" پیچھے سے آیت بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ وجدان کی بات وہیں رہ گئی۔

"بابا جلدی سے گاڑی نکالیں۔ بھابھی بے ہوش ہو گئی ہیں۔" اس کی بات سن کر میرال اندر بھاگی تھی جبکہ وجدان ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہنے لگے۔ ایک دم سے افراتفری مچ گئی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°

وہ آفس چلا آیا تھا۔ آفس روم کا دروازہ کھولا تو روم جا بجا سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔ ہر طرف اسٹکی نوٹ چسپاں تھے۔ جن پر انگلش میں ویلکم بیک باس لکھا ہوا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا اندر چلا آیا۔

یہ سب کچھ اس کے لیے تھا۔ لوگ اس سے محبت کرتے تھے۔ وہ کیسے کسی کو اس محبت پر ناگ بن کر بیٹھنے دیتا۔ جو اس کی راہ میں آئے گا، وہ جان سے جائے گا۔

وہ اپنی سربراہی کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی۔ اس نے کچھ چونکنا سا ہو کر موبائل اٹھایا۔

"امید کرتا ہوں سرخ گلاب تمہیں پسند آئے ہوں گے، مسٹر بلیک۔" وہ چونکا تھا۔ کیا مطلب یہ پھول.... یہ کمرہ.... اس کے کمرے میں یہ پھول اس کے ورکرز نے نہیں لگائے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کون ہو تم؟ اور یہ پھول.... تم نے یہاں کیوں بھیجے ہیں؟"

اس نے لکھ کر میسج بھیجا تھا جو فوراً سین ہو گیا تھا۔

"میں تمہاری بربادی ہوں، جازم مرزا۔ اور سرخ رنگ.... تمہاری ٹریجڈک موت کا ایک اشارہ ہے۔ میری طرف سے وارننگ سمجھ لو۔"

وہ اس میسج پر ساکت ہوا تھا۔ وہ کبھی اتنا بے چین نہیں ہوا تھا جتنا اس میسج نے اسے کر دیا تھا۔

اس نے غصے سے موبائل خود سے دور رکھ دیا تھا۔

"موت اور زندگی کا اختیار رکھنے والے کو موت دینا چاہتے ہو تم۔ آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ ہار نہیں مان سکتا تھا۔ اسی لیے اس نے پھر سے موبائل اٹھایا اور میسج لکھنا شروع کیا۔

"سنا ہے زمینی خداؤں کا آج تک کوئی اچھا انجام نہیں ہوا۔ گڈ لک، مسٹر بلیک۔" سمائلی ایموجی کے ساتھ نمبر بند ہو چکا تھا۔ جازم نے ریپلائے نہیں کیا۔ وہ بس اب اس شخص کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

کون تھا آخر وہ۔

اور وہ اسے مسٹر بلیک کیوں کہہ رہا تھا۔

oooooooooooo

"کل لڑکے والے تمہیں دیکھنے آرہے ہیں۔ تیار رہنا۔"

رئیسہ بیگم میمونہ کے کمرے میں آئیں تو وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔

"اور یہ کیا ہر وقت کتابوں میں سر دیئے بیٹھی رہتی ہو۔ کوئی کام کاج بھی سیکھ لو۔"

"ماں... مجھے شادی نہیں کرنی۔" وہ بیزاریت سے بولی تھی۔

"ہاں۔ تمہیں ماں اور بھائی کے سر پر بوجھ بن کر رہنا ہے۔ شادی نہیں کرنی۔" میمونہ نے دکھ سے اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

"میں آپ لوگوں پر اب بوجھ بننے لگی ہوں۔" اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔

"اگر رشتے نہیں آئیں گے تو بوجھ ہی ہوگی نا۔ کل کو جانے یاسر کی دلہن کیسی ہوگی۔ پتا نہیں تمہیں دیکھنا بھی گوارا کرے یا نا کرے۔ بس تو یاسر کی شادی سے پہلے اپنے گھر کی ہو جا۔ اور

کچھ نہیں چاہتی میں۔"وہ کہہ کر باہر جا چکی تھیں۔میمونہ کتاب چہرے پر رکھے آنکھیں موندھ گئی۔

آہ یہ بے بسی۔

oooooooooooooo

مہر ماہ گھر آچکی تھی۔ڈاکٹر نے جب گلفام کو بتایا کہ وہ دو سے تین ہونے جا رہے ہیں تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔اس کی ساری کلفت جیسے دور ہو گئی تھی۔پورے گھر میں جیسے خوشی کا سا سماں پھیل گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دادی اس کے صدقے واری جا رہی تھیں۔وجدان اور دادا جان گلفام کو مبارکباد دے رہے تھے۔مہر ماہ کے سر پر ہاتھ رکھا لیکن کہا کچھ نہیں۔جیسے عام گھرانوں میں ایسی باتیں کرنے میں جھجھک سی درمیان میں آجاتی ہے۔یہی ماحول تھا اس گھر کا۔

اس وقت وہ دونوں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"مُجھے لگ رہا ہے جیسے میں آسمانوں پر اڑ رہا ہوں۔"بیڈ پر ایک جانب وہ بیٹھی ہوئی تھی۔اور بیڈ کے بیچ و بیچ وہ لیٹا ہوا تھا۔

"بابا۔۔۔"وہ ہنسا تھا۔

"جب میری اولاد مجھے بابا بابا کہے گی،اور میں کہوں گا۔جی چھوٹے شاہ۔"اب کے وہ بھی ہنسی تھی۔

"ویسے تم نے کوئی نام سوچا ہے؟"اب کے وہ کہنی کے بل اونچا ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔

مہر ماہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"نہیں میں نے تو کوئی نام نہیں سوچا.... آپ کے چھوٹے شاہ کا۔"

"رکو۔میں سوچتا ہوں۔"وہ واقعی ہی سوچنے لگا تھا جبکہ مہر ماہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"اگر بیٹی ہوئی تو...اس کا نام ابرش ہو گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابرش؟؟؟اس کا کیا مطلب ہے؟"وہ ٹھوڑی تلے درمیان کی دو انگلیاں رکھے پوچھ رہی تھی۔

"جنت کی پہلی بارش۔"

مہر ماہ کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

"نام تھوڑا عجیب ہے۔لیکن اس کا معنی بہت خوبصورت ہے۔"

"جی سرکار۔ٹھیک فرمایا آپ نے۔"وہ اسے دیکھتا شرارت سے کہہ رہا تھا۔وہ جھینپ گئی۔

"اور اگر بیٹا ہوا تو؟"اسے تجسس ہوا تھا۔

"نوریز کیسا ہے؟"

"اس کا مطلب؟"

"زمین پر سورج کی پہلی کرن۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پہلی بارش اور سورج کی پہلی کرن۔ بہت یونیک ہیں آپ۔" وہ اپنے شوہر کو سراہ رہی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"ابرش اور نوریز۔ انتظار نہیں ہو رہا۔" وہ اٹھ کر اس کی گود میں سر رکھ چکا تھا۔ مہر ماہ نے پہلے حیرت سے پھر مسکرا کر اسے دیکھا۔ پھر نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ اتنا سکون ایک ساتھ پا کر نا جانے کب گلفام کی آنکھ لگ گئی تھی۔

oooooooooooooo

یہ جون کے جاتے دنوں کی ایک تپتی دوپہر تھی۔ آج اتوار بھی تھا۔ سارے گھر والے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے کسی بات کے سلسلے میں۔

"میرے خیال سے اگست کی شروع کی تاریخ شادی کے لیے مناسب رہے گی۔" وجدان نے اپنی رائے دی تھیں۔

"بابا بہت گرمی ہوتی ہے اگست میں۔ کیسے شادی کا سوچ لیا آپ نے؟" گلفام منمنایا تھا۔

"کوئی بات نہیں برخودار۔ہال میں اے سی لگا ہوتا ہے۔وہاں گرمی کم ہی لگے گی تمہیں۔"

داداجان نے کہا تو ہال میں مسکراہٹیں بکھر گئیں۔ایک آیت تھی جو مسکرا بھی نہیں سکی۔

"تم خوش ہو نا، آیت؟" گلفام نے اپنے ساتھ بیٹھی آیت کا ہاتھ پکڑا تو وہ گڑبڑا گئی۔پھر زبردستی مسکرائی۔

"اب لڑکیاں سرعام تھوڑی بتائیں گی کہ وہ خوش ہیں یا نہیں۔"وہ شرماتے ہوئے دوپٹے کا کونہ دانتوں تلے دبا گئی تھی۔گلفام اس کی ادا پر مسکرا دیا تھا۔پھر اس کا سر پکڑ کر اپنے کندھے کے ساتھ لگایا۔

"بس تم خوش رہو۔ہمیشہ۔"

داداجان بس اسے دیکھ کر رہ گئے۔جذباتی آیت اداکاری اچھی کر لیتی تھی۔تکلیف انہیں بھی ہوئی تھی۔

oooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ آج اپنی دوستوں کے ساتھ آئس کریم پارلر آئی تھی۔ ایک ٹیبل پر وہ اور اس کی دو ستیں بیٹھیں آئس کریم انجوائے کر رہی تھیں۔ پھر ایک کو ایمرجنسی واشروم جانا پڑا اور دوسری کے گھر سے کال آگئی تھی۔ سگنلز کے ایشو کی وجہ سے وہ وہاں سے اٹھ کر باہر چلی آئی۔ پیچھے میرال اکیلی رہ گئی تھی۔ اس نے بھی فون نکالا اور گیلری اوپن کر لی۔ وہ یونہی گلفام کی شادی والا فولڈر کھول بیٹھی۔ اس نے ارادتاً زارا کی تصویر اوپن کی۔ یہ مہندی والے دن کی تصویر تھی جس میں وہ میرال کی تصویر کے پیچھے اپنی جھلک دکھا رہی تھی۔ وہ زخمی سا مسکرائی پھر مزید تصویریں دیکھنے لگی۔ گلفام کی اک تصویر پر وہ رک گئی۔ یہ بارات والے دن کی تصویر تھی۔ یہ تصویریں اسے آیت نے بھیجی تھیں جب ان کا راضی نامہ ہوا تھا۔ وہ یونہی اس تصویر کو دیکھے گئی۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ پبلک پلیس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ تبھی کوئی چپکے سے وہاں آیا تھا۔ وہ میرال کو سرپرائز دینا چاہتا تھا لیکن موبائل اسکرین پر نظر آتی تصویر نے اسے جیسے ساکت کر دیا تھا۔

"یہ کون ہے؟"وہ ایک دم سے اچھلی۔مڑ کر دیکھا تو وہاں یاسر کھڑا تھا۔اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر سکھ کا سانس لیا۔پھر چونکی۔وہ ان سارے حالات میں یاسر کو تو بھول ہی گئی تھی۔

"یہ.... کزن ہے میرا۔"وہ بمشکل مسکرائی تھی۔یاسر کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"کزن.... تو تم اسے اتنے غور سے کیوں دیکھ رہی تھیں؟"یاسر کے سوال پر وہ چپ ہو گئی۔غلطیاں کر چکی تھی اور اب غلطیاں سدھارنے کا وقت تھا۔تبھی اس نے ایک فیصلہ کیا۔سچ بتانے کا فیصلہ۔

اس نے آہستہ آہستہ بتانا شروع کیا۔شروعات یہ تھی کہ وہ گلفام سے محبت کرتی تھی،یاسر سے نہیں۔

یہ جملہ کافی تھا یاسر کو تکلیف پہنچانے کے لیے۔باقی باتوں پر تو اس نے دھیان نہیں دیا۔

وہ خاموشی سے اٹھا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

"یاسر۔بات تو سنو پلیز۔"اس نے روکنا چاہا۔وہ رک بھی گیا۔مڑا بھی تھا۔لیکن اس کی آنکھوں میں اذیت سی تھی۔

"تم نے مُجھے....مجھے دھوکہ دیا میرال۔تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔میری حالت کی ذمیدار اب تم ہوں گی۔"

وہ رکا نہیں تھا اور میرال میں مزید اسے روکنے کی ہمت نہیں تھی۔یاسر کی شکوہ کناں آنکھوں نے اس کا دل ہر چیز سے بیزار کر دیا تھا۔وہ کسی کو بھی بتائے بغیر وہاں سے اٹھ آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooo

وہ باہر آئی تو وہ جا چکا تھا۔وہ سانس خارج کرتی سڑک پر چلتی گاڑیوں کو دیکھنے لگی۔

ہر چیز کی معافی تھی اسے۔وہ گناہ کو رو کر مٹا سکتی تھی۔توبہ کے دروازے اس پر کھلے ہوئے تھے لیکن.....وہ اس دھوکے کو کیسے ختم کرتی جو وہ پچھلے کئی سالوں سے یاسر کو دیتی آئی تھی۔اسے لگتا تھا کہ وہ سب کی نفرت میں یہ کر رہی ہے،تو اس کا عذاب دوسروں کو ہی ہو

گا۔ لیکن آج اسے احساس ہوا تھا.... وہ اپنے لیے مشکلات پیدا کر رہی تھی۔ وہ یاسر سے دور جانا چاہتی تھی اور اس نے صدق دل سے دعا بھی کی تھی کہ وہ اب کبھی اس کی زندگی میں واپس نا آئے۔ بس وہ چلا جائے۔

جس شخص سے وہ محبت ہی نہیں کرتی۔ اس کا وجود وہ کیسے برداشت کرتی۔ یہ سب تب تک ٹھیک تھا جب تک اس کی آنکھوں پر نفرت کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب اس کا دل حسد میں ڈوب گیا تھا۔ لیکن اب پٹی بھی اتر چکی تھی اور حسد بھی ختم ہو گیا تھا۔ اور اب صرف نقصان نظر آرہا تھا۔

وہ اپنے خیالوں میں اتنی مگن تھی کہ اسے معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ کوئی چپکے سے اس کے ساتھ آن کھڑا ہوا ہے۔

"کچھ کھو گیا ہے کیا؟"

وہ اچھل کر اس سے دور ہوئی تھی۔ اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے شخص کو دیکھا تو لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بخت بھائی آپ...یہاں؟"وہ کنفیوز ہوئی تھی۔

"سوری میں نے آپ کو ڈرادیا۔"لفظ بھائی اسے اچھا نہیں لگا تھا لیکن.....کوئی بات نہیں۔

"اٹس اوکے۔"اپنا دوپٹا ٹھیک کرتی وہ فاصلہ بنا گئی۔وہ بس اس کا نام جانتی تھی اور یہ کہ وہ وجدان ماموں کے دوست کا بیٹا تھا۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

"آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟"

"وہ میں.....میں گھر جارہی تھی۔"وہ جلدی سے کہتی مڑ گئی۔

"یاسر سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"اس کے قدم ساکت ہوئے۔وہ بل کھا کر مڑی۔

"ایکس کیوزمی؟"

"یاسر کو کیسے جانتی ہیں آپ؟"سوال بدل کر پوچھا گیا تھا۔

"میں آپ کو کیوں بتاؤں؟ہمارے درمیان ایسی بے تکلفی نہیں ہے۔"

بخت کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"اس کی انسٹا آئی ڈی دیکھی میں نے۔اس کا یوزر نیم یاسر شاہ ہے۔لیکن وہ سید تو نہیں ہے۔"
بخت کے سکون سے کہنے پر اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"دھوکہ دے رہا ہے وہ آپ کو۔دور رہیں اس سے۔"انداز میں نرم سی تنبیہہ تھی۔

"آپ میرے معاملات میں ضرورت سے زیادہ مداخلت کر رہے ہیں۔"

"بی بی۔"اب وہ سختی سے اس کی جانب مڑا تھا۔"میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں۔مناسب لگے تو مان لینا۔ورنہ آپ کی مرضی۔"وہ کندھے اچکاتا میرال کے ساتھ سے گزرنے لگا۔

"آپ اسے کیسے جانتے ہیں؟"میرال کے سوال پر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔پھر مسکراہٹ سمیٹ کر وہ واپس مڑا۔

"یہ اہم نہیں ہے کہ میں اسے کیسے جانتا ہوں۔اہم ہے آپ کی زندگی۔جو اس سے تعلقات بڑھانے پر خطرے میں آسکتی ہے۔سو بی کیئر فل۔"میرال کچھ نہیں بولی۔وہ گہری سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"اگر آپ کو مناسب لگے تو میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔"اس کی آفر پر میرال نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں تین سال سے اسے جانتی ہوں۔اس کی نسبت ایک ایسے شخص پر بھروسہ کر لوں جسے میں پانچ منٹ پہلے ملی ہوں۔"میرال کے کہنے پر اس نے کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا۔ پھر میرال کو۔

"غلط۔یہ ہماری دوسری ملاقات ہے۔جسے گزرے سات منٹ،ستائیس سیکنڈ ہو چکے ہیں۔"

وہ چونکی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، پیچھے سے اس کی دوستیں اسے آوازیں لگاتی ہوئیں آ گئی تھیں۔وہ ان کی جانب مڑ گئی۔وہ شاید اسے ڈانٹ رہی تھیں۔وہ کچھ کہہ رہی تھیں۔ لیکن میرال کا ذہن جیسے الجھ سا گیا تھا۔اس کی دوستیں اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہی تھیں۔ جانے سے پہلے اس نے یونہی مڑ کر دیکھا لیکن سڑک دور دور تک اسے منہ چڑھا رہی تھی۔ وہ جا چکا تھا۔جس خاموشی سے آیا تھا،اسی خاموشی سے چلا بھی گیا تھا۔میرال بھی گردن موڑ کر ان دونوں کے ساتھ وہاں سے چلی آئی۔

oooooooooooooo

وہ دونوں لائبریری کے قریب اوپن ریستوران میں لگے بینچز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ گرمی حد سے سوا تھی۔ برہان لیپ ٹاپ پر اسے کچھ سمجھا رہا تھا۔ اور وہ بے دلی سے دیکھ رہی تھی۔

"کچھ سمجھ آیا؟"

برہان کے پوچھنے پر وہ پیچھے ٹیک لگا گئی۔

"نہیں۔ میرے دماغ میں کچھ نہیں جا رہا۔" برہان نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"تمہاری پڑھائی ڈسٹرب ہو رہی ہے، آیت۔ تمہیں ماموں سے بات کرنی چاہیے۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"میں کونسا پہلے پورا جی پی اے لے لیتی تھی، جو اب میری پڑھائی ڈسٹرب ہو رہی ہے۔" وہ اپنا مذاق اڑاتے ہوئے بولی تھی۔

"میں بات کروں گا ماموں سے۔ مجھے تمہیں اسٹریس میں ڈال کر اس رشتے کی بنیاد نہیں رکھنی۔" برہان کی بے وقت کی بات پر اس نے اسے دیکھا۔

۔

"برہان میں ٹھیک ہوں۔ بس تھوڑا وقت چاہیے۔"

"تم چاہے تو پوری زندگی لے لو۔ مجھے مسلہ نہیں ہے۔ لیکن پلیز... ریلکس رہو۔" اب وہ کھلے دل سے مسکرائی تھی۔

"تم بہت اچھے ہو۔ تم ہر رشتے میں بہت اچھے ہو۔ تمہارے ساتھ زندگی گزارنا کبھی مشکل نہیں ہو گا میرے لیے۔ تم زندگی کو آسان کر دیتے ہو۔" اپنی تعریف پر وہ مسکرایا تھا لیکن.... خیر۔

"شاید میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔" وہ دل کی بات کہہ گیا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ اس نے واقعی ہی اظہار کیا ہے۔ آیت نے تیزی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"تم جانتے ہو نا کہ میں کیسی لڑکی ہوں۔ میرے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہو سکتا ہے تمہارے لیے۔" وہ برہان کی بات کو نظر انداز کر گئی تھی۔

"بیس سال سے ہم دونوں ساتھ ہیں۔ ابھی تک تو کوئی مشکل نہیں ہوئی۔"

"بیس سال سے ساتھ تو تم ایسے کہہ رہے ہو جیسے ہم دونوں تیس تیس سال کے ہو گئے ہوں۔ ابھی ہمیں نا بیس سال ہی ہوئے ہیں پیدا ہوئے۔" اس طرح کہتی وہ برہان کو پہلے جیسی آیت لگی تھی۔ وہ ہنس دیا۔

"ہم بیس سال سے ساتھ ہیں۔ میں بس دو ماہ تم سے بڑا ہوں۔"

"اچھا؟؟"

"جی۔ امی بتاتی ہیں کہ جب تم پیدا ہوئی تھیں تو میرے ساتھ ڈال دیا تھا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کون زیادہ خوبصورت ہے۔"

"اچھا۔ پھر کون جیتا؟" اسے تجسس ہوا تھا۔ برہان زیر لب مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے تو میں جانتا ہوں کہ میں زیادہ ہینڈسم ہوں، لیکن امی نے تمہارا نام لیا تھا۔" برہان کی بات پر وہ جل بھن گئی تھی۔

"تم ہمیشہ جل ککڑے ہی بنے رہا کرو۔ تم جلتے ہو مجھ سے۔" وہ خود جلتی بھنتی کہہ کر لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔ برہان نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔

"میں کیوں جلوں گا۔ میں ہوں پیارا۔"

وہ بھی کہاں باز آیا تھا۔ آیت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اچھا۔ ادھر دیکھو۔ میری آنکھوں میں دیکھو۔ اور بتاؤ، کون زیادہ پیارا ہے۔ برہان شیرازی یا آیت وجدان کی گہری نیلی آنکھیں؟" اور یہاں برہان ساکت ہوا تھا۔

"آیت وجدان کی گہری نیلی آنکھیں۔" وہ برہان کے یوں دیکھنے پر گڑبڑائی تھی۔

"جانتی ہو.... سارا مسلہ ان آنکھوں سے ہی شروع ہوا تھا۔" اب وہ آیت کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ لیکن آیت اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں آیت کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن میری محبت کبھی تمہیں قید نہیں کرنا چاہے گی۔ کبھی یہ نہیں کہے گی کہ اگر آیت وجدان میری نہیں تو کسی کی نہیں۔ تم آزاد ہو۔" وہ پھر خاموش ہو گیا تھا۔ آیت مسکرائی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم مجھے قید کر سکتے ہو؟" کیا مان تھا اس کے انداز میں۔ برہان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر قدرے مسکرایا۔

"نہیں.... قید تو میں ہو گیا ہوں۔ اور آزادی مجھے چاہیئے نہیں۔"

آج برہان اسے لاجواب کرتا جا رہا تھا۔ اور وہ ہوتی جا رہی تھی۔ اب کے نا وہ بولی تھی نا برہان نے کچھ کہا تھا۔ لمبی خاموشی دونوں کے درمیان حائل ہو گئی تھی۔

نا جانے کب وہ بدلے رخ ادھر کو

مسلسل بے رخی ہے، اور میں ہوں

oooooooooooooooooooo

وہ عدالت سے واپس آرہا تھا۔ مغرب نا جانے کب کی بیت چکی تھی۔ زمین پر ہر سو اندھیرا پھیل گیا تھا۔ یہ راستہ کچھ سنسان سا تھا۔ اور رات کے اس پہر اس راستے سے گزرنا خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ وہ فون پر کسی سے بات بھی کر رہا تھا جب ایک جھٹکے سے اس کی گاڑی رکی۔ اس کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی تھی۔ گاڑی کی ونڈ سکرین پر دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ گلفام کو چند لمحے تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے۔ اس نے گاڑی سے باہر نکلنے کے بجائے وہاں سے نکل جانے میں عافیت جانی تھی۔

وہ موت سے نہیں ڈرتا تھا۔

لیکن ابھی تو خوشیاں اس کے در پر آئی تھیں۔

اس کی بیوی تھی۔ اور.... وہ باپ بننے والا تھا۔

وہ اپنے بچوں کو دیکھے بغیر مرنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ جن آوازوں کا انتظار کر رہا تھا، وہ انہیں سنے بغیر کیسے ہمیشہ کے لیے اپنی سماعت بند کر لیتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گاڑی کی رفتار بہت تیز ہو گئی تھی۔اس نے شیشے میں دیکھا تھا۔ایک سرخ گاڑی اس کے پیچھے تھی۔

وہ گاڑی گلفام کی گاڑی کی رفتار کے ساتھ ملنا چاہتی تھی لیکن گلفام اسے موقع نہیں دے رہا تھا۔کبھی دائیں تو کبھی بائیں۔تبھی ایک گولی اڑتی ہوئی آئی اور گلفام کی گاڑی کے اگلے ٹائر میں پیوست ہو گئی۔گاڑی قلابازی کھاتی ہوئی بہت دور جا کر گری تھی۔کانچ ٹوٹ کر گر چکے تھے۔سارے میں دھواں سا پھیل گیا تھا۔چند لمحوں کے لیے فضا ساکت ہو گئی تھی۔

کچھ لمحات بعد حملہ آور پچھلی گاڑی سے نکل کر باہر آیا تھا۔چہرے سے نقاب ہٹایا تو اندھیرے میں اس کا چہرہ واضح ہوا۔

سیاہ وسپاٹ آنکھیں۔

سفید بٹنوں والی شرٹ۔

ہاتھ میں پستول۔

لبوں پر غیر انسانی مسکراہٹ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"موت... مبارک ہو۔"

آواز میں شیروں جیسی دھاڑ نہیں تھی۔ وہ.... یاسر مرزا تھا۔

"راستے میں آئے کانٹے.... کیسے ہٹانے ہیں۔ بہت اچھے سے آتا ہے مجھے۔"

اس کے سامنے وہ گاڑی الٹی پڑی ہوئی تھی۔ ایک اچٹتی نظر اس پر ڈالتا وہ واپس مڑ گیا تھا۔ گاڑی میں بیٹھ کر وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ چند پل وہاں سناٹا چھایا رہا۔ پھر اس کے جانے کے بعد کوئی سڑک کے اطراف میں اگی جھاڑیوں سے باہر نکلا تھا۔ اس کے قدم تیزی سے اس گاڑی کی جانب بڑھے تھے۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی کے اندر دیکھا۔ ایک پل کو اس کی آنکھیں ساکت ہوئیں۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا۔ اپنے ارد گرد دیکھا۔

"تم مجھے ڈھونڈ رہے ہو؟" بخت تیزی سے پلٹا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر وہ کھڑا تھا۔ چہرے پر ہلکی سی خراش تھی، جس سے خون کی لکیر واضح تھی۔

"تم.... تم وہاں کیسے؟ تم گاڑی میں تھے نا۔" بخت کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ گلفام اس کے سامنے بالکل ٹھیک اور زندہ کھڑا ہے۔

وہ مسکرایا تھا۔ آہ۔ ایسے وقت میں ایسی مسکراہٹ یقیناً مرہم ہی ہو گی۔

"جب تک موت کا وقت نا آیا ہو نا، تب تک کوئی آپ کو خراش تک نہیں پہنچا سکتا۔"

"چہرے پر تو زخم ہے۔" بخت کی بات پر وہ دھیرے سے ہنسا تھا۔

"اب میں کوئی فلم کا ہیرو تو ہوں نہیں کہ خود کو بچا بھی لوں اور چوٹ تک نا آئے۔" اس نے کہتے ہوئے اپنا بازو سامنے کیا، جس کے اندر کانچ کا ٹکڑا تھا۔ اور کہنی پر بھی زخم آیا تھا۔ بخت کے لب تشکر سے مسکرائے تھے۔

"شکر ہے تم زندہ ہو۔"

"ویسے تو میرا اس بات پر یقین ہے کہ جب موت آجائے تو انسان مر کر ہی رہتا ہے۔ لیکن اگر میں بر وقت دماغ نا چلاتا تو یقیناً اب تک مجھے ایمبولینس میں ڈال کر تم ہسپتال لے کر جا رہے ہوتے۔"

"شائد۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کندھے اچکا گیا تھا۔

"ویسے تمہیں کیسے پتا کہ.... کوئی مجھ پر حملہ کرے گا؟"وہ سراپا سوال بنا کھڑا تھا۔ بخت چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا۔

"دراصل حملہ آور کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔ اسے لگا کہ شائد میں یہاں نہیں ہوں۔" گلفام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب بعد میں سمجھادوں گا۔ ابھی ہسپتال چلو۔ خون بہہ رہا ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میری گاڑی۔"

"آپ کی گاڑی اب سروس کے لیے جائے گی شاہ صاحب۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔"اس کے شاہ صاحب کہنے پر وہ چونکا تھا۔ یہ انداز... یہ انداز کسی سے ملتا تھا۔

نہیں۔وہ سر جھٹکتا اس کے ساتھ ہو لیا۔

"ویسے تم گاڑی سے کودے کس وقت تھے؟"وہ اب گاڑی میں بیٹھتے پوچھ رہا تھا۔

گلفام مسکرایا۔

"میں اپنی ٹرکس سب کو نہیں بتاتا۔سو...اٹس پرسنل۔"

بخت سیٹ بیلٹ باندھتے رکا۔حیرت سے اسے دیکھا۔پھر سر نفی میں ہلاتا اپنے کام میں لگ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

ریستوران کی زرد بتیاں رات کے اس پہر ہر سو روشنی بکھیرے ہوئے تھیں۔باہر آسمان پر بادلوں کا راج تھا۔ہلکی پھلکی ہوا بھی چل رہی تھی۔اور اندر اے سی کی ٹھنڈک ہر جانب پھیلی ہوئی تھی۔ایسے میں وہاں ایک ڈھلتی عمر کا اک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔سفید کلف لگے سوٹ میں

ملبوس، چہرے کے تاثرات بے حد سخت تھے۔ کچھ بال سفید اور کچھ کالے تھے۔ داڑھی کو بھی شیو کیا ہوا تھا۔ وہ شاید کسی کا انتظار کر رہا تھا۔

تبھی سامنے سے وہ آتا ہوا دکھائی دیا۔

سیاہ ڈنر سوٹ کا کوٹ بازو پر ٹنگا ہوا اور آستین مڑے ہوئے۔

بال پیچھے کو جمائے۔

سرد مسکراتی آنکھیں۔

انداز میں بھرپور وجاہت لیے وہ اعتماد سے چلتا ہوا وہاں آیا جہاں جہانزیب لغاری اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جازم کے آنے پر وہ کھڑا نہیں ہوا۔ اس نے رک کر اس آدمی کو دیکھا۔ پھر کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گیا۔ لبوں پر پرسکون مسکراہٹ تھی۔

"!It's been ages"

وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"میری بدقسمتی ہے جو تم جیسے جنگلی درندے سے ملاقات کرنی پڑ رہی ہے۔"وہ چبا کر بولا تھا۔

"ویل.....تم استاد تھے میرے۔"

"تو پھر یاد رکھنا۔استاد استاد ہی ہوتا ہے۔استاد کے ساتھ استادیاں نہیں کی جاتیں۔"وہ اپنی مکروہ آنکھیں جازم کی آنکھوں میں گاڑھ کر بولا تھا۔

"استاد صاحب....آپ ایک عرصہ جیل میں رہ کر آئے ہیں۔میں سمجھ سکتا ہوں آپ کی تکلیف۔"وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسے تک رہا تھا۔

"شیر قید میں بھی شیر ہی رہتا ہے۔گیدڑوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شیر اگر قید سے باہر آ گیا تو سب سے پہلے دم دبا کر یہی بھاگے گیں۔"جازم نے نا جانے کیسے اپنا قہقہہ بلند ہونے سے روکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کبھی شیر تو کبھی استاد۔ خیر واٹ ایور۔ کہو۔ کیا کہنا ہے۔ لیکن جلدی۔ فالتو لوگوں کے لیے.... وقت نہیں ہوتا میرے پاس۔" وہ تمکنت سے بیٹھا ہوا تھا۔ ایک رعب تھا اس کی شخصیت میں۔

"میرے بیٹے کو.... جیل سے باہر نکالو۔ ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا۔" جازم نے لبوں کو سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیا۔

"تم.... آج مسخرے لگ رہے ہو۔ جو مجھے اپنی باتوں کی وجہ سے ہنسنے پر مجبور کر رہا ہے۔" لغاری کے سر پر لگی، تلوؤں پر بجھی۔

"بکواس بند کرو اپنی مرزا۔ میں یہاں تم سے مطالبہ کر رہا ہوں اور تم....۔"

"مطالبہ؟ تم مطالبہ نہیں کر رہے۔ تم دھمکی دے رہے ہو۔ اور دھمکی مجھے اچھی لگی۔"

"مجھے میرا بیٹا چوبیس گھنٹوں میں واپس چاہیے۔ ورنہ....۔"

"ورنہ؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہاری جان...۔"

"ارے بس کرو نا۔ جان کی دھمکیاں مت دو۔ کوئی ایسی دھمکی دو جس سے میں ڈر جاؤں۔"

جہانزیب نے ضبط سے لبوں کو اک دوسرے میں پیوست کیا۔

"تم نہیں مانو گے۔ تمہیں کر کے دکھاؤں گا۔ یہ جس دولت پر تمہیں مان ہے نا۔ یہی دولت تمہارے گلے کا طوق بنا دوں گا۔ سڑک پر لے آؤں گا تمہیں۔" وہ اپنی نشست سے اٹھ گیا تھا۔

جازم ویسے ہی پر سکون سا بیٹھا رہا۔

"تم دیکھو گے۔ اپنے غرور کا انجام۔ بھیک مانگنے پر مجبور کر دوں گا تمہیں۔" وہ چپ ہوا تو جازم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ پھر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"ایک ڈیل کرتے ہیں۔"

وہ چونکا۔ "کیسی ڈیل؟"

"تم مجھے ٹائم لمٹ بتاؤ کہ کتنے وقت میں تم مجھے۔۔۔۔ سڑک پر لے آؤ گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس سے کیا ہو گا؟"

"ہو گا یہ کہ اگر تم اسی مدت کے دوران مُجھے سڑک پر لے آئے تو میں تمہارا بیٹا رہا کروادوں گا۔ لیکن اگر....۔"وہ اٹھا۔ میز پر دونوں ہاتھ رکھے آگے جھکا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تم نے اپنی کہی بات پوری نہیں کی تو پھر تم وہ کرو گے، جو میں کہوں گا۔ بولو منظور ہے؟"

اس کے سامنے ایک صفحہ رکھتے ہوئے جازم نے اسے دیکھا۔

"کیا کرنا ہو گا مجھے؟"اس کے پوچھنے پر جازم نے اس صفحے کی جانب اشارہ کیا۔

"تو تمہیں میری غلامی قبول کرنی ہو گی۔ ورنہ.....میں تمہارے گھر کا پتا.....۔"

"تمہاری غلامی میں مر کر بھی قبول نہیں کروں گا.... گھٹیا انسان۔"وہ میز پر سختی سے ہاتھ مارتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ پیچھے وہ اپنی شاندار مسکراہٹ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا تھا۔ بھلا کوئی اسے ہرا سکتا تھا؟

شاید نہیں۔

جب تک وہ خود گھٹنے نہیں ٹیکے گا۔راستے کے کانٹے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

oooooooooooo

وہ عشا کی نماز پڑھ کر جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔ آنکھوں میں ندامت کے آنسو تھے۔دل میں تکلیف سی اٹھ رہی تھی۔

"میں بہت گنہگار ہوں،یا اللہ۔ میں نے.... میں نے حسد میں آ کر اپنے لیے دوزخ کا انتخاب کر لیا۔ میں نے اپنا نقصان کیا ہے۔ لیکن آج مُجھے....اپنے ہر گناہ کا احساس ہو گیا ہے۔ میں غلط راستے پر چلی تو پھر رکی نہیں۔ بس چلتی رہی۔ میرے اندر اک جنگ چھڑی ہوئی تھی۔"

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہی تھی۔ بے شک وہ دلوں کے حال جانتا ہے، لیکن زبان کا اعتراف انسان کا اپنا دل ہلکا کر دیتا ہے۔ انسان

جتنا بھی مجبور ہو جائے، اسے لگتا ہے کہ وہ جب تک زبان سے بولے گا نہیں تو بات آسمانوں تک جائے گی نہیں۔

"وہ جنگ اچھائی اور برائی کی تھی۔ حسد اور رشک کی تھی۔ اپنے اور غیر کی تھی۔ محبت اور..... جذبات کی تھی۔ میں نے اس جنگ میں حسد، برائی، غیر اور جذبات کو جیتنے دیا۔ میں نے خود کو کسی گہرے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ لیکن اب.... اب مُجھے راستہ نہیں مل رہا۔ پلیز یا اللہ میری مدد فرما دیں۔ میرے لیے آسانیاں فرما دیں۔ میں یاسر سے محبت نہیں کرتی۔ وہ نتیجہ ہے.... میری خود سے نفرت کا نتیجہ۔ میں اس سے دور جانا چاہتی ہوں۔ اسے مجھ سے دور کر دیں۔"

وہ بے بسی سے رو رہی تھی۔ دل بوجھل ہو رہا تھا۔ یہ اعتراف کا لمحہ..... یہ سب سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ اس لمحے میں ہمارے سامنے آئینہ ہوتا ہے جس میں ہمیں اپنا اندر تک واضح نظر آ رہا ہوتا ہے۔ جس سے ہم نظریں چراتے پھرتے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم جو کر رہے ہیں۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن ہمارا ضمیر ہمیں چیلنج چیلنج کر بتاتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ دل

ودماغ میں اس کے غلط ہونے کا اعتراف کرنا آسان ہے۔ لیکن اپنے اندر جھانک کر زبان سے کہنا بہت مشکل۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خود کو غلط کہنا مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے۔ اپنی نظروں سے گر جاتا ہے انسان۔ اور یہی حال میرال کا تھا۔

"میں نے یاسر کا استعمال کیا۔ میں نے اسے.... دھوکہ دیا۔ پلیز یا اللہ.... پلیز مجھے اس کے ٹوٹے دل کی آہ نا لگے۔ میں معافی مانگ لوں گی۔ یا اللہ آپ بھی مُجھے معاف کر دیں۔ میرے دل کو وسعت دیں کہ اب وہ حسد میں ناڈوبے۔"

باہر رات ختم ہو رہی تھی لیکن وہ جائے نماز پر بیٹھی اپنے گناہوں کو یاد کر رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ قبول ہوں گی یا نہیں۔ لیکن وہ امید کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے ابھی تک وہیں بیٹھی ہوئی تھی۔

oooooooooooooo

شاہ خاندان صبح ناشتے کی میز پر موجود تھا۔

"تم رات کو بہت دیر سے آئے تھے۔ وجہ؟"

وجدان نیپکن سے اپنے ہاتھ صاف کرتے گلفام کی جانب متوجہ ہوئے۔ اس نے نظریں اٹھا کر پہلے انہیں دیکھا، پھر مہر ماہ کو۔ جو ناشتے میں مصروف تھی۔

"ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔"

وہ جھوٹ نہیں بول سکا۔ اس کے سچ نے سب کو لمحے بھر کے لیے ساکت کر دیا تھا۔

"کیا مطلب ایکسیڈنٹ۔ تم نے کسی کو بتایا کیوں نہیں؟" نیلم پریشانی سے بولی تھیں۔

"زیادہ چوٹ تو نہیں آئی نا تمہیں؟"

وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"اگر زیادہ چوٹ آئی ہوتی تو ہم سب یہاں ناشتہ نا کر رہے ہوتے۔ بلکہ ہسپتال میں ہوتے۔ میں ایمرجنسی وارڈ میں ہوتا اور آپ لوگ کاریڈور میں کھڑے دعائیں کر رہے ہوتے۔"

"بکواس کروالو اس سے جتنی مرضی۔ خیال رکھا کرو اپنا۔" وہ پھنکاری تھیں۔

Clubb of Quality

"امی آپ بھائی کا صدقہ دے دیں۔ان کی ہنسی بہت بری ہے۔" آیت نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا تو سب نے اسے دیکھا۔

"میں دیتی رہتی ہوں تم دونوں کا صدقہ۔اب کیا ڈھنڈورا پیٹا کروں؟"وہ آیت سے شاید اب تک خفا تھیں۔ایسا ان کے انداز سے لگا تھا۔وہ زخمی سا مسکرا دیں۔

"امی....پیار سے بات کیا کریں اس سے۔ویسے بھی اس کی شادی ہو رہی ہے۔چلی جائے گی پھر۔"

گلفام نے کہا تو نیلم چپ ہو گئیں۔

"ویسے مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آپ لوگ اتنی جلدی کیوں مچا رہے رہیں؟ابھی آیت کی اسٹڈی....۔"

"پھر کہتے ہو میں غصہ کرتی ہوں۔اچھا ہے نا شادی کے بعد دونوں ساتھ یونیورسٹی جایا کریں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میز پر خاموشی چھا گئی تھی۔ نیلم کے سامنے کوئی بول سکتا تھا۔

oooooooooo

گناہوں کی دنیا میں ایک شخص کبھی اکیلا نہیں ہوتا۔ ایک مر جائے تو نیا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ صفدر صرف مرا تھا، لیکن اس کے مرنے سے جازم کی زندگی رک نہیں گئی تھی، اس کا کام ویسے ہی چلتا رہا تھا۔ تعمیراتی جگہوں پر نوجوان نسل کا اس کے دیئے گئے زہر کو اپنے اندر اتارنے والا کام رکا نہیں تھا۔ جنگلات میں شام کے اندھیرے میں لوگ ڈر گز لیتے نظر آتے تھے۔ یہ وبا ہر طرف تیزی سے پھیل رہی تھی۔ جا بجا ایسے لوگوں نے اڈے بنا رکھے تھے۔

قتل پینڈنگ پر تھے، جازم کا کام نہیں۔

آج پھر لوڈر میں یہ سامان اپنی منزل کی جانب رواں تھا۔ لوڈر کے اندر کارٹنز میں یہ سارا سامان بند تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج سڑکوں پر ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ ہر راستے پر پولیس نظر آ رہی تھی۔ چیکنگ کی جا رہی تھی۔ ناکہ بندی کی وجہ ایک بینک میں چوری تھی۔ چور کو پکڑنے کے لیے یہ کام کیا گیا تھا لیکن اس کی لپیٹ میں وہ لوڈر بھی آ گیا تھا۔ جس نے جازم کو پریشان کر دیا تھا۔

"اگر اس نے میرا نام لے لیا تو؟"

وہ اس وقت اپنے گھر میں تھا، جب اسے خبر ملی تھی۔ یہ بات کسی طور نظر انداز کرنے والی نہیں تھی۔ وہ زندگی میں پہلی دفعہ اتنا پریشان ہوا تھا۔ اس واقعے کے کچھ دیر بعد جلیس سپاہی اس سے ملنے آیا تھا۔ اور اس وقت وہ دونوں جازم کی اسٹڈی میں تھے۔ جازم بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ جبکہ وہ خاموشی سے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"وہ آپ کا نام نہیں لے گا سر۔ مر جائے گا لیکن نام نہیں لے گا۔"

جازم نے رک کر اسے دیکھا۔

"جب اسے پتا تھا کہ جگہ جگہ ناکہ بندی لگی ہوئی ہے تو وہ واپس کیوں نہیں آ گیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ واپس ہی آرہا تھا۔ واپسی پر پکڑا گیا۔"

"کچھ کرو جلیس۔ اگر اس نے میرا نام لے لیا تو میں... تم سب کو آگ لگادوں گا۔ چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔"

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔ دماغ الگ سے درد کرنا شروع ہو گیا تھا۔

جلیس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سر اگر... آپ حکم دیں، تو جیل میں ہی اس کا کام تمام کر دوں گا۔" پیشانی مسلتا جازم کا ہاتھ رکا۔ اس نے گردن موڑ کر سپاہی کو دیکھا۔

"تم یہ کر سکتے ہو؟"

"جی سر۔"

"اور اگر پکڑے گئے تو؟"

"دس سال ہو گئے ہیں مجھے یہاں۔ سب مجھ پر اعتبار کرتے ہیں۔"

جازم کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

"فیملی ہے اس کی؟" کسی سوچ کے تحت اس نے یہ پوچھا تھا۔

"جی سر۔ تین بچیاں ہیں اور ایک بیٹا ہے۔ بیٹا ابھی دو ماہ کا ہے۔" جازم چند لمحے خاموش رہا۔

"اس کی فیملی کو ہر ماہ پیسے جاتے رہنے چاہیئں۔ آخر کار میری غلامی میں ان کا سربراہ اپنی جان دے رہا ہے، تو انہیں کسی کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے۔ اتنی انسانیت تو ہے مجھ میں۔" وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ جبکہ جلیس کئی لمحے وہاں کھڑا رہا۔

یعنی قتل کا حکم مل گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آیا۔ گلوز پہنے ہاتھوں میں ایک انجکشن پکڑا ہوا تھا۔

"یہ لو۔"

جلیس نے نا سمجھی سے ہاتھ آگے بڑھائے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ زہر آلود انجکشن ہے۔ جیسے ہی موقع ملے۔ اس کی باڈی میں انجیکٹ کر دینا۔ معاملہ سنبھالنا کیسے ہے، وہ تم بہتر جانتے ہو۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

حکم ملتے ہی وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔ اب وہ اسٹڈی میں اکیلا تھا۔

وہ کچھ سوچتے ہوئے راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

oooooooooooooooooooo

یہ اگلے دن کی بات تھی۔ نیلم کچن میں عالیہ کے ساتھ شام کا کھانا بنا رہی تھیں۔ تبھی وہ کچن میں چلی آئی۔ نیلم نے اک نظر اسے دیکھا، پھر کام میں واپس لگ گئیں۔

"میں پانی پینے آئی تھی۔" نیلم کو دیکھتے ہوئے وہ فریج کی جانب بڑھ گئی۔ پھر رکی۔ مڑ کر نیلم کو دیکھا۔ وہ مصروف رہیں۔ آیت سنجیدہ مسکراہٹ لیے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"بوا ٹھنڈا پانی دے دیں پلیز۔"

اس کی آواز پر وہ دونوں پلٹیں تھیں۔

"تمہارے ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں، خود پانی نہیں پی سکتی؟" نیلم دیسی ماؤں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں۔ ہاتھ تو سلامت ہیں۔ دل بیمار ہے۔" وہ اداسی سے بولی تھی۔ نیلم اس کی بات پر غصے سے رخ موڑ گئی تھیں۔

"عالیہ چھت سے کپڑے لے آؤ۔ باہر بارش والا موسم بنا ہوا ہے، کہیں گیلے نا ہو جائیں۔" نیلم کے کہنے پر وہ سر ہلاتی کچن سے باہر نکل آئیں۔

پیچھے وہ دونوں ماں بیٹی رہ گئے تھے۔ نیلم خاموشی سے اپنے کام میں لگی رہیں۔ آیت نے چند لمحے ان کی پشت کو دیکھا، پھر اٹھ کر آئی اور پیچھے سے انہیں گلے لگایا۔ نیلم کا چمچ ہلاتا ہاتھ رک گیا۔

"کب تک ناراض رہیں گی امی۔ اب تو میرا دل اس ناراضگی کے بوجھ تلے دب کر ختم ہو رہا ہے۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔ نیلم چپ رہیں۔

"اتنا دکھ تو مجھے برہان سے شادی کا نہیں ہے، جتنا آپ کی ناراضگی نے دیا ہے۔"

"اور جو تمہارا دل بیمار ہے۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ کنکھیوں سے اسے دیکھتے بولی تھیں۔ آیت کی آنکھیں اور تیزی سے برسی تھیں۔

"اگر آپ راضی ہو جائیں گی تو وہ بھی تندرست ہو جائے گا۔ پلیز امی مجھے ان لڑکیوں کی طرح سمجھنا چھوڑ دیں جنہیں ماں باپ کی عزت کی پرواہ نہیں ہوتی۔"

آخر میں اس کا انداز منت بھرا تھا۔ بیٹی کے یوں رونے نے انہیں تکلیف میں مبتلا کیا تھا۔ تبھی وہ مڑی اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

"مجھے معاف کر دو، آیت۔ میں نے تمہیں وہ سب کہا۔ یقین جانو، اتنے دنوں سے میں خود بھی بے سکون تھی۔" وہ اپنی بیٹی کا سر چوم رہی تھیں۔ ایسے جیسے صدیوں سے ایک دوسرے سے نا ملی ہوں۔

"امی معافی نہیں مانگیں۔ مجھے نہیں اچھا لگ رہا۔" نیلم نے اسے مزید اپنے اندر بینچا تھا۔ ان کی پھولوں جیسی بیٹی کو وہ کیسے کانٹوں سے بھرے جملے کہہ سکتی تھیں۔

"برہان بہت اچھا لڑکا ہے، آیت۔ تم اس کے ساتھ خوش رہو گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں جانتی ہوں امی۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" وہ بولی تو نیلم جیسے پر سکون ہو گئی تھیں۔ اور آیت کو اس کی شفیق ماں واپس مل گئی تھی۔

بخت ٹھیک کہتا تھا، وہ شفقت دکھاتی تھیں تو سامنے والا ہر غم بھول جاتا تھا۔

"کیا آپ دونوں کسی میلے میں بچھڑ گئی تھیں، جو ایسے ایک دوسرے کو گلے سے لگا رکھا ہے؟"

وہ کچن میں آیا تو سامنے ان دونوں کو دیکھ کر چونکا۔ نیلم اور آیت فوراً ایک دوسرے سے الگ ہوئیں۔ سامنے گلفام کو دیکھا جس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"کیوں.... آپ کو جیلسی ہو رہی ہے؟"

آیت نے جواباً ابرو اچکائے۔

"تو کیا نہیں ہونی چاہیے؟ میں بیٹا ہوں۔ مجھے تو کبھی امی نے ایسے گلے نہیں لگایا۔" وہ قریب آیا تھا۔ نیلم مسکراتی ہوئیں کھانے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

"کیونکہ امی آپ سے محبت نہیں کرتیں۔ وہ بس میری ہیں اور مجھ سے محبت کرتی ہیں۔" وہ آج گلفام کو ستانے کے موڈ میں تھی۔

"امی تم سے کیوں محبت کریں گی۔ جبکہ تم امی کی سگی اولاد بھی نہیں ہو۔" آیت کی آنکھیں ابل کر باہر آئیں تھیں۔

"ہیں؟"

"ہاں.... ہم نے تمہیں کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا تھا۔ ہیں نا امی۔" آخر میں اس نے ماں کی تائید چاہی۔

"تنگ مت کرو میری بچی کو۔ مار کھاؤ گے ورنہ۔" نیلم نے گلفام کو کھانا پکانے والا چمچ دکھایا تو وہ دو قدم دور ہوا۔ لبوں پر مسکراہٹ امڈ آئی۔

"دیکھ لو۔ امی حقیقت بتانے سے منع کر رہی ہیں۔" بازو وہ ابھی بھی نہیں آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بچو رکیں ذرا۔ آپ کے بچے پیدا ہوں گے جب، ایسے ہی ستاؤں گی انہیں۔ انشاللہ۔" منہ پر ہاتھ پھیر کر گلفام کو دیکھا۔ وہ ابھی تک مسکرا رہا تھا۔

"امی سمجھالیں اپنے بیٹے کو۔" آخر میں وہ روہانسی ہو کر کچن سے نکل گئی تھی۔ پیچھے گلفام کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"کیوں تنگ کر رہے تھے اسے؟" اب وہ نیلم کی ڈانٹ کا نشانہ بنا ہوا تھا۔

"اچھا لگتا ہے بہنوں کو ستانا۔"

"غلط بات ہے گلفام۔ وہ رونے والی ہو گئی تھی۔"

"جس دن بہن بھائیوں نے آپس میں اس طرح ایک دوسرے کو ستانا چھوڑ دیا تو گھروں میں سناٹے آجائیں گے امی۔"

"لیکن ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔"

"انجوائے کرلیں۔ کل کو میں نہیں ہوں گا، میری یادیں ہوں گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس انداز سے بولا تھا کہ نیلم کا دل ہول اٹھا تھا۔ وہ کچھ بول بھی نہیں پائیں۔

oooooooooooooooo

رات کافی گہری ہو گئی تھی۔ تھانہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں پر سوائے دو تین اہلکاروں کے اور کوئی نہیں تھا۔ تبھی جلیس تھانیدار کے آفس سے گزر کر جیل تک آیا۔ جیل کے سامنے ایک پہرے دار کھڑا تھا۔ جلیس کو دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔

"تالا کھولو۔" اس نے پہرے دار کو حکم دیا۔

"دیکھ جلیس۔ اگر پکڑے گئے تو بہت برا ہو جانا ہے۔" وہ ڈرا ہوا لگتا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ ہر چیز کا انتظام کیا ہوا ہے میں نے۔" اس سے چابی لے کر جیل کا تالا کھول دیا۔

اندر کوئی چالیس پینتالیس سالہ مرد زمین پر بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ کپڑے پھٹے ہوئے اور حالت بگڑی ہوئی تھی۔ شاید اسے کافی مارا پیٹا گیا تھا۔

جلیس خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ انجکشن نکالا اور ایک بھی لمحہ ضائع کئے بغیر اس کی برہنہ ٹانگ میں لگا دیا۔ اس آدمی نے نیند میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ مارا اور خارش کرنے لگا۔ جلیس اپنا کام کر کے اٹھا اور ایک آخری نظر اس پر ڈالتا نکل گیا۔ پیچھے کچھ لمحوں بعد اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا تھا۔

"مُجھے ڈر لگ رہا ہے۔" پہرے دار نے آخری دفعہ اسے دیکھا۔

"تم بس یہاں پر سو جاؤ۔ تم کچھ نہیں جانتے۔" جلیس اسے ایک جملے میں اپنی بات سمجھا کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ پہریدار نے جیل میں پڑے آدمی کو دیکھا۔

اس کے منہ سے اب جھاگ نکل رہا تھا۔ جان نکلی نہیں تھی لیکن وہ جان نکلنے کے مرحلے سے گزر رہا تھا۔ اور یہ لمحہ اتنا خوفناک تھا کہ پہریدار آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر نیچے بیٹھ گیا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ آفس روم میں سامنے فائلیں کھولے بیٹھا ہوا تھا۔ جب کوئی دستک دیئے بغیر اندر چلا آیا۔ گلفام نے سر اٹھا کر دیکھا تو شہرام تھا۔ اسے دیکھتے ہی گلفام کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"دو قدم آگے آیا۔

"مجھے پتا چلا کہ تم پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے تو رہا نہیں گیا۔مُجھے...۔"

"مُجھے تمہاری ہمدردی نہیں چاہیے۔اس لیے جاؤ یہاں سے۔"وہ بلند آواز میں بولا تھا۔

"گلفام.... تمہیں اگر کسی پر شک ہے تو بتاؤ مجھے۔چھوڑوں گا نہیں میں اسے۔"

"مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔جاؤ یہاں سے۔"گلفام اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کا بازو پکڑ کر اپنے روم سے باہر نکالنے لگا۔

"میری بات تو سنو۔"وہ ہاتھ چھڑانے کی سعی کر رہا تھا لیکن گلفام نے اس کی سنے بغیر دروازہ کھول کر اسے باہر دھکیلا۔تبھی وہ سامنے سے آتے روحیل کے ساتھ ٹکرا گیا۔

کچھ پل فضا ساکت رہی۔

"شہرام صاحب آپ ٹھیک ہیں نا؟"روحیل نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھاما۔اس کے چہرے پر اک اذیت سی تھی۔

"اسے یہاں سے نکالو روحیل۔یہ بزدلوں کی جگہ نہیں ہے۔"وہ سختی سے کہتا دروازہ بند کر چکا تھا۔شہرام گہرا سانس لیتا روحیل سے اپنا ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ دور جاتے شہرام کو بڑی دیر تک دیکھتا رہا۔

oooooooooooooo

"میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے جسم میں کوئی زہر آلود سرنج لگائی گئی ہے۔"

تھانے میں اس آدمی کی موت نے سب کو ہلا دیا تھا۔اتنی سخت سکیورٹی میں یہ کام کیا گیا تھا۔اس بات نے تھانیدار کامران کو زیادہ پریشان کیا تھا۔ان پر پریشر بڑھ گیا تھا۔باہر میڈیا جمع تھا اور اندر وہ طیش میں تھے۔اس شخص کی ڈیڈ باڈی ابھی تک سرد خانے میں تھی۔

"سلاخوں کے پاس نبیل سپاہی تھا،صاحب۔اس کے علاوہ کوئی اندر نہیں آیا۔"

جلیس پاس ہی سر جھکائے کھڑا تھا۔

"اور وہ رات سے غائب ہے۔ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملا۔"

"اس بات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ سپاہی بکا ہوا تھا۔ سب کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر اس نے اس آدمی کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کروادیا۔"

وہ بول رہا تھا اور تھانیدار سن رہا تھا۔

"سمجھ نہیں آرہا کہ باہر میڈیا کو کیا جواب دیں۔ ان رشوت خوروں نے حق حلال کی کمائی والوں کا بھی منہ کالا کروادیا ہے۔" تھانیدار کے انداز میں ملامت تھی۔

"اسے ڈھونڈو۔ وہ جہاں بھی ملتا ہے۔ اسے تھانے لے کر آؤ۔ ایسی سزا دوں گا خرام خور کو، ساری زندگی یاد رکھے گا۔"

تھانیدار کے حکم پر جلیس سر ہلاتا باہر نکل آیا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ اس وقت میٹنگ روم میں تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی بڑے بڑے کاروباری لوگوں کے ساتھ میٹنگ ختم ہوئی تھی۔ لیکن وہ ابھی تک وہاں بیٹھا ایک پرپوزل کو دیکھ رہا تھا۔ تبھی کوئی

دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔جازم نے سر اٹھا کر دیکھا تو چونک گیا۔سامنے سے یاسر چلتا ہوا آرہا تھا۔چہرے پر غصہ تھا۔

"یاسر تم.....۔"اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت سے بولا۔

"آپ سید گلفام شاہ کو کیسے جانتے ہیں؟"وہ میز پر ہاتھ رکھے جازم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں پوچھ رہا تھا۔اس کے سوال پر وہ چونکا۔

"یہ سوال میں بھی تم سے پوچھ سکتا ہوں۔تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوئی،بھائی۔سچ بتائیں۔"

"?You think I'm joking"

اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"بھائی آپ جانتے ہیں وہ کون ہے۔ وہ ہمارے بابا کی دوسری بیوی کا رشتے دار ہے۔ دشمن ہیں وہ ہمارے۔ آپ دشمنوں کے ساتھ ہاتھ ملائے بیٹھے ہیں؟"اس کا غصہ اور دکھ ختم نہیں ہو رہا تھا۔

"دشمن کو اس کے انجام تک پہنچانے کا یہ میرا اپنا طریقہ ہے۔ تم ابھی بچے ہو۔"لفظ بچے پر یاسر تو جل ہی گیا تھا۔

"پھر آپ اپنے طریقے آزمائے۔ میں اپنے آزماتا ہوں۔ میرے ایک حملے سے تو وہ وکیل بچ گیا۔ لیکن زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اپنی حد میں رہو,یاسر۔"وہ غصے سے غراتا ہوا اٹھا تھا۔

"اگر گلفام کو کچھ ہوا نا تو میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔"یاسر کو شدید جھٹکا لگا تھا۔

"بھائی وہ ہمارا دشمن ہے۔"وہ چبا کر بولا تھا۔

"لیکن گلفام کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔"

"تو میرا اور میمونہ کا کیا قصور تھا۔ کیوں ہماری ماں نے ہمیں وہ پیار نہیں دیا، جو وہ آپ کو دیتی تھیں۔ بولیں۔ ہے جواب؟" یاسر کی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑھ گئی تھیں۔

"تم فکر نہیں کرو۔ بدلہ لوں گا میں۔ میں بھی شاہ خاندان سے اتنی ہی نفرت کرتا ہوں، جتنی کہ تم۔ لیکن میں..... میں اسے نہیں مار سکتا۔" وہ یاسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہا تھا۔ یاسر تلملایا۔

"تم شاہ خاندان کو مجھ پر چھوڑ دو۔ اور گھر پر دھیان دو۔ ماں کا خیال رکھو اور میمونہ کے لیے جو لڑکا ماں نے پسند کیا ہے۔ اس کی جانچ پڑتال کرواؤ۔" یاسر لمحے کے ہزارویں حصے میں چونکا تھا۔

"ایک منٹ۔ آپ کو کیسے پتا کہ ماں میمونہ کی شادی کر رہی ہیں؟"

جازم کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔

"اگر ان کا ایک بیٹا مجنوں بنا رہے گا تو دوسرے بیٹے کو تو ان کا خیال رکھنا ہی ہو گا نا۔" اس نے یاسر کا کندھا تھپتھپایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر اتنی ہی پرواہ ہے تو آپ گھر کیوں نہیں آجاتے؟"یاسر کے سوال پر اس کی مسکراہٹ اداسی میں بدل گئی تھی۔

"مجھ میں...ماں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔"وہ کرسی پر واپس بیٹھ گیا تھا۔

"بہت یاد کرتی ہیں وہ آپ کو۔لیکن آپ کو تلاشتی نہیں ہیں۔بقول ان کے کہ جب ماں کی یاد آئے گی،خود آجائے گا۔ضد پر آگئی ہیں وہ۔"یاسر کی بات نے اسے پھر مسکرانے پر مجبور کیا تھا۔

"تم ہو نا،جو ہر جگہ پہنچ جاتے ہو۔میں پاتال میں بھی چھپ گیا تو مجھے پتا ہے۔تم مجھے وہاں سے بھی ڈھونڈ لاؤ گے۔"یاسر ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا تھا۔

"آپ نہیں مانے گیں نا میری بات؟"آخری دفعہ پوچھا گیا تھا۔

"میں جب تک نیلم وجدان کو ماں کے قدموں میں نہیں لے آتا،گھر نہیں آؤں گا۔"جازم کے انداز میں تپش تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نیلم وجدان؟"

"سید گلفام شاہ کی مدر۔انیس مرزا کی سیکنڈ وائف کی بڑی بہن۔"جازم کے بتانے پر اس کے لب او میں سکڑے۔

"کیا وہ بھی قصوروار ہیں؟"

یاسر نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہماری زندگیاں برباد کرنے میں سارا شاہ خاندان ہی شریک ہے۔غلطی ایک کرتا ہے،اور لپیٹ میں سارا خاندان آتا ہے۔"

جازم کی بات پر اسے خوامخواہ ہی میرال کا خیال آیا تھا۔

دل میں تکلیف سی ہوئی تھی۔

وہ واقعی ہی میرال سے محبت کرتا تھا۔

لیکن اس کا دھوکہ سب کچھ ختم کر چکا تھا۔

Clubb of Quality Content

یاسر کے دل میں اس کے لیے موجود عزت اور محبت۔

اور یہی ہوتا ہے۔

دشمنیاں محبتیں کھا جاتی ہیں۔

بہت سی محبتیں دشمنی اور حسد کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔

میرال اور یاسر کا اچھا وقت، دونوں کو اب کسی سانپ کی طرح ڈستا تھا۔

میرال اور گلفام۔

یہ خیال آتے ہی دل میں لاوا سا پکنے لگا تھا۔

oooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جازم آج پھر سیالکوٹ آیا تھا۔اس وقت وہ گلفام کے آفس کے ساتھ بنے کیفے ٹیریا میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ تبھی وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا۔دونوں کے لب مسکرائے تھے۔

جازم اس کے آنے پر اپنی نشست سے کھڑا ہوا۔

"سوری،میں نے آپ کو انتظار کروایا۔" گلفام نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔"وہ جواباً مسکرایا تھا۔ پھر دونوں اپنی اپنی نشست پر واپس بیٹھ گئے۔

"کیا لیں گے۔چائے یا کافی؟" گلفام نے اپنا موبائل درمیان میں بنے میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فی الحال میں کچھ نہیں لوں گا۔مجھے بس میری بیٹی سے ملنا ہے۔وہ کہاں ہے؟"بظاہر وہ پرسکون تھا۔

"وہ جہاں بھی ہے،آپ کی دشمنیوں سے محفوظ ہے۔ کیا آپ کو اس کا محفوظ ہونا پسند نہیں آیا؟"

"اس کے لیے میں تمہارا احسان مند ہوں، گلفام۔ لیکن وہ میری بیٹی ہے اور مجھے اس کی بہت یاد آتی ہے۔"

گلفام چند پل خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"میں آپ کو وہاں لے کر تو جا رہا ہوں لیکن.....اگر کوئی مسلہ ہوا تو اس کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔"

گلفام کی تنبیہہ پر وہ سر ہلاتا اٹھ گیا۔

پھر وہ دونوں ایک ساتھ وہاں سے نکلے تھے۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑے تھے۔ گلفام نے آگے بڑھ کر گھنٹی بجائی۔ جسے سن کر اگلے ایک منٹ میں دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ سامنے عالیہ ایستادہ تھیں۔

"گلفام صاحب آپ۔ شکر ہے آپ آئے۔"

"سب خیریت ہے؟"وہ تفکر سے پوچھ رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتیں،جازم گلفام کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔ایک کٹیلی نگاہ جازم پر ڈال کر وہ ان دونوں کو راستہ دیتی اندر آ گئیں۔

"شہوات کہاں ہے؟"

جازم نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"اپنے کمرے میں ہے۔"

"وہ سکول نہیں گئی آج؟"گلفام نے پوچھا تھا۔

"پچھلے کچھ دنوں سے وہ جازم صاحب کو بہت یاد کرتی رہی ہے۔جس کی وجہ سے اسے بخار چڑھ گیا۔"

جازم کا دل تڑپا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہاں ہے اس کا کمرہ؟"جازم کے پوچھنے پر عالیہ نے دائیں جانب بنے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔جازم اسی سمت بڑھ گیا۔

"اگر بیمار تھی تو آپ نے مُجھے کیوں نہیں بتایا؟"جازم کے جانے کے بعد گلفام نے پوچھا۔

"میں نے فون کیا تھا۔ آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔"وہ شرمندہ سا ہوا۔

"پچھلے کچھ دنوں حالات ایسے تھے کہ موبائل کی جانب دھیان نہیں گیا۔ آپ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتیں۔"

"مُجھے لگا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر باہر نا ہی جاؤں تو بہتر ہے۔"

"فون نا اٹھانے کے لیے سوری۔"وہ سر کھجاتا شہوات کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

جازم کمرے میں آیا تو وہ اپنے بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔ بخار کی وجہ سے اس کی رنگت پیلی پڑھ گئی تھی۔

"آنی.....پیاس لگی ہے۔پانی دے دیں۔"

وہ دھیمی آواز میں بمشکل بول پائی تھی۔جازم نے ایک طرف رکھے میز سے پانی کا جگ اٹھایا، تھوڑا سا پانی گلاس میں ڈالا اور شہوات کے قریب آیا۔اپنی بیٹی کو یوں دیکھ کر اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔

"شہوات۔"

جازم نے دیکھا تھا،اس کی پلکیں لرزیں تھیں۔ہاتھ میں کپکپاہٹ سی ہوئی تھی۔

"پانی پی لو۔"وہ اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔شہوات کی آنکھ سے آنسو نکلا اور کنپٹی میں جذب ہو گیا۔

"آنی.... آنی۔ کہاں ہیں آپ؟"وہ آنکھیں بند کیے دھیمے سے بول رہی تھی۔

"کیا.... کیا بابا سچ میں آئے ہیں یا... صرف مُجھے ان کی آواز سنائی دے رہی ہے۔"جازم کا دل ہزار ٹکڑوں میں کٹا تھا۔تبھی پیچھے دروازے سے گلفام اندر آیا۔پھر وہیں رک گیا۔

"بابا کی جان۔آنکھیں کھولو اور دیکھو۔بابا خود آئے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہوات نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔

اور ایک پل کو ساکت ہوئی اور اگلے ہی پل بمشکل اٹھ کر جازم کے سینے سے آلگی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اور یہاں..... یہاں جازم مرزا، ایک قاتل، بے حس ڈرگ مافیا، بے بس ہوا تھا۔ یہاں اس کا دل مٹھی میں جھکڑا گیا تھا۔ جسم میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

"بابا آپ کہاں چلے گئے تھے۔ آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے۔ میں نے.... میں نے آپ کو کتنا یاد کیا۔ اب اگر... آپ نا آتے تو میں تو مر ہی جاتی۔" وہ رو رہی تھی۔

"ایسے مت کہو بابا کی جان۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو تمہارا باپ بھی مر جائے گا۔"

گلفام تو جیسے سکتے میں چلا گیا تھا۔

"مُجھے ساتھ لے جائیں۔ میں نے نہیں رہنا یہاں۔ بابا مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔ پلیز بابا۔ نہیں رہنا یہاں۔"

وہ سینے سے لگی ضد کر رہی تھی۔

"میں تمہیں وہاں نہیں لے کر جا سکتا۔ لیکن میں تم سے ملنے آتا رہوں گا۔" وہ جازم کی بات پر جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے آپ جائیں۔ اور آئندہ میں مر بھی جاؤں تو یہاں مت آئیے گا۔" وہ بیڈ سے چھلانگ لگا کر اتری اور ننگے پاؤں باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"شہوات۔" جازم نے اسے روکنا چاہا۔ وہ نہیں رکی۔ جازم نے بے بسی سے گلفام کو دیکھا۔

"وہ میرے لیے مشکلات پیدا کر رہی ہے۔"

"اس لیے منع کیا تھا میں نے آپ کو۔ وہ جذباتی ہو رہی ہے اور آپ کے پاس اسے اپنے ساتھ لے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔" جازم نے ضبط سے آنکھیں مینچ کر کھولیں اور حیرت سے گلفام کو دیکھا۔

"ایسے کیسے می...۔"

"شہوات۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا،باہر سے عالیہ کی چیخ نما آواز آئی تھی۔

وہ دونوں باہر بھاگے تھے۔باہر کے منظر پر تو وہ دھنگ ہی رہ گئے۔

oooooooooooooooo

وہ ہسپتال کے کاریڈور میں بینچ پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کے ساتھ ہی گلفام بھی تھا۔جبکہ عالیہ ایک جانب کھڑی تھیں۔

پریشانی اس کے چہرے پر عیاں تھی۔

تبھی ایک ڈاکٹر باہر نکلتا دکھائی دیا۔جازم تقریباً بھاگتا ہوا اس تک گیا۔

"ڈاکٹر۔میری بیٹی؟"

وہ اس وقت صرف ایک باپ تھا جو اپنی اولاد کے لیے فکر مند تھا۔

"دیکھیں مسٹر۔آپ کی بیٹی اس سب کے لیے بہت چھوٹی ہے۔آپ کو ان کا خاص خیال رکھنا ہے۔ورنہ.....۔"

"اسے ہوا کیا ہے؟"جازم کے چہرے پر سخت تاثرات دیکھ کر گلفام آگے آیا۔

"بچی کو کسی بات کا اسٹریس ہے۔ جس نے اس کا شوگر لیول بڑھا دیا ہے۔"ڈاکٹر کی بات نے جازم کو ساکت کر دیا تھا۔اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔

"فی الوقت ہم نے کنٹرول کر لیا ہے۔اگر انہیں اس اسٹریس سے دور نا رکھا گیا تو مسلہ مستقل ان کے ساتھ جڑ جائے گا۔"

ڈاکٹر کہہ کر جا چکا تھا۔عالیہ وہیں افسردہ سی کھڑی تھیں۔اور جازم....اس سے تو کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔ گلفام ہی اسے سنبھال رہا تھا۔وہ دیوار کے ساتھ لگا نیچے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔وہ کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ گلفام کو اس لمحے اس پر ترس آیا تھا۔

"وہ....وہ بہت چھوٹی ہے، گلفام۔اس کا....شوگر لیول....کیسے....کیسے بڑھ سکتا ہے۔"اس نے ہاتھوں سے آنکھوں کو رگڑا۔

"وہ ٹھیک ہے،جازم۔ آپ کو اس کا خیال رکھنا ہے بس اور کچھ نہیں....۔"

"میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

عالیہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"میں خود.... خود اس کا خیال رکھوں گا۔ میں باپ ہوں نا۔ میں اس کی حفاظت کروں گا۔"

وہ بول رہا تھا اور وہ دونوں سن رہے تھے۔

"وہ میری بیٹی ہے۔ میں اسے کسی کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑوں گا۔ باپ زندہ ہے ابھی اس کا۔" اس کے چہرے کے تاثرات کبھی سرد پڑ رہے تھے تو کبھی بے بس ہو رہے تھے۔

اور وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ پھر عالیہ نفی میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئیں اور گلفام..... وہ جازم کو دیکھنے لگا۔

oooooooooooo

وہ ٹرے میں پانی کا گلاس رکھے کچن سے باہر آئی تھی۔اب اس کا رخ لاؤنج کی جانب تھا۔وہ سہج سہج کر قدم رکھ رہی تھی۔ بجا کہ گلاس کو گرنے سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ لاؤنج میں آئی تو وہاں سب بیٹھے ہوئے تھے۔

"داداجان آپ کا پا....۔"لفظ منہ میں ہی رہ گیا تھا جب اس کا توازن بگڑا اور پانی گلاس سمیت زمین پر گر گیا۔آیت کا منہ کھل گیا تھا جبکہ گلفام نے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

"توڑو۔اور توڑو۔باپ کی تو گلاس کی فیکٹری ہے نا تمہارے۔"نیلم دیسی ماؤں کی طرح ڈانٹنے کو بالکل تیار تھیں۔

"امی میرا کیا قصور ہے۔آپ لوگوں نے صوفہ درمیان میں کیوں رکھا ہے؟"وہ روہانسی ہوئی۔

"ہاں...اب سارا قصور صوفے کا ہے جو تم سے دو فٹ کی دوری پر تھا۔وہ چل کر آیا ہے نا تم تک۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھ لو۔ میں نے کہا تھا نا کہ تم ان کی سگی اولاد نہیں ہو۔ کیسے ڈانٹ رہی ہیں۔" گلفام نے جلتی پر تیل والا کام کیا تھا۔ اس نے بچوں جیسا منہ بنا کر گلفام کو دیکھا۔

"بے شک تم باپ بننے والے ہو لیکن حرکتیں تم نے جوتے کھانے والی کرنی ہوتی ہیں۔"

اب نیلم کا رخ گلفام کی جانب تھا۔ وہ گڑبڑا ہی تو گیا تھا۔

"امییییییی۔" امی کو خاصا لمبا کھینچا گیا تھا۔ جبکہ آیت کا قہقہہ پورے ہال میں گونجا تھا۔

مہر ماہ بھی لبوں پر ہاتھ رکھے ہنسی روکنے لگے۔

"کھی کھی کم کرو اور صاف کرو یہ سب۔"

"اس سے یہ کانچ نہیں اٹھواؤ، نیلم۔ ہاتھ پر لگ جائے گا۔" وجدان فکر مند سے بولے۔

"آپ کے ان لاڈوں کی کسر رہ گئی تھی۔ میں خود ہی کر لیتی ہوں۔" وہ صوفے سے اٹھ گئی تھیں۔

"رہنے دیں امی۔ میں کر دیتی ہوں۔" مہر ماہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہر گز نہیں۔ تم آرام سے بیٹھو۔ میں کرتی ہوں۔"

"امی۔ میں کر لوں گی۔ نہیں لگتا کانچ۔ آپ بیٹھیں۔" آیت کہہ کر واپس مڑ گئی تھی۔ نیلم اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"میری بچی سمجھدار ہو رہی ہے۔"

دادی نے تعریف کرنا لازمی سمجھا تھا۔

oooooooooooooooooo

آج کافی دنوں بعد برہان کا چکر شاہ خاندان میں لگا تھا۔ اور لان میں پودوں کو پانی دیتے دادا جان سے ملاقات ہو گئی۔

"اسلام علیکم ناناجان۔" وہ سر کھجاتا ان کے قریب چلا آیا۔ وہ ابھی تک داداجان سے بچتا آیا تھا لیکن آج نظر انداز کر کے گزرنا مشکل تھا۔ داداجان نے رک کر اسے دیکھا۔

"تمہیں میں یاد ہوں؟"

انداز میں طنز بھرا ہوا تھا۔ وہ شرمندہ ہوتا ان کے پاس چلا آیا۔

"میں آپ کو بھول سکتا ہوں بھلا؟"

"بھول بھی جاؤ گے تو کونسا قیامت آجائے گی۔"

وہ خفا تھے۔ برہان زیر لب مسکرایا۔

"کوئی سانس لینا کیسے بھول سکتا ہے، ناناجان۔" اس کے جملے پر وہ ٹھٹکے۔

"پیر کامل پڑھ چکا ہوں میں۔ زیادہ سالار نہیں بنو۔"

"اوہو ناناجان۔ کوئی تو ایسی کتاب بتائیں جو میں نے پڑھی ہو۔ لیکن آپ نے نا پڑھی ہو۔"

اس کے سوال پر شاہ جہان نے رک کر اسے دیکھا۔

"ایسی کوئی کتاب نہیں جو تم نے پڑھی ہو لیکن میں نے نہیں۔ لیکن... ایک کتاب ایسی ضرور ہے جو میں نے پڑھی ہے لیکن تم نے نہیں۔" وہ معنی خیزی سے بولے تھے۔ برہان چونکا۔

"اور وہ کونسی کتاب ہے؟"

فضا نے چند لمحے ان دونوں کے درمیان خاموشی کو اچھا خاصا محسوس کیا تھا۔

"وہ تم ہو، برہان۔ وہ آیت ہے، برہان۔ تم دونوں ہو وہ کتاب۔"

وہ اپنی جگہ پر جیسے جم سا گیا تھا۔

"میں اور آیت؟"

"ہمم... آیت اور تم۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں سمجھانا نہیں چاہتا۔ نا میرا موڈ ہے۔"

وہ واپس پودوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"وہ چاہتی ہے کہ میں اس کے فیصلے کا احترام کروں۔"

"اور کیا کہتی ہے وہ؟" وہ مصروف سے بولے۔

"وہ کہتی ہے، وہ اسے بھول جائے گی۔"

"اور اگر نا بھول سکی تو؟"

وہ رکے۔

"وہ کہتی ہے کہ اگر وہ نا بھول سکی تو میں اس کی مدد کروں۔ پھر وہ بھول جائے گی۔"

"اس نے محبت کی تھی یا تجربہ؟"

برہان کچھ بول ہی نہیں پایا۔

"معاملہ سنگین ہے نا ناجان۔ میں انکار نہیں کر سکتا۔ اچھے وقت میں سب آیت کے ساتھ ہوں گے۔ لیکن میں اس کے ساتھ اس وقت ہوں گا، جب اسے میری ضرورت ہو گی۔ وہ جب جب مُجھے بلائے گی۔ میں چلا جاؤں گا۔ پھر کوئی مُجھے روک نہیں سکتا۔ آپ بھی نہیں۔" وہ اتنے حتمی انداز میں بولا تھا کہ دادا جان بول ہی پائے۔ وہ بس خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

"میں روک نہیں رہا۔ میں تم دونوں کو کسی انہونی سے بچا رہا ہوں۔"

"اس کے لیے جان داؤ پر لگائی جا سکتی ہے،نانا جان۔"

"تو تم اس سے شادی کے لیے تیار ہو۔"

"جی۔اور اگر وہ شادی والے دن کہے گی کہ برہان یہ تمہاری جگہ نہیں ہے۔یہاں سے اٹھ جاؤ۔ برہان لمحے کی دیر نہیں کرے گا۔برہان مدد کر سکتا ہے،بیغرت نہیں بن سکتا۔"آخری بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔جبکہ شاہ جہان اس کی بات پر اپنی جگہ منجمند ہو گئے تھے۔

oooooooooooo

وہ اس وقت تھانے میں طلحہٰ کے سامنے میز کے اس پار رکھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔چاکلیٹ رنگ کی ٹی شرٹ پر جینز پہنے اور بال پیچھے جمائے۔وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"کیا کچھ پتا چلا کہ یہ حملہ کس نے کروایا تھا؟"ادھر ادھر کی باتیں کیے بغیر وہ کام کی بات پر آیا تھا۔

"پولیس اسے ڈھونڈ رہی ہے۔ جیسے ہی کوئی سرا ہاتھ میں آئے گا۔ ہم فوراً تمہیں بتائیں گے۔" گلفام نے ہنکارا بھرا تھا۔

"مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے یہ بات پریشان کر رہی ہے کہ اگر....وہ انسان مُجھے گرانے کے لیے میری فیملی تک پہنچ گیا تو؟"

"تم کچھ عرصے کے لیے گھر کے باہر سکیورٹی ٹائٹ کر دو۔" طلحٰہ کے مشورے پر اس نے اسے دیکھا۔

"اور گھر والوں کے سوالات....ان کے جواب کون دے گا۔" طلحٰہ نے سوالیہ ابرو اچکائے۔

"میں نے گھر والوں کو بس یہ بتایا ہے کہ معمولی سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ حملے کے بارے میں نہیں بتایا۔ وہ خوامخواہ پریشان ہوں گے۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو تم سکیورٹی ایسی رکھو کہ کسی کو معلوم ہی نا ہو سکے کہ یہ عام لوگ ہیں یا سکیورٹی کے بندے ہیں۔" گلفام نے سراہتی نگاہوں سے طلحہ کو دیکھا۔ دونوں کے لب ہولے سے مسکرائے تھے۔

oooooooooooooooo

دوسری جانب یاسر چراغ دین سے فون پر بات کرتا ہوا دکھائی دیا تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ تم رضوان کو جیل سے نکلوا دو گے۔ تو اس کام کا کیا بنا؟"

"اسے جیل سے سیدھے راستے سے باہر لانا ناممکن ہے۔ اب میرا دماغ کچھ اور سوچ رہا ہے۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔

"اور وہ کیا ہے؟"

"عمل.... عمل کے بعد بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ پھر دنیا دیکھے گی۔"

oooooooooooooooo

یہ اگلے دن کی بات ہے۔ رات کالی چادر اوڑھ کر روئے زمین پر ہر سو چھا گئی تھی۔ لوگ ہر غم بھلائے سو چکے تھے۔

یہی وہ وقت تھا جب اللہ کے نیک بندے اس کے حضور پیش ہو کر اپنے گناہوں پر رو رہے تھے۔

یہی وہ وقت تھا جب گنہگار اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے تھے۔

یہی وہ وقت تھا جب کوئی چپکے سے شاہ خاندان کے باہر گاڑی روک چکا تھا۔ وہ گاڑی سے اترا اور دو قدم آگے آیا۔ چہرے پر نقاب تھا۔ اس نے دروازے پر گھنٹی بجانے کے بجائے دستک دی۔

لیکن دروازہ نہیں کھلا۔

اس کے لب مسکرائے۔

"گڈ۔"

وہ چند قدم پیچھے ہٹا۔

سامنے کسی کمرے کی کھڑکی تھی جس کے پردے گرے ہوئے تھے۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کس کا کمرہ ہے لیکن وہ.....وہ شاہ خاندان کی رگوں میں ڈر اتارنا چاہتا تھا۔

وہ دشمن کو وارن کرنے آیا تھا۔

اس کے ہاتھ میں بندوق تھی۔

بندوق والا ہاتھ اس نے اوپر اٹھایا اور تڑ تڑ گولیوں کی برسات کر دی۔

کھڑکی کا شیشہ چھناکے سے ٹوٹا تھا۔ کانچ کے کچھ ٹکڑے اندر گرے اور کچھ باہر۔

اور اندر موجود نفوس اپنی جگہ سُن ہو چکا تھا۔

گولیوں کی مسلسل آتی آوازیں اس کے کانوں کے پردے پھاڑ رہیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تبھی ایک گولی اڑتی ہوئی آئی اور پردے کو چیرتی ہوئی اندر پہنچ گئی۔

ایک دلدوز چیخ شاہ خاندان میں گونجی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

رات کے اس پہر جنگل میں گھپ اندھیرا تھا۔ کیڑوں کی آوازیں اس سنسان جگہ پر خوف پھیلا رہی تھیں۔

کوئی تھا جو وہاں زخمی ٹانگ لیے زمین پر گرا ہوا تھا۔ کیڑوں کی آوازوں میں اس کی تیز سانسوں کی آواز بھی شامل ہو چکی تھی۔

"اللہ تمہیں غرق کرے، جلیس۔ گناہ خود کیا اور پھنسا مجھے دیا۔" وہ اپنی زخمی ٹانگ کو دیکھ رہا تھا جہاں سے خون مسلسل بہہ رہا تھا۔ گھنے جنگل میں کہیں سے چاند کی ہلکی سی روشنی اس پر پڑ رہی تھی۔

تبھی اسے اپنی گردن پر کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا۔

وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔

اوپر کا سانس اوپر، نیچے کا سانس نیچے رہ گیا تھا۔

"تم میرے ہاتھوں عزت کی موت مرنا چاہو گے یا.... چوک میں کتے کی موت؟"

کیا وہ جو بول رہا تھا، وہ انسان ہی تھا نا۔

اتنی سرد اور بے رحم آواز۔

انسان کی نہیں ہو سکتی۔

وہ کوئی دہشت ناک درندہ تھا۔

خون کا پیاسا۔

بے گناہوں کا قاتل۔

وہ بذات خود موت تھا۔

وہ نبیل کی موت بن کر ہی اس جنگل میں آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں... میں نے کچھ نہیں کیا۔ جو کیا..... سپا..... سپاہی جلیس نے کیا۔"

وہ گردن تک نہیں موڑ سکا۔

پھر سے ایک گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

نبیل نے جو آواز آخری دفعہ سنی تھی۔ وہ پستول سے نکلتی گولی کی تھی۔ اور پھر ساری آوازیں بند ہو گئیں۔

گرم لوہا اس کی گردن کے آر پار ہو گیا تھا۔

درختوں پر بیٹھے پرندے اڑ گئے تھے۔

نبیل ایک جانب کو گر گیا تھا۔

قاتل جا چکا تھا۔

اور

ایک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور زندگی

آج اس

بے رحم کے ہاتھوں

ختم ہو گئی تھی۔

وہ

وہی تھا

جسے

درد

کی آواز بھلی لگتی تھی۔

جو موسیقی

کے نام پر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لوگوں کی درد بھری

آواز

سنتا تھا۔

آج پھر

وہ

قتل کر کے

جی گیا تھا۔

اس کا رحم ڈھونگ تھا۔

وہ سراپا دھوکہ تھا۔

وہ خوبصورت شکل کا مالک،بدصورت دل رکھتا تھا۔

ہاں وہ جازم مرزا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(جاری ہے۔)

اک دشمن جان سے پیارا ہے۔

قسط نمبر:10

ناولز کلب
Clubbed Quality Content

وہ سارے اس وقت آیت کے کمرے میں موجود تھے۔ سوائے گلفام اور وجدان کے۔

جب گولیوں کی مسلسل آتی آوازیں رک گئیں، تب ہی وہ دونوں باہر گئے تھے۔

کمرے میں آیت دیوار کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی اور اس کے بازو کے بالکل قریب دیوار میں گولی پیوست ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک وہاں صدمے میں بیٹھی ہوئی تھی۔

"آیت....۔" نیلم اسے جھنجھوڑ رہی تھیں لیکن اس پر تو گویا سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

"اس نے پہلی دفعہ گولیوں کی آواز سنی ہے۔ پہلی دفعہ ہر عام انسان کا یہی ری ایکشن ہوتا ہے۔"

داداجان بھی اس کے پاس نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ مہر ماہ سے زیادہ دیر کھڑا نہیں رہا گیا تو وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں داداجان۔ پہلی دفعہ ہر انسان کا یہی حال ہوتا ہے۔"

سب نے اس کی جانب دیکھا۔ پھر واپس آیت کو۔

"رکو۔ میں کچھ پڑھ کر پھونک مار دیتی ہوں اپنی بچی کو۔ نا جانے کس کی نظر لگ گئی ہے ہمارے گھر کو۔" وہ پریشان سی کچھ پڑھنے لگی تھیں۔ تبھی گلفام اور وجدان اندر آئے۔

"کچھ پتا چلا، وجدان؟" نیلم نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہو چھا۔ جواباً وجدان نے نفی میں سر ہلایا۔

"جو تھا، وہ ہمارے جانے سے پہلے ہی بھاگ گیا۔"

"کتنی دفعہ کہا ہے کہ کیمرے لگواؤ گھر کے باہر۔اثر تو ہوتا نہیں۔دیکھو کسی ندیدے نے کیا حال کر دیا ہے کمرے کا،اور اوپر سے میری بچی سہم ہی گئی ہے۔"دادی جان نے وجدان کو ڈپٹ کر پورے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔ان کے تعاقب میں سب نے کمرے پر طائرانہ نظر ڈالی۔کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ چکا تھا۔پردے میں جا بجا سوراخ تھے۔آیت کے ڈریسنگ کا شیشہ ٹوٹ کر زمین پر گرا ہوا تھا۔اور کمرے کی دیوار میں دو گولیاں نصب تھیں۔

"سیدھا سیدھا پولیس کیس ہے یہ۔میں طلحہ کو فون کر رہا ہوں۔آیت کو آپ اپنے کمرے میں لے جائیں،امی۔"گلفام نے ایک نگاہ آیت کی جانب دیکھا جو بت بنی بیٹھی تھی۔

"اسے ہوش نہیں آیا ابھی تک؟"وہ پریشان سا اس کے پاس بیٹھا۔

"دیکھو نا گلفام۔کب سے اسے بلا رہی ہوں۔بول ہی نہیں رہی میری بچی کچھ۔اللہ غرق کرے اسے جس نے میری بچی کو اس حال تک پہنچایا ہے۔"نیلم باقاعدہ رونے والی ہو گئی تھیں۔

وجدان بھی پریشان تھے۔

"آیت۔ میری گڑیا۔ یہاں دیکھو۔ دیکھو میری طرف۔" گلفام نے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔ وہ خالی خالی نظروں سے گلفام کو دیکھنے لگی۔

"سب ٹھیک ہے۔ دیکھو۔ کچھ نہیں ہوا۔ سب ٹھیک ہیں۔ وہ صرف ڈرانے آیا تھا۔" اس کے وجود میں کوئی ہل چل نا پا کر گلفام گہرا سانس لیتا اس کے کان کے پاس جھکا۔

"بالکل ویسے ہی جیسے اس نے کفن بھیج کر ڈرایا تھا۔" اس نے بالکل دھیرے سے کہا تھا۔ آیت کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی۔

"یہ وہی ہے، آیت۔"

آیت نے چہرہ موڑ کر گلفام کو دیکھا، جو اب دور ہو کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہیں... کیا واقعی؟" وہ سکتے کی کیفیت میں بولی تھی۔ گلفام نے اثبات میں سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی۔اب تم امی کے ساتھ جاؤ۔میں پولیس کو فون کرنے جارہا ہوں۔" گلفام اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا اٹھ گیا تھا۔

وجدان نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھاما۔وہ باپ کے سہارے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بابا.....مُجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"اس کے آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔

"ڈرو نہیں بیٹا۔ڈرنے والی کوئی بات بھی نہیں ہے۔"وہ مسکرا کر بولے تھے۔وہ بھی جبراً مسکرادی۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ آیت اس وقت کس کیفیت سے گزر رہی تھی۔اس نے موت کو خود سے بس چند انچ دور دیکھا تھا۔

اسے لگا تھا جیسے وہ مر ہی گئی ہے۔

اس کا دل ابھی تک تیز تیز دھڑک رہا تھا۔سب آگے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکلے تھے۔

oooooooooooo

یہ اگلے دن صبح کی بات ہے۔ میرال قد آور آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی جب شیشے کے نیچے سے ایک لال بیگ نکل کر اس کی جانب بڑھا۔ وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

"منحوس مارا۔ اسے آنے کے لیے میرا ہی کمرہ ملا تھا۔" اس نے اسے مارنے کے لیے پاؤں سے جوتا نکالا۔ ابھی وہ اسے مارتی کہ لال بیگ پر پھیلاتا اڑ گیا اور یہیں میرال کی چیخ نکلی تھی۔ وہ تیزی سے دروازہ کھولتی باہر بھاگی۔

عموماً ہم لڑکیوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ ایک جگہ کھڑے کاکروچ کو تو مار دیں گی لیکن جیسے ہی وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے گا یا اڑ جائے گا۔ پھر ہماری چیخیں پورا گھر سنتا ہے۔ اور یہی حال میرال کا تھا۔ وہ اپنے کمرے سے نکلی اور برہان کے کمرے میں گھس گئی۔ جو اس کے ساتھ تھا۔ دروازہ بند کر کے اس کے ساتھ لگی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ صوفے پر لیٹ کر کتاب پڑھتے برہان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر تیزی سے سیدھا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہوا ہے؟ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں لگ رہی ہو؟" اس نے کتاب کو احتیاط سے چائے کے کپ کے ساتھ رکھا۔ میرال تیز قدموں سے چلتی اس تک آئی۔

"بھائی.... وہ.... میرے کمرے میں اتنا بڑا (ہاتھوں کو خوب پھیلایا) کاکروچ ہے۔ میں مارنے لگی تو بدتمیز اڑ گیا۔" میرال کے انداز پر برہان کا قہقہہ بلند ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔

"تم.... کاکروچ سے ڈرتی ہو؟"

"تو اور کیا۔" وہ برہان کے انداز پر خفا سی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

"اتنا ڈر کہ کمرہ ہی چھوڑ دیا؟"

"تو اور کیا اسے اپنے ساتھ بٹھا کر چائے پلاتی؟"

اب کے وہ گردن نیچے کیے ہنسا تھا۔ پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے تو ہر قسم کے کیڑوں سے ڈر لگتا ہے۔ ایسے ایسے خطرناک قسم کے کیڑے ہیں۔" اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کر جھرجھری سی لی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لوگ انسانوں سے ڈرتے ہیں اور تم ایک کیڑے سے ڈر رہی ہو؟"

"ہاں تو کیڑے ڈنگ بھی مارتے ہیں۔"

"کیڑے ڈنگ ماریں تو انسان جی لیتا ہے یا مر جاتا ہے۔ لیکن اگر انسان ڈنگ ماریں تو انسان نا جیتا ہے نا مرتا ہے۔"

میرال نے گردن پھیر کر برہان کو دیکھا۔

"ہیں؟ کیا سچ میں؟" برہان نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب سچ میں؟"

"اگر کیڑے ڈنگ ماریں تو بندا مر جاتا ہے؟" اس نے برہان کی ساری بات میں سے اس بات کو دھیان سے سنا تھا۔ جس نے برہان کو مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"مر بھی سکتا ہے، اور نہیں بھی۔" وہ مزید ستانے کے موڈ میں آ گیا تھا۔

"حد ہے بھائی۔ آپ تو مجھے اور ڈرا رہے ہیں۔" وہ خفا سی پیچھے ٹیک لگا گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مت ڈرا کرو۔یہ مخلوق جتنی بھی طاقتور اور خطرناک کیوں نا ہو۔انسان اس پر قابو پا ہی لیتا ہے۔"برہان بھی پیچھے ٹیک لگا گیا تھا۔

اب دونوں کی نظریں چھت کو دیکھ رہی تھیں۔

میرال کا دھیان کیڑے سے ہٹ کر کہیں اور جا لگا تھا۔

"بھائی۔"

"ہو نہہ۔"

"اگر.... کبھی مجھ سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے جو ناقابل معافی ہو۔تو کیا آپ اس وقت میرا ساتھ دیں گے؟"میرال کی سنجیدگی نے برہان کو چونکایا تھا۔اس نے گردن موڑ کر میرال کو دیکھا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟"

"پہلے آپ بتائیں۔ آپ مُجھے معاف کر کے میرے ساتھ کھڑے ہوں گے؟" برہان نے گہرا سانس لے کر چھوڑ دیا۔

"نمل میں پڑھا تھا میں نے۔ اس میں رائٹر نے لکھا تھا کہ اگر آپ اپنے گھر کی لڑکیوں کو ان کی غلطیوں پر معاف کر کے انہیں سپورٹ نہیں کر سکتے۔ ان کا ہاتھ تھام کر انہیں پورے قد کے ساتھ کھڑا نہیں کر سکتے تو آپ کیسے مرد ہوئے۔ انسان تو ہر کوئی ہوتا ہے۔ مرد کوئی کوئی ہوتا ہے۔"

میرال نے زخمی سا مسکرا کر برہان کو دیکھا۔

"یہ باتیں صرف کتابوں میں اچھی لگتی ہیں بھائی۔ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ آج کل کے مردوں کو صرف اپنی عزت اور غیرت عزیز ہے۔ اور عورتیں ان سب کا ذریعہ۔ وہ عورتوں کے ذریعے اپنے بھرم قائم رکھتے ہیں۔ ان کے احساسات اہم نہیں ہوتے۔" وہ یوں بولتے ہوئے برہان کو کوئی اور میرال لگ رہی تھی۔ وہ چونک گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا، میرال۔ پھر چاہے غلطی کتنی بڑی کیوں نا ہو۔ اس لئے وہ بتاؤ جو تمہیں تنگ کر رہا ہے۔"

برہان کی بات پر میرال نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ اب ان میں گیلا پن تھا۔

"میں.... گلفام کو پسند کرتی تھی۔" وہ دھیرے سے بولی۔

"جانتا ہوں۔" میرال نے گردن موڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ کیسے جانتے ہیں؟"

"تمہارے ماموں کی فیملی کے ساتھ کے تلخ رویے کے بعد مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ میں کیسے جانتا ہوں۔" برہان نے ابرو اچکا کر پوچھا تو وہ شرمندگی سے سر واپس ٹکا گئی۔

"وہ زارا آپی سے محبت کرتے تھے۔"

"یہ بھی جانتا ہوں۔" میرال ایک مرتبہ پھر چونکی تھی۔ لیکن اب نے سوال نہیں پوچھا۔

"میرا دل حسد میں ڈوب گیا تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟"وہ دونوں اب چھت کو دیکھ رہے تھے۔

"مُجھے سب سے نفرت ہو گئی۔"

"پھر تم نے اس نفرت کو کیسے قائم رکھا۔اور اس نفرت میں اپنا کتنا نقصان کیا؟"

میرال کا دل بھر آیا تھا۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی۔

"مُجھے انٹرنیٹ پر ایک لڑکا ملا۔یاسر شاہ کے نام پر۔"اب کے برہان نے یونہی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"بعد میں پتا چلا کہ وہ سید نہیں ہے لیکن اس سے پہلے....۔"

"اس سے پہلے تم اس کے دھوکے میں مبتلا ہو گئی؟"

میرال کی ہچکی بند گئی تھی۔

اس نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اسے بتانا شروع کیا۔اور برہان کے تاثرات ہر بات پر ایک جیسے رہے۔وہ خاموشی سے اسے سنتا گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بات کے اختتام تک اس کے رونے میں شدت آ گئی تھی۔ وہ چپ ہو گئی۔ برہان چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"بس یا کچھ اور؟"

برہان کے سوال پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہاں غصہ نہیں تھا حیرت تھی۔ وہاں بس نرم سا تاثر تھا۔

"بھائی آپ کو... غصہ نہیں آیا۔ مجھ سے نفرت نہیں ہوئی؟"

"میں تم سے کیوں نفرت کروں گا، میرال؟"

"میں نے اتنا کچھ کیا۔ اپنے ساتھ، گھر والوں کے اعتماد کے ساتھ۔"

"پھر آخر میں کیا ہوا۔"

"یہ کہ میں خالی ہاتھ رہ گئی۔" اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم خالی ہاتھ نہیں رہی، میر ال۔ تم نے ایک راز جان لیا ہے۔" میر ال نے بھیگا چہرہ اٹھا کر برہان کو دیکھا۔

"کیسا راز؟"

برہان نے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"کہ حسد کسی دوسرے کا نقصان کرنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہماری اپنی اچھائیوں کو نگل جاتا ہے۔ اس اختتام پر تم نے احساس کو چن لیا۔ تم نے وہ راستہ چن لیا، جس پر چل کر تم اپنے گناہوں کو ختم کر سکو۔"

"لیکن بھائی.... ایک نامحرم سے اس قدر رابطے میں رہنا۔ کیا یہ میرے گناہوں کو ختم کر دے گا۔ میں اپنی نظروں میں بری طرح گر گئی ہوں۔" وہ پھر سر جھکا گئی تھی۔

"سر اٹھاؤ میر ال۔" وہ نرمی سے بولا تھا۔

"سر اٹھاؤ میر ال۔" اب اس کے انداز ذرا سی سختی آئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے کہا سر اٹھاؤ، میرال۔" اس نے غصے سے سخت لہجے میں کہا تو میرال نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تمہیں جتنا رونا ہے۔ یہیں، میرے کمرے میں، اس صوفے پر بیٹھ کر رو لو۔ اور جب یہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں جاؤ تو وہ میرال بن جاؤ جسے کوئی دشمن گرا نا سکے۔ جو کسی غیر کے ایک دفعہ بلانے پر جائے تو اس ارادے کے ساتھ کہ وہ اس کا منہ توڑ کر آئے گی۔ کوئی بلیک میل کرے تو نڈر ہو جائے، اس خیال کے ساتھ کہ اس کا بھائی ابھی زندہ ہے۔"

"آپ میرا ساتھ دیں گے؟" برہان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تمہارا بھائی تمہارے پیچھے کھڑا ہو گا۔ جو کبھی تمہیں کمزور نہیں ہونے دے گا۔"

"پیچھے کیوں؟ ساتھ کیوں نہیں؟"

"تاکہ تم اپنی لڑائی خود لڑنے کے قابل ہو سکو۔ میں تمہاری جانب اٹھنے والی انگلیوں کو واپس موڑ دوں گا، میرال، میں تمہیں سپورٹ کروں گا۔ لیکن مضبوط تمہیں بھی ہونا پڑے گا۔"

میرال نے اٹھی ہوئی گردن کے ساتھ سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ سر... اللہ کے علاوہ اگر کسی کے سامنے جھکا تو پھر تم مجھے اپنا سب سے بڑا دشمن پاؤ گی۔"

وہ

برہان کے انداز پر ذرا سا چونکی تھی، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں تھی۔

"جب تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے۔ تم بار بار اللہ سے معافی مانگ رہی ہو، اور مانگتی رہو گی تو دنیا کو کوئی حق حاصل نہیں کہ تمہارے ماضی کو تمہارے سامنے لا کر تمہیں کمزور کرے، تمہیں ذلیل کرے۔ اگر اپنے اس ماضی پر تم نے کمزور ہونے کی کوشش کی تو پھر تم دنیا کا وہ روپ دیکھو گی، جس سے ابھی تک انجان ہو۔ تمہیں وکیل بننا ہے تو پھر اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔ اپنی صفائی میں اونچا بولنے کے بجائے، پر سکون رہ کر دلائل دو۔ لیکن جھکو مت، ہارو مت۔ اور جاؤ اب۔"

برہان نے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھ گئی۔ دروازے پر آ کر رکی۔ مڑ کر برہان کو دیکھا۔

"بہت شکریہ بھائی۔"

"شکریہ لفظوں سے نہیں، تمہارے انداز سے چھلکنا چاہیے۔ تمہارے مضبوط اور اٹل اعمال سے۔"

وہ مسکرا کر سر کو خم دیتی باہر نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی برہان کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

اس نے فون اٹھایا۔ ایک نمبر ملایا۔

"یاسر مرزا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooooo

"کچھ پتا چلا نبیل کا؟"

تھانیدار اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ جلیس اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ایس ایچ او کے پوچھنے پر اس نے عجیب سے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھا۔

"سر جو بندے میں نے بھیجے تھے۔ان کے مطابق جنگل میں نبیل کی لاش ملی ہے۔" کرسی جھولتے وجود پر پل بھر کو سکتہ طاری ہوا تھا اور اگلے لمحے وہ اپنی کرسی سے تیزی سے اٹھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"سر یہ....یہ اس کی جیب سے ملا تھا۔" جلیس نے ایک بندھا ہوا رومال تھانیدار کی جانب بڑھایا جس کے اوپر شاپر چڑھا ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" تھانیدار نے اسے تھامتے ہوئے پوچھا۔

"یہ....پاؤڈر ہے سر۔" تھانیدار کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"پاؤڈر۔"

"جی سر۔"

"اس کا مطلب ہے کہ.....پھر یدار نبیل اس آدمی کے ساتھ ملا ہوا تھا؟"

"جی سر۔"

"ڈیڈ باڈی کہاں ہے اس کی۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"گھر والوں کے حوالے کر دی ہے سر۔"

"تم... تم میری اجازت کے بغیر کیسے کر سکتے ہو۔ ہمیں اس کی باڈی سے کچھ مل سکتا تھا جو ہمیں اس مافیہ تک پہنچانے میں مدد گار ثابت ہوتا۔ لیکن تم نے.....ڈیم اٹ۔" پولیس والے نے زور سے میز پر ہاتھ مارا۔ جلیس نے سر جھکا دیا۔

"اب کیسے پتا چلے گا کہ اس کے پیچھے کون تھا۔ اور وہ آدمی یہ سارا مال کہاں لے کر جا رہا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر لوڈر میں کتنا کر مال ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کہیں آس پاس کے علاقے میں ہی لے کر جا رہا ہو۔" تھانیدار نے اعصاب ڈھیلے چھوڑ کر اسے دیکھا۔ کچھ تھا جو انہیں کھٹکا تھا۔

"تم ان راستوں پر اپنے لوگ بھیج دو۔ سول کپڑوں میں وہ نظر رکھیں گے۔ ہر جانب سے ہم اس مافیہ (گالی) پر نظر رکھیں گے تا کہ اس دفعہ وہ ہماری نظروں سے بچ نا سکے۔"

"جی بہتر۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔"

حکم ملتے ہی وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔اس کے جاتے ہی اس تھانیدار نے کسی کو فون کیا تھا۔

"جلیس سپاہی پر گہری نظر رکھو۔اس کی چھوٹی چھوٹی حرکت کے بارے میں مجھے بتاتے رہو۔"

فون بند ہو چکا تھا۔

تھانیدار نے گہرا سانس لے کر دروازے کی جانب دیکھا،جہاں سے وہ گیا تھا۔

کیا وہ سچ میں چلا گیا تھا یا اپنے پیچھے اپنے لیے بھنتے جال کی بابت بھی جان گیا تھا۔

oooooooooooooooooo

"ہاں کہو،روحیل۔کیا خبر ہے؟"

دوسری جانب وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔جب اسے روحیل کی کال موصول ہوئی۔

"سر آپ جیسا سمجھ رہے تھے، ویسا کچھ نہیں ہے۔ گلفام صاحب شہرام صاحب کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔"

"کیا ثبوت ہے؟"

"کل شہرام صاحب آفس آئے تھے، گلفام صاحب نے انہیں مار کر نکال دیا باہر۔" جازم نے رک کر اس کی بات سنی۔ پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آہاں.... ٹھیک ہے۔"

"سر ایک اور بات بتانی تھی آپ کو۔"

فون رکھتا ہوا جازم کا ہاتھ رکا۔ فون واپس کان کے ساتھ لگایا۔

"کیا بات؟"

"سر آپ نے جس یاسر نامی لڑکے کی تصویر بھیج کر کہا تھا کہ اس پر نظر رکھوں۔"

"ہاں تو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کل وہ شاہ خاندان کے آس پاس پایا گیا ہے؟"

"وہاں کیوں؟"

"کسی کمرے کا نشانہ لے کر اندھا دھند گولیاں چلائی ہیں اس نے۔"

اب کے جازم کے سکون میں پریشانی عود آئی تھی۔

"آریو شیور کہ وہ وہی تھا؟جہاں تک مجھے یاد ہے،وہ ایسے کاموں سے پہلے اپنے چہرے کو ڈھک لیتا ہے۔"جازم نے اس سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا۔

"جہاں سے میں نے پیچھا کرنا شروع کیا تھا،وہاں اس کا چہرہ ہر قسم کے نقاب سے عاری تھا۔"

جازم نے ضبط سے اپنی مٹھی کو بھینچ لیا۔اسے جیسے یاسر سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔

"کوئی جانی نقصان تو نہیں ہوا نا؟"

اس نے کنفرم کرنا چاہا۔

"نہیں صاحب۔جانی نقصان نہیں ہوا۔جس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ نوجوان صرف ڈرانے آیا تھا۔"

جازم نے "اوکے" کہہ کر فون بند کر دیا۔

"لعنت ہو تم پر یاسر۔"

اس نے کنپٹی مسلتے ہوئے اسے ملامت کیا تھا۔پھر جیسے وہ چونکا۔ایک خیال سا اس کے ذہن میں آیا تھا۔اسے یاد تھا،صدر دروازے کے باہر سڑک پر کھڑے ہو کر آیت کے کمرے کی کھڑکی نظر آتی تھی۔اور اس ایک خیال نے جازم کی جان نکال دی تھی۔اس سے جتنی جلدی ہوا،موبائل،گاڑی کی چابی اور اپنا کوٹ اٹھا کر وہ باہر بھاگا تھا۔

"سر اس پر سائن۔۔۔"کوئی آدھ عمر شخص اس کے پاس کوئی فائل لے کر آیا تھا۔

"ابھی نہیں۔"وہ بس جا رہا تھا۔

یہ سن کر بھی کہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا،وہ پھر بھی جا رہا تھا۔بات آیت کی تھی۔بات اس کی زندگی کی تھی۔وہ آیت کے معاملے میں کسی غیر پر بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ آیت کے لیے جا رہا تھا۔وہاں جہاں اسے اس وقت ہونا چاہیے تھا۔

oooooooooooooooooo

شہوات کی چھٹیاں چل رہی تھی۔وہ گھر پر ہی تھی۔اس کے لیے جازم نے کڑے نگران رکھے ہوئے تھے۔

اس وقت وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بے طرح لیٹی ہوئی تھی۔اس نے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن....

وہ رات کو دیکھ چکی تھی جب اس کا باپ واپس آیا تھا۔اس کے ہاتھ میں پستول،اس کا غیر انسانی چہرہ اور یہ سب شہوات کے ذہن سے چمٹ سا گیا تھا۔

وہ اپنے باپ سے پوچھ نہیں پائی کہ کیا وہ کسی کو مار کر آیا ہے۔

وہ بچی تھی۔اس کا دماغ تیزی سے کام نہیں کرتا تھا۔وہ بس پریشان ہو جاتی تھی۔کچھ تھا جو اس کے دل کو تنگ کرتا تھا،ایک انجانا سا احساس تھا جو اس کے اندر گھٹن پیدا کرتا تھا۔ جیسے کوئی اسے گہرے کھڈے میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال رہا ہو۔ابھی بھی وہ بے بس سی لیٹی ہوئی تھی۔

وہ اپنے باپ سے محبت کرتی تھی۔

لیکن وہ کیا تھا جو اس نے رات کو دیکھا تھا۔

وہ خوفزدہ تھی۔

اور اسی خوف میں وہ ابھی تک باہر نہیں نکلی تھی۔جب جازم آفس گیا تھا تو وہ سو رہی تھی۔

"بابا۔"

وہ بس یہی بول سکی تھی۔

° π °°°°°°°°°°°°°°°°

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک جگہ جازم کی گاڑی جھٹکے سے رکی تھی۔

"نہیں۔"

اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"ابھی نہیں۔"

اس نے گاڑی واپس موڑی۔

"اگر ابھی گیا تو آیت کو کھو دوں گا۔"

وہ واپسی کے راستے پر تھا۔

"لیکن جب تک اسے ٹھیک نہیں دیکھ لیتا، چین کیسے آئے گا۔"

اس نے بے بسی گاڑی روک دی۔

وہ اسٹیرنگ پر سر رکھے کچھ سوچ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر آیت کو پانا ہے تو اس سے دور رہنا ہو گا۔اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔"اس نے خاموشی سے گاڑی واپس موڑ لی۔

وہ اب دور جا رہا تھا۔

oooooooooooo

"کچھ پتا چلا کہ یہ کس نے کروایا ہے؟"

وہ طلحہ کے سامنے پولیس اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تھا۔

"اگر یہ میں نے ہی پتا لگوانا تھا تو تم سے کیوں کہتا؟" گلفام بیزار ہوا تھا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔سکیورٹی کا کچھ سوچا؟"

"ابھی کل ہی ہماری اس حوالے سے بات ہوئی ہے اور رات کو حملہ۔مجھے اس دوران وقت ہی نہیں ملا۔"

"میں تمہیں ایک شخص کا ایڈریس دے رہا ہوں۔اس سے رابطہ کر لو۔وہ تمہیں ایسے بندے دے گا کہ تم خود نہیں پہچان سکو گے کہ یہ سکیورٹی کے بندے ہیں یا عام شہری۔"

طلحہ کہتے ہوئے موبائل پر کچھ دیکھنے لگا۔

"کیا فائدہ اگر مجھے ہی پتا نہیں ہو گا۔کوئی ایسے بندے بتاؤ جنہیں میں جانتا بھی ہوں۔" گلفام کو یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

"گلفام۔وہ انسان قابل اعتبار ہے۔اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔"

"لیکن...۔"

"تم بس یہ سمجھو کہ وہ ٹرینڈ ہیں۔وہ خفیہ طریقوں سے کام کرتے ہیں۔"

"ایسے خُفیہ کہ گھر والے بے خبر رہیں۔"

"تمہیں گھر کی حفاظت چاہیے یا نہیں؟" طلحہ بیزار ہوا تھا۔گلفام نے جبڑے بھینچے۔

"بھیجو ایڈریس۔چلا جاؤں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

oooooooooooooooooo

"تمہیں کچھ بتانا بھی تھا میں نے۔"

ایڈریس بھیج کر طلحہٰ واپس گویا ہوا۔

"کیا؟"

"ڈیٹھ تھریٹس مل رہے ہیں مجھے۔"

گلفام اپنی کرسی پر سیدھا ہوا۔

"اور وہ کس وجہ سے؟"

"رضوان ملک کو نا چھوڑنے کی وجہ سے۔ وہ جو بھی کوئی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں رضوان کو چھوڑ دوں۔ رشوت بھی دے رہا تھا۔ جب میں نہیں مانا تو وہ یہ سب کر رہا ہے۔" طلحہٰ پریشان لگتا تھا۔

"تو تم بھی اس آدمی سے ٹائٹ سکیورٹی منگوالو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک آدمی کی ایک ہفتے کی تیس ہزار تنخواہ کہاں سے لاؤں میں؟"

گلفام کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"تم... تم پاگل ہو گئے ہو۔ اتنی مہنگی سکیورٹی۔" گلفام کی تو آنکھیں باہر آ گئی تھیں۔

"اب شاہ صاحب کا دل اتنے پیسوں کا سن کر باہر نا آئے۔ آپ افورڈ کر سکتے ہیں۔" طلحہٰ نے تلخی سے کہا تو وہ چپ ہو گیا۔

"ایک دو بندا تمہارے گھر کے باہر بھی رکھوا دوں گا۔"

"گھر کو خطرہ نہیں ہے۔ سارا خطرہ یہاں ہے۔ لیکن میں گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان دونوں جگہوں میں سے کسی ایک کو وہ اپنا نشانہ ضرور بنائے گا۔ میرے بوڑھے ماں باپ، بیوی اور دو سال کی بیٹی ہے، گلفام۔"

وہ بے حد پریشان ہوا تھا۔ گلفام کو اس کی حالت پر ترس آیا۔

"حق اور انصاف کے راستے پر چلنے کا نقصان صرف اس دنیا میں ہے، طلحہٰ۔ اس کے بعد تم سکون پاؤ گے، خوشیاں دیکھو گے۔"

"گھر کی حفاظت بھی مرد کے کاندھوں پر ہوتی ہے شاہ صاحب۔ یہ نا بھولیں۔"

"اور حفاظت صرف پیسے سے نہیں ہوتی۔ عقل سے ہوتی ہے۔" گلفام نے اسے چوٹ کروائی تو طلحہٰ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"میری بات دھیان سے سنو۔"

وہ کچھ کہہ رہا تھا، طلحہٰ سن رہا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ آفس جانے کے بجائے گھر چلا آیا تھا۔ شہوات سامنے صوفے پر بیٹھی ٹیب ہاتھ میں پکڑے نظر آ گئی۔

"بابا کی پرنسز۔" وہ تیز قدم اٹھاتا اس کے پاس چلا آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا۔"وہ بھی اسی طرح مسکرائی۔

"کیا ہو رہا ہے۔"جازم نے اس کے بالوں کو چھوا۔

"کارٹون دیکھ رہی تھی۔"اس نے مسکرا کر بتایا۔

جازم اسے کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"کونسے کارٹون؟"

شہوات اسے بتا رہی تھی۔وہ سن رہا تھا۔لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

حملے والے دن آیت یونی نہیں گئی تھی۔اس نے برہان کو فون کر کے منع کر دیا تھا۔اور آج وہ گلفام کے ساتھ ہی یونی آئی تھی۔برہان نے اس بات کو نوٹ کیا تھا لیکن کچھ پوچھا نہیں۔

دوسری جانب گلفام کو سکیورٹی گارڈز مل گئے تھے۔لیکن جس ایڈریس پر وہ گیا تھا۔اسے اس شخص نے چونکا دیا تھا۔

وہ کوئی عام انسان نہیں تھا۔ وہ خفیہ ایجنسی کا بندا تھا۔

"ہماری جان پہچان ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں گلفام صاحب کے وہ اپنے پیسے معاف کریں گے۔ اس معاملے میں وہ کسی کی نہیں سنتے۔ اور اس کے بدلے میں وہ آپ کی فیملی تک آنے والی ہر مصیبت کو بھانپ لیں گے۔"

اس بندے کی بات پر وہ کچھ لمحے چپ رہا۔ پھر مان گیا۔ دو بندے سیکورٹی میں ملے تھے اور دونوں کی ہفتے کی تنخواہ ساٹھ ہزار بنتی تھی۔ اور شاہ خاندان کے لیے یہ رقم کوئی بہت بڑی رقم نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک بندہ اس نے طلحہٰ کے گھر کی سکیورٹی کے لئے بھی ہائیر کر لیا تھا لیکن اس بات کا اسے علم نہیں تھا۔

شاہ خاندان کے لوگ ایسے ہی تھی۔ ایک دوسرے سے بھی چھپاتے تھے اور جس کی مدد کرتے تھے اس سے بھی۔ لیکن وہ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کی بھرپور مدد کرتے تھے۔ ہر ماہ بعد وجدان کے آفس سے یتیم خانے میں خطیر رقم جاتی تھی۔ وہ ان غریب لوگوں کی

تعلیم کا خرچہ بھی اٹھائے ہوئے تھے جو پڑھنا تو چاہتے تھے لیکن غربت کی وجہ سے پڑھ نہیں پا رہے تھے۔ ان کی فیکٹری میں زیادہ تر وہی لوگ کام کرتے تھے جو زیادہ پڑھے لکھے تو نہیں تھے لیکن اپنے کام میں ماہر تھے۔ وہ ان لوگوں کو گھر بٹھا کر کھلانے کے حق میں نہیں تھے جن کے ہاتھ پیر سلامت تھے۔ جو کما کر کھانے کی ہمت رکھتے تھے۔ پھر ایسے لوگوں کو وہ کام پر رکھتے تھے اور ہر ماہ بعد وقت پر ان کی تنخواہیں ان کو مل جاتی تھیں۔

پیسہ ان کے لیے مسلہ نہیں تھا۔

گلفام کو ان گارڈز سے انجان رکھا گیا تھا لیکن وہ جان گیا تھا کہ وہ دو بندے کون ہیں۔ آج صبح ہی ان کے گھر کے سامنے والی دکان پر نیا بندہ آیا تھا۔ جو کچھ مشکوک سا لگ رہا تھا۔

دوسرا ان کے گھر کے ساتھ ایک خالی مکان تھا وہاں کرائے دار بن کر آیا تھا۔

"ہونہہ۔ سمجھتا تھا کہ میں بے وقوف ہوں۔ پہچان نہیں سکوں گا۔ ان کی شکلوں سے ہی نظر آتا ہے کہ سکیورٹی کے بندے ہیں۔"

آفس جانے سے پہلے گلفام نے ان دونوں کو دیکھ کر یہی کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

oooooooooooooo

برہان اور آیت کے جولائی میں ایگزام ہونے والے تھے۔ محرم اور صفر کا مہینہ ختم ہوتے ہی ان دونوں کی شادی تھی۔

یہ گھر پر سانحہ کے دوسرے دن کی بات تھی۔

وہ دونوں یونیورسٹی جا چکے تھے۔

"برہان۔"

"ہمممم۔" وہ اپنی اسائمنٹ بنا رہا تھا جب آیت نے اسے پکارا۔

"میں بور ہو رہی ہوں۔"

برہان نے گردن پھیر کر اسے دیکھا۔

"مس آیت بھی بور ہوتی ہیں؟"

آیت نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں۔ میں انسان نہیں ہوں کیا؟"

وہ مسکرایا تھا۔

"ہو تو انسان۔ لیکن تم بور نہیں ہوتی کیونکہ تم مہا بور نگ ہو۔"

آیت نے گھوریوں سے اسے دیکھا۔

"اب یہی بور نگ لڑکی تمہاری زندگی کا حصہ بننے جا رہی ہے۔ سوچ لو۔"

"سوچ لیا۔ مجھے یہ لڑکی قبول ہے۔"

"ہمممم.....یاد کرو وہ دن جب تم نے کہا تھا کہ تمہیں مجھ جیسی بور نگ لڑکی میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ ناجانے پھر کس منہ سے کہہ دیا کہ محبت کرتا ہوں۔" آیت نے اس کی نقل اتاری تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔

"یہ نہیں کہا تھا کہ انٹرسٹ نہیں۔ بس یہ کہا تھا کہ بور نگ لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

"بات تو ایک ہی ہے۔" وہ ناک چڑھا کر بولی تھی۔

وہ اس کی ادا پر پھر سے ہنسا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ حملے والی بات سے وہ انجان تھا ورنہ اب تک ساری دنیا کو سر پر اٹھا چکا ہوتا۔

"اتنا کیوں ہنس رہے ہو؟"

"تمہیں میرا ہنسنا برا لگ رہا ہے؟" برہان نے یونہی پوچھا تھا۔

"بالکل زہر لگ رہے ہو۔"

"آہاں..... تو پھر مس آیت وجدان شاہ یہ مت بھولیں کہ اب ساری زندگی اسی زہر کے ساتھ رہنا ہے آپ نے۔"

اس کی بات پر آیت نے اس کے کندھے پر مکا جھڑا اور وہاں سے اٹھ گئی۔

"ہائے ظالم لڑکی۔ اتنا بھاری ہاتھ ہے تمہارا۔"

برہان نے گردن موڑے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اسی قابل ہو تم۔"

وہ اسے زبان دکھاتی وہاں سے چلی گئی۔ برہان بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے ہو لیا۔

oooooooooooooooooo

"میں نے تمہیں منع کیا تھا، یاسر۔ منع کیا تھا کہ دور رہو شاہ خاندان سے۔ تمہیں سنائی نہیں دیتا؟"

فون سے جازم کی سخت آواز یاسر کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"تم نے جو حرکت کی ہے رات کو۔ اس کا علم ہو گیا ہے مجھے۔"

"ظاہر ہے۔ آپ پیسے والے ہیں۔ چھوڑیں ہوں گے مجھ پر مہنگے جاسوس، جو اس کے بدلے میں آپ سے اچھی رقم لے لیں گے۔" جازم کے ابرو تن گئے۔

"میں کیا بات کر رہا ہوں۔ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔"

"واہ۔ آپ کریں تو بات۔ میں کروں تو بکواس۔ کمال ہے یار۔"

انداز میں طنز تھا۔

جازم نے اندر ہی اندر اس پر لعنت بھیجی تھی۔

"میری بات سنو، یاسر۔ کچھ وقت.... بس کچھ وقت کے لئے رک جاؤ۔ ہم گن گن کر بدلے لیں گے لیکن فی الحال تم کہیں چھپ جاؤ۔"

"میں کیوں چھپوں گا بھائی؟ میں ڈرتا نہیں ہوں کسی سے۔" وہ تیوری چڑھا کر بولا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے تم نہیں ڈرتے۔ لیکن اس حملے کے بعد پولیس تمہارے پیچھے ہے۔ اگر بدلہ لینا ہے تو پہلے خود کو پولیس سے بچاؤ۔ رضوان ملک کو فی الحال جیل میں رہنے دو۔"

وہ اس وقت بڑا اور پرواہ کرنے والا بھائی بن گیا تھا۔

"بھائی وہ میرا دوست ہے۔ میں نہیں چھوڑ....۔"

"ہاں تو تمہارے گھٹیا دوست کو پہلے سوچنا چاہیے تھا نا۔ کیوں ایک لڑکی کی عزت کے ساتھ کھیل گیا۔ بھگتنے دو کچھ عرصہ اسے۔ اور اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو پھر جلد ہی تم بھی

اپنے دوست کے ساتھ جیل میں بیٹھے ہوں گے۔اور وہ وکیل تم دونوں کو پھانسی تک پہنچائے بغیر ہار نہیں مانے گا۔"

"مگر بھائی...۔"اس سے پہلے وہ کچھ کہتا،جازم فون بند کر چکا تھا۔

"ڈیم اٹ۔"

یاسر نے اپنا فون زور سے بیڈ پر پھینکا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسے جازم کی بات ماننی تھی۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°

صبح کا وقت تھا۔اور وہ آج صبح ہی گجرات آیا تھا۔آج کل وہ یونہی بیزار ہوا پھر رہا تھا۔زندگی ایک دم سے بوجھل لگنے لگی تھی۔وہ کیسے گلفام کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔

کیا دوست ایسے ہوتے ہیں۔

کیا وعدہ کر کے مکر جانا اتنا آسان ہوتا ہے۔

کیا بزدلوں کو جینے کا یا اس طرح سر عام گھومنے کا حق ہے۔

لیکن گھر والے.....وہ تو سب کو عزیز ہوتے ہیں۔

فیملی کے نام پر کون تھا اس کے پاس۔ایک ماں اور ایک بہن۔

کیا وہ ان کا کھو جانا افورڈ کر سکتا تھا۔

نہیں۔ہر گز نہیں۔

"آپ کا ناشتہ۔"

وہ اپنے خیالوں میں گم تھا جب ایمان نے اس کے سامنے ٹرے رکھی۔جس میں پراٹھا، آملیٹ اور چائے کا کپ تھا۔

"بہت شکریہ۔"

وہ سادگی سے مسکرا تا ناشتے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ایمان چند لمحے اسے دیکھے گئی، پھر کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔چائے کا سپ لیتے ہوئے شہرام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کچھ بدلے بدلے سے لگ رہے ہیں۔"

اس نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"مثلاً؟" وہ ہاتھ روکے پوچھنے لگا۔

"آپ آج چپ چپ سے ہیں۔ سب ٹھیک ہے نا؟"

ایمان کی بات پر وہ دھیرے سے ہنسا۔

"چلو۔ کسی نے تو محسوس کیا میری خاموشی کو۔"

"آپ آج آئے بھی اکیلے ہیں۔ آپ کا وہ دوست نہیں آیا؟"

وہ یونہی پوچھ بیٹھی تھی۔ شہرام نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا۔

"دراصل.... ہمارا جھگڑا ہو گیا ہے کسی بات پر۔ اس لیے ہمارے راستے اب الگ ہیں۔"

ایمان کو جھٹکا سا لگا۔

"جھگڑا کیوں؟"

"تھی کوئی بات۔"اس کا انداز نا بتانے والا تھا۔اس لئے ایمان نے زیادہ نہیں کریدا۔

وہ اٹھ کر جانے لگی۔

"ویسے بھی اس کی شادی ہو گئی ہے۔"وہ جانے کے لئے مڑ گئی تھی لیکن قدم آگے نہیں بڑھا سکی۔اس کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔شہرام کہہ کر اپنے کھانے پر جھک گیا۔

"اور شادی شدہ انسان کو وقت کہاں ملتا ہے کہ وہ ان فضول کاموں میں اسے صرف کرے۔"

وہ ساکن آنکھوں سے واپس مڑی۔

"کیا... کیا کہا آپ نے؟"

اس کے ٹوٹے لفظوں پر شہرام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

آہ۔وہ کیسے بھول گیا تھا کہ ایمان گلفام کو کتنا چاہتی تھی۔وہ اپنے دھیان میں اسے وہ بتا چکا تھا جو وہ اس سے چھپانا چاہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بولیں نا شہرام صاحب۔ ابھی کیا کہا آپ نے؟"

"آئی ایم سوری، ایمان۔ میں آپ کو بتانا نہیں....۔"

"بیوی کیسی ہے ان کی؟ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے؟"

اس نے شہرام کی بات نہیں سنی تھی۔ جبکہ شہرام اس کے سوال پر چند پل گم ہو گیا تھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں نے نہیں دیکھا۔"

لیکن ابھی اسے ایمان کی آنکھوں میں زخمی پن دیکھ کر بے حد دکھ ہوا تھا۔ وہ معصوم سی لڑکی.... آج اس کا دل ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔

"اچھا۔"

وہ سکتے کی سی کیفیت میں کہتی واپس مڑ گئی تھی۔ شہرام نے اس کی چال کو دیکھا تھا۔ اس میں واضح لرزش تھی۔ جیسے کوئی اپنا سب کچھ لوٹا کر گھر واپس جا رہا ہو۔

شہرام نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔

ریستوران کے باہر ایک سیاہ لینڈ کروزر پوری تمکنت کے ساتھ کھڑی تھی۔اس کے اندر سیاہ آنکھوں والا مرد اپنے سامنے کھڑی سفید کرولا کو دیکھ رہا تھا۔

oooooooooooooooooooo

آج میرال کا اکیڈمی میں پہلا دن تھا۔وہ کچھ الجھی الجھی سی اپنی کلاس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ نئے لوگوں میں تھوڑی سی نروس بھی تھی۔اس کے ساتھ ایک کرسی خالی تھی جس پر ایک فربہہ سی لڑکی آکر بیٹھ گئی۔سفید رنگت اور موٹے موٹے نقوش والی۔میرال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو وہ مسکرا دی۔

"ہائے۔میرا نام انعم ہے۔اور تمہارا؟"وہ بالکل ایسے بات کر رہی تھی جیسے میرال کو عرصے سے جانتی ہو۔

"میرا نام میرال ہے۔"میرال نے بھی جواباً مسکرا کر کہا تھا۔میرال نے سبز رنگ کے کرتا پاجامہ کے ساتھ سر پر دوپٹے کو اچھے سے لیا ہوا تھا۔اس کا ایک بھی بال نظر نہیں آرہا تھا۔چہرے پر کوئی پروڈکٹ استعمال نہیں ہوا تھا۔وہ قدرتی پیاری تھی۔اور انعم کو وہ اچھی

بھی لگی تھی۔اس کے برعکس وہ خود فربہہ سی،عام سے نقوش والی لڑکی دوپٹا گلے میں ڈالے آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے میرال کو معصوم لگ رہی تھی۔یا شاید بیوقوف۔

"تمہارا یہ پہلا دن ہے؟"

میرال نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ہاں۔یہ میرا پہلا دن ہے۔"

"میرا بھی۔"وہ بچوں جیسی پرجوشی سے بتا رہی تھی۔

میرال نے بس مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"تم میرے ساتھ دوستی کروگی؟"اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔میرال نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی،کلاس میں سر آگئے،سر آگئے کا شور مچ گیا تھا۔سارے طلبا اپنی اپنی نشست سنبھال چکے تھے۔میرال بھی اپنی جگہ پر بالکل سیدھی ہو کر بیٹھ

گئی تھی۔ تبھی ایک نوجوان ٹیچر اندر داخل ہوا۔ تمام بچے اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے جبکہ میرال کے چہرے پر حیرت ابھر آئی تھی۔

وہ پکے رنگ مگر پرکشش نقوش والا مرد۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ،بال خوبصورتی سے پیچھے جمائے،چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ۔ وہ اس انسان کو پہچانتی تھی۔

وہ بخت تھا۔ سید بخت شاہ۔ میرال نے بمشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

"یا اللہ۔ یہ آدمی یہاں بھی آ گیا۔"

وہ محض سوچ ہی پائی تھی۔

"بیٹھ جائیے۔"

اس کے اشارے پر سب اپنی اپنی نشست سنبھال چکے تھے۔

"تو ہمارے ملک کے نوجوان وکالت کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے ایک دفعہ پھر پرجوش ہیں۔ آپ سب کو سید بخت شاہ کی کلاس میں خوش آمدید۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

طلباء نے مسکرا کر شکریہ کہا تھا۔

"لیسن شروع کرنے سے پہلے میں آپ لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسی کونسی چیز ہے جس نے آپ کو قانون پڑھنے کے لئے ماٹیویٹ کیا؟"

اس کے سوال پر طلبا ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔ پھر ایک لڑکے نے اپنا ہاتھ اٹھایا۔

"جی بولیے۔"

"سر میرا نام ولی احمد ہے۔ اور میں ڈسکہ سے آیا ہوں۔ دراصل مجھے بچپن سے ہی قانون پڑھنے کا شوق تھا لیکن میں تھوڑا سا ہڈ حرام قسم کا لڑکا تھا۔" اس کی بات پر کلاس میں دھیمی سرنگوں میں ہنسی کی آواز گونجی تھی۔

"پلیز سائلنس۔" اس کی رعب دار آواز پر کلاس میں ایک دم سے سناٹا چھا گیا تھا۔

"لیکن.... اب میں یہاں شوق کی وجہ سے نہیں ہوں۔ یہاں مُجھے کوئی وجہ لے کر آئی ہے۔"

اب وہ لڑکا قدرے سنجیدہ تھا۔

"کیسی وجہ؟"

"میرے گاؤں میں ایک بارہ سال کی لڑکی کا ریپ ہوا تھا سر۔" کمرے میں ایک ہلچل سی مچی تھی۔

"اس کا مجرم آزاد گھوم رہا ہے لیکن اس بچی کو انصاف نہیں ملا۔ وہ بچی ابھی تک ٹراما میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے وکالت کو شوق کے بجائے اپنا جنون بنالیا۔ میں ہر اس وکٹم کی آواز بننا چاہتا ہوں، جس کی سننے والا کوئی نہیں۔"

اس کے الفاظ میرال کو گلفام کی یاد دلا گئے تھے۔ وہ بھی اسی وجہ سے اس فیلڈ میں آیا تھا۔ اور ابھی تک اپنے عہد پر قائم تھا۔

"بہت اچھا لگا سن کر۔ اللہ آپ کا مددگار ہو۔"

بخت نے مسکرا کر کہا۔

"اور کوئی ہے جو وجہ بتانا پسند کرے گا؟"

پیچھے سے ایک لڑکی اٹھی تھی۔

"جی کہیں۔ایسی کیا وجہ تھی کہ آپ نے وہ راستہ چنا جس میں آپ کو ہر وقت خطرہ ہو سکتا ہے؟"

"سر میرا نام صائمہ کاظمی ہے۔میں گجرنوالہ سے ہوں۔اور میرا مقصد ان لوگوں کی آواز بننا ہے جن پر دباؤ ڈال کر ان کی آواز چھین لی جاتی ہے۔"

"کیا آپ نے اپنے ارد گرد کوئی ایسا واقعہ دیکھا؟"

"سر میں گجرنوالہ سے ہوں،جہاں اکثر و بیشتر ایسے کیس دیکھے جاتے ہیں۔میں کوئی ایک نہیں بتا سکتی۔"

"آپ سب کا جوش دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔کیا کوئی اور بتانا پسند کرے گا؟"اس نے کلاس میں طائرانہ نظر دوڑائی،جبھی اس کی نظر میرال پر آ کر رکی۔وہ ایک لمحے کو چونکا تھا پھر نظروں کا زاویہ پھیر لیا۔

"ایکسکیوزمی سر۔" میرال ہاتھ اوپر کیے اٹھی تھی۔

"جی۔"

"سر میرا نام میرال شیرازی ہے۔ میں شیرپور سے ہوں۔ میں وکالت اس لیے پڑھنا چاہتی ہوں، کیونکہ یہ ایک چیلنجنگ کام ہے۔"

"سیریسلی؟" بخت نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا، گویا اس کا مذاق اڑایا ہو۔ اب صحیح معنوں میں میرال کی جان ہوا ہوئی تھی۔

"سر میں ان وکٹمز کے لیے لڑنا چاہتی ہوں جس کے گھر والے صرف رشتے داری میں آکر کیس واپس لے لیتے ہیں۔ یا کسی دباؤ کی وجہ سے چند پیسوں میں بک جاتے ہیں۔"

"کیا آپ نے کوئی ایسا واقعہ دیکھا جس میں یہ سب ہوا ہو؟"

میرال کے سامنے زارا کا چہرہ آیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں درد سا بھرنے لگا۔

"جی سر۔ میں نے اکثر ایسے واقعات دیکھے ہیں۔ کوئی ایک نہیں بتا سکتی۔" بخت نے سر ہلا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"پر جوش تو آپ سارے بہت ہیں۔ لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ اس کام کو محنت، وقت، لگن اور دماغ چاہیئے۔ چالاکیوں والا دماغ نہیں، عقل والا دماغ۔ کیا آپ سب کے پاس ایسا دماغ ہے؟"

اس نے رک کر کلاس کو دیکھا۔ کوئی طالب علم بول نہیں سکا۔

"یہاں کھڑے ہو کر بات کرنا آسان ہے، لیکن کمرہ عدالت میں کھڑے ہو کر ثبوت لے آنا، دلائل دینا، چبھتی نگاہوں کو برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیا آپ لوگوں میں اتنی ہمت ہے کہ آپ لوگ پورے وثوق کے ساتھ اپنی بات وہاں کہہ سکیں؟"

کوئی جواب نہیں تھا۔ بخت استہزایہ مسکرایا۔

"آپ لوگوں میں میرے سامنے کھڑے ہو کر کچھ بولنے کی ہمت نہیں ہے اور آپ لوگ عدالت میں کھڑے ہونے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ انٹر سٹنگ۔"

طلبا کا سر جھک گیا تھا۔

"چلیں کوئی بات نہیں۔ آج ہمارا پہلا سیشن تھا۔ آہستہ آہستہ سیکھ جاؤ گے سب۔"

بخت بتا رہا تھا اور طلبا سن رہے تھے۔

"کل سے ہم سلیبس شروع کریں گے۔ پھر ایک گھنٹہ پریکٹس کریں گے۔"

oooooooooooooooooo

وہ باہر آئی تو بخت اسے سامنے کسی سے بات کرتا ہوا نظر آیا۔ اس نے نظر انداز کر کے گزرنا چاہا جب اس کی پکار پر رک گئی۔

"ایکسکیوز می۔"

وہ واپس مڑی۔

"جی؟"

"میرے خیال سے آپ گلفام کی کزن ہیں۔ رائٹ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں جی۔"

وہ اس کے مختصر سے جواب پر مسکرایا تھا۔

"آپ کو کوئی کام تھا؟" وہ اب ایسے بات کر رہی تھی جیسے ایک اسٹوڈنٹ اپنے ٹیچر سے۔

"نہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

"اوکے۔ میں چلتی ہوں۔"

وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی تھی۔ بخت کی نظریں اسے دور تک دیکھتی رہیں۔

oooooooooooooo

رات گہری ہو چکی تھی۔ ہر جانب سناٹا تھا۔ آسمان پر بادل گہرے ہو چکے تھے۔ ایسے میں ایک اسٹور روم نما کمرہ دکھائی دے رہا تھا۔ جس کے اندر جاؤ تو گھپ اندھیرا تھا۔ تبھی ایک آدمی نے آگے بڑھ کر بلب جلایا۔ کمرے میں ایک نقطے پر بلب روشن ہوا تھا۔ روشنی میں ایک وجود واضح ہوا۔

وہ ایک لڑکی تھی جسے کرسی کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ آنکھوں پر بھی پٹی تھی۔

"کھولو مجھے۔ کون ہو تم لوگ؟" وہ چلا رہی تھی۔ تبھی وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ کرسی پر ذرا سا جھکا۔

"کون ہو تم؟"

سوال پر ایمان کو غصہ آیا تھا۔

"اگر تم مجھے جانتے نہیں ہو تو پھر قید کیوں کیا ہے؟"

"کیونکہ تم.... شہرام جہانگیر کو جانتی ہو۔ کیسے جانتی ہو اسے؟"

سوال نے ایمان کو چونکایا تھا۔

"تمہارا اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اپنے کام سے کام رکھو۔"

وہ درشتی سے کہتی جازم کو غصہ دلا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ جب تک تم منہ نہیں کھولو گی۔ یہیں بند رہو گی۔" وہ کہہ کر جانے لگا۔

"میری آنکھیں کھولو۔مجھے درد ہو رہا ہے۔"وہ چلا کر بولی تھی۔جازم نے رک کر اسے دیکھا۔

"مجھے اس کی آواز نا آئے۔"

سختی سے کہہ کر وہ جا چکا تھا۔پاس کھڑے آدمی نے جازم کی بات سمجھتے ہوئے ایمان کے منہ پر پٹی باندھ دی۔وہ پھر بھی چلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"چپ کر جا لڑکی۔کیوں اپنی جان کی دشمن بنی بیٹھی ہے۔"

وہ آدمی بیزاریت سے بولا تھا۔لیکن ایمان کہاں سن رہی تھی اس کی۔

اس کے مسلسل چلانے سے کانوں میں درد اٹھ رہا تھا۔تبھی اس آدمی نے آگے بڑھ کر ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا۔اور ساری آوازیں بند ہو گئیں۔وہ کرسی سمیت دائیں جانب کو نیچے گری تھی۔وہ بے ہوش نہیں ہوئی تھی لیکن اس کا دل اذیت میں تھا۔

آج اس کی دنیا لٹی تھی اور آج ہی اسے ہر چیز سے دور کر دیا گیا تھا۔

دوسری جانب وہ باہر آیا تو جلیس اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"کہو۔ تمہیں کونسی مصیبت پڑ گئی ہے۔"وہ صوفے پر بیٹھتا سگار جلا چکا تھا۔

"سر تھانیدار کو شاید مجھ پر شک ہو گیا ہے۔ بندے چھوڑے ہوئے ہیں اس نے مجھ پر۔"

جازم فوراً سیدھا ہوا تھا۔

"تو تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ تمہارا ایک بیوقوفی میں اٹھایا قدم میرے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ کیا تم جانتے نہیں ہو؟"وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

"نبیل کی لاش کو اس کے گھر پہنچا دیا تھا میں نے سر۔ یہ بتانے آیا تھا۔"

"احسان ہے تمہارا۔"وہ بیزاریت سے بولا تھا۔

"وہ... میں پوچھنا چاہتا تھا کہ جب میں نے نبیل کی لاش کو وہاں دیکھا تو اس کے ساتھ کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ جبکہ آپ اپنا ہتھیار ہمیشہ وہیں چھوڑ جاتے ہیں جہاں قتل....۔"

"اپنی حد میں رہو، جلیس۔"وہ سرد مہری سے بولا تھا۔"جو بات میں نہیں بتاتا، اسے مجھ سے مت پوچھا کرو۔ جاؤ اب یہاں سے۔"

"جی سر۔"وہ سر کو خم دیتا وہاں سے جانے لگا۔

"سنو۔"جازم کے روکنے پر رک گیا۔

"جی سر۔"

"پتا کرواؤ،وہ جو دوسرا وکیل گلفام شاہ کے ساتھ ہوتا تھا،وہ اس لڑکی سے ملنے کیوں آیا تھا۔"

"ٹھیک سر۔"

وہ جا چکا تھا۔جازم پیچھے ٹیک لگا گیا۔جسم میں عجیب سی بے چینی اتر رہی تھی۔

گناہ کا راستہ اتنا آسان بھی نہیں ہوتا جتنا نظر آرہا ہوتا ہے۔گناہ صرف کرنے کی حد تک لذت دیتا ہے لیکن اس کے بعد روح میں بیزاریت سی بھر جاتی ہے۔انسان کا اندر باہر بے سکون ہو جاتا ہے۔

وہ کسی نے کہا تھا نا کہ ہر لذت کی انتہا بیزاری ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

oooooooooooooooo

یہ گزرتے دنوں میں سے ایک دن کی بات ہے جب بخت شاہ خاندان میں نیلم سے ملنے آیا تھا۔ لیکن نیلم نے ملنے سے منع کر دیا تھا۔ وہ شام تک کسی آس امید میں گھر کے باہر چکر کاٹتا رہا تھا کہ شاید اب غصے کی دیوی کو ترس آجائے۔ لیکن یہ ناممکن رہا اور وہ لوٹ گیا۔ لیکن وہ مایوس ہو کر نہیں گیا تھا۔ کیونکہ یہ طے تھا کہ وہ نیلم کا دل اپنی جانب سے صاف کر کے ہی رہے گا۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات ہے۔ وجدان اور گلفام شام کی نماز پڑھ کر گھر واپس آرہے تھے۔ وجدان گیٹ پار کر کے اندر جا چکے تھے جبکہ گلفام ایک جگہ رک گیا تھا۔ اسے سڑک کنارے دو فقیر بیٹھے نظر آئے۔ وہ چونکا تھا۔ پھر اس نے نظروں کا زاویہ پھیر کر سامنے دکان پر دیکھا۔ وہ نیا لڑکا تو وہیں پر تھا۔ پھر اس نے ساتھ والے گھر کی جانب دیکھا۔ وہاں نیا کرائے دار تار سے کپڑے اتار رہا تھا۔ گلفام نے واپس ان فقیروں کو دیکھا۔ وہ دونوں فقیر پہلے کبھی نہیں دکھے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا مطلب.....یہ فقیروں والا حلیہ اپنائے دو لوگ اس کے بھیجے ہوئے بندے ہیں۔"وہ تھوڑا سا الجھا تھا۔

"یہیں ہوں گے۔ہاں پکا یہی ہیں وہ دونوں۔"وہ دل میں کہتا اندر چلا گیا۔

لیکن ایک الجھن سی اس کے اندر اتر گئی تھی۔

oooooooooooooooooooo

"کچھ دنوں سے ایمان ڈھابے پر نہیں آ رہی۔وہ ٹھیک تو ہے نا؟"

ایک عمر رسیدہ خاتون نے توے پر پراٹھا ڈالتے ہوئے ایک جوان لڑکی سے پوچھا جو پاس کھڑی آملیٹ بنا رہی تھی۔

"میرا اس کے گھر جانا نہیں ہوا۔آج شام کو جاؤں گی۔"

"ویسے تو بتائے بغیر چھٹی نہیں کرتی۔آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے اسے۔حیرت ہے۔"

بزرگ عورت کے کہنے پر وہ لڑکی بھی ذرا حیران ہوئی تھی۔

لیکن اس سے اگلے دن ایمان کی گمشدگی کی خبر سارے میں پھیل گئی تھی۔

"آپ نے پولیس میں کیوں نہیں بتایا کہ ایمان کئی دنوں سے لاپتا ہے؟"

وہ ایمان کی دوست تھی تحمینہ۔ جو ایمان کی امی کے پاس بیٹھی پوچھ رہی تھی۔

"کیا بتاتی..... کہ بیٹی غائب ہے۔ تاکہ ہماری رہی سہی عزت کا جنازہ بھی نکل جاتا۔" وہ منہ کے آگے کپڑا رکھے رو رہی تھیں۔ "اس کا باپ اتنے دنوں سے سر اٹھا کر باہر جا رہا تھا لیکن آج صبح سے وہ باہر نہیں نکلا۔"

"چاچی وہ اغواء بھی تو ہو سکتی ہے۔ کیا ضروری ہے کہ جو آپ سوچ رہی ہیں...۔"

"ہماری کسی کے ساتھ کیا دشمنی تھی تحمینہ۔ جو یوں کوئی اسے اٹھا کر لے جائے گا۔ اپنی مرضی سے گئی ہو گی منحوس ماری۔" تحمینہ کو دکھ ہوا تھا۔ یعنی اگر لڑکی پر ظلم ہو رہا ہے تو اس میں بھی اسی کا قصور ہو گا۔

دوسری جانب وہ منحوس ماری زمین پر اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی۔اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔شاید اسے مارا گیا تھا۔اس پر نظر رکھے آدمی کے اندر کئی دفعہ حوس نے سر اٹھایا تھا لیکن پھر جازم کی تنبیہہ یاد آجاتی تھی۔اس کی سرد آنکھیں جان نکالنے کے لیے کافی تھیں۔

"اگر تم نے...اس لڑکی پر گندی نگاہ ڈالی تو میں تمہاری آنکھیں نوچ لوں گا۔"

وہ بولتا ہی اس انداز سے تھا کہ سامنے والا اس کا منع کیا ہوا کام کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

"ہونہہ۔"

اس آدمی نے حقارت سے جازم کا چہرہ یاد کیا تھا۔

پولیس نے بہت ڈھونڈا تھا لیکن وہ کہیں نہیں ملی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر اغوا ہوئی ہوتی تو اب تک مل جاتی۔ چہروں پر سیاہی مل کر گئی ہے بد بخت۔" وہ ایمان کا باپ تھا جس کے چہرے پر جھڑیاں پڑنے لگی تھیں۔

"پولیس کو کہہ کہ مت ڈھونڈیں۔ اگر ہم زندہ بچ گئے ہیں تو جی لینے دے ہمیں چار دن۔ ایف آئی آر واپس لے۔"

وہ کہہ کر کمرے میں گھس گئے تھے جبکہ ایمان کی امی منہ کے آگے کپڑا رکھے روئے جا رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooo

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز تھا۔ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنپٹی مسلتا وہ ڈسٹرب لگ رہا تھا۔ جبھی میمونہ دروازہ دھکیلتی اندر چلی آئی۔ اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھے۔

"تم نے سب کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھایا؟ ماں پریشان ہو رہی تھیں۔" صوفے کے سامنے رکھی میز پر اس نے ٹرے رکھ دیا۔

"سب تو تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے دس افراد رہتے ہوں اس گھر میں۔" وہ آہستہ مگر تلخی سے بولا تھا۔ میمونہ اسی کے پاس چلی آئی۔

"ہاں تو کر لو نا شادی۔ پھر شائد گھر کے افراد بڑھ جائیں۔" وہ شرارتی انداز میں بولی تھی۔

"شادی؟ گنتی کے تین لوگ تھے ہم اس گھر میں۔ اب تمہاری بھی شادی ہو جائے گی۔" وہ اداسی سے بولا تھا۔

"کیا تم مجھے یاد کرو گے؟"

میمونہ نے نچلا لب دبا کر پوچھا۔ یاسر نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"ضرور کروں گا۔ اگر تم ہر دوسرے دن اپنے شوہر سے لڑ کر نا آئی تو۔" میمونہ نے اسے یوں دیکھا جیسے کچا چبا جائے گی۔ جبکہ یاسر کے لبوں پر شریر مسکراہٹ ابھری تھی۔

"بد تمیز انسان۔"

"بہت شکریہ۔"

وہ کچھ دیر چپ رہی۔

"ویسے اس لڑکی سے بات ہوئی تمہاری؟" پھر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کس لڑکی سے؟" یاسر نے سوالیہ ابرو اٹھائے۔

"وہی... جس کی تصویر دکھا رہے تھے اس دن۔"

میرال کے ذکر پر یاسر کا دل جیسے بھاری ہو گیا تھا۔

"تم نے کیا کرنا ہے؟"

"لو۔ میں نے کیا کرنا ہے۔ ظاہر ہے، بات آگے بڑھے گی تو بات شادی تک جائے گی نا۔"

"میرا اور اس کا بریک اپ ہو گیا ہے۔ اب جاؤ یہاں سے۔" وہ ایک دم برف کی طرح سرد ہو گیا تھا۔ میمونہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"بریک اپ؟اس لئے اسلام نے حرام کے تعلقات کو ناپسند فرمایا ہے۔ کبھی محبتیں بن رہی ہیں کبھی ختم ہو رہی ہیں۔ کبھی پیچ اپ اور کبھی بریک اپ۔ آج کل کی جنریشن کے یہی چونچلے ختم نہیں ہوتے۔"یاسر نے اکتا کر اسے دیکھا۔

"پلیز میمونہ۔ میں کسی لیکچر کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں۔ سکون چاہتا ہوں بس۔"اس نے بے بسی سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔ میمونہ نے اس حالت کی دیکھا۔

اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ بات وہ نہیں ہے جو وہ بتا رہا ہے۔ معاملہ کچھ اور ہے۔

oooooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا،شادی کے دن قریب آتے جا رہے تھے۔ صفر کا مہینہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا اور ایسے میں شادی کی ضروری شاپنگ بھی کی جا رہی تھی۔ گلفام نے جازم کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا تھا۔

بالآخر وہ دن بھی آ ہی گیا تھا۔ مہندی کے فنکشن پر تو وہ نہیں آسکا لیکن آج وہ بلیک شیروانی پہنے شیشے کے سامنے کھڑا اپنے بال سنوار رہا تھا۔ تبھی سامنے رکھا موبائل بج اٹھا۔ جازم نے

نگاہیں جھکا کر اسکرین کو دیکھا جس پر شاہ صاحب لکھا آرہا تھا۔ لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ آ کر رکی۔ اس نے کال ریسیو کر کے موبائل اسپیکر پر ڈال دیا۔

"جی شاہ صاحب۔"

وہ اپنی فائنل لک دیکھ رہا تھا۔ کیا تم دیکھنا چاہتے ہو وہ سیاہ شیروانی میں کیسا لگ رہا تھا۔ وہ بالکل اس وقت کوئی شہزادہ لگ رہا تھا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔ سفید رنگ آج نکھرا نکھرا تھا۔ فرنچ طرز کی داڑھی، لبوں پر جاندار سی مسکراہٹ۔

اس کا حسن آنکھوں کو چندھیا رہا تھا۔

"شادی پر آنے کا کیا پروگرام ہے؟"

دوسری جانب مصروف سی آواز سنائی دی تھی۔

"دادی جان کتنی دفعہ پوچھ چکی ہیں کہ جازم آئے گا یا نہیں؟"

گلفام نے بالکل دادی والے انداز میں پوچھا تھا۔ جازم ہنس دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی جی۔ بس تھوڑا سا آفس کا کام نبٹا لوں۔ پھر نکل رہا ہوں۔"

وہ سادگی سے بولا تھا۔

"اوکے جی۔ لازمی آئیے گا۔"

وہ فون بند کر چکا تھا۔

جازم نے سیاہ اسکرین کو دلچسپی سے دیکھا۔

"اگر دولہا ہی نہیں ہو گا تو شادی کیسے ہو گی۔"

وہ آئینے میں دیکھ کر مسکرایا تھا۔ تبھی دروازہ کھول کر شہوات اندر آئی۔

"بابا میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

وہ سیاہ گاؤن میں بغیر میک اپ کے، ہلکی سی پنک لپ اسٹک لگائے گول گول گھوم کر اپنے بابا کو دکھا رہی تھی۔

جازم اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گھمایا۔

"بالکل پریوں کی ملکہ لگ رہی ہے میری پرنسز۔"

باپ کے اس تبصرے پر وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔ پھر جازم اس کے سامنے ذرا سا جھکا اور اس کا ہاتھ تھام کر اس پر اپنے لب رکھے۔

وہ جو کسی کے سامنے نہیں جھکتا تھا۔ اپنی بیٹی کے سامنے جھکا ہوا تھا۔

شہوات نے اس کے سیٹ کیے ہوئے بالوں کو چھیڑا تو سامنے سے خراب ہو گئے۔ جازم نے اس کی ناک چٹکی میں بھری، پھر اس کے گال کو چوما۔

"کر دیئے نا بابا کے بال خراب۔"

وہ جازم کی بات پر بڑے پیارے انداز میں ہنسی تھی۔

oooooooooooooooo

شہوات گاڑی میں بیٹھ چکی تھی جبکہ وہ ابھی تک کمرے میں تھا۔

تبھی دروازہ کھول کر خلیل اندر آیا۔

Clubb of Quality Content

"ہاں کہو۔ کیا خبر ہے؟"

"سر واصف کا کیس کوئی وکیل نہیں لے رہا اور دو دن بعد کورٹ میں سنوائی ہے۔"

وہ کسی خبر نامے کی طرح بولا تھا۔ جازم کی آنکھوں میں چمک واضح ہوئی تھی۔ آج وہ ہر طرح سے جان لیوا بنا ہوا تھا۔

"گڈ۔ کچھ بھی ہو۔ وہ باہر نہیں آنا چاہیے۔"

"جی سر... ایسا ہی ہو گا۔"

"ہمممم۔ جا سکتے ہو۔"

"سر ایک.... بری خبر ہے۔" خلیل اس کا آفس کا بندہ تھا جو آفس سے متعلق خبریں اسے دیتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر بھروسے کی بات کرو تو وہ جازم کو کسی پر بھی نہیں تھا۔یہ سب اسے دھوکہ نہیں دے سکتے تھے کیونکہ سب کی گردنیں جازم کے انگوٹھے کے نیچے تھیں۔ذرا سی گڑبڑ پر وہ دبا بھی سکتا تھا۔

"کیسی خبر؟"وہ چونکا تھا۔

"سر جب کل میں آفس کی پچھلے کچھ دنوں کی فوٹیج دیکھ رہا تھا تو تیس جولائی کا فوٹیج غائب تھا۔"

اب کے جازم کی ساری مسکراہٹیں،آنکھوں کی چمک غائب ہو گئی تھی۔

"کیا مطلب اس بات کا؟"وہ ایک قدم اس کی جانب بڑھا۔وہ تیس پینتیس سال کا مرد ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوا۔

"سر فوٹیج بحال کروائی جا چکی ہے۔"الفاظ ڈر ڈر کر نکل رہے تھے۔

"کچھ ملا اس میں سے؟"

"ج...جی۔"

"کیا؟"

"سر ایک لڑکا....ہڈی پہنے آفس میں آیا تھا۔"جازم کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھرے تھے۔

"وہ آپ کے آفس میں گیا تھا۔وہاں اس نے آپ کا لیپ ٹاپ کھولنے کی کوشش کی تھی۔"

"اور یہ ساری بکواس تم مجھے اب بتا رہے ہو؟"جازم اس کی گردن دبوچ کر اسے دیوار سے لگا چکا تھا۔

"سر....وہ...وہ آج ہی...آج ہی فوٹیج بحال ہوئی ہے۔"وہ اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔

"ساری فوٹیج مجھے ابھی کہ ابھی ای میل کرو اور یہ بات ابھی تم کسی سے نہیں کرو گے۔ سمجھ آ گئی میری بات؟"

خلیل نے تیزی سے سر ہلایا۔

"دفعہ ہو جاؤ اب۔" جازم نے اسے گردن سے پکڑ کر دور دھکیلا تو وہ نیچے جا گرا۔ پھر تیزی سے اٹھا اور باہر بھاگا۔ جازم کا موڈ اچھا خاصا خراب ہو چکا تھا۔

"ایک دفعہ... ایک دفعہ آج کا دن گزر جائے بس۔ دیکھ لوں گا میں اس جاسوس کو بھی۔"

وہ غصے سے موبائل اٹھاتا باہر نکل گیا تھا۔

oooooooooooooo

دوسری جانب وہ تھا جس کی آج شادی تھی۔ پارلر میں قد آور آئینے کے سامنے خود کو دیکھتا برہان شیرازی۔ سنہری آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ سلور رنگ کی شیروانی پہنے، بائیں کلائی پر گھڑی باندھے وہ آج نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہا تھا۔ وہ جانے کے لیے تیار تھا۔

اور اس کی دلہن اپنے کمرے میں بیٹھی اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے لہو رنگ کا دلہنوں والا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ وہ سرخ کپڑے کم ہی پہنتی تھی۔ اور تیار بھی مشکل سے ہی ہوتی تھی۔ تبھی تو آج اس پر بے حد روپ آیا تھا۔ آنکھوں میں لینز لگائے ہوئے تھے جس کا شیڈ گولڈن لگ رہا تھا۔ جو لہنگے کے بارڈر کے ساتھ میچ کر رہا تھا۔ دوپٹے کو سر پر سیٹ کر رکھا تھا۔

آج آیت وجدان کے سامنے ہر کسی کا حسن ماند لگ رہا تھا۔

مہر ماہ سفید گاؤن میں ملبوس آیت کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بھی پیاری لگ رہی تھی۔ اس نے اور گلفام نے میچنگ کی تھی۔ گلفام نے کلف لگے کرتا پاجامہ پر بھورے رنگ کی شال اوڑھ رکھی تھی۔

اور گلفام صاحب تو پھر حسن میں ہر اک کو مات دیتے تھے۔

گھر جگ مگ کر رہا تھا۔ لائٹوں اور پھولوں سے سجا گھر ہر جانب رونق بکھیرے ہوئے تھے۔ مہمان آ رہے تھے۔

خواتین کے لیے گھر میں انتظام کیا ہوا تھا جبکہ مرد حضرات دو منٹ کے فاصلے پر بنے میرج حال میں تھے۔

آج ہر جانب خوشیاں بکھری ہوئی تھیں۔

لیکن پھر بھی کہیں کچھ کمی تھی۔ جاننا چاہتے ہو کیا کمی تھی؟ آؤ تمہیں آیت کے کمرے میں لے چلوں جہاں اب وہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں فوٹو فریم تھا جس میں زارا کی مسکراتی تصویر نظر آ رہی تھی۔

"کبھی کبھی میں سوچتی ہوں آیت، کہ جس دن تم دلہن بنو گی۔ اس دن کیا قیامت مچے گی۔"

کہیں سے برسوں پرانا زارا کا جملہ اس کی سماعت سے ٹکرایا۔

"تم جتنی حسین ہو، میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمہارے نصیب اس سے بھی زیادہ حسین کر دے۔" وہ اسے دعائیں دے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے تمہارے لیے ہمیشہ سے برہان پرفیکٹ لگا ہے۔ برہان جیسا کوئی نہیں۔" اور اسے یاد تھا اس بات پر وہ زارا اسے کتنی خفا ہوئی تھی۔

اس کی آنکھوں میں درد سا بھرنے لگا تھا۔ تبھی نیلم دروازہ کھول کر اندر آئیں۔ نیوی بلیو رنگ کے سادہ سے سوٹ میں، دوپٹا سر پر رکھے، کندھے پر ایک جانب اسی رنگ کی شال ان کی شخصیت کو نکھار رہی تھی۔

"یہ کیا آیت۔ رو کیوں رہی ہو؟" نیلم اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھ گئیں۔

"امی... زارا آپی۔" اس نے زارا کی تصویر ماں کے سامنے کی۔ چند لمحے تو وہ بھی سن ہو گئیں۔ پھر فریم لے کر ایک طرف رکھ دیا۔

"وہ یقیناً آج تمہارے لیے بہت خوش ہو گی، آیت۔ ایسے مت رو۔ کہیں اسے تکلیف نا ہو۔"

نیلم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"یقین نہیں آتا امی کہ وہ.... وہ ہمارے درمیان نہیں رہیں۔"

آنسو اس کے چہرے پر پھسلے تھے۔

"بس تم یہیں رو رو کر اپنا مسکارا خراب کر لینا۔ میں مہر ماہ کو بھیجتی ہوں تمہارے پاس۔" وہ سختی سے کہہ کر اٹھ گئی تھیں۔ یہ تو باہر آ کر پتا چلا تھا کہ وہ سختی سے نہیں ضبط سے کہہ کر اٹھی تھیں۔ باہر آ کر انہوں نے چند گہرے گہرے سانس لیے۔

"یا اللہ۔ میری بچی کے نصیب اچھے کرنا۔ اور زارا.... زارا کے درجات بلند کرنا۔" سامنے سیڑھیوں سے اترتے وجدان کی نظریں نیلم پر گئیں۔ اُنہوں نے بھی سفید کلف لگا سوٹ پہنا ہوا تھا اور شال مفلر کی طرح گردن میں ڈالی ہوئی تھی۔ وہ بھی بہت وجیہہ لگ رہے تھے۔

"نیلم۔" وہ نیلم کے پاس آ کر رکے۔ نیلم نے گیلی پلکوں سے اپنے شوہر کو دیکھا اور پھر ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

"وجدان۔ میں کہاں سے لاؤں اتنا حوصلہ جو مجھے میری بیٹی کی رخصتی پر رونے نا دے۔"

"تو رونا ہی کیوں ہے۔ دعا کرو اس کے لیے۔" وہ بمشکل مسکرائے تھے۔

"کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ اپنے جگر کا ٹکڑا کسی کو دینا آسان نہیں ہوتا، وجدان۔" وہ باقاعدہ رو رہی تھیں۔

"غیروں میں تھوڑی جا رہی ہے۔ اپنے ہی تو ہیں۔ اور پھر دور بھی نہیں۔" نیلم نے کندھے سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"چاہے ایک ہی گھر کیوں نا ہو، وجدان۔ جب بیٹی کا نکاح ہو جائے تو سارے حق بدل جاتے ہیں۔ بیٹی ایک ہی گھر میں رہ کر بھی پرائی لگنے لگتی ہے۔"

وجدان نے نیلم کا بازو تھاما۔

"لیکن یہ دستور ہے۔ یہ رسم ازل سے چلتی آرہی ہے۔ بیٹی تو بادشاہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے۔ بیٹی تو میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی رخصت کی تھی۔" آخر میں ان کی اپنی آواز کانپی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اللہ میری بیٹی کو علی جیسا شوہر بھی دے۔"

"برہان بہت اچھا لڑکا ہے۔"

"اللہ اس کی اچھائیوں کو قائم رکھے۔"

وجدان آخر میں مسکرا دیئے تھے۔

"آمین۔"

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا سوچ رہی ہو؟"

زرمین ٹیرس پر کھڑی برہان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ دولہا بن کر کیسا لگتا ہے۔ وہ کسی اور کو دولہا بن کر کیسا لگے گا۔ جبھی پیچھے سے نوفل چلا آیا۔

"انتظار۔" اس کے ابرو اچھنبے سے اکھٹے ہوئے۔

"کس کا انتظار؟"

"اس کے لوٹ آنے کا انتظار۔"

نوفل نے گہرا سانس لیا۔

"تم بھول کیوں نہیں جاتی اسے؟ آج وہ ہمیشہ کے لیے تم سے دور جا رہا ہے۔" نوفل اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔

"دور جا رہا ہے نا۔ یہ کافی نہیں ہے؟ کہ اب بھول بھی جاؤں اور دیکھنا بھی چھوڑ دوں۔" اس کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں۔ دل میں کچھ جل رہا تھا۔ یہی حال نوفل کا تھا لیکن وہ کسے بتاتا۔

"یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

جواباً وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

"میں نے کبھی سوچا نہیں تھا بھائی۔ کہ میں جسے چاہوں گی، اس سے دستبردار ہونا پڑے گا۔"

"کبھی کبھی محبت ایسی ہی قربانیاں مانگتی ہے۔ ان میں سے سب سے تکلیف دہ دستبرداری ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ خود کملا سا گیا تھا۔

"جسے رو رو کر دعاؤں میں مانگا تھا، اب اسے رو رو کر بھولنے کی دعا کرنی ہو گی۔ واؤ۔"

نوفل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر اس کا کندھا پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا۔

"تم بہتر کی مستحق ہے۔"

وہ زخمی سا مسکرا دی تھی۔

بھلا محبت کو کیا لگے بہتر اور کم تر سے۔ اور برہان..... کوئی چراغ لے کر بھی نکلتا تو اس جیسا لڑکا نا ملتا۔

Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

"تم خوش ہو نا؟" داداجان آیت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سوال پر آیت نے اثبات میں سر ہلایا۔

"برہان بہت اچھا ہے۔ وہ تمہیں خوش رکھے گا۔"

"جانتی ہوں داداجان۔ وہ بہت اچھا ہے۔"

داداجان نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تمہیں اتنی جلدی خود سے الگ کرنا پڑ جائے گا۔ تم میری نازوں سے پالی بچی ہو۔" داداجان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ آیت کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔

"بہت یاد آئے گی تمہاری۔"

"حالانکہ میں ہر وقت گھر میں رونق میلا نہیں لگائے رکھتی تھی۔ حالانکہ میں بور نگ تھی۔"

آیت کے یوں کہنے پر وہ دونوں ہنس دیئے۔

"تم لوگوں کے لیے بور نگ ہو سکتی ہو۔ لیکن داداکی جان میں جان تمہیں ہی دیکھ کر آتی ہے۔ تمہیں رونق میلے لگانے کے لیے ہر وقت چہکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری موجودگی ہی میرے لیے کافی ہے۔"

آیت کا اپنا دل جیسے مٹھی میں جھکڑا جا رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد داداجان اٹھ کر باہر آ گئے تھے۔ تبھی آیت کے موبائل پر میسج آیا۔ اس نے اٹھا کر سامنے کیا تو دھنگ رہ گئی۔

"شادی مبارک ہو۔"

وہ میسج جازم کی جانب سے تھا۔ اس وقت آیت وجدان کا دل خاک ہوا تھا۔ کوئی اس سے پوچھے تو سہی کہ وہ اس وقت اپنی محبت سے دور ہو جانے پر کس کرب سے گزر رہی ہے۔ کوئی نہیں تھا۔

کوئی نہیں تھا آیت کے پاس جسے وہ بتا سکتی۔

یہی ہوتا آیا تھا اور یہ ہوا تھا۔ ایک اور محبت گھر کی عزت کی نظر ہو گئی تھی۔ اس نے موبائل ایک جانب رکھ دیا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ کھڑکی کے قریب چلی آئی۔ کمرے میں گھٹن سی بڑھ گئی تھی۔ ارادہ اس کا کھڑکی کھول کر اس حبس کو کم کرنا تھا لیکن نیچے لان میں گلفام کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے شخص نے اسے نمک کا مجسمہ بنا دیا تھا۔ وہ کئی لمحات اسے دیکھتی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کتنا حسین لگ رہا تھا۔ کیا یہ زیادتی نہیں تھی کہ وہ دل میں کسی اور کو بسائے بیٹھی تھی اور اس کی زندگی میں کسی اور کو داخل کیا جا رہا تھا۔ آیت نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔ ابھی اس کے پاس حق تھا۔ ابھی وہ برہان کے نکاح میں نہیں گئی تھی۔ آج وہ جی بھر کر آخری دفعہ اسے دیکھ لینا چاہتی تھی۔ دل خاک ہو رہا تھا اور آنکھیں بنجر۔ وہ بس اسے دیکھتی جا رہی تھی۔

ایک دفعہ تو دل نے چاہا کہ کھڑکی کے پٹ کھول دے۔ تاکہ وہ بھی اسے دیکھ لے۔ لیکن نہیں..... حق تو اسی کا تھا جس کے لیے وہ تیار ہوئی تھی۔ آج اپنی تیاری پر وہ کسی غیر کی نظر نہیں پڑنے دے گی۔ یہ ہی طے ہوا تھا۔

اور خود....

ضمیر نے سوال اٹھایا۔

کیا خود کسی غیر کو دیکھتی رہو گی۔ کسی نامحرم کو؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک لمحے میں ضمیر نے سوال کیا تھا اور دوسرے لمحے میں آیت رخ موڑ گئی تھی۔

"میرے حال پر اپنا رحم کر دے یا اللہ۔ میرا دل اسی جانب موڑ دے جو آج میری زندگی کا حصّہ بننے جا رہا ہے۔"

وہ بے بسی سے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔ وجود چھلنی ہو رہا تھا۔

جب کبھی خود کو یہ سمجھاؤں کہ تو میرا نہیں

مجھ میں کوئی چیخ اٹھتا ہے، نہیں، ایسا نہیں

oooooooooooooooo

"تم یہاں کیوں آ گئے ہو، وجدان۔ ہال میں سب تمہارا پوچھ رہے ہیں؟" داداجان لاؤنج میں آئے تو وجدان کو بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتے دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے؟" داداجان کو بھی پریشانی ہوئی تھی۔

"دس بج رہے ہیں ابو جان۔ بارات نہیں آئی ابھی تک۔" نیلم فکر مندی سے بولی تھیں۔

"حلیمہ کو فون کیا تم لوگوں نے؟ کب تک نکلیں گے وہ لوگ؟"

"ابھی میری اسی سے بات ہوئی ہے بابا جان۔ وہ کہہ رہی ہے برہان کا نمبر بند جا رہا ہے۔" وجدان موبائل اسکرین کو دیکھتے ہوئے بولے تھے۔

"بابا سب ٹھیک ہے نا؟ بارات نہیں آئی ابھی تک؟" گلفام لاؤنج کے دروازے سے اندر آیا تھا۔

"برہان کا کچھ اتا پتا نہیں چل رہا۔ بارات تو نکلنے کے لیے تیار ہے۔"

"کیا مطلب برہان کا اتا پتا۔ وہ پارلر میں تھا نا۔ وہیں سے آنا تھا اس نے۔"

"فی الحال تو برہان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔"

"آپ لوگ کوشش کرتے رہیں۔ میں جاتا ہوں پھوپھو کی طرف۔ وہاں سے نوفل کو ساتھ لے کر پتا کرتا ہوں۔" گلفام کہہ کر جا چکا تھا۔

"میرا دل ہول رہا ہے۔پتا نہیں کیا ہو گا۔"نیلم دل پر ہاتھ رکھتی صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔

"چاچو بارات کب آئے گی۔ مولوی صاحب بار بار پوچھ رہے ہیں؟"ان کے ہمسائے میں سے کسی نے وجدان کو فون کیا تھا۔

"مولوی صاحب کو کہو، کچھ دیر انتظار کریں۔"

"یا اللہ سب ٹھیک ہو۔ برہان ٹھیک ہو بس۔"نیلم کی پریشان آوازیں لاونج میں گونج رہی تھیں۔

"اللہ خیر کرے گا۔پانی پیو تم۔"دادی جان نے پانی کا گلاس ان کے لبوں سے لگایا۔

oooooooooooo

"وہ اس شادی کے لیے دل سے راضی نہیں تھا۔ مجھے لگ رہا ہے کہ برہان نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی ہے۔"

حلیمہ اور ادیب اپنے کمرے میں الگ پریشان تھے۔

"اگر وہ نہیں مان رہا تھا تو کیا ضرورت تھی زبردستی کرنے کی۔ جوان اولاد ہے۔ نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔" ادیب پریشانی بھرے غصے سے بولے تھے۔

"گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے۔ بھائی صاحب نے نو بجے کا وقت دیا تھا اور اب دس بج رہے ہیں۔ کیا منہ دکھاؤں میں سب کو۔"

"یہ تو پہلے سوچنا چاہئے تھا۔ شادی سے لڑکیاں بھاگتی سنی تھیں، آج لڑکا ہی بھاگ گیا۔" حلیمہ بیڈ پر بیٹھی ہول رہی تھیں۔ قریب تھا کہ وہ چکرا کر گر ہی جاتیں۔

"آپ تو ایسی باتیں مت کریں۔ پہلے ہی پریشان ہوں میں۔"

ادیب نے حلیمہ کو دیکھا۔ ان کی حالت قابلِ ترس تھی۔ ادیب فوراً سے اٹھے اور پانی سے بھرا گلاس اٹھا کر ان کے لبوں سے لگایا۔

"حوصلہ کرو بیگم۔ دعا کرو وہ ٹھیک ہو۔ جیسا ہم سوچ رہے ہیں، وہ نا ہو۔" حلیمہ نے گھونٹ گھونٹ پانی اندر اتارا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کیا منہ دکھاؤں گی بھائی صاحب کو۔"

اب وہ باقاعدہ رو رہی تھیں۔

"اگر یہی تماشہ لگانا تھا تو اتنے مہمان بلانے کی کیا ضرورت تھی؟"باہر لاؤنج میں کاشفہ اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔شائستہ بھی وہیں تھیں۔

"بیٹی کے لچھن تو تھے ہی خراب۔آج بیٹے کا بھی پتا چل گیا۔"دادی کہاں پیچھے رہنے والی تھیں۔

"خدا کا خوف کریں آپ دونوں۔گھر میں پہلے ہی پریشانی چھائی ہوئی ہے۔اور آپ دونوں....۔"

"ہاں بھئی ہم ہی خوف کریں۔باقی سارے موج کریں۔"کاشفہ آنکھیں گھما کر حقارت سے بولی تھیں۔

"گئے ہیں نوفل اور گلفام۔پتا چل جائے گا۔"

شائستہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔

"اس کو بس بھائی بھاوج کی ہی پرواہ ہے۔" دادی جان نے سر جھٹک کر کہا تھا۔

oooooooooooooo

نیلم تو ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھ چکی تھیں۔ کچھ دیر پہلے ہی گلفام کا فون آیا تھا۔ پارلر والوں سے پتا چلا تھا کہ وہ نو بجے وہاں سے نکل گیا تھا۔ اور اب گیارہ بج رہے تھے۔ ایک گھنٹے سے نوفل اور گلفام اسے ڈھونڈ رہے تھے اور وہ تھا کہ مل کہ ہی نہیں دے رہا تھا۔

ادھر آیت تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی بیزار ہو رہی تھی۔ سوٹ بہت بھاری تھا۔ تبھی مہر ماہ اندر چلی آئی۔

"کچھ پتا چلا بھابھی۔ کہاں ہے وہ۔" اس کے آتے ہی بے چینی سے پوچھا۔

"نہیں... اس کا تو پتا نہیں چلا۔ لیکن....۔"

"لیکن کیا۔ یہ مت کہیے گا کہ خاندان میں عزت بچانے کے لیے کسی لڑکے کو قربانی کا بکرا بنانے لگے ہیں۔"

اس نے قدرے اکتا کر کہا تھا۔

"بالکل.....یہی ہونے جارہا ہے۔" آیت کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

oooooooooooo

"باباجان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔اس کی ایک بیٹی ہے۔ میں نہیں مان رہی اس بات کے لیے۔" نیلم تو داداجان کی بات پر تپ ہی گئی تھیں۔خاندان میں عزت بچانے کے لیے دادا جان نے جازم اور آیت کے نکاح کی بات کی تھی۔

"باہر لوگ ہیں، نیلم۔ جو بارات کا انتظار کر کر کے اکتا گئے ہیں۔ مولوی صاحب بھی سخت غصہ ہیں۔ لوگ واپس جانا چاہ رہے ہیں۔ کیا بھوکا بھیج دوں؟" داداجان آرام سے مگر تلخی سے بولے تھے۔

"آپ ایسا کریں۔ مہمانوں کو کھانا کھلا کر بھیج دیں۔ لیکن آیت اور جازم..... نہیں بابا جان۔"

"اپنی بیوی کو سمجھاؤ، وجدان۔ یہ حالات کی نزاکت کو نہیں سمجھ رہی۔ یہ اندر ہے، باہر بار بار ہم جا رہے ہیں۔ لوگوں کی تیر بھری نظریں اندر تک چھلنی کر رہی ہیں۔" ان کے لہجے میں کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔

"آپ کو برہان کی فکر کرنے کے بجائے، اپنی عزت کی پڑی ہے۔" دادی جان کہاں پیچھے رہی تھیں۔ داداجان تو ان دو عورتوں کو دیکھ کر رہ گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری بات سنو، نیلم۔" وجدان نے نیلم کے ہاتھ تھام کر اُنہیں متوجہ کیا۔ "ہماری بیٹی نے ہمارے حکم پر سر تسلیم خم کر دیا۔ جبکہ وہ جازم میں دلچسپی رکھتی تھی۔ اگر ہمارا پسند کیا ہوا لڑکا نہیں آیا تو کیا ہم اتنے بے حس ہو جائیں کہ اسے کسی غیر کے گلے باندھ دیں لیکن اس کا پسندیدہ مرد نا دیں۔" وہ نیلم کے قدموں میں بیٹھے ان کے ہاتھ پکڑے رسان سے بولے تھے۔ نیلم کے چہرے پر آنسو پھسلنے لگے۔

"وہ اپنے حصے کی قربانی دے چکی ہے۔اب اسے اس کا اجر ملنا چاہیے۔"

نیلم نے آہستگی سے اپنے ہاتھ وجدان کے ہاتھ سے نکال لیے تھے۔

"کیا بھائی کے بغیر رخصتی کریں گے؟"پہلے تو وہ چونکے، پھر مسکرا دیئے۔

"وہ نا جانے کب آئے۔نکما فون بھی گھر چھوڑ گیا ہے۔جب آئے گا تو میں اسے سمجھادوں گا۔"نیلم مسکرا بھی نہیں سکیں۔

"جاؤ مہر ماہ بیٹے۔آیت کو نکاح کے متعلق بتا کر آؤ۔"وجدان کے حکم پر وہ سر ہلاتی اندر چلی گئی تھی۔

Clubb of Quality Content

"آپ کو لگتا ہے وہ سن کر خوش ہو گی؟وہ برہان کے لیے پریشان ہے،وجدان۔"

نیلم نے آخری کوشش کی تھی۔

"ایک دفعہ مہمان چلے جائیں۔پھر ہم یہ معاملہ دیکھتے ہیں۔"

اب کے وہ چپ رہی تھیں۔

oooooooooooooooooo

"بھابھی۔ بھابھی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ برہان کہاں ہیں؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟"

آیت واقعی ہی پریشان تھی۔۔

"انشاللہ وہ ٹھیک ہی ہو گا۔ لیکن آیت، ابھی یہی طے ہوا ہے اور نکاح کے بعد رخصتی ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب رخصتی۔ کیا میں رک نہیں سکتی اس گھر میں۔" اسے دکھ پر دکھ ہی مل رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے جو کہا گیا میں نے بتا دیا۔ اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔"

مہر ماہ نے مسکرا کر اس کے چہرے کو چھوا۔ جبکہ وہ مسکرا بھی نہیں سکی۔

دوسری جانب دادا جان نے ہی جازم سے بات کی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم دونوں اک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔اس لیے کسی بھی قسم کا ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"دادا نے عام سے لہجے میں کہا تو وہ زیر لب مسکرا دیا۔ شہوات بھی پاس ہی کھڑی تھی۔جازم نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور پھر مڑ کر شہوات کو دیکھا۔

وہ اداس تھی۔

"پریشان نہیں ہو بابا کی پرنسز۔دوسری ممی بہت اچھی ہیں۔"اس نے مسکرا کر اس کے گالوں کو باری باری چوما۔وہ سر ہلا گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

"آیت بنت وجدان شاہ کیا آپ کو جازم ولد انیس مرزا باعوض حق مہر پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے؟"

کمرے میں مولوی صاحب کے علاوہ بس گھر والے ہی تھے۔آیت کا چہرہ بڑی چادر کے ساتھ ڈھکا ہوا تھا۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"جی قبول ہے۔"

سب کے چہروں پر سکون اترا تھا۔ تین دفعہ پوچھنے کے بعد اب نکاح نامے پر سائن کرنے تھے۔ سائن کرتے آیت کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وجدان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دلاسہ دیا۔ نیلم بنا آواز کے رو رہی تھیں۔

آخر بیٹی رخصت کرنا کوئی آسان بات تھوڑی ہے۔ داداجان نکاح خواں کو باہر لے گئے تھے۔

وجدان نے آیت کو اپنے ساتھ لگایا تو دل سینہ چیر کر باہر آنے کو مچلا۔

"اگر یہ اللہ کا حکم نا ہوتا نا تو میں کسی کو تمہیں دیکھنے کی بھی اجازت نا دیتا، آیت۔"

وہ رو رہے تھے۔

وجدان رو رہے تھے۔

ان کے رونے میں اک تڑپ سی تھی۔ یہی تڑپ آیت کے اندر تھی۔

دوسری جانب ہال میں اب جازم کا نکاح پڑھایا جا رہا تھا۔ وجدان بھی وہیں آ گئے تھے۔

"جازم ولد انیس مرزا کیا آپ کو آیت بنت وجدان شاہ باعوض حق مہر پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت اپنی زوجیت میں قبول ہے؟"

"جی قبول ہے۔"

وہ ایک لمحے کی دیری کے بغیر بولا تھا۔

ہر جانب مبارکوں کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ کچھ لوگ سوال اٹھا رہے تھے اور کچھ لوگوں نے کھانا ملنے پر شکر ادا کیا تھا۔ لیکن کسی نے وجدان سے آ کر نہیں پوچھا کہ اچانک سے دولہا کیسے بدل گیا۔ سب نے کھایا پیا، مبارک دی اور گھروں کو نکل گئے۔

oooooooooooooooooo

"اگر رخصتی کچھ دن بعد رکھ لیتے تو کیا برا تھا۔" نیلم نم آنکھوں سے اپنے شوہر سے شکوہ کر رہی تھیں۔

"ویسے بھی تو آج ہی کرنی تھی۔ تو پھر کیا مسلہ ہے؟" وجدان تھکے تھکے سے بولے تھے۔

"اس کا بھائی بھی نہیں آیا ابھی۔ وہ آئے گا تو غصہ کرے گا۔"

"وہ جب آئے گا تو میں بات کر لوں گا۔ ویسے بھی اس کی رخصتی اس کے سگے باپ کے سائے میں ہو رہی ہے۔ کوئی مسلہ نہیں ہونا چاہیے۔" وہ اتنے ختمی انداز میں بولے کہ نیلم کچھ بول ہی نہیں پائیں۔

"ہماری نازوں پلی بچی کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہوئی تو پھر یاد رکھنا بیٹا۔ میرے ہاتھ ہوں گے اور تمہارا گریبان۔" دوسری جانب باہر داداجان جازم کو نرم سی تنبیہہ کر رہے تھے جس پر وہ ہنس دیا۔

"آپ فکر نہیں کریں۔ آیت میری ذمہ داری ہے۔ اور میں اپنی ذمہ داریوں سے پیچھے نہیں ہٹتا۔" وہ یقین دلانے والے انداز میں بولا تھا۔ داداجان مسکرا دیئے۔

"اللہ تم دونوں کے رشتے میں برکت ڈالے۔" جواباً وہ مسکرا دیا۔

"بہت شکریہ۔" رخصتی کے وقت وہ باری باری سب سے ملی تھی اور اس لمحے اسے گلفام کی شدت سے یاد آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی کو کہیے گا کہ بہن نے وقت رخصت بہت یاد کیا اسے۔"

وہ نم لہجے میں کہتی اپنی ماں سے لپٹ گئی تھی۔ نیلم کچھ نہیں بولیں۔

"اللہ تمہیں خوش و آباد رکھے میری بچی۔" دادی جان نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے دعا دی تھی۔

"اگر تمہیں یہ ذرا سی بھی تکلیف دے تو ایک فون کرنا۔ تمہارا دادا پوری فوج لے کر آجائے گا۔" داداجان کی بات پر سب ہنس دیئے تھے۔

"اگر میری بیٹی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے کچھ مت کہنا، جازم۔ پیار سے سمجھانا اور اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا۔ اسے ہرٹ مت کرنا۔" وجدان آیت کو سینے سے لگائے جازم کو کہہ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ باندھے سر کو خم دیا۔

"انشاللہ ایسا ہی ہو گا۔" وہ مسکرایا تھا۔

"بہت یاد آئے گی تمہاری۔ جتنا وقت بھی ہمارا ساتھ میں گزرا۔ وہ بہت قیمتی ہے میرے لیے۔مُجھے کہنے دو کہ تم ایک اچھی نند تھیں۔"

مہر ماہ بھی اس سے ملتے ہوئے روئی تھی۔

پھر وجدان اس کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لگائے گاڑی تک لے گئے۔ جازم نے آگے بڑھ کر فرنٹ ڈور کھول دیا۔ وجدان کے سہارے سے وہ گاڑی کے اندر بیٹھ گئی۔ شہوات بھی پیچھے بیٹھ گئی تھی۔ پھر جازم باری باری سب سے ملا۔

"اس کے ساتھ رحم دل بن کر رہنا۔ وہ سخت لہجوں پر ٹوٹ جاتی ہے۔ اسے ٹوٹنے مت دینا۔" ناجانے کیوں وجدان کا دل پریشان ہو رہا تھا۔ شاید باپ کا دل تھا۔

"آپ فکر نہیں کریں۔ آیت کو میری وجہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔"

اک یقین دہانی تھی جو جازم نے کروائی تھی۔ اک یقین تھا جو شاہ خاندان کے کسی افراد کے دل میں نہیں اترا تھا۔

شاید الہام تھا جو ماں باپ کو ہوا تھا۔

گاڑی آہستہ آہستہ شاہ خاندان سے دور جا رہی تھی۔ آیت نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ سب وہیں کھڑے تھے۔ نیلم باقاعدہ رو رہیں تھیں۔ وجدان نے انہیں اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ گجرات واپس نہیں گئے تھے بلکہ اس اپارٹمنٹ میں آئے تھے جو گلفام نے شہوات اور عالیہ کو دیا تھا۔ دروازہ عالیہ نے ہی کھولا تھا۔ اور وہ جازم کے ساتھ دلہن دیکھ کر چونکی تھیں لیکن پوچھا کچھ نہیں۔ وہ ابھی تک یہی سمجھ رہی تھیں کہ گلفام کی بہن جازم کے ساتھ بھاگ کر آئی ہے۔ لیکن پھر شہوات نے اسے بتایا کہ آیت کا دولہا نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے بابا کی شادی آیت سے ہو گئی۔

لیکن عالیہ کو سو فیصد یقین تھا کہ دولہا آیا نہیں بلکہ اسے آنے ہی نہیں دیا گیا۔

دوسری جانب وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ خوش ہو یا پریشان۔ عجیب سی کیفیت ہوئی پڑی تھی۔ تبھی دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔ لبوں پر دلکش

مسکراہٹ تھی۔ وہ قدم قدم چلتا اس تک آیا۔ آیت اسے دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔ شاید وہ شرما گئی تھی۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔ آیت نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور جازم وہیں کہیں کھو گیا۔

"تم نے کہا تھا کہ میں اپنی بات سے پیچھے نا ہٹوں۔ دیکھ لو، میں اپنی بات پر قائم رہا۔" کچھ دیر بعد وہ بولا۔

"جی نہیں۔ آپ شادی کرنے نہیں، شادی اٹینڈ کرنے آئے تھے۔ وہ تو بس....." وہ رکی۔ چونک کر جازم کو دیکھا۔ "کیا آپ نے برہان کو اغواہ کروادیا۔" اس نے صدمے سے جازم کو دیکھا۔ جبکہ اس کے لبوں کی مسکراہٹ برقرار رہی۔

"اندازے بہت غلط لگاتی ہو۔" جازم نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ وہ گرم تھے۔

"پھر؟"

"دراصل..... برہان نے مجھے کہا تھا کہ..... وہ شادی پر نہیں آئے گا۔" آیت کو جھٹکا سا لگا تھا۔ "اس نے کہا کہ وہ.... ہم دونوں کے درمیان نہیں آنا چاہتا۔ وہ زبردستی کا رشتہ نہیں

بنانا چاہتا....اس نے مجھ سے....ریکوئسٹ کی تھی کہ میں....شادی پر لازمی آؤں۔ ورنہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ اس کی بات پر تو آیت کو یقین آ گیا تھا لیکن برہان کی حرکت نے اسے دکھ دیا تھا۔ وہ جازم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے لگی جب وہ انہیں سختی سے جھکڑ گیا۔

"ہرگز نہیں۔ کم از کم میں تمہارا ہاتھ نہیں چھوڑ سکتا۔" اس کے یوں کہنے پر وہ مسکرا دی تھی۔

"تھینک یو۔" وہ نم آنکھوں سے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فار واٹ؟"

"فار ایوری تھنگ۔"

دونوں ہنس دیئے تھے۔ پھر جازم بیڈ پر اس کے قریب آ کر بیٹھا اور اس کا کندھا پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"ہم دونوں ساتھ خوش رہیں گے۔ جو محبت میں تمہیں دے سکتا ہوں،وہ دنیا کا کوئی مرد نہیں دے سکتا۔"اس کے سر کو چومتے ہوئے بولا تو وہ تشکر سے مسکرا دی۔ وہ باتیں کر رہے تھے اور کھڑکی کے پار آسمان پر چھائے بادل سنجیدگی سے آیت کو دیکھ رہے تھے۔

oooooooooooooooooo

وہ رات کو نا جانے کب لوٹا تھا لیکن اس کے آنے تک کوئی سویا نہیں تھا۔ سب ہال میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

"کہاں جا سکتا ہے وہ۔ اتنا ڈھونڈنے کے بعد بھی وہ تم لوگوں کو نہیں ملا۔"

وجدان نے فکر مندی سے گلفام کو دیکھا۔

"پتا نہیں بابا۔ اس کی گاڑی بیچ سڑک پر ملی ہے۔ لیکن وہ نہیں ملا۔"وہ تھکا ہوا لگتا تھا۔ صوفے کے ساتھ پیچھے ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا۔

"پولیس کو انوالو کروا اپنے ساتھ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب چپ تھے سوائے ان دونوں باپ بیٹے کے۔

"طلحہٰ کی ٹیم ڈھونڈ رہی ہے اسے۔ پاتال میں بھی ہوا تھا ڈھونڈ لائیں گے۔"

"آخر کوئی اسے اغواہ کیوں کرے گا؟ اس کی تو کسی کے ساتھ دشمنی بھی نہیں تھی۔" اب کے نیلم بولی تھیں۔

"پتا چل جائے گا امی۔ آپ بتائیں آیت ٹھیک ہے۔ پریشان تو ہوئی ہو گی۔ میں مل کر آتا ہوں اسے۔" وہ اٹھ کر جانے لگا۔

"گلفام۔" داداجان نے اسے روکا تو وہ رک گیا۔

"ہم نے آیت اور جازم کا نکاح کر دیا ہے اور وہ رخصت ہو کر اس کے ساتھ چلی گئی ہے۔" داداجان نے سچ بتانے کو ہی اہم جانا تھا۔ جبکہ گلفام کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"کیسے کر سکتے ہیں آپ سب لوگ یہ۔ آپ نے.... آپ لوگوں نے میرا انتظار نہیں کیا۔ میری بہن.... کسی انجان آدمی کے ساتھ رخصت کر دی۔" وہ پھٹ پڑا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آرام سے بات کرو، گلفام۔" نیلم نے اسے ڈپٹا۔ "جازم اچھا لڑکا ہے۔"

"امی وہ مشکوک لڑکا ہے۔" بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا تھا اور شاہ خاندان کو گویا سانپ سونگھ گیا ہو۔ گلفام نے اپنے لب دانتوں تلے دبائے۔

"میرا مطلب ہے کہ ہم جس کیس پر کام کر رہے ہیں، اس میں ہمیں ہر بڑا بزنس ٹائیکون فی الحال مشکوک لگ رہا ہے۔ شاید وہ ایسا نا ہو۔ اللہ کرے نا ہو۔" وہ صفائی دیتا بولا تھا۔ "لیکن آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ دکھ سے کہتا اپنے کمرے میں گھس گیا تھا۔

"یہ.... یہ کہہ رہا ہے کہ آیت کو اس آدمی سے خطرہ ہے؟" نیلم کا تو سانس ہی رک گیا تھا۔

"خطرہ نہیں کہا اس نے۔ مشکوک کہا ہے۔ سرچ آپریشن کے دوران ان لوگوں کو سب مشکوک ہی لگتے ہیں۔" وجدان نے صفائی دینی چاہی۔

"سمجھ نہیں آتا کہ یہ لڑکا وکیل ہے یا کسی خفیہ ادارے کا بندہ۔" داداجان نے تاسف سے سر ہلا کر بند دروازے کو دیکھا۔

oooooooooooooo

"اتنا غصہ کیوں آرہا ہے آپ کو۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔" مہر ماہ نے اسے کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا اس لیے وہ ذرا احتیاط سے بات کر رہی تھی۔ گلفام جو بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا سرخ پڑتی آنکھوں سے مہر ماہ کو دیکھا۔

"تم نہیں سمجھ سکتیں۔ میری انسکیورٹیز کوئی نہیں سمجھ سکتا۔" اس کے نرم سے لہجے پر اسے کچھ حوصلہ ہوا، تبھی اس کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے بازو کو تھاما۔

"آپ بتائیں گے تو میں سمجھ جاؤں گی۔" اس کے یوں کہنے پر گلفام نے اسے دیکھا۔ پھر لبوں پر مسکراہٹ امڈ آئی۔

"بتادوں گا۔ ابھی تھکا ہوا ہوں۔ آرام کروں گا۔" مہر ماہ نے سر ہلا کر اسے لیٹنے دیا۔

"ویسے چینج کر لیتے تو سکون سے سو جاتے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔ایسا کرو میرے کپڑے نکال دو۔ پھر میں بدل لیتا ہوں۔" گلفام کے کہنے پر وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔ جب وہ واپس آئی تو وہ سو چکا تھا۔ مہر ماہ اسے جگانے کے لیے آگے آئی لیکن پھر رک گئی۔اس نے گلفام کے چہرے کو دیکھا۔وہ تھکن زدہ تھا۔یوں پر سکون سوتا دیکھ مہر ماہ نے اسے اٹھانے کا ارادہ ترک کیا اور خود کپڑے بدلنے کے لیے ڈریسنگ روم میں واپس چلی گئی۔

oooooooooooooooo

یہ وہ وقت تھا جب دنیا دن کے بے آرام اوقات سے تھک ہار کر خود کو نرم بستر کے حوالے کر چکی تھی۔

ہاں بالکل۔۔۔۔۔یہ وہی وقت تھا جب لوگ گناہ کرتے پائے جاتے ہیں۔اور یہی تھا وہ وقت جب لوگ دنیا سے دور،دنیا کی تھکا دینے والی زندگی سے چور ہو کر اپنے کبیرہ و صغیرہ گناہوں کے ساتھ اس (اللہ سبحان و تعالیٰ) کی بارگاہِ میں حاضر ہوتے ہیں۔

یقیناً تم جاننا چاہتے ہو کہ برہان کہاں ہے۔اور برہان نے یہ سب کیوں کیا۔برہان آیت کو دھوکہ کیسے دے سکتا ہے جبکہ وہ اس سے محبت کا دعویدار تھا،اس کا سب سے اچھا دوست۔

تو یاد رکھو کہ مرد اور عورت کی دوستی کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

یہ جملہ سکھانے کے لئے تھا،اصل میں ہمارا برہان آپ کو تھوڑا آگے جا کر نظر آئے گا۔

اگر تم آسمان پر نظر اٹھا کر دیکھو تو وہاں سیاہ کالے بادل چھائے ہوئے کبھی بھی برسنے کو تیار تھے۔برسنے سے پہلے وہ گرج رہے تھے۔ان کی گرج اتنی شدید تھی کہ تمہارا دل یا تو دھڑکنا بھول جائے گا یا دھڑکن تیز ہو جائے گی۔لیکن تم رات کے اس پہر کبھی بھی اکیلے باہر نہیں نکلو گے۔اور اس جگہ پر تو کبھی نہیں آؤ گے جو تمہیں بجلی چمکنے کے دورانیے میں نظر آتی ہے لیکن پھر غائب ہو جاتی ہے۔

اور وہ کیا ہے؟

قبرستان۔

شہر خموشاں۔

جی بالکل ہمارا برہان یہیں پر ہے۔ اگر تم ہمت کر کے تھوڑا سا آگے بڑھو تو ایک ککری کے درخت کے ساتھ رسیوں میں جھکڑا ہوا برہان نظر آجائے گا۔ جس کی چیخیں اُس وقت فلک شگاف تھیں جب اسے یہاں باندھا گیا تھا لیکن اب خوف سے وہ بھی نہیں نکل رہی تھیں۔

اس کی حالت ابتر تھی۔ اس کی شیروانی اب اپنا اصلی رنگ کھو چکی تھی۔ کیڑے جسم پر جا بجا رینگ رہے تھے اور یہ رات.... یہ رات وہ اب اپنی ساری زندگی میں نہیں بھولے گا، اگر یہاں سے زندہ بچ کر گیا تو۔

"کوئی ہے۔ پلیز میری مدد کرو۔" وہ آوازیں دے دے کر تھک گیا تھا اور خوف ہر چیز پر حاوی تھا۔

تم تصور تو کرو کہ یوں آدھی رات ہو، قبرستان ہو اور تم اس میں کہیں باندھ دیئے گئے ہو۔

"یا اللہ میری مدد کر دیں پلیز۔" وہ رو رہا تھا۔ وہ بچوں کی طرح رو رہا تھا۔ زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ مچھر کے کاٹنے پر وہ ہارش تک نہیں کر پا رہا تھا۔ یہ تھی اس کی بے بسی کی انتہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات دھیرے دھیرے گزر رہی تھی اور برہان کے لیے ہر لمحہ قیامت تھا۔بار بار اس پر بیہوشی طاری ہو رہی تھی۔بار بار اس کی گردن لڑھک جاتی پھر کسی کیڑے کے کاٹنے پر وہ جاگ جاتا۔

ایک بار پھر بجلی چمکی اور بادل گرجا۔اس میں ہم نے دیکھا کہ برہان اب سمٹ کر بیٹھا ہوا تھا۔ساتھ ساتھ وہ رسی کھولنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔رسی اس کے بازوؤں کے گوشت کے اندر دھنس گئی تھی لیکن آزاد نہیں کر رہی تھی۔

"اللہ تمہیں غرق کرے جس نے میرے ساتھ یہ کیا ہے۔کوئی کھولو۔وہ....وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی۔وہ سارے پریشان ہوں گے۔کوئی کیوں نہیں سمجھ رہا۔"وہ ایک دفعہ پھر چلایا تھا۔

"خاموش۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور اس ایک غائبانہ آواز نے برہان کی رہی سہی ہمت بھی ختم کر دی تھی۔ اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ جان فنا ہوئی تھی۔ رنگ سفید پڑ گیا تھا۔ اور برہان.... ایک لمحے میں واپس بے ہوش ہو گیا تھا۔

رات بیت چکی تھی۔ ہر جانب فجر کی اذانیں گونجنے لگی تھیں۔ کہیں دور سے اس کے کانوں میں آواز پڑی تھی۔ فجر سے کچھ دیر پہلے ہی بارش شروع ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے ہوش آچکا تھا۔ خوف ابھی تک ختم نہیں ہوا تھا۔ لیکن وہ خاموشی سے اذان سننے لگا۔ اس آواز نے کسی حد تک اس کے خوف کو کم کر دیا تھا۔ اذان مکمل ہوئی تو وہ آنکھیں بند کئے خاموشی سے نماز پڑھنے لگا۔ وہ لب ہلا رہا تھا۔

نماز کی عادت ہو تو انسان ہر حال میں پڑھ ہی لیتا ہے۔ وہ بھی پڑھ رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھی۔

"یا اللہ۔ آج یہ قبول کر لیں۔ میں آج ٹھیک سے تیرے در پر حاضری نہیں دے سکا۔" وہ آنکھیں بند کیے پیچھے ٹیک لگا گیا تھا۔ اب کھینچا تانی کی ہمت ختم ہو گئی تھی۔ جسم پر کیڑے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب تک رینگ رہے تھے لیکن جب وہ ساری رات ان کے ساتھ گزار چکا تھا تو اب تھوڑا سا وقت اور سہی۔ کوئی تو آئے گا اس کی مدد کو۔ یہ اس کا یقین تھا۔ وہ ہر تکلیف کے بعد بھی اللہ سے دور نہیں ہوا تھا۔ اس سے بدتر رات کیا ہو گی جو آج برہان نے گزاری تھی لیکن پھر بھی وہ اللہ سے ناراض نہیں ہوا تھا۔

اللہ سے ناراض ہونا بنتا بھی نہیں۔

یہی ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی انسان ہمیں ہرٹ کرتا ہے تو ہم اللہ سے خفا ہو جاتے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے۔ پڑھیں تو پھر ایسے جیسے اس پر احسان کر رہے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہم اللہ کو انسانوں کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ اللہ تو رحمت والا ہے، معاف کرنے والا ہے۔ انسان سے ملی ہوئی تکلیف کو ہم اللہ کے پاس لے کر آتے ہیں تاکہ وہ بہتر فیصلہ کر سکے۔ لیکن زیادہ تر ہم بددل ہو جاتے ہیں۔ لوگوں سے بھی اور اللہ سے بھی۔

بس یہی کہنا ہے کہ کچھ بھی ہو جائے، اللہ کو نا چھوڑیں۔ دنیا کچھ بھی کہے، اللہ سے دور نا ہوں۔ اصل بربادی یہیں سے شروع ہوتی ہے۔

برہان وہی ہے جو آپ کو بتا رہا ہے کہ میرے اوپر یہ رات بھاری تھی۔ تکلیف دہ تھی۔ شاید آزمائش تھی لیکن میں اس سب کے باوجود اللہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

لیکن برہان نے اس انسان کو بھی معاف نہیں کیا تھا جس نے اس کے ساتھ یہ ظلم کیا تھا۔

برہان آپ کے لیے اس معاملے میں چھوٹی سی انسپریشن ہے۔

°°°°°°°°°°°°°°°

عموماً وہ فجر کی نماز پڑھ کر سو جاتی تھی لیکن آج وہ نہیں سوئی۔ اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ تبھی وہ کمرے کی کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی۔ باہر موسم ابر آلود تھا۔ بارش تو رک گئی تھی لیکن آثار ابھی بھی تھے۔ اس نے مڑ کر دنیا سے بے خبر سوئے جازم کو دیکھا، پھر وال کلاک کو جس پر ابھی صبح کے ساڑھے چار ہوئے تھے۔ وہ کھڑکیوں کو واپس بند کرتی آہستہ سے کمرے سے باہر نکل آئی۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ عالیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ پھر ہلکے سے دستک دی۔ کچھ لمحات بعد دروازہ کھل گیا تھا۔

"دلہن بیگم آپ۔اس وقت؟سب ٹھیک ہے؟"وہ تفکر سے پوچھ رہی تھیں۔آیت قدرے مسکرائی۔

"ہاں وہ... قرآن پڑھنا تھا مجھے۔کیا مل سکتا ہے؟"آیت نے ذرا جھجھک کر پوچھا۔

"جی جی ضرور۔میں لے کر آتی ہوں۔"وہ واپس گئیں اور قرآن مجید لے کر واپس آ گئیں۔

"یہ لیں۔"

"بہت شکریہ۔"آیت نے مسکرا وہ قرآن مجید تھام لیا اور کمرے میں لے آئی۔اس نے ایک نظر جازم کو دیکھا،پھر قرآن کھولنے لگی۔ناجانے کیوں دل بھاری سے ہو رہا تھا۔

اسے برہان سے ایسی توقع نہیں تھی لیکن چہروں پر تھوڑی لکھا ہوتا ہے کہ کون آپ کو دھوکہ دے گا اور کون نہیں۔

oooooooooooooooo

کوئی قبرستان کے اندر قدم رکھ چکا تھا۔ اور وہ جو بھی تھا اس کے لبوں پر درود تھا۔ وہ اونچی آواز میں پڑھ رہا تھا۔

برہان نے سوجھی آنکھوں کو بمشکل کھول کر دیکھا۔ وہ اپنے حلیے سے کوئی فقیر معلوم ہوتا تھا۔ برہان کے لب تشکر سے مسکرائے۔ اس نے بمشکل اونچی آواز میں سورہ رحمان کی وہ آیت پڑھی....

"اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔" آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

آواز پر اس فقیر کے قدم ساکت ہوئے۔

"اللہ ھو اکبر۔" اونچی آواز میں کہتے ہوئے اس نے اپنے ارد گرد دیکھا۔

"جزاک اللہ خیرا۔"

جواباً برہان نے اور اونچی آواز میں کہنے کی کوشش کی تھی۔ اب کے فقیر کی نظر برہان پر پڑ چکی تھی۔ وہ مسکرایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سبحان تیری قدرت۔" وہ اسے دیکھتا ہوا اس کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔ اس وقت برہان پر عجب سی کیفیت طاری تھی جو شاید کچھ دیر بعد نارہتی۔

"تم کون ہو نوجوان؟" وہ فقیر اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا رہا۔

"میں عبداللہ ہوں۔" جواب یہی آیا تھا۔

"میں بھی عبداللہ ہوں۔" فقیر کے جواب پر وہ کچھ دیر چپ رہا، پھر وہ دونوں ہنس دیئے۔

"کیا تمہارا قبر میں دل نہیں لگا جو باہر آ کر بیٹھ گئے؟" فقیر اب قدم اس کی جانب بڑھا چکا تھا۔ برہان مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابھی میرا قبر میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔" فقیر چونکا۔

"یہ مت کہنا کہ تمہیں اغواہ کر کے یہاں بے یارو مددگار چھوڑ دیا گیا ہے۔"

"بے یارو مددگار ہی چھوڑا تھا لیکن اللہ... عبداللہ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔" فقیر نے افسردہ مسکراہٹ سے اسے دیکھا، پھر خاموشی سے اس کی رسیاں کھولنے لگا۔

"یہ تمہارا یقین ہی ہے نوجوان کہ تم ایسی جگہ پر باندھے گئے ہو،جہاں میں ہر روز آتا ہوں۔ لیکن....."رسیاں کھل نہیں رہی تھیں،فقیر نے اپنے ارد گرد کچھ تلاشا۔ تبھی اسے پاس رکھا نوکیلا پتھر نظر آ گیا۔

"دیکھ تیرے لیے معجزے ہو رہے ہیں۔"فقیر نے پتھر اسے دکھایا تو وہ تاسف سے مسکرا دیا۔

"معجزے عام لوگوں کے لیے نہیں ہوتے،سائیں۔یہ تو اللہ کا احسان ہے مجھ پر۔ آپ اپنی ادھوری بات مکمل کریں۔"

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ میں روازنہ اتنی جلدی نہیں آتا۔ لیکن آج نا جانے دل کو کیا سوجھی کہ چلا آیا۔"رسی کھل چکی تھیں۔

"بہت شکریہ آپ کا۔"برہان نے بازو آگے کرنے چاہے تو تکلیف کی اک لہر اس کے پورے شریر میں دوڑ گئی۔۔

"آہ۔"وہ درد سے کراہا تھا۔

"زخم آچکے ہیں تیرے جسم پر۔ میرے ساتھ آ۔ مرہم لگادیتا ہوں۔" اور برہان کو جیسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔

"زخم تو میری رخ پر لگے ہیں،سائیں۔ میرا سینہ چیر کر دل نکال لیا گیا ہے۔" اب وہ رونے کو بے تاب تھا۔

"ایسا کیا ہوا ہے تیرے ساتھ؟ تو یہاں کیوں بندھا ہوا ہے؟"

"میری شادی تھی۔ میرا رقیب بھی تھا۔ میری دلہن.... وہ یقیناً میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ مجھے جانا ہو گا۔" کچھ دیر پہلے والا سکون ختم ہو چکا تھا۔ برہان نے اٹھنا چاہا تو گھٹنوں کے بل گر گیا۔

"تو چل بھی نہیں پا رہا۔" فقیر نے اسے اٹھنے میں مدد دی۔

"مجھے بس جانا ہے۔ آپ دعا کریں کہ سب ٹھیک ہو۔ میں آپ کا شُکریہ ادا کرنے ضرور آؤں گا۔" فقیر اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا، جو کہیں سے سوجھا ہوا تھا، کہیں سے سرخ تھا۔ ظلم تو ہوا تھا۔ برہان کے ساتھ ظلم ہوا تھا۔

اور ظالم کون تھا۔

وہی جو آپ سوچ رہے ہو۔

جازم مرزا۔

جس نے بڑے آرام سے اپنی بیوی سے جھوٹ بولا تھا۔

برہان لنگڑاتا ہوا وہاں سے جا رہا تھا اور فقیر دکھ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تیری دنیا لٹ چکی ہے نوجوان۔اب تیرا جانا فضول ہے۔اللہ تجھے صبر دے۔"

فقیر نے دل میں کہا اور اپنے کام کی جانب واپس آ گیا۔

اسے قبرستان کی صفائی کرنی تھی۔

oooooooooooo

"اٹھ گئیں تم؟"

وہ نیند سے بیدار ہوا تو آیت اسے اپنے پاس بیٹھی قرآن کی تلاوت کرتی نظر آئی۔

"جی۔" وہ بغیر کسی تاثرات کے جواب دیتی تلاوت میں مصروف رہی۔ جازم کچھ دیر تک اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ جب وہ تلاوت کر چکی تو اٹھ کر قرآن لیے باہر نکل گئی۔ وہ خاموشی سے اس کی حرکات دیکھتا رہا۔ وہ واپس آئی اور جازم کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔ جازم نے دیکھا تھا، وہ سفید دوپٹے کے ہالے میں اور بھی خوبصورت لگتی تھی۔

"مُجھے بھائی سے بات کرنی ہے۔" اس کی بات پر وہ قدرے مسکرایا۔

"اتنی صبح صبح؟ وہ سو رہا ہو گا ابھی۔"

"بھائی نہیں سوتے۔ وہ نماز اور قرآن کے بعد جاگنگ کے لیے نکل جاتے ہیں۔" وہ بغیر کسی تاثرات کے بول رہی تھی۔

"تمہیں کیا بات کرنی ہے اس سے۔"

"مُجھے برہان کے بارے میں پوچھنا ہے۔" جازم کے یوں دیکھنے پر اس نے ڈھیر سارا تھوک اندر نگلا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔اس نے جو کیا غلط کیا۔۔۔۔اور اب مجھے جواب چاہیے اس سے کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔اس لیے میں جاننا چاہتی ہوں کہ وہ واپس آ گیا یا نہیں۔"

"اس طرح تو تم دونوں کی دوستی خراب....۔"

"وہ ہو چکی ہے۔ آپ بس بھائی سے بات کروادیں۔ میرا موبائل گھر پر ہے۔"جازم نے ہار مانتے ہوئے اپنا موبائل اٹھایا اور آیت کو دے دیا۔

"پاسورڈ؟"آیت نے موبائل تھامتے ہوئے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"Erebus@928"

اس نے آیت کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بتایا۔ وہ اپنے دھیان میں پاسورڈ لگا کر واٹس ایپ پر آچکی تھی۔ وہ گلفام کا نام سرچ بار پر سرچ کرنے لگی لیکن اس نام کا کوئی بھی کانٹیکٹ سامنے نہیں آیا۔

"بھائی کو کس نام سے سیو کیا ہے؟" وہ الجھی ہوئی تھی۔

"شاہ صاحب کے نام سے۔" وہ پرسکون سا اسے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔ آیت نے سرچ کرتے ساتھ ہی کال ملا دی۔

کال جا رہی تھی لیکن کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ کچھ لمحے سرکے اور کال اٹھا لی گئی۔

"بھائی۔" سامنے والے کو موقع دیئے بغیر وہ فوراً بولی۔

"آیت۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ بھی پریشان سا بولا تھا۔

"جی... میں ٹھیک ہوں۔ آپ ٹھیک ہیں؟"

"تم نے صبح صبح فون کیوں کیا؟" اس کے سوال پر شاید اس نے توجہ نہیں دی۔

"آپ کی یاد آرہی تھی۔ میں کل آپ سے ملے بغیر ہی رخصت ہو گئی تھی۔"اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"کیا آپ ملنے آسکتے ہیں؟"

"تم رونا تو بند کرو۔ رو کیوں رہی ہو۔"

"کیونکہ میں آپ کو بہت زیادہ مس کر رہی ہوں۔"

"اوکے ٹھیک ہے آیت۔ میں آجاؤں گا۔ لیکن پہلے مجھے برہان کے سلسلے میں پھوپھو کے گھر جانا ہے۔"

Clubb of Quality Content

"برہان واپس آگیا کیا؟"

اس کے سوال پر گلفام چند لمحے چپ رہا۔

"ہاں.... نوفل کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ واپس آگیا ہے۔"

"اوکے۔"وہ کہہ کر فون بند کر چکی تھی۔ گلفام ہیلو ہیلو کرتا رہا۔

"ہم ناشتے کے بعد پھوپھو کے ہاں جائیں گے۔مُجھے ملنا ہے اس سے۔"

وہ کہہ کر جانے لگی۔

"کیا اس سے ملنا ضروری ہے؟"جازم نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔آیت نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"بہت ضروری ہے۔اور اگر آپ نہیں جائیں گے تو میں اکیلی چلی جاؤں گی۔"وہ خراب موڈ کے ساتھ کہتی باہر چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"شٹ۔"

وہ بے چین ہو چکا تھا۔

oooooooooooo

ناشتے کی میز پر سب موجود تھے۔ہلکی پھلکی باتیں بھی ہوتی رہی تھیں۔لیکن شہوات نے کھانے سے ہاتھ روک رکھا تھا۔

"میری پرنسز کھانا کیوں نہیں کھا رہی۔"جازم نے نوٹ کیا تھا۔ آیت نے بھی سر اٹھا کر اپنے مخالف بیٹھی شہوات کو دیکھا۔

"کیونکہ پرنسز کو بھوک نہیں ہے۔ پرنسز غصہ ہے۔"وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔ جازم اس کی حرکت پر مسکرا دیا۔ آیت یونہی اسے دیکھے گئی۔

"اور غصہ کیوں؟"جازم اب پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ رات کو پرنسز کے بابا اس سے ملنے نہیں آئے تھے۔"

"اووو۔ تو میری گڑیا اس بات پر خفا ہے۔"اب جازم اٹھ کر اس کے قریب آیا اور پنجوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا۔ آیت نے عدم دلچسپی سے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔ فی الحال وہ خود عجیب سی صورتحال سے گزر رہی تھی۔

"اب راضی کرنے کے لیے کیا کرنا ہو گا؟"وہ شہوات کا ہاتھ تھامے محبت سے اسے تک رہا تھا۔ عالیہ بھی بت بنی اسے دیکھے گئیں۔

کیا بھلا یہ انسان قاتل ہو سکتا تھا۔

کیا وہ کسی غلط فہمی کا شکار تھیں۔

اس انسان کو دیکھ کر لگتا تھا کہ محبت یہی ہے۔

اس کے سارے جذبے سچے ہیں۔

وہ بس خاموش تھیں۔باپ بیٹی کی محبت انہیں ہمیشہ سے ہی حیران کر دیتی تھی۔

"اب آپ کو مجھے آئس کریم کھلانی ہو گی اور سارا وقت میرے ساتھ گزارنا ہو گا۔"

وہ سر نیچے پھینک کر مسکرایا۔

"ایسا ہی ہو گا۔جو میری پرنسز کا حکم۔"اس نے گردن اکڑا کر آیت کو دیکھا۔جیسے کہہ رہی ہو تم میرے باپ کو مجھ سے دور نہیں کر سکتیں۔آیت اس کے یوں دیکھنے پر مسکرا دی۔

oooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شیرازی خاندان میں اس وقت فضا سوگوار تھی۔ پولیس کی جانب سے بھی کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ سب مہمان جا چکے تھے سوائے دونوں پھوپھو کے۔

ادیب ایک جانب بے حال بیٹھے ہوئے تھے۔ حلیمہ نیم بے ہوش تھیں۔ ان کے لبوں پر بس برہان کا ذکر تھا۔ میرال ان کے پاس بیٹھی ان کے ہاتھ پیر دبا رہی تھی۔

"میرا برہان۔ کوئی برہان کو لے آؤ۔ اسے کہو آ کر دیکھے۔۔۔۔۔ کیا حال ہے اس کی ماں کا اس کے بغیر۔" آنکھوں کے آنسو بھی سوکھ گئے تھے۔ شائستہ اور ان کے بچے بھی پریشان تھے۔ کاشفہ اور دادی کو بھی تھوڑی سی فکر لاحق ہوئی تھی۔ آخر کار ان کے بیٹے کا اکلوتا وارث تھا۔

تبھی کوئی لاونج کا دروازہ دھکیل کر اندر آیا تھا۔ سب کی گردنیں تیزی سے اس جانب اٹھیں۔

"برہان۔"

حلیمہ کی تو چیخ نکل گئی تھی۔ وہ بھاگتی ہوئیں اس تک آئیں۔

"برہان۔ کہاں تھے تم۔ تم ٹھیک ہو نا میرے بچے۔ تمہیں یہ زخم کیوں آئے ہیں۔" وہ اس کے زخموں پر ہاتھ پھیرتی پوچھتی جا رہی تھیں۔

"امی۔"

وہ بولا تو اس کا گلا کافی بیٹھا ہوا تھا۔

"امی آیت۔۔۔۔۔ آیت میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ چلیں امی۔۔۔۔ اسے لینے چلتے ہیں۔"

برہان نے ماں کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھنے لگا۔ لیکن قدم آگے نہیں بڑھا سکا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ حلیمہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلیں۔ ان کی آنکھوں میں رنج اترا تھا۔

"امی کیا ہو گیا ہے۔ آیت۔۔۔۔"

"آیت کا نکاح ہو گیا ہے بھائی۔"

میرال نے برہان کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔ جس کی آگ اس کے دل میں لگی تھی اور اس کا وجود خاک ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں دھواں سا بھرنے لگا۔

"بکواس۔۔۔۔۔ بکواس کر رہی ہو۔ بکواس بند کرواپنی۔"وہ آہستگی سے کہتا ایک دم چلایا تھا۔ آواز نہیں نکل رہی تھی لیکن کوشش وہ پوری کر رہا تھا۔ سب نے دکھ سے اسے دیکھا۔ وہ تو وہ برہان تھا ہی نہیں، جو کل رات کو پار لر گیا تھا۔ یہ کوئی اور تھا۔ یہ قبرستان والا کسی سحر میں جھکڑا برہان بھی نہیں تھا۔ یہ وہ برہان تھا جس نے پوری رات ویران اور خوفناک قبرستان میں گزاری تھی۔ جس نے ساری رات کیڑوں کا اپنے جسم پر رینگنا برداشت کیا تھا۔ وہ خوفزدہ برہان تھا اور اب پتھر بنا ہوا برہان۔

"تم نے اگر مزید کچھ کہا تو میں تمہاری جان....."جملہ اس کے منہ میں رہ گیا تھا جب ایک بھاری ہاتھ اس کے چہرے پر پڑا۔ وہ اس وقت اس حال میں تھا کہ ایک تھپڑ سے زمین پر ڈھے گیا۔ اس نے زخمی آنکھوں سے تھپڑ مارنے والے کو دیکھا۔ وہ اس کا باپ تھا۔

"ایک تو تم نامردوں کی طرح شادی سے بھاگ گئے اور اب بہن پر چلا رہے ہو۔ شرم نہیں آتی تمہیں؟"وہ اس سے زیادہ اونچا غرائے تھے۔ زرمین تو اس کی حالت پر تڑپ سی گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی۔اسے نوفل نے تھام رکھا تھا۔حلیمہ بھی منہ کے ہاتھ رکھے سسکیوں سے رو رہی تھیں۔

میرال نے ان کا بازو تھام رکھا تھا۔اور برہان تو ان کے سخت لہجے پر ساکت ہوا بیٹھا تھا۔

اس کے زخم کسی کو نظر نہیں آرہے تھے۔

"اگر کسی نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا،اس کی عزت پر آنچ نہیں آنے دی تو اب تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔"وہ غصے سے پھنکار رہے تھے۔

"ک.....کس نے۔۔۔۔۔کون ہے وہ۔"وہ بس یہی پوچھ پایا تھا۔

"جازم....جازم مرزا نام ہے اس کا بھائی۔"میرال اس کے پاس زمین پر بیٹھی تھی۔برہان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"بھائی آپ کو زخم آئے ہیں۔کیوں۔کیوں آئے ہیں۔"میرال اس کے چہرے پر آئے زخموں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھو رہی تھی۔

"تمہارا بھائی..... مر گیا ہے، میرا ل۔اب یہ ایک پتھر ہے۔دور رہو مجھ سے۔" برہان ٹوٹے لہجے میں کہہ کر تیزی سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔باقی سب حیرت سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"یہ۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ کیا ہوا ہے؟" حلیمہ تو خود جیسے سکتے میں چلی گئی تھیں۔

لاونج میں گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

کچھ دیر بعد گلفام بھی ملنے آیا تھا اس سے۔ناجانے ان دونوں کے درمیان کیا بات ہوئی تھی۔جو بھی بات ہوئی تھی گلفام نے کسی کو نہیں بتایا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

oooooooooooooooo

گاڑی گھر کے باہر آکر رکی تھی۔وہ گاڑی سے اتر کر گیٹ تک آئی اور پھر رک کر پیچھے دیکھا۔پھر واپس گاڑی تک آئی۔

"آپ اندر نہیں آئیں گے؟"اس نے اندر جھک کر جازم سے پوچھا۔وہ اس کے بے حد قریب تھی۔جازم نے اس کا چہرہ اتنے غور سے پہلی دفعہ دیکھا تھا۔اور یہ بھی کہ اس کی ٹھوڑی پر ہونٹوں تلے ایک تل تھا۔

"نہیں۔میں باہر ہی تمہارا انتظار کروں گا۔"وہ واپس اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔وہ مسکرا کر وہاں سے ہٹ گئی۔جازم نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔آیت گیٹ پار کر گئی تھی۔

جازم اب پر سکون تھا۔

دوسری جانب وہ اندر آئی تو سب لاونج میں ہی بیٹھے نظر آگئے تھے سوائے برہان کے۔

"آیت تم۔اتنی صبح صبح۔"حلیمہ پھوپھو اٹھ کر اس کے قریب چلی آئیں۔

"مجھے برہان سے ملنا ہے۔"اس نے ادھر ادھر کی بات کیے بغیر کام کی بات کہی تھی۔

"وہ....وہ کسی سے نہیں ملنا چاہتا۔وہ....۔"

"میں کسی نہیں..... آیت ہوں۔ میں آیت وجدان شاہ ہوں، پھوپھو۔ وہ مجھ سے ملنے سے انکار نہیں کر سکتا۔"

وہ کہہ کر اس کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

"اب تم یوں دندناتی ہوئی اس کے کمرے میں نہیں جا سکتیں لڑکی۔ شادی ہو چکی ہے تمہاری۔" دادی جان نے کٹیلے لہجے میں کہا تو وہ رک گئی۔

"میں اس سے بات کرنے جا رہی ہو۔ اس لیے بہتر ہو گا، آپ اپنے فضول اندازے بند کریں۔" اس وقت وہ لحاظ بھول چکی تھی۔ وہ کہہ کر واپس مڑی تو برہان کمرے کا دروازہ کھولتا نظر آیا۔ آیت نے رک کر اسے دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی ڈھیروں غصہ چڑھا تھا۔

"ہاں کہو۔ کیا بات کرنی ہے۔" اس کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔ آیت نے ضبط سے چند لمحے اسے دیکھا، پھر کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر وہ اس کے قریب پہنچ کر اسے ایک تھپڑ رسید کر چکی تھی۔ گھر کے تمام افراد شاکڈ سے اسے دیکھے گئے۔ خود برہان نے بھی تکلیف دہ تاثرات لیے اسے دیکھا۔

"تم ایک انتہائی کم ظرف مرد ہو، برہان۔ میں نے تم پر بھروسہ کیا اور تم نے میرا بھروسہ توڑ دیا۔ گھٹیا انسان۔" وہ برہان کا گریبان پکڑے اس سے سوال کر رہی تھی۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میری عزت کی حفاظت کرنا۔ تم ہی میری عزت روند کر چلے گئے۔"

برہان کا وجود پتھر کا ہو گیا تھا۔

"افسوس ہو رہا ہے مُجھے کہ تم میرے دوست تھے۔ میں نے تم سے ساری امیدیں وابستہ کر لیں۔ تم نے مجھے منہ کے بل گرا دیا، برہان۔ اور میں۔۔۔۔ آیت وجدان اپنی یہ تذلیل کبھی نہیں بھولوں گی یاد رکھنا۔" وہ اس کا گریبان جھٹک کر بولی تھی۔

"آج سے ہماری دوستی ختم۔ آج کے بعد میں تم سے صرف نفرت کروں گی۔ یاد رکھنا۔"

میرال کو اس وقت آیت میں اپنی پرانی جھلک نظر آئی تھی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس وقت اس نے سب کو کتنی تکلیف دی تھی۔ آیت اپنی بات کہہ رہی تھی لیکن وہ اپنا رویہ سخت کر چکی تھی۔ بس یہی فرق تھا۔ انا تو دونوں نے دکھائی تھی۔

"اب کبھی مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔نامرد کہیں کا۔"اس کی آنکھوں میں بار بار آنسو بھر رہے تھے جنہیں وہ بے رحمی سے صاف کر رہی تھی۔

تبھی برہان کے وجود میں حرکت ہوئی۔وہ آگے بڑھا اور آیت کے بازو کو تھاما۔آنکھیں سرد تھیں۔

آیت نے خوف سے اسے دیکھا۔یہ وہ برہان نہیں تھا۔

"تم نے کونسا انتظار کیا میرا۔کر لیا قبول تم نے کسی غیر کو۔زیادہ فرق نہیں ہے تم میں اور مجھ میں۔"اب آیت پتھر بنی تھی۔

"اور تم کیا دوستی ختم کرو گی۔میں خود تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔جاؤ یہاں سے۔"

برہان نے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔وہ گرتی گرتی بچی تھی۔آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"آئندہ یہاں مت آنا مس آیت وجدان شاہ۔میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہوں گا۔"

وہ اتنی سختی سے بولا تھا کہ آیت کو اپنا وجود بے جان ہوتا محسوس ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب کے برہان وہاں رکا بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے کمرے میں کہیں بند ہو گیا تھا۔ جبکہ آیت کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔ اس سے پہلے وہ گرتی، دو مظبوط بازوؤں نے اسے تھام لیا تھا۔

"آیت۔"

وہ جازم تھا۔ اس کا شوہر۔ اس کا محافظ۔ اس کو سنبھالنے والا۔

اس نے زخمی آنکھوں سے جازم کو دیکھا۔

جازم کے اندر پہلی دفعہ کوئی گلٹ ابھرا تھا۔ وہ قصوروار تھا آیت کی اس حالت کا۔

لیکن وہ اسے اتنی خوشیاں دے گا کہ اسے اپنے سارے غم بھول جائیں گے۔ یہی طے کیا تھا اس نے۔

آیت اس دنیا سے لاتعلقی اختیار کر چکی تھی۔ جازم اسے اپنے بازو میں اٹھائے گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا، جبکہ باقی سارا گھر سناٹے میں آیا ہوا تھا۔

وہاں کسی پلر کے ساتھ کھڑے نوفل نے کرب سے یہ منظر دیکھا تھا۔

oooooooooooooo

گلفام آیت سے ملنے آیا تھا۔اور وہ گلفام سے مل کر خوب روئی بھی تھی۔ان دونوں بہن بھائیوں کو فی الحال اکیلا چھوڑ دیا گیا تھا۔

"تمہیں.....برہان کے ساتھ اتنا سخت نہیں ہونا چاہئے تھا۔اسے تمہارے رویے نے ہرٹ کیا ہو گا۔" گلفام کے جملے پر اس نے گلفام کو سرخ آنکھوں سے دیکھا۔

"اور میرا کیا بھائی۔کیا مجھے تکلیف نہیں ہوئی تھی جب وہ وعدہ کر کے مکر گیا تھا۔اس وقت اس میں اور کوفہ والوں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آرہا۔"اس کا دل برہان کے معاملے میں سخت ہو گیا تھا۔اور یہ احساس گلفام کو بے حد تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔

"تمہیں اس کی بات سننی چاہیے تھی۔"

"اس نے مجھے ہاتھ پکڑ کر گھر سے نکال دیا۔بات کیسے سنتی؟"

"شروع کس نے کیا تھا؟"

آہ یہ وکیل۔ جب سچ بولنے پر آتے ہیں تو پھر کسی کا لحاظ نہیں رکھتے۔

"کیا آپ کی اس سے بات ہوئی ہے؟" آیت نے بھنویں اکٹھی کر کے اسے دیکھا۔

"میری اس سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ البتہ میرال کی کال ضرور آئی تھی۔"

"تو اس نے آپ کو سب بتا دیا؟"

"نہیں۔ اس نے مجھے فون تمہاری طبیعت کی بابت پوچھنے کے لئے کیا تھا۔ غالباً تم وہاں بے ہوش ہو گئی تھیں۔"

Clubb of Quality Content

"اس کے رویے نے مجھے اتنا ڈچ کیا کہ میرا خود پر کنٹرول نہیں رہا۔"

"اور تمہارے اپنے رویے کے بارے میں کیا خیال ہے۔" آیت نے تاسف سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ "اسے نامرد، کم ظرف، وعدوں سے مکرنے والا، اس سے دوستی کر کے پچھتانا جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کیا اسے تکلیف نہیں ہوئی ہو گی۔ کیا وہ ڈچ نہیں ہوا؟"

"بھائی آپ..... آپ میرے بجائے اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ شادی سے وہ غائب ہوا تھا، میں نہیں۔"

"کوئی حادثہ بھی تو ہو سکتا تھا، آیت۔"

"حادثہ ہوتا تو بتا دیتا۔ لیکن وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اپنا گناہ چھپا رہا ہے۔"

"کونسا گناہ، آیت۔"

"بس۔" آیت نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ "میں برہان نامے پر مزید بات نہیں کرنا چاہتی۔ اور آپ....۔" آیت نے سرد نگاہوں سے گلفام کو دیکھا۔

"آپ بھائی.... آپ اس مجرم کا اتنا ہی ساتھ دیں کہ کل کو جب میں میکے آؤں تو آپ مجھ سے نظریں ملانے کے قابل ہوں۔"

وہ اتنے ٹھنڈے لہجے میں بولی تھی کہ گلفام کچھ بولتے بولتے رک گیا۔ اس کے لب وا ہوئے اور ساتھ ہی بند۔

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

وہ کچھ دیر مزید بیٹھ کر چلا گیا تھا۔اس کے بعد شام کو آیت ہی اپنے گھر گئی تھی۔وہاں اس کے اور گلفام کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔البتہ گھر والوں کے ساتھ اس کا رویہ بہت اچھا تھا۔مہر ماہ سے بھی وہ خوش اخلاقی سے ملی تھی۔اس کے بعد وہ دونوں اجازت لے کر واپس آ گئے تھے اور اگلی صبح وہ گجرات کے لیے نکل گئے تھے۔

oooooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ پچھلی رات کی بات ہے۔ گندے سے کمرے میں وہ بکھرے حلیے کے ساتھ دیوار کے ساتھ سمٹی ہوئی تھی۔ہاتھ پیر کھلے ہوئے تھے۔بال بھی شانوں پہ بکھرے ہوئے تھے۔چہرے پر جابجا زخم تھے۔

اس کے سامنے ہی کرسی پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔چہرے پر خباثت لیے۔

"اگر تم ہمیں وہ معلومات دے دو جو تمہارے پاس ہیں، تو یقین کرو خود عزت سے چھوڑ کر آؤں گا تمہیں۔" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔ لیکن اس نرمی کے پیچھے کی حقیقت ایمان اچھے سے جان گئی تھی۔ وہ کچھ نہیں بولی۔

"تم کیوں اپنی جان کی دشمن بنی ہوئی ہو؟ حقیقت بتاؤ اور چین سے رہو۔" ایمان نے نظروں کا زاویہ پھیر کر اسے دیکھا۔

"چین؟ عزت؟ تم جیسے بغیرت لوگوں کے منہ سے یہ معتبر الفاظ اچھے نہیں لگتے۔" وہ خباثت سے ہنسا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور جو میری عزت اب میرے ماں باپ کی نظر میں ہے نا۔ اس کے بعد میں مرنا پسند کروں گی۔" اس کی آنکھوں میں درد تھا لیکن وہ اس درد کو سرد پن پر غالب نہیں آنے دے سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تم اپنی آخری بربادی کے لیے تیار رہو۔ اس کے بعد تمہارے پاس کچھ نہیں ہو گا زندہ رہنے کے لیے۔"

ایمان نے جواب نہیں دیا۔

"تم ایک اجنبی لڑکے کی خاطر اپنی عزت، اپنا وقار، اپنا کام دھندا، اپنے ماں باپ سب کھو رہی ہو۔ عاشق ہے تمہارا؟ کتنے میں خریدا ہے؟"

ایمان نے ضبط سے لبوں کو اک دوسرے میں پیوست کیا۔ اور پھر اس کے منہ پر تھوک دیا۔ وہ چہرہ ایک جانب کو کیے شاکڈ ہوا تھا۔

"یہ اوقات ہے تمہاری باتوں کی میرے سامنے۔"

اس نے آگے بڑھ کر ایک تھپڑ اسے جھڑ دیا۔ "یہ اوقات ہے تمہاری دھمکیوں کی میرے سامنے۔" وہ زخمی شیرنی بنی کھڑی تھی۔

سامنے بیٹھے آدمی کا ضبط جواب دے چکا تھا۔ اس نے اپنے پاس رکھا لوہے کا پائپ اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا۔ وہ تکلیف سے چلا کر ایک جانب کو گری تھی۔

"بے غیرت لڑکی۔ اپنی اوقات بھول رہی ہے۔ تو جانتی نہیں ہے کہ مالک شہر میں نہیں ہے۔ میں تیرے ساتھ وہ کروں گا کہ تو یاد رکھے گی۔" اپنی تذلیل ہضم نہیں ہو رہی تھی جبھی اس نے وہی لوہے کا پائپ اس کی پسلیوں پر دے مارا۔ وہ درد سے بلبلا اٹھی تھی۔

"یہی کر سکتے ہیں تم جیسے نامرد۔ نامرد ہو تم۔ نامرد ہو تم۔" وہ آخر میں درد سے چلا کر بولی تھی۔ وہ آدمی آگے بڑھا اور اپنا بھاری بوٹ اس کے پیٹ میں مارا۔ وہ چلائی تھی۔ آدمی نے یہ عمل جاری رکھا تھا یہاں تک کہ وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ لیکن اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حق کے راستے پر چلنا کتنا آسان ہوتا ہے، یہ آج ہم نے دیکھ لیا تھا۔

ایمان کو یاد تھا کہ شہرام نے جانے سے پہلے اسے کچھ بتایا تھا۔ کچھ ایسا جس سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔ اس بات نے ایمان کو حیران کیا تھا لیکن شہرام کی تنبیہہ تھی کہ راز امانت ہے۔ اور یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ ان دونوں کی امانت میں خیانت کرتی۔

اس امانت کو سنبھالنے کے چکر میں وہ بہت کچھ لوٹا چکی تھی۔

گھر بار، اپنا کاروبار، عزت، ماں باپ، گلفام۔

کیا کسی نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ نیم بے ہوشی میں یہی خیال آیا تھا اسے۔

تکلیف جان نکال رہی تھی لیکن جان نکل نہیں رہی تھی۔

لیکن وہ خوش تھی کہ وہ حق کے راستے پر تھی۔ وہ سچ کا ساتھ دے رہی تھی۔ موت کا کیا ہے۔ اک دن آ ہی جانی ہے۔ اگر ہر قسم کے گلٹ کے بغیر آئے گی تو خوشی سے ویلکم کیا جائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

یہ گھر، گھر کم اور بھوت بنگلہ زیادہ لگ رہا تھا۔ شروع میں تو آیت کو اس گھر سے خوف آیا تھا لیکن پھر شہوات کا کانفیڈینس دیکھ کر اسے کچھ سکون ملا تھا۔

"یہ ہمارا کمرہ ہے۔"

جازم نے کمرے کا دروازہ کھول کر بازو پھیلا کر کہا تو وہ کمرے کا جائزہ لیتی اندر آئی۔

کمرے میں ہر چیز نفاست سے رکھی ہوئی تھی۔ اگر دروازے کے پاس کھڑے ہو کر دیکھو تو سامنے بالکنی کا دروازہ نظر آئے گا جو ایک جانب کو سلائیڈ ہوتا تھا۔ تھوڑا سا اندر آؤ تو تمہیں دائیں جانب بیڈ سیٹ نظر آئے گا۔ بیڈ کے دائیں جانب سنگھار میز رکھی ہوئی تھی جس کے ساتھ دیوار گیر آئنیہ تھا۔

کمرے کے بائیں جانب صوفہ سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ہی ڈریسنگ روم اور واشروم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بیڈ کے سرہانے والی جانب ایک ڈور سلائڈ ہو کر کھلتا تھا۔ اس کے پیچھے اس کا اسٹڈی روم تھا۔ اور یہ خفیہ روم تھا۔ جس سے کوئی واقف نہیں تھا اور اب آیت بھی واقف نہیں ہو گی۔ وہ بنا ہی اس طرز پہ تھا۔ کمرے کا تھیم سیاہ تھا۔ ایسا چمکتا سیاہ رنگ جو اپنی جانب کھینچتا ہو۔

"یہ تو بہت پیارا ہے۔" وہ اس سب میں پہلی دفعہ مسکرائی تھی۔

"تمہارے آنے سے اسے رونق ملی ہے، جس کی وجہ سے یہ اور بھی پیارا لگ رہا ہے۔" جازم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ آیت کی مسکراہٹ بھی گہری ہوئی۔

"لیکن....۔" وہ رکی۔ لہجے میں ہچکچاہٹ سے در آئی تھی۔ جازم نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔

"لیکن؟"

"اس کا تھیم.....بے سکون سا ہے۔ جیسے..... گناہوں پر آمادہ کرنے والا۔" جازم نے چونک کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے تمہیں؟"

"کیونکہ اندھیرہ چھپا لیتا ہے.....چاہے گناہ ہوں.....چاہے عبادتیں ہوں..... پھر جب روشنی چڑھ آتی ہے تو انسان.....یا تو بے سکون ہوتا ہے یا پہلے سے زیادہ پر سکون۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر یہ بات ہے تو پھر تمہیں اس اندھیرے سے گناہوں کا ہی احساس کیوں ہوا؟ کسی نیکی کا کیوں نہیں؟"وہ رک کر اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ گڑبڑا سی گئی تھی۔

"مجھے نہیں پتا۔ ہم بس یہ تھیم بدل دیں گے۔ سیاہ رنگ کہیں نہیں ہو گا۔ اور آپ..... میں نے نوٹ کیا ہے کہ آپ ہمیشہ سیاہ رنگ ہی پہنتے ہیں۔ اب سے آپ کی آنکھوں کے رنگ کے سوا کچھ بھی سیاہ نہیں ہو گا۔"جازم کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ جب اندر کہیں سے کوئی آواز آئی۔

"لیکن سیاہ دل کا کیا؟"

اور مسکراہٹ کہیں غائب ہوئی تھی۔ اس نے گلا کھنکھارا۔

"اور کیا رنگ ہونا چاہیے؟"اب وہ اس کے قریب کھڑا پوچھ رہا تھا۔ یا شاید اپنے اندر کی آواز کو دبا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اممممم..... کمرے کی ہر چیز سفید ہو گی۔ آپ ہر رنگ کے کپڑے پہنے گیں۔ آپ کی گھڑی کا رنگ سرمئی ہو گا۔" وہ بنا سوچے بول رہی تھی۔

"آپ کے گلاسز براؤن ہوں گے۔ گاڑی کا رنگ.... آممممم..... گاڑی میں مُجھے سیاہ رنگ ہی پسند ہے تو وہ میں سیاہ پر گزارا کر لوں گی۔" آخر میں وہ مسکرائی تھی۔ جازم اس کی بات پر ہنس دیا۔ پھر اس کے ہاتھ تھامے۔

"کمرے کا تھیم گہرے نیلے رنگ کا نہیں ہو سکتا کیا؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا اسے نروس کر رہا تھا۔ وہ ذرا سی جھجک کے ساتھ سر نفی میں ہلا گئی۔

"کیوں؟"

"کیونکہ.... یہ بہت آکورڈ ہو جائے گا۔"

"اچھا..... کیا واقعی ہی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب وہ اسے تنگ کر رہا تھا اور وہ تنگ ہو رہی تھی۔ ہدایات دی جا رہی تھیں اور وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

اور اگلے دن کی شام تک سارا گھر سفیدی میں نہا گیا تھا۔ گھر کا اندر باہر روشن ہو گیا تھا۔

"ویسے آپ نے ہر کام بہت جلدی کروادیا۔"

شام کو وہ تینوں کھانے کی میز پر جمع تھے۔ عالیہ انہیں کھانا سرو کر رہیں تھیں۔ جازم عالیہ کو ساتھ لے آیا تھا اس دفعہ۔ کیونکہ شہوات بچپن سے ہی ان کے پاس رہی تھی تو وہ شہوات کی ضروریات زندگی کو زیادہ بہتر طریقے سے جانتی تھیں۔ آیت کے سوال پر سب نے اسے دیکھا۔

"حکم تھا.....اور حکم جب آجائے تو ماننا پڑتا ہے۔"

وہ لبوں پر الوہی سی مسکراہٹ لیے بولا تھا۔ آیت مسکرا کر سر جھکا گئی۔ شہوات ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے میرے بابا کو مجھ سے چھین لیا ہے۔"

وہ خفا سی بولی تو سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں نے؟" آیت نے اپنی جانب اشارہ کر کے حیرت سے پوچھا۔

"جی۔" اب وہاں معصومیت بھرا دکھ تھا۔ آیت کو اس بچی پر ترس آیا تھا۔

"نہیں شہوات۔ تمہارے بابا کو تم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔" جازم نے اس کا گال چٹکی میں بھرا تو وہ مسکرا دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooo

"اب کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ عشا کی نماز پڑھ کر کمرے میں نہیں گئی تھی۔ بلکہ باہر ہی رک کر گھر کے سیاہ ماربل کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ جازم کی آواز پر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"فرنیچر تو سارا بدل دیا۔ سیاہ پردے بھی ہٹ گئے۔ گھر کی ہر چھوٹی موٹی چیز سے سیاہی ختم ہو گئی لیکن....۔"

"لیکن؟"

"لیکن یہ سیاہ ماربل.....اگر یہ بھی ختم ہو جائے تو....۔"وہ نروس ہوتی جازم کو دیکھنے لگی۔

"تم زیادہ سوچ رہی ہو۔ اور جتنا زیادہ تم سوچ رہی ہو...یہ کام اس سے زیادہ مشکل ہے۔" جازم نے اسے کندھوں سے پکڑ کر سمجھانا چاہا۔

"اگر میں یہ سب بدلنے لگا تو مُجھے گھر کو نئے سرے سے تعمیر کروانا پڑے گا۔ اور اس کے لیے بہت وقت درکار ہے۔ اور میرے پاس ان فضول کاموں کے لیے وقت نہیں ہے۔ اس لیے اتنے واہمے پالنا بند کر دو، آیت۔"وہ مسکرا کر بولا تو آیت نے محض سر ہلا دیا۔

"گڈ گرل۔ اب سو جاؤ۔ بہت رات ہو گئی ہے۔ مجھے صبح آفس جانا ہے۔"اس نے آیت کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لے گیا۔

oooooooooooooo

دوسرے دن جب وہ آفس گیا تو اس نے پہلی ملاقات خلیل سے کی تھی۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا اور خلیل اس کے سامنے کھڑا تھا۔ میز پر لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا۔

"کچھ پتا چلا کہ وہ کون تھا اور کس مقصد سے آیا تھا؟" جازم نے وہ وڈیو کتنی دفعہ دیکھی تھی لیکن نتیجہ اخذ نہیں کر سکا۔ وہ سر سے پیر تک کورڈ تھا۔

"سر ہم اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ میں نے اپنے تمام ریسورسز سے پتا کیا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔" جازم کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"اسے ڈھونڈو خلیل۔ کیونکہ مجھے رانگ نمبر سے کال کرنے والا، آفس میں پھول بھیجنے والا اور یہ شخص سارے ایک ہی ہیں۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔

"سر جلیس سپاہی سے معلوم ہوا تھا کہ تھانے میں ایک وکیل واصف لغاری سے ملنے آیا تھا۔ بظاہر وہ کوئی پینتیس چالیس سالہ آدمی لگتا تھا لیکن حقیقتاً وہ کوئی نوجوان تھا۔" جازم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"وہ کیسے جانتا ہے؟"

"سر اس کی نظریں عقاب کی نظریں ہیں۔ بقول اس کے کہ وہ دیکھنے میں کوئی بڑی عمر کا ہی لگتا تھا لیکن غور کرنے پر پتا چل گیا تھا کہ وہ اصل میں تھا کون۔"

"تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ وکیل بھی یہی آدمی ہے۔" خلیل نے اثبات میں سر ہلایا تو جازم نے زور سے میز پر ہاتھ مارا۔

"ڈیم اٹ۔ کوئی ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہا ہے۔ جتنا جلدی ہو اسے ڈھونڈو اور زندہ یا مردہ میرے تک لاؤ۔ یہ آدمی ہمارے لیے مسلے پیدا کر رہا ہے۔"

وہ غصے سے بول رہا تھا۔

"جی سر۔" وہ سر جھکائے ادب سے بولا۔

"واصف لغاری کے کیس کا کیا بنا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر اس کو قتل کے جرم میں اٹھائیس سال قید اور بھاری جرمانے کی سزا ہوئی ہے۔"جازم کے لب اس سارے میں پہلی دفعہ مسکرائے تھے۔

"کوشش کرنا کہ یہ سزا کم نا ہو۔ بلکہ اس کی مدت مزید بڑھ جائے۔"وہ سکون سے پیچھے ٹیک لگا گیا تھا۔

"ایسا ہی ہو گا سر۔"

oooooooooooooooooo

اس نے سارا گھر چھان مارا تھا لیکن موبائل تھا کہ مل کے ہی نہیں دے رہا تھا۔ وہ تھک ہار کر شہوات کے کمرے میں چلی گئی۔ وہ سامنے ہی بیڈ پر کتابوں کا پلندہ پھیلائے بیٹھی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ سکول سے لوٹی تھی۔

"شہوات کیا تم نے میرا موبائل کہیں دیکھا ہے؟"شہوات جو اس کے آنے پر سر اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی،اب بھنویں اکٹھی کر کے اسے دیکھا۔

"آپ نے مُجھے دیا تھا کیا جو میں دیکھوں گی۔"وہ آہستہ مگر ناپسندیدہ لہجے میں بولی تھی۔

"میں صبح سے ڈھونڈھ رہی ہوں۔مجھے مل نہیں رہا۔مجھے لگا شاید تم نے کہیں دیکھا ہو۔"وہ نروس ہوئی تھی۔

"میں صبح سے سکول تھی۔اور آنے کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔"

"تم سیدھا جواب کیوں نہیں دیتیں؟"آیت کو اس کا اندازہ اچھا نہیں لگا تھا۔

"سیدھا جواب یہ ہے کہ میں نے آپ کا سیل فون کہیں نہیں دیکھا۔اب جائیں یہاں سے۔مُجھے کام کرنا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سختی سے کہہ کر واپس کتابوں پر جھک گئی تھی۔آیت کچھ بھی کہے بغیر باہر آ گئی۔ہال میں آتے ہی اس کی نظر کچن میں کام کرتی عالیہ پر گئی۔وہ وہیں چلی آئی۔

"آنی کیا آپ نے میرا موبائل دیکھا ہے؟"وہ واپس مڑیں۔پھر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بی بی جی۔میں نے نہیں دیکھا۔"وہ پریشانی سے سر ہلاتی جانے لگی۔پھر رک گئی۔

"آپ مجھے بی بی مت کہا کریں۔ میرا نام لیا کریں۔" آیت نے عام سے انداز میں کہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟ آپ سید ذات ہیں۔ میں عام سی ہستی۔ میں کیسے آپ کا نام لے سکتی ہوں۔" وہ ادب سے کھڑی تھیں۔ آیت کو کوفت سی ہوئی تھی۔ یہ سچ تھا کہ وہ اصلی سید تھے اور محلے کی عورتیں اس کے گھر والوں کا احترام کرتی تھیں۔ لیکن آیت محلے کی عورتوں سے کم ہی ملتی تھی۔ اس کا یوں عورتوں کا حد سے زیادہ بچھ بچھ جانا اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔ عالیہ کو کوئی بھی جواب دیئے بغیر وہ وہاں سے چلی آئی تھی۔

اسے اپنی ماں کی یاد آ رہی تھی۔ اسے بات کرنی تھی اور موبائل نا جانے کہاں رکھ کر بھول گئی تھی۔ ماحول کوفت زدہ ہو گیا تھا۔

شادی سے کچھ دن پہلے ہی اس کا اور برہان کا فائنل ٹرم کا رزلٹ آیا تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح برہان نے زیادہ جی پی اے لیا تھا۔ لیکن اس دفعہ آیت نے کوئی خاص رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ بس پریشان تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس لمحے اسے برہان بھی یاد آیا تھا لیکن وہ اس سے ناراض تھی۔اس لئے اس کے خیال کو جھٹک دیا۔

"وہ یاد کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔"صوفے پر تھکے انداز میں بیٹھ گئی۔

oooooooooooooooooooo

جازم اب خود ایمان سے ملنے نہیں جاتا تھا۔اسے ملنے میں دلچسپی تھی بھی نہیں۔اسے بس اپنے کام کی بات جاننی تھی جو کہ ابھی تک معلوم نہیں ہوئی تھی۔باقی اسے اس کے حال سے کوئی غرض نہیں تھی۔اسی سلسلے میں وہ آفاق نامی شخص سے ملنے آیا تھا۔

"کھولا منہ اس نے؟"

وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔آفاق اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"نہیں صاحب۔بہت مارا ہے میں نے اسے لیکن وہ کسی طور بھی زبان نہیں کھول رہی۔"

اس نے کہا تو جازم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے لگتا ہے مجھے تمہاری جگہ کسی اور کو بھیجنا پڑے گا۔ تمہارے بس کا کام نہیں ہے یہ۔"

جازم اسے سخت نگاہوں کے حصار میں لیے بولا تھا۔

"اس کے پاس اہم معلومات ہیں۔ وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اور تم ابھی تک اس کا منہ نہیں کھلوا سکے۔" آخر میں وہ غرایا تھا۔

"صاحب وہ بہت پکی لڑکی ہے۔ وہ ایسے منہ نہیں کھولے گی۔ ہمیں کچھ اور کرنا ہو گا۔" جازم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جیسے کہ؟"

"ہم اس کا کاروبار ٹھپ کروا دیتے ہیں۔ شاید اس کے بعد کچھ اثر ہو جائے۔" بات میں دم تھا جس نے جازم کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔

"کوئی طریقہ ہے تمہارے پاس؟"

جازم کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب کوئی پلان نہیں ہوتا نا تو فضول کے مشورے بھی نہیں دیتے۔"

"جی صاحب۔"

"میں بتاتا ہوں کہ کیا کرنا ہے۔"

جازم اب اسے اپنے پلان سے آگاہ کر رہا تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°

"فراز کی ماں نے شادی کی تاریخ مانگی ہے۔ سوچ رہی ہوں بارہویں مہینے میں رکھ دوں تیری شادی۔"

Clubb of Quality Content

رئیسہ مرزا اور میمونہ مرزا دونوں کھانے کی میز پر بیٹھی ہوئی تھیں جب رئیسہ نے کہا۔

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے ماں۔" اس نے بجھے سے لہجے میں کہا تھا۔

"اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے میری بچی۔"

"سنا ہے آپ کے بیٹے نے دوسری شادی کر لی ہے۔"یاسر نا جانے کہاں سے آیا تھا۔آتے ساتھ ہی نیوز بریک کر دی۔ان دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتا؟"سوال میمونہ نے پوچھا تھا۔

"لو بھئی۔پورا شہر جانتا ہے کہ مشہور بزنس مین مسٹر جازم مرزا نے شہر اقبال میں چپکے سے شادی رچالی۔شہوات مرزا کی دوسری مدر لے آیا ہے وہ۔"

وہ چاولوں کی پلیٹ پر دال ڈالتا مزے سے بولا تھا۔

"کیا وہ....پہلے بھی شادی شدہ تھا؟"رئیسہ بیگم کے لیے یہ بات نئی تھی۔

"جی.....صاحب زادے کی ایک بیٹی بھی ہے۔"

رئیسہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

"مطلب میں دادی بھی ہوں؟"چاولوں کا چمچ منہ تک لے جاتے یاسر کے ہاتھ تھمے۔میمونہ نے بھی انہی کی جانب دیکھا۔

"اسے کہنا اگر خود نہیں آسکتا تو میری پوتی کو ملوادے مجھ سے۔اور.... میری بہو۔اسے بھی لے آئے یہاں۔"

ان کے حسرت بھرے انداز پر یاسر کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"آپ جانتی بھی ہیں کہ آپ کی بہو کس خاندان سے ہے؟"

اب کے وہ ان دونوں کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

"کس خاندان سے ہے؟"ماں نے پوچھا۔

"دشمنوں کے خاندان سے۔"

"ہمارے دشمن؟ہمارا کون دشمن ہے؟"ماں کو حیرت اور خوف ایک ساتھ لاحق ہوئے تھے۔

"سید خاندان ہے ہمارا دشمن۔"

"کھل کر بات کرو،یاسر۔پہلیاں نا بجھواؤ۔"ماں کو کوفت ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

"سیدہ انیلا۔ آپ کی سوکن۔ انہی کی بھانجی ہے آپ کی بہو۔"

اور رئیسہ بیگم کی ساری دنیا جیسے رک ہی گئی تھی۔ وہ ٹکٹکی باندھے یاسر کو دیکھے گئیں۔ الفاظ سارے ختم ہو گئے تھے۔

"ان باپ بیٹے کو سیدوں کی لڑکی ہی کیوں ملتی ہے۔ کیا ان لوگوں کی وجہ سے ہمارا کم نقصان ہوا ہے؟"

میمونہ کا اپنا دل جیسے دکھا تھا۔ یاسر نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"محترمہ میمونہ صاحبہ! آپ کے نالج میں اضافہ کر دوں کہ جس چھوٹے بچے کے خواب آپ دیکھ رہی تھیں، وہ بھی سیدوں کا لڑکا ہے۔ آپ کی بھابھی کا کزن۔"

اور یہاں ہوا تھا میمونہ کے سر پر دھماکہ۔ اب وہ بنی تھی بت۔ اور دل ہوا تھا ریزہ ریزہ۔

"اور میری بدقسمتی یہ ہے کہ مجھے بھی اسی کزن کی بہن پسند آ گئی۔"

یاسر کا اپنا دل ایک بار پھر دکھا تھا۔

"اور میں ان لوگوں کی زندگیوں میں آگ لگانے کے لیے نکل پڑا ہوں۔ ایسا وار کروں گا اس خاندان پر کہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔" اب وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تھا۔ رئیسہ نے پلکیں جھپکا کر اسے دیکھا۔ بہت سارے آنسو پلکوں پر روک دیئے تھے۔

"ہماری دشمن مر چکی ہے۔ اس کے ساتھ دشمنی ختم۔ بے گناہوں کو تکلیف مت دینا، یاسر۔ اور اپنے بھائی سے بھی کہہ دینا کہ اگر شادی کر لی ہے تو اسے نبھائے۔ بدلے کے بارے میں نا سوچے۔"

وہ ضبط سے کہتی ان دونوں کو چونکا گئی تھیں۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔ مجھے سونا ہے۔" وہ اٹھ کر چلی گئی تھیں۔ اور پیچھے وہ دونوں اپنی اپنی جگہ حیرت سے بیٹھے رہ گئے تھے۔

oooooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا آپ جانتے ہیں، آپ کی وائف نے میرے اوپر الزام لگایا کہ میں نے ان کا موبائل چوری کیا ہے۔ اور پھر مجھے مارا بھی۔"

شہوات اور جازم اس وقت ہال میں بیٹھے ہوئے تھے جب وہ اس کی گود میں بیٹھی بتا رہی تھی۔ جازم کے لیے کافی لاتی آیت اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔

"بری بات ہے بیٹا۔ جھوٹ نہیں بولتے۔" جازم نے اس پر غصہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ آرام سے سمجھایا تھا۔ اور یہی بات شہوات کو مزید غصہ دلا گئی تھی۔

"ٹھیک ہے بابا۔ آپ نا مانیں۔ آپ کو مجھ سے پیار نہیں رہا۔" وہ روتی ہوئی اس کی گود سے اتری اور کمرے کی جانب بھاگ گئی۔

"شہوات۔" جازم اس کے پیچھے گیا۔

"شہوات میری بات سنو۔" وہ کمرے کے باہر رک گیا تھا۔ کیونکہ اس کی نظریں آیت پر پڑ چکی تھیں۔

"میں نے بس یہ پوچھا تھا کہ موبائل تو نہیں دیکھا اس نے میرا۔ اس سے زیادہ ہماری کوئی....۔"

"تمہیں صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تم پر ٹرسٹ ہے۔" وہ بہت نرمی سے بولا تھا۔ جازم کے اس لہجے پر اسے بہت رونا آیا تھا۔

"تم کیوں رو رہی ہو؟" وہ تیزی سے اس کے قریب آیا۔ وہ جازم کے سینے پر سر رکھے ہچکیوں سے رونے لگی۔ اور کپ سے کافی اچھل کر آدھی ٹرے میں اور آدھی اس کے کپڑوں پر گری تھی۔ وہ دیکھ چکا تھا لیکن فی الحال آیت کا رونا اہم تھا۔

"پتا نہیں کیوں، بس مجھے بہت رونا آرہا ہے۔" جازم نے اس کے گرد بازو حمائل کیے۔

آہ۔ کتنا خوبصورت احساس تھا۔ وہ لڑکی جو کل تک اسے ہاتھ نہیں لگانے دیتی تھی۔ آج اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔ وہ مسکرایا۔

"ٹھیک ہے رو لو۔ لیکن جتنا رونا ہے۔ ایسے ہی رونا ہو گا۔ جب مجھ سے الگ ہو تو بالکل اچھے بچوں کی طرح مسکرا کر الگ ہونا۔" وہ اسے ساتھ لگائے اس کا سر تھپک رہا تھا۔ آیت نے سینے سے سر اٹھایا۔ خفا بھری گیلی پلکوں سے اسے گھورا۔

"الگ ہونا ہی کیوں ہے؟" اس کے سوال پر وہ حیرت سے مسکرایا۔

"مجھے آپ سے کبھی الگ نہیں ہونا۔" وہ واپس اس کے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔ اور دوسری دفعہ کافی کپ سے اچھل کر باہر آئی تھی جو اس کے ہاتھ پر گری تھی۔ کافی گرم تھی لیکن جازم نے اف نہیں کیا۔ ہاں البتہ جلن ضرور ہوئی تھی۔ وہ لب دانتوں تلے دبا گیا۔

اگر یہ حرکت کسی ملازم کی ہوتی تو اب تک وہ جازم کے عتاب کا شکار ہو چکا ہوتا۔

"تم فکر نہیں کرو۔ میں تمہیں کبھی خود سے الگ ہونے بھی نہیں دوں گا۔" وہ مسکرا کر بولا تھا۔ جازم نے آرام سے اس کے ہاتھ سے وہ ٹرے لے لیا۔ آیت نے محسوس کیا تھا لیکن سر نہیں اٹھایا اور نا کچھ کہا۔ وہ شاید اپنے گھر والوں کو یاد کر رہی تھی۔ ایسے میں جازم کا سہارا اس کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔

oooooooooooo

برہان اب گھر پر کم ہی پایا جاتا تھا۔ یونیورسٹی سے چھٹیاں تھیں۔ ایسے میں وہ صبح فجر کی نماز اور قرآن کے بعد سو جاتا تھا۔ پھر بہت دیر سے اٹھتا، اور ناشتہ کیے بغیر باہر چلا جاتا۔ پھر باہر سے ہی ساری نمازیں پڑھ کر گھر آتا تھا۔

وہ باہر کیا کرتا رہتا تھا، اس بات کا پتا لگوانے کے لیے ادیب صاحب نے گلفام کو کہا تھا۔ جب اس نے بتایا کہ وہ اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ تب جا کر گھر والوں کو سکون ملا تھا۔

آج بھی وہ عشا کی نماز پڑھ کر لوٹا تو سامنے ہی میرال نظر آ گئی۔ وہ چائے کا کپ لبوں سے لگائے اپنی کتابوں پر جھکی ہوئی تھی۔ برہان وہی رک گیا۔ آہٹ پر میرال نے بھی سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بھائی؟" اس کی آواز میں زمانوں کا کرب تھا۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک؟" وہ عام سے لہجے میں کہتا اسی کے پاس چلا آیا۔ گزرے ایام میں ان دونوں کے درمیان بہت کم بات ہوئی تھی۔ نہ ہونے کے برابر۔

"وہ ایک اسائمنٹ بنانی تھی۔ بس وہی کر رہی تھی۔" چائے کا کپ اس کے سامنے کرتے ہوئے بتایا۔ برہان نے اک نظر چائے کو دیکھا پھر سر ہلا کر انکار کر دیا۔ میرال کو حیرت ہوئی۔

"ہیں؟ آپ چائے کو انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ تو بہت شوق سے پیتے ہیں۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولی تھی۔ برہان تلخی سے مسکرایا۔

"شوق مر گئے ہیں اب میرے۔ جو چیزیں اچھی لگتی تھیں۔ اب وہ میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔" میرال نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو بھائی۔ مجھے حوصلہ دیتے رہے اور خود... خود اپنی کیا حالت بنا لی ہے۔"

اس کی شیو بہت بڑھی ہوئی تھی۔ آنکھوں کے نیچے حلقے پڑے ہوئے تھے۔ رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ بال بھی کئی دنوں سے نہیں کٹوائے تھے۔ اس کی حالت بہت ویران سی تھی۔

"کیا ہوا ہے مجھے۔ بالکل ٹھیک ہوں میں۔" وہ مسکرا کر بولا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم میری فکر مت کرو۔ بلکہ اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔ تمہارا بھائی ابھی بھی تمہارے لیے دنیا سے لڑنے کی ہمت رکھتا ہے۔" وہ مسکرا کر بولا تھا۔ میرال نہیں مسکرائی۔

"تم جب وکیل بن جاؤ گی تو پھر.....۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"مجھے نیند آ رہی ہے۔ اب میں سوؤں گا۔ دل لگا کر پڑھو لیکن ایک حد تک۔ یوں ساری ساری رات مت جاگا کرو۔" وہ کہہ کر اٹھ گیا تھا۔

"اگر ساری ساری رات ناجاگتی رہتی تو کیسے پتا چلتا کہ میرا بھائی ساری ساری رات روتا رہتا ہے۔" اس کی بات پر وہ اپنی جگہ جم سا گیا تھا۔

اس میں پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ہمت بھی نہیں رہی تھی۔ کیا اس کی بہن.... اس کی بہن جان گئی تھی کہ وہ راتوں کو نہیں سوتا۔ آہ۔

وہ واپس بیٹھ گیا تھا۔ اب چارہ نہیں تھا کہ وہ بتائے بغیر اٹھ جاتا۔

oooooooooooooo

اگلے دن صبح سویرے جب لوگ ریستوران میں ناشتے کے لیے موجود تھے، پولیس کی ریڈ پڑ گئی۔ ایمان کے ریستوران سے مختلف قسم کی منشیات برآمد ہوئی تھیں۔ اسٹاف کو پولیس نے گرفتار کر لیا تھا۔ لوگوں نے پورے ریستوران کا نقشہ بدل دیا تھا۔ اب وہ ملبے کے ڈھیر کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔

آفاق ایمان کے سامنے موبائل رکھے وہ تصاویر اور وڈیوز دکھا رہا تھا جو وہ اس ساری کاروائی کے دوران بنا کر لایا تھا۔

اس کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف اور کیا ہو گی کہ جس ریستوران کو اس نے اتنی محنت سے بنایا، اتنی شہرت پائی۔ حلال کا پیسہ کمایا۔ اب وہ سب کچھ برباد ہو چکا تھا۔ تکلیف چہرے سے واضح ہو رہی تھی۔

"اگر تم میری بات آرام سے مان جاتی تو اتنا نقصان نا ہوتا۔" وہ موبائل کی اسکرین کو بند کرتے ہوئے کینگی سے بولا تھا۔ ایمان نے لب بھینچ لیے۔

"لیکن تمہیں محب وطن بننے کا شوق چڑھا ہوا تھا۔ نتیجہ دیکھ لو۔"

"اگر اس ملک پر مجھے اپنی سب سے قیمتی شے بھی قربان کرنی پڑی تو میں پیچھے نہیں رہوں گی۔ تو پھر یہ ریستوران کیا چیز ہے۔"

وہ تپا دینے والی مسکراہٹ لیے بولی تھی۔ آفاق نے گردن پھیر کر اسے حیرت سے دیکھا۔

"رسی جل گئی، بل نہیں گئے۔" اس کے طنز پر وہ فخریہ مسکرائی۔

آفاق اس ہار کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے وہ اس کے رویے پر پریشان ہو گیا تھا۔ اسے جازم کو بھی منہ دکھانا تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°

جازم کے آفس میں ایک چھتیس سالہ مرد بیٹھا ہوا تھا۔ عام سے نقوش سنجیدگی لیے ہوئے تھے۔

"کہو ڈاکٹر سنان۔ اب کیا موت آن پڑی ہے تمہیں؟" وہ پیچھے ٹیک لگائے اس ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مُجھے پیسے کی ضرورت ہے۔"اس کی سیدھے جواب پر وہ ذرا سا چونکا۔

"تم ایک ڈاکٹر ہو۔دن میں لاکھوں مریض تمہارے پاس آتے ہیں،جن کی اچھی خاصی چمڑی اتارتے ہو تم۔ابھی بھی پیسے کی کمی ہے تمہیں۔"وہ پرسکون سا بولا۔

"وہ جو کماتا ہوں،وہ سٹاف کی سیلری اور ہسپتال کے سامان میں لگ جاتا ہے۔مجھے اس کے علاوہ پیسہ چاہیے۔"

"تو....میں کیا مدد کر سکتا ہوں تمہاری؟"اس کے انداز پر وہ قدرے سنجیدہ ہوا۔ڈاکٹر سنان کھانستا ہوا سیدھا ہوا۔

"تم.....تم میری بس اتنی سی مدد کرو کہ کوئی ایسی ڈرگز بنواؤ،جس سے لوگ بیمار ہو کر ہسپتال کا رخ کریں۔لیکن وہ زیادہ دیر تک زندہ نا رہ سکیں۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"اب وہ سچ میں حیران ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس سے ہو گا یہ کہ..... میں ان کا علاج کروں گا۔ میں ان کے اعضا نکال کر میت گھر والوں کو دے دوں گا۔ پھر میں وہ اعضا بیرون ملک مہنگے داموں بیچوں گا۔"

وہ بڑے آرام سے کہتا جازم کو حیران کر رہا تھا۔

"اور جو لاکھوں مریض تمہارے پاس آتے ہیں۔ کیا وہاں سے تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہو رہی؟"

"تم جانتے تو ہو جازم کہ تین سال پہلے میرے ہسپتال کے بارے میں کچھ افواہیں گردش کرتی رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے میرے پاس سٹاف بھی کم ہے اور مریض بھی اب کم ہی آتے ہیں۔ اور سخت نگرانی میں کام کروایا جا رہا ہے۔ میں فی الحال رسک نہیں لے سکتا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ مریضوں کی تعداد بڑھ جائے اور ہسپتالوں میں جگہ نا رہے۔ پھر لوگ تھک ہار کر میرے ہسپتال کا رخ کریں۔"

وہ ایسے کہہ رہا تھا، جیسے یہ کوئی بڑی بات نا ہو۔ جازم چند لمحے اسے دیکھے گیا۔

"اور بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟"

ڈاکٹر کا سانس اٹکا تھا۔ وہ کیسے بھول گیا تھا کہ جازم مفت میں کام نہیں کرتا تھا۔ وہ قیمت لیتا تھا اور قیمت بھی اچھی خاصی۔

"تم..... تم جو کہو گے وہ تمہیں ملے گا۔" وہ بدقت مسکرا کر سامنے رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا کام کر دوں گا۔ تم ہر ماہ مجھے دس کروڑ بھیجا کرو گے۔" ڈاکٹر کو اچھو لگا تھا۔ وہ بری طرح کھانسا۔

"آرام سے پانی پیو ڈاکٹر۔ یہ کوئی اتنی بڑی اماونٹ نہیں ہے۔" وہ ابھی بھی پرسکون تھا۔

"تم بہت زیادہ مانگ رہے ہو، جازم۔"

"ایگری ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ تم جا سکتے ہو۔" وہ بے رخی سے کہہ کر کوئی فائل اٹھا چکا تھا۔ سنان نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر کرسی دھکیلتا اٹھ گیا۔

"آٹھ کروڑ پر.....۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دس کروڑ۔" وہ فائل پر جھکا مصروف سے انداز میں ڈاکٹر کی بات کاٹ کر بولا۔ ڈاکٹر نے لب بھینچے۔ پھر مسکرایا۔

"ڈن۔"

اب کے جازم نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"تم سمجھو کام ہو گیا۔"

ڈاکٹر سنان نے محض سر ہلایا۔

oooooooooooooooo

شہوات سکول سے واپس آ گئی تھی۔ تبھی آیت اس کے کمرے میں چلی آئی۔

"کیا کر رہی ہو؟" وہ آئی پیڈ پر کچھ دیکھ رہی تھی، آیت کے سوال پر وہ سیدھی ہوئی۔

"آپ سے مطلب؟" وہ ایک دم تلخی سے بولی تھی۔ آیت ضبط سے مسکرا کر اس کے پاس چلی آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے اپنے بابا سے یہ کیوں کہا کہ میں نے تمہیں مارا تھا۔ جبکہ میں نے تو تمہیں نہیں مارا۔" وہ بہت آرام سے بات کر رہی تھی۔ شہوات کی آنکھوں میں شرمندگی سی اتری۔ لیکن اگلے لمحے وہ پھر سے اپنی ٹون میں آئی۔

"اس لیے کہ بابا آپ سے دور ہو جائیں۔" آیت نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"تم ایسا کیوں چاہتی ہو؟"

"کیونکہ میں آپ کو پسند نہیں کرتی۔"

"تم مجھے کیوں پسند نہیں کرتیں؟"

"کیونکہ آپ نے میری ماں کی جگہ لے لی ہے۔"

"کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا، شہوات۔ تمہاری ماں کی جگہ تمہارے باپ کی زندگی میں ہمیشہ رہے گی۔ میری اپنی جگہ ہے۔" جواباً وہ کچھ نہیں بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے..... تمہاری مدر کا نام کیا تھا؟"اب وہ دوستانہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔ شہوات نے کرنٹ کھا کر اسے دیکھا۔

"پتا نہیں۔" آیت کو اچھنبا ہوا۔

"بہت پیاری تھیں کیا وہ؟"کسی خیال کے تحت پوچھا گیا تھا۔

"میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔یقیناً پیاری ہوں گی۔ میری ماں جو تھیں۔"وہ نم لہجے میں بولی تھی۔

"یہ کیسے ممکن ہے شہوات کہ تم اپنی ماں کا نام تک نہیں جانتیں؟"آیت کے سوال پر وہ گڑبڑائی۔

"حورین..... حورین نام تھا ان کا۔"وہ تیزی سے بولی۔ آیت کو لگا جیسے وہ اس سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی ہو کہ حورین ہی اس کی ماں تھی۔

"بتایا تھا بابا نے مجھے۔ لیکن میں بھول گئی۔"

آیت نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔ شہوات کو چڑ ہوئی تھی۔

"میں آپ کو کیوں بتاؤں ہماری پرسنل باتیں۔ جائیں یہاں سے۔ ورنہ میں بابا کو شکایت کروں گی۔"

"کیا شکایت کرو گی؟"

"یہی کہ آپ میرے کمرے میں آئیں اور مجھ سے ہماری پرسنل لائف کے بارے میں سوال کیے۔ جب میں نے نہیں بتایا تو آپ نے میرے ساتھ سخت رویہ اختیار کر لیا۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولتی آیت کو حیران کر گئی تھی۔

"تمہارے بابا یقین نہیں کریں گے۔"

"میں پھر بھی آپ سے نفرت ہی کروں گی۔" وہ حقارت سے کہتی واپس آئی پیڈ کی جانب متوجہ ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آیت نے دکھ سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ جاتے ہوئے شہوات کو دیکھ رہی تھی، جب اس کا پاؤں دروازے سے ٹکرایا۔ وہ درد سے کراہ کر زمین پر بیٹھ گئی۔

"یا اللہ میرا پیر۔" اس کی درد بھری پکار پر شہوات نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر وہاں سے نظریں ہٹا کر اس کے پاؤں کو دیکھا۔ اس کے انگوٹھے سے خون نکل رہا تھا۔ شہوات کا دل ایک لمحے میں پگھلا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی بیڈ سے اتری اور الماری کی جانب بڑھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔" اس کا دھیان شہوات کی طرف نہیں تھا۔ تبھی وہ فرسٹ ایڈ باکس لیے اس کے پاس نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔

"اٹھیں۔ صوفے پر بیٹھیں۔" آیت نے سر اٹھا کر استعجاب سے اسے دیکھا۔

"مجھ سے نہیں اٹھا جا رہا۔"

"کوشش تو کریں۔" وہ فکر مند سی بولی تو مجبوراً آیت کو اٹھنا پڑا۔ بمشکل اٹھ کر پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔ شہوات اس کے پاس نیچے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"کیا کر رہی ہو؟" آیت نے پاؤں پیچھے کرنا چاہا جسے اس نے مظبوطی سے پکڑ لیا۔

"چپ کر کے بیٹھی رہیں۔ ورنہ بہت برا پیش آؤں گی میں۔" شہوات کی معصوم سی دھمکی پر وہ چپ ہو کر بیٹھ گئی۔

شہوات نے پہلے اس کا زخم صاف کیا، پھر اس پر پٹی باندھنے لگی۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھی، آیت اسے محویت سے دیکھے گئی۔

"تمہیں بینڈیج کرنا آتی ہے؟" جب وہ مرہم پٹی کر چکی تو آیت نے حیرت سے پوچھا۔

"جی۔ مجھے بھی ایک دفعہ پاؤں پر زخم آیا تھا تو میرے بابا نے ایسے ہی میری بینڈیج کی تھی۔" وہ فرسٹ ایڈ باکس واپس رکھنے چلی گئی۔

"بہت شکریہ تمہارا۔" وہ واپس آئی تو آیت نے مسکرا کر کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو درد تو نہیں ہو رہا؟" وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔ آیت نے نفی میں گردن ہلائی۔

"نہیں۔ شہوات مرزا نے اتنے پیار سے زخم کو صاف کیا ہے کہ سارا درد بھاگ گیا ہے۔" وہ چٹکی بجا کر بولی تھی۔ اس کی بات پر شہوات کھلکھلا کر ہنس دی۔ آیت نے اسے دیکھا۔

"ویسے تم ہنستی ہوئی زیادہ پیاری لگتی ہو۔"

"آپ کے بھائی سے کم۔"

آیت کی مسکراہٹ سمٹی۔ آنکھوں میں حیرت در آئی۔ "مجھے گلفام بہت اچھے لگتے ہیں۔ لیکن ان کی شادی ہو گئی۔" شہوات کے تاسف سے کہنے پر آیت کو سمجھ نہیں آئی، وہ ہنسے یا حیران ہو۔ لبوں پر حیرت بھری مسکراہٹ تھی۔

"لیکن وہ تو بہت بڑے ہیں نا شہوات سے۔" اس نے یونہی کہا۔

"بڑے تو تھے ہی، اب آپ کی اور بابا کی شادی کی وجہ سے وہ میرے ماموں بن گئے ہیں۔ اب میں انہیں گلفام ماموں کہوں گی۔ اف اللہ۔ کتنا آکورڈ لگے گا۔"

شہوات کے منہ کے زاویے دیکھ کر آیت گردن پیچھے پھینک کر ہنسی تھی۔ آج وہ بہت دنوں بعد یوں کھلکھلا کر ہنسی تھی۔ شہوات نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو پھر دیکھتی ہی رہی۔ آیت کتنی دیر تک ہنستی رہی، یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ پھر اس نے رک کر محو سی شہوات کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" اس نے شہوات کے سامنے چٹکی بجائی۔

"دیکھ رہی ہوں کہ آپ بھی کتنا خوبصورت ہنستی ہے۔" آیت نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں سمجھ نہیں پا رہی کہ آپ ہنستے ہوئے پیاری لگ رہی ہیں یا آپ کی خوبصورتی نے آپ کی ہنسی کو پیارا بنا دیا ہے۔" آیت پھر سے ہنس دی۔

"مجھے لگتا ہے کہ ہر انسان ہنستے ہوئے پیارا ہی لگتا ہے۔" آیت نے اس کی ناک چٹکی میں بھری۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اونہہ۔"وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔

"آپ نے کیا باباوالی حرکتیں شروع کر دی ہیں۔"شہوات کے یوں کہنے پر وہ ہنس دی۔

"تو اب کیا تم میرے ساتھ ناراض نہیں ہو؟"اس کے یوں پوچھنے پر شہوات نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ بہت اچھی ہیں۔اور اچھے لوگ شہوات کی فیورٹ لسٹ میں جلد ہی شامل ہو جاتے ہیں۔"وہ بڑے معصومانہ انداز میں بولی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بہت شکریہ۔"

"کوئی بات نہیں آیت مما۔"وہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی،اس کے مما کہنے پر اس کی آنکھوں میں تحیر ابھرا۔

"مما؟"

"کیا میں آپ کو مما نہیں کہہ سکتی؟"اس نے برے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔ آیت گڑبڑائی۔

"کیوں نہیں۔ تم کہہ سکتی ہو۔" آیت نے مسکرا کر اس کے گال کو چھوا تو وہ بھی جواباً مسکرا دی۔

اور پھر کتنی دیر تک وہ دونوں باتیں کرتی رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جب آیت عصر کی نماز کے لیے اٹھی تو شہوات بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گئی۔

اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی لیکن آج وہ آیت کے ساتھ مصلہ بچھائے نماز پڑھ رہی تھی۔ جب عالیہ نے یہ منظر دیکھا تو انہیں خوشگوار حیرت ہوئی۔

"میری بہت خواہش تھی کہ شہوات بھی نماز پڑھا کرے۔ اور آج یہ منظر دیکھ کر میرے دل کو راحت محسوس ہوئی ہے۔"عالیہ آیت کو کافی کا مگ تھماتے ہوئے اسے بتا رہی تھیں۔

"وہ بچی ہے آنی۔ اس کو جس راستے پر لگائیں گے، وہ لگ جائے گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔ وہ بچی ہے۔ اور یہ بچی میرے دل کے بہت قریب ہے۔ اس کے لیے خود بخود میرے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔"

آیت جواباً مسکرا دی۔

oooooooooooo

آسمان پر اچانک سے کالے بادل چھا گئے تھے۔ ایسے میں پارک میں بیٹھے برہان کا دل سمٹ سا گیا تھا۔ نا جانے کیوں اب اسے ان بادلوں سے خوف آنے لگا تھا۔ اس سے جتنی جلدی ہو سکا اس نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔ عشا کی نماز میں ابھی وقت تھا۔

دوسری جانب میرال اپنے کمرے میں بیٹھی کتابوں کے ساتھ سر کھپا رہی تھی۔ بیٹھے بیٹھے اس کے سامنے بخت سر کا چہرہ لہرایا۔ وہ کتاب چھوڑ کر سیدھی ہو گئی۔ ایک ملاقات تھی جو ذہن کے پردے پر واضح ہوئی۔

یہ آج کی ہی بات تھی۔ وہ کلاس لے کر گھر کے لیے نکل رہی تھی جب اپنے نام کی پکار پر وہ رک گئی۔

"میرال شیرازی۔"

اس نے مڑ کر دیکھا۔ سامنے بخت تھا۔

"جی سر۔"

"آئی تھنک آپ گھر جا رہی ہیں؟"

اس نے یونہی پوچھ لیا تھا۔ سمجھ نہیں آیا تھا کہ کیا بات کرے۔

"چھٹی ہو جائے تو لوگ گھر ہی جاتے ہیں۔" وہ سادگی سے بولی تھی۔

"سب نہیں جاتے۔ کچھ لوگ صرف مکان میں جاتے ہیں۔"

"مطلب؟" اس نے ناسمجھی سے بخت کو دیکھا۔

"کچھ نہیں۔ آپ بتائیں، پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟" اب وہ مسکرایا تھا۔

"بہت اچھی جا رہی ہے۔"

"گڈ۔اگر کسی چیز کی سمجھ نا آئے تو بلا جھجھک مجھ سے پوچھ سکتی ہیں۔"وہ کھلے دل سے کہہ رہا تھا۔میرال نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

"بہت شکریہ آپ کا۔اگر مجھے مدد کی ضرورت ہوئی تو میں ضرور مدد لوں گی۔"غصہ آرہا تھا۔بس اس کے ٹیچر ہونے کا لحاظ آڑے آگیا تھا۔

"آ.....میں نے آپ کے بھائی کے متعلق سنا۔مجھے جان کر دکھ ہوا۔"وہ ایک دم سے افسردہ ہوا تھا۔میرال لحظے بھر کو چپ رہی۔

".Sorry to say but it's personal"

میرال نے ایسے انداز میں کہا تھا کہ وہ کچھ بول ہی نہیں پایا۔

دو سیکنڈ میں میرال اسے اس کی اوقات دکھا گئی تھی۔

"امید کرتی ہوں آئندہ آپ میرا راستہ نہیں روکیں گے۔"بات وہ آرام سے کر رہی تھی لیکن لہجے میں ایک تنبیہہ سی تھی۔بخت سمجھ کر سر ہلانے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"معذرت اگر آپ کو برا لگا ہو تو، میں بس ایک ٹیچر کے طور پر....."

"ٹیچر اور بھی ہیں۔ مگر کسی نے آج تک میرا راستہ روک کر مجھے ٹیوشن کی آفر نہیں کی۔"

برداشت کی بھی کوئی حد تھی۔ بخت کو اس وقت بے حد شرمندگی ہوئی تھی۔ وہ کچھ بول ہی نہیں پایا۔ میرال ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالتی جانے کو مڑ گئی۔ بخت کی نگاہیں دور تک اسے دیکھتی رہیں۔

"بالکل ٹھیک کیا میں نے۔ پہلے ہی میری پرانے گناہوں کی شرمندگی ختم نہیں ہو رہی۔"

وہ منظر غائب ہوا تو میرال خود کلامی کرتے ہوئے بولی۔ تبھی اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھی، اس لیے بغیر دیکھے فون اٹھا لیا۔

"ہیلو۔" وہ بیزاریت سے ہی بولی تھی۔

"کیا تم تھوڑی دیر کے لیے باہر آ سکتی ہو؟"

اس آواز پر میرال کا دل جیسے رک ہی گیا تھا۔ وہ یاسر تھا۔ہاں وہ یاسر ہی تھا۔اسے فون کان سے ہٹا کر یہ بات کنفرم کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"میرال؟"

جواب ناپا کر وہ دوسری جانب سے بولا۔

"یاسر تم.... تم نے اس وقت فون کیوں کیا؟"وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

"اس وقت؟شاید تم بھول رہی ہو کہ ہم اکثر ساری ساری رات باتیں کرتے گزار دیتے تھے۔"میرال کا دل جیسے حلق میں آیا تھا۔

"اور آج ابھی آٹھ بج رہے ہیں اور تم کہہ رہی ہو اس وقت؟ کہیں تمہارا دل مجھ سے بھی تو نہیں بھر گیا؟"اس نے بھی پر زور دیا تھا۔ میرال کا دل دکھا تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے گالوں پر گرنے لگے تھے۔

آہ۔ کیا گناہ کر چکی تھی وہ۔ اور وہ شخص جو محبت کا دعویدار تھا۔ سارے گناہ یاد کروا رہا تھا، بجائے اس پر مرہم رکھنے کے۔

"تمہارا" بھی" سے کیا مطلب ہے؟ تم کہنا چاہ رہے ہو کہ میں کوئی دل پھینک لڑکی ہوں؟"

یاسر کے تاثرات ایک سے ہی رہے تھے۔ سرد۔ جامد۔

"باہر آؤ۔ پھر بات کرتے ہیں۔"

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں باہر نہیں آسکتی۔" وہ غصے سے دبا دبا چلائی تھی۔ دور آسمان پر بادل گرجنا شروع ہو گئے تھے۔

"واہ۔ ایک وقت تھا جب مس میرال شیرازی میرے ساتھ بھاگ جانے کے لیے تیار تھیں۔ اور اب باہر ملنے نہیں آسکتیں۔" میرال کو لگا جیسے اس کا دل پھٹ جائے گا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ ایک انجان آدمی سے دل لگی کرنے کا کیا انجام ہے۔ حسد نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔

"تم مجھے میرا ماضی کیوں یاد کروا رہے ہو؟"

"باہر آؤ میرال۔ ورنہ میں اندر آجاؤں گا۔"اور یہاں میرال کی جان ہوا ہوئی تھی۔

"پلیز یاسر۔ یہ مت کرو۔ یہ بہت غلط ہے۔ پلیز خدا کے لیے.... معاف کر دو مجھے۔ پلیز یہ مت کرو۔"

وہ اب منتوں پر اتر آئی تھی۔

وہ رو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، مت آؤ۔ میں آجاتا ہوں۔"

اور میرال کو لگا تھا جیسے وہ سچ میں آجائے گا۔

"ٹھیک ہے.... میں آرہی ہوں۔ تم مت آنا۔"وہ آنسو پونچھتی اٹھ گئی تھی۔

"انتظار کر رہا ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality

دوسری جانب وہ فون کان سے لگائے، سب سے چھپتی چھپاتی صدر دروازے تک آئی تھی۔ دل تڑپ رہا تھا۔ روح فنا ہو رہی تھی۔ لیکن عزت بچانے کو وہ سب کچھ ایک طرف رکھ کر جا رہی تھی۔

وہ باہر سڑک پر آئی تو سامنے ہی یاسر کی گاڑی نظر آ گئی۔

"کیا اب مجھے گاڑی میں آ کر بیٹھنا ہو گا؟" اس نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کال ابھی تک چل رہی تھی۔

"نہیں۔" یاسر نے نفی میں گردن ہلائی۔

"تو پھر باہر کیوں بلایا ہے؟ بدلا لینے کے لیے؟" میرال کی آنکھیں صدمے سے کھل گئی تھیں۔

"تم میری عزت کو پامال کرنے آئے ہو۔ آہ..... مجھے یقین نہیں آ رہا۔ نہیں.... تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم ناراض ضرور ہو لیکن..... تم میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتے۔ تم مجھ سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

محبت کرتے ہو نا،یاسر۔"وہ اسے دیکھتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔یاسر کا دل مزید سخت ہوا۔

"بہت بولتی ہو تم۔تمہاری یہ بولتی بند کرنے آیا ہوں۔"گاڑی کی فلیش لائٹس تیز ہوئی تھیں۔ٹائر چرچڑائے۔

"تم اتنے سنگدل کیسے ہو سکتے ہو؟"میرال نے آخری سوال پوچھا تھا۔

"یہ پتھر دل کبھی نرم ہوا کرتا تھا۔تم نے اسے سنگدل بنا دیا ہے۔"گاڑی تیزی سے سڑک کنارے بڑھی تھی۔میرال کو کچھ بھی بولنے کا موقع دیئے بغیر وہ گاڑی اسے روندھتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔جانے والے نے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔لیکن فضا میں ایک نسوانی چیخ بلند ہوئی تھی۔

سڑک کنارے ایک وجود خون سے لت پت پڑا ہوا تھا۔آنکھیں بے یقینی سے کھلی ہوئیں تھیں۔ان میں سے آنسو رواں تھے۔

کیا کوئی تھا جو اس کے لیے روتا۔

کبھی رگوں میں

زندگی بن کر دوڑتی تھی

جو محبت

آج اسی نے

توڑ ڈالی

ڈور زندگی کی

بے وفا تجھے

جانے کی تھی

جلدی بہت

اور سنگ نا تھی

زندگی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کہ تجھے روکنے کو

دیتے ہم آواز

از قلم ماریہ ✍

ooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے

قسط نمبر:11

یوں تو

زندگی

ختم ہو ہی

جائے گی

اک دن

لیکن

مر جانا

کچھ اور ہے

اور مار دینا کچھ اور

بادل جو آسمان پر چھائے ہوئے تھے،اب وہ پانی بن کر زمین پر اتر رہا تھا۔بارش نہ زیادہ تیز تھی نہ کم۔بارش کے پانی میں کسی کا خون مل رہا تھا۔خون کا تالاب وہاں پڑے ایک وجود

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سے نکل رہا تھا جو سڑک کنارے بے یقین آنکھیں لیے ایک سمت دیکھ رہا تھا۔ وہی سمت جہاں سے کچھ دیر پہلے یاسر کی گاڑی گئی تھی۔ اس کا سر کسی پتھر سے ٹکرایا تھا اور اسی سے خون بہہ رہا تھا۔

جب یاسر کی گاڑی کی ہیڈ لائٹس تیز ہوئیں تو وہ چوکنے ہو گئی تھی۔ اس کی گاڑی تیزی سے اپنی جانب بڑھتی دیکھ وہ تیزی سے پیچھے ہوئی لیکن کسی چیز میں اس کا پیر اٹکا اور وہ سر کے بل ایک پتھر پر جا گری۔ گاڑی وہاں رکی نہیں تھی لیکن میرال کی ساری دنیا وہیں رک گئی تھی۔ بے شک وہ اس کی گاڑی کی ٹھوکر سے نہیں گری تھی لیکن وہ مارنے تو آیا تھا نا اسے۔ وہ میرال کو زندہ لاش بنا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی ایک اور گاڑی وہاں آ کر رکی تھی۔ گاڑی میں بیٹھا وجود تیزی سے نیچے اترا اور میرال کی جانب بھاگا۔

"میرال۔" برہان گھٹنوں کے بل اس کے پاس آ کر گرا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی بارش میں بھیگ رہے تھے۔

"میرال یہ کیا ہوا ہے تمہیں۔"وہ اس کا سر اپنی گود میں رکھے پوچھ رہا تھا۔اس کی حالت ایک مردے کی سی ہو رہی تھی۔ لیکن میرال کا ذہن اس طرف تھا ہی نہیں۔وہ تو جیسے صدمے میں تھی۔

"میرال۔بیٹا۔پلیز آنکھیں نہیں بند کرنا۔"اس کی آنکھیں بند ہوتی دیکھ برہان نے منت کی تھی۔

آہستہ آہستہ لوگ وہاں جمع ہو رہے تھے۔کوئی ایمبولینس کو فون کر رہا تھا۔کوئی پولیس کو۔ کسی نے میرال کے گھر بتا دیا تھا تو سارا شیرازی خاندان وہاں جمع ہو گیا تھا۔

"میرال میرا بچہ۔"ادیب بھی وہیں زمین پر بیٹھ گئے تھے۔

"کیا ہوا ہے۔کس نے کیا ہے میری بچی کا یہ حال؟"وہ میرال کا بے جان وجود اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔ حلیمہ تو جیسے سن ہو گئیں تھیں۔

"ہم ان سیدوں کی عزت کرتے ہیں اس لیے چھوٹا منہ بڑی بات۔ بھلا رات کے اس وقت ان کی صاحبزادی باہر کرنے کیا آئی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بھیڑ میں کسی عورت کی آواز گونجی تھی۔ دادی نے گردن موڑ کر ادھر ادھر اس وجود کو تلاشا۔

"میرال آنکھیں کھولو۔ پلیز ایسا نہیں کرو۔ دیکھو بھائی... بھائی آ گیا ہے۔ پلیز میرال اللہ کا واسطہ ہے۔" برہان بچوں کی طرح روتا ہوا اس کی منتیں کر رہا تھا۔

"میرال نہیں کرو۔ اپنے بھائی کو مزید کوئی تکلیف مت دینا۔ پلیز میرال۔" وہ اس کا بے جان ہاتھ لبوں سے لگائے بولا۔

"دیکھو تو ذرا۔ بہن کو خود مار کر اب ڈرامے بازیاں کر رہا ہے۔ توبہ توبہ۔ کیسے منافق لوگ رہتے ہیں یہاں۔"

ایک اور آواز برہان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ اور اس کا وجود ساکت ہوا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہاں بہت رش تھا۔ نا جانے کس کی آواز تھی۔

"میرال۔ بابا کی جان۔ دیکھو۔ یوں نہیں کرتے بیٹا۔ یوں اپنوں سے منہ نہیں موڑا کرتے۔" ادیب صاحب بھی رو رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایمبولینس اور پولیس کی گاڑی ایک ساتھ وہاں آئی تھیں۔ کسی نے آگے بڑھ کر اس کی نبض کو دیکھا۔

"کیا..... کیا میری بچی زندہ ہے؟" ادیب صاحب نے اسی پیرامیڈک سے پوچھا۔ اس نے سر نفی میں ہلایا۔ ادیب صاحب کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبایا تھا۔ برہان کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔ اور حلیمہ..... وہ تو بت ہی بن گئیں تھیں۔

"ان کی سانسوں کی رفتار بہت سلو ہے۔ جلدی سے اسٹریچر لاؤ۔" وہ بلند آواز میں چلایا تھا۔ اسٹریچر لایا گیا تو میرال کو اس پہ لٹا کر ایمبولینس میں ڈال دیا گیا۔ برہان نے ایمبولینس میں بیٹھنا چاہا جب کسی نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔

"آپ ہسپتال نہیں، بلکہ ہمارے ساتھ تھانے جائیں گے۔" وہاں ایک پولیس اہلکار کھڑا تھا۔ اس نے سرخ پڑتی آنکھوں سے اہلکار کو دیکھا۔

"میں پولیس اسٹیشن کیوں جاؤں گا؟ میری بہن کا ایکسیڈنٹ ہوا....۔"

"ہوا نہیں۔ کیا گیا ہے۔ اور یہ ایکسیڈنٹ آپ نے کیا ہے۔" پولیس والے نے خود آگے بڑھ کر اسے ہتھکڑی لگاتے ہوئے کہا۔ برہان کے سر پر گویا دھماکہ ہوا تھا۔

"بہن ہے وہ میری۔ میں کیوں اس کے ساتھ یہ سب کروں گا۔"

"یہی ہمیں جاننا ہے۔ اس لیے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔"

"پاگل ہو گئے ہیں آپ لوگ۔ اسے کیوں لے کر جا رہے ہیں؟" ادیب صاحب ایمبولینس کے جانے کے بعد اس طرف آئے تھے۔

"بابا آپ میرال کے ساتھ کیوں نہیں گئے۔ اسے اکیلے کیوں بھیج دیا؟" برہان اپنے باپ کو وہاں دیکھ کر میرال کے لیے فکر مند ہوا تھا۔

"اپنی ماں کی حالت دیکھو۔ خود کو دیکھو، جس پر بہن کی جان کا الزام لگ رہا ہے۔ میں ایسے کیسے.....؟"

"بابا پلیز جائیں۔ میرال کے ساتھ جائیں۔ میں امی کو سنبھال لوں گا۔"

"موقع پر آپ کی گاڑی دیکھی گئی ہے، برہان صاحب۔ لوگوں کا یہی کہنا ہے کہ جب وہ یہاں پہنچے تو آپ کی گاڑی کے علاوہ یہاں کوئی اور گاڑی نہیں تھی۔ اس لیے چلیں ہمارے ساتھ۔"

پولیس والا اس کے سید ہونے کے احترام میں ادب سے بات کر رہا تھا۔ برہان سمجھ گیا تھا کہ اب چارہ نہیں ہے کوئی۔

"بابا مجھے جانا ہی ہو گا۔ آپ گلفام بھائی سے رابطہ کریں۔ انشاللہ کل تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"برہان۔" ادیب صاحب نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"پلیز بابا۔ سمجھنے کی کوشش کریں۔ آپ امی اور دادی کو گھر لے جائیں۔ اور گلفام بھائی کو کہیں کہ وہ میرال کے پاس چلے جائیں۔ یا ممانی کو یہاں بھیج دیں اور خود ہسپتال جائیں۔ میری فکر نا کریں۔" وہ انہیں دلاسہ دے رہا تھا حالانکہ کے اس کا اپنا دل بری طرح شل ہو رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر میرے بیٹے کو خراش تک بھی آئی تو چھوڑوں گا نہیں تم لوگوں کو۔"ادیب نے قہر بار نظروں سے پولیس والے کو دیکھا۔وہ سر کو خم دیتا برہان کو گاڑی میں بٹھانے لگا۔

برہان نے ایک نظر زمین پر بے سدھ بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا۔پھر کرب سے آنکھیں موند لیں۔

اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ بتاتا کسے۔

°°°°°°°°°°°°°°°

وہ آفس سے واپس آیا تو ایک ملازم نے آگے بڑھ کر اس کا لیپ ٹاپ لینا چاہا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم؟"

جازم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تو وہ ڈر کر پیچھے ہوا۔

"دلہن بیگم کا حکم ہے،صاحب۔اسے لیپ ٹاپ دے دیں۔"جازم نے حیرت سے عالیہ کو دیکھا جو ایک جانب کھڑی تھیں۔

"کیوں۔ کیا تم نے اسے بتایا نہیں کہ میں اپنی پرسنل چیزوں کو کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا۔"

اس نے بھنویں اوپر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"بتایا تھا۔ منع بھی کیا تھا۔ لیکن ان کی سخت ہدایت تھی کہ آپ کا سیل فون، کار کی چابی، کوٹ اور لیپ ٹاپ آپ سے لے کر آپ کو ٹی وی لاؤنج میں بھیج دیا جائے۔"

وہ کسی روبوٹ کی طرح بولی تھیں۔ وہ چند پل حیرت سے انہیں دیکھتا رہا، پھر اپنا سامان عالیہ کو دے دیا۔

"اسے احتیاط سے میرے کمرے تک پہنچا دینا۔"

وہ سرد آنکھوں سے انہیں دیکھتا وہاں سے چلا گیا۔

ٹی وی لاؤنج میں آیا تو وہاں اندھیرہ تھا۔ ہاں البتہ ٹی وی کی مدھم روشنی پورے لاؤنج میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ دیکھ سکتا تھا کہ سامنے صوفے پر وہ دونوں ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھی ہوئیں تھیں۔ جازم کے آنے پر آیت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آ گئے آپ؟" وہیں بیٹھے بیٹھے پوچھا۔ شہوات نے بھی اسی جانب دیکھا۔ جازم ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر چونکا تھا۔

"بڑی دوستی ہو گئی ہے تم دونوں میں۔" وہ وہیں چلا آیا۔ شہوات اور آیت نے درمیان میں سے جگہ چھوڑ دی تھی۔ وہ وہیں آ کر بیٹھا تھا۔ دونوں بازو صوفے پر پھیلا دیئے۔

"آپ ہماری دوستی کو نظر لگانے آئے ہیں؟"

آیت نے پاپ کارن اپنے منہ میں رکھتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ ہولے سے مسکرایا۔

"ہرگز نہیں۔ لیکن کل کے واقعے کے بعد میری حیرت تو بنتی ہے نا۔" اس نے آیت کے کھلے بالوں پر اپنی انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔ شہوات البتہ ٹی وی ہی دیکھ رہی تھی۔

"آپ رہنے دیں۔ نہ حیران ہوں۔ بس یہ بتائیں بھوک تو نہیں لگی؟" وہ اس کے کندھے پر سر ٹکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔ آج ایک کولیگ کے ساتھ ڈنر پلان تھا۔ کر کے آیا ہوں۔"

آیت نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ تھکے ہوئے تو نہیں؟"جازم کے کف لنکس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل بھی نہیں۔ تمہیں دیکھ کر میری ساری تھکن دور ہو گئی ہے۔"وہ اسی طرح دلکشی سے مسکراتا ہوا بولا تھا۔

"نیند تو نہیں آ رہی؟"اس نے بے اختیار اس کی آنکھوں کو چھوا۔جازم نے آنکھیں بند کر کے اس کے لمس کو محسوس کیا تھا۔اک سکون سا تھا جو اس کے اندر اتر گیا تھا۔اس کے اندر کے اچھے انسان نے اس لمحے کو اپنی پوری زندگی سے زیادہ قیمتی جانا تھا۔

"اگر تم یونہی کندھے پر سر رکھے باتیں کرتی رہو گی تو کس کمبخت کو نیند آئے گی۔"وہ بلش کر گئی تھی۔

"اب اتنی سی بات پر بلش کرو گی تو پھر میرا اپنے دل پر کنٹرول مشکل ہو جائے گا۔"وہ اس کے سر کے ساتھ اپنا سر مس کرتے ہوئے بولا تھا۔

"چپ کر جائیں۔ بچی ہے پاس۔" وہ اس سے نظریں چراتی ٹی وی کو دیکھنے لگی۔ وہ بنا آواز کے گردن پیچھے پھینک کر ہنسا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ اتنے سخت احکام کیوں جاری کیے گئے ہیں؟" اب وہ اسے اپنے ساتھ لگائے پوچھ رہا تھا۔

"کیونکہ آج ہم نے ایک پروگر بنایا ہے۔"

"کیسا پروگرام؟"

"رات دیر تک جاگ کر ٹام اینڈ جیری دیکھنے کا۔"

جازم نے گردن موڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"یعنی اب ایک اتنا بڑا بزنس مین ٹام اینڈ جیری دیکھے گا؟"

اس نے تعجب سے کھلی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا۔

"تو کیا بڑے بزنس مین کے پاس دل نہیں ہوتا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سوال شہوات کی جانب سے آیا تھا۔ان دونوں نے گردن موڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کی نظریں ٹی وی پر تھیں لیکن اس کی سماعت ان دونوں کی جانب لگی ہوئی تھی۔

آہ۔ آیت خوامخواہ غیر آرام دہ ہوئی تھی۔ جبکہ جازم کے لب اس کی حالت پر شرارت سے مسکرائے تھے۔

"خیر۔ تم دونوں دیکھو یہ کارٹون۔ میں نہیں دیکھ رہا۔"

وہ جانے کے لیے اٹھنے لگا جب ان دونوں نے اس کے بازو پکڑ کر سخت چتونوں سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر ضرورت پڑی تو ہم آپ کو یہاں باندھ بھی سکتے ہیں۔" آیت نے دھمکی آمیز انداز میں کہا تھا۔

"اس لیے ہماری شرافت کا ناجائز فائدہ نا اٹھایا جائے۔" اب شہوات نے کہا تھا۔

وہ واقعی ہی حیران ہو رہا تھا۔

"میں واقعی ہی تم دونوں سے ڈر گیا۔"

وہ واپس بیٹھا تو وہ دونوں گردن اکڑا کر سیدھی ہوئیں۔

"اسی میں بھلائی ہے۔" آیت نے اکڑی گردن کے ساتھ اسے دیکھا۔

جازم نے ابرو اچکائے۔ جیسے کہہ رہا ہو....

"اچھا جی۔"

آیت نے پلکیں جھپکائیں اور اس کا رخ ٹی وی جانب پھیر دیا۔

اب شہر کا نامور بزنس مین اپنی بیٹی اور بیوی کے ساتھ بیٹھا ٹام اینڈ جیری دیکھ رہا تھا۔

"دلچسپ ہیں۔ لیکن مجھے مزا نہیں آرہا۔"

وہ منمنایا تو ان دونوں نے گھوریوں سے اسے دیکھا۔ وہ ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

اور پھر دوبارہ اس کی آواز نہیں نکلی تھی۔

oooooooooooo

"کیا ہوا ہے انکل۔ مجھے ہر چیز اسے ے تک بتائیں؟"

گلفام نیلم بیگم کو پھوپھو کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ اب وہ، وجدان اور ادیب ہسپتال میں تھے۔

"میں نہیں جانتا بیٹا۔ مجھے نہیں پتا کہ میرال باہر کیا کرنے گئی تھی۔ میں تو جب باہر گیا، وہ سڑک پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔"

وہ ایک بینچ پر بے حال سے بیٹھے ہوئے تھے۔

"برہان کو کیوں لے کر گئے ہیں؟"

"مارنے والا میری بیٹی کو مار کر چلا گیا تھا۔ لوگ تب نہیں آئے جب وہ اسے بچا سکتے تھے۔ لیکن لوگ تب ضرور آئے جب وہ کسی بے گناہ پر گناہ کا الزام لگا سکیں۔"

گلفام نے پیچھے کھڑے وجدان کو دیکھا۔

"بابا نوفل آرہا ہے۔ آپ انکل کے پاس رہیے گا۔ میں پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں۔"

وہ وجدان سے کہتا کھڑا ہو گیا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن دھیان سے۔ اپنے غصے پر کنٹرول رکھ کر بات کرنا۔ معاملہ نا بگاڑ دینا۔"

وجدان کی ہدایات پر اس نے انہیں صدمے سے دیکھا۔

"بابا۔ لوگ مجھے کیس دیتے ہیں۔ مجھ پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ کس وجہ سے؟ میرے پر سکون رویے کی وجہ سے۔"

"ہاں جانتا ہوں۔"

ان کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گلفام نفی میں سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے دس منٹ بعد کوئی وہاں آیا تھا۔ وجدان نے گردن موڑ کر کاریڈور کے سرے پر دیکھا تو ایک نوجوان نظر آیا۔ وہ وجدان کو اشارہ کر رہا تھا۔

"تم بیٹھو۔ میں دو منٹ میں آتا ہوں۔" ادیب سے کہہ کر وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔

oooooooooooooooo

"یقین نہیں آتا کہ اب بھی آپ جیسے دقیانوس لوگ اس دنیا میں پائے جاتے ہیں۔" وہ پولیس والا جیل کے اندر برہان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ برہان کی آنکھوں میں سرد مہری تھی۔ اعصاب تنے ہوئے تھے۔ وہ پولیس والے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے کچا چبا جائے گا۔

"تم نہیں جانتے لیکن میں تمہیں ایک چیز کلیئر کر دوں۔ ہماری آج کل کی پڑھی لکھی قوم زیادہ دقیانوس اور نااہل ہے۔" برہان نے لفظ نااہل پر زور دیا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ مسٹر شیرازی۔ پہلے لوگ غیرت کے نام پر قتل نہیں کرتے تھے۔ لیکن اب دقیانوسی کی انتہا قتل ہے۔ ٹھیک کہا آپ نے۔" پولیس والے نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے گردن ہلائی۔

"میں نے نااہل بھی کہا ہے۔" برہان نے اسے سخت چتونوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نااہل کیسے؟" پولیس والا سنجیدہ تھا۔

برہان آگے ہوا۔اس کی آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھ دیں۔

"ہر پولیس کی وردی پہننے والا ضروری نہیں ہے کہ وہ اس کا اہل بھی ہو۔کچھ نا اہل بھی ہوتے ہیں۔تمہاری طرح۔"

پولیس والے نے بھنویں اکٹھی کر کے غصے سے برہان کو دیکھا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو نوجوان؟"اس کے سوال پر برہان نے گہرا سانس لے کر ادھر ادھر دیکھا۔پھر واپس اسے۔

"میں کہنا نہیں چاہتا۔میں کہہ رہا ہوں۔تم نا اہل ہو۔پوچھنی ہے تو وجہ پوچھو۔"

"کیا وجہ ہے؟"اس نے لب چبا کر پوچھا۔

"وجہ ہے.....بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے میرا یہاں ہونا۔بہن کے قتل کے الزام میں، میں جیل میں ہوں جبکہ اس کے قتل کے وقت میں وہاں تھا ہی نہیں۔میرے آنے سے

پہلے ہی کوئی اسے مار کر بھاگ گیا تھا۔"وہ اس سے بھی زیادہ چبا کر بولا تھا لیکن میرال کا یوں ذکر اسے بہت تکلیف دے رہا تھا۔ناجانے اس کی بہن کیسی ہو گی۔

"لوگوں نے آپ کو خود دیکھا تھا وہاں۔"

"لوگوں نے تو بہت کچھ دیکھا تھا۔لوگوں نے تو یہ بھی دیکھا کہ.....کوئی اس وقت آپ کی.....جیب میں.....چند ہزار کے نوٹ ڈال رہا تھا۔"

وہ اتنی ٹھنڈی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا کہ پولیس والے کا سانس وہیں اٹک گیا۔اس نے دیدے پھاڑ کر برہان کو دیکھا۔

جسم سے خون کا آخری قطرہ بھی سینچ لیا گیا تھا۔

ooooo/ooooooooo

"مجھے تو لگتا ہے بھابھی کہ میرے ہنستے بستے گھر کو کسی حاسد کی نظر لگ گئی ہے۔"

نیلم اور شائستہ، حلیمہ بیگم کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔

"پہلے ہی میں برہان کی وجہ سے پریشان تھی اور اب میری بچی۔ میری میرال۔ یا اللہ میری بیٹی کو تندرست کر دے۔ اسے زندگی کی طرف لوٹا دے۔"

وہ باقاعدہ رو رہی تھیں۔ ان کا دل بہت زیادہ تکلیف میں تھا۔ اولاد کا غم انسان کو بوڑھا کر دیتا ہے اور اس وقت حلیمہ کی حالت کچھ ایسی ہی تھی۔

"دعا کرو حلیمہ۔ اللہ اپنے بندے پر اس کی جان سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔" نیلم انہیں اپنے ساتھ لگائے تسلی دے رہیں تھیں۔

"آپ میرا غم نہیں سمجھ سکتیں، بھابھی۔ میرا غم بہت بڑا ہے۔ پہلے سارا انتھیال میرے بچے کے ساتھ خفا تھا۔ اب لوگ میری بچی پر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔" ان کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

"ہمت کرو حلیمہ۔ گلفام سب سنبھال لے گا۔ وہ برہان کو واپس لے کر ہی آئے گا۔" اب شائستہ بولی تھیں۔

"اور میری بچی؟"

"تم اس کے لیے بہت زیادہ دعا کرو۔ماں کی دعا سے بڑھ کر بھی بھلا کچھ ہے؟"

وہ شفقت سے ان کا کندھا تھپک کر بولی تھیں۔

"ناجانے کس سے ملنے گئی تھی۔انجام بھگت لیا اب۔"دوسری جانب دادی کاشفہ سے بات کر رہی تھیں۔بات کیا بلکہ زہر اگل رہی تھیں۔

"میں منع کرتی تھی ادیب کو لیکن وہ تو بیوی کی بات کو ہی حرفِ آخر سمجھتا تھا۔نتیجہ دیکھ لو۔"

"بالکل ٹھیک ہوا ہے اس عورت کے ساتھ اماں۔جادو گرنی کہیں کی۔میری اولاد نہیں ہوئی اس کی وجہ سے۔دیکھنا،اس کی بھی نہیں رہے گی۔انشاللہ۔"

"ارے ہٹ۔لڑکی کی پرواہ نہیں مجھے۔لیکن برہان کے لیے بدعا نا نکالنا۔ادیب کے بڑھاپے کا سہارا ہے۔"وہ تلخی سے بولی تھیں۔

"میری بلا سے بھائی بھی جہنم میں جائیں۔جو مرد بہنوں کا نہیں،اسے مر ہی جانا چاہیے اماں۔"

اور یہاں سکینہ بیگم کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبایا ہو۔وہ تو جو بہو سے نفرت کرتی تھیں سو کرتی تھیں۔ان کی بیٹی تو ان سے بھی چار ہاتھ آگے تھی۔

"بکواس نا کر بھائی کے بارے میں۔اکلوتا بچہ ہے میرا کلموہی کہیں کی۔"وہ غصے سے بولی تھیں۔دل پر ہاتھ جو پڑا تھا۔

"بھئی اماں تم نے تو وہاں رہنا ہے۔اس لیے مجبور ہو۔میری کیا مجبوری۔میں دل کی بات کہوں گی۔"

وہ کہاں باز رہنے والی تھی۔اماں نے مزید کچھ بھی سنے بغیر فون بند کر دیا تھا۔دل ابھی تک بے طرح سے دھڑک رہا تھا۔

"منحوس ماری۔"

وہ لعنت بھیجتی بولی تھیں۔

oooooooooooooooo

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

وجدان کے سامنے بخت تھا۔

"وہ کیسی ہے،انکل؟"

وہ پریشان تھا۔بلکہ فکر مند تھا۔

"تمہیں اس کی طبیعت کے بارے میں کیوں جاننا ہے؟اور تمہیں اس حادثے کے بارے میں کیسے علم ہوا؟" بخت نے نم آنکھوں کے ساتھ انہیں دیکھا۔

"یہ بات ہم بعد میں کریں گے۔مُجھے بتائیں وہ کیسی ہے؟"

کچھ تھا اس کے انداز میں جو وجدان کو کھٹکا تھا۔

"ابھی اس کا آپریشن چل رہا ہے۔دعا کی ضرورت ہے۔ڈاکٹرز نے کوئی اچھی امید نہیں دلائی۔" وجدان بھی پریشان تھے۔

"او خدا۔" بخت کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔ وہ دیوار کے ساتھ پشت ٹکائے جیسے بے بس ہو رہا تھا۔

"بخت۔ تم ٹھیک ہو؟" وجدان نے اس کے بازو کو چھوا۔

"نہیں۔ میں ٹھیک نہیں ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بولا تھا۔ وجدان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اور اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں ٹھیک رہوں گا بھی نہیں۔" آنسو اس کے چہرے پر گرے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آنکھیں بند کرنے سے پہلے میرال کو یاسر کے بعد گلفام کا خیال آیا تھا۔ اسے لگا تھا کہ کوئی نہیں تھا جو اس کے لیے روتا۔

اسے کہو ایک دفعہ آ کر دیکھ لے۔ کوئی ہے جو اس کے لیے رو رہا ہے۔ کوئی ہے جو اس کے مر جانے کے خوف سے خود مر رہا ہے۔

وجدان کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔

"?Are you in love with her, Bakht"

بخت نے گہرا سانس لے کر انہیں دیکھا۔

"اگر ایک چٹان جیسا مظبوط انسان کسی کے مر جانے کے خوف سے بے بس ہو کر رو رہا ہے تو اور پیار کیا ہو گا۔"

"بخت۔"

"مجھے لگتا ہے وہ.....وہ میرے دماغ پر قابض ہو گئی ہے۔وہ....وہ چہرہ تھا جسے میں نے آنکھیں بند ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔میں آج اس چہرے پر موجود آنکھوں کا بند ہو جانا برداشت نہیں کر پا رہا۔"

وہ خود کو روک رہا تھا لیکن بے بسی انتہا کی تھی۔وجدان تو جیسے سکتے میں چلے گئے تھے۔انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کے سامنے بخت تھا۔وہ بخت جو اپنی ماں کی موت پر نہیں رویا

تھا۔ جسے رشتوں کی دوری نے بے حس بنا دیا تھا۔ اس کے سامنے بہت کچھ ہوتا تھا، یہاں تک کہ جہاں وہ رہتا تھا وہاں کسی کی موت پر ایک تکلیف دہ تاثر کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملتا تھا، آج وہ بخت رو رہا تھا۔

وجدان کو پچیس سال پہلے کا ایک واقعہ یاد آیا تھا۔ جب وہ پہلی دفعہ بخت سے ملے تھے۔ ننھا سا دو دن کا بخت۔

oooooooooooooooo

جیل کا کمرہ ویسا ہی تھا۔ خاموش۔ بے رونق۔ سرد۔ استہزایہ۔

"بکواس ہے یہ۔ جھوٹ ہے یہ۔ الزام ہے یہ۔" کچھ لمحوں بعد انسپکٹر نعمان کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

"کیا ثبوت ہے؟"

برہان استہزایہ مسکراہٹ لیے ہوئے تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے پاس کوئی پیسے نہیں ہیں۔اور ثبوت کے طور پر میں اپنا بینک اکاؤنٹ دکھا سکتا ہوں۔"

"یہ تو کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے۔"

"دیکھو شاہ۔میں تمہارے سید ہونے کا احترام کر رہا ہوں۔میں بتا رہا ہوں،اس الزام پر میں تمہارا وہ حال کروں گا جو تم نے سوچا بھی نہیں ہو گا۔"اب وہ طیش میں آیا تھا۔برہان نے کچھ لمحات خاموشی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا انسپکٹر صاحب۔اپنی باری پر تو آپ غصہ ہی کر گئے۔جائیں میں نہیں کھیل رہا یہ الزام الزام کا کھیل۔"برہان بچوں کی طرح منہ بنائے بولا تھا۔انسپکٹر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"تم.....تم مذاق کر رہے ہو میرے ساتھ؟"

"کیوں۔مذاق صرف آپ کر سکتے ہیں؟"اب کے وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

"خود پر الزام لگا تو جوش میں آ گئے۔ اور مجھ پر بے بنیاد الزام لگا کر یہاں لے آئے۔ بغیر ایف آئی آر کے۔ تم جانتے ہو نا اس کی سزا میں تمہیں بہت نقصان ہو سکتا ہے۔"

پولیس والا تو کچھ بول ہی نہیں پایا۔ یہ سچ تھا کہ وہ محض لوگوں کی غلط بیانی پر اسے وہاں لے آیا تھا۔ لیکن وہ غلط بندے کو اٹھا لایا تھا۔ جس نے اسے محض لفظوں سے ہی سبق سکھا دیا تھا۔

"لوگوں نے آپ کی گاڑی وہاں دیکھی تھی۔" اب وہ ذرا دھیما پڑا تھا۔

"لوگوں نے میرے گھر کی عورت کو روندھنے والی اس گاڑی کو دیکھا تھا، جس میں بیٹھا درندہ ان کی نااہلی کی وجہ سے بھاگ گیا۔ ڈرپوک ہیں یہ سارے اور تم بھی۔" برہان نے حقارت سے اسے دیکھا۔

پولیس والا جان گیا تھا کہ انٹرٹینمنٹ کے چکر میں وہ اپنا نقصان کر بیٹھا ہے۔

"معاف کر دیں شاہ صاحب۔ میں آپ کو باعزت آپ کے گھر....۔"

"تم مجھے یہاں سے نکالو۔ میں خود بھی جا سکتا ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بے مروتی سے بولا تھا۔

"لیکن ہم آپ کے محافظ....۔"

"لعنت ہو ایسے محافظوں پر جو محض دل بہلانے کے لیے کسی کی بھی عزت کے ساتھ کھیل جاتے ہیں۔یا چند ہزار روپوں کی خاطر اپنا ضمیر بیچ دیتے ہیں۔نااہل کہیں کے۔"وہ اپنی شرٹ جھاڑتا اٹھا تھا۔پولیس والا شرمندگی سے کچھ بول ہی نہیں پایا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک پیپر سائن کر کے تھانے سے باہر آ گیا تھا۔وہیں اسے گلفام ملا تھا۔

"برہان۔تم ٹھیک ہو؟"وہ پریشان سا اس کے پاس آیا۔

"میں ٹھیک ہوں گلفام بھائی۔گھر چلتے ہیں۔"

"گھر؟کیا چھوڑ دیا ان لوگوں نے؟"

"گھر چل کر بات کرتے ہیں۔"

وہ بیزار سا بولا۔

"گھر جا کر نہیں۔ یہیں پر بات کرنی ہے۔ میں ذرا اس پولیس والے کو سیدھا کروں۔"

وہ غصے سے اندر کی جانب بڑھا تھا جب برہان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"جانے دیں بھائی۔ مجھے فی الحال میرال کے پاس جانا ہے۔ چلیں۔"

وہ بے بسی سے بولا تھا۔ گلفام نے اسے دیکھا۔ وہ تھکا ہوا لگتا تھا۔ مزید کچھ بھی کہے بغیر وہ اسے اپنے ساتھ لے آیا۔

ooo/oooooooooooo

وہ وہاں سے سیدھا ہسپتال آئے تھے۔ ادیب اور وجدان اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھے۔

"برہان۔ میرا بیٹا۔ تم ٹھیک ہو؟"

ادیب نے اسے بھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔ نا جانے کتنے دنوں بعد برہان نے ان کا محبت بھرا لمس محسوس کیا تھا۔ اور اس کی قیمت کیا تھی۔۔۔۔ میرال کا ایکسیڈنٹ۔۔

۔۔۔ برہان کا جیل جانا۔

"میں ٹھیک ہوں بابا۔ میرا ل کیسی ہے؟"

وہ ان سے الگ ہوتے بے چینی سے بولا۔ ادیب کے چہرے پر سایہ لہرایا تھا۔

"آپریشن ہو گیا ہے اس کا۔ لیکن.....ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ صرف اڑتالیس گھنٹے دیئے ہیں۔" وہ سفید چہرے کے ساتھ بولے تھے۔

"کیا مطلب کچھ بھی ہو سکتا ہے؟" اس کا دل ہول رہا تھا۔

"وہ.... مدت ختم ہونے کے بعد قومہ میں بھی جا سکتی ہے اور..... مر بھی سکتی ہے۔"

"بابا۔" وہ تڑپا تھا۔

"ڈاکٹرز نے اسے وینٹی لیٹر پر لگا دیا ہے۔"

مزید معلومات پر برہان کا دل سینہ چیر کر باہر آنے کو بے تاب ہوا تھا۔

"یا اللہ۔" وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بے بسی سے جھکا تھا۔ گلفام نے اسے تھاما۔

"حوصلہ کرو برہان۔ اللہ اپنا رحم کرے گا۔"

Clubb of Quality Content

"خود کو سنبھالو بیٹا۔"

وجدان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ماموں۔" اس نے وجدان کے گلے لگنا چاہا لیکن انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ وہ رک گیا۔ یعنی ناراضگی ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔

"گلفام اسے گھر لے جاؤ۔ حلیمہ پریشان ہے۔ برہان کو دیکھے گی تو کچھ بہتر ہو جائے گی۔"

وجدان کے رکھائی سے کہنے پر برہان کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔ گلفام کو خود وجدان کا یہ انداز پسند نہیں آیا تھا۔ لیکن فی الحال وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے خاموشی سے اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

oooooooooooooo

وہ دونوں اس کے بازوؤں پر ہی سو گئی تھیں۔ٹی وی ابھی تک چل رہا تھا اور وہ تھا کہ ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔دو دفعہ سامنے رکھا موبائل بجا تھا اور یہاں سے اسے اسکرین پر لکھا نام تک نظر نہیں آیا۔

اس نے آیت کے سر کے نیچے سے اپنا بازو نکالنا چاہا، تبھی اس کی آنکھ کھل گئی۔

"کیا ہوا۔کون ہے۔ کہاں ہوں میں۔"

وہی عادت۔ نیند سے جاگنے کے بعد اس کے بے اختیار بولے جانے والے جملے۔جازم نے کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا، جو دوبارہ واپس ٹیک لگا کر سو چکی تھی۔وہ ہولے سے مسکرایا۔ اس نے شہوات کے نیچے سے بازو نہیں نکالا تھا بلکہ اسے بازو میں بھر کر اس کے روم میں لے گیا۔کچھ دیر بعد واپس آیا اور پھر آیت کو اٹھا کر کمرے میں لے آیا اور احتیاط سے بیڈ پر لٹا دیا۔ایک نظر اسے دیکھ کر وہ واپس لاؤنج میں آیا اور ٹی وی بند کر دیا۔موبائل اٹھا کر کمرے کے ساتھ منسلک اسٹڈی میں چلا گیا۔

موبائل سامنے کیا تو روحیل کی کال تھی۔اس نے واپس فون ملایا۔فون جلد ہی اٹھالیا گیا تھا۔

"ہاں کہو۔"

اور پھر جو کچھ اس نے کہا تھا اس نے جازم کے پرخچے اڑادیئے تھے۔

"کیا بکواس کررہے ہو؟"وہ غصے سے دبادبا چلایا تھا۔

"میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے سر۔"

"وہ زندہ ہے یا مر گئی؟"وہ بے چین ہوا تھا۔

"نا زندہ ہے۔نا مری ہے۔وینٹی لیٹر پہ ہے۔"جازم کچھ نہیں بولا۔

"کیا حکم ہے سر۔"جازم کی جانب سے خاموشی پا کر روحیل نے خود ہی پوچھا۔

"ہاں....بس تم خبر رکھو۔جیسے ہی اسے ہوش آئے مُجھے بتانا۔سمجھ گئے نا۔"

"اس کی فیملی ہر وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے سر۔میں کیسے.....۔"

"اب یہ بھی میں تمہیں بتاؤں۔" وہ خود کو چلانے سے روک رہا تھا۔ "تم چند ہزار میں ایک ڈاکٹر نہیں خرید سکتے کیا؟"

"جی سر۔ میں ایسا ہی کروں گا۔"

وہ ڈر کر تیزی سے بولا تھا۔

"گڈ۔ مُجھے رپورٹ ملتی رہنی چاہیے۔"

"جی سر۔ سر گلفام صاحب اس نوجوان کو پاتال سے بھی ڈھونڈ لائیں گے۔"

جازم کے تاثرات پل بھر کو نرم پڑے تھے اور اگلے ہی لمحے پہلے سے بھی زیادہ سخت۔

"اگر اسے اپنی زندگی عزیز نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم بس ہر وقت اس پر نظر رکھو۔ مجھے وہاں کی تمام رپورٹس چاہیں۔ سمجھ گئے۔"

"جی سر۔"

"ہمم گڈ۔"

وہ فون بند کر چکا تھا۔

"لعنت ہو تم پر، یاسر۔ ہر دفعہ تم میرے کاموں میں رکاوٹ ڈالتے ہو۔"

وہ بیزار ہی تو ہوا تھا۔

oooooooooooooooo

کیسی خلا یہ دل میں بسی ہیں

اب تو خطائیں فطرت سی ہیں

میں ہی ہوں وہ جو رحمت سے گرا

اے خدا

گر گیا، گر گیا

میں جو تجھ سے دور ہوا

لٹ گیا، لٹ گیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ پورے کمرے میں دھواں سا بھرا ہوا تھا۔ تب سے لے کر اب تک نا جانے کتنی سگریٹ وہ پھونک چکا تھا، تکلیف تھی کہ ختم نہیں ہو رہی تھی۔ جب اس نے اسے آخری دفعہ دیکھا تھا تو وہ سڑک پر گری بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ وہ لمحہ... وہ لمحہ قیامت تھا۔ لیکن پھر وہ چلا آیا۔

اسے لگ رہا تھا کہ وہ ابھی تک اس سے محبت کرتا ہے، تبھی یہ احساسات اسے تنگ کر رہے تھے۔

لیکن یہ محبت تو اسی وقت ختم ہو گئی تھی جب یاسر مرزا نے میرال شیرازی کی عزت پر انگلی اٹھائی تھی۔

جب اس کی گاڑی اسے مارنے کے لیے آگے بڑھی تھی۔

وہ شروع سے بے رحم تھا، وہ آخر تک بے رحم رہا۔

"تمہارے لیے بہت آسان موت چنی ہے میں نے۔ یہ میری محبت کا ثبوت ہے۔"

وہ شروع سے قتل کرتا آیا تھا۔اسے یاد تھا کہ اس نے کتنی بے رحم موتیں دی تھیں۔

"تمہیں کوئی بھی شخص میری طرح نہیں چاہ سکتا میرال۔اگر تم بچ گئیں تو میں پھر آؤں گا۔ میں تمہیں مارنے پھر آؤں گا۔"اس کی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔کمرے میں کوئی گیت گونج رہا تھا۔

اتنی خطائیں تو لے کر چلا ہے

دولت ہی جیسے تیرا اب خدا

ہر پل بتائے تو جیسے ہوا ہے

گناہ کے سائے میں چلتا رہا

سمندر سا بہہ کر تو چلتا ہی گیا

تیری مرضی پوری کی، تو نے ہر دفعہ

تو ہی تیرا مجرم بندیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اے خدا

گر گیا، گر گیا

میں جو تجھ سے دور ہوا

لٹ گیا، لٹ گیا

"تم اگر یاسر مرزا کی نہیں تو کسی کی نہیں۔ تمہاری آنکھیں اگر کوئی شخص دیکھیں تو وہ مجھے ہونا چاہیے۔ کسی اور کو نہیں۔"

وہ پھر سے سگریٹ پھونک چکا تھا۔

کیوں جڑتا اس جہاں سے تو

اک دن یہ گزر ہی جائے گا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کتنا بھی سمیٹ لے یہاں

مٹھی سے پھسل ہی جائے گا

ہر شخص ہے دھول سے بھرا

اور پھر اس میں ہی جا ملا

یہ حقیقت ہے تو جان لے

کیوں سچ سے منہ ہے پھیرتا

چاہے جو بھی حسرت پوری کر لے

رکے گی نا فطرت یہ سمجھ لے

مٹ جائے گی تیری ہستی

بھر نا پائے گا یہ دل بندیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اے خدا

گر گیا، گر گیا

میں جو تجھ سے دور ہوا

لٹ گیا، لٹ گیا

"تم صرف میری ہو۔ صرف یاسر مرزا کی۔ سنا تم نے۔" وہ آخر میں چلایا تھا۔

وہ رو رہا تھا۔ وہ ہنس رہا تھا۔ اس وقت وہ ایک سائیکو لگ رہا تھا۔ آخر میں اس کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔ اور پھر ایک دم سے پورے کمرے میں اس کا قہقہہ گونجا۔

"مار دوں گا سب کو۔ اگر کسی نے تمہیں مجھ سے دور کیا تو مار دوں گا۔"

کمرے کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔ یاسر کا اپنا حلیہ بکھرا ہوا تھا۔

باہر رات دھیرے دھیرے بیت رہی تھی۔

oooooooooooo

وہ دوسرے ہی دن بیکری چلا آیا تھا لیکن یاسر آج بیکری نہیں آیا تھا۔ جازم کو اب مزید غصہ چڑھنے لگا تھا۔

"کیا مصیبت ہے یار۔"

آج اتوار تھا اور وہ آفس نہیں گیا تھا۔ کچھ اکتا کر وہ گاڑی میں بیٹھا اور اسے گھر کی جانب موڑ دیا۔ ڈرائیونگ کے دوران ہی اس نے یاسر کے نمبر پر کال ملائی تھی۔ رنگ جا رہی تھی لیکن وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔

"کوئی اور مرے نا مرے لیکن یہ لڑکا میرے ہاتھوں ضرور مر جائے گا۔" جازم نے اسٹیرنگ پر مکا مارتے ہوئے جبڑے بھینچ کر کہا۔

oooooooooooooo

Clubb of Quality Content

شیرازی گھر میں تمام افراد ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آج حلیمہ کو ہسپتال جانا تھا۔ دادا اور دادی بھی آئے ہوئے تھے۔ سب حلیمہ بیگم سے تو اچھے سے بات کرتے رہے تھے لیکن برہان سے کسی نے نہیں پوچھا۔ دادا جان نے برہان کو دیکھا تو وہ بھی انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ ان کے دل پر پہلا وار ہوا تھا۔ ان کے دل نے کہا تھا کہ یہ لڑکا بے قصور ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے اٹھ کر سینے سے لگا لیتے وہ نظروں کا زاویہ بدل گئے۔ برہان زخمی سا مسکرا دیا۔ دادا جان خود سے ڈر گئے تھے۔

"نیلم تم نے آیت کو میرال کے بارے میں بتایا؟" کلثوم بیگم نے اپنی بہو سے پوچھا۔

"کہاں امی جان۔ فون کر رہی ہوں لیکن اس کا نمبر بند جا رہا ہے۔ نا جانے اتنی لاپرواہی کیوں برت رہی ہے وہ۔" نیلم پریشان سی بولیں۔

آیت کے ذکر پر برہان کا دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج کتنے دن ہو گئے تھے اسے دیکھا تک نہیں تھا۔ ورنہ وہ ہر روز ملتے تھے۔ چھٹی والے دن برہان ان کے گھر چلا جاتا تھا لیکن وہ آیت کو دیکھے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ اور آج.....وہ زندہ کھڑا تھا۔

دعوؤں میں جھوٹا دعویٰ کسی کو دیکھے بغیر مر جانے کا ہے۔

"ہمیں تو اس کے گھر کا بھی نہیں پتا کہ بندہ جا کر مل لیتا۔" نیلم ابھی تک بول رہی تھیں۔

لاؤنج میں آتے نوفل کے قدم اپنی جگہ ساکت ہوئے۔

"وہ لڑکا ایک جانی مانی شخصیات میں سے ہے، نیلم۔ وہاں جا کر بندہ پتا لگوا لیتا ہے۔" شائستہ بیگم اس کی پریشانی بھانپتے ہوئے بولیں۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔ پھر گلفام تم ایسا کرنا۔ مہر ماہ کے ساتھ چلے جاؤ اور اسے میرا ل کے بارے میں لازمی بتانا۔"

نیلم نے اپنے ساتھ بیٹھے گلفام سے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"صحیح ہے امی۔ ویسے جازم کا نمبر ہے میرے پاس۔"

"تو پہلے کیوں نہیں بتایا۔ فون کرواسے اور آیت سے بات کرواؤ میری۔" وہ غصے سے بولی تھیں۔

"فون ڈیڈ پڑا ہے۔ چارجنگ پر لگایا ہے۔ جب ہو جائے گا تو کروں گا۔"

"ہمممم۔" نیلم نے سر ہلا دیا۔

گھر والے دوبارہ اپنی باتوں میں مگن ہو گئے تھے۔ نوفل بھی دہلیز پار کر کے اندر آ گیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد حلیمہ برہان کے ساتھ ہسپتال کے لیے نکل گئیں تھیں۔

oooooooooooooo

"آپ اتنی صبح صبح کہاں چلے گئے تھے؟"

جازم کمرے میں آیا تو وہ شیشے کے سامنے اپنے بال سنوار رہی تھی جواب بڑھ کر کمر پر گر رہے تھے۔ جازم کئی لمحے تو اس کے سراپے کو دیکھتا رہا۔ سرخ کرتا پاجامہ میں ہم رنگ

لپ اسٹک لگائے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ دوپٹا ایک جانب کندھے پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے رخ موڑ کر دیکھا تو دروازے پر جازم کھڑا تھا۔ اس کے قریب آتے ہوئے اس نے پوچھا۔ جواب ندارد۔ وہ بس محو سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہیلو۔ میں کچھ پوچھ رہی ہوں۔" آیت نے اس کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ جیسے کسی ٹرانس سے باہر آیا۔

"کیا.... کیا پوچھ رہی تھیں؟" وہ ہکلایا۔

"یہ کہ اتنی صبح صبح کہاں گئے تھے۔ حالانکہ آج اتوار تھا۔"

"جاگنگ پر گیا تھا۔"

آیت نے سر سے پیر تک اس کا حلیہ دیکھا۔

"یہ پینٹ کوٹ پہن کر کون جاگنگ پر جاتا ہے؟" آیت نے آنکھیں چھوٹی کر کے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ جازم نے ایک نظر اپنے کپڑوں کو دیکھا۔ سرمئی کوٹ کے نیچے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وائٹ گول گلے والی شرٹ کے ساتھ خاکی رنگ کی پینٹ پہن رکھی تھی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر آیت کو دیکھا۔ بال بے ترتیبی سے ماتھے پر گرے۔

"ایک دوست سے ملنے گیا تھا۔" وہ دلکشی سے مسکرا کر بولا تھا۔

"اب ان میں سے کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ یہ بھی بتا دیں۔" آیت کے یوں پوچھنے پر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔ آیت نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"ناشتہ ریڈی ہے۔ آئیں کرتے ہیں۔" وہ منہ پھلا کر کہتی جانے لگی جب جازم نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔ وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ آیت کی نیلی آنکھیں جازم کی سیاہ آنکھوں پر اٹک گئیں تھیں۔ کئی لمحات نین ربط میں گزرے۔

ایسے دیکھتا ہوں میں تمہاری جھیل سی آنکھیں

جیسے کوئی دیکھ رہا ہو پہلی بار سمندر.....!!!!!

وہ اسے قریب کرتے ہوئے گنگنایا تھا۔ آیت کی دھڑکنیں بلا کی تیز ہوئیں تھیں۔ وہ اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتی تھی اسے۔ تبھی اپنی کلائی چھڑوا کر بھاگنے لگی جب اس کا دوپٹا جازم کی گھڑی میں اٹکا۔ آیت کا تو حیرت سے منہ ہی کھل گیا تھا جبکہ جازم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ امڈ آئی تھی۔ وہ اس کا دوپٹا پکڑے اسے ایک بار پھر سے اپنے قریب کر چکا تھا۔ پھر اس کے کان کے پاس جھکا۔

یہ ادا، یہ نزاکت، برا سل

میرا دل تم پہ قربان لیکن

کیا سنبھالو گے تم میرے دل کو

کیا سنبھالو گے تم میرے دل کو

جب یہ آنچل سنبھلتا نہیں ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی خوبصورت آواز میں وہ تو کھو ہی گئی تھی۔ جب وہ مسکراتا ہوا پیچھے ہوا۔

"آپ کا دوپٹا محترمہ۔"

وہ اس کا آنچل اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔ آیت نے چند پل مزید اسے دیکھا اور پھر ہنستی ہوئی باہر کو بھاگی۔ وہ بھی ہنسا تھا۔ اور پھر اسی طرح مسکراتا ہوا اس کے پیچھے باہر آیا۔

کلفت کچھ دیر کے لیے دور ہو چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

"آج میں نے ڈیسائیڈ کیا ہے کہ ہم سب شاپنگ پر جا رہے ہیں۔"

ناشتے کی میز پر شہوات نے جوس پیتے ہوئے اعلانیہ کہا۔ آیت اور جازم نے چہروں کا رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"ہم مطلب..... ہم سب؟" آیت نے پوچھا۔

"جی۔ میں، آپ اور بابا۔" جازم متجسس ہوا تھا۔

"لیکن میں تو کبھی شاپنگ پر نہیں جاتی۔ نا مجھے کوئی آئیڈیا ہے۔" آیت نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں اور بابا آپ کو شاپنگ کروا دیں گے۔ ہے نا بابا۔" آخر میں باپ سے تائید چاہی۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے شہوات۔ ہم جائیں گے۔ ویسے بھی تمہارا موبائل کہیں کھو گیا ہے تو تم وہ بھی نیا لے لینا۔ اور کپڑے بھی بہت کم ہیں تمہارے پاس۔ وہ بھی لے لیں گے۔ اوکے؟" جازم نے آخر میں آیت کی تائید چاہی۔

"میں ایسی جگہوں پر جانے سے ہمیشہ ہی کتراتی ہوں۔ جہاں بھیڑ ہو۔ جہاں اجنبی لوگ ہوں۔"

"ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" شہوات نے اس کی مشکل دور کرنی چاہی۔

"یہی مجھے برہان بھی کہتا تھا۔ میں جب بھی اسے منع کرتی تھی، وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ....." تیز تیز بولتے اسے ایک دم سے بریک لگا۔ اس نے گردن موڑ کر جازم کو دیکھا۔ جو مزے سے اس کی بات سنتا ہوا آملیٹ کا پیس منہ میں رکھ رہا تھا۔ لیکن برہان کے ذکر پر اس کا ہاتھ وہیں رک گیا تھا۔ آیت کا دل ایک پل کے لیے خوفزدہ ہوا تھا۔ جازم کے تاثرات ہی کچھ ایسے تھے۔

"امی اور گلفام بھائی بھی میری اس عادت سے بہت تنگ تھے۔" وہ سر جھکائے بولی تھی۔

"میں شاید اس معاملے میں انٹروورٹ ہوں۔"

"تم اپنے گھر والوں کو یاد کر رہی ہو؟"

آیت نے تیزی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ جو سمجھ رہی تھی کہ اس کا شوہر اس کے سابقہ منگیتر کے ذکر پر اس سے خفا ہو گا، وہ اس کی اداسی بھانپ گیا تھا۔ وہ سچ میں اپنے گھر والوں کو یاد کر رہی تھی۔ آیت کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں۔ شہوات بھی اسے ہی دیکھ

رہی تھی۔اس کا رونا دیکھ وہ تیزی سے اپنی کرسی سے اٹھی اور آیت کے قریب آئی۔ پھر اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کیے۔ آیت نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"رونا ہر بات کا جواب نہیں ہوتا اور نا ہی ہر مسئلے کا حل۔بتائیں بابا کو کہ آپ اپنے گھر والوں کو مس کر رہی ہیں۔"وہ اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہی تھی۔ آیت ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔ جازم بھی مسکرایا تھا۔

"میں سچ میں اپنے گھر والوں کو یاد کر رہی ہوں۔ میری بات بھی نہیں ہو سکی جب سے یہاں آئی ہوں۔"وہ روئے بغیر بولی تھی۔

"ہمممم.....بابا ہم آج شاپنگ کے بعد میرے ننھیال چلیں گے۔"شہوات نے مسئلہ حل کرتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے استعجاب سے اسے دیکھا۔

"ننھیال؟"دونوں نے یک زبان پوچھا۔

"جی۔ آیت میری مما ہیں اور وہ میرے ننھیال والے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"اور پلیز مما آئندہ مت روئیے گا۔بابا آپ کے آنسو نہیں دیکھ سکتے۔"وہ واپس کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی تھی جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔جازم مسکرا کر کندھے اچکا گیا تھا۔آیت بھی دھیرے سے ہنس دی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جبکہ شہوات اپنے کھانے پر جھک گئی تھی۔

تیری آنکھوں کی سہولت میسر ہو جسے

وہ بھلا چاند ستاروں کو کہاں دیکھے گا

روبرو عشق ہو اور عشق بھی تیرے جیسا

پھر کوئی دل کے خسارے کو کہاں دیکھے گا

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ تینوں شاپنگ مال میں گھوم رہے تھے۔ آیت کسی چیز میں دلچسپی نہیں لے رہی تھی لیکن جازم کے بار بار کہنے پر اس نے اپنے لیے کپڑے دیکھنا شروع کیے۔

"کچھ پسند آیا؟" جازم اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ بلیو شرٹ کے ساتھ بلیو ہی جینز پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

شاپنگ پر آنے سے پہلے جب آیت نے اسے اس رنگ کے لباس میں دیکھا تو وہ بس دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔ وہ کتنا ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ نا جانے کیوں وہ صرف سیاہ ہی پہنتا تھا، جبکہ اس پر یہ رنگ کتنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ محض سوچ ہی پائی تھی۔ خود بھی اس نے جازم کے ساتھ میچنگ کی تھی۔ آیت نے سلک کا کرتا پاجامہ پہنے سر کو بڑی سی نیلی چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ جازم کے پوچھنے پر وہ خجل سی مسکرائی۔

"مجھے تو سب کچھ ہی پسند آ رہا ہے۔" وہ کپڑوں کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

"تو سب کچھ خرید لو۔" وہ ایک ڈریس کو اسٹینڈ سے اتارتے ہوئے بولا۔ آیت نے اس ڈریس کو دیکھا۔ وہ بھورے رنگ کا ریڈی میڈ سوٹ تھا۔ پھر آنکھیں اٹھا کر جازم کو دیکھا۔

"اور اگر میں کہوں کہ مجھے پورا مال پسند آ گیا ہے تو؟" وہ اسے جانچتے ہوئے مسکراہٹ ضبط کرتی بولی تھی۔ اس کے استفسار پر وہ حیرت سے مسکرایا تھا۔

"تو میں یہ کہوں گا کہ تم پورا شاپنگ مال خرید لو۔ باقی میں جانوں اور میرا کام۔" جازم کی بات پر اس کی آنکھیں خیرت سے پھیلی۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔ رائٹ؟"

"ہر گز نہیں۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں یہ مال افورڈ کر سکتا ہوں۔" آیت نے طائرانہ نظر پورے مال میں دوڑائی۔

"میں اپنی بیوی کے لیے پوری دنیا خرید سکتا ہوں۔ تو یہ شاپنگ مال کیا چیز ہے۔" وہ اس کی ناک کو چٹکی میں بھرتا بولا تھا۔

"مُجھے پوری دنیا نہیں چاہیے۔ مُجھے بس میری پسندیدہ چیزیں چاہئیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور کیا ہے آپ کی پسند۔"جازم کے پوچھنے پر اس نے ایک جانب اشارہ کیا۔اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔

وہاں شیشے کے اندر ایک ساڑھی لگی ہوئی تھی۔ چمکتا ہوا سیاہ رنگ۔وہ ساڑھی بہت خوبصورت تھی۔جازم کچھ پل تو ساکت رہا۔ پھر واپس اسے دیکھا۔وہ اشتیاق سے جازم کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"تم.... تم بلیک کلر نہیں پہن سکتیں۔"جازم کے صاف منع کرنے پر آیت نے منہ پھلا کر اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں نہیں پہن سکتی۔سیاہ رنگ کیا صرف آپ کی ہی ملکیت ہے؟"

"نہیں آیت۔سیاہ رنگ میری ملکیت نہیں،بلکہ میری قسمت ہے۔ لیکن یہ تم نہیں پہن سکتیں۔"وہ بے حد سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔

"مگر کیوں؟"

آیت کو ابھی تک سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیوں منع کر رہا تھا۔

"کیونکہ تم روشنیوں کی مانند ہو۔ سفید۔ چمکتی ہوئی۔ خوبصورت۔ تم سیاہ رنگ نہیں اوڑھ سکتیں۔" وہ صاف منع کر کے آگے بڑھ گیا۔ جبکہ آیت نے پہلے اسے اور پھر حسرت سے اس ساڑھی کو دیکھا۔ وہ بہت خوبصورت تھی لیکن وہ اس کے لیے نہیں بنی تھی۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔

شہوات نے ڈھیروں شاپنگ کر لی تھی۔ اب وہ تمام شاپنگ بیگ اٹھائے ان دونوں کی جانب آرہی تھی۔

"آپ نے کیا کیا لیا ہے؟" وہ پرجوش سی بولی۔

"ابھی تک کچھ پسند نہیں آیا۔"

آیت پھیکا سا مسکرائی تھی۔ جازم نے اسے دیکھنے سے گریز برتا۔

"کیوں مما۔ آپ نے ابھی تک کچھ کیوں نہیں خریدا؟" شہوات کا موڈ آف ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ تم مجھے تنہا چھوڑ کر ادھر ادھر ہو گئی تھیں۔اس لیے اکیلے میرا دل نہیں کیا۔"اس نے شہوات کی ناک چٹکی میں بھری۔

"اف مما اف۔ آئیں میرے ساتھ۔ میں آپ کے لیے خرید دیتی ہوں۔"

اب وہ آیت کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ لے گئی۔

"مجھے یہ آپ کے لیے بہت پسند آئی ہے اور ہم یہی لیں گے۔"شہوات نے آگے بڑھ کر ایک سفید رنگ کی ساڑھی اچک لی تھی، جس پر ستارے لگے ہوئے تھے۔ آیت کا دل کچھ پل کے لیے رکا۔

اس نے رخ موڑ کر اپنے پیچھے کھڑے جازم کو دیکھا۔اور وہ اس کا چہرہ دیکھ کر بتا سکتی تھی کہ یہ رنگ جازم نے ہی پسند کیا تھا۔وہ ہولے سے مسکرایا۔جواباً آیت بھی مسکرا دی۔

"تھینک یو۔یہ بہت پیاری ہے۔"وہ ماحول کی کشیدگی ختم کرتی بولی تھی۔

"کیونکہ یہ تمہاری طرح سفید ہے۔بالکل شفاف۔"جواباً وہ مسکرا دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے ایک گھنٹے تک وہ اتنی شاپنگ کر چکی تھی کہ مسٹر جازم مرزا کے بازو ہینگر بن گئے تھے۔

وہ اس بات پر خود حیران تھا۔

oooooooooooooooooooooo

شاپنگ کا سارا سامان بیڈ پر ویسا ہی رکھا ہوا تھا اور وہ بیڈ پر آنکھیں موندے نیم دراز تھی۔ شاید وہ تھک گئی تھی۔ جازم کمرے میں نہیں تھا۔ تبھی سائڈ ٹیبل پر رکھے جازم کے فون پر کال آنے لگی۔ آیت نے کچھ اکتا کر آنکھیں کھولیں۔

موبائل اٹھا کر سامنے کیا تو کسی شاہ صاحب کا نمبر تھا۔ آیت نے موبائل واپس رکھ دیا۔

کال دوبارہ آنے لگی تو اس نے اکتا کر کال پک کر لی۔

"ہیلو۔"

اس کی آواز بھاری تھی۔ سامنے والا کچھ بولتے بولتے رک گیا۔

"آیت۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اپنے نام پر وہ سیدھی ہوئی۔

"بھائی۔"

وہ چونکی تھی۔

"آیت تم ٹھیک ہو؟"اس نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"جی....میں ٹھیک ہوں۔مجھے کیا ہونا تھا۔"وہ رکھائی سے بولی۔

"تمہارا موبائل کہاں ہے۔سب نے کتنی کالز کی ہیں تمہیں۔نمبر کیوں بند ہے تمہارا؟"وہ اس کے لہجے کو نظر انداز کرتا بولا تھا۔

"وہ دراصل میرا موبائل کہیں کھو گیا ہے۔آج ہی نیا لیا ہے۔ابھی اسے ان باکس نہیں کیا۔"

اب کے وہ ذرا عام سے لہجے میں بولی تھی۔

"ہمم۔سہی ہے۔میں نے کچھ بتانا تھا تمہیں۔"

"کیا؟"

گلفام کے انداز پر آیت کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

"میرال کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ وہ ہسپتال ہے۔"

آیت ایک دم سے پریشان ہوئی تھی۔

"کب۔ کیسے۔ اور اب کیسی ہے وہ؟" وہ ایک ہی سانس میں بولی تھی۔

"گھر آجاؤ، آیت۔ سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" آیت کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبایا تھا۔

"بھائی.....وہ ٹھیک تو ہے نا؟"

"آؤ گی تو بتا دوں گا۔"

آیت جلدی سے بیڈ سے اتری اور باہر کو بھاگی۔ فون کان کے ساتھ لگایا ہوا تھا جب دروازے سے اندر آتے جازم کے ساتھ ٹکرائی۔ وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ہو گیا ہے۔ آرام سے چلو۔"

"گھر.... گھر جانا ہے۔ میرال کو کچھ ہو گیا ہے۔" آیت کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ جازم کے چہرے کا رنگ فق سے اڑا تھا۔

"کون میرال؟" وہ انجان بنتے ہوئے بولا۔

"میری کزن ہے۔ پھوپھو کی بیٹی۔"

"برہان کی سسٹر۔ رائٹ؟"

"ہاں وہی۔ پلیز چلیں۔"

"تم چینج کر لو۔ پھر چلتے ہیں۔" جازم نے اس کا بازو پکڑ کر اسے سیدھا کیا۔

"نہیں بس چلیں۔" اس کے یوں کہنے پر جازم نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کام ڈاؤن آیت۔ پہلے خود کو سنبھالو۔ سب ٹھیک ہو گا۔" اس نے آیت کا سر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے اس کا سر تھپکا۔

آیت نے چند گہرے گہرے سانس لیے۔ آنسو بھی بہنا شروع ہو چکے تھے۔

"کس نے بتایا تمہیں؟" وہ اسے ساتھ لگائے پوچھ رہا تھا۔

"آ.... آپ کے نمبر پر بھائی کی کال آئی تھی۔" آیت نے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

"ہمم۔ تم خود کو سنبھالو۔ اللہ خیر کرے گا۔" وہ لب کاٹتے ہوئے بولا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ، جازم اور شہوات سیالکوٹ کے لیے نکل گئے تھے۔ پورے راستے خاموشی چھائی رہی تھی۔ آیت کا دل نا جانے کیوں ہول رہا تھا۔

میرا ل ٹھیک ہو بس۔

یہیں بات وہ بار بار سوچ رہی تھی۔

"پریشان نہیں ہو، آیت۔" جازم اسے پورے راستے نوٹ کرتا رہا تھا اور اب اس کا ہاتھ تھامے اسے تسلی دے رہا تھا۔

آیت بس مسکرا ہی سکی تھی۔

oooooooooooo

وہ کسی کام سے گجرات آیا ہوا تھا۔ اس کام کے لیے اسے ایمان سے ملنا تھا لیکن جب وہ اس کے ریستوران کے قریب پہنچا تو اس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے گرد دیکھا۔

کیا وہ غلط جگہ پر آ گیا تھا۔ کیونکہ یہاں تو ملبے کے ڈھیر کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ گاڑی سے نیچے اتر آیا۔

"یہاں کیا ہوا ہے۔" شہرام نے جلدی سے اپنا فون نکالا۔ وہ لوکیشن دیکھ رہا تھا۔

"لوکیشن تو بالکل ٹھیک ہے۔"

اس کے دماغ میں کسی انہونی نے سر اٹھایا تھا۔

"ایمان۔"

اس نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔اب وہ اس کا نمبر ملا رہا تھا جو کہ بند جا رہا تھا۔

"کیا ہوا بھائی صاحب؟"

اس کی پشت پر ایک مردانہ آواز ابھری تھی۔شہرام نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔

"وہ....یہاں ایک ریستوران تھا۔وہ کہاں گیا اور یہاں کہ لوگ۔یہاں کیا ہوا ہے؟"وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا۔

"وہ جی یہاں پر نئے سرے سے کام ہونا ہے۔اس لیے اس کا یہ حال ہے۔"وہ سادگی سے بولا تھا۔

"اچھا۔تو کیا ان کا کام رک گیا ہے یا کہیں اور شفٹ کر لیا ہے؟"

"جی کہیں اور شفٹ کر لیا ہے۔آپ کو جانا ہے؟"

"کہاں شفٹ ہوئے ہیں؟"

"میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو لے چلتا ہوں۔" شہرام نے اس کی آفر پر سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔ وہ عجیب سے حلیے والا مرد شہرام کو قابل بھروسہ نہیں لگ رہا تھا لیکن وہ خاموشی سے اسے اپنی گاڑی میں بٹھائے اب اس کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا تھا۔

ooooooooooooo

وہ اپنے گھر نہیں گئی تھی۔ وہ سیدھا پھوپھو کے گھر آئی تھی۔ گھر کے لاؤنج میں داخل ہوئی تو اسے سامنے ہی نیلم صوفے پر بیٹھی نظر آ گئیں۔ وہ اور شائستہ بیگم بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب نیلم کی نگاہیں اس جانب اٹھیں۔

"امی۔" وہ بھاگتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ نیلم بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی تھیں۔

"آیت۔ میری بچی۔" وہ بھاگ کر ان کے گلے سے لگی تھی۔ جازم اور شہوات بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے تھے۔ مہر ماہ اور زرمین کچن سے نکل کر باہر آئیں تھیں۔

"کیسی ہو تم آیت۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں امی۔" نیلم سے الگ ہو کر وہ شائستہ بیگم سے بھی ملی تھی۔

"اسلام علیکم۔" جازم نے قدرے مسکرا کر سلام کیا تو وہ بھی جواباً مسکرا دیں۔

"وعلیکم اسلام۔"

"آپ کیسی ہیں بھابھی؟"

"میں ٹھیک ہوں۔"

مہرماہ نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

"میرال کیسی ہے امی اور کونسے ہسپتال میں ہے؟"

"ویسی ہی ہے۔ دو دن دیئے تھے ڈاکٹرز نے۔"

"دو دن۔ مطلب؟" اب وہ ان کے ساتھ بیٹھ رہی تھی۔ شائستہ بیگم جازم کو ڈرائنگ روم میں لے گئیں۔ البتہ شہوات کو مہرماہ نے وہیں روک لیا تھا۔

نیلم اسے بتا رہی تھیں۔

"تم حلیمہ پھوپھو سے مل لو، آیت۔ وہ اپنے کمرے میں ہیں۔" مہر ماہ نے اسے چائے دیتے ہوئے کہا۔

"میں مل لیتی ہوں۔" وہ اٹھ کر جانے لگی۔ پھر رک گئی۔

"بہت شکریہ چائے کے لیے۔ لیکن میں یہ نہیں پیتی۔"

وہ مسکرا کر حلیمہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ مہر ماہ شرمندہ سا مسکرا دی۔

وہ کمرے میں آئی تو حلیمہ جائے نماز بچھائے سجدے میں گری رو رہی تھیں۔ آیت دھیرے سے چلتی ہوئی ان کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"پھوپھو۔" اس نے پاس آ کر پکارا۔ حلیمہ نے سجدے سے سر اٹھا کر آیت کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں سوجھی ہوئیں تھیں۔

"آیت۔" وہ بے اختیار اس کے گلے سے جا لگیں۔ "آیت دعا کرو کہ میری بچی ٹھیک ہو جائے۔ میں بہت تکلیف میں ہوں بیٹا۔"

"وہ ٹھیک ہو جائے گی پھوپھو۔ آپ دعائیں کر رہی ہیں نا اس کے لیے۔"

وہ بھی رو رہی تھی۔

"تم..... میرے برہان کو معاف کر دو آیت۔" آیت کا وجود ڈھیلا پڑا تھا۔ پھر ایک دم سے تاثرات بدل گئے۔

"وہ بہت تکلیف میں ہے اور میری اولاد کی تکلیف نے مُجھے مار دیا ہے۔ تم رحم دل ہو۔ تم پر سختی اچھی نہیں لگتی آیت۔" وہ اسے ساتھ لگائے بول رہی تھیں۔ اور آیت کے لبوں پر قفل لگ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

وہ ہسپتال کی سرد راہداری میں تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ سر کو بڑی چادر کے ساتھ ڈھکا ہوا تھا۔

کسی کی التجا آج تک اس کے ساتھ تھی۔ اب وہ دوپٹے کو سر سے نہیں اترنے دیتی تھی۔

اس کا شوہر اس کے پیچھے تھا۔

آیت کاریڈور کے سرے پر پہنچ کر رک گئی۔ سامنے ہی گلفام اور برہان کسی ڈاکٹر کے ساتھ بات کرتے ہوئے نظر آئے تھے۔ آیت نے قدم آگے بڑھا دیئے۔ ڈاکٹر سے نظریں ہٹا کر برہان نے سامنے دیکھا اور۔۔۔۔۔

اور وہیں ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بھی ساکت ہو چکی تھیں۔

وہ آ رہی تھی۔ وہ سامنے سے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ فکر مند سی۔ اس نے برہان کو ایک نظر دیکھنے کے بعد دوبارہ نہیں دیکھا تھا اور برہان کی نظریں اس پر سے ہٹ نہیں رہیں تھیں۔

وہ آج اسے کتنے دنوں بعد دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ زور زور سے چیخے۔ دیواروں کے ساتھ ٹکریں مارے۔ خود کو اذیت دے۔ اتنی کہ دم نکل جائے۔ لیکن وہ اپنی ہر خواہش کے سامنے صبر کا بند باندھے کھڑا رہا۔

"بھائی۔"

ڈاکٹر سے بات کرتے گلفام نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"آیت۔" گلفام نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایکسکیوزمی۔" ڈاکٹر چلا گیا تو گلفام اس کے قریب آیا اور اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ برہان کی نگاہیں آیت سے ہوتی ہوئیں جازم پر گئیں جو بے حد سنجیدہ تھا۔ برہان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی جان لے لیتا۔

"میں نے تمہیں بہت مس کیا، آیت۔" وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے زخمی سا بولا تھا۔

"میں نے بھی مس کیا تھا۔" وہ بھی زخمی سا مسکرائی۔

"آپ کیسے ہیں مرزا صاحب؟" آیت سے دھیان ہٹا کر اب وہ جازم کی جانب بڑھا۔ برہان بھی رخ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔ گو کہ اسے جازم کی شکل بھی نہیں دیکھنی تھی۔

"بھائی مجھے میرال سے ملنا ہے۔ کیا میں مل سکتی ہوں؟"

"مل تو نہیں سکتیں۔البتہ باہر سے دیکھ سکتی ہو۔" گلفام اسے ایک کمرے کی طرف لے گیا تھا۔وہاں شیشے سے اندر کا منظر صاف نظر آرہا تھا۔آیت کے چہرے پر تکلیف سی ابھری۔

اندر وہ مشینوں کے ساتھ سانس لیتی ہوئی بے ہوش پڑی تھی۔رنگت ایسی بدلی تھی کہ کوئی پہچانے نہ کہ وہ میرال ہے۔سارا خون جیسے نچڑ گیا تھا۔آیت کے آنسو بل بل بہنے لگے۔

"بھائی....یہ....یہ ہماری میرال کیسے ہو سکتی ہے۔وہ تو....اتنی پیاری ہے۔"وہ گلفام کا ہاتھ پکڑے خود کو گرنے سے بچا رہی تھی۔

"اس کے ساتھ یہ کیوں ہوا بھائی۔وہ بہت معصوم ہے۔اس کے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

وہ تکلیف میں تھی۔

"جو زخم قسمت میں لکھا ہو،وہ مل کر رہتا ہے اور قسمت یہ نہیں دیکھتی کہ سامنے کوئی پیارا اور معصوم ہے یا بدصورت اور ظالم۔" آیت نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم بس دعا کرو آیت کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ بس کل تک کا وقت ہے۔"

"اللہ نا کرے کہ اسے کچھ ہو بھائی۔ میں ابھی تک زارا آپی کو نہیں بھولی۔ ان کے بارے میں سوچ کر ہی میرا دل پھٹنے لگتا ہے۔"

زارا کا ذکر ہر دفعہ نئے سرے سے درد دیتا تھا۔ اب کے گلفام کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔

oooooooooooooo

"سوری برہان۔ تمہیں میری وجہ سے جو تکلیف اٹھانی پڑی۔ میں مجبور تھا۔"

برہان رخ موڑے کھڑا تھا۔ جازم اس کے پیچھے تمکنت سے سر اٹھائے کھڑا تھا۔ لہجے کو البتہ اس نے سنجیدہ بنایا ہوا تھا۔

"اس نے کہا تھا کہ میں پیچھے نا ہٹوں۔ میں بس اس پر ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس سب میں تمہارا نقصان ہو گیا۔" بات کے دوران وہ برہان کو غور سے دیکھ رہا تھا جس کے تاثرات بے حد سرد تھے۔ چہرے پر تلخی لیے وہ مڑا۔

"دیکھو جازم۔ میں تمہیں ایک بات کلیئر کر دوں۔ بھروسہ تو مجھے پہلے ہی نہیں تھا تم پر۔ تم پہلے دن سے مجھے کھٹکتے تھے۔ لیکن اب جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے نا۔ وہ بھولا نہیں ہوں میں۔ اس لیے میرے سامنے مت آیا کرو۔ کہیں ایسا نا ہو کہ میرا صبر جواب دے جائے اور تمہارے لیے یہ دنیا تنگ ہو جائے۔" وہ اسے تنبیہہ دیتا وہاں سے چلا گیا۔ جازم نے تعجب سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ لبوں پر پراسرار مسکراہٹ ابھری تھی۔

"انٹرسٹنگ۔"

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ ایک بدنما سا مکان تھا۔ جو بہت ہی زیادہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔ اس کے لوہے کے دروازے سے دو ہٹے کٹے سیاہ مرد اس کے ہاتھ پیچھے کو باندھے، آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھے اسے اندر لے کر آئے تھے۔

"چھوڑو مجھے۔ کون ہو تم لوگ۔"

وہ اپنا دفاع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تبھی اس کے وجود کو زور سے زمین پر پٹخا گیا۔

"آہ۔"وہ درد سے کراہا تھا۔

"یہ لے۔ تیرا عاشق۔ جو تجھے ڈھونڈنے پاتال میں بھی چلا آیا ہے۔"وہاں ایک پلر کے ساتھ ایمان کو باندھا ہوا تھا۔ شہرام کو وہاں دیکھ کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا تھا۔

"جی بھر کر باتیں کرو تم دونوں۔ آخر کو اتنے دنوں سے موقع جو نہیں ملا تھا۔"

آفاق خباثت سے ہنسا تھا۔

"گھٹیا انسان۔ میں جان لے لوں گا تمہاری۔ کھولو مجھے بزدلو۔ جانورو۔"وہ چلایا تھا۔ تبھی ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں کی پٹی کھول دی۔ اور دوسرے نے فلیش لائٹ آن کر کے اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی۔ اتنی تیز روشنی پر اس کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ ایک دم سے جیسے بہت ساری تکلیف آنکھوں میں امڈ آئی تھی۔

"آہ۔ لعنت ہو تم سب پر۔ ملک کے دشمن ہو تم سارے۔ غدار کہیں کے۔"

ایک زوردار چانٹا اس کے گال پر پڑا تو وہ دائیں جانب کو گر گیا۔

"حرام تم لوگ کھاتے ہو۔ ملک میں غربا کی شرح تم لوگوں کی وجہ سے بڑھ گئی۔ غدار ہم ہیں؟" آفاق چلایا تھا۔ "غدار تم لوگ ہو۔ انتشار پھیلاتے ہو تم لوگ۔ ہم امن قائم کرنے والے ہیں۔"

شہرام استہزایہ ہنسا تھا۔

"امن؟ تم لوگ ایک باکردار لڑکی پر کیچڑ اچھال رہے ہو۔ تم لوگ امن پھیلاؤ گے؟ ہاں۔ تم لوگ غلیظ ہو۔ غلاظت بھری ہے تم لوگوں کے اندر اور اسی غلاظت میں مرو گے تم سب۔ میں تم لوگوں کو برباد کرنے نکلا ہوں۔" جواباً وہ زیادہ بلند آواز میں چلایا تھا۔ ایمان تو ہونقوں کی طرح اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"تو پہلے یہاں سے تو نکل۔ پھر ہمیں مارنے کا پلان کرنا۔ تب تک ہم.... وہ کیا نام ہے دوسرے وکیل کا.... ہاں.... گلفام شاہ۔ اس کا پتا صاف کرنے کی تیاری کرتے ہیں۔"

ایمان کا دل اچھل کر باہر آیا تھا۔ شہرام کے اندر بھی ایک خوف سا اٹھا تھا۔

"بکواس بند کرواپنی۔اگر گلفام کو کچھ ہوا تو میں تم لوگوں کو چھوڑوں گا نہیں۔ایک ایک کو چوک میں کھڑا کر کے کوڑے ماروں گا۔"

جواباً وہ ہنسا تھا۔بہت زور کے۔

"دیکھ لو۔اچھا خواب ہے۔دیکھتے رہو۔لیکن اب یہاں سے تم دونوں مر کر بھی نہیں نکل پاؤ گے۔یہیں مرو گے اور یہیں تم دونوں کی لاشوں کو کیڑے پڑ جائیں گے۔گل سڑ جاؤ گے لیکن کوئی ڈھونڈنے نہیں آئے گا۔"

"ہمیں تو مرنے کے بعد کیڑے پڑیں گے لیکن تمہیں تو جیتے جی پڑ گئے ہیں۔"وہ شہرام کی بے بسی پر دل کھول کر ہنسا تھا۔

ان دونوں کو ہی آفاق سے کراہیت محسوس ہوئی تھی۔وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر اب وہاں سے جا چکا تھا۔

"آ.....آپ کیسے ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئے؟جانتے ہیں نا وہ کتنا خطرناک ہے۔"

اس کے جانے کے بعد ایمان پریشانی سے گویا ہوئی۔

"وہ کون؟"

شہرام نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"وہ کو چھوڑیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ سب کیسے ہوا اور کیوں ہوا؟"

"اس کا جواب مجھے بھی جاننا ہے۔ یہ سب کیسے ہوا، ایمان۔ تم یہاں کیوں ہو اور کب سے ہو؟"

ایمان نے تھکن سے اپنا سر پلر کے ساتھ ٹکا دیا۔

"میں یہاں حق کا ساتھ دینے کی وجہ سے ہوں۔ میں یہاں اپنے ملک کے ساتھ وفاداری کی وجہ سے ہوں۔ اور اس بات پر مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔ میرے ملک کے حالات خراب ضرور ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں غدار بن جاؤں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے چہرے پر ایک فخر سا تھا۔ اور اس کا یہ فخر دیکھ کر شہرام کو بھی فخر ہوا تھا۔ وہ واقعی ہی گاؤں کی مظبوط لڑکی تھی۔ شہرام کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، اس لیے وہ بمشکل اٹھ کر ایمان کے قریب ہوا۔

"مجھے شک ہے کہ وہ ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں کیمرے لگے ہوں۔ کوئی وائس ریکارڈر۔ ہمیں محتاط رہنا ہے۔" وہ بے حد آہستہ آواز میں بولا تھا کہ آواز صرف ایمان سن پاتی۔

"اور تم پوچھ رہی تھی کہ میں یہاں کیسے آیا۔ کیسے ان کے دھوکے میں آ گیا تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں دھوکے میں نہیں آیا۔ بلکہ میں اپنی مرضی سے آیا ہوں۔"

ایمان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب؟"

"آج جب میں تمہارے ریستوران گیا تو وہاں کی حالت دیکھ کر مجھے کسی انہونی کا احساس ہوا۔ مُجھے تم تک پہنچنا تھا۔ کیسے بھی کر کے۔ جس پہلے شخص نے مجھے تمہارے پاس لے

جانے کے لیے آفر کی۔ میں نے انکار نہیں کیا۔ لیکن میں یہ جان گیا تھا کہ وہ میرا مددگار نہیں بلکہ اس آدمی کو وہاں بھیجا گیا ہے۔"

"جب آپ کو پتا چل گیا تھا تو آپ نے کیسے خود کو ان کے حوالے کر دیا۔" وہ دبا دبا سا چلائی تھی۔

"ایمان میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ مجھے بس تم تک آنا تھا، تاکہ میں اصل بات جان سکوں۔ مصیبت کی نوعیت جاننے کے لیے مصیبت میں کودنا پڑتا ہے۔ اب ہم دونوں ساتھ میں یہاں سے نکلیں گے۔" وہ پرسکون سا بولا۔

"اور اگر ساتھ میں باہر نا نکل سکے تو؟"

"تو ایک ساتھ مر جائیں گے۔"

ایمان نے تکلیف سے کراہ کر آنکھیں بند کر لیں۔

"ہم یہاں سے مر کر ہی نکلیں گے۔" وہ اسی تکلیف سے بولی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم ناامید ہو سکتی ہو۔ میں نہیں۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا۔

oooooooo/oooooooo

رات کو شاہ خاندان کے لوگ واپس گھر آ گئے تھے۔ نیلم اور وجدان گھر آنے سے پہلے ہسپتال گئے تھے۔ نیلم اور آیت ایک بینچ پر ساتھ بیٹھی ہوئیں تھیں۔ جازم شہوات کو لے کر اپنے اپارٹمنٹ چلا گیا تھا۔ برہان بھی وہاں نہیں رکا تھا۔ اور گلفام کسی کام کے سلسلے کے لیے گیا ہوا تھا۔ وجدان کے موبائل پر کسی کا فون آیا تو وہ وہاں سے اٹھ گئے۔ البتہ نیلم نے ان کے وہ تاثرات ضرور نوٹ کیے تھے جو ان کے چہرے پر کال کے دوران آئے تھے۔

"بخت کون ہے؟"

عشا کی نماز ادا کرنے کے بعد بیڈ پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے وجدان سے پوچھا جو موبائل پر فیس بک کھولے بیٹھے تھے۔ وجدان نے گردن موڑ کر استعجاب سے انہیں دیکھا۔

"یہ تمہیں اس وقت بخت کیوں یاد آ گیا؟"

"کیونکہ ہسپتال میں اس کی کال آئی تھی۔ جب تک آپ دونوں کال پر رہے، میرال کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں ہوا۔ وہ میرال کا کیوں پوچھ رہا تھا۔ آخر کیا تعلق ہے اس کا میرال سے؟" وہ تفتیشی انداز لیے ہوئے تھیں۔ وجدان نے گہرا سانس لے کر اپنی بیوی کو دیکھا۔ جو منتظر سی انہیں دیکھ رہی تھیں۔

"بتا چکا ہوں میں تمہیں کہ وہ میرے دوست کا بی...۔"

"سچ۔ مجھے صرف سچ سننا ہے، وجدان۔ کوئی جھوٹ نہیں۔" وہ ہاتھ اٹھا کر انہیں روک چکی تھیں۔ وجدان چند لمحے چپ رہے۔

"تم واقعی ہی بخت کے بارے میں جاننا چاہتی ہو؟"

"جی۔"

"تم بہت غصہ کرو گی۔ ہو سکتا ہے میرے ساتھ ناراض ہو جاؤ۔"

"پہیلیاں کیوں بجھا رہے ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیونکہ تم سچ سننے کے بعد جو ری ایکشن دو گی۔ میں اس سے واقف ہوں۔"

"وجدان۔"انہوں نے آنکھیں دکھائی تو وجدان سیدھے ہو بیٹھے۔

"بخت.....انیلا کا بیٹا ہے۔"

کوئی دھماکہ تھا جو نیلم کے سر پر ہوا تھا۔ سب کچھ ساکن ہو گیا تھا۔

وہ ایک جملہ۔۔۔۔۔ایک جملہ نہیں تھا۔ وہ پچھلے چھبیس سالوں سے نیلم کے اندر جمع سوالوں کا جواب تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

نیلم شاہ ایک خوبصورت خاتون تھیں اور انہیں یہ حسن اپنے ماں باپ سے ملا تھا۔ ان کا بھائی بھی کم نا تھا۔ لیکن انیلا خوبصورت نہیں تھیں۔ نارنگ میں ناروپ میں۔ اور خاندان کے لوگوں نے اکثر انہیں اس حوالے سے احساس کمتری کا شکار کیا۔ سکول، کالج اور ہر پبلک پلیس پر دوستوں کے ہاتھوں وہ بلنگ کا شکار ہوئیں۔ یہ زہر آہستہ آہستہ ان کی اچھائیاں نگلنے

لگا۔ پھر وہ دونوں بہنیں بڑی ہو گئیں۔ رشتے آنے لگے۔ نیلم کا رشتہ وجدان سے طے پایا گیا جبکہ انیلا کے لیے آنے والا ہر رشتہ انہیں ناپسند کر کے چلا جاتا۔ انیلا نے دل برداشتہ ہو کر ایک نوکری تلاش کر لی۔ نوکری تو انہیں مل گئی لیکن لوگوں کی نظریں ان کے جسم کے آر پار ہو جاتی تھیں۔ وہ دیکھتے ہی ایسے تھے۔

ایک دن وہاں انہیں انیس مرزا ملا۔ خوبصورت چہرے کا مالک مگر شادی شدہ۔ اور ایک بیٹے کا باپ بھی۔ وہ یہ جانتی تھیں لیکن پھر بھی اس شخص پر دل ہار بیٹھیں۔ اور وہ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر کسی کے حوالے سے انیلا نے پیروں کے ٹھکانے کا رخ کیا جو کالے جادو کرتے تھے۔ آئے دن گھر سے کوئی چیز غائب ہو جاتی۔ کبھی پیسے۔ کبھی اماں کے زیور۔ اور یہ سب کچھ جادو کرنے والے آدمی کے پاس جانے لگا۔ آہستہ آہستہ انیس کا دل انیلا کی جانب متوجہ ہونے لگا۔ انہی دنوں انیلا کے لیے ایک رشتہ آ گیا۔ لڑکا اتنا خوبصورت نہیں تھا۔ اس لیے وہ انیلا کو پسند کر کے چلے گئے۔ انیلا نے بارہا کہا کہ اب وہ کسی سے شادی نہیں کرنا چاہتیں۔ اگر کریں

گی تو پسند کی کریں گی۔ انہوں نے اپنے والدین کے سامنے انیس کا ذکر بھی کیا تھا۔ ان کی والدہ نے سخت رد عمل کا اظہار کیا کیونکہ انیس سید خاندان سے نہیں تھا۔ تبھی ایک دن انیلا نے غصے میں آ کر انیس سے چھپ کر نکاح کر لیا۔ انہیں لگا تھا وہ گھر والوں کو منا لیں گی۔ لیکن سب کچھ نا ممکن رہا۔ اور ٹھیک اس دن جس دن دونوں بہنوں کا نکاح تھا۔ وہ گھر سے بھاگ گئیں۔ یہ بات سید گھرانے پر پہاڑ بن کر ٹوٹی تھی۔ بہت رسوائی ہوئی۔ والد صاحب کو دل کا دورہ پڑا تو وہ ہسپتال جا پہنچے۔ دوسرے دن جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے زبردستی ہسپتال میں ہی نیلم اور وجدان کا نکاح کروا دیا اور وہیں سے رخصت کر دیا۔ اذیت اتنی تھی کہ ان کے دماغ کی شریانیں پھٹ گئیں اور وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ اس دن پہلی دفعہ نیلم کو اپنی بہن سے نفرت محسوس ہوئی تھی اور آج تک ختم نہیں ہوئی تھی۔ والد صاحب نے منع کر دیا تھا کہ کوئی اس کے پیچھے نہیں جائے گا۔ کوئی گیا بھی نہیں تھا۔ سب نے یوں سمجھ لیا کہ انیلا اس دنیا میں ہے ہی نہیں۔ سب اپنی اپنی زندگیوں میں مگن ہو گئے تھے۔

oooooooooooooooooo

یہ اس دن کی بات ہے جس دن انیلا کو ایمرجنسی میں ہسپتال لایا گیا تھا۔ وہ آٹھ ماہ کی حاملہ تھیں۔ شوہر کے ساتھ تعلقات ویسے بھی اب خراب رہنے لگے تھے۔ لیکن انیس مرزا رئیسہ بیگم کو اذیت دینے کے لیے انیلا کو اپنے ساتھ لے کر گیا تھا۔ لیکن نتیجے میں یہ سب ہو گیا۔ ڈاکٹرز نے آپریشن کا بتایا تھا لیکن آپریشن سے پہلے انیلا نے ڈاکٹرز کے سامنے یہی واویلا مچایا تھا کہ اس کے شوہر نے اس کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔ اسے اپنے بچے کا خیال بھی نہیں آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پولیس تو آ گئی لیکن انیلا کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ البتہ بے ہوش ہونے سے پہلے انہوں نے ڈاکٹرز کو ہدایت کی تھی کہ اگر میرے ہاں زندہ اولاد پیدا ہوئی تو اسے اس کے شوہر سے دور رکھا جائے۔ اور یہی ہوا تھا۔ ان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ تین گھنٹے بعد انہیں ہوش آیا تھا لیکن ان کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تھی۔ پولیس نے ان کا بیان ریکارڈ

کیا اور ان کے شوہر کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ جب انیس کی گزارش پر انہیں ان کی بیوی سے ملوایا گیا۔

"شاید میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے لیکن میں تمہیں کسی صورت کسی اور کا مقدر نہیں بننے دے سکتی۔ اگر تم میرے نہیں تو کسی کے بھی نہیں ہو سکتے۔ نا میری زندگی میں اور نا میرے مرنے کے بعد۔"

"انیلا۔"

انیس نے صدمے سے اسے دیکھا۔ اس چہرے پر جیت کی خوشی تھی۔ پولیس انیس کو لے جا رہی تھی لیکن ان آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ انیس کے جانے کے بعد انیلا اپنے بیٹے سے ملی تھی۔ اور یہ لمحہ تھا جب اسے اپنے ماضی نے شرمندہ کیا تھا۔ ان کا بیٹا کیسی زندگی جیے گا۔

کیا وہ در در کی ٹھوکریں کھائے گا۔

کیا اس کی ماں کی طرح اسے بھی رسوائی ملے گی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا اس کا یہ کم حسن اسے بھی بلنگ کا شکار کر دے گا۔

کیا اس کی زندگی بھی جہنم سے بد تر ہو گی۔

"نہیں۔"

اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لگائے انیلا نے ایک فیصلہ کیا تھا۔

"تم بخت ہو۔ سید بخت شاہ۔ اور تمہارا بخت تخت ہو گا۔ تم راج کرو گے۔ تم میرے جیسی زندگی نہیں جیو گے۔"

وہ ایک عزم سے اپنے آنسو پونچھتی بولیں۔

وہ طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے دو دن سے ہسپتال میں ہی تھیں۔ ایک نرس انہیں دیکھ رہی تھی۔

یہ تیسرے دن کی بات ہے جب ایک نرس وہاں آئی تو انہوں نے اس کا موبائل لیا اور ایک نمبر ملا دیا۔ انہیں بس ایک ہی نمبر یاد تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نیلم شاہ کا۔

لیکن فون وجدان نے اٹھایا تھا۔

"ہیلو۔ نیلم آپی۔"

شاید وجدان اس آواز کو پہچانتے تھے۔ شاید نہیں۔ لیکن نیلم آپی انہیں ایک ہی عورت کہہ سکتی تھی۔

"میں وجدان بات کر رہا ہوں۔"

وہاں کچھ پل خاموشی چھائی رہی۔ پھر جو انیلا نے کہا، وجدان اس پر ساکت رہ گئے۔ پھر ان سے جتنی جلدی ہو سکا وہ انیلا کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچ گئے۔ جانے سے پہلے وہ نیلم کے موبائل پر اس نمبر کو ڈیلیٹ کر گئے تھے۔

"وجدان بھائی۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ بخت۔"

وجدان ان کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ اس وقت جوان اور بے حد خوبصورت تھے۔ یوں کہنا چاہیے کہ اس وقت وہ گلفام ہی لگتے تھے۔

"میں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا میرے جیسی زندگی نا گزارے۔ وہ ایک شاندار زندگی جیے۔ اسے اپنے کم حسن پر کوئی شرمندگی نہ ہو۔" انہوں نے دو دن کے بخت کو وجدان کے حوالے کیا۔

"یہ میری امانت ہے۔ اسے اپنے سینے سے لگا لیں، وجدان بھائی۔"

وجدان نے اسے تھام لیا تھا لیکن سینے سے نہیں لگایا۔

"تم نے بہت برا کیا ہے اپنے ساتھ انیلا۔ تم فکر نہیں کرو۔ تمہارے بیٹے کو میں اتنا کمزور نہیں بناؤں گا کہ وہ اتنی سی بات پر اپنا دل چھوڑ دے۔ وہ اللہ کی بنائی گئی چیزوں سے مایوس ہو۔"

وہ نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پھر وجدان بخت کو لیے چلے گئے۔ کچھ دن گزرے تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ انیلا نے خودکشی کر لی ہے۔ انہیں دکھ سا ہوا تھا۔ انیلا کا جنازہ ان کی موجودگی میں ہوا تھا۔ ہر چیز کا انتظام انہوں نے خود کیا تھا۔

بخت کو انہوں نے ایک اپارٹمنٹ میں رکھا ہوا تھا اور اس کے لیے وہ کیئر ٹیکر کا انتظام کر چکے تھے۔ اور کبھی کبھی وہ خود بھی وہاں چلے آتے۔ وقت گزرتا گیا اور بخت بڑا ہوتا گیا۔ وجدان نے اسے اچھا سکول دیا، پھر کالج کی تعلیم دلائی۔ جب وہ تیرہ سال کا ہوا تھا تو ہی وجدان نے اسے اس کی ماں کے بارے میں بتایا تھا لیکن وہ نہیں رویا۔ اسے دکھ ہوا تھا لیکن وہ نہیں رویا۔ جسے کبھی دیکھا نہیں، محسوس نہیں کیا۔ وہ اس عورت کے لیے کیا روتا۔

وقت گزرنے کے ساتھ اس نے وجدان کو اپنی دلچسپی بتائی۔ وہ اپنے ملک کے لیے کام کرنا چاہتا تھا۔ کسی خفیہ ادارے کا حصہ بننا چاہتا تھا۔ ایک جاسوس بن کر رہنا چاہتا تھا۔ وجدان نے بغیر کسی رکاوٹ کے اس کا یہ خواب بھی پورا کر دیا۔ وہ تین سال تک اپنے ہی ملک میں گمنام زندگی گزارتا رہا تھا۔ بلوچستان میں اس نے تین جاسوس پکڑے تھے۔ اور وہیں سے

اسے خفیہ طور پر آگے پیچھے ہونے کے آرڈرز آئے تھے۔ تو وہ سیالکوٹ واپس چلا آیا۔ وہ فی الحال یہیں رہ رہا تھا، ایک اکیڈمی میں لیکچرار کے طور پر۔

وہ ایک جاسوس تھا جس نے گلفام کو گھر کی حفاظت کے لیے کچھ بندے دیئے تھے۔

اس کی حقیقت نے نیلم وجدان کو جیسے سکتے میں ڈال دیا تھا۔ وجدان بول رہے تھے اور وہ تو جیسے قوت گویائی سے محروم کر دی گئیں تھیں۔

oooooooooooooo

رات گہری ہو رہی تھی۔ ایسے میں وہ کچن میں کھڑا کافی پھینٹ رہا تھا جب اس کے موبائل پر ایک ان ناؤن نمبر سے میسج آیا۔ اس نے موبائل اٹھا کر اسکرین آن کی۔ پھر میسج ریسیو کیا۔ میسج دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

"پھر کب اپنی حسن کی دیوی کو مارکیٹ میں لے کر آؤ گے، مرزا؟"

وہ میسج پڑھ کر بھیجنے والے کی خباثت کا اندازہ لگا سکتا تھا۔اس نے اس نمبر پر کال ملائی۔ جسے اگلے ہی پل اٹھا لیا گیا تھا۔

"زہے نصیب۔زہے نصیب۔اتنی بھی کیا بے چینی مرزا صاحب۔"وہ بے ہودگی سے بولا تھا۔

"کون ہو تم؟"اس کی آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو چکی تھیں۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے مرزا صاحب۔ابھی تھوڑا انٹرٹین تو ہو لینے دیں۔"وہ خباثت سے ہنسا تھا۔

"تم ایک دفعہ میرے سامنے آؤ۔پھر بتاؤں گا کہ انٹرٹین کیسے ہوا جاتا ہے۔"

وہ شعلہ برساتی آنکھوں کے ساتھ بولا تھا۔جواباً وہ بلند آواز میں ہنسا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ماننا پڑے گا آپ کو مرزا صاحب۔ دشمنوں کی بیٹی سے اتنی محبت۔ آپ کو تو اس سے اتنی نفرت ہونی چاہیے تھی کہ آپ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے اسے مارکیٹ میں خریداری کروانے کے بجائے اس کی بھرے مجمعے میں آبروریزی....."

"بکواس بند کرو اپنی۔ منہ نوچ لوں گا میں تمہارا اگر تم نے مزید بکواس کی تو۔"

وہ جواباً اس قدر زور سے چلایا تھا کہ اپنے کمرے میں بیٹھی آیت ڈر گئی تھی۔

"میں تو آپ کو مفید مشورہ۔۔۔۔"

"تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔ اگر میری بیوی کے بارے میں ایسا سوچا بھی تو وہ دماغ کچل دوں گا جس میں یہ سوچ آئی ہے۔" اس کی آنکھوں میں غصہ اور سفاکیت ایک ساتھ نظر آئے تھے۔ مخالف چند لمحے چپ رہا۔

"تو پھر اب سنبھل کر رہنا مرزا۔ تمہارے دشمن اتنے بڑھ چکے ہیں کہ تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ کونسا وار کہاں سے آرہا ہے۔"

فون بند ہو چکا تھا لیکن جازم کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے خون جھلک رہا تھا۔ وہ کتنی دیر شلف پر ہاتھ جمائے وہاں کھڑا رہا۔

ooooooooooooooo

"کیا ہوا۔ سب ٹھیک ہے؟"

وہ کمرے میں آیا تو آیت جائے نماز تہہ کرتی اٹھی۔ پھر چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ کیوں پوچھ رہی ہو؟"

وہ اپنے تاثرات بہتر کر چکا تھا۔

"وہ.... آپ اتنا اونچا چلائے۔ میں نماز کے دوران ایک دم سے ڈر گئی۔" جائے نماز ایک طرف رکھتے ہوئے شکوہ کناں انداز میں کہا۔

"ہاں وہ.... فون پہ تھا۔ سوری۔" وہ خود بیڈ کی طرف چلا آیا۔

"سب ٹھیک ہے نا؟" دوبارہ سے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ آجاؤ تم۔" وہ مسکراتی ہوئی بیڈ پر ایک جانب آ کر لیٹ گئی۔ کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ جازم نے اس کی حرکت کو اچھے سے نوٹ کیا تھا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" ذرا سا جھک کر پوچھا۔

"ہاں۔ بس سر میں درد ہے تو اس لیے۔" وہ اپنا سر مسلتی جازم کو تکلیف میں لگی تھی۔

"تو پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کوئی میڈیسن لی تم نے؟" اس کے یوں پوچھنے پر آیت نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ پھر مسکرا دی۔

"دوائیاں نہیں کھاتی میں اور نا مجھ سے نگلی جاتی ہیں۔"

"تو پھر آرام کیسے آئے گا؟"

"آجائے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ لاپرواہی سے کہتی آنکھیں واپس بند کر چکی تھی۔ جازم چند لمحے خاموشی سے آیت کو دیکھتا رہا۔ پھر اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں تیل کی بوتل تھی۔

"اٹھو، یہاں آؤ۔"

جازم کی آواز پر اس نے ذرا اٹھ کر دیکھا۔

"کیوں؟"

"تمہارے سر میں تیل لگا دیتا ہوں۔ آرام آجائے گا۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

"آپ میرے سر کی مالش کریں گے؟"

"ہاں۔ کیوں، تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" وہ معصومیت سے اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔ کوئی اعتراض نہیں۔"

وہ خاموشی سے اٹھ کر اس کے پاس قدموں میں بیٹھنے لگی۔

"تم اوپر بیٹھو۔ میں کھڑے ہو کر لگا دیتا ہوں۔" جازم نے آیت کے بازو کو تھام کر کہا۔ وہ رک گئی۔

"آپ اتنی دیر تک کھڑے رہیں گے۔"

"بالکل۔"

"تھک جائیں گے۔"

"مُجھے تھکنا منظور ہے، لیکن اپنی بیوی کو اپنے قدموں میں بیٹھا دیکھنا منظور نہیں ہے۔" وہ تیل ہتھیلی پر ڈال چکا تھا۔

"جب میں چھوٹا تھا تو ہمارے گھر سے کچھ فاصلے پر سید رہتے تھے۔ میری ماں مجھے اکثر وہاں لے جاتی تھیں۔ وہ مجھے کہتی تھیں، حیدر جھک جا۔ سید ہیں۔ ان کا مرتبہ اونچا ہے۔ اور میں جھک جاتا تھا۔" آیت نے حیرت سے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو اس کے سر کی مالش کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"حیدر کھڑا ہو جا۔ سید صاحب آ رہے ہیں۔ میں احتراماً کھڑا ہو جاتا۔ اور یہ احترام مجھے میری ماں نے سکھایا ہے۔ اب اگر میں اپنی سید زادی بیوی کو قدموں میں بٹھاؤں گا تو ماں کی نافرمانی کروں گا۔" وہ بے بسی سے ہنس دی۔

"جھکنا صرف اللہ کے سامنے چاہیے۔ اگر اسکی بنائی گئی مخلوق کے سامنے سر جھکائیں گے تو کیا یہ شرک نہیں؟" جازم کے ہاتھ کچھ پل کو ساکت ہوئے۔

"احترام اپنی جگہ لیکن جھک جانا، سر جھکا دینا۔ یہ سب....." وہ الجھی ہوئی لگتی تھی۔

"میں بہت چھوٹا تھا آیت۔ میں نے کبھی ماں سے سوال نہیں کیے۔ میں بس ان کا حکم بجا لاتا تھا۔ وہ کچھ بھی کہتیں۔ میں نہیں ٹالتا تھا۔" وہ واپس مصروف ہو گیا تھا۔ البتہ اس کا لہجہ نم ہوا تھا۔ آیت نے محسوس کرتے ہوئے دوبارہ گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ اپنی ماں کو یاد کر رہے ہیں؟"

جازم نے بے حد تکلیف سے آیت کو دیکھا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔

"بہت زیادہ۔ میں اپنی ماں کو بہت یاد کرتا ہوں۔ جانتی ہو کیوں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ وہ بھی مجھے یاد کرتی ہیں۔" آیت نے تیزی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"آ.... آپ کو کیسے پتا؟"

"میرے بھائی نے بتایا مجھے۔"

آیت کو لگا جیسے اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"آپ کا بھائی؟"

وہ ابھی تک جیسے سکتے میں تھی۔ جازم نے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔

"ہاں۔ کیا میرا بھائی نہیں ہو سکتا۔" آیت اس کے ہاتھ ہٹا کر اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آنکھوں کے تاثرات یوں تھے جیسے کہہ رہی ہو کہ اسے پوری بات بتائی جائے۔اور پھر مسٹر جازم نے اپنی تمام داستان اسے کہہ سنائی تھی سوائے اپنے کارناموں کے۔ آیت منہ کے آگے ہاتھ رکھے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے ایک نارمل زندگی نہیں گزاری، آیت۔اس لیے میں بس خوش رہنا چاہتا ہوں تمہارے ساتھ۔"وہ سنجیدہ تھا۔

"آپ..... آپ نے میرے ساتھ جھوٹ بولا۔آپ نے غلط بیانی کی۔"

"غلط بیانی نہیں کی میں نے۔"وہ اسے یقین دلانے والے انداز میں بولا تھا۔"جب ہماری ملاقات ہوئی تھی تب میری فیملی یہاں نہیں تھی۔اور مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ سب کہاں ہیں۔مجھے لگا کہ شاید میں اب کبھی ان سے نہیں مل پاؤں گا۔اس لیے.....اس لیے میں نے وہ سب کہا۔"

آیت کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس کی باتوں پر کس طرح کا ردعمل دے۔وہ تو جیسے صدمے میں تھی۔

"اور.....اور شہوات۔ وہ کس کی بیٹی ہے؟"اس نے مشکوک نظروں سے جازم کو دیکھا۔

جازم نے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ آیت کو دیکھا۔

"شہوات میری بیٹی ہے، آیت۔ دوبارہ مجھ سے یہ سوال مت کرنا۔"

اس کے انداز میں ایک التجا تھی۔ آیت تو کچھ بول ہی نہیں پائی۔

"آپ کا ماضی واقعی ہی تکلیف دہ ہے لیکن.... آپ کا یوں سب کچھ چھپانا مجھے اچھا نہیں لگا۔"

وہ خفا سی بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"اور وہ دوسری عورت.....اس کے ساتھ جو ہوا، ٹھیک ہوا۔ اس نے بہت برا کیا آپ لوگوں کے ساتھ۔"

وہ اب افسوس سے کہہ رہی تھی۔

"میرے خیال سے آپ کو اپنی ماں سے ملنے جانا چاہیے۔ وہ آپ کے بغیر اداس ہوں گی۔"

وہ اب جازم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دھرے نرمی سے کہہ رہی تھی۔ جواباً اس کے لبوں پر اداس سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ماں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔ آفٹر آل میں ان کے شوہر کا قاتل ہوں۔" اس کے انداز پر آیت کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"وہ غلطی تھی۔ اور آپ اس وقت چھوٹے تھے۔ آپ کی ماں نے آپ کو معاف کر دیا ہو گا۔" وہ اس کو تسلی دے رہی تھی۔

وہ مسکرایا۔ چند لمحے خاموشی کی نظر ہوئے۔

"تم جانتی ہو آیت، ہماری زندگی برباد کرنے والی وہ دوسری عورت کون تھی؟" وہ اس کو زخمی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کیسے پتا ہو گا کہ کون تھی۔ میں تو تب اس دنیا میں بھی نہیں تھی آئی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ تعجب سے کندھے اچکائے بولی۔

"تمہاری مدر کی کوئی بہن تھیں کیا؟"اس نے اسی حالت میں پوچھا۔

"ہاں... تھیں ایک۔ وہ پتا نہیں کہاں....۔"وہ تیز تیز بولتی ایک دم سے رکی۔ بے یقینی سے جازم کو دیکھا۔

"ڈونٹ ٹیل می...ڈونٹ ٹیل می کہ وہ انیلا خالہ تھیں۔"وہ اسی بے یقینی کے ساتھ بولی۔

جازم نے جانچتی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"اور اگر میں کہوں کہ ہاں تو؟"

آیت تو کچھ بول ہی نہیں پائی۔ وہ یقین ہی نہیں کر سکتی تھی اس بات پر۔ وہ تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری اور کھڑکی کھول دی۔ شاید اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

"آیت آر یو اوکے؟"وہ دو قدم آگے بڑھا لیکن آیت نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"آپ.... کیسے کہہ سکتے ہیں اتنا بڑا جھوٹ؟ بولیں۔ کیسے لگا دیا اتنا بڑا بہتان۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ چلائی تھی۔ جازم نے کوئی رد عمل نہیں دیا۔ کیونکہ وہ آیت کے رد عمل سے واقف تھا۔

"بہتان نہیں ہے۔ افسوس کہ ساتھ مگر یہ سچ ہے، آیت۔ وہ دوسری عورت کوئی اور نہیں تمہاری خالہ تھیں۔" آیت کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔ کبھی کوئی تاثر تو کبھی کوئی عمل۔ کبھی صوفے پر بیٹھتی تو کبھی اٹھ جاتی۔ کبھی نفی میں سر ہلاتی تو کبھی بے بسی سے جھک جاتی۔

"خالہ۔ انیلا خالہ۔" وہ نام دہرا رہی تھی۔ پھر ایک دم سے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو پریشانی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آ..... آپ نے کہا کہ آپ کی دوسری ماں مر گئیں تھیں۔ کیا.... کیا خالہ مر گئیں ہیں؟" وہ صدمے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بدقسمتی سے.....ہاں." وہ اس وقت بے رحم لگ رہا تھا۔ اس کے سچ پر آیت نے بے بس تاثرات ظاہر کیے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"او خدایا۔ یعنی.....وہ....وہ مر گئیں۔اور....اور آپ کی فیملی برباد ہو گئی۔خالہ کی وجہ سے۔اور آپ....بدلہ لینے آئے ہیں۔ آپ نے مجھ سے شادی.....بدلہ لینے کے لیے کی ہے؟"

جازم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ کہیں نا کہیں وہ جانتا تھا کہ آیت یہ ضرور سوچے گی، پھر بھی جازم کو دکھ سا ہوا۔

"پاگل ہو گئی ہو تم۔ میں کیوں تم سے بدلہ لوں گا۔ میں واقعی ہی محبت کرتا ہوں تم سے۔ تم میری زندگی میں صرف میری محبت کی وجہ سے ہو۔" جواباً وہ غصے سے بولا تھا۔

"جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ سب کچھ بھول جائیں۔" وہ تو جیسے نیم پاگل ہو رہی تھی۔

"آیت۔ اگر مجھے بدلا لینا ہوتا تو مُجھے اس کے لیے تم سے شادی کرنے کی ضرورت نہیں تھی اور نا محبت کا کھیل کھیلنے کی ضرورت تھی۔ تم میرے جذبات کی توہین مت کرو۔" جازم کو دکھ ہوا تھا۔

"میرا دل نہیں مان رہا۔" وہ اس سے فاصلے بڑھا رہی تھی۔

"ثبوت کے طور پر میرے پاس بس یہ بات ہے کہ مجھے یہ بات اس دن پتا چلی تھی جب میں تمہاری کزن کی عیادت کے لیے تم لوگوں کے گھر آیا تھا۔ وہاں ڈرائنگ روم میں تصویر رکھی ہوئی تھی اس عورت کی۔ میں نے گلفام سے پوچھا تھا۔ تم چاہے تو پوچھ لینا اس سے۔"

"آپ پاگل ہو گئے ہیں۔ ہم وہاں تصویر کیوں رکھیں گے۔ امی شدید نفرت کرتی ہیں خالہ سے۔ وہ تو ان کا نام تک برداشت نہیں کرتیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ تصویر دیکھی تھی آپ نے۔" وہ جواباً چلائی تھی۔ جازم کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ جیسے کوئی بوجھ سا ہٹا تھا۔ جیسے کوئی شرمندگی سی وجود میں اتر آئی تھی۔

"ن.... نفرت؟ نفرت کیوں کرتی ہیں؟" وہ ناچاہتے ہوئے بھی یہ پوچھ بیٹھا تھا۔ آیت نے بھیگی پلکوں سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ..... جس رات خالہ انیس مرزا کے ساتھ بھاگ گئی تھیں، اس دن نانا ابو کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ صرف خالہ کی وجہ سے۔ اس لیے کرتی ہیں نفرت۔

اور کچھ جاننا ہے آپ کو۔"وہ غصے سے بول رہی تھی۔اور جازم کو لگا جیسے وہ اپنے قدموں پر کھڑا نہیں رہ پائے گا۔

وہ کیسے ایک باوقار عورت کو اپنی ماں کے قدموں میں گرانے کی بات کر سکتا تھا۔وہ عورت جس کا کوئی قصور نہیں تھا۔جو خود اس واقعے کی تکلیف اٹھا چکی تھی،وہ کیسے سزا کی حقدار ہو سکتی تھی۔

جازم کے اندر کے اچھے انسان نے کہا تھا کہ وہ عورت بے قصور ہے اور اس جازم نے مان لیا تھا۔وہ یہاں کھڑے کھڑے فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ شاہ خاندان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔کیونکہ اس پر یہ راز کھل چکا تھا کہ وہ آیت کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔اس نے گردن موڑ کر آیت کو دیکھا جو غصے سے بیڈ پر جا کر لیٹ گئی تھی۔

"آیت۔"وہ اس کے قریب آتے بولا۔

"سونا ہے مُجھے۔فی الحال سونے دیں۔اچھا سکون دیا آپ نے میرے سر درد کو۔"انداز میں چھپا طنز وہ سمجھ گیا تھا۔تبھی دھیرے سے اس کے قریب آ کر بیٹھا اور اس کا سر دبانے لگا۔

"چھوڑیں مجھے۔اس مہربانی کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے جازم کا ہاتھ ہٹانا چاہا۔

"چپ کر کے سو جاؤ۔ورنہ بہت برا پیش آؤں گا۔"وہ دھمکی دیتا بولا تھا۔آیت نے ضبط سے آنکھیں بند کر لیں۔سر میں شدید درد تھا۔وہ مزید بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ نیند کی وادی میں اتر چکی تھی۔جازم تلخی سے مسکرا دیا۔

آہ۔کیا کیا کرواتی ہے یہ بے بس محبت۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooooooo

"یعنی.....یعنی میرا شک بالکل ٹھیک تھا۔وہ اپنا سا دکھنے والا چہرہ.....کوئی غیر نہیں تھا۔"

نیلم اب تک سکتے میں تھیں۔وجدان نے ہر بات کو نظر انداز کر دیا تھا سوائے "غیر نہیں" کے۔ان کے لب بالکل ہولے سے مسکرائے تھے۔

"نہیں۔ بخت کوئی غیر نہیں ہے۔ وہ... انیلا کا بیٹا ہے۔ تمہارا بھانجا۔" وہ پر سکون سے کہتے نیلم کے اندر آگ سلگا گئے تھے۔ انہوں نے انگارہ ہوتی آنکھوں سے وجدان کو دیکھا۔

"میرا اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اور خبردار جو آئندہ وہ لڑکا ہمارے گھر بھی آیا تو۔" وہ خود کو چیخنے سے باز رکھے ہوئے تھیں۔ وجدان کی مسکراہٹ سمٹ چکی تھی۔

"تمہارا انکار کسی کام نہیں آئے گا، نیلم۔ قدرت جو رشتے بنا دیتی ہے، ان سے لاتعلقی اختیار کی جا سکتی ہے۔ انہیں ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور تم انیلا سے لاتعلق ہو۔ لیکن تمہارا اس کے ساتھ بہن کا رشتہ ہمیشہ رہے گا۔" وہ بہت آرام سے کہہ رہے تھے۔ نیلم کا تو پارہ ہائی ہو رہا تھا۔

"آپ کی یہ وضاحت کسی کام کی نہیں ہے۔ میرا باپ مرا تھا۔ میرا دکھ آپ نہیں سمجھ سکتے۔" اب ان کے لہجے میں دکھ سا تھا۔ وجدان انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ پھر گہرا سانس لیتے ہوئے نیلم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"اس سب میں بخت کا کیا قصور ہے، نیلم۔ وہ بیچارہ اس دنیا میں آیا اور ماں باپ کی محبت، ان کا لمس، ان کا وقت، ان کی توجہ سب کچھ چھن گیا اس سے۔ پھر بھی بہت صبر والا لڑکا ہے

وہ۔ لیکن اس کی تکلیف بہت بڑی ہے۔ کہیں نا کہیں انیلا تم لوگوں سے زیادہ اپنی اولاد کی مجرم ہے۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔ نیلم بس خاموشی سے رو رہی تھیں۔

"وہ اتنا اپنی ماں کے بارے میں نہیں سوچتا، جتنا وہ تمہارے بارے میں سوچتا ہے۔ اس کے سر پر اپنا دست شفقت رکھ دو، نیلم۔"

"ظاہر ہے۔ اسے پتا ہے کہ اپنے گنہگار ماں باپ تو اب دنیا میں ہیں نہیں۔ چلو اس بات کا فائدہ اٹھالیا جائے۔" وہ بے حد طنز لیے بولی تھیں۔ وجدان نے دکھ سے اپنی بیگم کو دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ ہٹالیا۔

"کم از کم میں تم سے اتنی نیچ باتوں کی توقع نہیں کر رہا تھا، نیلم۔ تم کب سے اتنی بے رحمانہ باتیں کرنی لگیں۔ تم ایک باوقار اور شفیق سی عورت ہو۔"

وہ واقعی ہی جاننا چاہتے تھے۔ جواباً وہ چپ رہیں۔ وجدان کچھ لمحے ان کے جواب کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن پھر تاسف سے نفی میں سر ہلاتے آنکھیں بند کیے لیٹ گئے۔ نیلم نے بے بسی سے اپنے شوہر کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو ایک غیر انسان کی اتنی پرواہ ہے کہ اس کے لیے میرے ساتھ خفا ہو کر سو گئے۔"

وجدان نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

"پہلی بات یہ کہ وہ غیر نہیں ہے۔ اور دوسری بات، میں خفا نہیں ہوں۔ مجھے بس تمہارے لفظوں نے دکھ دیا ہے۔ اب اتنا سا رد عمل تو بنتا ہے میرا۔" وہ واپس کروٹ لے چکے تھے۔ لیکن وہ ان کے وجود کو گھورتی رہیں۔ وجدان چند لمحے تو لیٹے رہے لیکن نگاہوں کی تپش کہاں سونے دے رہی تھی۔ وہ واپس اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"پلیز نیلم۔ سو جاؤ۔ ایسے مت دیکھو مجھے۔ میں پہلے ہی میرال کی وجہ سے پریشان ہوں۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولے تھے۔ جبھی نیلم کو کچھ یاد آیا۔

"میرال سے محبت کرتا ہے وہ؟"

"ہاں کرتا ہے محبت۔ اب محبت پر تو زور نہیں۔ اور اب پلیز لائٹ آف کر دو۔ باقی کی باتیں صبح کریں گے۔ ابھی مجھے سونا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ واپس لیٹ گئے تھے۔اب نیلم نے بھی کچھ نہیں کہا۔وہ بھی لیٹ چکی تھیں۔دل مزید بھاری ہو گیا تھا۔

oooooooooooooooo

وہ صبح اٹھی تو سر بھاری ہو رہا تھا۔آنکھیں بہت زیادہ سرخ تھیں۔جیسے وہ رات بھر بے آرام رہی ہو۔دل بھی جیسے کسی انجانے خوف میں سکڑتا جا رہا تھا۔بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے، جنہیں اب وہ جوڑے میں باندھ رہی تھی۔صبح کے اڑھائی بج رہے تھے۔گلفام اس کے پاس ہی بے خبر سا سویا ہوا تھا۔مہر ماہ کتنی دیر تک اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔اسے دیکھ کر سکون ملتا تھا۔لیکن آج.... آج مہر ماہ کا دل بے سکون ہوا اٹھا تھا۔ایسا لگتا تھا جیسے وہ چہرہ بہت جلد کہیں غائب ہونے والا ہے۔جیسے وہ ساری زندگی اس چہرے کو دیکھے بغیر گزارنے والی ہے۔

"یا اللہ نہیں۔"اس نے ضبط سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

"یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔ اللہ.... میرے شوہر کو کچھ نا ہو۔ انہیں اپنی حفاظت میں رکھنا۔" وہ دل میں کہتی ایک دفعہ پھر اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر ذرا جھک کر اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔ پھر پیچھے ہو کر آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونک دی۔ ایک نظر اسے دیکھا اور غسل خانے کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد جب وہ باہر آئی تو چہرہ گیلا تھا۔ وہ وضو بنا کر آئی تھی اور کمرے کے ساتھ منسلک چھوٹے سے کمرے میں چلی گئی۔ جو خاص نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ وہ تہجد کی نماز ادا کر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھی۔ درود شریف، سورتیں اور کچھ دعائیں مانگ کر وہ اب اپنے شوہر کی خیریت طلب کر رہی تھی۔

"یا اللہ۔ میں نے اپنا شوہر تیری امان میں دیا۔ میں جانتی ہوں، وہ تیری امانت ہے لیکن..... مجھے کسی آزمائش میں نا ڈالنا۔ بس تو اپنا رحم کرنا۔"

نا جانے کیوں دل پھٹ سا رہا تھا۔ وہ بس روئے جا رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو ہی رحیم ہے، تو ہی مہربان ہے۔ ہر چیز تیرے سامنے بے بس ہے۔ تو پاک ہے، تو دعائیں سننے والا ہے۔ میری دعا قبول فرمالے میرے مالک۔ میرے سر کے تاج کو میرے سر پر سجا رہنے دینا۔"

وہ آنسو کے درمیان بولے جا رہی تھی۔ اس کے رونے میں اب شدت آ رہی تھی۔ وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ تبھی کوئی وجود خاموشی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

"مہر ماہ۔"

اس نے نیند سے لبریز آواز میں مہر ماہ کو پکارا۔ مہر ماہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اور پھر بے اختیار اس کے گلے جا لگی۔ اپنے بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کیے وہ پھر سے رو رہی تھی۔ گلفام کو پریشانی لاحق ہوئی۔

"کیا ہوا ہے مہرو۔ تم ایسے کیوں رو رہی ہو؟" وہ اس کے بازو تھامے پوچھ رہا تھا۔

"ابھی کچھ مت پوچھیں۔ بس چپ کر جائیں۔ مُجھے رونے دیں۔"

وہ تحکم اور التجا دونوں انداز سے کہتی گلفام کو چپ کروا گئی تھی۔ وہ بھی خاموشی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

کچھ دیر بعد فجر کی اذانیں سنائی دینے لگیں تو گلفام نے اسے خود سے الگ کیا۔ پھر اس کی روئی آنکھوں میں دیکھا۔

"رو لیا؟ ہو گیا دل ہلکا؟"

وہ دبے دبے غصے سے پوچھ رہا تھا۔ مہر ماہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ گلفام چند لمحے ضبط سے اسے دیکھتا رہا۔

"میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ میرے آنے تک اپنی آنکھوں کی سرخی کو ختم کر دینا۔" وہ اس کی سرخ پڑتی آنکھوں کو نظر انداز کرتا جانے لگا جب مہر ماہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔ اس نے مڑ کر واپس دیکھا۔

"آپ کو میرا رونا برا لگا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے انداز پر گلفام کے تاثرات نرم پڑے۔ تبھی واپس نیچے بیٹھ گیا۔

"نہیں مہرو۔ رونا برا نہیں لگا۔ لیکن تمہارا یوں بری طرح رونا مُجھے پریشان کر دیتا ہے۔ تمہارے آنسو مجھے اذیت دیتے ہیں۔"

وہ انگلیوں کی پوروں سے اس کی آنکھوں کو چھوتے ہوئے بولا۔ پھر نرمی سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے گیلی پلکوں پر اپنے لب رکھ دیئے۔ مہر ماہ کا پورا وجود دہک اٹھا تھا۔ آنکھیں ایک بار پھر سے بھیگنے لگی تھیں۔ ان کی نمی گلفام کو اپنے لبوں پر محسوس ہوئی تو وہ تیزی سے پیچھے ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہوا کیا ہے؟ کیوں روئے جا رہی ہو؟" مہرو نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کل..... ہسپتال میں ایک پیشنٹ آئی تھی۔" اس نے کہنا شروع کیا۔

"ہسپتال میں پیشنٹ ہی آتے ہے، مہرو۔" اس نے خفگی سے گلفام کو دیکھا۔

"بات وہ نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"گلفام وہ..... چھ سال کی پریگننٹ عورت تھی۔ اس کی شادی کو نو ماہ ہوئے تھے۔ اس کا شوہر آرمی میں تھا اور پرسوں شام دہشتگردی حملے میں شہید ہو گیا۔"

گلفام کے چہرے پر دکھ سا ابھرا۔

"وہ رو رہی تھی۔ وہ بہت زیادہ رو رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس کا شوہر اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ اپنے بچے کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ اگر کبھی میں تکلیف میں ہوتی تو وہ مجھ سے پہلے تڑپ جاتا تھا۔ وہ میرے آنسو دیکھ کر خود رونے لگتا تھا۔ وہ تڑپ رہی تھی۔"

وہ کہتے کہتے پھر سے رونے لگی تھی۔ گلفام سن سا اسے سن رہا تھا۔

"وہ.... میرا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہی تھی..... ڈاکٹر میں اسے کیسے بھولوں گی۔ مجھے کیسے صبر آئے گا۔ جب.... جب تین ماہ بعد اس کا بچہ دنیا میں آئے گا۔ وہ یتیم آئے گا۔ میرا دل اس لمحے پھٹ جائے گا، ڈاکٹر۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس وقت یقین کریں مجھے لگا جیسے میری روح فنا ہو گئی ہو۔ میرے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ اس ملک پر قربان ہونے والا وہ شہید.... وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ دو زندگیاں سانس لے رہی تھیں۔ وہ ان کو تنہا چھوڑ گیا۔ صرف اس ملک کے لیے۔ اس بے وفا اور دغا باز عوام کے لیے وہ اپنا خاندان چھوڑ کر چلا گیا۔"

وہ باقاعدہ کانپنا شروع ہو گئی تھی، تبھی گلفام جیسے کسی ٹرانس سے باہر آیا۔

"مہر ماہ۔ سنبھالو خود کو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟" وہ گلفام کا ہاتھ ضبط سے پکڑے ہوئے تھی۔

"کل سے.... کل سے میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ میرا دل کر رہا ہے کہ آپ کو کہیں قید کر لوں۔ کہیں نا جانے دوں۔ میں آپ کو کھونا افورڈ نہیں کر سکتی۔ کبھی نہیں۔" وہ بے بسی سے رو رہی تھی اور گلفام کو اس کے رونے کی وجہ اب سمجھ آئی تھی۔ اس نے مہرو کے گرد بازو حمائل کیے اور اسے بھینچ کر اپنے ساتھ لگایا۔

"اللہ سے دعا کیا کرو۔ مر تو ایک دن جانا ہی ہے۔ تم دعا کیا کرو کہ تمہارا شوہر حق اور سچ پر قائم رہے۔ اس ملک کے لوگوں کو کبھی میری وجہ سے کوئی تکلیف نا ملے۔" مہر ماہ کا دل کانپ سا گیا تھا۔

"مت کریں۔ مت کریں میرے ساتھ ایسی باتیں۔ ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ گلفام آپ جیسا شوہر اللہ ہر بیٹی کو دے اور وہ دونوں ساتھ بوڑھے ہوں۔ کوئی بھی عورت کبھی جوانی میں بیوہ نا ہو۔" گلفام کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔

"میں آپ کے ساتھ عمر کے آخری حصے میں جانا چاہتی ہوں۔ اس دنیا کے بعد والی دنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔"

وہ مسکرایا۔

"اگر وہاں حوریں ہوئیں تو....۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔ کیونکہ مہر ماہ تیزی سے اس سے الگ ہوئی۔ آنکھوں میں بے پناہ خفگی اتر آئی تھی۔ سختی سے گلفام کا گریبان پکڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خبردار۔ خبردار جو یہ کہا۔ آپ دونوں جہانوں میں صرف میرے ہیں۔ میں کسی عام عورت کی تو کیا کسی حور کی نظر بھی آپ پر برداشت نہیں کروں گی۔" وہ دھمکی آمیز انداز میں بولی۔ گلفام نے بمشکل خود کو ہنسنے سے روکا ہوا تھا۔

"کیا اپنی بھی نہیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ وہ جو کچھ سخت کہنے لگی تھی، رک گئی۔ اس کی بات کا مطلب سمجھ آیا تو چہرہ شرم سے دہک اٹھا۔

یعنی وہ اسے حور کہہ رہا تھا۔

"بلش کروگی تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔" گلفام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگا کر کہا۔ وہ کچھ نہیں بولی۔ بس شرم سے پلکیں جھکائے بیٹھی رہی۔ وہ آخر کار ہنس دیا۔

"تم ان تمام حوروں پر بھاری ہو۔ مجھے جنت میں بھی اپنی ہی حور چاہیے۔ اپنی مہر ماہ۔" وہ بہت پیار سے اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کر چکا تھا۔ مہر ماہ تو پلکیں نہیں اٹھا سکی۔

"اوکے، میں چلتا ہوں۔ نماز کے لیے دیر ہو رہی ہے۔" آخری بوسہ اس کے سر پر دیتا وہ اٹھ گیا۔

مہر ماہ نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی۔ وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ جیسے دل کی بے چینی ختم ہو گئی تھی۔

وہ واپس وضو بنانے کے لیے اٹھ گئی۔

oooooooooooo

صبح کی سفید روشنی ہر طرف بکھر گئی تھی۔ دن بدل رہے تھے۔ صبح اور رات میں اب گرمی کا زیادہ احساس نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ ستمبر کے گزرتے دن تھے۔ ایسے میں جازم شیشے کے سامنے کھڑا اپنے گیلے بالوں کو سوکھا رہا تھا۔ آیت بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کسی سوچ میں لگتی تھی۔

"لگتا ہے رات کا غصہ ابھی تک ختم نہیں ہوا۔"

شیشے میں اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ آیت نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کچھ سچ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انہیں ہضم کرنے میں وقت لگتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔ جازم نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر خاموشی سے اس کے قریب چلا آیا۔ بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے اور وہ صبح کی تازگی میں اور بھی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"تب تم میری بیوی نہیں تھیں۔ تمہارا میرے سیکریٹس پر حق نہیں تھا۔ اب تم میری بیوی ہو۔ اب میرا ہر راز تمہارا ہے، آیت۔"

اس نے آیت کو دیکھا۔ جو اب اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تم میری بیوی ہو اور میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی سے جڑا ہر راز تمہیں معلوم ہو۔"

"اگر کچھ اور ہے تو وہ بھی بتا دیں۔ تاکہ ایک ہی دفعہ ساری ناراضگی ختم ہو جائے۔"

"میں نے تمہیں یہ سب اس لیے نہیں بتایا کہ تم ناراض ہو جاؤ۔ اگر تمہیں یہی ری ایکشن دینا تھا تو مجھے بتا دیتیں۔ میں کچھ نا کہتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مایوسی سے کہتا اٹھ گیا۔ دوبارہ شیشے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ وہاں کھڑے ہو کر وہ ٹائی کی ناٹ باندھنے لگا۔ آیت اس کی حرکات کو دیکھ رہی تھی۔ تبھی جازم کا فون بج اٹھا۔

آیت نے دیکھا تو گلفام کا نمبر تھا۔

"بھائی کا فون ہے۔ میں اٹھا لوں۔"

اس نے یونہی پوچھا تو جازم نے اسے دیکھا۔

"تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اسی نرمی کے ساتھ بولا جو وہ آیت کے لیے اپنے انداز میں رکھتا تھا۔ آیت نے سر ہلا کر فون اٹھا لیا۔

"اسلام علیکم بھائی۔"

"وعلیکم السلام۔ کیسی ہو؟"

Clubb of Quality Content

دوسری طرف وہ ہسپتال کے کاریڈور میں کھڑا تھا۔اس کے ساتھ برہان،وجدان اور ادیب بھی تھے۔برہان ایک دیوار کے ساتھ لگا بے بسی سے کھڑا تھا۔ادیب بینچ پر نڈھال سے بیٹھے ہوئے تھے۔وجدان انہیں حوصلہ دے رہے تھے۔

"ٹھیک ہوں میں۔آپ یہ بتائیں میرال کے بارے میں کچھ پتہ چلا۔"

جواب میں کچھ دیر تاخیر ہوئی تو آیت کا دل کانپ سا گیا۔

"بھائی۔"

"ہاں وہ.....میرال قومہ میں چلی گئی ہے۔"

آیت کے پاس دھماکہ ہوا تھا۔

"بھائی۔"

وہ محض یہی کہہ پائی تھی۔گلفام اور بھی کچھ کہہ رہا تھا جس سے وہ اور بھی پریشان ہوتی جا رہی تھی۔جازم نے اس کی حالت دیکھی تو فوراً سے اس کے پاس چلا آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آیت۔ تم ٹھیک ہو؟"اس نے پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا، جسے اس نے ایک طرف کر دیا۔

"میرال۔ وہ....وہ قومہ میں چلی گئی ہے۔" گلفام کا فون بند ہو گیا تھا۔"ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ وہ کب قومہ سے باہر آئے گی۔ کچھ خبر نہیں۔ ہفتے لگ سکتے ہیں۔ مہینے یا سال۔"

"ٹھیک ہے۔ تم خود کو سنبھالو پہلے۔"

"اللہ غرق کرے اس انسان کو جس نے یہ سب کیا ہے۔"اس کی بدعا پر جازم نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"اللہ اسے ایسی اذیت دے کہ وہ اس سے کبھی ہیل بھی نا ہو سکے۔"

"اچھا بس۔ بس کرو۔"وہ سختی سے بولا تھا۔ آیت نے گیلی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"بدعا نہیں دیتے کسی کو۔"اب کے وہ ذرا نرم پڑا۔

Clubb of Quality Content

"صبر کرو۔ بدعا سے زیادہ خطرناک صبر ہوتا ہے۔ دیکھنا وہ اپنے کیے کی سزا ضرور پائے گا۔" وہ اب اسے امید دلا رہا تھا۔ لیکن اندر کہیں وہ آیت کی بدعا سے ڈرا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی جازم اسے پھوپھو کے گھر لے گیا تھا۔ شہوات بھی ساتھ ہی تھی۔ اس کے بعد اسے گجرات کے لیے نکلنا تھا۔ وہ شہوات کا سکول مس نہیں کر سکتا تھا۔

oooooooooooooooo

پھوپھو گھر موت جیسا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ میرال کی قومہ والی خبر گویا پہاڑ بن کر گری تھی۔ حلیمہ تو بستر سے جا لگی تھیں۔ آج مہر ماہ بھی آئی تھی۔ گھر میں آنے جانے والے لوگوں کا رش لگا ہوا تھا۔ زرمین، آیت اور مہر ماہ کے ساتھ ایک کام والی بھاگ بھاگ کر سب کو پوچھ رہی تھیں۔ وجدان ادیب کو لے کر گھر آ گئے تھے۔ ہسپتال میں بس برہان اور گلفام ہی تھے۔ زرمین کچن میں حلیمہ بیگم کے لیے دلیہ بنا رہی تھی۔ آیت بھی اس کے پاس ہی تھی۔ البتہ مہر ماہ اب کچھ دیر کے لیے ریسٹ کرنے چلی گئی تھی۔ اس کی کل سے طبیعت کچھ ناساز سی تھی۔

"زرمین۔خالہ کے لیے ایک کپ چائے....۔"

کچن میں وہ اپنے دھیان میں آیا تھا لیکن سامنے فریج سے کچھ نکالتی آیت کو دیکھ کر رک گیا۔

آیت نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔اسے دیکھ کر وہ مسکرا دی۔

"نوفل بھائی۔کیسے ہیں آپ؟"

وہ اس کی حالت سے بے خبر سی بولی۔وہ بدقت مسکرایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔تم کیسی ہو۔"اس نے عام سے انداز میں پوچھا تھا کہ کسی کو شک نا گزرے۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"

وہ جواباً مسکرا کر کہتی بوتل سے پانی گلاس میں ڈالنے لگی۔

"آپ کچھ کہہ رہے تھے بھائی۔"زرمین باؤل میں دلیہ ڈالتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ میں کہہ رہا تھا کہ کاشفہ خالہ کے لیے چائے بنا دو۔"زرمین نے کوفت سے نوفل کو دیکھا۔

"صبح سے تین دفعہ چائے پی چکی ہیں وہ۔شادی پر آئی ہیں کیا؟"زرمین کو غصہ ہی تو چڑھ گیا تھا۔آیت نے پانی پیتے ہوئے اسے دیکھا۔

"گھر کا ماحول دیکھیں اور ان کی زبان کے چسکے ختم نہیں ہو رہے۔"

"بری بات ہے زری۔بڑی ہیں وہ۔تمیز سے رہا کرو۔"وہ اسے ڈانٹتا ہوا باہر نکل گیا۔زرمین نے گہرا سانس لے کر نوفل کو دیکھا۔

"آپ یہ دلیہ پھوپھو کو دے آئیں۔میں بنا دیتی ہوں چائے۔"آیت نے کہا تو وہ مسکرا کر کچن سے باہر نکل آئی۔

"تم چلو گی میرے ساتھ؟"دوسری جانب وجدان نیلم کے سامنے کھڑے پوچھ رہے تھے۔نیلم سب کے ساتھ بیٹھی ہوئیں تھیں جب وجدان نے انہیں بلا لیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہاں جانا ہے؟"

"بخت کے پاس۔" نیلم کے ماتھے پر بل پڑے۔ "اسے ہماری ضرورت ہے۔ میرال کا سن کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔"

"حلیمہ کی طبیعت دیکھی ہے آپ نے؟ گھر کا ماحول دیکھیں۔ آپ کو اس لڑکے کو تسلیاں دینے جانا ہے۔" وہ دبے دبے غصے سے بولی تھیں۔

"میں چاہتا تھا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ مجھے لگا تھا تم میری بات کا مان رکھو گی۔ لیکن تم.... نیلم تم کبھی اپنی مرضی کے خلاف کام نہیں کرتیں۔ تمہارا جو دل کرتا ہے، تم وہ کرتی ہو۔ تمہاری نظر میں میرے مان کی، میری بات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔"

وہ ایک دم سے جذباتی ہو گئے تھے اور نیلم ہکا بکا سی انہیں دیکھتی رہ گئیں۔

"جا تو میں ویسے بھی رہا تھا۔ سوچا تم سے پوچھ لوں۔ مجھے لگا شاید تمہارا دل نرم پڑ گیا ہو گا۔ لیکن نہیں۔ تمہارا دل کوئی بھی انسان نرم نہیں کر سکتا جب تک کہ تم خود نا چاہو۔ تمہارا دل

کبھی کبھی پتھر بن جاتا ہے اور فی الحال میرا اس پتھر سے سر پھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں۔" وہ زخمی سا کہتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ اپنے پیچھے نیلم کو نمک کا مجسمہ بنا گئے تھے۔

انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ وجدان نے انہیں کہا ہے۔

کیا واقعی ہی؟

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

"میں جانتا تھا کہ وہ نہیں آئیں گی۔" وجدان بخت کے اپارٹمنٹ میں اس کے بالکل سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیانے میز میں کافی کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔

"وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتی ہوں گی۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن یہ جو اتنے سالوں کے فاصلے ہیں۔ ایک دم سے ختم نہیں کیے جاسکتے۔" وجدان اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہے تھے۔ آج سے پہلے وہ کبھی اتنا اداس نہیں ہوا تھا۔

"لیکن اسے احساس تو ہونا چاہیے نا کہ کبھی کبھی وہ بہت تلخ ہو جاتی ہے۔" بخت نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا۔ وجدان کو دیکھا۔

"میرے خیال سے یہ تلخی ان پر سوٹ کرتی ہے۔ آپ کو وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ آپ نے ان کے وقار کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔" بخت جانتا تھا کہ اس کے بعد نیلم اس سے اور بھی نفرت کریں گی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ مُجھے اتنا جذباتی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ تو شروع سے ایسی ہی ہے۔ مُجھے بولتے وقت احتیاط کرنی چاہیے تھی۔" وہ اپنی غلطی مان رہے تھے۔ بخت مسکرا دیا۔

"یعنی مسٹر وجدان شاہ بھی ساری زندگی اپنی بیگم سے ڈرتے آئے ہیں۔" وہ آنکھوں میں شرارت لیے بولا تھا۔ وجدان نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"تم میری بے بسی کا مذاق اڑا رہے ہو؟" بخت ہنس دیا۔

"نہیں۔ لیکن کیا آپ اب ان سے معافی مانگیں گے؟"

"ظاہر ہے یار۔اس کے بغیر تو وہ بات بھی نہیں کرے گی۔"وجدان واقعی ہی بے بس ہوئے تھے اور بخت بس انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

oooooooooooooooo

دوسرے ہی دن آیت جازم کے ساتھ واپس چلی گئی تھی۔برہان گھر نہیں آیا جب تک کہ آیت وہاں سے چلی نہیں گئی۔

سب اپنی اپنی زندگیوں میں واپس مصروف ہو گئے تھے۔کبھی کبھار کوئی نا کوئی ہسپتال کا چکر بھی لگا لیتا۔مستقل وہاں ایک سے زائد انسان کو رکنے کی اجازت نہیں تھی۔زیادہ تر حلیمہ ہی میرال کے پاس رہتی تھیں۔

انہی گزرتے دنوں میں ایک دن گلفام جب آفس میں بیٹھا کام کر رہا تھا تو اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔اس نے نمبر دیکھا تو انجانا تھا۔اس نے پھر بھی فون اٹھا لیا۔

"ہیلو۔کون۔"وہ پوری توجہ سے سامنے والے کا منتظر تھا۔

"بیٹا۔ میں۔ سعدیہ۔ شہرام کی ماں۔"

دوسری جانب سے نڈھال سی آواز ابھری۔

"آہ۔ آنٹی کیسی ہیں آپ؟" گلفام کے ابرو اچھنبے سے اکھٹے ہوئے۔

"کیسی ہو سکتی ہے وہ ماں جس کا جوان بیٹا اغوا ہو جائے۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی رو دی تھیں۔ لحظے بھر کو گلفام ساکت ہوا۔

"کیا.... کیا کہہ رہی ہیں آپ؟"

"پچھلے پانچ دنوں سے میرا شہرام گھر نہیں آیا، گلفام۔ پولیس نے بہت ڈھونڈا ہے لیکن کہیں نہیں مل رہا۔ تم بتاؤ میں اور کیا نتیجہ اخذ کروں۔" وہ بے بسی سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔ گلفام کو تو جیسے یقین نہیں آرہا تھا۔

"پانچ دن ہو گئے اور آپ مجھے آج بتا رہی ہیں۔ آپ نے اتنی لاپرواہی کیوں دکھائی آنٹی؟" وہ بدتمیزی سے نہیں بول رہا تھا۔ وہ بس پوچھ رہا تھا۔ فکر تو اسے ہوئی تھی۔

"تمہارے اپنے گھر میں اتنی بڑی پریشانی آئی ہوئی تھی بچے۔ میں نے سوچا میں.....۔"

"آئندہ میرے گھر میں کوئی مر بھی جائے گا نا تو میرے لیے میرا فرض اہم ہو گا۔ آئندہ مجھے دوسرے دن کچھ پتا نا چلے۔" وہ ختمی انداز میں بولا تھا۔ دوسری جانب خاموشی پا کر اس نے خود کو نارمل کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ جانے سے پہلے وہ کچھ بتا کر گیا تھا؟"

"نہیں۔ بس اتنا کہا تھا کہ کسی ضروری کام سے جا رہا ہے۔ شام تک آجائے گا۔"

گلفام نے ضبط سے گہرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہیں کریں۔ میں اسے پاتال سے بھی ڈھونڈ لاؤں گا۔ آپ بس اپنے گھر میں اللہ کا ذکر کروائیں۔ اس کا کلام پڑھائیں۔" وہ کہہ کر فون بند کر چکا تھا۔ فکر مندی بڑھ گئی تھی۔

جتنی جلدی ہو سکا، وہ آفس سے نکل آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

oooooooooooooooo

سعدیہ سے بات کرنے کے بعد وہ طلحہٰ کے پاس گیا تھا۔ طلحہٰ نے ہی شہرام کو ڈھونڈنے کی ذمہ داری لی تھی۔ اور اسی وقت اس نے ایک ٹیم تیار کر لی تھی۔

گلفام صرف یہیں نہیں رکا۔ بلکہ وہ ایک اور شخص کے پاس گیا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ وہ شہرام کو کہیں سے بھی ڈھونڈ لائے گا۔ کیونکہ وہ ایک جاسوس تھا۔ اور ایک جاسوس ہر غیر قانونی طریقہ اپنا لے گا لیکن اپنے مقصد تک پہنچ کر رہے گا۔

انہی گزرتے دنوں میں آیت بہت ڈپریسڈ رہی تھی۔ تبھی آج جازم نے ایک ڈنر پلان کیا تھا۔ گھر کا لان خوبصورت لائٹوں سے سجایا گیا تھا۔ سرخ اور سفید پھول جا بجا اپنی خوشبو اور خوبصورتی بکھیر رہے تھے۔ آج ملازمین کو چھٹی تھی اور شہوات سو چکی تھی۔

لان کے بیچ و بیچ وہ دونوں کھڑے تھے۔ جازم نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آیت نے اسی دن والی سفید چمکتی ہوئی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔ ساتھ میں سرخ لپ اسٹک اور ہاتھوں میں گلاب اور موتیے کے گجرے پہنے ہوئے تھے۔ کمر تک آتے بال جوڑے

میں بندھے ہوئے تھے۔ وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔ اور آیت کی ضد پر جازم نے سفید شلوار قمیص۔ اور تم دیکھو تو تم دیکھتے رہ جاؤ کہ وہ سیاہ رنگ اوڑھنے والا اس سفید شلوار قمیص میں کتنا خوبصورت لگ رہا تھا۔ بے اختیار منہ سے نکلے گا۔

ماشاءاللہ۔

"یقین نہیں آتا کہ تم واقعی ہی میرے سامنے ہو۔ کسی خواب کی تعبیر بن کر۔" وہ بول رہا تھا اور وہ سن رہی تھی۔

"تمہاری آنکھیں کسی شاعر کی غزل جیسی ہیں۔ بلا کی خوبصورت۔" تعریف پر آیت کے گال دہک اٹھے تھے۔

"تمہارے لبوں کی تراش بالکل اس شعر جیسی ہے جس میں شاعر نے کہا تھا۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے

پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اتنے خوبصورت لہجے میں بولا تھا کہ آیت نظریں نہیں اٹھا پا رہی تھی۔جازم کو اس کا یہ روپ بہت اچھا لگا تھا۔دلربا سا۔

پھر اس نے آیت کے ہاتھ پکڑ کر اسے گھمایا اور اپنی خوبصورت آواز میں کوئی گیت گنگنانے لگا۔

ہے یہ حقیقت یا خواب میرا

رب سے جو مانگا، پورا ہوا

گائے گی دنیا گیت ہمارے

اک دن، یہ ایسا سوچا نا تھا

قدموں میں رکھ دوں دنیا کی خوشیاں

تاروں سے بھر دوں جہاں

ہاں ہوں میں عاشق

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہاں میں دیوانہ

جو بھی ہوں تیرا پیا

تیرا میرا ہے پیار امر

تو چاہے تو قدموں میں سب رکھ دوں

یہ جیون کیا

گر مانگے توں

میری جان نظر کر دوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گانے کے اختتام پر وہ جازم کے سینے سے آلگی تھی۔

"لگتا ہے آج مسز شرماشرما کر ہی ماریں گی اپنے شوہر کو۔ بولیں گی کچھ نہیں۔" وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے علیحدہ کرتے ہوئے بولا۔ آیت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے آپ کو سننا اچھا لگ رہا ہے۔ بس بولتے رہیں نا۔"

کیا انداز تھا التجا کرنے کا۔ جازم کا دل کیا کہ دنیا میں جتنے خوبصورت لفظ ہیں، وہ سب اس کی تعریف میں کہہ دے۔

"میں بھی سننا چاہتا ہوں۔"

التجا واپس آئی تھی۔

"کیا؟"

"کچھ بھی۔"

"کچھ بھی کیا؟"

"تم جو کہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھری ہوئی تھی۔ آیت نے پیروں میں سفید ہیل پہن رکھی تھی۔ تبھی وہ جازم کے کندھوں تک پہنچ رہی تھی۔ پھر بھی اسے پاؤں اٹھانے پڑے۔ اور جازم کی آنکھوں میں دیکھنا پڑا۔

"آج میں صرف سننے کے لیے آئی ہوں۔ مجھے اپنی خوبصورت آواز میں کوئی اچھا سا پنجابی گیت سنائیں۔"

وہ کھلکھلا کر ہنستی اس سے دور بھاگ گئی تھی۔ اور وہ حیران رہ گیا۔ پھر لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"جو حکم محترمہ۔"

وہ دونوں فاصلے پر کھڑے تھے اور جازم کو اب اس کی فرمائش پوری کرنی تھی۔

"یہاں آؤ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ لان میں گھاس کے اوپر بیٹھ کر اسے بلا رہا تھا۔ وہ چلی بھی آئی۔ جازم نے اس کا ہاتھ پکڑا لیکن وہ بیٹھی نہیں۔ وہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔

ساویں اکھیاں دے

بہہ جا سجناوے

تک لین دے نی جی بھر کے

دھڑکن دل دی نوں سن دا جاویں وے

چھڑیا توکی کر کے

پیار دیوانی ہے

اے زندگانی ہے

مستانی نوں کی کراں

کنگنا کھنکے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جھانجھڑ چھنکے

مکھ توں گھونگٹ ہٹاویں

گم سم گم سم پیار دا موسم

اج نا درد جگاویں

ہلکی ہلکی برسے بدلی

اج نا دور تو جاویں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ گھاس کے بچھے قالین پر اس کے بالکل سامنے بیٹھ گئی تھی۔ اور وہ اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتا جا رہا تھا۔

"مجھے لگ رہا ہے جیسے میرا دل دھڑکنا بھول جائے گا۔ اگر تم یونہی میرے سامنے بیٹھی رہی تو۔"

سفید رنگ اس پر جچ رہا تھا اتنا کہ جازم کو لگا جیسے اسے اسی کی نظر لگ جائے گی۔

"تو کیا میں چلی جاؤں؟"

وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔ وہ ہنس دیا۔

"دھڑکن کا رکنا منظور ہے۔ تمہارا جانا نہیں۔"

"مجھے میرا جانا منظور ہے۔ آپ کی دھڑکن کا رکنا نہیں۔"

وہ اسی کے انداز میں کہتی غضب لگی تھی۔

وقت ایک بار پھر خاموش ہو گیا تھا۔ اور خاموشی سے گزر رہا تھا۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

آیت اپنے گھٹنے پر ٹھوڑی ٹکائے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمہیں اجازت کی ضرورت ہے؟"

اس نے استفسار کیا تھا۔

آیت نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہ۔"

"تو پھر پوچھو۔"

"آپ.... آپ ایسے کیوں ہیں؟"

"کیسا؟"

وہ متجسس ہوا تھا۔

"بالکل زندگی جیسے۔"

اب کے مقابل تعجب تھا۔

"وہ کیسے؟"

"آپ کو دیکھ کر میں جی اٹھتی ہوں۔ آپ کو دیکھ کر مرنے والا بھی کہے گا کہ اب مجھے جینا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دلکشی سے بول رہی تھی اور جازم کو لگا،اس کا سانس رک گیا ہے۔اس کا اظہار.....جازم کا گلٹ بڑھا چکا تھا۔

آیت کے لفظوں میں محبت تھی۔لیکن جازم کو وہ آئینہ لگے تھے۔ایسا آئینہ جس میں اس کا بدصورت چہرہ نظر آیا تھا۔

اور اس وقت

اس پل

جازم نے اپنی گزشتہ زندگی پر لعنت بھیجی تھی۔

"تم اس سے پہلے کہاں تھی،راپنزل۔"آیت نے اپنے نئے نام پر حیرت سے اسے دیکھا۔

"تم کس قلعے میں قید تھی کہ میں تم تک نہیں پہنچ سکا۔"وہ اس کے تاثرات کو نوٹ کیے بغیر پوچھ رہا تھا۔

"اگر تم پہلے میری زندگی میں آجاتی تو آج....آج میں وہ نا ہوتا جو میں ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے اندر ایک دم سے اداسی بھر گئی تھی۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے مجھے ڈھونڈنے میں دیر کر دی ہو۔"

وہ اسے دیکھ کر سادگی سے بولی تھی۔

"لیکن دیکھیں نا۔ تاخیر میں خیر ہوتی ہے۔ یوں سمجھ لیں میں آپ کے صبر کا اجر ہوں۔" وہ مسکرا کر کہتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"تمہارے آنے سے کیا میرے گناہ ختم ہو جائیں گے؟"

اس کے بے جا سوال پر آیت نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"کونسے گناہ؟"

جازم نے بہت سارا تھوک ایک ساتھ نگلا۔

"اپنے باپ کو مارنے کا گناہ، اس عورت کو مار دینے کا گناہ۔"

آیت کے بل ڈھیلے پڑے۔ پھر اس نے جازم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے لب اس پر رکھے۔ وہ سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ کی پشت پر آیت کی لپ اسٹک اپنا نشان چھوڑ گئی تھی۔

"وہ بچپن کی غلطی تھی۔ یا پھر سیلف ڈیفنس کہہ لیں۔ آپ کیوں اسے سوچ کر خود کو ہلکان کر رہے ہیں؟"

اس کی بات پر جازم کو لگا وہ اب کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔

"تم نے امام ابن القیم کا وہ قول نہیں سنا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ گناہ زخموں کی مانند ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ایک ہی گناہ جان لیوا ہوتا ہے۔"

آیت کو اپنے شوہر کی تکلیف، تکلیف دے رہی تھی۔

"بھول جائیں۔ اللہ معاف کرنے والا ہے۔ آپ آج کی رات کو خوبصورت رہنے دیں۔" وہ تسلی دیتے ہوئے بولی تھی۔ جازم مسکرایا۔ لیکن اس مسکراہٹ کے پیچھے کی تکلیف سے

آیت واقف نہیں تھی۔ کیونکہ اس نے صرف ان دو قتال پر بس نہیں کی تھی۔ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اور حد سے بڑھنے والوں کے لیے اللہ کے ہاں کوئی معافی نہیں۔

کاش وہ یہ بھی جان جاتا کہ اگر انسان سچے دل سے توبہ کرے تو پھر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

oooooooooooooo

رات کے اسی وقت شہر سیالکوٹ اپنی رونقوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں شیر پور کے ایک چھوٹے سے گھر میں آؤ تو وہاں باہر کی بتی جل رہی تھی لیکن اندر موجود افراد سونے کے لیے اپنے اپنے بستر پر جا چکے تھے۔ ایسے میں تم اگر برہان کے کمرے میں آؤ تو وہ تمہیں اپنے سنگھار میز کے سامنے کھڑا نظر آئے گا۔ اس کے ہاتھ میں ایمرلڈ بریسلٹ تھا۔ بہت نفیس سا۔ یہ بریسلٹ اس نے ہسپتال کے برآمدے میں کھڑی آیت کے ہاتھ میں دیکھا تھا اور اس کے بعد گھر کے لان میں۔ اور تب سے یہ بریسلٹ اس کے پاس تھا۔ اسے بس اتنا پتا چلا تھا کہ آیت کا کوئی بریسلٹ گم ہو گیا ہے۔ لیکن

کہاں..... کسی کو نہیں پتا چلا۔ نیلم نے اس بات پر آیت کو اچھی خاصی سنائی تھیں۔ جازم نے ہی انہیں تسلی دی تھی۔ وہ بریسلٹ جازم نے ہی اسے شادی کے کچھ دن بعد دیا تھا۔ آیت کو دکھ ہوا تھا لیکن جب شوہر ساتھ دینے والا ہو تو ہر بڑی بات چھوٹی لگنے لگتی ہے۔ برہان کو جب یہ ملا تو اس نے آیت کو لوٹانا چاہا لیکن وہ تب تک جا چکی تھی اور دربارہ واپس نہیں آئی تھی۔ وہ ابھی تک اس بریسلٹ کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری کلائی میں بندھا یہ بریسلٹ اس شخص کی محبت کی نشانی ہے، جسے برہان نے ہر انسان سے زیادہ نفرت کی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ آنکھوں میں سرخی لیے بولا تھا۔

"میں.... برہان شیرازی قسم کھاتا ہوں.... کہ میں اس مکروچہرے کی حقیقت اس دنیا کے سامنے لا کر رہوں گا۔"

چہرے پر زمانوں کی سختی جگہ لے چکی تھی۔

"آیت تم دیکھو گی کہ جو شخص تم سے محبّت کا دم بھرتا ہے،اس کی محبت کتنی جھوٹی اور دھوکے باز ہے۔"

برہان کا دل ٹوٹا تھا اور ابھی تک وہ جڑا نہیں تھا۔اب اس کا وجود بھی چھلنی ہو چکا تھا۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے تیزی سے دراز کھول کر بریسلٹ اس کے اندر رکھ دیا۔

"آجائیں۔"

اجازت پر نووارد اندر آیا۔

دروازے کی چوکھٹ پر زرمین کھڑی تھی۔ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے۔

"وہ... تمہارے لیے چائے لائی تھی۔"برہان کے تاثرات پر وہ کنفیوز سی ہو گئی تھی۔

"میں چائے نہیں پیتا۔"بے رخی سے کہا گیا تھا۔مقابل حیرانگی تھی۔

"مذاق کر رہے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مسکرائی تھی۔

"میں مسخرا ہوں؟"

اس کے تاثرات سخت تھے۔زرمین کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"نہیں لیکن.....تم تو چائے کے دیوانے ہو۔"

"تھا۔"

ختمی انداز۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب کیا ہوا؟"

"دیوانگی ختم۔"

"کوئی چائے پینا کیسے چھوڑ سکتا ہے؟"

"جیسے کوئی اپنی محبت سے دستبردار ہو سکتا ہے۔"

"تم آیت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔"

"میں فی الحال ہر چیز سے دستبردار ہو چکا ہوں۔ میرے لیے اہم میری بہن ہے۔"

وہ اجنبیت سے کہتا اٹھ کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔

"چائے واپس لے جاؤں؟" پیچھے سے اس کی آواز آئی۔ برہان نے رک کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔ لے جائیں۔ اور آئندہ میرے لیے کچھ مت لائیے گا۔"

وہ سرد مہری سے کہتا واشروم میں گھس گیا۔ زرمین نے دکھ سے بند دروازے کو دیکھا۔ پھر کچھ دیر بعد واپس لوٹ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ooooooo

یہ دوسرے دن صبح کی بات ہے۔ وجدان فجر کی نماز پڑھ کر گھر آئے تو نیلم مصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ کسی گہری سوچ میں لگتی تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

وجدان قرآن مجید ہاتھ میں لیے بیڈ پر آ کر بیٹھ گئے۔ناراضگی وجدان کی معذرت نے ختم کر دی تھی۔

"کچھ ایسا جو.....جو بہت پہلے سوچ لینا چاہیے تھا۔"

وہ پراسراریت سے کہتیں وجدان کو چونکا گئیں تھیں۔

"اور وہ کیا۔"

نیلم نے گردن موڑ کر وجدان کو دیکھا اور پھر جائے نماز سمیٹ کر ان کے پاس آ بیٹھیں۔

"آپ مجھے بتائیں کہ کیا انیلا نے آپ کو اپنے شوہر کا نام بتایا تھا؟"وہ تفتیشی انداز میں پوچھ رہی تھیں۔وجدان نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔"

"ہمیں بتایا تھا۔"

ان کا انداز پراسرار تھا۔

"اچھا۔وہ کیا۔"

"انیس۔"

وجدان چونکے۔

"تو؟"

وہ اب تک نہیں سمجھے تھے۔

"تو یہ کہ جازم مرزا کے باپ کا نام بھی انیس تھا۔سوچیں۔"وہ ایسے بول رہی تھیں جیسے بہت بڑا راز ہاتھ لگ گیا ہو۔لیکن وجدان کے تاثرات عام ہی تھے۔

"انیس تو اس دنیا میں اور بھی ہیں۔اور ویسے بھی جازم گجرات کا رہنے والا ہے۔کیا تمہاری بہن نے بتایا تھا کہ جس سے وہ محبت کرتی ہے،وہ گجرات میں رہتا ہے۔"

"یہ نہیں بتایا تھا۔لیکن وہ گجرات میں کسی فیکٹری میں کام کرتی تھی۔وہاں ملا تھا اسے وہ انیس۔"وہ حقارت سے بولی تھیں۔اب کے وجدان ٹھٹھکے۔

"کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"کہنا کیا ہے۔بات بالکل صاف ہے۔جازم مرزا ہی انیلا کے شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد ہے۔ اور وہ....وہ جازم ہماری زندگیوں میں آیا ہے۔بدلہ لینے۔اس نے نشانہ میری بیٹی کو بنایا ہے۔"

نیلم کے چہرے پر ایک دم سے خوف اور پریشانی پھیل گئے تھے۔

"خود کو سنبھالو،نیلم۔ہم بغیر کسی ثبوت کے اتنا بڑا الزام نہیں لگا سکتے۔"

"اور اگر آپ کے ثبوت ڈھونڈنے تک اس نے میری بیٹی کو نقصان پہنچا دیا تو؟"

وجدان اب کے کچھ بول ہی نہیں پائے۔کہیں اندر وہ ٹھٹھک گئے تھے۔

oooooooooooooo

"کچھ پتا چلا یہ کال کس نمبر سے آئی تھی؟"

جازم کے سامنے خلیل تھا۔وہ آفس کی سربراہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"جی سر۔بتانے سے پہلے میں اتنا کہوں گا کہ آپ کا یہ دشمن اناڑی ہے۔" خلیل تمسخر اڑاتا ہنسا تھا۔

"اچھا۔وہ کون ہے، خلیل؟"

وہ اچھے موڈ میں پوچھ رہا تھا۔

"جہانزیب لغاری کا بھتیجا۔جبران لغاری۔سات ماہ پہلے شادی ہوئی ہے۔"

جازم کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"گڈ۔اچھا کام کیا تم نے۔مزید نظر رکھو اب اس پر۔دیکھتے ہیں۔یہ اناڑی آخر کس حد تک جاتے ہیں۔"

"جی سر۔"

وہ خم کے اشارے سے بولا تھا۔پھر جازم کے کہنے پر وہ باہر چلا گیا۔

موبائل آن کیا تو نیوز چینل پر کوئی نیوز چل رہی تھی۔

وہاں پر شہر میں تیزی سے نوجوان نسل کے اندر خطرناک منشیات کی پھیلتی مقدار کی خبر تھی۔ ہسپتالوں میں رش لگ گیا تھا۔ مریضوں کے لیے جگہ کم پڑ رہی تھی۔ ایک ہسپتال ایسا بھی تھا جو کچھ عرصے سے بہت کم چل رہا تھا لیکن جب مریضوں نے تنگ آ کر وہاں کا رخ کیا تو وہاں کے ڈاکٹرز نے غیر قانونی کام شروع کر دیئے۔ مریضوں کے اعضاء نکال کر انہیں مہنگے داموں بیچا جا رہا تھا۔

(اور اس کا ایک فیصد بھی جازم کے اکاؤنٹ میں نہیں گیا تھا۔)

اس ہسپتال میں پولیس کی ریڈ پڑی تو ساری بات کھل کر سامنے آ گئی۔ سٹاف کو پولیس نے حراست میں لے لیا تھا۔ ڈاکٹر سنان کو بھی کڑی سے کڑی سزا دلوانے کی درخواستیں کی جا رہی تھیں۔

خبر نامہ پڑھتے ہوئے اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"دھوکے باز ہمیشہ میری ناپسندیدہ فہرست میں رہے ہیں۔ یہی انجام ہونا چاہیے تھا تمہارا۔"

وہ سرد مہری سے بولا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

oooooooooooo

ویک اینڈ پر وہ تینوں پھر سے سیالکوٹ آئے ہوئے تھے۔ آیت شہوات کے ساتھ گھر چلی گئی تھی لیکن جازم وجدان کے آفس آیا تھا۔ اسی مقصد کے لیے جس مقصد کے لیے اس نے کچھ عرصہ پہلے سات ماہ بعد سیالکوٹ کی زمین پر قدم رکھا تھا۔ اور اب قدم جمانے کا وقت آ گیا تھا۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں شیشے کی میز تھی جس پر وجدان کی ضرورت چیزوں کے علاوہ کافی کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔

"تو تم سیالکوٹ میں بھی اپنا بزنس شروع کرنا چاہتے ہو اور اس کے لیے تمہیں وسیع رقبے پر پھیلی زمین کی ضرورت ہے۔"

وجدان نے خاموشی سے اس کی بات سنی تھی۔ اس کے بعد وہ اب بولے تھے۔

"بالکل ٹھیک سمجھے آپ۔" وہ جواباً رسان سے بولا تھا۔

"اور تمہاری ہماری زمینوں پر نظر ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ بظاہر شرارت سے بولے تھے لیکن ان کا انداز کچھ کھوجتا ہوا تھا۔ان کی آنکھیں جازم کے اندر تک اتر رہیں تھیں اور یہ کیسے ممکن تھا کہ مسٹر جازم اس بات سے ناواقف ہو۔کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔

"ہاہاہا۔یہی سمجھ لیں۔میں یہ کام آپ کی زمینوں پر شروع کرنا چاہتا ہوں۔"وجدان بس اسے دیکھ رہے تھے۔

"آ...اگر آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں یہ زمین مفت لے رہا ہوں تو ایسا کچھ نہیں ہے۔میں آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق پے کروں گا۔"وہ بھی اسی طرح پر سکون تھا۔

اس کا اپنا ہی انداز تھا۔

"اور اگر میں کہوں کہ میں ہر ماہ بعد کرائے کی ایک خطیر رقم لوں گا تو....۔"

جازم نے بغور انہیں دیکھا تھا۔کچھ تھا جو پہلے جیسا نہیں تھا۔

"تو آپ مجھے بیچیں گے نہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔" وجدان پیچھے ٹیک لگا چکے تھے۔

" کتنا کرایہ لیں گے آپ؟"

وہ بھی سوچے بغیر بولا تھا۔

"ستر ہزار۔"

جازم نے اچھنبے سے انہیں دیکھا۔

"اتنا کرایہ۔"

"کم یا زیادہ؟"

"زیادہ ہے۔"

"میرے خیال سے اگر میں تم سے ستر لاکھ کی ڈیمانڈ بھی کروں گا تو وہ بھی تمہارے لیے زیادہ نہیں ہو گا۔"

جازم کی چھٹی حس اب تیزی سے کام کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ڈن۔"

آخر میں وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"تو پھر کب کام شروع کروا رہے ہو؟"

"ایک منٹ۔ کیا اس کام کے بھی پیسے میں دوں گا؟"

جازم پر گویا دھماکے ہی ہو رہے تھے۔ اسے لگا تھا کہ وہ اب تک وجدان کے دل میں جگہ بنا چکا ہو گا۔ بغیر سوال و جواب کے سارا کام ہو جائے گا۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ لیکن یہ اتنا بھی آسان نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ نہیں جانتا تھا کہ دل میں پہلے جگہ بنی تھی، پھر شک آیا تھا۔

"بزنس کو وسعت تم دینا چاہتے ہو۔ تھوڑی سی مشکل تو اٹھانی پڑے گی نا۔"

وجدان کی بات کے بعد وہ کچھ بول ہی نہیں پایا۔ وہاں اب محض خاموشی تھی۔

وجدان کپ اٹھا کر لبوں سے لگا چکے تھے جبکہ جازم اب کچھ سوچ رہا تھا۔

اسی دن کی شام کا وقت تھا۔ گلفام گھر جانے کے لیے اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا۔ تبھی کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"یہ رہے ثبوت۔"

وہ بغیر تاثرات والا چہرہ لیے گلفام کے سامنے فائل رکھ رہا تھا۔ انداز ایسا تھا جیسے وہ تو پہلے سے جانتا تھا۔ لیکن عدالت ثبوتوں پر چلتی ہے تو اسے یہ ثبوت اکھٹے کرنے پڑے تھے۔

"اتنی جلدی۔ اتنی جلدی کیسے لے آئے تم ثبوت۔" گلفام نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"جو انسان یہ ساری حقیقت پہلے سے جانتا ہو۔ اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔" گلفام نے وہ فائل اٹھالی تھی۔ پھر تیزی سے وہ اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ جوں جوں وہ صفحات دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔ بے یقینی، غصہ، نفرت، فکر۔

آخری تاثر دکھ کا تھا۔ گلفام نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"ہمارا ساتھ میں اچھا وقت گزرا ہے۔مُجھے دکھ ہوا اس شک پر یقین کی مہر لگاتے ہوئے۔ مجھے جازم کی حقیقت نے بہت رنج پہنچایا ہے۔"

مقابل نے سخت چتونوں سے اسے دیکھا۔

"یہ تمہاری غلطی تھی۔ لیکن تمہارا کزن عقل مند تھا۔جان پر کھیل کر کر اس نے سارے ثبوت اکھٹے کر لیے۔"

گلفام نے تیزی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ک...کون کزن؟"

oooooooooooooooooo

"تم سب مر گئے تھے کیا۔کوئی آفس میں آیا اور میری تمام تر ضروری فائلیں وہ لے گیا اور تم لوگ گھوڑے گدھے بیچ کر سوتے رہے۔"

گاڑی چلاتے ہوئے جازم کے وجود میں آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔وہ فون پر خلیل سے مخاطب تھا۔

"سر میں نے اس پر گولی چلائی تھی لیکن نشانہ مس ہو گیا۔میں بہت دور تک اس کے پیچھے بھاگا مگر....."

"بکواس بند کرواپنی۔سب کے سب گدھے پال رکھے ہیں میں نے۔"

وہ غصے سے فون بند کر چکا تھا۔اب اس کا رخ گھر کی جانب نہیں تھا۔

oooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گلفام کا رخ گھر کی جانب تھا۔وہ بہت محتاط اور الجھا ہوا تھا۔اور پریشانی الگ سے تھی۔وہ مجرم جس کی تلاش میں وہ خود کو کتنا تھکاتا رہا۔وہ اسی کے گھر میں نقب لگائے بیٹھا تھا۔آج وہ صبح سے اس کے گھر آیا بیٹھا تھا لیکن اس کی ملاقات نہیں ہو پائی تھی۔اور آیت...

اسے بس کسی بھی طرح جلدی گھر پہنچنا تھا تاکہ وہ آیت کو روک لے۔ وہ آیت کو مزید اس جہنم میں نہیں بھیج سکتا تھا۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب موبائل بجنے لگا۔ وہ چونکے ہوا۔ کیونکہ نمبر غیر شناسا تھا۔ اس نے کال ریسیو کر کے فون کان کے ساتھ لگالیا۔

"بھائی.... گلفام بھائی مجھے بچالیں۔ وہ... وہ مجھے ماردیں گے۔ پلیز بھائی۔"

وہ برہان کی آواز تھی۔ گلفام کا پیر بریک پر گیا۔

"برہان۔ تم... تم کہاں ہو۔"

"بھائی مجھے نہیں پتا۔ یہاں بہت اندھیرا ہے۔ اور ارد گرد درخت...۔" اور کال بند ہو گئی۔

"ہیلو۔ ہیلو برہان۔" وہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔ دوبارہ اسی نمبر پر فون کیا لیکن اب نمبر بند جا رہا تھا۔

گلفام کا رخ اب سنسان راستوں کی طرف تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

oooooooooo

وہ جنگل کے بیچ و بیچ کھڑا تھا۔مقابل بہت زیادہ فاصلے پر ایک آدمی اس پر گن تانے کھڑا تھا۔اندھیرے میں اس کا چہرہ واضح نہیں تھا۔لیکن گلفام جانتا تھا کہ وہ کون ہے۔

اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اب وہ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

وہ وجود فاصلے مٹاتا ہوا اس کے قریب آ کر رکا تھا۔اب بس چند قدم کا فاصلہ تھا۔

اب اس کا چہرہ بھی واضح ہوا تھا۔

گلفام کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ ابھری۔

کئی لمحے سرکے۔

ایک وجود کی آواز اس جنگل میں گونج رہی تھی۔

دوسرا سن رہا تھا۔

بغیر تاثرات کے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ لمحات بعد وہ بولا تھا۔

کچھ تلخ کلامی ہوئی۔

پھر فضا میں ایک بے یقین سی گولی کی آواز گونجی اور اس کے بعد گہرا سناٹا چار سو پھیل گیا۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

(جاری ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اک دشمن جان سے پیارا ہے۔

قسط نمبر:12

یہ سیالکوٹ میں پھیلتی ایک ویران سی شام تھی۔دن تھا ہفتہ اور تاریخ تھی ستائیس ستمبر۔

آسمان پر آہستہ آہستہ سیاہ بادل پھیل رہے تھے۔

شاید آج رات ہر جانب گھپ اندھیرا ہونے والا تھا۔

اسی شام میں اگر ہم شاہ خاندان کے اندر قدم رکھیں تو گھر روشنیوں میں نہایا نظر آرہا تھا۔

تمام افراد ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔سوائے جازم اور گلفام کے۔

"مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ پولیس آخر کر کیا رہی ہے۔ابھی تک ان سے میرال کا مجرم نہیں پکڑا گیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج وہاں میرال نامہ چل رہا تھا۔وجدان کی کسی بات پر نیلم غصے سے بولی تھیں۔

"اگر وہاں سی سی ٹی وی کیمرے ہوتے تو یقیناً پکڑا جاتا۔لیکن فی الحال بہت مشکل لگ رہا ہے۔کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا۔"

وجدان نے کہا تو نیلم نے غصے سے ہنکارا بھرا۔

"ثبوت کے طور پر میرال کا فون چیک کر لیتے۔ کیا پتا کچھ مل جاتا۔"

داداجان کی بات پر سب نے ان کی جانب دیکھا تھا۔ ابھی تک ان میں سے شاید کسی نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔

"میرال کا فون وہاں سے ملا ہی نہیں، بابا۔ شاید کسی نے اٹھا لیا تھا۔ یا وہی انسان لے کر چلا گیا۔ ٹریس کیا جا سکتا تھا لیکن وہ فون ابھی تک آن ہی نہیں ہوا۔"

وجدان نے ان کے علم میں اضافہ کیا تھا۔

"محلے کے لوگوں کے علاوہ وہاں اور کون تھا۔ پولیس کو چاہیے تھا سب کے گھروں میں جا کر تلاشی لیتی۔" نیلم کی بات پر وجدان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، نیلم۔ کیا پولیس نے یہ نہیں کیا ہو گا۔ آف کورس کیا تھا۔ لیکن نہیں ملا۔ فون کہیں بہت دور جا چکا ہے۔" وجدان بول رہے تھے جب مہر ماہ وہاں سے اٹھ گئی۔ اب اس کے قدم کمرے کی جانب تھے۔

"کیا ہوا بیٹا۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" دادی جان نے اسے اٹھتے دیکھا تو پوچھ لیا۔ وہ رکی۔ پھر مڑی۔

"پتا نہیں۔ اچانک سے گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی ہے۔ ایسے لگ رہا ہے جیسے.... جیسے میرا سانس بند ہو رہا ہے۔ اس لیے کچھ دیر لان میں جا رہی تھی۔" اس کی حالت اس کے چہرے سے ہی واضح تھی۔

"میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ بھابھی۔" آیت اس کے ساتھ ہی اٹھ گئی تھی۔

"اگر زیادہ طبعیت خراب ہو تو مجھے بتانا۔ میں ڈاکٹر کو... آہ۔" بات کرتے کرتے ایک دم سے نیلم کو کچھ ہوا تھا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے نیچے جھکتی چلی گئیں۔

"امی...۔" آیت بھاگتی ہوئی ان کے قدموں میں آ کر بیٹھ گئی۔

"نیلم تم ٹھیک ہو۔ کیا ہوا ہے؟"

وجدان ان کا کندھا پکڑے پوچھ رہے تھے۔ سب دیکھتے ہی دیکھتے ان کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔

"وجدان میرا دل.... میرا دل نکال رہا ہے کوئی۔ مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے۔ میں.... مر جاؤں گی۔ امی۔ آہ۔"

وہ باقاعدہ رونا شروع ہو گئیں تھیں۔

"خود کو سنبھالو۔ تم لوگ اسے سنبھالو۔ میں ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں۔" وجدان کہہ کر اٹھ گئے تھے۔ پیچھے نیلم ابھی تک دوہری ہوئی بیٹھی تھیں۔ مہر ماہ اپنی جگہ ساکت سی کھڑی تھی۔ نیلم نے ذرا کے ذرا آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

کچھ تھا۔ کچھ تھا جو غلط تھا۔ کچھ ایک جیسا۔ کیونکہ تکلیف ایک جیسی تھی۔ نیلم کی یہ حالت دیکھ کر مہر ماہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

جیسے کہہ رہی ہو، ایسا نہیں ہو سکتا۔

جیسا ہم سوچ رہے ہیں۔ایسا نہیں ہو سکتا۔

"گلفام کو فون کرو کوئی۔اسے کہو....اسے کہو جہاں بھی ہے گھر آئے۔بس وہ گھر آ جائے۔"

وہ بے حد تکلیف میں تھیں۔

ان کی بات پر سب ششدر رہ گئے تھے۔

دل سب کے بند ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooooooo

جنگل میں گھپ اندھیرا تھا لیکن وہ گلفام کے اتنے نزدیک تھا کہ وہ اسے دیکھ پا رہا تھا۔

گلفام کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ ابھری۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ... تم ایسا کر سکتے ہو۔"

مقابل مسکراہٹ تھے۔

"میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ میری مجبوری ہے۔"

اداس مسکراہٹ۔

"مرد مجبور نہیں ہوتا۔"

"لیکن اسے مجبور کیا جاتا ہے۔"

"تم پر یقین کیا تھا میں نے۔"

"ٹرسٹ می۔ تمہارا یقین نہیں توڑا میں نے۔"

"مجھے لگا تم سچ میں آیت سے محبت کرتے تھے۔ لیکن سب جھوٹ تھا۔

"تم سے اور آیت سے میری محبت سچی تھی۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔"

"سچ تو میں واقعی ہی نہیں بولتا۔ لیکن آج جھوٹ نہیں بول رہا۔"

"برہان کا نام لے کر بلایا تم نے مجھے۔ جھوٹ اور دھوکہ تمہاری فطرت ہے۔"

"برہان کا نام نہ لیتا تو تم کبھی نا آتے۔"

چند پل خاموشی سے سرکے۔

"کیوں کیا تم نے یہ سب کچھ؟"

سوال آیا تھا۔

کچھ لمحات خاموشی نے لے لیے۔

مقابل کی آنکھوں سے آنسو گرے۔

پھر وہ بولنا شروع ہوا۔

دوسرا سنتا گیا۔

بغیر کسی تاثر کے۔

جیسے وہ سن رہا تھا کہانی جھوٹی کوئی۔

مگر تھی وہ کسی بسمل کی آپ بیتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بکواس۔"

بات کے اختتام پر مقابل نے تلخی سے کہا تھا۔

"ہمدردی سمیٹنے کا اچھا طریقہ ہے۔ پر میں یقین نہیں کروں گا۔"

سیاہ آنکھوں میں تکلیف ابھری تھی۔

"مجھے لگا تھا.... تم میری بات کا یقین کرو گے۔ لیکن کوئی میرا یقین نہیں کرے گا۔"

"بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ کوئی تمہارا یقین نہیں کرے گا، مرزا۔"

تکلیف گہری ہوتی جا رہی تھی۔

"پہلے تم.... پھر تمہارا بھائی۔ تم دونوں کو میں خود سزا دلواؤں گا۔"

مقابل کے لبوں پر ہنسی ابھری تھی۔

"صاف صاف کہو کہ تم مجھ سے آیت کو چھین لو گے۔" کرب سے کہا گیا تھا۔

"ٹھیک سمجھے تم۔ میں اپنی بہن کو تمہاری جہنم سے نکال لاؤں گا۔"

جازم مرزا نے گن تانی تھی۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"میں کیا کر سکتا ہوں۔ تمہیں ابھی اندازہ نہیں۔"

ایک گولی ہوا کے دوش پر اڑتی ہوئی آئی تھی اور گلفام کی ٹانگ کے آر پار ہو گئی تھی۔ وہ کراہ کر تپتی زمین پر آن گرا۔ جازم کے ہاتھوں میں حفاظتی دستانے تھے۔ جو فنگر پرنٹس جیسی بلا سے اسے بچانے میں اس کی مدد کرنے والے تھے۔

وہ بھاری بوٹوں سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ گلفام کی آنکھوں میں بے یقین سا دکھ تھا۔ اسے اس بات کا یقین تھا کہ جازم اس پر گولی نہیں چلائے گا۔

"میں تمہیں.... بہت آسان موت دے رہا ہوں۔ ورنہ تم واقف نہیں ہو.... مجھے درد کی آواز کتنی بھلی لگتی ہے۔"

اب وہاں حیوانیت تھی۔ سفاکیت تھی۔

"ہمارا اچھا وقت گزرا ہے۔ میں اس کا لحاظ کروں گا۔"

گلفام کی آنکھوں میں دکھ اور بے یقینی ساتھ آئے تھے۔

"ہرگز بھی میری بہن کو کمزور مت سمجھنا، مرزا۔ تمہاری نسلیں تباہ کر دے گی اگر اسے تمہاری حقیقت کا پتا چلا۔"

وہ بہت آرام سے بول رہا تھا۔ ایک اور گولی اس کی دوسری ٹانگ کو چیر گئی تھی۔ "گلفام نے شدت درد سے آنکھیں بند کر لیں۔

"تم جتنی تکلیف دینے والی باتیں کرو گے۔ تم اتنی تکلیف اٹھاؤ گے۔"

وہ کچھ نہیں بولا تھا۔

"رہی بات نسلوں کی تو وہ عورتوں کا کام ہے۔ جیسے تمہاری خالہ نے ہمارا سب کچھ تباہ کر دیا۔ پھر بھی..... پھر بھی میں نے دشمنوں کی بیٹی سے محبت کی۔ اسے اپنا نام دیا۔ احسان فراموش ہو تم لوگ۔"

آخر میں وہ چلایا تھا اور تیسری گولی گلفام کے پیٹ میں آ کر لگی تھی۔

"میں نے بہت کوشش کی کہ تمہیں کچھ نا کروں۔ تمہیں میرے ہاتھوں کوئی تکلیف نا ہو۔ لیکن تم نے میرے ہاتھوں مرنا چنا۔"

چوتھی گولی اس کے کندھے پر لگی تھی۔ وہ درد سے لب بھینچے درد سہتا رہا۔ سنتا رہا۔

"میں تمہارے ساتھ مخلص تھا۔ بہت مخلص لیکن تم.... تم میرے خلاف جال بچھا رہے تھے۔ تم میرے لیے دنیا تنگ کر رہے تھے۔"

ایک اور گولی اس کی گردن کے پاس آ کر لگی تھی۔ درد کی کوئی حد تھی اور صبر کی تو انتہا تھی۔

"جو فائل تمہارے پاس ہے۔ وہ اب تمہارے پاس نہیں رہے گی۔ میں اسے اپنے ہاتھوں سے جلا دوں گا۔"

وہ تیزی سے گلفام کی گاڑی تک گیا تھا۔

پھر جب کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو چہرے پر بے تحاشا غصہ تھا۔

"وہ فائل کہاں ہے،شاہ۔"

وہ غصے سے چلایا تھا۔یوں جیسے جنگل میں شیر کی گرج سنائی دی ہو۔اس کا پر سکون رہنا بھی خطرناک تھا اور غصہ بھی۔

جواباً گلفام ہنسا تھا۔طنز بھری ہنسی۔

"تمہیں لگتا ہے میں بے وقوف ہوں۔میں جانتا تھا کہ تم نے مجھ پر جاسوس چھوڑے ہوئے تھے۔مجبوراً مجھے اپنی عقلمندی دکھانی پڑی۔"

اس کا اطمینان اب جازم کی برداشت سے باہر تھا۔

"تمہارے بعد تمہارے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہو گا جو اب تمہارا کروں گا میں۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے کئی گولیاں ایک ساتھ گلفام کے سینے میں اتار دیں۔اس کا وجود گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔اور وہاں خون کی لہریں بہہ نکلی تھیں۔

جنگل میں ایک دم سے سناٹا چھا گیا تھا۔

ایک گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی آنکھوں میں بے رحمی تھی۔

دوسرا کمر کے بل زمین پر گرا ہوا تھا۔اس کی آنکھوں میں جیت کی چمک تھی۔

اگرچہ وہ آنکھیں بے جان ہو چکی تھیں۔

وہ وجود ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

اس کی روح اپنی مدت پوری کر چکی تھی۔

وہ اپنے حصے کا جی گیا تھا۔

اور اب....اب وہ مر گیا تھا۔

ہاں.... گلفام شاہ مر گیا تھا۔

کئی لمحے گزرے۔

جازم کے وجود میں کوئی ہل چل نہیں ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور پھر.....

کچھ دیر بعد جنگل میں ایک چیخ گونجی تھی۔

دردناک چیخ۔

کچھ دیر بعد وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

گلفام کے بے جان وجود کو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر۔

وہ بے حسی کا لبادہ اوڑھے جا چکا تھا۔

اپنا ہتھیار گلفام کے وجود کے پاس رکھ گیا تھا۔

جازم کے جانے کے بعد وہاں کوئی آیا تھا۔

کسی دن ختم ہو جائیں گی یہ رونقیں

کسی دن ہمارے نام پر فاتحہ پڑھی جائے گی

oooooooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بخت اپنے اپارٹمنٹ چلا آیا تھا۔ لیکن کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔ مگر کیا؟

وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب اس کے موبائل پر رنگ ہونے لگی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو سامنے کیا تو لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"کیسے ہو برخوردار؟"

فون اٹھا کر خوشگوار موڈ میں کہا۔

"میں ٹھیک ہوں بخت بھائی۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے وہ ثبوت گلفام بھائی کو دے دیئے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مقابل بے چینی تھی۔

"ہاں برہان۔ میں گیا تھا اس کے آفس۔ میں نے وہ فائل اسے دے دی تھی۔ لیکن....۔"

"لیکن کیا؟"

"اس نے وہ فائل مجھے واپس کر دی۔"

برہان کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

"جانتا تھا میں.... وہ کبھی یقین نہیں کریں گے۔ آفٹر آل ان کی اور اس انسان کی آپس میں اچھی دوستی جو ہے۔ کیسے مانیں گے۔"

"جذباتی مت ہو۔" آرام سے کہا گیا۔

"جذباتی کیسے نا ہوں، بخت بھائی۔ میں اپنی جان پر کھیل کر یہ ثبوت لایا ہوں۔ کیا آسان تھا ایسی جگہ جانا جہاں ہر وقت سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوں۔ آپ جانتے ہیں نا میں مر بھی سکتا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ نوجوان جذباتی ہوئے جا رہا تھا۔ بخت نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"میری بات سنو، برہان۔ تم اس دنیا میں پہلے مرد نہیں ہو جو اپنے ملک کے لیے جان پر کھیلا ہے۔ اس لیے اپنی قربانی کا ڈھنڈورا مت پیٹو۔"

بخت نے سختی سے جبڑے بھینچ کر کہا۔ برہان کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

"تمہاری محنت قابل قدر ہے لیکن تب جب کوئی دوسرا کرے۔ تم خود اپنی تعریفیں کرنا بند کرو۔"

وہ کیسے بھول گیا تھا کہ بخت خفیہ ادارے کا بندہ تھا۔ اس کے لیے یہ بات واقعی ہی بہت عام سی تھی۔ ناجانے اس نے اسی طرح اپنے کتنے ساتھیوں کو کھویا ہو گا۔ اور ان کے غائبانہ جنازے ادا کیے ہوں گے۔ برہان اب کے دھیما پڑ گیا تھا۔

"سوری بھائی۔"

بخت کو احساس تھا کہ وہ سخت لہجہ اختیار کر چکا تھا لیکن کم از کم ایک جاسوس اپنے اس رویے پر شرمندہ نہیں ہو گا۔ ہو گا بھی تو مانے گا نہیں۔

"آئندہ احتیاط کرنا۔ مُجھے ایسے لوگ نہیں پسند جو محض دنیا دکھاوے کے لیے خود کو پاکستان کی زمین کے لیے پیش کرتے ہیں۔"

برہان کو جھٹکا لگا تھا۔

"میں نے دنیا دکھاوے کے لیے نہیں کیا۔"

"آیت کے لیے تو کیا ہے نا۔ اپنا بدلہ لینے کے لیے تو کیا ہے نا۔"

برہان تو کچھ بول ہی نہیں سکا۔

"تم یہ سب ذاتی مفاد کے لیے کرتے رہے اور میں اپنی سرزمین کے لیے۔ مُجھے اس زمین سے ایسے ناسوروں کو چن چن کر مارنا ہے۔ اس کے لیے مُجھے تمہاری طرح کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے آئندہ میرے سامنے ننھے بچوں کی طرح تعریفیں بٹورنے مت آنا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

برہان پہلے سکتے میں تھا لیکن اب کنفیوز۔ ذرا سی بات پر بخت نے اسے اچھا خاصا ڈانٹ دیا تھا اور ڈانٹ اضافی تھی۔

فون بھی بند ہو چکا تھا۔

برہان اپنی جگہ بیٹھا رہ گیا۔ لیکن بخت سکون میں نہیں تھا۔ وہ بار بار اس فائل کو دیکھ رہا تھا جو گلفام نے اس سے نہیں لی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

"برہان۔"

آفس میں کچھ پلوں کے لیے سناٹا چھا گیا تھا۔ پھر گلفام نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ ایک صفحہ اٹھایا اور نیلی روشنائی سے اس پر چند الفاظ گھسیٹے۔ پھر یہ صفحہ بخت کے حوالے کیا۔

بخت کو گلفام کی اس حرکت پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ یقیناً وہ کوئی احتیاط کر رہا تھا۔ اس نے گردن جھکا کاغذ پر لکھے الفاظ پڑھے۔

"یہ فائل تم اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اسے تب مجھے دینا جب مُجھے ثبوت کی ضرورت پڑے گی۔ البتہ شوا ایسے کرنا جیسے یہ فائل میں لے کر جا رہا ہوں۔ اور باقی بات میں تم سے گھر آ کر کروں گا۔"

آخر میں کوئی سختی سی تھی لفظوں میں۔ بخت سمجھ گیا تھا کہ اسے اس کا برہان کو اس سب میں گھسیٹنا اچھا نہیں لگا تھا۔ بخت نے اسے دیکھ کر کندھے اچکائے۔

"مگر کیوں؟"

اس نے بغیر آواز کے پوچھا تھا۔

گلفام نے دوبارہ وہ صفحہ لیا۔

چند الفاظ گھسیٹے۔

اور واپس بخت کو دے دیا۔

"روحیل۔ تم نے بس یہ نام یاد رکھنا ہے۔ یہ ہمارے راز ہمارے دشمن کو دیتا ہے۔"

بخت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ گلفام نے کوئی اشارہ کیا تھا۔ بخت نے گردن موڑ کر دروازے کی جانب دیکھا۔ وہاں کسی کا سایہ تھا۔

پھر بخت کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ان بلیو ایبل۔"

اب کے گلفام نے کندھے اچکائے تھے۔ جیسے کچھ کہہ رہا ہو۔

کوئی راز جس سے بخت واقف تھا۔ پھر وہ دونوں وہاں سے ساتھ ہی نکلے تھے۔ فائل گلفام کے ہاتھ میں تھی۔ وہ فائل جازم مرزا کے گناہوں کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

گاڑیوں کے پاس پہنچنے کے بعد گلفام نے وہ فائل بخت کے حوالے کر دی تھی۔

مسکراہٹوں کے تبادلے کے بعد وہ دونوں اپنی اپنی گاڑی میں بیٹھے اور پھر منظر سے غائب ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooooo

اپارٹمنٹ میں بیٹھے بخت کو بے چینی سی ہوئی تھی۔ اس سے جتنی جلدی ہو سکا وہ گاڑی کی چابی اور موبائل لیے باہر کی جانب بھاگا۔

کچھ غلط تھا۔

ورنہ گلفام یہ فائل اسے کیوں دیتا۔

او خدا۔اس نے تب کیوں نہیں سوچا کہ اس نے وہ فائل کیوں نہیں لی۔

اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ لبوں پر گلفام کی سلامتی کے لیے دعائیں تھیں۔

oooooooooooooo

وہ سیدھا اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔آتے ساتھ ہی بیڈ پر گرا اور اوپر کمبل اوڑھ لیا۔

اس کا جسم کانپ رہا تھا۔

آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اس نے قتل کیا ہو اور گلٹ اسے کمزور کر دے۔

لیکن آج یہ ہو رہا تھا۔

اس کا سر درد کرنا شروع ہو گیا تھا۔

آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

Clubb of Quality Content

فون جو اس نے پھینکنے کے انداز میں بیڈ پر رکھا تھا۔ تیزی سے بجنے لگا۔ اس نے بغیر دیکھے فون کان کے ساتھ لگا لیا۔

بولا کچھ نہیں۔

"آپ کہاں ہیں، جازم؟ ابھی تک گھر نہیں آئے۔"

دوسری جانب آیت تھی۔ فکر مند سی۔

"میں... میں اپارٹمنٹ چلا آیا ہوں۔ صبح آجاؤں گا۔"

اس کی آواز بھی کانپ رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

آیت کو وہ ٹھیک نہیں لگا تھا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔ سو رہا تھا اس لیے۔" زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"آ... سہی ہے۔ ٹھیک ہے۔ آپ سو جائیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے فون بند کرتے ہی جازم کے ذہن میں کچھ کلک ہوا تھا۔اس نے تیزی سے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ کوئی نمبر ملایا تھا۔

oooooooooooooo

آسمان بہت زیادہ سیاہ ہو گیا تھا۔

ستائیس ستمبر کی رات بے حد سرد اور بے رحم لگ رہی تھی۔رات کے بارہ بج رہے تھے اور گلفام کا کچھ پتا نہیں تھا۔بارہ بجتے ہی تاریخ بدل گئی تھی۔دن بدل گیا تھا۔دن تھا اتوار اور تاریخ تھی اٹھائیس ستمبر۔تھا بھی گہرا اندھیرا۔

نیلم کو ڈاکٹر نے نیند کا انجکشن دیا تھا تو وہ سو رہی تھیں۔

مہر ماہ لان میں تھی۔

آیت شہوات کو سلانے لے گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وجدان فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔ داداجان بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے البتہ دادی کمرے میں جا چکی تھیں۔

"کس کا فون تھا؟"

وجدان فون بند کر چکے تو داداجان نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"طلحہٰ کا فون تھا۔ اسے میں نے گلفام کو ڈھونڈنے کا کہا تھا۔"

"کچھ پتا چلا؟"

"ابھی تک تو نہیں۔"

تبھی آیت اپنے کمرے سے نکلتی ہوئی دکھائی دی۔

"بابا آپ لوگ سوئے نہیں ابھی تک؟"

وہ بکھرے بالوں کو دوپٹے سے کور کیے وہیں چلی آئی۔

"نیند نہیں آ رہی بیٹا۔ گلفام کی ٹینشن ہو رہی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی تو اکثر لیٹ ہی آتے ہیں۔ پھر آج اتنی بے چینی کیوں؟"

"کیونکہ وہ پہلے مہر ماہ کو فون کر دیتا تھا۔ آج.... آج آٹھ بجے کے بعد اس کی کوئی کال نہیں آئی۔ نا وہ آفس میں ہے۔ نا طلحہٰ کے ساتھ۔ نا بخت کے ساتھ اور نا.... برہان کے ساتھ۔"

بات کے دوران ہی مہر ماہ اندر آئی تھی۔ اس کا چہرہ بجھا ہوا تھا۔

"بھابھی اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

آیت اسی کی طرف بڑھ گئی۔ اسی دوران وجدان کے موبائل پر طلحہٰ کی کال آنے لگی۔

کوئی چور سا تھا جو وجدان کے اندر گھس گیا تھا۔ ایک لمحے کو ان کی رنگت زرد پڑی۔ پھر اگلے لمحے انہوں نے ہمت کر کے فون اٹھا لیا۔

"ہاں طلحہٰ۔ کچھ پتا چلا اس کا۔"

دوسری جانب طلحہٰ اور اس کی ٹیم ایک جنگل میں موجود تھی۔ ان کے ساتھ ہی بخت کھڑا تھا۔ بے یقین سا۔ گلٹ میں مبتلا۔ اس کی نظریں صرف ایک جگہ پر جمی ہوئیں تھیں۔

زمین پر پڑے بے جان گلفام پر۔

"انکل.....وہ ہمیں....ایک جنگل میں ملا ہے۔"

طلحہ میں بتانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔اس لیے وہ تمہید باندھنے لگا۔

"آدھی رات کو وہ وہاں کیا کر رہا ہے۔میری بات کرواؤ اس سے۔اس لڑکے نے دماغ خراب کر دیا ہے ہم سب کا۔"

وجدان کے غصے سے کہنے پر سب نے ان کی جانب دیکھا۔البتہ سب کی جان میں جان آ گئی تھی۔گلفام ٹھیک تھا۔

کم از کم وجدان کے انداز سے یہی لگا تھا۔

"انکل وہ...بات نہیں کر سکتا۔"

"سہی ہے بیٹا۔گھر میں سب کو پریشان کر کے اب وہ کہہ رہا ہے،بات نہیں کر سکتا۔اس نالائق کو بتاؤ کہ اس کی ماں اس کی فکر میں ہارٹ پیشنٹ بنتے بنتے بچی ہے۔"

طلحہ کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا تھا۔

آہ۔وہ کیسے کرے گا یہ ہمت۔اس نے فون پاس کھڑے اہلکار کو پکڑا دیا۔

"تم بتا دو۔"

اہلکار نے فون لیا تو وہ منہ پر ہاتھ پھیرتا گلفام کو دیکھنے لگا۔ریسکیو ٹیم بھی آچکی تھی۔گاڑیوں کے سائرن بجنے لگے تھے۔

دو پیرامیڈک تیزی سے باڈی کی طرف بھاگے تھے۔

"طلحہ یہ... جنگل میں سائرن کیوں بج رہے ہیں؟"

شاید آواز فون کے دوسری جانب جا چکی تھی۔اس سوال پر گھر والوں کا سانس پھر اٹکا تھا۔

"سر طلحہ دوسری جانب چلے گئے ہیں شاہ صاحب۔"

"وہ...۔"

"ہمیں جنگل میں گلفام شاہ مردہ حالت میں ملے ہیں۔ان کو گولیاں ماری گئی ہیں۔"

ہال میں کھڑے وجدان کے قدم لڑکھڑائے تھے۔سانس حلق میں اٹکا تھا۔بولنے کی صلاحیت جیسے چھن گئی ہو۔

"بک.... بکواس بند کرو۔کیا بول رہے ہو؟"

وہ پورا زور لگا کر بولے تھے۔

"ہم وہی کہہ رہے ہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔آپ چاہے تو ہسپتال آجائیں،چاہے تو گھر انتظار کرلیں۔پوسٹ مارٹم کے بعد میت گھر آجائے گی۔"

"خبردار.... خبردار جو میری اجازت کے بغیر میرے بیٹے کو ہاتھ بھی لگایا تو۔آرہا ہوں میں خود۔"

وہ غصے سے فون بند کر چکے تھے۔فی الحال وقت خود کو سنبھالنے کا تھا۔

"کیا ہوا وجدان؟کیا کہہ رہا تھا طلحہ؟"

داداجان وجدان کا بازو پکڑے پوچھ رہے تھے۔ وجدان نے ایک نظر تمام افراد کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"بابا.... آ کر بتاؤں گا۔ ابھی جانے دیں۔"

وہ کہہ کر رکے نہیں تھے۔ لیکن سب کے دلوں میں کسی انہونی کو جگا گئے تھے۔

"آیت.... آیت وہ.... وہ ٹھیک تو ہوں گے نا؟"

مہر ماہ کو ایک دم سے بہت کچھ یاد آیا تھا۔

اس کا ہنسنا۔

اس کا پیار بھرا لمس۔

اس کی محبت۔

اس کی وفا۔

اس کا دیر سے آنے پر کیوٹ سے انداز میں معذرت کرنا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بہت کچھ تھا جو کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔

یہ بہت کچھ اب ماضی تھا۔ لیکن وہ انجان تھی۔

"ٹھیک ہوں گے بھائی۔ آپ یہاں بیٹھیں۔"

آیت نے اس کا بازو پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھا دیا۔

لیکن دادا جان.....

وہ سمجھ گئے تھے۔

وہ جان گئے تھے۔

لیکن فی الحال چپ رہے۔

oooooooooooooooooooo

کوئی نا مجھے یہ بات بتائے

تجھ سے جدائی کی خبر سنائے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیسے یہ یقین ہو گا

تو نہیں رہا ہے

کون تیرا ہونا دل سے مٹائے گا

oooooooooooooooo

"مجھے بتاؤ روحیل کہ وہ فائل کہاں ہے۔اگر نا بتایا تو پھر تم مجھ جانتے ہو۔"

وہ بدقت خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔

"سر میرے سامنے وہ فائل گلفام صاحب لے کر گئے تھے۔وہ کیسے غائب ہو سکتی ہے۔"

دوسری جانب روحیل کی گھبرائی سی آواز سنائی دی۔

"بکواس بند کرو اپنی۔اگر وہ فائل کسی اور کے ہاتھ لگ گئی تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔"

وہ چلایا تھا۔

"صاحب وہ....ایک آدمی تھا ان کے ساتھ۔وہ گاڑی تک دونوں ساتھ گئے تھے؟"

اس سب میں جازم پہلی دفعہ چونکا تھا۔

"کون تھا وہ؟"

"نہیں معلوم سر۔"

"تو معلوم کرواؤ۔ مجھے ہر حال میں وہ سیاہ فائل چاہیے۔"

اس کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ غصے سے فون بند کر دیا۔

"او خدا۔ اگر وہ فائل آیت کے ہاتھ لگ گئی تو.... اگر وہ میری حقیقت جان گئی تو....۔"

یہ خیال ہی سوہان روح تھا۔

"ہر گز نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ واپس فون اٹھا چکا تھا۔

اب اسے اگلا قدم اٹھانا تھا۔

oooooooooo

حلیمہ آج بھی ہسپتال میں ہی تھیں۔ان کی کچھ دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی۔لیکن کسی برے خواب کی وجہ سے نیند ٹوٹ گئی تھی۔اب وہ ہاتھ میں تسبیح لیے کوئی ورد کر رہی تھیں۔جب اس کی نظریں ایک نقطے پر رک گئیں۔

ان کی نگاہیں میرال کے ڈرپ لگے ہاتھ پر تھیں۔اور اس لمحے اس ہاتھ میں جنبش ہوئی تھی۔

حلیمہ نے دوبارہ دیکھا کہ کہیں ان کی آنکھ نے دھوکہ تو نہیں کھایا۔

وہ ہاتھ دوبارہ ہلا تھا۔

"میرال۔"

وہ تقریباً بھاگتی ہوئیں اس کے پاس آئی تھیں۔

"میرال میری بچی۔"

اس کی پلکوں میں جنبش ہوئی۔

حلیمہ بس اسے دیکھے گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آہ۔"

نقاہت زدہ آواز۔

"میرال۔یا اللہ تیرا شکر ہے۔"

وہ باہر بھاگی تھیں۔انہیں ڈاکٹر کو بلانا تھا۔

oooooooo

وہ کاریڈور سے تقریباً بھاگتی ہوئی جا رہی تھیں جب ان کی نظر وجدان پر گئیں۔

"بھائی۔بھائی میرال۔بھائی میرال کے جسم میں حرکت ہو رہی ہے۔"

وہ اپنی دھن میں بتاتی جا رہی تھیں۔اور وجدان جواباً مسکرا دیئے۔

"ڈاکٹر کو بتایا؟"

"ہاں میں بس جا ہی رہی تھی۔آپ ایسا کریں برہان اور ادیب کو بلا دیں۔وہ بہت خوش ہوں گے۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں تھیں۔ اور وجدان اپنی جگہ سے ہل نہیں پائے تھے۔

تبھی طلحہٰ وہاں چلا آیا۔

"انکل....۔"

"بات واضح ہے۔ گولیاں لگی ہیں میرے بیٹے کو۔ مُجھے اس کا پوسٹ مارٹم نہیں کروانا۔"

وہ دبے دبے غصے سے چلائے تھے۔

"ایف آئی آر کے لیے یہ بہت ضروری ہے۔"

"کچھ ضروری نہیں ہے۔ ایف آئی آر کے بغیر بھی مجرم بہت جلد سلاخوں کے پیچھے ہو گا۔ آپ بس گلفام کی ڈیڈ باڈی ان کے گھر پہنچا دیں۔"

بخت بھی وہاں آچکا تھا۔

"اور ہاں.... غسل وغیرہ کروا دیں۔ گھر میں یہ ہمت کوئی نہیں کرے گا۔"

اس کے کہنے پر طلحہٰ نے سر ہلا دیا۔ بخت کے سامنے وہ زبان کم ہی کھولتا تھا۔ طلحہٰ گیا تو وجدان گرنے کے سے انداز میں بینچ پر بیٹھ گئے۔

"انکل سنبھالے خود کو۔"

بخت بھی انہی کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیسے سنبھالوں۔ اس کی ماں، بہن، بیوی، دادا، دادی۔ سب انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اپنے قدموں پر چل کر گھر آئے گا۔ وہ اسے.... اسے ایمبولینس پر دیکھیں گے تو مر جائیں گے۔"

وہ ہچکیوں سے رو رہے تھے۔

"کیسے کیسے جوان قربان ہو گئے اس مٹی پر لیکن..... لیکن یہ عوام کبھی خوش نہیں ہوئی۔ کوئی.... کوئی ہم سے پوچھے آ کر، جن کے جوان بیٹے شہید ہو جاتے ہیں۔ ملک کے لیے خاندان چھوڑ جاتے ہیں۔ کیسے ہمارے کلیجے چھلنی ہو جاتے ہیں۔ یہ عوام نہیں سمجھ سکتی۔ کبھی نہیں۔ یہ عوام خود کو ذہین اور ملک کے محافظوں کو بکا ہوا سمجھتی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس وقت... اس وقت وجدان شاہ کے دل پر کیسی قیامت گزر رہی ہے۔ اس کا اکلوتا بیٹا اس کی کمر توڑ گیا ہے۔"

وہ باقاعدہ روتے ہوئے بول رہے تھے۔ وہ بس یہیں رونے والے تھے۔ گھر جا کر انہیں سب کو سنبھالنا تھا۔

"میرا گلفام.... میرا خوبصورت بیٹا..... نرم دل والا..... میرا چاند سا بیٹا... وہ... وہ اب مجھے کہیں نہیں ملے گا۔ میں اب اس کو دیکھنے کے لیے ترس جاؤں گا۔"

ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی حلیمہ دھڑام سے نیچے گری تھیں۔ بخت اور وجدان نے تیزی سے گردن موڑ کر دیکھا۔ اور پھر وجدان تیزی سے اس جانب بھاگے۔

"حلیمہ۔"

وہ بہن کے پاس ہی نیچے بیٹھ گئے تھے۔

"حلیمہ آنکھیں کھولو۔"

وہ اس کا چہرہ تھپک رہے تھے۔ تبھی ایک ڈاکٹر اور نرس بھاگتی ہوئی آئیں۔

"اسٹریچر لاؤ۔"

ڈاکٹر کے کہنے پر اسٹریچر لایا گیا۔ اور حلیمہ کو ایک روم میں لے جایا گیا۔

وجدان بے بسی سے دیکھتے رہ گئے۔

"پھوپھو کا یہ حال ہے۔ ماں کیا کرے گی۔"

°°°°°°°°°°°

ہر جانب فجر کی اذانیں گونجنے لگی تھیں۔ شاہ خاندان اپنے اپنے کمروں میں نمازیں پڑھنے میں مصروف تھا۔ البتہ مہر ماہ آیت کے ہی کمرے میں تھی۔ وہ بھی نماز کے لیے اٹھ گئی تھی۔ پوری رات میں صرف ایک دفعہ وجدان سے بات ہوئی تھی۔ جس میں انہوں نے میرال کی کنڈیشن کے بارے میں بتایا تھا اور مزید یہ کہ وہ صبح گھر آجائیں گے۔ لیکن مہر ماہ

کی ایک ہی ضد تھی کہ اسے گلفام سے بات کرنی ہے۔ وجدان نے یہی کہہ کر تسلی دی تھی کہ اس کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ اور فی الحال وہ سو رہا ہے۔

پھر مہر ماہ نے کوئی ضد نہیں کی۔

نیلم بھی اپنے کمرے میں جائے نماز بچھائے کھڑی تھیں۔

نماز سے فارغ ہو کر وہ تسبیح ہاتھ میں لیے باہر چلی آئیں۔ ان کا رخ آیت کے کمرے کی جانب تھا۔

دروازہ کھلا تو سامنے مہر ماہ کھڑکی کے پاس کھڑی نظر آئی۔ جبکہ آیت قرآن مجید لیے بیٹھی ہوئی تھی۔ شہوات پاس ہی سو رہی تھی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا مہرو؟"

وہ وہیں چلی آئیں تھیں۔ مہر ماہ نے بدقت مسکرا کر سر ہلایا۔

"پھر آیت کے کمرے میں کیا کر رہی ہو اور گلفام کب آیا تھا رات کو؟"

وہ سادگی سے پوچھتی صوفے پر آ بیٹھیں۔ کھڑا ہونے کی ہمت نہیں تھی۔ آیت بھی قرآن رکھنے کے لیے اٹھ چکی تھی جبکہ مہر ماہ سے کوئی جواب نہیں بنا۔

تبھی کسی گاڑی کے ہارن کی آواز آئی تھی۔

وہ ایمبولینس کا سائرن تھا۔

"اللہ خیر کرے۔ یہ صبح صبح ایمبولینس کیوں آئی ہے محلے میں۔" وہ بھی اٹھ کر کھڑکی کی جانب چلی آئیں۔ وہاں سے باہر کا منظر صاف نظر آتا تھا۔

ایمبولینس شاہ خاندان کے دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ داداجان بھی نماز پڑھ کر آ چکے تھے اور اب وہ سب کچھ یوں دیکھ رہے تھے جیسے ٹی وی کے پار کوئی فلم چل رہی ہو۔

"یہ ہمارے دروازے کے باہر کیوں کھڑی ہے؟"

نیلم خود کلامی کرتے بولی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں نماز پڑھ کر آنے والے مرد اکٹھے ہو گئے تھے۔

ایمبولینس سے کوئی اسٹریچر نکال رہا تھا۔ جس کے اوپر ایک تابوت رکھا ہوا تھا۔ گھر کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔

اب وہ تابوت کئی لوگ اپنے کندھے پر اٹھائے لان کی طرف آ رہے تھے۔

وہ تینوں خواتین غائب دماغی سے سب کچھ دیکھ رہیں تھیں۔ دادی جان بھی لان میں چلی آئیں تھیں۔

"کون مر گیا ہے۔ یا اللہ خیر۔"

وہ دل پر ہاتھ رکھے ہول اٹھیں تھیں۔

"امی..... تابوت میں کون ہے؟"

آیت کی بے جان سی آواز وہاں گونجی تھی۔

"پتا نہیں۔ چلو چل کر دیکھتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نیلم مرے مرے قدموں سے باہر آئی تھیں۔ آیت اور مہر ماہ بھی ان کے پیچھے باہر چلی گئیں۔

"وجدان.... یہ کون ہے؟" وہ وجدان کے قریب آ کر رکیں۔ وجدان نے رخ موڑ کر انہیں دیکھا۔ ضبط کی انتہا تھا۔

پھر انہوں نے نیلم کو کندھوں سے پکڑ کر ان کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر مسکرائے۔

"ہمارا بیٹا.... شہید ہو گیا ہے۔"

وہ لڑکھڑائیں۔

"میرا گلفام شہید ہو گیا ہے۔"

مہر ماہ وہیں سیڑھیوں پر گر سی گئی تھی۔ آیت اپنی جگہ بت بن گئی تھی۔ دادی جان کا رونا پورے لان میں گونج اٹھا تھا۔

"گولیاں.... کتنی گولیاں کھا کر؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ وجدان کو دیکھ رہی تھیں۔

"اکیس گولیاں۔"

نیلم کی گرفت وجدان کے بازوؤں پر سخت ہوئی تھی۔

"سینے پہ کھائی ہیں یا.... پشت پر؟"

وجدان نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"اگر اس لڑکے نے پشت پر گولیاں کھائیں ہیں تو میں کمرے میں جا رہی ہوں۔ لیکن اگر سینے پر کھائی ہیں تو مُجھے آج فخر ہو گا اپنے بیٹے پر۔"

ان کا صبر بے مثال تھا۔ محلے کی عورتوں کے رونے میں تیزی آئی تھی۔

"تم اس کا چہرہ دیکھ لو، نیلم۔ ساری گولیاں سینے پر کھائی ہیں۔"

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔"

اُنہوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ نیلم کے صبر پر کسی میں حوصلہ نہیں تھا کہ ان کے گلے لگ کر آہ و بکا کرے۔

وہ قدم قدم چلتی تابوت تک آئیں۔ وہاں چھوٹا سا شیشہ لگا ہوا تھا جس سے گلفام کا کفن میں لپٹا چہرہ نظر آرہا تھا۔ نیلم کو لگا وہ سانس نہیں لے پائیں گی۔

"میرا بیٹا۔ میرا شیر۔ میرا حیدر۔"

اور فاصلے پر کھڑے جازم مرزا کا سانس سینے میں اٹکا تھا۔ ایمبولینس آنے سے پہلے آیت نے ہی جازم کو فوج کر کے بلایا تھا۔

کسی میں ملنے کی ہمت تک نہیں تھی۔

"میرا بیٹا مسکرا رہا ہے۔ دیکھو تم سب۔ جیت کی خوشی اس کے چہرے پر واضح ہے۔ یعنی میرا بیٹا.... میرا بیٹا ناڈرا۔ نا گھبرایا۔ بلکہ خوشی سے شہادت کو گلے سے لگایا۔ خبردار جو کوئی رویا۔ کوئی ماتم نہیں کرے گا۔ جسے رونا ہے خاموشی سے روئے۔ کوئی میرے گلفام کو تکلیف نہیں دے گا۔ سنا سب نے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھیں۔ لیکن ان کا اپنا دل فنا ہو رہا تھا۔

"بھابھی۔"

حلیمہ بھاگتی ہوئی آئیں اور ان کے گلے سے آ لگیں۔

"بھابھی، گلفام چلا گیا۔ وہ اب کبھی نہیں آئے گا۔"

"تو ہم نے کونسا ساری زندگی یہیں رہ کر اس کے لوٹ آنے کا انتظار کرنا ہے۔ بلکہ ایک دن میں بھی اپنے بیٹے سے جا ملوں گی۔ دیکھنا تم سب۔"

عورتیں اٹھ کر مہر ماہ کے پاس جا رہی تھیں۔ جو سیڑھیوں پر بت بنی بیٹھی تھی۔

کل صبح تک تو وہ اس کے پاس تھا۔

اس کا ماتھا چوم کر نماز پڑھنے گیا تھا۔

کل تک وہ اس کا لمس محسوس کر رہی تھی۔

کل تک سارے گھر میں اس کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

کل صبح ناشتے پر اس کی باتیں سب کو ہنسا رہی تھیں۔

کل تک وہ بالکل ٹھیک تھا۔

اور آج....

آج وہ ایک تابوت میں بند ہو کر گھر آ گیا۔

اپنے قدموں پر چل کر جانے والا گلفام چار کندھوں پر واپس لایا گیا تھا۔

"نہیں....ایسا نہیں ہو سکتا۔ میرے گلفام نہیں مر سکتے۔ نہیں۔ نہیں، نہیں، نہیں۔"

مہر ماہ بھاگتی ہوئی میت کے پاس آئی تھی۔

"اٹھیں۔ آنکھیں کھولیں۔ بتائیں سب کو کہ یہ جھوٹ ہے۔ میں ناراض ہو جاؤں گی۔ بات کریں مجھ سے۔"

وہ اس کے اوپر جھکی اسے اٹھا رہی تھی۔

آیت تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں رہی تھی۔

جازم بمشکل قدم لیے اس کی جانب چلا آیا۔ برہان کچھ فاصلے پر کھڑا بے یقینی سے گلفام کو دیکھ رہا تھا۔

سب کچھ ایک دم سے ہوا تھا اور کسی کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ عورتیں دادی کے گلے لگ رہی تھیں۔ مرد ایک جانب کھڑے تھے۔

"اٹھاؤ کوئی۔ میرے وجدان کا بازو ہے وہ۔ وہ وجدان کی کمر توڑ گیا۔ یا اللہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ میرا گلفام۔"

دادی جان کی آواز پورے لان میں گونج رہی تھی۔

آج ذرہ ذرہ اداس تھا۔

"آیت۔"

جازم نے اس کا بازو پکڑا۔ لیکن وہ نہیں ہلی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی انہیں کہیں کہ اٹھ جائیں۔ آپ کی سنتے ہیں نا وہ۔ پلیز امی میرے شوہر کو اٹھا دیں۔ وہ مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔"

وہ نیلم کا ہاتھ پکڑے انہیں جھنجھوڑ رہی تھی۔

"پاگل ہو گئی ہو مہرو۔ ایسے مت رو۔ تکلیف ہو گی اسے۔ بس باتیں کرو اس سے۔ ابھی نظر آ رہا ہے نا۔ آج کے بعد وہ نظر نہیں آئے گا۔ پھر کس سے باتیں کرو گی۔ رونے کو ساری عمر پڑی ہے۔"

نیلم سکتے کی حالت میں بول رہی تھیں۔

مہر ماہ پر سکتہ طاری نہیں تھا۔ لیکن اس کے اوپر آسمان آ گرا تھا۔

اور آیت.....

جب سے اس کی شادی ہوئی تھی، اس کے اور گلفام کے درمیان بہن بھائیوں والا مذاق بہت کم ہو گیا تھا۔ یہ سب آیت کی طرف سے تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دکھ، گلٹ، اذیت۔ کیا کچھ نہیں تھا اس کے اندر۔

"کچھ بول کیوں نہیں رہی ہے آیت؟"

جازم نے اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔ لیکن وہ جازم کے بازو میں جھول گئی۔ بہن کے لیے بھائی نعمت ہوتے ہیں۔ آیت کی نعمت چھن گئی تھی۔ اور اب وہ ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

°°°°°°°°°°°°°°°°°

آسمان ایک بار پھر سیاہ بادلوں سے ڈھک چکا تھا۔ میت گھر کے اندر رکھی ہوئی تھی۔ جس کے ارد گرد خواتین بیٹھی ہوئیں تھیں۔ مرد حضرات باہر چٹائیوں اور دریوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

میرال کو ایک دفعہ ہوش آیا تھا لیکن وہ بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی تھی۔ لیکن اب وہ خطرے اور قومے سے باہر تھی۔ اسے فی الحال گلفام کے بارے میں نہیں بتایا گیا تھا۔

مہر ماہ چارپائی کے ساتھ سر ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ نیلم کرسی پر بیٹھی ہوئیں تھیں۔ہاتھ پہلوؤں میں گرے ہوئے تھے۔اور آیت....

آیت کا سکتہ اب ٹوٹا تھا۔

وہ گلفام کے اوپر جھکی اس کی منتیں کر رہی تھی۔

"ایک بار اٹھ جائیں بھائی۔ بس ایک دفعہ گلے لگنے دیں۔ بھائی پلیز اٹھ جائیں نا۔ کہاں سے لاؤں گی میں دوبارہ آپ جیسا بھائی۔ خدا کا واسطہ ہے اٹھ جائیں۔"

وہ چیخ رہی تھی۔ایک عورت نے اسے تھام رکھا تھا۔

"کوئی اٹھادو۔ کوئی کہہ دو میرے بھائی کو بہن نہیں رہ سکتی اکیلے۔ کیوں مر جاتے ہیں بھائی بہنوں کو تنہا چھوڑ کر۔ میں ناراض تھی نا۔ تو آپ مجھے منائے بغیر کیسے جاسکتے ہیں۔ کیسے۔"

اس کا دوپٹا نیچے گر گیا تھا۔بال بکھر گئے تھے۔حالت ابتر ہو گئی تھی۔

"بیٹی سنبھالو خود کو۔ایسے مت کرو۔"

عورت نے اس کا دوپٹا پکڑ کر اس کے کندھے پر رکھا۔

"کیسے سنبھالوں۔ بھائی مر گیا ہے میرا۔ کیسے صبر آئے گا۔"

وہ زور سے چیختے ہوئے سینے پر ہاتھ مار رہی تھی۔ جبھی نیلم اٹھ کر اس کی جانب آئیں۔

"پاگل ہو گئی ہو۔ سینہ کیوں پیٹ رہی ہو۔ تمہارا کیا لے گیا ہے وہ؟"

نیلم نے اس کے کندھوں کو جھنجھوڑا۔

"امی مُجھے صبر نہیں آرہا۔ میں کیا کروں۔ میں کیا کروں، آپ بتائیں مجھے۔" وہ ان کے قدموں میں گری تھی۔ نیلم بھی اس کے پاس ہی نیچے بیٹھ گئیں۔

"رو لو۔ ماتم نہیں کرو۔ خود کو اذیت نہیں دو بیٹا۔"

نیلم نے اسے ساتھ لگایا تو وہ اور زوروں سے رو دی۔

"اپنی بھابھی کو دیکھو۔ اس کا بھی تو شوہر تھا۔ وہ دیکھو۔ کس صبر سے بیٹھی ہوئی ہے۔"

نیلم نے مہر ماہ کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"امی میرے پاس آخری وقت کی یادیں نہیں ہیں۔ شادی کے بعد سے لے کر اب تک ہمارے درمیان دوریاں رہی ہیں۔ میں کیا کروں۔"

اس کی برداشت ختم ہو رہی تھی۔

"امی مجھے گلٹ مار دے گا۔"

"بس کر دو میری بچی۔ میرا بیٹا دل میں باتیں نہیں رکھتا تھا۔ وہ معاف کرنے والا تھا۔ اسے تم سے کوئی گلہ نہیں تھا، آیت۔"

"بھائی ایک دفعہ اٹھ جائیں۔ کوئی بات کر کے جائیں۔ کچھ کہہ دیں۔ کوئی نصیحت کر جائیں۔ اٹھ جائیں۔"

وہ نیلم سے دور ہو کر پھر سے چارپائی کے ساتھ جا لگی تھی جس کے اندر تابوت رکھا ہوا تھا۔

"دیکھیں۔ دیکھیں۔ اٹھ کر دیکھیں کیسی ویرانی چھائی ہوئی ہے ہر طرف۔ آپ نہیں ہیں تو لگتا ہے دنیا ختم ہو گئی ہے۔ اٹھ جائیں بھائی۔

بہنیں میکے آتی ہیں تو بھائی سو طرح کے ناز اٹھاتے ہیں۔اور میرا بھائی..... میرا بھائی مجھ سے منہ موڑ گیا۔میں جب سے میکے آئی ہوں،میں نے شام کا انتظار کیا۔شام کو تو سب گھر واپس آجاتے ہیں نا۔پھر میرا بھائی کیوں نہیں آیا۔وہیں سے آگے کی تیاری کر لی۔"

وہ ساتھ ساتھ روئے جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ بولے جا رہی تھی۔

"مہرو بھابھی کچھ بولیں۔کچھ کیوں نہیں بول رہیں۔بتایا نہیں تھا کیا بھائی کو۔میں آئی ہوں۔"

اب وہ مہرو کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی۔اس کے انداز تمام خواتین کو رلا رہے تھے۔

مہر ماہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

آنکھیں زرد پڑ گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بتایا تھا۔ کہا تھا۔ جلدی آنا۔ آیت آئی ہے۔ کہتے... آجاؤں گا۔ میں خود آیت کو مس کرتا رہا ہوں۔ بہت بے چین تھے تم سے ملنے کے لیے۔ پتا نہیں کیسے.... کیسے ساری بے چینی ختم کر لی۔"

وہ بولی تو اس کی آواز بہت بھاری تھی۔

"آیت....مُجھے سمجھ نہیں آرہا کہ.....اب.....اب جینا کیسے ہے۔ مجھے تو....اب ہر طرف اندھیرا نظر آرہا ہے۔"

آیت رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ مہرو کی باتیں سن رہی تھی۔

"تمہارا بھائی کہتا تھا.....اسے....اسے میرے آنسو اذیت دیتے ہیں۔ کیا اب اذیت نہیں ہو رہی۔ اگر ہو رہی ہے..... تو اٹھ کیوں نہیں جاتے۔ میں کب سے رو رہی ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے بمشکل اٹھی اور گلفام کے چہرے کے اوپر جھکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ کیسی بے بسی ہے۔یہ کس قسم کی جدائی ہے۔یہ کیسا وقت رخصت ہے۔میں اپنے شوہر کو چھو بھی نہیں سکتی۔ماتھا چوم کر اللہ حافظ بھی نہیں کہہ سکتی۔ایسے کون جاتا ہے یار۔ایسے تو نا جائیں۔"

آیت سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی۔

"میرا نہیں تو....ہمارے آنے والے بچے کا خیال کریں۔ہم نے کتنے خواب دیکھے تھے۔وہ خواب کیسے ادھورے چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔کیسے اپنی اولاد کو اس کے آنے سے پہلے یتیم کر کے جا سکتے ہیں۔بولیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نیلم اٹھ کر مہر ماہ کے پاس آئیں تھیں۔

"شام ہو رہی ہے۔جنازے کا وقت قریب آرہا ہے۔کلمہ پڑھو بیٹا۔اسی کی ضرورت ہے اسے۔"

مہر ماہ نے گردن موڑ کر نیلم کو دیکھا۔

"جنازہ.... نہیں۔ پلیز نہیں۔"

عورتیں اب کلمہ پڑھ رہی تھیں۔ آیت رو رہی تھی اور مہر ماہ اس سے باتیں کر رہی تھی۔

دادی جان سے تو اٹھا نہیں جا رہا تھا تو وہ بیٹھ کر ہی پڑھ رہیں تھیں۔

لمحے گزرے اور جنازے کا وقت ہو گیا۔

برہان، بخت، نوفل، وجدان، داداجان، نیلم کا بھائی اور ان کے بیٹوں کے علاوہ کوئی دوسرا مرد اندر نہیں آیا تھا۔

"نہیں۔ امی نہیں۔ امی ان کو روکیں۔"

وہ آیت تھی جسے کسی عورت نے سختی سے پکڑ لیا تھا۔

"میں نہیں جانے دوں گی۔ میں میرے شوہر کو نہیں جانے دوں گی۔"

مہر ماہ نے سختی سے چارپائی پکڑ لی تھی۔ عورتیں چھڑوا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ حافظ بیٹا۔ اللہ تمہاری قبر کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں تمہارا اجر دے۔ اچھا ٹھیک ہے جاؤ۔ دیر ہو رہی ہے۔"

نیلم کو کسی عورت نے پکڑا ہوا تھا۔ قریب تھا کہ وہ گر جاتیں۔

"کلمہ شہادت۔"

جنازہ اٹھا لیا گیا تھا۔

"نہیں۔ رکو۔ مت لے کر جاؤ۔ چھوڑو مجھے۔ مجھے ساتھ لے جائیں۔ یا اللہ۔"

مہر ماہ دھڑام سے نیچے آ گری تھی۔

"گلفام مت جائیں۔ امی روکیں۔ میں کہاں ڈھونڈوں گی۔ مجھے کیسے صبر آئے گا۔"

وہ نیچے گر کر بھی روئے جا رہی تھی۔ البتہ آیت اپنا آپ چھڑوا کر جنازے کے پیچھے بھاگی تھی۔ زرمین اور شائستہ پھوپھو اسے پکڑنے کے لیے آگے آئے تھے۔

Clubb of Quality Content

"بھائی مت جائیں۔ رکیں۔ میں آ رہی ہوں۔ میں آپ کو وہاں اکیلا نہیں جانے دوں گی۔ بابا رکیں۔"

وہ وجدان کی قمیص پکڑ کر روک چکی تھی۔ وجدان کے اشارے پر جازم نے آگے بڑھ کر اسے پکڑا تھا۔

"آیت سنبھالو خود کو۔"

"کیسے سنبھالوں۔ آپ بتائیں، جن بہنوں کے جوان بھائی مر جاتے ہیں۔ وہ کیسے خود کو سنبھالتی ہیں۔ بتائیں نا۔ میری جان نکل رہی ہے یہ سوچ کر کہ میرا بھائی وہاں اکیلا ہو گا۔ کیسے صبر کروں۔"

وہ جازم سے اپنا آپ چھڑوا رہی تھی۔ جبکہ وہ تو اندر تک گلٹ میں مبتلا ہو چکا تھا۔ کوئی تکلیف سی تھی جو اس کے رگ و پے میں اتر گئی تھی۔ وہ آیت کو اسی تکلیف سے بچانا چاہتا تھا۔ اور وہ اس کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی تکلیف دے چکا تھا۔

جنازہ دروازہ پار گیا تھا۔

"پلیز آیت۔"

"وہ...وہ اب نہیں آئیں گے۔ ہم کیسے رہیں گے۔ نہیں۔ نہیں۔"

وہ ہچکیوں سے روتی ٹھنڈے فرش پر آ گری تھی۔ جازم اس کے پاس نیچے بیٹھا تھا۔

"آیت۔"

وہ نفی میں سر ہلاتی جا رہی تھی۔

کڑے سفر کا تھکا مسافر

تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے

خود اپنی آنکھیں تو بند کر لیں

ہر آنکھ مگر بھگو گیا ہے

آیت کو شائستہ اور زرمین کے حوالے کر کے وہ جنازے میں شریک ہو گیا تھا۔

oooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلفام کو قبر کے اندر رکھا جا چکا تھا۔ اب لوگ آہستہ آہستہ اوپر مٹی ڈال رہے تھے۔

محض ایک مٹی کی دوری پر تھا ان کا بیٹا۔

وجدان بالکل گم سم کھڑے تھے۔ داداجان کو برہان نے تھام رکھا تھا۔ جس کی اپنی آنکھیں سرخ تھیں۔

ان سب سے پیچھے کوئی چپکے سے جازم کے ساتھ آ کر کھڑا ہوا تھا۔ جازم نے گردن موڑ کر دیکھا۔

وہ روحیل تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ سبز شرٹ والا لڑکا تھا۔ جو اس دن گلفام صاحب کے ساتھ تھا۔"

روحیل نے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بخت کی جانب اشارہ کر کے کہا۔

جازم نے تیزی سے گردن پھیر کر وہاں دیکھا۔

پھر چونکا۔

"یہ کون ہے؟"

"معلوم نہیں۔ مگر یہی ہے وہ انسان۔"

جازم کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت تھی۔ وہ بس اسی کو دیکھے جا رہا تھا۔

اور اسی لمحے بخت نے نگاہیں اٹھا کر اپنے سامنے دیکھا۔ مقابل کی آنکھوں میں۔

پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کیا تھا۔ شاید تنبیہہ۔ شاید دھمکی۔ شاید کچھ اور۔ پھر نظریں واپس پھیر گیا۔

مگر وہ آنکھیں جازم کو بالکل اپنی آنکھیں لگی تھیں۔

جانے والے جا چکے تھے۔ قبر پر اب صرف وجدان، داداجان اور برہان تھے۔

قبرستان سے باہر آؤ تو تمہیں دو لوگ بالکل آمنے سامنے نظر آئیں گے۔

"تم کون ہو؟"

وقت تو نہیں تھا لیکن بخت کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ساری دنیا جانتی ہے۔اک تم ہی نہیں جانتے۔"

"بکواس بند کرو اپنی۔"

جازم دبے دبے غصے سے چلایا تھا۔

"میں بکواس بند کر لیتا ہوں۔تم کرنا شروع کر لو۔"

"تم جو کوئی بھی ہو۔یاد رکھنا۔جازم کی گرفت سے بچ نہیں پاؤ گے۔"

وہ جانے لگا۔

"فی الحال تو تم اپنی خیر مناؤ۔میرے ہاتھ تمہاری گردن پہ ہیں۔"

جازم کے قدم جامد ہوئے۔

"یہ جس کو ابھی ہم سپرد خاک کر کے آئیں ہیں نا۔جانتا ہوں اس کے قاتل تم ہو۔"

جازم کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور میرے بارے میں جاننا ہے تو جان لو۔ میں ہوں بخت مرزا۔ باپ کی طرف سے۔ ماں کی طرف سے بخت شاہ۔"

جازم تو جیسے سکتے میں چلا گیا تھا۔

"مرزا بخت شاہ۔"

بخت کے لبوں پر ابھی تک جلا دینی والی مسکراہٹ تھی۔

"ہم دونوں بھائی ہیں نا۔ تو کیسے ممکن ہے کہ ایک دوسرے سے کم ہوں۔"

"تم.... تم گھٹیا انسان....۔"

"نہ نہ نہ۔ میں نہیں، تم۔ تم گھٹیا ہو۔ اور تم اپنے حصّے کی چال چل چکے۔ اب میرے منتظر رہنا۔ کہانی ختم بھی تو کرنی ہے۔ پکڑے تو سب جائیں گے۔"

وہ مسکرا کر کہتا جازم کے ساتھ سے نکلتا چلا گیا۔

اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دشمن ہزار تھے اور وہ اکیلا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ لوگ جیت کر بھی ہار جاتے ہیں۔

وہ تو اپنی جیت کا جشن منا رہا تھا۔

پھر کوئی آیا

کہانی میں

جس نے کھیلا کھیل

شہہ اور مات کا

جس نے بچھایا

ایسا جال کہ جس سے

یہ شیر کبھی

باہر نہیں نکل پائے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب بدلا تھا

کہانی نے اپنا رخ

وہ کل تک جو

کرتے تھے حکومت

آج پڑے ہیں

انہیں جان کے لالے

"منحوس انسان۔ایک مرتا ہے تو دوسرا جنم لے لیتا ہے۔"

وہ غصے سے کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اب اسے شہوات کو لے کر گجرات کے لیے نکلنا تھا جو اس منظر سے گھبرائی ہوئی تھی۔اس کی زندگی میں پہلی دفعہ کوئی ایسا واقعہ ہوا تھا۔وہ ڈر سہم کر اندر بیٹھی رہی تھی۔

مگر کیا واقعی ہی؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا واقعی ہی وہ ڈر کر چھپ گئی تھی؟

oooooooooooo

رات دھیرے دھیرے ہر سو پھیل چکی تھی۔بارش اپنا زور پکڑ چکی تھی۔ایسے میں اگر تم گجرات کے اس قید خانے میں آؤ جہاں ایمان اور شہرام کو قید کیا گیا تھا تو تم دیکھو شہرام فرش پر عشا کی نماز ادا کر رہا تھا۔ کھانے کے ساتھ جو پانی ملا تھا،اس نے اسی کے ساتھ وضو کیا تھا جتنا ہو سکا۔حلیے دونوں کے خراب تھے۔

کچھ دیر بعد وہ فارغ ہوا تھا ایمان کو اپنی جانب دیکھتا پایا۔

"تم نماز کیوں نہیں پڑھتی؟"

"کبھی کسی نے کہا ہی نہیں پڑھنے کو۔"وہ سادگی سے بولی تھی۔

"اللہ کے حکم کے بعد کسی اور کو کہنے کی ضرورت تھی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن عادت تو گھر والے بچپن میں ڈالتے ہیں نا۔مُجھے نہیں ڈالی گئی۔ خود پڑھتی تھی اماں۔ مجھے کبھی نہیں کہا۔"

وہ صاف گوئی سے بول رہی تھی۔

"بعض اوقات بچپن میں پڑی ہوئی عادت بڑے ہو کر چھوٹ جاتی ہے۔ تم اب ڈال لو یہ عادت۔ بہت سکون ہے اس میں۔ قید خانہ بھی جنت ہی لگتا ہے۔"

آخر میں وہ ہلکا سا مسکرایا تو ایمان نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"غلط کہہ رہا ہوں کیا میں؟ بیٹھے بٹھائے کھانا مل رہا ہے۔ سو جاتے ہیں۔ اٹھ جاتے ہیں۔ باتیں کرتے ہیں۔ وقت گزر جاتا ہے۔"

وہ اس سے فاصلے پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بہت اچھے شہرام صاحب۔ سوچ بہت اچھی ہے آپ کی۔"

اس نے آنکھیں گھما کر کہا تھا۔ وہ ہنس دیا۔

"جب سے اس قید میں آئی ہوں۔ وہی کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ منہ تک تو دھویا نہیں۔ حالت دیکھیں۔ چنگڑیوں سے بھی بری ہوئی پڑی ہے۔ روز نہانے والا انسان ایک دن چھوڑ دے تو اسے خود سے کراہیت آنے لگتی ہے۔ مجھے تو پھر شاید مہینہ ہی ہو گیا ہے۔"

اس کی لمبی چوڑی تقریر پر وہ مسکرا کر دعا مانگنے لگا۔ تبھی دھڑام سے دروازہ کھلا اور تین لوگ اندر آئے۔ ایمان اپنی جگہ ڈر کر سمٹ گئی تھی جبکہ شہرام نے اسی حالت میں ان تینوں کو دیکھا۔

ہاتھوں میں بندوقیں تھیں اور چہروں پر ماسک۔ ایک جیسے کپڑوں میں وہ کسی ایجنسی کے لوگ معلوم ہوتے تھے۔

"جلدی نکلو یہاں سے۔ جتنی جلدی ہو سکتا ہے نکلو۔"

ایمان نے شہرام کو دیکھا۔

"تم دونوں سے کہہ رہا ہوں کہ چلو یہاں سے۔ جلدی سے ہمارے پیچھے آؤ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ دونوں تیزی سے وہاں سے نکلے تھے۔ وہ دونوں باہر آئے تو باہر جا بجا لاشیں پڑی ہوئیں تھیں۔ ایک طرف آفاق بھی بے جان وجود لیے پڑا ہوا تھا۔

شہرام سمجھ گیا تھا کہ مدد آ گئی ہے۔

وہ دونوں ان کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ باہر آ کر انہیں ایک گاڑی میں بٹھایا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی وہاں سے غائب ہو گئی۔

oooooooooooo

یہ رات صرف شاہ خاندان پر بھاری نہیں تھی۔ یہ بہت سارے لوگوں کے دلوں پر گراں گزری تھی۔

یہ تھا مرزا گھرانہ۔ جو اس وقت سنسان پڑا ہوا تھا۔ یاسر مرزا اپنی دھن میں گھر میں داخل ہوا تھا لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے قدم برف کے ہو گئے تھے۔

جب سے اس نے میرال کو ہسپتال پہنچایا تھا،وہ آپے میں رہا ہی نہیں تھا۔وہ تو جیسے وحشی جانور بن گیا تھا۔آئے دن ڈاکے،غلط کاموں میں ملوث۔وہ پہلے سایا سر رہا ہی نہیں تھا۔اس کے شریر سے ہی اب وحشت ٹپکنے لگی تھی۔آج وہ اپنے دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کے لیے گیا تھا۔تینوں دوستوں نے کسی غریب کی عزت کی دھجیاں اڑادی تھیں۔صاف لفظوں میں کہوں تو عصمت دری۔

یاسر مرزا آج وہ کر آیا تھا جو کسی نے نہیں سوچا تھا۔خود اس نے بھی نہیں۔

اور اب جب مستی میں جھومتا گھر آیا تھا تو سامنے ہی اس کی ماں اور بہن فرش پر گری ہوئیں تھیں۔میمونہ کی حالت دیکھنے کے قابل نہیں تھی اور ماں.....

ماں کے سر اور چہرے سے خون نکل رہا تھا۔

"میمونہ۔ماں۔"

وہ بے یقین سا فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔اس نے باری باری دونوں کی نبض چیک کی۔اور ایک جھٹکے سے ان سے دور ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں۔"

وہ دونوں مر چکی تھیں۔ مگر کیسے....

یاسر کی نگاہ میمونہ کی مٹھی میں بند ایک کاغذ پر گئی تھی۔ اس نے تیزی سے وہ کاغذ باہر نکالا اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔

"میمونہ۔ بد قسمت میمونہ۔ جس کے دو بھائی تھے۔ دونوں ہی اپنی بہن کی حفاظت نہ کر سکے۔"

یہ شروعات تھی۔ طنز اور تکلیف سے بھرپور۔

"منع کرتی تھی نا میں تمہیں۔ چھوڑ دو یہ کام۔ ورنہ پلٹ کر تم پر آئیں گے۔ جب آج.... جب آج فراز اپنے دوستوں کے ساتھ آیا۔ تو اس کے دوست نے میری ماں کو غلط نیت سے چھوا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یاسر کی آنکھوں میں شرارے دوڑنے لگے تھے۔اس نے ایک نظر اپنی بے جان ماں کو دیکھا۔ پھر واپس اس چٹ کو۔

"ماں کو بچانے کے لیے میں نے اس کے سر پر گملا دے مارا۔ پھر جانتے ہو کیا ہوا؟ وہی... جو تم دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ کرتے رہے ہو۔ وہ میرا ریپ کر گیا۔"

یاسر کے لیے نہ زمین پھٹی تھی،نا آسمان گرا تھا۔ پھر بھی اسے لگا دنیا اس پر تنگ ہو رہی ہے۔

"وہ انسان.... جسے کچھ ماہ بعد میرا دولہا بننا تھا۔ وہ میری آبروریزی کر کے چلا گیا۔ اپنے دوستوں کے سامنے۔ میں خاک ہو گئی۔ سر اٹھا کر چلتی تھی اور موت.... دیکھو مجھے خودکشی کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ وہ مجھے مار کر نہیں گیا۔ لیکن میرے سامنے میری ماں پر تشدد کر کے گیا ہے۔

اور.... اور اس سب کا مجرم پتا ہے کون ہے؟

تم۔ تم ہو یاسر۔ تم نے ہمارے لیے یہ جہنم چنی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یاسر کو لگا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔

"وہ مری والا بچہ خود تو نہیں آسکا لیکن.... لیکن اس کی بد عا لگ گئی ہے۔ میں لٹ گئی۔ میرے خواب ٹوٹ گئے۔ بسنے سے پہلے اجڑ گئی۔"

مکافات تو پھر مکافات ہے۔ آ کر رہتا ہے۔

"اگر تم میں ذرا سی بھی غیرت ہوئی تو خود کو یہیں ختم کر دینا لیکن.... لیکن کسی کی عزت پر غلط نگاہ نا ڈالنا۔

میمونہ تھی ہی بد قسمت۔ نا دنیا میں جنت ملی نا مر کر ملے گی۔ کیونکہ خود کشی تو حرام ہے۔ لیکن میرے لیے اب جینا بھی مشکل تھا۔ میں تمہاری بہن تھی نا۔ اس لیے سر اٹھا کر جی نہیں سکتی تھی۔

شرمندہ ہوں میں۔ تم دونوں کی بہن ہونے پر۔ میں اب اپنا معاملہ اپنے پروردگار پر چھوڑ رہی ہوں۔ اور بند کر رہی ہوں قلم۔ لکھنے کی نہ اب ہمت ہے نا وقت۔ اپنے آپ کو دیکھ کر خود سے گھن آ رہی ہے۔ دو جنازے اٹھانے کے لیے تیار رہنا مسٹر چھوٹے مرزا۔"

بات ختم ہو گئی تھی اور یاسر کے اوپر گہرا سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

یہی تھا وہ

جسے وہ اپنے لیے تیار کرتا رہا۔

یہ وہی جہنم تھی

جس میں آگ اس نے خود لگائی تھی۔

اور اب وہ اس آگ میں جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔

یاسر کا وجود زلزلوں کی زد میں آچکا تھا۔

وہ پاگل ہو اٹھا تھا۔

اور دشمن

وہ آج خوش تھا۔

دشمن تھا کون۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جہانزیب لغاری۔

جبران لغاری۔

ان کا زر خرید اغلام۔ فراز۔ میمونہ کا منگیتر۔

وہ جازم مرزا سے اپنا بدلہ لے چکا تھا۔ اب بس اس کے رد عمل کا انتظار تھا۔

دشمن خوش تھا۔ ایک چھوٹی سی پارٹی رکھی گئی تھی۔

لیکن کچھ خوشیاں بہت تھوڑے عرصے کے لیے ہوتی ہیں۔

یاسر ایک زخمی شیر تھا۔

ایک بے رحم انسان۔

جس کے ہاتھ نہیں کانپتے تھے۔

oooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شاہ خاندان میں دوسری صبح چڑھ آئی تھی۔ سوگواریت سی ہر جانب پھیلی ہوئی تھی۔ جازم شہوات کو لے کر گجرات کے لیے نکل گیا تھا۔ وہ اسے عالیہ کے پاس چھوڑ کر پھر واپس آنے والا تھا۔ کیونکہ وہ اس وقت خطروں میں گھرا ہوا تھا۔

اسے ہر صورت احتیاط کرنی تھی۔

اور بخت....

وہ سب سے بڑا خطرہ تھا۔

بخت نے کچھ عرصہ پہلے بھی اس کے خلاف ثبوت ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن تب ناکامی ہوئی تھی لیکن اب وہ تمام تر ثبوت اکھٹے کر چکا تھا۔

oooooooooo

"مہر ماہ۔"

نیلم اس کے کمرے میں آئیں تو وہ گلفام کی تصویر سینے پر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔

"کچھ کھالو بیٹا۔ کل سے کچھ نہیں کھایا۔"

مہر ماہ نے نیلم کو دیکھا۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ بہت صبر والی ہیں امی۔ اللہ آپ کو اس صبر کا اجر ضرور دے گا۔ کاش کہ مجھ میں بھی اتنا صبر ہوتا۔"

وہ ساری رات روتے رہنے کے باوجود پھر سے رونے لگی تھی۔

"صبر ہوتا نہیں ہے۔ صبر کرنا پڑتا ہے بچے۔ تم بھی کرو۔ لیکن صبر کرتے کرتے پتھر نا بن جانا۔"

Clubb of Quality Content

نیلم اب اس کے لیے نوالہ بنا رہی تھیں۔

"میرے گلے سے نیچے نہیں اترے گا امی۔"

"اتر تو کسی کا بھی نہیں رہا۔ لیکن جب تک زندہ ہیں۔ رسمیں تو نبھانی ہیں۔"

نوالہ اس کی جانب بڑھایا۔

"میں زندہ کہاں رہی ہوں۔ میں تو انہی کے ساتھ مر گئی تھی۔"

نیلم نے اس کے ہاتھ میں پکڑی گلفام کی تصویر دیکھی۔ ان کا دل جیسے کسی نے کچل دیا تھا۔

"میرا بیٹا ہنستا تھا تو خزاں بہار میں بدل جاتی تھی۔ دھوپ میں سایہ مل جاتا تھا۔ ویرانے میں پھول کھل اٹھتے تھے۔ سخت حبس میں بارش ہونے لگتی تھی۔ میرا بیٹا مثل بہار تھا۔ چاند جیسا تھا۔ شہزادہ گلفام۔"

وہ اس کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"میرا بیٹا کبھی ماضی نہیں ہو سکتا۔ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ میرے لفظوں میں۔ میری یادوں میں۔ اس گھر میں۔"

مہر ماہ اب انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں لڑکا نہیں دیا تھا۔ ہیرا دیا تھا مہر ماہ۔ تم نے اس ہیرے کو گلے کا ہار بنا لیا۔ مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں۔ تم اس کے لیے اچھی لائف پارٹنر ثابت ہوئی ہو۔"

وہ جب بھی پیار سے بات کرتی تھیں تو زخموں پر مرہم رکھ دیتی تھیں۔

"جانتی ہیں، گلفام کو یہ انداز کس سے ملا تھا؟" مہر ماہ قدرے مسکرائی۔

"کس سے؟"

"آپ سے۔"

"مجھ سے؟"

وہ حیران ہوئیں۔

"وہ اپنی مسکراہٹ سے زخم سمیٹتے تھے اور آپ اپنی باتوں سے۔ کوئی میرے غم کو ختم نہیں کر سکتا لیکن آپ میری اذیت میں میرے پاس آ کر مجھ سے باتیں کر رہی ہیں۔ لگ رہا ہے جیسے سامنے گلفام بیٹھے ہوں۔"

وہ اب ان کے سینے سے لگ گئی تھی۔ نیلم اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی جا رہی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لیکن ماں کا کلیجہ تو پھٹ چکا تھا۔ اگر وہ اس وقت میں کسی دوسرے کے لیے شفا تھیں تو انہیں شفا ہی رہنا تھا۔ روگ نہیں بننا تھا۔

تصور میں بیٹے کو یاد کیا اور آنکھیں بند کر لیں۔

ooooooooo

پچھلی رات کے آخری پہر میں اگر ہم گجرات واپس جائیں تو وہاں ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے ایک گاڑی رکی تھی۔ گاڑی کے اندر سے ایمان باہر آئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی شہرام باہر آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ تینوں لوگ اب وہاں کہیں نہیں تھے۔

مگر کیا واقعی ہی نہیں تھے؟

ایمان نے آگے بڑھ کر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر کھلے آسمان تلے لگے نل کے پاس وضو کرتا وجود چونکا۔

وہ ایمان کی ماں تھیں جو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھی تھیں۔ وضو چھوڑ کر وہ لوہے کے دروازے کے پاس چلی آئیں۔

"کون ہے؟"

"اماں۔ میں ایمان ہوں۔"

دروازہ اگلے ہی پل کھل گیا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ اندر آئی تھی۔ اور آتے ساتھ ہی ماں کے گلے لگ گئی۔ وہ تو جیسے ساکت ہی ہو گئیں تھیں۔

"پیچھے ہو ایمان۔"

انہوں نے زور سے پکڑ کر اسے پیچھے دھکیلا۔ شہرام گھر کی دہلیز کے اس پار کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

"اماں۔"

Clubb of Quality Content

"چپ کر جا۔ شور مت کر۔ تیرا باپ جاگ گیا تو مار دے گا تجھے۔"

ایمان نے نا سمجھی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"وہ مجھے کیوں ماریں گے اماں؟"

"تو اتنے دن غائب رہی ہے۔ اس محلے میں ہماری اتنی بدنامی ہوئی ہے۔ تجھے کیا لگتا ہے کہ تجھے پلکوں پہ بٹھائیں گے۔"

"امی میں اغوا ہوئی تھی۔"

اسے تو جیسے صدمہ ہی لگ گیا تھا۔

"تو اغوا ہوئی تھی یا بھاگی تھی۔ مجھے نہیں پتا۔ تو بس چلی جا۔" پھر پیچھے کھڑے لڑکے کو دیکھا۔

"جس کے ساتھ آئی ہے۔ اسی کے ساتھ چلی جا۔"

ماں نے بازو سے پکڑ کر اسے گھر سے باہر نکال دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اماں.... اماں نہیں کرو۔ میں کہاں جاؤں گی۔ اماں میں بے گناہ ہوں۔ میں ہی تو وکٹم ہوں۔"

وہ رو رہی تھی مگر دروازہ بند ہو چکا تھا۔ شاید ہمیشہ کے لیے۔ وہ دروازے کے ساتھ لگی منتیں کر رہی تھی جب شہرام نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔

"چلیں؟"

اس نے شہرام کے پھیلے ہاتھ کو دیکھا۔ پھر اس کے سہارے سے اٹھ گئی۔

"مجھ پر ہوئے ظلم کو گناہ بنا دیا۔ میرا ساتھ دینے کے بجائے مجھ سے رخ موڑ لیا۔ یہ کیسا ظلم ہے شہرام صاحب۔ یہ کیسی جہالت ہے۔ یہ پاکستان میں کیوں ہو رہا ہے۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

اور شہرام کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

کچھ دیر بعد وہ گاڑی وہاں سے دور ہوتی دکھائی دی تھی۔

oooooooooooooooooo

شہرام کی واپسی سعدیہ بیگم اور حنا کے لیے نئی خوشی لے کر آئی تھی۔ مگر اس کے ساتھ لڑکی دیکھ کر وہ کچھ چونک سی گئیں تھیں۔ جب شہرام نے تمام بات ان کے گوش گزار کی تو انہوں نے ایمان کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"تم یہاں رہ سکتی ہو بیٹا۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ بس مسکرا ہی پائی تھی۔

"حنا تم ایمان کو اپنے کمرے میں لے جاؤ۔" شہرام نے کہا تو وہ سر ہلاتی اٹھ گئی۔

"آجائیں۔"

"ہاں جاؤ اور اچھے سے فریش ہو کر آؤ۔ میں ناشتہ بناتی ہوں۔"

سعدیہ کہہ کر کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

وہ بھی سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

oooooooooooo

جازم اور شہوات بھی واپس آ گئے تھے۔ وہ آیت سے یہی کہہ کر آیا تھا کہ وہ شہوات کو اس کی نینی کے پاس چھوڑ کر شام کو واپس آجائے گا۔

شہوات سکول نہیں جانا چاہتی تھی مگر اس کے باپ نے زبردستی اسے بھیج دیا تھا۔

وہ اب کسی کو کیا بتاتی کہ گلفام کی موت نے اسے ذہنی طور پر ڈسٹرب کر دیا ہے۔ شہوات اپنی آنی کو بتا کر اپنا غم ہلکا کرنا چاہتی تھی لیکن یہ موقع بھی نہیں ملا تھا اسے۔

یہ بارہ بجے کا وقت تھا۔ عالیہ بازار سے کچھ ضروری سامان لانے کے لیے گھر سے باہر نکل آئیں تھیں۔ ورنہ اسے بغیر ضرورت کے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

لیکن کیا واقعی ہی وہ ضروری سامان لینے گئی تھی؟

مگر وہ تو بس اسٹاپ پر کھڑی گاڑیوں میں سے ایک پر بیٹھ رہیں تھیں۔ وہ گاڑی سیالکوٹ جاتی تھی۔

وہ آج اپنی جان پر کھیل کر جا رہیں تھیں۔یہ بہت ضروری تھا۔

ایک سچ جو آدھا ادھورا تھا۔

انہیں جاننا تھا۔انہیں مکمل کہانی سننی تھی۔

oooooooooo

میرال کو مکمل ہوش آ گیا تھا مگر کسی نے اسے گلفام کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔

بخت کو وجدان نے بتا دیا تھا۔وہ خوش تھا لیکن خوشی آدھی تھی۔

آدھی تو مرنے والا لے گیا تھا۔

ہسپتال کے کاریڈور میں برہان،ادیب اور حلیمہ کھڑے تھے۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے برہان۔آیت کزن ہے اس کی۔کیوں نہیں بتانا اسے؟"

"امی پلیز۔بات کو سمجھے۔میں میرال کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔"

"آیت سے کیا خطرہ ہے اسے؟"

"خطرہ آیت سے نہیں ہے۔"

وہ بیزار ہو رہا تھا۔

"وہاں بس وجدان ماموں کو پتا ہے اور کسی کو نہیں۔ آپ بس میری بات مانیں۔"

"ہم ہر وقت میرال کے ساتھ ہوتے ہیں۔"

"ہم ہر وقت میرال کے ساتھ نہیں ہوتے۔"

اس نے ذرا سختی سے کہا تھا۔ حلیمہ تو کچھ بول ہی نہیں پائیں۔ ادیب کو کسی حد تک برہان نے اس کی وجہ بتا دی تھی۔

oooooooooo

شہرام جانتا تھا کہ اسے آزاد کروانے میں گلفام کا ہاتھ تھا۔ وہ بس اس کا شُکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ تبھی وہ اس کے آفس چلا آیا۔

"شہرام صاحب آپ؟ آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

ریسپشن پر بیٹھے لڑکے نے پوچھا۔

"وہ... مجھے گلفام سے ملنا ہے۔ آفس آیا ہے وہ؟"

لڑکے نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"شہرام صاحب۔"

"ہاں۔ کیا؟ کیا اس نے منع کیا ہے ملنے سے؟"

شہرام نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لڑکے نے تاسف سے سر ہلایا۔

"شاید آپ کو واقع ہی پتا نہیں ہے۔"

"کیا نہیں پتا؟"

"گلفام صاحب اس دنیا میں نہیں رہے۔"

شہرام کو غصہ ہی چڑھ گیا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔"

"صاحب میں...۔"

"کہہ دو جا کر اس سے۔ نہیں ملتا میں اس سے۔ لیکن اسے یہ فضول بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

شہرام نے اپنے قدم باہر لے جانے چاہے۔

"آپ مل لیں جا کر۔ اب وہ آپ کو منع نہیں کریں گے۔" اس کے قدم رک گئے۔

"پرسوں رات ہی ان کا قتل ہوا ہے۔ کل شام کے قریب ان کی نمازِ جنازہ ادا کر دی گئی تھی۔"

شہرام کو لگا وہ کبھی چل نہیں پائے گا۔ اس نے دروازے کو تھام لیا تھا۔

"صاحب آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ لڑکا بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔

شہرام نے ویران آنکھوں سے اسے دیکھا۔ان آنکھوں میں کچھ نہیں تھا سوائے اذیت کے۔

oooooooooooo

قبرستان ہمیشہ کی طرح ویرانی کی داستان لکھ رہا تھا۔یہ ویرانی باہر کا منظر تھی۔اندر نا جانے کیا شور ہو گا۔

ان قبروں کے درمیان ایک تازہ قبر نظر آتی تھی،جس کے اوپر سرخ پھول ڈالے گئے تھے۔اسی کے پاس وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔

"بہت جلدی تھی نا تمہیں جانے کی۔جانے سے پہلے مل کر بھی نہیں گئے۔"

وہ گیلی مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔اس کے آنسو بھی اسی مٹی کے اندر جذب ہو رہے تھے۔

"دوست تو دوست کا دکھ بانٹتا ہے۔تم نے مجھے یہ موقع بھی نہیں دیا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی عزیز مر جائے۔ اور تم اس کی آخری رسومات میں اس کے ساتھ نا ہو تو اس سے بڑھ کر کیا اذیت ہو گی۔ شہرام اس وقت اسی اذیت کا شکار تھا۔

"میرے لیے آسانیاں پیدا کرتے کرتے خود مٹی کے اندر چلے گئے تم۔ آخر کیوں تھے تم اتنے مہربان۔ بولو نا یار۔ بولتے کیوں نہیں ہو۔ اب میں کس کے ساتھ باتیں کروں گا۔ کون میرا دایاں بازو بنے گا۔"

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو دیا تھا۔

"ہم نے تو دنیا کو ساتھ بتانا تھا کہ ہم ناراض نہیں تھے۔ ہم بس الگ الگ ہو کر کام کر رہے تھے۔ اب میرے لیے ہر بات بے معنی ہو گئی ہے۔ کیوں۔۔۔ کیوں چلے گئے ہو یار۔ واپس آجاؤ۔ پلیز واپس آجاؤ۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔ جبھی اسے اپنے کندھے پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو وجدان تھے۔ وہ اٹھا اور ان کے گلے سے لگ کر رونے لگا۔

"سنبھالو خود کو بیٹا۔" وہ اس کی پیٹھ تھپک رہے تھے۔

"جب دوست مر جائے۔ دوست بھی ایسا جس کے ہوتے ہوئے آپ ہر چیز سے بے فکر ہو جائیں تو کیسے سنبھالا جاتا ہے خود کو۔"

وجدان نے گہرا سانس لیا۔

"تم اس کی ماں کا صبر دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔ جیسے تم روئے ہو۔ وہ ایسے نہیں روئی۔"

شہرام نے ان سے الگ ہو کر انہیں دیکھا۔ وجدان نے اثبات میں سر ہلایا۔

وجدان اب دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکے تھے۔

(قبرستان آ کر دعا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم قبر والوں سے مانگ رہے ہیں۔ بلکہ ہم ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔ مانگتے ہم اللہ سے ہی ہیں۔)

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

oooooooooooooooo

اب خاک چھانو یا لہو روؤ۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!!

اب جو بچھڑے ہیں، سر محشر ملیں گے

شہرام نے جب اپنے گھر والوں کو گلفام کے بارے میں بتایا تو سعدیہ اور حنا کو دکھ ہوا تھا۔

لیکن ایمان....

وہ تو جیسے صدمے میں ہی چلی گئی تھی۔

وہ تو اس سے ملنے کے لیے بے چین تھی۔

وہ شخص اس کے لیے مثل بہار تھا۔

ایک دم سے ہر جانب خزاں سی ویرانی پھیل گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہرام نے گلفام کے گھر جانے سے پہلے اس سے پوچھا تھا لیکن اس نے منع کر دیا۔ وہ کیسے سامنا کرے گی اس کی بیوی کا۔

وہ نہیں گئی۔

شہرام اور سعدیہ اکیلے ہی گئے تھے۔ شہرام و جدان اور داداجان کے پاس ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا اور سعدیہ اندر خواتین کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔

"میں نے استعفیٰ دیا تھا۔ لیکن وہ محض نظر کا دھوکہ تھا۔"

بات چھڑی تو پھر شہرام اور گلفام کے حالیہ تعلقات تک جا پہنچی۔ شہرام کو داداجان کا دل صاف کرنا تھا۔

گلفام کی شادی کی رات جب وہ دونوں ملے تھے۔ یہ اس دن کی بات ہے۔ گلفام کے جانے کے بعد شہرام کو وہاں ایک ہیولہ سا نظر آیا تھا۔ پھر وہ ہیولہ اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔

وہ گلفام تھا۔

"اب کیا ہوا؟" گلفام تیزی سے کمپیوٹر کی طرف آیا۔اس نے وہاں لکھا وہ نام مٹا دیا جس کے بارے میں اسے معلومات چاہیے تھیں۔

وہاں بڑے بڑے لفظوں میں "جازم مرزا" لکھا ہوا تھا۔وہ اس انسان کے حوالے سے مشکوک تھا۔

پھر گلفام کے ہاتھ تیزی سے وہاں چلنے لگے۔شہرام نے حیرت سے وہ چند سطریں پڑھیں۔

"روحیل نے ہماری تمام باتیں سن لی ہیں۔اس لیے تم ایسے پریٹنڈ کرو گے جیسے تمہیں ڈرایا گیا ہے۔میں جا رہا ہوں۔لیکن وہ نہیں جائے گا۔میں یہاں سے باہر جا کر تمہیں فون کروں گا۔تم نے بس ایسے ری ایکٹ کرنا ہے جیسے کوئی تمہیں دھمکی دے رہا ہو۔کل صبح تک استعفی دے دینا۔"

شہرام نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔گلفام نے تیزی سے وہ ساری سطریں ڈیلیٹ کر دیں۔پھر اسے گڈ لک کا اشارہ دے کر چلا گیا۔باہر آیا تو روحیل جلدی سے ایک کونے میں ہو گیا۔

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد شہرام کو کال آئی تھی۔اس نے وہی کیا جو اسے کرنا تھا۔

دوسرے دن جب گلفام کو اس کے استعفے کی بابت پتا چلا تو وہ اس کے گھر پہنچ گیا۔یہاں بھی روحیل نے اس کا پیچھا کیا تھا۔مار پیٹ کے بعد جب وہ دونوں اندر گئے تو ہی دونوں کی ڈھنگ سے بات ہوئی تھی۔

"بہت گھٹیا ہو یار۔اتنی زور سے مارا ہے۔لگتا ہے ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی۔"

شہرام اپنے زخموں کو دیکھ کر بولا تھا۔جواباً گلفام ہنسا۔

"تو تم نے کونسا کم کیا ہے میرے ساتھ۔آج میرا ولیمہ ہے۔کونسا منہ لے کر جاؤں گا میں اسٹیج پر۔"

اب شہرام ہنسا تھا۔

"اب اصل بات بتاؤ۔"زخموں پر مرہم پٹی کے بعد شہرام نے کہا تھا۔

"بات اتنی بڑی نہیں ہے۔ بس اس کے لیے بہت سی نظروں سے بچنا ہے۔ تم مجھے جازم مرزا کی مکمل معلومات لا کر دو گے۔ وہ کون ہے، کہاں رہتا ہے۔ اس کا فیملی بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ کیا بزنس کرتا ہے۔ ایوری تھنگ۔"

گلفام کی ہدایات پر اس نے سر ہلایا۔

اب یہی اس کا مقصد تھا۔

گلفام کے ایکسیڈنٹ کے بعد دونوں کا ملنا بھی پلان کا حصّہ تھا مگر شہرام کی فکر حقیقی تھی۔ سب کچھ پلان کے مطابق جا رہا تھا۔ لیکن پھر.... پھر وہ اغوا ہو گیا اور گلفام مارا گیا۔

"گلفام تو بہت پہلے ہی جازم کی سچائی جان گیا تھا۔ بس ثبوت نہیں تھے۔ جج صاحب نے ثبوت اکھٹے کرنے کا کہا تھا۔"

شہرام نے آج ایک حقیقت سے پردہ اٹھا دیا تھا۔ وجدان اور داداجان تو بول ہی نہیں پائے تھے۔

"وہ ایک کرمنل ہے۔ قاتل ہے۔ ڈرگ مافیا ہے۔ پولیس سے وارنٹ نہیں ملتا تھا ورنہ سب سے پہلی ریڈ اس کے آفس میں مارتے اور سارے ثبوت نکال باہر کرتے۔"

"یقین نہیں آرہا۔ ایک ایسا شخص میری بیٹی کا شوہر ہے۔ میں نے کیسے اندھا اعتماد کر لیا۔ کاش.... کاش میں اس وقت نیلم کی بات مان لیتا۔ کاش میں... اس کے بجائے نوفل کو چن لیتا۔"

وجدان اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرائے مایوس ہوئے تھے۔

"جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔ وہ ہو کر رہتا ہے۔ اب آپ بس یہ سوچیں کہ اپنی بیٹی کو اس کے جال سے کیسے نکلوائیں گے۔ آپ آیت کو اس کے ساتھ جانے سے روک لیں۔"

"وہ نہیں رکے گی۔"

"آپ اسے اس شخص کی حقیقت بتائیں۔"

"میری بیٹی کو بہت تکلیف ہو گی۔ وہ پہلے ہی برہان کے دھوکے سے باہر نہیں نکل رہی۔"

"انکل.....برہان بے گناہ ہے۔"

شہرام کی بات پر داداجان اور وجدان دونوں نے اسے دیکھا۔

"اس رات...برہان بھاگا نہیں تھا۔ بلکہ اغوا ہوا تھا۔ گلفام یہ بات جانتا تھا۔"

وہ دونوں تو کچھ بول ہی نہیں پائے۔

"شک ہے کہ یہ حرکت بھی جازم کی ہے۔"

"اور یہ بھی شک ہو گا کہ گلفام بھائی کو جازم نے قتل کیا ہے۔"

نسوانی آواز پر وہ تینوں چونکے تھے۔ وہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔

"آیت۔"

"بہت ہو گیا شہرام بھائی۔ آپ کی عزت کرتی تھی میں۔ لیکن آپ نے تو حد ہی پار کر دی۔"

وہ غصے میں تھی۔

"آیت بیٹا۔بات تو سن لو۔"

"رہنے دیں بابا۔ آپ دونوں سے مجھے ایسی امید نہیں تھی۔ آپ محض اس شخص کی بات سن رہے ہیں جو اپنے عہد سے مکر گیا تھا۔خاندان کے لیے وکالت چھوڑ دی۔"

اس نے شاید ساری بات سنی ہی نہیں تھی۔

"آیت بہت ہو گیا۔باہر جاؤ۔"

وجدان سختی سے بولے تھے۔ آیت نے ضبط سے خود کو رونے سے باز رکھا۔

"میں یہاں رکوں گی ہی نہیں بابا۔جہاں اپنوں سے زیادہ غیروں کی باتیں سنی جاتی ہیں۔اس گھر میں رکنے کا فائدہ نہیں ہے۔"

وہ روتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔وجدان اپنا سر پکڑ چکے تھے۔

"انکل۔وہ بچی ہے۔جانے دیں۔"

"مجھے لگا تھا کہ....وہ ہرٹ ہو گی۔ مگر اسے تو یقین ہی نہیں ہے۔"

ڈرائنگ روم میں ایک گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

oooooooo

یہ کچی دیواروں والا گھر تھا۔ صحن بھی کچا تھا۔ اس کے اندر بس دو پودے لگے ہوئے تھے۔ امرود کا اور سرخ گلاب کا۔ دو کمرے تھے۔ ایک کچن اور باتھروم۔ باتھروم کے باہر بیسن لگا ہوا تھا۔ لکڑی کا دروازہ تھا۔ ایک کمرے میں تین خواتین بیٹھی ہوئیں تھیں۔

"تمہیں اور کیا جاننا ہے عالیہ؟"

وہ سعیدہ تھی۔ عالیہ کی سوکن۔ عام سے لان کے سوٹ میں۔ ساتھ ہی خاتون بیگم بیٹھی ہوئیں تھیں۔ عالیہ کی ساس۔

"مجھے ساری حقیقت جاننی ہے۔ وہ شخص جس نے ہمارے شوہر کو مارا، کیا واقعی ہی اس کا نام جازم مرزا تھا؟"

وہ آج ساری حقیقت جان لینا چاہتی تھیں۔

"تجھے کوئی شک ہے؟"

اب ان کی ساس بولیں تھیں۔

"اس آدمی نے خود کہا تھا کہ میرا نام یاد رکھنا۔ اگر ہم نے اس کے خلاف پولیس کو بتایا تو وہ ہمارے ساتھ اس سے بھی برا کر سکتا ہے۔"

"اور.....اور میری بیٹی۔ وہ کہاں ہے؟"

ان کے سوال پر وہ دونوں چونکیں تھیں۔

"تیری بیٹی تو وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"

خاتون بیگم نے کہا تھا۔ اور عالیہ کو لگا وہ قوت گویائی سے محروم ہو گئیں ہیں۔

"تجھے بتایا تھا ہم نے کہ تیرا شوہر اس رات گھر میں ہی تھا۔ کہیں نہیں گیا تھا۔ اسے لڑکا چاہیے تھا۔ تو نے لڑکی پیدا کر دی۔ وہ تیری لڑکی کو لے گیا اور رات کے اندھیرے میں اسے قبر میں زندہ دفنا دیا۔ نا جانے اس آدمی کو کیسے پتا چلا۔ اور وہ وہاں کیسے اور کیوں آیا۔

اسی نے تیری بیٹی کو اس قبر سے نکال کر تیرے شوہر کو مار کر وہیں دفن کر دیا۔ پھر وہ گھر آیا۔ اور ہمیں دھمکا کر چلا گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ اس بچی کو لے کر جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے لیے مر گئی ہے۔ اپنے بیٹے کا تو ہمیں بعد میں پتا چلا تھا۔"

"آپ نے تو کہا تھا کہ وہ مجھے طلاق دینا چاہتا ہے۔ وہ سب کیا تھا؟"

وہ اس سب میں پہلی دفعہ بولی تھیں۔ ساس نے سر جھکا دیا۔ سوکن نے ہی آگے بات بڑھائی تھی۔

"تم جب ہسپتال میں تھیں۔ یہ سب کچھ اسی دوران ہوا تھا۔ ہمیں لگا کہ ہمارا شوہر بیٹی کو دفنا کر کہیں روپوش ہو گیا ہے۔ مجھے بس تمہیں اس کی زندگی سے نکالنا تھا۔ اس لیے میں نے غلط بیانی کی۔ میں نے کہا کہ وہ تم سے بات نہیں کرنا چاہتے۔ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔ اور پھر تم چلی گئی۔ نا جانے تم اتنے سال کہاں رہی۔ اور تمہاری بیٹی تو اب بڑی ہو گئی ہو گی نا۔"

عالیہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ بڑی ہو گئی ہے۔ اور.... اور اسے میں نے بڑا کیا ہے۔ اسے میں نے پالا ہے۔ وہ تین ماہ کے علاوہ باقی کی زندگی میرے سائے میں رہی ہے۔"

وہ خوشی سے روتے ہوئے بتا رہیں تھیں۔ باقی دو خواتین حیران تھیں۔

"تمہارے پاس؟ مگر.....۔"

"وہ سارے راز میرے ہیں۔ لیکن تمہیں اتنا بتا دوں۔ اللہ نے مجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ بلکہ اس نے اپنا رحم کیا۔ میری اولاد مجھے لوٹا دی۔ اور.... اور آج میں نے اس انسان کو اپنے شوہر کا قتل بھی معاف کیا۔"

وہ اب وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔

"وہ شخص دنیا کے لیے ظالم ہو سکتا ہے، لیکن وہ میرے لیے فرشتہ ہے۔ جس نے میری بیٹی میرے حوالے کر دی۔ مجھ سے چھپانے میں کوئی بھلائی ہو گی۔"

وہ دونوں خواتین حیرت سے انہیں دیکھے جا رہیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم کیا بات کر رہی ہو۔ تم اسے کیسے معاف کر سکتی ہو۔ اس نے ہمارے شوہر کا قتل....."

"شوہر کا نہیں، جانور کا۔ اس نے جانور کا قتل کیا تھا جو اپنی ہی اولاد کو زندہ درگور کر رہا تھا۔ مجھے اور کچھ نہیں جاننا۔ تم دونوں کو کیسے پتا چلا۔ کیسے تم دونوں نے اس تکلیف کو جھیلا۔ آج سے میں خود غرض ہوں۔"

اب وہ جا رہی تھیں۔ انہیں شہوات کو آج ماں بن کر گلے لگانا تھا۔

جب وہ جازم کے آفس نوکری کے لیے آئیں تھیں تو انہیں شہوات کی نینی بنایا گیا تھا۔ اور جازم نے انہیں ہر اختیار دے دیا تھا۔ ایک ماں جو اپنی اولاد کے لیے کرتی ہے۔ عالیہ نے وہ سب کیا۔ وہ شہوات کی ماں بن کر اسے پالتی رہیں۔ لیکن در حقیقت وہی اس کی ماں تھیں۔ اس حقیقت نے انہیں خوش کر دیا تھا۔ جازم سے بد گمانی ختم ہو گئی تھی۔

اس شخص نے اس کی بیٹی کو بچایا تھا۔

ان کے لیے یہ کافی تھا۔ وہ وہاں سے چلی گئیں تھی۔

"یہ عورت ہمیشہ سے ہی خود غرض تھی۔"خاتون بیگم نے حقارت سے کہا تھا۔

oooooooooooooooooo

"بخت بھائی آپ نے وہ سارے ثبوت ابھی تک پولیس کے حوالے کیوں نہیں کیے؟"

وہ دونوں کسی ریستوران میں بیٹھے ہوئے تھے۔درمیان میں چائے کے دو کپ تھا۔بخت وقفے وقفے سے پی رہا تھا۔لیکن برہان کا کپ ان چھوا پڑا ہوا تھا۔

"کر دوں گا۔تھوڑا صبر کرو۔"

وہ اطمینان سے بولا تھا۔اس کا اطمینان برہان کو بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

"آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں۔پہلے ہی وہ ہمیں بہت نقصان پہنچا چکا ہے۔"

"برہان۔صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔"

"لیکن میرے لیے فی الحال کڑوا ہو رہا ہے۔"وہ بیزاریت سے بولا تھا۔"اگر اس نے ہماری آیت کو نقصان پہنچایا تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کہہ کر دوسری جانب دیکھنے لگا تھا۔ بخت نے چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھا۔

"اگر اتنی ہی محبت کرتے ہو تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر گھر سے کیوں نکالا تھا؟"

برہان نے استعجاب سے اسے دیکھا۔

"جان بوجھ کر نہیں نکالا تھا۔ بس غصہ تھا مجھے۔"

"اپنے غصے کو کنٹرول کرنا سیکھو۔ ورنہ ایک دن نقصان اٹھاؤ گے۔"

وہ بالکل گلفام کی طرح بولا تھا۔ برہان نے دکھ بھری حیرت سے اسے دیکھا۔

"گلفام بھائی کا اس دنیا سے چلے جانا بہت بڑا خسارہ ہے، بھائی۔ میرا بس نہیں چل رہا کہ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دوں۔ اسے وہی تکلیف پہنچاؤں جو اس نے گلفام بھائی کو پہنچائی ہے۔ فرعون کی اولاد۔"

بخت نے دیکھا تھا، بات کے دوران برہان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

"اسے سزا ملے گی۔ لیکن مُجھے چند دن دے دو۔ میں اس پر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آزاد ہو کر بھی قید ہے۔ وہ اب بھاگ نہیں سکتا۔"

بخت نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی دی تو برہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

oooooooooooo

آیت اپنے کمرے میں واپس آتے ہی اپنا سامان سمیٹنے لگی تھی۔ وہ یہ کام تیزی سے کر رہی تھی اور پھر ایک دم سے چکرا کر فرش پر آ گری۔ اس کے گھٹنے اور ہتھیلیاں زمین پر آ لگی تھیں۔ اس کا دل چاہا کہ وہ روئے۔ چیخیں۔ اتنا کہ دم نکل جائے۔

"یا اللہ۔ یہ کیسی آزمائش میں ڈال دیا ہے ہم سب کو۔" وہ اسی طرح زمین پر جھکے رو رہی تھی۔

"مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔ میرا دم گھٹ رہا ہے اس دنیا میں۔"

وہ بے طرح سے رو رہی تھی۔

"ایک طرف میرا بھائی مر گیا۔ اور اوپر سے یہ سب لوگ ہر بات کا الزام میرے شوہر پر لگا رہے ہیں۔ یہ ایسا کیوں کر رہے ہیں، اللہ جی۔" اسے رونے میں دشواری ہونے لگی تھی۔ جیسے سانس نہ لے پا رہی ہو۔ کچھ دیر وہ یونہی بیٹھے روتی رہی۔ پھر صوفے کے سہارے سے اٹھ کر دروازے تک آئی۔ سر ابھی تک چکرا رہا تھا۔ وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اب برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر قدم رکھا۔ سامنے ہی نیلم سعدیہ بیگم کے پاس بیٹھی نظر آئیں۔ دادی جان بھی وہیں تھیں۔ اس نے آگے بڑھنا چاہا لیکن ایک دم سے اس کا سر چکرایا۔ اس نے مظبوطی سے دیوار کو تھام لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"امی۔"

دیوار سے سر لگائے اس نے زور سے پکارا تھا۔ سب نے اس کی پکار پر اس کی طرف دیکھا۔

"آیت۔"

نیلم اور دادی بھاگتی ہوئی اس کی طرف آئیں تھیں۔

"آیت کیا ہوا ہے بچے۔" دادی جان نے پاس آ کر پوچھا تھا۔

"میرا سر بہت چکرا رہا ہے۔ پلیز کچھ کریں امی۔" وہ گھبرا سی گئی تھی۔

"عالیہ۔ وجدان سے کہو کہ گاڑی نکالیں۔ آیت کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اسے ہسپتال لے کر جانا ہے۔"

نیلم اسے تھامتے ہوئے بولی تھیں۔ آیت کی طبعیت کا سن کر مہر ماہ بھی کمرے سے نکل آئی تھی۔

وجدان پیغام سنتے ہی تقریباً بھاگتے ہوئے آئے تھے۔ داداجان بھی ان کے پیچھے نکلے تھے۔

کچھ ہی دیر میں نیلم سعدیہ بیگم سے معذرت کر کے آیت کو لیے ہسپتال کے لیے نکل گئیں۔

oooooo/ooooooo

ڈاکٹر نے آیت کو امید سے ہونے کی خبر سنائی تو جہاں وہ بہت خوش ہوئی تھی وہیں اسے گلفام کی یاد آئی تھی۔ نیلم بھی بہت خوش تھیں۔ وہ آیت کے صدقے واری جا رہیں تھیں۔ ڈاکٹر سے مزید ہدایات لے کر وہ دونوں باہر آ گئیں۔ نیلم آیت کو ضروری باتیں سمجھا رہی

تھیں اور وہ خاموشی سے سنتی جا رہی تھی۔ اسے یہ خبر اپنے شوہر کو دینی تھی مگر اس کا فون گھر رہ گیا تھا۔ نیلم ابھی بھی کچھ کہہ رہی تھیں۔ جبھی آیت کی نظریں سامنے میرال کے کمرے سے باہر نکلتی پولیس پر گئیں۔ ان کے ساتھ ہی برہان اور ادیب بھی باہر آئے تھے۔

"امی۔ کیا میرال کو ہوش آ گیا؟"

اس نے رک نیلم سے پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں؟"

"تو پھر پولیس وہاں کیا کر رہی ہے؟"

آیت نے اسی جانب اشارہ کیا تو نیلم نے گردن موڑ کر دیکھا۔

"پتا نہیں۔ چلو چل کر دیکھتے ہیں۔"

وہ دونوں وہی چلی آئیں۔ ان دونوں کو وہاں دیکھ برہان اور ادیب اپنی جگہ لمحے بھر کو ساکت ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرال کو ہوش آ گیا کیا؟"

نیلم نے ہی پوچھا تھا۔

"آ.... نہیں وہ....۔"

"جی۔" برہان کو الفاظ نہیں مل رہے تھے تو ادیب نے سچ بول دیا۔ برہان نے صدمے سے اپنے باپ کو دیکھا۔ آیت نے برہان کو شعلہ بار نظروں سے دیکھا۔ برہان نے واپس اسے دیکھا تو رک سا گیا۔

اس کی آنکھوں میں نفرت سی تھی۔ جیسے کہہ رہی ہو، تم تو ہو ہی جھوٹے۔

پھر اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"بہت مبارک ہو، ادیب۔"

نیلم مسکرا کر کہتیں آیت کے پیچھے اندر چلی گئیں۔

آیت میرال سے بہت خوش دلی سی ملی تھی۔ وہ آج بہت بہتر محسوس کر رہی تھی۔ ڈاکٹرز نے اسے ڈسچارج کر دیا تھا۔ وہ شام کو گھر جا سکتے تھے۔

البتہ میرال نے پولیس کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ پہلے برہان سے بات کرے گی۔

"تم اتنی کمزور کیوں ہو گئی ہو، آیت۔ تمہاری آنکھیں اتنی کیوں سوجھی ہوئیں ہیں؟"

میرال تکیے کے سہارے سے بیٹھی ہوئی تھی۔ برہان بھی اندر آ گیا تھا۔ آیت نے گردن موڑ کر برہان کو دیکھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا جیسے منت کر رہا ہو کہ اسے گلفام بھائی کے بارے میں مت بتانا۔

"دیکھو۔ ممانی کا بھی وہی حال ہے۔ سب جیسے بہت روتے رہیں ہوں۔ سب ٹھیک ہے نا؟"

آیت نے گردن واپس موڑ کر مسکرا کر اسے دیکھا۔

"تمہاری وجہ سے سب بہت پریشان تھے۔ اس لیے۔"

برہان نے تشکر سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ چلو کم از کم یہاں تو آیت نے اس کا مان رکھا تھا۔

"اور میں کمزور اس لیے ہوں کیونکہ.... تم خالہ بننے والی ہو۔"

برہان نے تیزی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اسے جیسے یقین نا آیا ہو۔

یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

یہ بہت غلط ہوا تھا۔

برہان کا سر ایک دم سے شدید درد کرنے لگا تھا۔

"تمہیں بہت مبارک ہو آیت۔" میرال نے اسے گلے سے لگایا تھا۔ حلیمہ پھوپھو کو بھی دکھ سا ہوا تھا لیکن انہوں نے بھی مسکرا کر آیت کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔"

"بہت شکریہ پھوپھو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے اگر میرال کے پاس بیٹھنا ہے تو بیٹھ جاؤ کچھ دیر۔ میں جاتی ہوں۔ تمہارے بابا گاڑی میں پریشان ہو رہے ہوں گے۔" نیلم کچھ دیر مزید بیٹھنے کے بعد اٹھ گئیں۔

آیت اور میرال کتنی دیر تک بیٹھی باتیں کرتی رہیں۔ پھر آیت بھی اٹھ گئی تھی۔ اب اسے جانا تھا۔

وہ اٹھ کر باہر آئی تو برہان اس کے پیچھے چلا آیا۔

"اتنی محبت کرتی تھی اس سے کہ ذرا سا صبر بھی نہیں ہوا۔"

اس کے تلخ انداز پر آیت نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے اس بکواس کا؟"

اس کے انداز میں کڑواہٹ تھی۔ برہان اس کے نزدیک چلا آیا۔

"آیت تمہیں وہ سب کیوں نظر نہیں آرہا جو سب کو آرہا ہے۔" اب وہ ذرا نرمی سے بولا تھا۔

"سب کو کیا نظر آرہا ہے؟"

"تم ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اس شخص کی محبت کی پٹی اتارو تو تمہیں کچھ نظر آئے نا۔" وہ بیزاریت سے بولا تھا۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا کیا ہے میرے شوہر نے۔ جو تم اتنے جیلس ہو گئے ہو اس سے؟"

"آیت میں اس سے جیلس نہیں ہوں۔ میں بس تمہیں روک رہا ہوں۔ پلیز خود کو اس کی جہنم سے نکالو۔ وہ مار دے گا تمہیں۔"

آیت کا صبر ختم ہو رہا تھا۔

"وہ قاتل ہے۔ ایک ڈرگ مافیا.....۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا، آیت نے زوردار طمانچہ اس کے منہ پر مارا تھا۔ برہان تو جیسے سکتے میں آ گیا تھا۔ آس پاس سے گزرتے چند ایک لوگوں اور نرسز نے رک کر یہ منظر دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم سارے گھٹیا اور نیچ ہو۔ جیلس ہو تم سب۔ جس کو دیکھو منہ اٹھا کر میرے شوہر پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔"

"آیت۔۔۔۔"

"خبردار۔ خبردار جو اب مزید بکواس کی تو۔ میں تمہاری جان لے لوں گی۔" وہ غصے سے چلائی تھی۔

"تمہیں جان لینی ہے۔ لے لو۔ بھائی کو تمہارے شوہر نے مار دیا۔ مُجھے تم مار دو۔ دونوں میاں بیوی قاتل بن جاؤ۔ اچھی جوڑی بنے گی تم دونوں کی۔"

اس نے بھی لفظوں کے تیر چلائے تھے۔ اس سے پہلے کہ آیت دوبارہ اسے مارتی، وہ آیت کا ہاتھ روک چکا تھا۔

"میں تمہیں کبھی بدعا نہیں دے سکتا آیت۔ لیکن تم اس کی حقیقت جاننے کے بعد پچھتاؤ گی۔"

آیت نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

"لیکن تم فکر نہیں کرو۔ میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ اس کی جہنم سے نکالوں گا۔ تمہارے مرحوم بھائی نے یہ ذمہ داری مُجھے دی ہے۔ اپنی آخری سانس تک نبھاؤں گا۔ میں تمہاری طرح خود غرض اور اعتماد کا اندھا نہیں ہوں۔"

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتا جا چکا تھا۔ اور آیت اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔ وہ نمک کا مجسمہ بن گئی تھی۔

°°°°°°°°°°°°

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آیت کی پریگنینسی نے دادی اور نیلم کے علاوہ کسی کو خوشی نہیں دی تھی۔

مہر ماہ کو بھی نہیں۔

کیونکہ وہ بچہ اس شخص کا تھا جس کے بارے میں اس کا شوہر اسے انتباہ کر چکا تھا۔

وہ اس انسان کی حقیقت بالکل تب سے جانتی تھی جب سے اس کا شوہر جانتا تھا۔

گلفام نے مہرو سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔

دوسری جانب شام کے قریب عالیہ واپس آئیں تو ان کے ہاتھ میں شاپنگ بیگ تھے۔ وہ سیدھا شہوات کے کمرے میں گئی تھیں۔

لیکن پھر دروازے پر رک گئیں۔

شہزادی بیڈ کی پائنتی کے ساتھ لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

شاپنگ بیگ وہیں گرے اور وہ ان کو پھلانگتی اسی کے پاس چلی آئیں۔

"شہوات۔ میری بیٹی۔ کیوں رو رہی ہو؟ کیا ہوا ہے؟"

شہوات کچھ نہیں بولی۔ البتہ وہ عالیہ کے سینے سے لگ کر اور اونچا رونے لگی تھی۔ عالیہ کا دل پہلی دفعہ بے انتہا دھڑکا تھا۔

آج ایک نئے احساس نے انہیں جہاں سکون پہنچایا تھا۔ وہیں وہ اس کے رونے سے پریشان ہوئیں تھیں۔

"میرا بچہ۔ بولو تو۔ سکول میں کسی نے کچھ کہا کیا؟ بولو مما کی جان۔"

"بوا۔"

عالیہ کا دل بجھ سا گیا تھا۔

"بوا وہ مر گئے۔"

"کون مر گیا؟" استعجاب سے پوچھا۔

"وہ... خوبصورت مسکراہٹ والا آدمی۔ وہ شہوات کو بہت یاد آئے گا۔"

عالیہ کو اب تک سمجھ نہیں آیا تھا۔

"شہوات تم کس کی بات کر رہی ہو؟"

اسے خود سے علیحدہ کرتے پوچھا۔

وہ چند لمحے لب بھینچے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر بولی تو آواز مزید بھرا گئی۔

"آیت مما کے بھائی۔ گلفام انکل۔"

عالیہ کو لگا چھت ان کے سر پر آن گری ہو۔

"ت... تمہیں کس نے کہا؟"

"میں وہیں تھی، جب یہ ہوا۔ میں پورا دن کمرے میں بند رہی۔ میں کیسے ان آنکھوں کا بند ہو جانا سہہ سکتی تھی جو آنکھیں مُجھے بہت اچھی لگتی تھیں۔"

وہ صدمے سے شہوات کو دیکھے گئیں۔

"انہیں کسی نے قتل کر دیا، بوا۔ کسی بے رحم نے۔"

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے پھر سے رو دی تھی۔ اور وہ بت بنی بیٹھی رہیں۔

آہ۔ وہ احسان کرنے والا انسان۔

مہربان مسکراہٹ والا۔

ہر وقت مدد کو تیار رہنے والا۔

رونق محفل۔

آہ۔وہ شخص بچھڑ گیا تھا۔

وہ کہاں گیا تھا۔

وہ کہاں چلا گیا تھا۔

وہاں سے تو کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔

ناجانے اور کتنے لوگ تھے جو اس کی موت سے بے خبر تھے۔

ناجانے اور کتنے لوگ تھے جن کے دل اس کی موت کا سن کر پھٹنے تھے۔

ایمان حنا کے کمرے میں سرہاتھوں میں دیئے بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کی تو دنیا ہی اجڑ گئی تھی۔

دل اب ایسا ٹوٹا تھا کہ جڑنے والا نہیں تھا۔

لوگ اداس ہو کر ماں کی گود ڈھونڈتے ہیں۔اس سے تو وہ بھی چھن گئی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ روئے تو کیسے روئے۔

یقین کرے تو کیسے کرے۔

وہ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو چکی تھی۔

واپسی پر شہرام اس سے ملنے آیا تھا۔ مگر اس نے کوئی بات نہیں کی۔ وہ چپ سی ہو گئی تھی۔

وہ کس حق سے روتی۔

سارے حق تو اس کی بیوی کو تھے۔

جو اپنے کمرے میں گلفام کے کپڑے لیے بیٹھی ہوئی تھی۔

ان میں اس کی خوشبو تھی۔

اس کی چیزیں کمرے میں اسی طرح رکھی ہوئیں تھیں۔

قتل والے دن وہ اپنی گھڑی پہن کر جانا بھول گیا تھا۔ وہ سائڈ ٹیبل پر ویسی ہی پڑی ہوئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا موبائل، والٹ سب کچھ وہیں رکھا ہوا تھا۔ یہ سب چیزیں پولیس نے وجدان کو دے دیں تھیں۔ اور وجدان نے مہر ماہ کو۔

اور اسے اب ان چیزوں کے سہارے جینا تھا۔

مگر کیسے؟

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

جب اس کی ہر چیز یہاں موجود تھی تو وہ خود کہاں تھا۔

وہ کونسی نگری میں جا بسا تھا۔

وہ رونقیں لگاتا تھا۔ اور خود ویرانیوں کے شہر میں چلا گیا تھا۔

آخر اسے کس بات کی جلدی تھی۔

چلا ہی گیا تھا تو اپنی یادیں بھی لے جاتا۔

آہ۔

Clubb of Quality Content

دیکھوں تو میرے ارد گرد کتنا ہجوم ہے

سوچوں تو عین وسط میں، تنہا کھڑی ہوں میں

وہ کھڑی کے پاس کھڑی شام میں ڈوبتے آسمان کو دیکھ کر بولی تھی۔

"پرندے بھی شام ہونے پر واپس لوٹ آتے ہیں۔

اے میرے ہمسفر، اک تجھی کو واپسی کا رستہ بھول گیا۔"

کوئی چپکے سے اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہوا تھا۔ سفید لباس میں۔ اپنی ازلی خوبصورت مسکراہٹ لیے۔

"پرندے بھی اگر کہیں بیچ راستے میں مر جائیں تو پھر وہ بھی گھونسلے میں واپس نہیں آتے۔"

مہر ماہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر اداس سا مسکرا دی۔ جانتی تھی محض ہیولہ ہے۔ بھلا گلفام اب کہاں سے آسکتا تھا۔

Clubb of Quality Content

"سمجھ نہیں آتا کہ زندگی کو بے رحم کہیں یا موت کو۔"اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"انسان کو۔"

اب وہاں مسکراہٹ نہیں تھی۔

"انسان اتنے بے رحم کیوں ہوتے ہیں؟"

"کوئی بے رحم نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں بنایا جاتا ہے۔ان کی تربیت پر منحصر ہوتا ہے یہ سب۔"

"اور؟"

وہ واقعی ہی جاننا چاہتی تھی۔

"اور احساس کمتری۔"

مہر ماہ نے استعجاب سے اسے دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"احساس کمتری؟"

"ہاں۔احساس کمتری۔جب ہم اپنا موازنہ دوسروں سے کرتے ہیں۔دوسرے کو بہتر خود کو بدتر پاتے ہیں۔خدا کی تقسیم سے ناخوش ہو جاتے ہیں۔تم اسے بچپن کی محرومیاں بھی کہہ سکتی ہو؟"

وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

"کسی نے آپ سے اپنی محرومیوں کا بدلا لیا ہے؟"

وہ ہولے سے ہنسا۔

آہ۔کتنا یاد آتی ہے اب یہ مسکراہٹ۔

"نہیں۔اس نے اپنی محرومیوں کے سبب کیے جانے والے جرائم کے کھل جانے کے خوف سے کیا یہ سب۔"

مہر ماہ نے ضبط سے کھڑکی کو تھاما۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری ایک نصیحت یاد رکھنا مہرو۔"

مہر ماہ نے غور سے اسے دیکھا۔ "بیٹی ہو یا بیٹا۔ اس کی اچھی پرورش اور اچھی تربیت کرنا۔ ماں اور باپ دونوں بن کر پالنا۔ اسے کسی چیز سے محروم نا رکھنا۔ رونے تو بالکل مت دینا۔ ورنہ مجھے بہت تکلیف ہوگی۔ سمجھ گئی؟"

آخر میں پیار سے پوچھا تو وہ گردن نیچے پھینکے ہنس دی۔ پھر جب سر اٹھایا تو وہ غائب تھا۔

"گلفام۔"

اس نے آواز لگائی۔ شاید وہ مذاق کر رہا ہو۔ کہیں چھپ گیا ہو۔

"گلفام۔ کہاں چلے گئے۔ خدا کے لیے مت جائیں۔"

وہ پاگلوں کی طرح پورے کمرے میں اس ڈھونڈنے لگی تھی۔

"گلفام۔"

وہ اس کا نام لے کر اٹھ بیٹھی۔

جو اس کی شرٹ لیے نا جانے کب سو گئی تھی۔اس کا وجود پسینے سے بھیگ گیا تھا۔

یعنی خواب تھا۔

وہ ایک بار پھر سے رونے کو تھی۔ قریبی مسجد سے مغرب کی اذان کی آواز آنے لگی۔ لیکن وہ ابھی تک وہیں محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اٹھ کر کھڑکی تک آئی۔ کچھ دیر پہلے وہ یہیں کھڑا تھا۔

اس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے۔ ہوا کا ٹھنڈا جھونکا اندر آیا تو اس کے وجود میں اداسی سی گھل گئی۔ پھر اس کی نگاہیں لان میں گئیں۔ وہ اپنی جگہ رک سی گئی۔

لان میں وہ تینوں کھڑے تھے۔

ہاں وہ تینوں۔

ان دونوں کے لبوں پر مسکراہٹیں تھی۔ لیکن تیسرے نفوس کے چہرے پر دکھ اور غصے کے ملے جلے تاثرات تھے۔

oooooooooo

وقت کے چکر میں گھوم کر ہم کچھ دیر پیچھے چلتے ہیں جب جازم اپنے آفس کی بیسمنٹ میں کھڑا تھا۔اس کے سامنے خلیل تھا جسے وہ چبھتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے خلیل کہ تمہاری موجودگی میں کوئی آفس میں آیا۔اس نے کیمرے بھی توڑ دیئے اور تمہیں کچھ پتا ہی نہیں۔"

"سر میں.... میں واقعی ہی نہیں جانتا۔"وہ گھبرا سا گیا تھا۔

"جانتے ہو خلیل.... شہزادہ اپنے ہی محل میں کیسے قتل ہو جاتا ہے؟"وقفے کے دوران اس نے خلیل کو دیکھا۔جواباً اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"جب کوئی نمک حرام اندر موجود ہو۔ہماری زبان میں اسے پیٹھ میں خنجر گھونپنے والا کہتے ہیں۔"

خلیل نے گھبرا کر جازم کو دیکھا۔

"سر آپ میری ایمانداری پر شک کر رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں کب سے آپ کے ساتھ ہوں۔ میں نے آپ کو باسط کی منگیتر کے دھوکے کے متعلق بتایا تھا۔"

اب وہاں کوئی گھبراہٹ نہیں تھی۔ مگر اس کا انداز صفائی دینے والا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"وفادار ہو؟"

"جی۔"

"تو جتنی جلدی ہو سکے یہ سارا سامان یہاں سے نکلواؤ۔ اور سمندری راستوں سے اسے روس پہنچا دو۔ وہاں کوئی ہے جو اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔"

جازم کا اشارہ کارٹنز کی جانب تھا۔ جس میں ہر قسم کی منشیات موجود تھی۔ خلیل نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"سر.....ابھی ہم یہ رسک نہیں لے سکتے۔ آپ اس وقت سب کی نظروں.....۔"

"جتنا کہا ہے۔ اتنا کرو۔ زیادہ مت سوچو۔"

آخر میں سختی سے کہا تھا۔ خلیل نے سر ہلا دیا۔

"اور اگر مجھے پتا چلا کہ..... میرے محل کے دروازے اندر سے کھولنے والا کوئی اور نہیں بلکہ تم ہو۔ تو یاد رکھنا خلیل۔ ایسی موت دوں گا کہ پانی کو ترس جاؤ گے۔ پانی نہیں ملے گا۔"

خلیل نے شکوہ کناں آنکھوں سے اسے دیکھا۔

وہ جانتا تھا کہ جازم اعتبار کے معاملے میں بہت برا ہے۔ وہ کسی پر اعتبار نہیں کرتا تھا لیکن خلیل تو اس کا وفادار تھا۔

رات و رات یہ سارا سامان اپنے اصلی مقام تک پہنچنے والا تھا۔ اگر اب یہاں پولیس کی ریڈ پڑ بھی جاتی تو انہیں کچھ نہیں ملنا تھا۔

بس کسی طرح جازم کو آج کی رات سیالکوٹ میں گزارنی تھی۔ اس کی بیوی کا حکم تھا۔ سامان وہ سارا گاڑیوں میں لوڈ کروا چکا تھا۔ تہہ خانہ بالکل صاف تھا۔ اب بس وہاں صاف کارٹنز رکھے ہوئے تھے۔ یہ گاڑیاں یہاں سے رات کی تاریکی میں نکل جانی تھیں۔ لیکن وہ یہ کام

اپنی موجودگی میں کرنا چاہتا تھا۔ وہ جلد ہی وہاں سے سیالکوٹ کے لیے نکل آیا تھا۔ آج وہ شہوات کو عالیہ کے پاس ہی چھوڑ آیا تھا۔

oooooooooooo

اس نے شاہ خاندان میں قدم رکھا تو اسے سامنے ہی آیت نظر آ گئی تھی۔ لان میں ٹہلتے ہوئے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ ہلکی سی اداسی تھی۔

"آیت۔"

اس کی پکار پر وہ مسکرا کر مڑی تھی۔

"آ گئے آپ؟"

وہ اسی کے قریب چلی آئی۔ جازم کی گیٹ کی جانب پشت تھی۔ وہ نہیں دیکھ سکا مگر آیت کی نگاہیں دیکھ چکی تھیں۔ گیٹ سے وہ اندر آیا تھا۔ سنہری آنکھوں والا۔ پھر اس کے قدم سامنے کے منظر پر وہیں رک گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے بلایا۔ میں چلا آیا۔"

وہ اس کے قریب آئی اور اس کی ٹائی کو پکڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ برہان نے قدرے ناگواری سے یہ منظر دیکھا تھا۔

"کیا آپ ہر دفعہ یونہی میرے بلانے پر آئیں گے؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں۔ ہر دفعہ۔"

"اور اگر کبھی حالات نے ساتھ نا دیا تو؟"

"تمہارے سامنے کوئی بھی چیز اہمیت نہیں رکھتی۔"

آیت کے گال سرخ ہوئے تھے۔ اور برہان کے کان، گال، آنکھیں۔

آیت بلش کر رہی تھی اور برہان تپ رہا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ کیا بات تھی جو تم نے مجھے بتانی تھی؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ تو آیت کے انداز پر فدا ہی ہوا اٹھا تھا۔ آیت نے ایک نظر پیچھے کھڑے برہان کو دیکھا۔

"ساری باتیں یہیں کرنی ہیں یا اندر بھی چلیں گے۔"

آیت اس کا ہاتھ پکڑے اسے اندر لے گئی۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلا گیا۔ برہان نے کئی لمحے ضبط سے گزارے۔ وہ بھول گیا تھا کہ وہ یہاں کیا کرنے آیا تھا۔ وہ الٹے قدم واپس جانے لگا۔

"برہان۔"

نسوانی آواز پر وہ رک گیا۔ لیکن مڑا نہیں۔ وہ جانتا تھا کہ آواز دینے والی مہر ماہ تھی۔ جو ہلکے گلابی رنگ کا جوڑا پہنے، سر اور چہرے کو بڑے سے دوپٹے میں ڈھانپے باہر آئی تھی۔

"جی بھابھی۔" وہ تھوڑا سا مڑا تھا لیکن اس نے مہر ماہ کو نہیں دیکھا۔ بلکہ آنکھیں نیچے کر لی تھیں۔

کیا ہوا جو گلفام بھائی اس دنیا میں نہیں ہیں۔ بیوی تو وہ ہمیشہ انہی کی رہے گی۔ ویسے ہی قابلِ احترام۔

"آیت کے رویے پر اداس مت ہو۔ وہ حقیقت سے نا آشنا ہے۔ جس دن جان جائے گی۔ یقین کرو، اسی دن اسے چھوڑ دے گی۔"

وہ دکھ سے مسکرایا تھا۔

"وہ اسے چھوڑ تو دے گی۔ لیکن اسے بہت تکلیف ہو گی۔ اور برہان شیرازی کبھی اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ وہ میرے لیے بہت خاص اور معتبر ہے۔"

برہان کے اندر کچھ ٹوٹ سا رہا تھا۔

"ہمیشہ کی تندرستی کے لیے کچھ دنوں کی اذیت سہہ لینے میں کوئی برائی نہیں۔ میں جانتی ہوں، جب وہ لوٹ کر تمہارے پاس آئے گی تو تم اسے ہر تکلیف سے نکال دو گے۔ تم اس کا روگ ختم کر دو گے۔" وہ بولتی جا رہی تھی اور برہان کی نظریں ایک جگہ پر ساکت ہوئیں تھیں۔ پھر استہزایہ ہنسا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو ابھی بھی امید ہے کہ وہ مجھے واپس آملے گی۔"

"مُجھے یقین ہے۔ تم سے بہتر اس کے لیے کوئی نہیں۔ خود وہ بھی نہیں۔"

برہان چند لمحے چپ رہا۔ پھر بولا۔

"وہ مجھے ملے یا نا ملے۔ لیکن میں اسے اس قاتل اور دھوکے باز کے ساتھ نہیں رہنے دوں گا۔ وہ آیت کا مستحق نہیں ہے۔"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ مہر ماہ بھی جلد ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ وہ عدت میں تھی اور گھر میں کوئی نا کوئی وجدان کے پاس آرہا تھا۔

oooooooooooooo

"کیا واقعی ہی۔ میں.... میں بابا بننے والا ہوں؟"

جازم اس وقت واقعی ہی بہت خوش تھا۔

"آپ کو کوئی شک ہے؟"

گھور کر پوچھا تو وہ ہنس دیا۔

"نہیں۔بالکل بھی نہیں۔"

وہ دونوں ہنس دیئے تھے۔

"آپ کے لیے یہ خوشی اتنی نئی نہیں ہے لیکن میرے لیے یہ بہت بڑی بات ہے۔"

اب وہ دونوں بیڈ پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آیت کی بات پر جازم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب؟"

"مطلب صاف ہے۔ آپ تو پہلے بھی باپ بن چکے ہیں۔"

آیت نے سادگی سے کہا تھا مگر جازم کو برا لگا تھا۔

"شہوات میری بیٹی ہے اور میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ لیکن.... جو احساس آج میرے اندر پیدا ہوا ہے۔ وہ الگ ہے۔"

"وہ کیسے الگ ہے؟"

وہ متجسس تھی۔

"اپنی اولاد ہونے اور کسی کی اولاد کو اپنا بنانے میں فرق ہوتا ہے، آیت۔ آج مجھے احساس ہو رہا ہے۔ شہوات اگر میرا سکون ہے تو یہ میری خوشی ہے۔" اس کا اشارہ اپنی سگی اولاد کی طرف تھا۔

یہ بات وہ آیت کو بتا چکا تھا کہ اس کی زندگی میں آیت سے پہلے کوئی عورت نہیں آئی تھی اور نا اس کی کسی سے شادی ہوئی تھی۔ اور کسی عورت کے زندگی میں نا آنے کا مطلب یہی تھا کہ اس کا کسی عورت سے حلال تو کیا حرام تعلق بھی نہیں تھا۔ شہوات اس کی لے پالک تھی۔ وہ بس اتنا جانتی تھی کہ شہوات اس کی اپنی اولاد نہیں تھی۔ لیکن وہ یہ بات جازم کے سامنے نہیں کہتی تھی کیونکہ وہ شہوات کو اپنی ہی بیٹی کہتا تھا۔ آیت نے تشکر سے اسے دیکھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔ مگر....."

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"مگر؟"

"مگر یہ دنیا آپ کو اچھا نہیں سمجھتی۔"

وہ اداسی سے بولی تھی اور جازم کے ماتھے پر بل آئے۔

"دنیا میرے بارے میں کیا کہتی ہے؟"اس کی نگاہیں آیت کے چہرے پر اٹکی ہوئی تھیں۔ آیت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جازم.....میں جانتی ہوں یہ سب جھوٹ ہے۔ بکواس کر رہے ہیں یہ سارے۔ آپ ایسے نہیں ہیں۔ آپ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"آیت...مُجھے اصل بات بتاؤ۔"وہ سنجیدہ تھا۔ آیت چند لمحے چپ رہی۔

"سب کہتے ہیں آپ.... آپ قاتل ہیں۔ ڈرگ مافیا اور پتا نہیں کیا کیا.....۔"

وہ ڈر کر بول رہی تھی کہ کہیں جازم کو برا نا لگ جائے۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ جازم کے اندر طوفان سا مچ گیا تھا۔ یعنی آیت کو اس سے دور کیا جا رہا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی کو اس کے خلاف کیا جا رہا تھا۔

"کس نے کہا یہ سب کچھ؟"

بظاہر وہ نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"ش... شہرام بھائی۔ برہان۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے بابا کو بھی کنوینس کر لیا ہے۔"

وہ بول رہی تھی مگر جازم تو شہرام نام پر ساکت ہوا تھا۔

شہرام کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ تو اس کی قید میں تھا۔

وہ وہاں سے کب نکلا۔

کس نے نکالا۔

وہاں کیا ہوا ہو گا۔

اور وہ کیسے انجان رہ گیا۔

بہت سارے سوالوں نے سر اٹھایا تھا۔ تبھی نیلم دروازہ کھول کر اندر آئیں۔ پھر دروازے پر رک گئیں۔

"آہ۔ سوری بیٹا۔ مجھے نہیں پتا تھا تم آئے ہوئے ہو۔" وہ شرمندہ سی ہوئیں۔

"اٹس اوکے۔ آپ آجائیں۔ مجھے ویسے بھی ایک ضروری کال کرنی ہے۔ میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔" وہ مسکرا کر کہتا باہر نکل گیا۔ مگر آیت جانتی تھی وہ ہرٹ ہوا ہے۔

اسے جازم کو یہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔ لوگ تو کچھ بھی کہہ دیتے ہیں۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے اب؟"

نیلم اس کے قریب آکر بیٹھیں۔

"میں ٹھیک ہوں امی۔" مسکرا کر کہا۔

"ایک بات پوچھوں تم سے آیت۔"

ان کے انداز پر آیت نے ان کی طرف دیکھا۔

"پوچھیں۔"

"جازم کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟" تفتیشی انداز۔

"آپ کو کیسا لگتا ہے؟"

"بظاہر تو اچھا ہی لگتا ہے۔"

"صرف بظاہر نہیں۔ وہ ویسے بھی بہت اچھے ہیں۔ بہت لاڈ اٹھاتے ہیں۔ کبھی کوئی تکلیف نہیں دی مجھے۔"

Clubb of Quality Content

نیلم کسی حد مطمئن ہو گئیں تھیں۔ مگر پھر بھی کچھ تھا جو ٹھیک نہیں تھا۔

"احتیاط کرنا۔ کچھ ہو تو مُجھے ضرور بتانا۔" نیلم کی ہدایت پر اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

ناجانے اس گھر میں سب کو کیا ہو گیا تھا۔

oooooooooo

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر پیچھے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ لب خاموش تھے۔ آنکھیں ویران تھیں۔

اور ذہن....

وہ بہت پیچھے جا رہا تھا۔

اس رات پر۔

جب وہ اسے مارنے کے لیے گیا تھا۔

جب اس نے اپنی محبت کو اپنی انا اور نفرت کی بھینٹ چڑھا دیا تھا۔

آج اس کے ساتھ وہی ہوا تھا۔

اس کی بہن کا منگیتر۔

ہونے والا شوہر۔

جو اس کی بہن کو بہت چاہت سے بیاہ لے جانے کا خواہشمند تھا۔

کیا یہی تھا مکافات عمل۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ ان دونوں کو مٹی کے حوالے کر کے آیا تھا۔ لوگ اس کے گھر آنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ دروازہ بند کر چکا تھا۔

پولیس نے تفتیش کرنی چاہی۔

مگر وہ چپ رہا۔

اس کا دماغ جیسے اک ہی نقطے پر اٹک گیا تھا۔

مکافات عمل۔

پاس رکھا فون بج بج کر بند ہو گیا تھا۔

oooooooooooooo

"کہاں مر گئے ہیں سارے۔ ضرورت پڑنے پر سب کے سب غائب ہو گئے ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جازم قریبی کیفے ٹیریا چلا آیا تھا۔اس نے یاسر کو فون کیا۔ آفاق کو کیا۔ جلیس کو کیا۔ خلیل کو کیا۔ کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس دنیا کو آگ لگا دے۔ وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے باہر آ گیا تھا۔

"کس نے.... کس نے بھگایا ہے اسے وہاں سے۔"

گاڑی میں بیٹھتے ہی اسٹیئرنگ پر زوردار مکا مارا۔

"مر جاؤ تم سارے۔ کتے کی موت مرو گے تم سارے کمینو۔"

وہ چلایا تھا۔

وہ گاڑی کو شہر کی رونقوں سے نکال رہا تھا۔

چہرے پر بے بسی اور غصہ تھا۔

oooooooooo

"ماموں.....ماموں آپ بس آیت کو روک لیں۔ آپ نے اسے اس انسان کے ساتھ نہیں جانے دینا۔"

برہان وجدان سے فون پر بات کر رہا تھا۔ وہ پریشان تھا۔

"وہ بہت خفا ہے۔ وہ نہیں رکے گی۔ حقیقت بتانے کا فائدہ کوئی نہیں۔"

"ماموں یہ ہمیں کس آزمائش میں ڈال رہی ہے۔ اگر یہ وہاں چلی گئی تو جازم پر ہاتھ ڈالنا مشکل ہو جائے گا۔ وہ آیت کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔"

"وہ آیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

وجدان پر یقین تھے۔ برہان نے کچھ بھی جواب دیئے بغیر فون بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ میرال کے کمرے کی جانب تھا۔

"میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی۔ برہان کو دیکھ کر مسکرا دی۔ برہان وہیں چلا آیا۔ مسکراہٹ لبوں سے عنقا تھی۔

"کوئی بھی اور بات کیے بغیر مُجھے اس رات کے بارے میں بتاؤ۔ کیا ہوا تھا اس رات۔"

وہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"پوچھیں۔"

"کون آیا تھا اس رات؟"

سوال جتنا آسان تھا جواب اتنا ہی مشکل۔ آج کل غیرت کے نام پر بھائی بہنوں کا قتل کر رہے تھے۔ میرال موت سے نہیں ڈر رہی تھی۔ موت کو بہت قریب سے دیکھ لیا تھا اس نے۔ مگر وہ اپنے بھائی کے ہاتھوں نہیں مرنا چاہتی تھی۔ وہ غیرت کے نام پر نہیں مرنا چاہتی تھی۔ وہ چپ رہی۔

"تمہاری خاموشی اب مجھے غصہ دلا رہی ہے۔" وہ آرام سے بولا تھا۔

"آپ..... مجھے جان سے مار دیں گے۔"

برہان کا دل کیا اپنا سر کہیں دے مارے۔

"میں تمہیں کس اینگل سے جاہل مرد لگتا ہوں؟"

"بھائی....۔"

"میرال.... صرف نام۔"

خاموشی۔

"یاسر مرزا۔"

وہ چونکا۔ پھر ہنس دیا۔

"بخت بھائی کا شک بالکل ٹھیک تھا۔ یہ دونوں بھائی.....۔"

"کون دونوں بھائی؟" اب کے میرال نے پوچھا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا، حلیمہ اندر چلی آئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"برہان۔"

ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"جی۔"

"وہ آیا ہے۔"

"وہ کون؟"

"آیت.... آیت کا شوہر۔ جازم مرزا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب کہ وہ حیران ہوا تھا۔

"وہ یہاں کیوں آیا ہے؟"

"مجھے نہیں پتا۔ اس نے کہا اسے تم سے ملنا ہے۔"

برہان اثبات میں سر ہلاتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"مت جاؤ برہان۔"

ان کے لہجے میں منت تھی۔ برہان نے رک کر انہیں دیکھا۔ پھر کچھ بھی کہے بغیر چلا گیا۔

حلیمہ نے گہرا سانس لیا۔ میرال نے کچھ نہیں پوچھا۔ اس کا اپنا سر درد کر رہا تھا۔

ناجانے اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ سب کے رویے عجیب ہو گئے تھے۔

ooooooooo

"ناظرین۔ وکالت کی دنیا کے مشہور ترین وکیل مرحوم سید گلفام شاہ۔ جو کہ اب اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں تازہ ترین خبر لے کر آئے ہیں جو آپ تمام لوگوں کے پرخچے اڑا دے گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہ خاندان کے ٹی وی لاؤنج میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تمام افراد وہاں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ ایک ہفتے بعد گلفام کی قبر کو خراج تحسین پیش کیا جانا تھا اس کی بہادری پر۔ مگر اس سے متعلق کچھ خبریں سوشل میڈیا پر گردش کر رہی تھیں۔

اپنے اپارٹمنٹ میں سامنے موبائل رکھے بخت برتن دھو رہا تھا۔ مگر گلفام کے نام پر وہ بھی چونکا۔

اپنے کمرے میں بیٹھا شہرام بھی نیوز دیکھ رہا تھا۔

ہر جانب سناٹا تھا۔

"وہ شخص جسے لوگ غریبوں کا مسیحا کہتے تھے۔ جو اپنی رحمدلی کی وجہ سے اپنے علاقے کے علاوہ اور بھی کئی شہروں میں لوگوں کی آنکھوں کا تارا بنا ہوا تھا۔ لیکن آج اس عظیم ہستی کے متعلق ایسی خبر سامنے آئی ہے۔ جس پر یقین کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہ یہ سچ ہے۔"

نیوز اینکر بول رہا تھا۔ سانس سب کے رکے ہوئے تھے۔

"آج ان کا اصل چہرہ میڈیا کے سامنے آگیا ہے۔ وہ غریبوں کا مسیحا نہیں بلکہ فرشتے کے روپ میں شیطان تھا۔"

شاہ خاندان کو تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ غریب لوگوں سے معاوضہ نہیں لیتا تھا مگر وہ ان سے ایک ایگری منٹ سائن کرواتا تھا۔اس ایگریمنٹ میں جو شرائط ہوتی تھیں وہ یہاں بتاتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے مگر مرحوم کو کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔"

سب کے چہروں پر تکلیف دہ تاثر ابھرا تھا۔

"وہ انسان غریب کی عزت کو پامال کرتا تھا۔"

ٹی وی کھٹاک سے بند ہوا تھا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔یہ جھوٹی خبر کس نے پھیلائی ہے؟"

وجدان کی غصے سے بھری آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔مہر ماہ تو باقاعدہ رونے لگی تھی۔

"میرے بیٹے کو مرے ہوئے جمعہ جمعہ چار دن نہیں ہوئے۔اور یہ میڈیا اس کے کردار پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔کس نے کی یہ جرآت۔"

ہال میں سناٹا چھا گیا تھا۔جیسے الفاظ چھن گئے ہوں۔جیسے اصل صبر اب کرنا تھا۔

اپنے اپارٹمنٹ میں سنک کے سامنے کھڑے بخت کے چہرے پر زمانوں کی سختی آئی تھی۔

"مزید بتاتے چلیں کہ مرحوم کو اس کی بہادری پر خراج تحسین پیش کیا جانا تھا۔ اب ان کے گھر والے لوگوں کو جواب دیں کہ آخر کس قسم کی بہادری کا تمغہ دینا تھا اس انسان کو۔ لوگوں نے اس شخص کے لیے نفرت کا اظہار بھی کچھ یوں.....۔"

موبائل کی اسکرین سیاہ ہو گئی تھی۔ بخت کے اعصاب تن گئے تھے۔

"جازم.... تم دیکھنا۔ میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ تم خود کو اپنے دردناک ماضی میں پاؤ گے۔ تم نے بخت کا رحم دیکھا ہے۔ تم نے اس کا ظلم نہیں دیکھا۔"

وہ اس وقت غیر انسانی لگ رہا تھا۔

اپنے کمرے میں بیٹھا شہرام بھی بے بس ہوا تھا۔

"ناجانے یہ انسان اور کتنا گرے گا۔ اللہ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں آگ سے بھر دے۔ ذلیل ہو کر مرو تم۔"

وہ سب جانتے تھے کہ یہ جھوٹی خبر میڈیا کو اس نے ہی دی ہے۔ میڈیا تو پہلے ہی بکا ہوا ہے۔

ایک آگ سی مچ گئی تھی سب کے اندر۔

بات بہت آگے بڑھ گئی تھی۔

oooooooooo

برہان باہر آیا تو کسی نے اسے دبوچ کر گاڑی کے ساتھ لگایا اور پے در پے اس کے پیٹ میں مکے مارنے لگا۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ اسے سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری اجازت کے بغیر میرے آفس میں گھسنے کی۔ کیسے کی تم نے ہمت میری بیوی کو میرے خلاف کرنے کی۔ بولو۔ سمجھتے کیا ہو تم خود کو۔"

اس نے اٹھا کر برہان کو زمین پر پٹخا تھا۔ وہ کمر کے بل زمین پر گرا تھا۔ اس کے لبوں سے درد بھری کراہ نکلی تھی۔ جازم نے اس کی گردن پر اپنا بھاری بھوت رکھا۔

"میں تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ دور رہو مجھ سے اور میری بیوی سے۔"

برہان نے لب بھینچ لیے تھے۔

"سن رہے ہو تم۔ تم میری بیوی کو مزید تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔"

ایک زور بوٹ اس نے برہان کی پسلی میں دے مارا تھا۔ وہ درد سے دوہرا ہوا۔

وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا جب جازم نے ایک اور دفعہ اسے لات مار کر دور کیا تھا۔

جازم اس کے اوپر سے گزرنے لگا تھا جب منہ کے بل نیچے گرا۔ برہان نے اسے پاؤں مار کر گرایا تھا اور اس کے گرتے ہی اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ پھر اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہاری دھمکیوں سے ڈر جاؤں گا تو یہ وہم اپنے اندر سے نکال دو۔ میں تم سے نہیں ڈرتا۔" برہان نے ایک زوردار مکا اس کے جبڑے پر مارا تو وہ کراہ اٹھا۔

"تم نے چھوٹے شاہ کو قتل کر دیا۔ تمہیں کیا لگتا ہے، میں اس بات سے انجان ہوں۔"

جازم کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا۔

"تمہارے اس کمینے بھائی نے میری بہن کو جان سے مارنے کی کوشش کی۔ تم دونوں کو لگتا ہے میں بھول جاؤں گا۔"

جازم اب واقعی ہی سانس نہیں لے پایا۔

"مجھے قبرستان میں اکیلے رات گزارنی پڑی۔ تمہیں لگتا ہے اب میں تمہیں بخش دوں گا۔ ایسا سوچنا بھی مت گھٹیا آدمی۔"

برہان نے ایک اور مکا اس کے دوسرے جبڑے پر دے مارا تھا۔

"تم دونوں بھائیوں نے کیا سمجھ لیا تھا کہ اس ملک میں اپنی درندگی پھیلاتے رہو گے اور کبھی پکڑے نہیں جاؤ گے۔ اب اس خوش فہمی سے نکل آؤ۔ بے رحم موت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

جازم کے منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

"مجھے موت سے مت ڈراؤ۔ مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے۔ مگر میری بیوی.... تم اسے دکھ نہیں پہنچا سکتے۔ ورنہ جو ابھی تم لوگوں کے ساتھ ہوا ہے، وہ بہت تھوڑا ہے۔"

جازم کی بات پر برہان کو مزید غصہ آیا تھا۔

"تمہاری وہ بیوی خود تم پر لعنت بھیج کر واپس آئے گی، یاد رکھنا۔"

اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"رحم کھاؤ خود پر اور اپنی فیملی پر۔ اپنی جان کے دشمن مت بنو۔ اپنی جوانی کو موت کے سامنے پیش مت کرو۔"

جازم نے وارننگ دی تھی۔

"تم کچھ نہیں کر سکتے۔ تمام تر ثبوت ہم حاصل کر چکے ہیں۔ کورٹ کی پہلی سنوائی میں تم اندر ہوں گے۔"

اس کی بات پر وہ جواباً قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پولیس... مجھے اندر کرے گی۔ کتنے دن؟ زیادہ سے زیادہ چند ماہ۔ پھر کیا ہو گا۔ جانتے ہو؟ وہ بِک جائے گی۔"

برہان نے شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھا۔

"خوابوں کی دنیا سے نکلو، شیرازی۔ تم اس ملک میں رہتے ہو جہاں ہر شخص قانون اپنے ہاتھ میں لیے پھرتا ہے۔ اور اگر جیب میں پیسہ ہو تو یہ قانون خریدا بھی جا سکتا ہے۔ تم سوچو.... اگر میں انکار کر دوں کہ وہ تمام ثبوت جھوٹے ہیں۔ اگر میں پولیس، وکیل اور جج کو خرید لوں تو؟ اگر میں تمہیں گلفام کے کیس میں پھنسا دوں تو۔ جانتے ہو نا میرے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔"

اب اس کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا تھا۔

"تم سے مجھے ہر گھٹیا پن کی امید ہے۔ تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک کہا تم نے۔ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ لیکن جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہے..... وہ ہے موت۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ برہان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا تھا۔

"تم نے کبھی موت کا کھیل کھیلا ہے؟ کبھی اپنے ہاتھوں کو سرخ رنگ سے رنگا ہے۔ کیا کبھی تمہیں کسی کی تکلیف نے سکون پہنچایا ہے؟ نہیں نا۔ کیونکہ تم ایک فرشتہ صفت انسان ہو۔ میں بہت برا ہوں۔ گناہوں کی دنیا میں جیتا آیا ہوں میں۔ لیکن پھر بھی.... نہ میں اسے مارنا چاہتا تھا نہ تمہیں۔ اس لیے..... میں وارن کر رہا ہوں۔ میرے رستے میں مت آؤ۔ ورنہ شاہ خاندان سے اگلا جنازہ تمہارا نکلے گا۔"

برہان بس اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں بدلہ نہیں لے رہا۔ میں بدلہ لینے کا ارادہ ترک کر چکا ہوں۔ مجھے مت اکساؤ۔ میں وہ انسان ہوں.... جو مارتے ہوئے نہیں دیکھتا کہ سامنے والے کو چوٹ کہاں آئی۔ میں نہیں دیکھتا وہ میرے کتنا قریب تھا۔ جو میری راہ میں آیا۔ مارا گیا۔ میں کل صبح آیت کو یہاں سے لے جاؤں گا۔ اور تم.... تم اسے نہیں روکو گے۔ ورنہ تم یہ جان لو.... میرے تعلقات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صرف ڈرگ ڈیلرز یا قاتلوں تک محدود نہیں ہیں۔ تم نے وہ لفظ تو سنا ہو گا جس سے لوگ تھر تھر کانپتے ہیں۔ دہشتگرد۔"

برہان نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔

"ایسی تباہی مچاؤں گا تمہارے سیالکوٹ میں۔ سب جل کر راکھ ہو جائے گا۔"

وہ چہرہ ایک دم سے غیر انسانی ہو گیا تھا۔

برہان کچھ نہیں بولا۔ جازم اسے وارن کرتا گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

برہان کی چبھتی آنکھیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

کیا وہ واقعی ہی ڈر گیا تھا؟

کیا وہ واقعی ہی پیچھے ہٹ جائے گا؟

تبھی ان دونوں کے موبائل پر ایک ساتھ رنگ ٹون بجی تھی۔ دونوں نے ایک ساتھ فون کان کے ساتھ لگائے۔ دونوں کے رنگ اڑ گئے تھے۔ جازم گاڑی کو تیزی سے وہاں سے اڑا لے گیا۔

برہان بھی اپنی گاڑی نکالنے لگا۔

oooooooooooo

برہان کے پاس بخت کا فون آیا تھا۔ جس میں اس نے اسے نیوز کی بابت بتایا تھا۔ لیکن جازم کے پاس جس کی کال آئی تھی اس نے اس کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔

وہ آیت کو لے کر گجرات کے لیے نکل چکا تھا۔ وہ بہت پریشان تھا، اس لیے آیت اسے منع نہیں کر سکی۔ البتہ اس نے پوچھا ضرور تھا۔ اور اس نے بتا دیا تھا۔

پورے راستے اس کی آنکھیں بار بار بھیگ رہیں تھیں جنہیں وہ آستین سے پونچھ رہا تھا۔ آیت کو اسے اس حالت میں دیکھ کر تکلیف ہو رہی تھی۔ گاڑی گجرات کی حدود میں پہنچ چکی تھی مگر

جازم کو وہ کال یاد تھی۔اس نے وہ کال ریسیو کی تو ایک خباثت بھری آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"بہت غرور تھا نا تمہیں اپنی طاقت پر۔دیکھو۔تمہارا غرور خاک میں مل گیا۔تمہاری طاقت تمہارے کام نہیں آسکی۔"

وہ اس آواز کو پہچانتا تھا۔

وہ جبران لغاری تھا۔

"تم جیسے کیڑے مکوڑے راستے میں آ بھی جائیں تو نظر نہیں آتے۔"

وہ گردن اکڑا کر بولا تھا۔مقابل قہقہہ گونجا۔

"اور جو نظر نہیں آتا،اکثر وہ ہی جان لے لیتا ہے۔"وہ بے حد سرد مہری سے بولا تھا۔

"جب جان لو گے۔تب دیکھیں گے۔مُجھے دھمکیاں مت دیا کرو۔"

"دھمکی۔ تمہیں لگتا ہے میں تمہیں دھمکی دے رہا ہوں۔ تو سن لو۔ آج ہی تمہارے بھائی نے تمہاری ماں بہن کا جنازہ پڑھ کر انہیں دفنایا ہے۔" جازم کے اعصاب غصے سے تن گئے تھے۔

"میں تمہاری جان لے لوں گا اگر تم نے میری فیملی....۔"

"تصویریں بھیج رہا ہوں۔ دیکھ لینا۔"

وہ فون بند کر چکا تھا۔ مگر اگلے لمحے اسے دو تصویریں ملی تھیں۔ جازم کو لگا جیسے پورا آسمان اس پر آن گرا ہو۔ جیسے کسی نے آنکھوں میں شعلے بھر دیئے ہوں۔

تصاویر میں اس کی ماں زمین پر بے جان پڑی ہوئی تھی اور میمونہ.....وہ بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی لیکن اس کا حلیہ دیکھنے کے قابل نہیں تھا۔

جازم کو دکھ تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

گاڑی قبرستان کے باہر آ کر رکی۔ رات کے اندھیرے کو آسمان پر چمکتے چاند نے منور کر رکھا تھا۔ وہ دونوں قبرستان کے اندر چلے آئے۔ سامنے ہی دو تازہ قبریں بنی ہوئیں تھیں۔ جس پر سفید پھول رکھے ہوئے تھے۔ قبر کچی تھی مگر اس کے سرہانے تختی رکھی ہوئی تھی جس پر دونوں کے نام، پیدائش اور موت کا وقت لکھا ہوا تھا۔

وہ پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ آیت اس کے پاس کھڑی تھی۔ وہ ماں کی قبر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ چہرے پر سوگواریت تھی۔

"مجھے معاف کر دیں، ماں۔ میں آپ کی زندگی میں آپ سے ملنے نہیں آسکا۔"

اس کی آنسوؤں میں بھیگی آواز اس ویرانے میں گونجی تھی۔

"میں آپ کا برا اور بد نصیب بیٹا ہوں۔ جس سے یہ دنیا نفرت کرتی ہے۔"

آیت کو اس کا رونا تکلیف دے رہا تھا۔ اس نے جازم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ مزید کچھ دیر روتا رہا اور قبر پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اور پھر واپس گاڑی کی جانب بڑھ گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر کیا اس نے واقعی ہی کچھ مانگا تھا؟

oooooooooooooooooo

رات گزر چکی تھی۔ نئی صبح ہر سو پھیل چکی تھی۔ لیکن اس صبح میں سکون نہیں تھا۔ جازم کی طبیعت خراب تھی تو وہ آفس نہیں جا سکا۔ آیت اس کے لیے کچھ کھانے کو لینے گئی ہوئی تھی جب اس کے موبائل پر گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے نمبر دیکھ کر فون اٹھا لیا۔

"تم اپنے گھٹیا پن سے کب باز آؤ گے مرزا۔ آخر تم اور کتنا گرو گے؟"

فون کے پار موجود نفوس کے اندر آگ سی تھی۔

"کیا بکواس ہے۔ کیا کیا ہے میں نے اور کون ہو تم؟" وہ بمشکل اپنے لہجے کو ہموار رکھے ہوئے تھا۔

" کتنا پیسہ دیا ہے تم نے میڈیا کو جو یہ ساری بکواس کر رہا ہے۔"

"کیا کیا ہے میڈیا نے؟"

"انجان مت بنو۔"

"میں انجان نہیں بن رہا۔"

"تم اب الٹی گنتی شروع کر لو۔ بہت جلد تم ایسی جگہ پر ہو گے،جہاں انسان تو کیا،اس کی آواز تک تمہیں سنائی نہیں دے گی۔"

فون بند ہو چکا تھا۔جازم نے فون کو خود سے دور پھینک دیا تھا۔

وہ آزاد ہو کر بھی آزاد نہیں تھا۔

ہر طرف سے اس پر گھیرا تنگ ہو رہا تھا۔تبھی آیت ہاتھ میں سوپ کا پیالہ لیے اندر آئی۔اس کے ساتھ شہوات بھی تھی۔

"بابا۔بابا آپ کو کیا ہوا ہے۔"

وہ اسی کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی تو وہ مسکرایا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا۔میں ٹھیک ہوں۔تم سکول کیوں نہیں گئیں؟"

وہ اس کے گال چٹکی میں بھر کر پوچھ رہا تھا۔

"آپ بیمار ہیں۔ میں کیسے سکول جاتی۔" اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"بیمار تو میں ہوں نا۔"

"ہاں مگر میں وہاں پریشان رہتی۔"

وہ دونوں ہنس دیئے تھے۔

اب آیت اسے سوپ پلانے لگی تھی۔

"میرا بالکل بھی دل نہیں کر رہا۔ بہت برا ذائقہ ہوتا ہے اس کا۔"

اس نے عجیب سا منہ بنایا تو وہ ہنس دی۔

"بچوں کی طرح نخرے مت کریں۔ تھوڑا سا کھا لیں۔"

آیت کے کہنے پر اس نے منہ کھولا۔

"آہہہہہ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے انداز پر شہوات کھلکھلا کر ہنس دی۔

صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام ہو گئی تھی۔ آیت نے اسے گلفام کے حوالے سے میڈیا پر چلتی خبروں کے بارے میں بتایا تو وہ حیران ہوا تھا۔ آیت پریشان تھی۔ لیکن جازم کچھ سوچنے لگا تھا۔ آیت کے باہر جانے کے بعد اس نے کسی کو کال ملائی تھی۔

پھر مغرب سے کچھ دیر پہلے ہی وہ کسی کام کے لیے نکل گیا تھا۔ طبیعت اتنی بھی نہیں سنبھلی تھی۔ آیت نے بہت روکا مگر وہ ضروری کام کہہ کر نکل گیا۔

°°°°°°°°°°°°°°°°

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمارت کے سامنے ایک سیاہ لینڈ کروزر کھڑی تھی۔ اس کے اندر بیٹھا شخص اس عمارت کو آنکھوں میں تپش لیے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دیکھا عمارت کے اندر سے دو نفوس ایک ساتھ باہر نکلے ہیں۔ انہیں دیکھ کر ہی گاڑی میں بیٹھے شخص کے تن بدن میں آگ سی مچ گئی تھی۔

وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی فضا میں ایک دھماکہ سا ہوا تھا۔

ہر چیز ساکت ہو گئی تھی۔ گاڑی میں بیٹھا وہ شخص بھی اپنی جگہ برف بن گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے جو گاڑی سامنے کھڑی تھی۔ جس میں دو لوگ بیٹھے تھے۔ اب وہ گاڑی فضا میں پرزے پرزے ہو کر اڑ گئی تھی۔ اور پھر ہر جانب دھواں سا پھیل گیا۔

جازم مرزا نے دیکھا نہیں مگر اس کے سامنے ایک کلٹس کھڑی تھی۔ اور اس میں رف سے کپڑے پہنے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا چہرہ ہر چیز سے زیادہ سرد تھا۔ اور پھر اگلے ہی لمحے وہ گاڑی وہاں سے نکل گئی تھی۔

وہاں شور بڑھ گیا تھا۔ لوگ بھاگ رہے تھے۔ مگر جازم نے دیکھا تھا وہاں انسانی جسم کئی حصوں میں الگ ہو کر زمین پر گرا ہوا تھا۔

جہانزیب لغاری اور جبران لغاری۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر پہلے وہ دونوں اپنی جیت پر خوش تھے۔ پھر وہ آگے کا پلان بناتے ہوئے باہر نکل رہے تھے۔

لیکن کوئی پہلے سے ہی ان کے لیے پلان بنا چکا تھا۔ اور پلان بنانے والا جا چکا تھا۔ لیکن اب وہ دونوں کسی کام کے نہیں رہے تھے۔ اب تو وہ اس قابل بھی نہیں تھے کہ انہیں پہچانا جاتا۔ پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچ چکی تھیں۔ جازم بھی وہاں سے نکل آیا تھا۔

یہ سب کچھ بہت اچانک ہوا تھا جس پر وہ بہت شاکڈ تھا۔ وہ قبرستان چلا آیا تھا مگر کوئی وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"میں نے تم دونوں کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب بس..... ایک انسان رہ گیا ہے۔ اس کو تو ایسی موت دوں گا کہ اس کی روح کانپ جائے گی۔"

وہ یاسر تھا۔ آنکھوں میں جنون لیے۔ جازم اپنے قدموں کو آگے بڑھا ہی نہیں پایا۔

وہ واپس چلا آیا تھا۔ وہ گھر بھی نہیں گیا۔ وہ گاڑی میں تھا۔ خلیل کا بار بار فون آرہا تھا مگر اس نے نہیں اٹھایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آیت کی کتنی کالز آئیں تھیں۔ مگر اس نے کوئی فون نہیں اٹھایا۔ وہ تو گویا پتھر کا بن گیا تھا۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس نے کچھ دیر پہلے جو دیکھا وہ سچ تھا۔

رات دھیرے دھیرے گزر رہی تھی۔ مگر وہ گاڑی وہاں سے ہلی تک نہیں تھی۔

oooooooooooooo

وہ صبح دن چڑھے گھر لوٹ آیا تھا مگر وہ خاموش تھا۔ جو بھی کام تھا بس خاموشی سے کر رہا تھا۔ آیت نے ایک دو دفعہ پوچھا تھا کہ وہ رات کہاں گزار کر آیا تھا مگر وہ کچھ نہیں بولا۔ اب وہ چپ چاپ اسے گھور رہی تھی۔ وہ آفس جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ پھر کچھ یاد آنے پر وہ اپنے پرسنل لاکر کی طرف آیا۔ ایک نظر مڑ کر آیت کو دیکھا، وہ لیٹی ہوئی تھی۔ جازم کے دیکھنے پر وہ فوراً آنکھیں بند کر گئی۔ پھر وہ واپس مڑا۔ آیت نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

اب وہ پاسورڈ لگا رہا تھا۔

وہ پاسورڈ۔

آیت نے وہ تمام لفظ غور سے دیکھے تھے۔

یہ وہی پاسورڈ تھا جو اس کے موبائل پر لگا ہوا تھا۔

اس نے موبائل اور لاکر کو ایک جیسا پاسورڈ کیوں لگایا تھا۔ وہ الجھ سی گئی تھی۔ اس کی الجھن تب ختم ہوئی جب اسے لاکر سے کوئی چیز نیچے گرتی نظر آئی۔ وہ اس کا موبائل تھا۔ وہی موبائل جو گم گیا تھا۔ جازم نے جلدی سے نیچے جھک کر وہ فون اٹھایا اور اسے واپس رکھنے لگا۔ آیت کے لب کچھ کہتے کہتے رک گئے۔

کوئی شک سا تھا جو اسے گزرا تھا۔

وہ اپنی مطلوبہ چیز نکال کر لاکر واپس بند کر رہا تھا۔ پھر وہ آیت کے قریب آیا۔

"میں آفس جا رہا ہوں۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا تو وہ کروٹ بدل گئی۔ وہ مسکرا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"واپس آ کر منا لوں گا۔ اپنا خیال رکھنا۔" اس کے سر کو چھو کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

آیت نے آنکھیں کھولیں اور تیزی سے بھاگ کر کھڑکی کے قریب چلی آئی۔ وہی کھڑکی جو لان میں کھلتی تھی۔

وہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا جب خلیل کی کال آئی۔

"ہاں کہو۔"

وہ وہیں رک گیا۔ آیت نے دیکھا تھا جب اس کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

وہ غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات لیے گاڑی میں بیٹھا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس کی گاڑی وہاں سے نکلتی دکھائی دی۔

آیت اس کے جاتے ہی لاکر تک آئی۔

وہی پاسورڈ لگایا۔

لاکر کھل گیا۔

اور اسی کے ساتھ آیت کا منہ بھی کھل گیا تھا۔

موبائل سامنے ہی رکھا ہوا تھا۔

اس نے موبائل اپنے ہاتھ میں لیا اور تجوری بند کرنے لگی۔ لیکن پھر رک گئی۔ کچھ تھا جو اس کی نظروں میں کھٹکا تھا۔

مگر کیا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooooo

"جب میں نے کہا تھا کہ یہ سامان رات کو ہر صورت یہاں سے نکل جانا چاہیے تو تمہیں سمجھ نہیں آیا تھا؟"

وہ خلیل کا گریبان پکڑے اسے زمین پر پٹخ چکا تھا۔ وہ کھانستا ہوا نیچے گرا۔

"سر... آ.... آپ نے کہا تھا کہ یہ سارا سامان میری موجودگی میں....۔"

"منہ بند کرو اپنا۔" وہ غصے سے پھنکارا تھا۔

"سارے کے سارے کام چور ہیں۔"

وہ منہ پر بے چینی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔

وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

"میرا دل تو کر رہا ہے تمہاری جان لے لوں۔"

وہ اپنا سر ہاتھوں میں دیئے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ شاید اس کا سر درد کرنے لگا تھا۔

"آج رات یہ سامان ہر صورت یہاں سے نکلنا چاہیے۔ چاہے میں یہاں ہوں یا نا ہوں۔ سمجھے تم۔"

وہ آخر میں اس پر چلایا تھا۔ خلیل نے ڈر کر سر ہلایا۔

"ج.... جی سر۔"

وہ سر جھٹکتا بیسمنٹ سے باہر نکل آیا تھا۔ واپس آیا تو اس کا فون بج رہا تھا۔ اس نے فون اٹھا کر کان کے ساتھ لگالیا۔

"سنا ہے آج کل بڑے بے چین ہو مرزا۔ کیا سامنے موت دکھائی دے رہی ہے؟"

مقابل طنز بھری مسکراہٹ تھی۔

"صرف موت نہیں۔ تمہارا بھی دی اینڈ دکھائی دے رہا ہے۔"

بخت قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

"تم بچ نہیں سکتے۔ جو کچھ تم نے میڈیا....."

"میں نے میڈیا کو کسی بات کا پیسہ نہیں دیا۔ جو کام میں نے نہیں کیا، مجھے اس میں انوالو مت کرو۔"

"تو پھر کس نے کیا ہے؟" اب وہاں سرد مہری سی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم بہت بڑے ڈیٹیکٹیو بنے پھرتے ہو۔ خود جا کر پتا لگا لو نا۔" جازم کے انداز میں طنز بھر گیا تھا۔

"پتا تو میں لگوا لوں گا۔ لیکن اگر اس کے پیچھے تم ہوئے تو یاد رکھنا۔ جو تمہارے ساتھ تمہارے بچپن میں ہوا تھا نا۔ وہ بہت کم تھا۔"

یہ چھڑ کا تھا بخت نے جازم کے زخموں پر نمک۔

"مت بھولو۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا، وہ سب تمہاری ہوم ریکر ماں کی وجہ سے ہوا تھا۔ اگر میں گناہگار ہوں تو پارسا وہ بھی نہیں تھی۔"

وہ سختی سے کہتا لب بھینچ گیا تھا۔ اس کے اندر آگ سی مچ گئی تھی۔ بخت چند لمحے چپ رہا۔

"اگر تم یہ سب نہ کرتے تو تمہاری یہ شکایت سر آنکھوں پر ہوتی۔ میں تمہارے سامنے شرمندہ ہوتا۔ مگر اب مجھے کوئی شرمندگی نہیں۔ اگر وہ ہوم ریکر تھی تو تم ملک میں پلتے ناسور۔ اس نے گھر توڑا، تم نے نوجوان نسل کو نشے پر لگا دیا۔ بربادی تم دونوں نے مچائی۔ ایک انجام بھگت چکا، اب تمہاری باری۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فون کھٹاک سے بند ہو گیا تھا۔اور جازم کا بس نہیں چل رہا تھا ہر چیز تہس نہس کر دے۔

oooooooooooooo

آیت کے ہاتھ ایک یو ایس بی آئی تھی۔اور اس نے وہ اٹھالی تھی۔لیکن اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔تجوری کو واپس لاک کیا اور دروازے تک آئی۔دروازے کو اندر سے چٹکی لگا کر اب وہ بیڈ تک آئی تھی۔اس نے دیوار کو ٹٹولنا شروع کیا۔اور پھر دروازہ کھل گیا۔

یہ آیت کا راز تھا۔اس نے کب اور کیسے جازم کو اسٹڈی کا دروازہ کھولتے دیکھا تھا،یہ اسی کا راز تھا۔اس نے قدم اندر رکھا اور اپنی جگہ پر جم سی گئی۔مگر دل بے حد تیز دھڑک رہا تھا۔کوئی ڈر سا تھا۔

اندر جا بجا ریکس بنے ہوئے تھے جن کے اوپر بہت سی کتابیں رکھی ہوئیں تھیں۔وہ کتابوں کو نظر انداز کرتی اپنی مطلوبہ چیز ڈھونڈنے لگی۔اسے جلد ہی ایک لیپ ٹاپ مل

گیا تھا۔اس نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھا۔وہ پسینے میں بھیگ چکی تھی۔اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ آن کیا اور وہ بغیر کسی پاسورڈ کے کھل گیا۔

آیت کو حیرت ہوئی تھی۔

پھر شرمندگی۔

"یہ میں کیا کر رہی ہوں۔ کیا میں اپنے شوہر پر شک کر رہی ہوں۔ جس نے لیپ ٹاپ کو پاسورڈ تک نہیں لگایا۔"

اس کا دل کیا کہ واپس لوٹ جائے مگر ایک دفعہ....ایک دفعہ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس یو ایس بی میں کیا تھا۔

بہت سی باتیں اس کے شوہر نے اس سے چھپائی تھیں،انہی کی وجہ سے وہ آج مشکوک ہو گئی تھی۔اس نے وہ یو ایس بی لیپ ٹاپ میں لگادی۔ایک نیا فولڈر سامنے آ گیا۔

آیت کا دل کانپ اٹھا تھا۔

"یا اللہ۔ کچھ نہ ہو اس میں ایسا کہ میں.... میں برداشت نہ کر سکوں۔"

اس نے کانپتے ہاتھوں سے فولڈر اوپن کیا۔ سامنے تین ویڈیوز تھیں۔ آیت نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی پھانسی گھاٹ پر لٹکنے جا رہی ہو۔ اس نے ہمت کر کے ہاتھ آگے بڑھایا اور وڈیو لگا دی۔

آوازیں۔

منظر۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا کچھ تھا اس وڈیو میں جس نے آیت پر خوف اور بے یقینی بیک وقت طاری کر دیا تھا۔

اور آفس میں بیٹھے جازم کے موبائل پر کوئی رنگ سی بجی تھی۔ اس نے موبائل اٹھا کر سامنے کیا۔ اور پھر بہت سی پریشانی اس کے چہرے پر آئی۔

"او مائی گاڈ۔ کس نے میرا لیپ ٹاپ اوپن کیا ہے۔"

وہ موبائل پر لائیو فوٹیج اوپن کر کے دیکھنے لگا۔

اس کی اسٹڈی میں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہی حالت جو وڈیو لگانے سے پہلے تھی۔

"آیت۔"

اس سے جتنی جلدی ہو سکا وہ وہاں سے نکلا تھا۔

"آیت وہاں کیا کر رہی ہے۔"

وہ راہداری کو تیزی سے پار کرتا نکل رہا تھا۔ چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

تو مسٹر جازم نے اپنی اسٹڈی میں کیمرے لگائے ہوئے تھے۔

oooooooooooooooo

بخت اور برہان، شاہ خاندان کے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مہر ماہ کے علاوہ گھر کے تمام افراد بھی وہیں تھے۔

"یقین نہیں آرہا کہ کوئی اتنا گر سکتا ہے۔ مطلب.... اب وہ حد پار کر رہا ہے۔" بخت بے حد غصے میں لگتا تھا۔

"مطلب.... اس کی ہمت دیکھیں... ہمارے گھر کی عورت کا نام لے رہا ہے۔ بقول اس کے کہ.... میرال اور گلفام بھائی کا..... او میرے خدا۔"

شاید میڈیا پر کوئی نئی خبر آئی تھی میرال اور گلفام کے حوالے سے۔ جس نے سب کو عجیب کشمکش میں ڈال دیا تھا۔

"تمہارے پاس جب ثبوت ہیں تو تم.... تم کچھ کر کیوں نہیں رہے۔ میرے اللہ میں نے اپنی بیٹی کو کیسے بھیج دیا۔"

نیلم تو اور پریشان ہو گئیں تھیں۔

"آپ کی بیٹی کی وجہ سے۔ اگر میں ان ثبوتوں کی بنا پر کچھ کروں گا تو ناجانے آیت کا کیا ری ایکشن ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے شوہر کی حقیقت خود دیکھے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں اور تب تک وہ دنیا میں تباہی مچاتا پھرے۔"

نیلم غصے سے پھنکاری تھیں۔

"خالہ میری بات سنیں۔"

وہ آرام سے بولا تھا۔

"اگر ہم اسے پکڑ بھی لیتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا۔ کچھ ماہ بعد وہ جیل سے نکل آئے گا۔ وہ پولیس خرید لے گا۔ یا اپنی بیل پہلے ہی تیار کروالے گا۔"

"تو پھر... تو پھر کیا وہ ساری زندگی آزاد رہے گا؟" بخت نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ اب کچھ بھی ہو گا مگر وہ آزاد نہیں ہو گا۔"

وہ اٹل لہجے میں بولا تھا۔ اب نیلم بھی کچھ نہیں بولی تھیں۔ فیصلہ اوپر والے پر چھوڑ دیا تھا۔

oooooooooo

وہ گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے تقریباً بھاگتا ہوا کمرے تک آیا تھا۔ہینڈل گھمایا تو دروازہ لاک تھا۔

"شٹ۔"

اس نے ضبط سے خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا ہوا تھا۔

"عالیہ..... کمرے کی چابی لے کر آؤ۔"وہ غصے سے چلایا تھا۔اگلے کچھ سیکنڈز میں چابی اس کے ہاتھ میں تھی۔عالیہ کو کچھ غلط ہونے کے احساس نے ڈرادیا تھا۔

"کمرے میں مت آنا۔"

وہ بھی کمرے میں پیچھے آنے لگی تھیں جب جازم نے سختی سے کہااور خود اندر بڑھ گیا۔اب اس کے قدم اسٹڈی کی جانب تھے۔اس نے دروازہ دھکیلااور اندر قدم رکھے۔اور پھر اپنی جگہ رک گیا۔

وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آنکھوں میں دکھ اور بے یقینی ایک ساتھ تھی۔

"آیت۔"

وہ رکتے سانس کے ساتھ بولا تھا۔

"سب نے کہا.... تمہارا شوہر انسان نہیں ہے۔ انسانیت کے روپ میں ایک درندہ ہے۔ میں نہیں مانی۔"

اس کی آواز ہلکی تھی بہت ہلکی۔ مگر سنی جا سکتی تھی۔ اس آواز میں بے یقینی سی تھی۔

"جانتے ہیں کیوں؟" سوال پوچھا تھا۔ "کیونکہ میں لوگوں کے بجائے تم پر یقین کرتی تھی۔" اس کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ خود ہی بول پڑی۔

"میں نے اس یو ایس بی کے اندر موجود وڈیوز تین دفعہ دیکھیں۔ پہلے تو مجھے خوف آیا۔ پھر خود کو یقین دلایا۔ اور پھر اپنی بے وقوفی پر زور سے ہنسی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔ وہ پتھر کا بنا سن رہا تھا۔

"میں نے کیوں تمہارا یقین کیا؟"اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"آیت۔ میری بات سنو۔"

"چپ کرو تم۔"

وہ غصے سے چلائی تھی۔"کوئی حق نہیں ہے تمہیں بولنے کا۔ تم بس سنو گے۔ تم.... تم۔"وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"آیت تم ٹھیک ہو؟"اس نے قدم آگے بڑھائے۔

"واہ۔ بیمار کر کے پوچھتے ہو، آیت تم ٹھیک ہو؟ کیا کبھی مارنے کے بعد پوچھتے تھے کہ کیا تم زندہ ہو؟"انداز میں طنز تھا۔

"تم سے میری محبت سچی تھی۔ تمہیں میں نے کبھی تکلیف نہیں پہنچائی۔"

"محبت تو تمہیں بھائی سے بھی تھی۔ کیسے مار دیا۔ کیسے مار دیا۔"

وہ آخر میں روتے ہوئے چلائی تھی۔

"مُجھے میرے گھر والوں سے دور رکھنے کے لیے میرا موبائل چھپا دیا۔ اتنے معصوموں کی جان لی۔ برہان کے ساتھ اتنا ظلم کیا۔ تمہیں رحم نہیں آیا؟"

اب وہ،وہ باتیں بھی پوچھ رہی تھی جن پر اسے یقین نہیں تھا۔

" کتنی قبریں ہیں تمہارے اس گھر میں۔ کتنے معصوم دفن ہیں تمہارے گھر کے اندر۔"

"آیت..."

"اس میں ایک وڈیو تھی۔ تین حصوں میں۔ تم نے ایک شخص کو بے رحمی سے مار دیا۔ پھر اسے.... بیک یارڈ میں دفن کر دیا۔ پھر تم نے وہ جگہ بالکل برابر کر دی کہ وہ راز کسی تک نا جائے۔ لیکن تم... تم پکڑے گئے۔" وہ آنسو کے درمیان ہنس دی تھی۔

"محض ایک قتل سے تم مجھ پر بے بنیاد الزام نہیں لگا سکتی۔"

"میں نے کہا چپ رہو۔ بالکل چپ۔"

وہاں کئی لمحے خاموشی سے گزر گئے تھے۔ پھر آیت نے اپنا موبائل آن کیا۔

"کیا کر رہی ہو؟"وہ مشکوک ہوا تھا۔

"تمہارے گناہ دنیا تک پہچانے لگی ہوں۔ تاکہ تم پر اندھا اعتماد کرنے والے دیکھ لیں کہ تم.... تم فرشتے کے روپ میں کتنے خطرناک درندے ہو۔"وہ کہہ کر موبائل پر مصروف ہو گئی تھی۔جازم نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"آیت۔"

اب اس کی آواز میں سرد مہری سی تھی۔ آیت نے سر اٹھا کر دیکھا۔اس کی آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو گئیں۔

اس کے ہاتھ میں پستول تھی جو وہ آیت پر تان چکا تھا۔

oooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سڑک پر سرخ مہران بہت تیزی سے جا رہی تھی۔اس کے پیچھے سفید کرولا بھی تھی۔یقیناً وہ کار اس کا پیچھا کر رہی تھی اور آگے والی کو اندازہ تھا تبھی وہ تیز رفتار تھی۔دونوں گاڑیاں دیکھتے ہی دیکھتے کسی سنسان راستے پر آ نکلیں۔

کرولا کار اپنی رفتار مہران سے تیز کر رہی تھی۔لیکن وہ اس کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی۔لیکن پھر ایک دم سے کرولا آگے نکل آئی اور مہران کے سامنے روک دی۔گاڑی سے ایک نوجوان تیز قدموں سے سرخ کار کی جانب آیا۔اس کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھے شخص کو گریبان سے پکڑ کر باہر نکالا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے کچھ نہیں کیا۔مجھے جانے دو۔"وہ اب منت کر رہا تھا۔مقابل کے اندر آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔

"اس نے کہا تھا۔یہ نام یاد رکھنا۔اس نے تمہارا نام لے کر کہا تھا۔روحیل۔یہ نام یاد رکھنا۔"بخت اس وقت رحم کے موڈ میں نہیں لگتا تھا۔

"آپ.... آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔میں نے کچھ نہیں کیا۔"

تبھی ایک اور گاڑی وہاں آ کر رکی۔ جس میں سے دو ہٹے کٹے نوجوان باہر نکلے۔ خاکی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے۔

"سر۔" وہ دونوں بخت کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

"اسے ایسی جگہ لے جاؤ کہ اسے قبر کا گمان ہو۔" لفظ چبا کر ادا کیے تھے۔

دونوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور اسے بازوؤں سے پکڑ لیا۔

"سر میری بات سنیں۔ سر میری فیملی ہے۔ سر میری ماں میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ سر.... سر۔ میری بات سنیں۔"

وہ منتیں کر رہا تھا مگر آج بخت کے اندر کوئی رحم نہیں تھا۔

وہ اسے گاڑی میں بیٹھا کر لے جا چکے تھے۔ بخت بھی تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

oooooooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی لوہے کا دروازہ کھول کر باہر آیا تھا۔

"جی کس سے ملنا ہے آپ کو؟"باہر ایک آدمی کھڑا تھا۔

"جی مجھے جلیس صاحب سے ملنا ہے۔"اس آدمی نے کہا۔

"کہیے۔میں ہی ہوں جلیس۔"

"چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ ورنہ.....۔"اس نے قمیص کے نیچے سے گن دکھائی تو وہ حیرت اور ڈر سے اسے دیکھنے لگا۔

"ک...کون ہو تم لوگ؟"وہ ہکلایا تھا۔

"گاڑی میں بیٹھو۔پھر بتاتے ہیں۔"ایک دوسرا آدمی نکل کر باہر آیا تھا۔

"میں....میں کیوں...۔"

"اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔پھر یہ نا ہو کہ دن دیہاڑے تمہاری فیملی کے ساتھ واردات ہو جائے۔"اس نے پہلے ادھر ادھر دیکھا۔پھر سر ہلاتا گاڑی کے اندر

بیٹھ گیا۔وہ دونوں بھی اس کے پیچھے بیٹھے تھے۔گاڑی فراٹے بھرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

oooooooooooooooooo

(کچھ دن پیچھے)

بخت نے ایک خفیہ آپریشن کیا تھا جس سے اس نے جازم سے جڑے تمام لوگوں کو ڈھونڈ نکالا تھا۔وہی لوگ جو اس کے گناہوں میں برابر کے شریک تھے۔مگر اسے حیرت تب ہوئی،جب اسے پاکستان میں کوئی بھی اس کا بزنس کولیگ نہیں ملا تھا۔یعنی اس کے تعلقات بیرون ممالک کے لوگوں کے ساتھ تھے۔اس کا مال دوسرے ملکوں میں جاتا تھا۔یہاں پر اگر کوئی اس کے کام آتا تھا تو وہ محض غریب لوگ تھے جو دو وقت کی روٹی کے لیے ان حرام کاموں میں پڑ گئے تھے۔منشیات سے زیادہ ریکارڈ قتل کا تھا۔یعنی وہ شخص قتل کرتا آیا تھا۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ اپنے ہی ملک میں وہ بغیر کسی سہارے کے اتنا کچھ کر رہا تھا۔ بس اس کے خبری ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ بخت نے سب سے پہلے ان کا صفایا کرنا شروع کیا تھا۔ جلیس کے بارے پولیس انسپکٹر کامران نے ہی اپنا شک ظاہر کیا تھا اور پھر بخت جانے اور اس کا کام۔

مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ آج کا دن صرف ان خبریوں کے لیے نہیں بلکہ جازم مرزا کے لیے بھی برا تھا۔

oooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"واہ مرزا صاحب۔ دکھادی نا اپنی اصلیت۔"

وہ ڈری نہیں تھی۔ اسے یقین تھا کہ کم از کم جازم اس پر گولی نہیں چلائے گا۔

"تم نے مجھے مجبور کیا ہے۔" وہ لب بھینچے سختی سے بولا تھا۔ جواباً آیت کا قہقہہ اسٹڈی میں گھونجا۔

"تم مجھے مار بھی دو تو بھی تم بچ نہیں سکتے۔"

"تم نے میری محبت کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔"

"تم مجھ سے محبت کرتے ہی کب تھے۔ تم مجھ سے آبسیسڈ تھے۔ کیونکہ تم..... تم ایک سائیکو پیتھ ہو۔" وہ اتنی بے رحمی سے بولی تھی، جازم کو لگا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔ "تمہیں لڑکی کی نہیں، ایک دماغی ڈاکٹر کی ضرورت تھی۔"

اب کے وہ ہنسا تھا۔ طنز بھری ہنسی۔

"تم..... تم یہاں تک بھی پہنچ گئی۔"

آیت نے تنے بھنوؤں کے ساتھ اسے دیکھا۔ "تم تو میری طبیب نکلی۔ چھوئے بغیر میری بیماری پکڑ لی۔ اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے۔" آیت کو لگا اس کا دل رک جائے گا۔

"مار دو مجھے۔ میں اس گلٹ کے ساتھ نہیں جی سکتی کہ میں نے اپنے بھائی کے قاتل سے محبت کی۔ مار دو مجھے اور میری اولاد کو۔ تم باپ بننے کے قابل ہی نہیں ہو۔"

جازم کی دکھتی رگ پر ہاتھ پڑا تھا۔ گولی والا ہاتھ خود بخود نیچے چلا گیا۔

"کاش میں تمہیں مار سکتا۔ کاش تمہیں مار دینا میرے لیے آسان ہوتا۔" وہ بے بسی سے بولا تھا۔ پھر گھٹنوں کے بل زمین پر آ بیٹھا۔

"کیوں ہوئی مجھے تم سے محبت۔ کیوں بن گئی ایک عورت میری کمزوری۔ کیوں میں نے.... میں نے تمہارے سامنے خود کو بے بس محسوس کیا۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے۔ آیت تمام فاصلے مٹاتی اس تک آئی اور پھر اسی کے پاس زمین پر بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔ پھر اپنی بھیگی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"وہ ایک ٹراما تھا، قبر تو نہیں تھی نا۔ جس سے آپ کبھی باہر ہی نہیں آ سکے۔"

جازم کو لگا وہ کبھی بول ہی نہیں پائے گا۔

"جس سے محبت ہو۔انسان کبھی اسے نقصان پہنچانے کا سوچتا بھی نہیں۔آپ کو.... آپ کو مجھ سے محبت نہیں تھی۔آبسیشن تھی۔تبھی تو آج میں رو رہی ہوں۔آپ کی آبسیشن نے آج آیت وجدان کو بہت زیادہ تکلیف دی ہے۔"

"میری محبت کی توہین مت کرو۔"

آیت نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا۔وہ خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی۔

"مجھے طلاق دے دیں۔"

پوری اسٹڈی جازم کے اوپر جیسے الٹ دی گئی ہو۔جیسے اس کے کانوں میں گرم سیسہ انڈھیل دیا گیا ہو۔

"ک... کیا کہہ رہی ہو تم۔ایسے نہیں ہو سکتا۔"

وہ بالکل کسی بچے کی طرح سہم گیا تھا۔وہ ایک بار پھر سے کسی اپنے کو نہیں کھو سکتا تھا۔

"میں نہیں رہنا چاہتی آپ کے ساتھ۔چھوڑ دیں مجھے۔پلیز۔"وہ دونوں رو رہے تھے۔

"پلیز آیت۔ مجھے.....مُجھے میرے گناہوں کی اتنی بڑی سزا مت دو۔ میں.... میں جیل میں سزا کاٹوں گا۔ جتنی تم چاہو۔ جو سزا کہو لیکن.... لیکن مُجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔" اب وہ اس کی منت کر رہا تھا۔ بالکل کسی چھوٹے بچے کی طرح۔ آیت کو اس پر ترس آیا تھا۔

"لیکن میں تو یہی سزا دینا چاہتی ہوں۔" رحم کیا نہیں جا رہا تھا۔

"پلیز آیت۔ مجھے... مجھے مت چھوڑو۔ میں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر۔ تم کیسے جا سکتی ہو یار۔"

"جیسے آپ مجھے دھوکہ دے سکتے ہیں۔"

"تم نے کہا تھا تم ہمیشہ ساتھ دو گی۔ ہر حال میں دو گی۔"

"وہ یہ والا حال نہیں تھا۔ جس میں آپ ایک بے رحم بادشاہ کی طرح ہوں۔"

"آیت...۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"طلاق دیں مجھے۔ ابھی اور اسی وقت۔" اس کا انداز اٹل تھا۔ جازم نے کئی لمحے خاموشی سے اسے دیکھا۔

"میں مر جاؤں گا یار۔"

"میں اپنے بھائی کے بغیر بھی جی رہی ہوں۔ آپ کے بغیر بھی جی لوں گی۔" جازم کا دل جیسے چھلنی ہو رہا تھا۔

"میں تو بے رحم بادشاہ تھا۔ تم کیوں بے رحم ملکہ بن رہی ہو۔" دونوں کا وجود پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔

"صحبت کا اثر ہے شاید۔" آخر میں وہ ہنسی تھی۔ لیکن وہ نہیں ہنسا۔ اس نے آیت کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ پھر کتنی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"تم.... تم مجھے چھوڑنا نہیں چاہتی۔ تمہاری آنکھیں صاف کہہ رہی ہیں یہ بات۔"

Clubb of Quality Content

"ظاہر ہے۔ محبت کی تھی۔ تکلیف تو ہو گی نا اب۔ لیکن کچھ فیصلے لینے پڑتے ہیں۔ چاہے دل جائے، چاہیے جان جائے۔"

"آہ۔"

وہ سانس خارج کرتا پیچھے دروازے سے ٹیک لگا گیا تھا۔

"یعنی..... یعنی اب ہمارے راستے الگ ہو جائیں گے۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"راستے بھی۔ ہم خود بھی۔ ہماری زندگیاں بھی۔ لیکن..... لیکن میرے دل کے کسی حصے میں آپ کی محبت ہمیشہ رہ جائے گی۔" جازم کے لب ہولے سے مسکرائے۔ "شاید یہ ایک قاتل سے محبت کرنے کی سزا ہو گی۔" مسکراہٹ سمٹ گئی۔

یعنی آج.... ہر حال میں وہ اسے چھوڑ ہی جائے گی۔ جازم آگے ہوا۔ آیت کے ہاتھ پکڑے۔ انہیں اپنے لبوں سے چھوا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر ہولے سے مسکرایا۔

اور آیت وجدان کا دل ڈوب گیا۔

"میں.....جازم مرزا....."اس نے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیری اور آیت کو لگا جیسے اس کی موت کا فیصلہ ہونے جا رہا ہو۔"اپنے پورے ہوش و حواس میں آیت وجدان کو....۔"آیت کی آنکھوں میں درد سا بھرنے لگا تھا۔وہ کہنا چاہتی تھی کہ نہیں۔رک جاؤ۔مت دو طلاق۔مگر نا زبان ہلی نا کوئی بات ہوئی۔اور لفظ ادا ہو گئے۔

"میں آیت وجدان کو طلاق دیتا ہوں۔"آیت کا وجود ڈھیلا پڑ گیا۔

"طلاق دیتا ہوں۔"

دل نے کہا تھا اسے روک دو۔وہ چیخ رہا تھا مگر آیت کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔

"آیت....میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔"اور پھر اس نے آیت کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔

ان تین لفظوں نے انہیں ایک دوسرے کے لیے اجنبی کر دیا تھا۔آیت تو اپنی جگہ نمک کا مجسمہ بن گئی تھی۔مگر وہ اس کے کان کے قریب جھکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جب تک میرا بچہ اس دنیا میں نہیں آجاتا۔ تب تک یہ طلاق نہیں ہو گی۔" وہ مسکرا کر پیچھے ہوا تھا۔ آیت کو لگا اس کا سانس بند ہو رہا ہے۔

"میں جا رہا ہوں آیت۔ ہمیشہ کے لیے۔ اب ہم کبھی نہیں ملیں گے۔"

اب وہ اٹھ رہا تھا۔ آیت سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی اور وہ سر جھکائے۔

وہ دونوں آخری دفعہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ جازم کی آنکھ سے آنسو گرا اور آیت کے گال میں کہیں جذب ہو گیا۔

"میں جا رہا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ تمہیں مار دیتا۔ کہیں چھپا دیتا۔ اگر آبسیسڈ ہوتا۔"

اس کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ تھی۔ وہ آیت کو دیکھتے ہوئے دروازہ پار کر گیا تھا۔ ایک دروازے کے اُس پار تھا اور دوسرا اِس پار۔

لفظ ختم نہیں ہوئے تھے مگر وقت ختم ہو گیا تھا۔

یہ شروعات جتنی بری تھی،اس کا اختتام اس سے کئی زیادہ برا ہوا تھا۔دروازہ خود بخود ہی بند ہوا تھا۔آیت زمین پر ہتھیلیاں رکھے بے بسی سے جھک گئی۔دوسری جانب جازم نے ایک سانس خارج کیا تھا۔پھر رکے بغیر چلا گیا۔

مگر کہاں؟

oooooooooooooooo

آفس میں ہر جانب ہل چل مچ گئی تھی۔ورکر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔کوئی جازم کو کال کر رہا تھا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

آفس میں پولیس کی ریڈ پڑ گئی تھی۔اور وہ کوئی چار پانچ لوگ نہیں تھی۔پوری ایک فورس تھی۔تمام ورکرز کو اپنی حراست میں لے لیا گیا تھا۔پورے آفس کی تلاشی لی گئی تھی۔کچھ اہلکار عمارت کے ساتھ منسلک گودام میں بھی پہنچ گئے تھے۔وہاں پر منشیات بنانے والے لوگوں کو پولیس گرفتار کرتی جا رہی تھی اور تمام ڈرگز اپنے اختیار میں لے لیے تھے۔اندر باہر میڈیا کا شور تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سر۔"

ایک اہلکار جازم کے آفس میں بالکل وہاں بیٹھا ہوا تھا جس کے نیچے تہہ خانے کا دروازہ تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین چار بندے اس کے اندر گھس گئے۔

"بہت بڑا کمینہ نکلا یہ جازم۔ ڈرگ بیچتا تھا اور ارد گرد کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔"

ایک اہلکار نے کہا تھا۔

"ناظرین آپ لائیو دیکھ سکتے ہیں کہ ملک کا ایک نامور بزنس مین ایک مافیا نکلا۔ اس کے آفس سے منشیات کے کارٹنز نکالے جا رہے ہیں۔ اور بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ موصوف ایک قاتل بھی ہیں۔"

ایک صحافی چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔

اپنے گھر میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے یاسر کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ طنزیہ مسکراہٹ۔

"تم اس سے زیادہ کے حقدار ہو، مرزا۔"

اور انہی لمحات میں پولیس کی ایک بہت بڑی تعداد جازم کے گھر کے باہر بھی تھی۔

"تم جہاں کہی بھی ہو جازم مرزا۔ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ کیونکہ اب تم بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔" ایک اہلکار منہ کے سامنے چھوٹا سا مائک رکھے بول رہا تھا۔

کمرے میں بیٹھی شہوات خالی نظروں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ عالیہ اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئیں تھیں۔ تمام ملازمین بھی ایک جگہ اکٹھے تھے۔

"پولیس تمہیں چاروں جانب سے گھیر چکی ہے۔ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔"

وہ اپنے گھر کی سب سے اوپر والی چھت پر کھڑا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ پولیس فورس اسے دیکھ چکی تھی لیکن اندر کوئی نہیں جا رہا تھا۔ کیونکہ....

"اگر کسی نے میرے گھر میں گھسنے کی کوشش کی تو میں یہاں سے کود کر اپنی جان دے دوں گا۔"

اس کی ایک یہی آواز کافی تھی۔ان لوگوں کو وہ زندہ چاہیے تھا تاکہ اس سے تمام زندگیوں کا حساب لیا جاسکے۔

اسی گھر کے اندر لائبریری میں بیٹھی آیت نے اپنا موبائل سامنے کیا اور پھر ایک نمبر ملا دیا۔پہلی ہی گھنٹی پر فون اٹھالیا گیا تھا۔

"برہان۔"

دوسری جانب وہ بخت کے اپارٹمنٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔وہ دونوں ٹی وی دیکھ رہے تھے۔خوش کوئی بھی نہیں تھا کیونکہ مجرم ابھی تک پکڑا نہیں گیا تھا۔تبھی برہان کے فون پر کال آنے لگی۔

اوپر آیت کالنگ لکھا آرہا تھا۔اس نے تیزی سے فون اٹھایا۔

"آیت۔"

"برہان تم کہاں ہو؟" کرب میں ڈوبی آواز۔

"میں گھر پر ہوں۔ تم ٹھیک ہو نا آیت؟" وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"تم آجاؤ پلیز۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔"

"اوکے میں آرہا ہوں۔" وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اسے آیت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ ہو بھی کیسے سکتی تھی۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

بخت نے پوچھا تھا۔

"اس نے مُجھے بلایا ہے۔"

"اس نے بلایا اور تم جانے کے لیے اٹھ گئے۔ کچھ پوچھا نہیں۔"

"جب وہ کہہ دے کہ آجاؤ تو مجھے جانا ہوتا ہے۔ سوال نہیں پوچھنے ہوتے۔" بخت نے چند لمحے اسے دیکھا اور پھر گہرا سانس لے کر اٹھا۔

"یہ وقت جذباتی ہونے کا نہیں ہے۔ عقل سے کام لو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس کے معاملے میں میں عقل کا استعمال نہیں کرتا۔" بخت نے تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ایک تو تم یہ ٹین ایجرز بھی نا۔ بچے اگر عقل کا استعمال نہیں کرو گے نا تو اسے بھی نقصان پہنچاؤ گے اور خود کو بھی۔"

برہان نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

"تو پھر کیا کروں؟"

"ساتھ چلتے ہیں۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ برہان بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔

oooooooooooooooo

"کیا سوچ رہی ہو، میرال۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آج زرمین اس سے ملنے آئی تھی۔ وہ دونوں اس وقت میرال کے ہی کمرے میں تھیں۔ زرمین اس کے لیے سوپ بنا کر لائی تھی۔

"یہی کہ میں جب سے گھر آئی ہوں۔ سب آئے ہیں مُجھے ملنے۔ لیکن....نا مہرو بھابھی آئیں اور نا گلفام بھائی۔"

زرمین نے حیرت سے اسے دیکھا۔ یعنی ابھی تک کسی نے اسے نہیں بتایا تھا۔

"تو تم ان سے ملنے چلی جاتی۔" میرال نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں تو بیمار تھی نا۔ آنا تو ان کا بنتا ہے نا۔" زرمین نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"وہ بھی بیمار ہیں۔ تم سے زیادہ۔ اگر کہو تو ملنے چلیں؟" میرال کو حیرت ہوئی تھی۔

"اچھا۔ مگر مجھے تو کسی نے نہیں بتایا۔"

"وہ اس لیے کیونکہ تم خود بیمار تھیں۔ لیکن اب تم بہتر ہو۔ چل سکتی ہو نا؟" میرال نے اس کے پوچھنے پر سر ہلایا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں حلیمہ بیگم کی اجازت لے کر گھر سے نکل آئی تھیں۔ حلیمہ بیگم کی ہدایت پر وہ نوفل کے ساتھ گئی تھی۔

"زرمین۔ خیال رکھنا اس کا۔"

اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ کچھ دیر باہر گھومنے جا رہے ہیں۔ تبھی اجازت ملی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں قبرستان کے باہر کھڑی تھیں۔ البتہ نوفل گاڑی کے اندر ہی تھا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" میرال نے زرمین کو دیکھا۔ وہ اداس سا مسکرا دی۔

"تمہیں گلفام بھائی سے ملنا تھا۔ سوچا ملوا لائیں۔"

میرال نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ پاگل ہو گئی ہو۔

"تو ملنے تو گھر جانا تھا نا۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" زرمین نے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا تھا۔

"کیونکہ اب وہ یہیں رہتے ہیں۔" میرال لڑکھرائی تھی۔

"جب تم.... قومہ میں تھیں۔ تب ہی گلفام بھائی کا قتل ہوا تھا۔" میرال کو لگا وہ گر جائے گی۔ اور ہوا بھی یہی تھا۔ وہ زرمین کے پکڑنے کے باوجود نیچے گر گئی تھی۔ زرمین نے برق رفتاری سے اس کا سر نیچے لگنے سے بچایا تھا۔ نوفل بھی بھاگتا ہوا گاڑی سے باہر آیا تھا۔

"میرال۔"

"تمہیں منع کیا تھا میں نے کہ مت لے کر آؤ اسے یہاں۔ اگر میرال کو کچھ ہو گیا تو حلیمہ ممانی چھوڑیں گی نہیں ہمیں۔"

نوفل نے ذرا غصے سے کہا تھا۔

بمشکل ان دونوں نے اسے گاڑی میں ڈالا۔

اب وہ اسے اٹھا رہی تھی۔

oooooooooooooooo

وہ مرے مرے قدموں سے باہر آئی تھی۔ تبھی شہوات دروازہ دھکیلتی اندر آئی۔

"مما۔"وہ بھاگتی ہوئی آیت کے پاس آئی تھی۔

"کیا ہوا؟"وہ رو رہی تھی۔

"باہر پولیس آئی ہے۔وہ بابا کو لینے آئے ہیں۔"

آیت نے پہلے شہوات کو دیکھا۔ پھر کھڑکی کی طرف آئی۔نیچے بہت زیادہ رش تھا۔

"بابا کہاں ہیں تمہارے؟"وہ واپس شہوات کے پاس آئی۔

"پتا نہیں۔"

وہ کندھے اچکا کر رونے لگی۔

"وہ کیوں آئے ہیں۔وہ میرے بابا کو کیوں لینے آئے ہیں۔"

وہ روتے ہوئے آیت سے پوچھ رہی تھی۔ مگر وہ تو جیسے گم سم سی ہو گئی تھی۔وہ دوبارہ کھڑکی کے پاس چلی آئی۔

Clubb of Quality Content

"مسٹر جازم آپ خود کو پولیس کے حوالے کر دیں۔"

پولیس اہلکار کے انداز میں اب منت تھی۔ آیت نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ جازم اس وقت کہاں ہے۔ وہ الٹے قدموں بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔

اب وہ لان میں کھڑی سر اوپر کیے اسے دیکھ رہی تھی۔ جازم نے پولیس سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔ پھر مسکرایا۔ ایک آنکھ دبائی۔

"نہیں۔ تم لوگ بہت ظالم ہوتے ہو۔ میں تم لوگوں کے ہاتھ نہیں لگوں گا۔"

وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

تمام لوگوں کی نظروں کا مرکز جازم بنا ہوا تھا۔ کسی نے پیچھے نہیں دیکھا۔ پیچھے ایک گاڑی کھڑی تھی جس کے اندر ایک نقاب پوش بیٹھا ہوا تھا۔ پولیس فورس سے نظریں ہٹا کر اس نے جازم کو دیکھا۔ کچھ لمحے وہ اسے دیکھتا رہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ لمحے۔ بس کچھ لمحے گزرے تھے۔ اور فضا میں ایک زوردار دھماکہ ہوا تھا۔ اور پھر ہر چیز سلو موشن میں چلنے لگی تھی۔

جازم چھت کے کنارے پر کھڑا یہ سب یوں دیکھ رہا تھا جیسے کوئی فلم ہو۔

ہر جانب دھواں اور شور بڑھ گیا تھا۔ وہ گاڑی وہاں سے جا چکی تھی مگر اپنے پیچھے ایک تباہی مچا گئی تھی۔ جب جازم کو ہوش آیا تو اس نے سارے میں طائرانہ نظر دوڑائی۔ اور اسے لگا جیسے اس کی روح قبض کر لی گئی ہو۔ ایک دم سے اس کے دل میں درد اٹھا تھا۔

"آیت۔"

آیت اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔ وہ ہر چیز پھلانگتے ہوئے بھاگ رہا تھا۔ چھت سے سیڑھیوں تک، پھر سیڑھیاں، پھر دوسرا پورشن، پھر سیڑھیاں، پھر ہال، پھر دروازہ۔ ہر قدم بھاری تھا۔ ہر لمحہ صدی تھا۔

باہر ہر جانب دھواں تھا۔ وہ باہر نہیں گیا۔ وہ لان میں رک گیا تھا۔ کیونکہ لان میں وہ اکیلی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دھواں آہستہ آہستہ کم ہوا تو اس کی نگاہیں ایک جانب رک گئیں۔اور وہ اگلا سانس بھی نہیں لے سکا۔

"آیت۔"

وہ بنا آواز کے بولا تھا۔

oooooooooooooooo

"سر آپ آگے نہیں جا سکتے۔آگے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔"

بخت کی گاڑی کے پاس دو پولیس والے کھڑے تھے۔جو اسے روک رہے تھے۔

"کیوں۔آگے کیا ہوا ہے؟"

بخت اسے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"سر،جازم مرزا کے گھر کے باہر ایک طاقتور بم دھماکہ ہوا ہے،خاص طور پر وہاں تعینات پولیس اہلکاروں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔"

برہان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"بہت سے پولیس والے مارے گئے ہیں اور کچھ زخمی ہیں۔ میڈیا کے لوگ بھی جان بحق ہوئے ہیں۔ ریسکیو ٹیمیں آ رہی ہیں۔ مگر وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔"

بخت کو دکھ ہوا تھا۔

"بہت شکریہ۔ لیکن میں نہیں رک سکتا۔"

وہ کہہ کر رکے بغیر گاڑی آگے بڑھا لے گیا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر برہان کو دیکھا۔ وہ ٹھیک نہیں تھا۔

"سب ٹھیک ہو گا۔ فکر نہیں کرو۔"

اس نے برہان کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"بھائی.... اگر آیت کو کچھ ہو گیا تو.... میں.... میں گلفام بھائی کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ میں ان کی بہن کی حفاظت نہیں کر سکا۔"

Clubb of Quality Content

اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

"تم بہت جلد جذباتی ہو جاتے ہو۔ دعا کرو بس۔"

وہ خود پریشان تھا مگر اسے تسلی دے رہا تھا۔

°°°°°°°°°°°°°°°

یہ نا جانے کونسی جگہ تھی۔ ایک راہداری کے بعد دوسری راہداری آجاتی تھی۔ اور وہ انہی راہداریوں سے ہوتا ہوا آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ مطلوبہ جگہ پہنچ گیا تھا۔ سامنے لوہے کی سلاخیں لگی ہوئیں تھیں۔ اور اس کے پار دو خواتین بڑی سے چادر اوڑھے بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ پھر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہاں بھی لوہے کی سلاخوں کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا اسے سرد آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ طلحہٰ اسے نظر انداز کرتا ان دو عورتوں کی جانب بڑھ گیا۔ ایک بوڑھی عورت بھاگ کر آگے آئی۔

"جب ہمارے درمیان معافی نامہ سائن ہو گیا ہے تو تم نے ہمیں یہاں کیوں رکھا ہوا ہے؟" وہ صفیا بیگم تھی۔ زارا کی ساس۔

طلحہٰ کے تاثرات سنجیدہ تھے۔

"معافی ان کو ملتی ہے، جو واقعی ہی شرمندہ ہوتے ہیں۔ لیکن تم دونوں نے نہ معافی مانگی نہ شرمندہ ہوئیں۔ معافی نہیں ہے تم جیسوں کے لیے۔" اس کے انداز میں بھی کوئی رحم نہیں تھا۔

"تم اپنی قبر خود کھود رہے ہو۔ جس دن میں یہاں سے باہر آ گئی، تمہارا حال اس سے بھی برا ہو گا۔"

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اور پھر قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"بہت اچھا کیا تھا گلفام نے، جو تم جیسی عورت کو آزاد نہیں چھوڑ کر گیا۔"

"اور پھر خود مر گیا۔ یہی انجام ہوتا ہے تم جیسے خود سر لوگوں کا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ انجام نہیں ہوتا،خاتون۔یہ شروعات ہوتی ہے۔ایک نئی زندگی کی شروعات۔یہاں تم بس جیل کی سزا کاٹو گی۔مگر اپنے کیے گئے ظلم کی اصل سزا تمہیں مرنے کے بعد ہی ملے گی۔"

وہ کہہ کر دوسری جانب چلا گیا تھا۔

"نکالو یہاں سے ہمیں۔ورنہ تمہارا انجام اچھا نہیں ہو گا۔گھٹیا انسان۔تم ہوتے کون ہو ہمیں قید کرنے والے۔"

وہ چلا رہی تھی مگر طلحہٰ واپس نہیں پلٹا۔

"رضوان صاحب۔"

اس کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"کیا حال ہے آپ کا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایس پی صاحب۔بڑے نڈر ہوئے بیٹھے ہو آج کل۔کس نے ہڈی پھینکی ہے۔"اس کا انداز جلا دینے والا تھا۔طلحہٰ کے اندر لاوا سا بھر گیا مگر اس نے خود کو سنبھال لیا۔

"تمہیں چاہیے وہ ہڈی؟"وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔"آہ۔تم ہڈی کا کیا کرو گے۔تمہیں تو لڑکیوں کی عزتوں کے ساتھ کھیلنے میں زیادہ مزا آتا ہے۔ہے نا۔"وہ جواباً ہنسا تھا۔

"جب جانتے ہو تو اتنے دنوں سے اکیلے کیوں چھوڑا ہوا ہے۔کوئی انتظام کیوں نہیں کیا؟"

طلحہ کو لگا جیسے آج اس ملک کا دنیا میں آخری دن ہے۔

"ویسے سنا ہے تمہاری بیوی بھی....۔"جملہ اس کے منہ میں ہی رہ گیا تھا جب ایک گولی اس کی گردن کے آر پار ہوئی تھی۔وہ وہیں پر گر گیا۔

"گھٹیا انسان۔جاؤ۔جہنم تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

وہ اسے وہیں چھوڑ کر جانے کے لیے مڑ گیا۔

"اسے لے کر جاؤ یہاں سے۔ میں بدبو میں نہیں رہ سکتی۔"صفیا بیگم کی آواز پر وہ رکا تھا۔ پھر مڑا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ پھر وہ جانے کے لیے پلٹ گیا۔

پیچھے وہ عورت چلاتی رہی مگر جانے والے کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

oooooooooo

"آیت۔"

وہ ڈر کر ایک دیوار کے ساتھ لگ گئی تھی۔اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔شاید اسے چوٹ آئی تھی۔جازم اس کے قریب آبیٹھا۔وہ خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آیت تم ٹھیک ہو۔"اس نے اس کے ماتھے کو چھونا چاہا تو وہ پیچھے ہو گئی۔

"اور کتنی تکلیف اٹھانی ہے مجھے آپ کی وجہ سے؟"وہ نفرت سے بولی تھی۔جازم شل سا اسے دیکھ کر رہ گیا۔

باہر ایمبولینس اور پولیس کی گاڑیوں کے سائرن پھر سے بجنے لگے تھے۔اس میں میڈیا کا شور اور رونے کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں تھیں۔

"یہ میں نے نہیں کیا۔کم از کم اس کا قصوروار تو نہ ٹھہراؤ مجھے۔"وہ دکھ سے بولا تھا۔

"دور رہیں مجھ سے۔آپ کی قربت سے خوف آرہا ہے مجھے۔"

وہ خود اس سے دور ہو گئی تھی۔اور جازم کو لمحہ بہ لمحہ وہ ریت کا مجسمہ بناتی جا رہی تھی۔

تبھی کئی لوگ گھر کے اندر آئے تھے۔

وہ عام لوگ نہیں تھے۔وہ پولیس اہلکار تھے۔

"اب تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں بچا۔خود کو ہمارے حوالے کر دو۔"ایک اہلکار آگے بڑھا تھا۔اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی تھی۔جازم نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔وہ جو اجنبی بن گئی تھی۔

"آیت۔"

بخت اور برہان ایک ساتھ گھر کے اندر آئے تھے۔ آیت نے گردن موڑ کر اسے دیکھا لیکن اپنی جگہ سے ہلی نہیں۔ اہلکار نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگادی تھی۔ اور وہ زخمی آنکھوں سے آیت کو دیکھے جارہا تھا۔

"میں جتنا بھی برا ہوں آیت۔ لیکن میں نے تمہارے بھائی کے خلاف کوئی جھوٹی افواہ نہیں پھیلائی۔ میرا یقین کرو۔" پولیس اسے لے کر جارہی تھی۔ اس کی بات پر آیت نے اسے دیکھا۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔

"جانتی ہوں۔ یہ آپ نے نہیں کیا۔ میں جانتی ہوں۔"

اس کی بات پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ سب کی آنکھوں میں تعجب ابھرا تھا۔ خود جازم کی اپنی آنکھوں میں۔

oooooooooooooo

طلحہ کی گاڑی ویران راستوں سے گزر رہی تھی۔ ابھی اسے پررونق سڑکوں پر آنا تھا جب اس کی گاڑی کے ٹائر چڑ چڑاہٹ کے ساتھ رک گئے۔ گاڑی کے اندر بیٹھے نوجوان نے ادھر

ادھر دیکھا۔اس کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی تھی جس نے اسے چوکنا کر دیا تھا۔وہ گاڑی سے باہر نکل آیا۔

"کون ہے؟"

اس نے گولی کو دونوں ہاتھوں میں پکڑے آگے بڑھنا شروع کیا۔جب اچانک سے اس پر فائرنگ ہوئی اور کئی گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہوتی گئیں۔وہ پیٹ کے بل زمین پر آگرا تھا۔اس کے ارد گرد خون کی ندی بہہ نکلی تھی۔اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا۔کوئی چلتا ہوا اس کے قریب آرہا تھا۔پھر وہ پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔چہرے سے ماسک ہٹا دیا۔طلحہٰ نے بمشکل اسے دیکھنے کی کوشش کی۔

"یاسر مرزا۔نام تو سنا ہو گا۔"

فاتح مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔

"وہی۔جسے ڈھونڈنے کے تمہیں آرڈرز ملے تھے۔دیکھو،خود چل کر تمہارے سامنے آگیا۔لو،لگاؤ ہتھکڑی۔"وہ تمسخر اڑاتے بولا تھا۔

"کیا ہوا ایس پی۔ زبان ساتھ نہیں دے رہی یا ہمت نہیں رہی۔"

وہ کمینگی سے ہنسا تھا۔

"یہی ہوتا ہے غرور کا انجام۔ تم سب ہار گئے۔ میں جیت گیا۔ تمہارا دوست جو فخر کی موت لے کر مرا تھا۔ میں نے اسے مرنے کے بعد داغدار کر دیا۔ اب کون اسے صاف کرے گا۔"

وہ بے بس پڑے طلحہ کو دیکھ رہا تھا۔

"کوئی بھی نہیں۔ ایک مر گیا۔ دوسرا یہاں پڑا مر جائے گا۔ وہ بخت.... کسی دن اسے بھی یونہی مار دوں گا۔ آہستہ آہستہ شاہ خاندان سے جڑے ہر شخص کو مار دوں گا۔"

وہ پاگلوں کی طرح ہنسا تھا۔

"جیت سے پہلے.... جشن منانے والے کا دوسرا نام.... گدھا ہوتا ہے۔"

وہ سانسوں میں اٹکتی آواز کے ساتھ بولا تھا۔یاسر نے مسکراہٹ روک کر اسے دیکھا۔ پھر جاندار قہقہہ لگایا۔

"تمہیں یہ بات معاف ہے۔ کیونکہ اب تم زبان کے علاوہ ہر چیز سے معذور ہو۔ کچھ دیر بعد یہ بھی نہیں رہے گی۔ چلتا ہوں۔" وہ اٹھ گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اس سے دور ہونے لگا۔ طلحہٰ کی بصارت دھندلا رہی تھی۔ اسے بہت کچھ یاد آرہا تھا۔

پھر اس کے ہاتھ میں حرکت ہوئی۔ وہ ہتھیلیوں پر زور ڈال کر بمشکل اٹھا تھا۔ اس نے اپنے سے کچھ فاصلے پر گری بندوق کو بمشکل اٹھایا۔ لوڈڈ گن سے نشانہ لیا۔

"یاسر مرزا۔"

وہ بلند آواز سے چلایا تھا۔ جانے والے کے قدم رکے۔ وہ مڑا اور پھر فضا میں کئی گولیوں کی گونج بلند ہوئی۔ اور یاسر مرزا پورے قد سے زمین پر آگرا تھا۔ اس کے بے جان ہوتے وجود میں بے یقینی تھی۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔

اس نے سانس لینے کی کوشش کی۔

مگر وہ سانس نہیں لے سکا۔

اس کا جسم بے جان ہو گیا تھا۔ طلحہٰ نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ اور پھر ایک جانب کو نیچے گر گیا۔

گاڑی میں رکھا اس کا فون بجنے لگا تھا۔ مگر فون کے اس پار بیٹھی اس کی بیوی نہیں جانتی تھی کہ فون اٹھانے والا بہت دور جا چکا تھا۔ اتنی دور کہ اب کبھی وہ اس کی آواز نہیں سن سکتی تھی۔ اب اس فون کو کوئی اٹھانے والا نہیں ہو گا۔

آج ان کی شادی کی پانچویں سالگرہ تھی۔ وہ اسے منانے کے لیے کہیں باہر جانے والے تھے۔

مگر اب؟

اب کیسے؟

کیونکہ ایس پی طلحہٰ تو شہید ہو گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آہ۔ ملک کا ایک اور وفادار اپنی وفاداری نبھاتے ہوئے شہید ہو گیا تھا۔

یہ ہیں وہ لوگ جو اپنا خون دے کر ملک کو بچاتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی پاکستان میں قلت ہے۔

یاسر مرزا کے چہرے پر تکلیف تھی مگر ایس پی طلحہٰ کا چہرہ پر سکون تھا۔ وہ سرخرو ہو کر مرا تھا۔

اے راہ حق کے شہیدو، وفا کی تصویرو

تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

لگانے آگ جو آئے تھے آشیانے کو

وہ شعلے اپنے لہو سے بجھا دیئے تم نے

بچا لیا ہے یتیمی سے کتنے پھولوں کو

سہاگ کتنی بہاروں کے رکھ لیے تم نے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooooo

لان میں موجود چہرے ایک ہی وجود کی جانب مڑے ہوئے تھے۔

"تم.... تم کیسے جانتی ہو؟"

وہ رکا تو پولیس بھی رک گئی۔

"اس رات تم کسی یاسر نامی لڑکے سے بات کر رہے تھے۔" سب نے استعجاب سے جازم کو دیکھا۔ پھر آیت کو۔

"تم کہہ رہے تھے کہ.... یہ سب تم نے کیا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ لیکن تم نے کچھ اور بھی کہا تھا۔" جازم نے نہیں پوچھا کہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس نے کیا کہا تھا۔

"کیا کہا تھا؟" البتہ برہان نے ضرور پوچھا تھا۔

"یہی کہ..... یہ خبر میڈیا سے ہٹنی نہیں چاہیے۔" جازم نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں تھیں۔

"آیت۔ میری بات سنو۔"

"کھیل ختم مسٹر جازم مرزا۔ اب آپ اپنی باری کے منتظر رہیں۔"

انسان اگر خوبصورت نہ بھی ہو تو اس کے اچھے اخلاق اور اچھے اعمال اسے خوبصورت بنا دیتے ہیں۔ مگر جازم مرزا حسین ہونے کے باوجود بھی سب سے زیادہ بدصورت لگ رہا تھا۔

خوبصورتی اگر عیب چھپا دے تو قصور عیب والے کا نہیں بلکہ دیکھنے والے کا ہوتا ہے۔

کیونکہ وہ آنکھوں کا نہیں دماغ کا اندھا ہوتا ہے۔ مگر آیت نے جب اس کی حقیقت جان لی، وہ اس سے دور ہو گئی۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ کیا ہوا جو اس کا شوہر قاتل ہے۔ مجھ سے پیار بھی تو کرتا ہے۔ اس نے ایسے پیار پر لعنت بھیج کر خود کو اس سے آزاد کروالیا تھا۔

"جانتی ہو، میں اس دنیا میں سب سے زیادہ کس سے نفرت کرتا ہوں۔"

اس کے ہاتھوں پر ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔ مگر پولیس نے اسے نہیں پکڑا ہوا تھا۔

"کس سے؟" کسی نے اس کے ہاتھوں کی حرکت کو نہیں دیکھا۔

"اس کی ماں سے اور اس سے۔" چلا کر کہتے اس نے بخت کو گولی ماری تھی۔ آیت کی تو آنکھیں حیرت سے کھل گئیں تھی مگر برہان اس کی طرف بھاگا تھا۔ پولیس ایک دم سے حرکت میں آئی تھی۔ مگر وہ ایک اور گولی چلا چکا تھا۔ ایک نسوانی چیخ پورے لان میں گونجی تھی۔ برہان نے گردن موڑ کر بے یقینی سے زمین پر اوندھے منہ گری آیت کو دیکھا۔

"آیت۔" وہ بنا آواز کے بولا تھا۔ پھر بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"آیت۔"

"نہیں۔ میں اسے نہیں مارنا چاہتا تھا۔ چھوڑو مجھے۔ میری بیوی ہے وہ۔" جازم چلا کر اپنا آپ چھڑوا رہا تھا اور آیت بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسے لگا تھا کہ وہ اسے نہیں مارے گا۔ مگر اسے غلط لگا تھا۔

کہتے ہیں نا سانپ کا کام ہی ڈسنا ہے۔

اور قاتل کا کام قتل کرنا ہوتا ہے۔

"دو اسٹریچر لاؤ۔"

کسی نے چلا کر کہا تھا۔ ہر چیز جیسے سلو موشن میں ہو رہی تھی۔ پولیس جازم کو لے جا رہی تھی۔

بخت کو کندھے پر گولی لگی تھی اور آیت کے پیٹ میں۔

"بابا.... میرے بابا کو مت لے کر جاؤ۔" شہوات آیت کو نظر انداز کرتی پولیس کے پیچھے بھاگی تھی اور عالیہ اسے پکڑ رہی تھیں۔

"میں بابا کے بغیر کیسے رہوں گی۔ رک جاؤ۔"

وہ اسے پکڑ چکی تھیں۔

وہ اب زمین پر بیٹھ کر رو رہی تھی۔

آیت کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

پولیس جازم کو گاڑی میں بٹھا چکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دو اسٹریچر لائے جا چکے تھے۔

اب آیت کو اسٹریچر پر ڈالا جا رہا تھا جبکہ بخت خود چل پا رہا تھا۔

کچھ ہی لمحات میں سب کچھ وہ ہوا تھا جو غیر متوقع تھا۔

°°°°°°°°°°°°°

"برہان میری بیٹی کیسی ہے؟"

وہ ہسپتال کے کاریڈور میں کھڑا تھا جب نیلم کا فون آیا۔ بخت کے کندھے پر پٹی لگی ہوئی تھی۔ وہ پاس رکھے بینچ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"وہ اب ٹھیک ہے ممانی۔ لیکن....۔"

"لیکن..... لیکن کیا؟"

"ڈاکٹر اس کے بے بی کو نہیں بچا پائے۔"

"یا اللہ۔"

Clubb of Quality

وہ گرنے کے سے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی تھیں۔"ناجانے ہم اور کتنے لوگوں کو کھوئیں گے۔ بخت ٹھیک ہے نا؟"وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی تھیں۔ برہان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری تھی۔

"میرے ساتھ ہی ہے۔بات کریں گی؟"

"نہیں۔اسے بتادینا کہ اس کا دوست....ایس پی طلحہ شہید ہو گیا ہے۔"مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہو گئی تھی۔اس نے گردن موڑ کر بخت کو دیکھا۔ جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

oooooooooooooooooo

آیت کے پاس نیلم کو بھیج دیا گیا تھا۔ خود وہ دونوں جنازے میں شریک ہوئے تھے۔ طلحہ کی تدفین کے بعد وہ چاروں گلفام کی قبر پر بھی آئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوفل، بخت، شہرام، برہان۔

"جس مجرم کے لیے تم مارے مارے پھرتے تھے۔ آج وہ پکڑا گیا ہے۔ مگر....۔" شہرام اس کی قبر پر پنجوں کے بل بیٹھا کہہ رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔

"مگر جو خوشی ہم نے مل کر منانی تھی۔ اس میں تم نہیں ہو۔" پیچھے کھڑے تینوں لڑکوں کی آنکھیں نم تھیں۔

"کتنا کچھ سوچا تھا ہم نے۔ مگر سب کچھ جیسے... جیسے ادھورا رہ گیا ہے۔ اب ساری جنگیں.... تنہا لڑنی ہیں۔" بخت درد کی وجہ سے جھک بھی نہیں پا رہا تھا۔ برہان اور نوفل بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔

"کبھی سوچا نہیں تھا نہ کہ.... کہ یہ سب ہو جائے گا۔ زندگی نے بہت بڑے امتحان لیے ہیں۔" نوفل قبر کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"اور ہم اللہ کے کرم سے اس امتحان کو پاس کر گئے۔" برہان نے کہا تو وہ تینوں مسکرا دیئے۔ البتہ بخت نہیں مسکرایا۔ اس کی نظریں گلفام کی قبر سے کچھ فاصلے پر بنی طلحہٰ کی قبر پر

تھیں۔ کسی بہت تھوڑے وقت میں وہ اچھے دوست رہے تھے۔ اور وہ تھوڑا سا وقت بہت قیمتی ہو گیا تھا۔

ایک مجرم پکڑا جاتا ہے تو دوسرا جنم لے لیتا ہے۔ یہ سلسلے یونہی چلتے رہتے ہیں۔ اور ان کو پکڑنے کے لیے کئی گلفام اور طلحہٰ شہید ہو جاتے ہیں۔ زندگی کبھی نہیں رکتی۔ جانے والے چلے جاتے ہیں مگر بہت سی یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔

آج کل تو لوگ مرنے والے کو جلد بھول جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی وفادار مل جائے تو پھر ساری زندگی نہیں بھولتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

برہان کو گلفام اور بخت کو طلحہٰ ساری زندگی نہیں بھولنے تھے۔

oooooooooooooooo

(چند دنوں بعد)

تمام افراد شاہ خاندان کے کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے سوائے مہر ماہ کے۔اس کی عدت ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ آیت بھی ہسپتال سے واپس آ گئی تھی۔ مگر زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ وہ بہت کمزور لگنے لگی تھی۔اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ وہ نہ مسکرا رہی تھی نہ کسی سے زیادہ بات کر رہی تھی۔ میرال نے بھی گلفام کی موت کا صدمہ لیا تھا۔ سب سے زیادہ اسے آخری وقت میں نہ دیکھنے کا تھا۔ مگر اب وہ سنبھل رہی تھی۔ پھوپھو کی فیملی آئی ہوئی تھی۔

"کیا بنا اس ملعون کا۔ آج صبح عدالت میں اس کا فیصلہ ہونا تھا نا؟" دادی جان نے حقارت سے جازم کا ذکر کیا تھا۔ آیت نے زرد پڑتی آنکھوں سے اپنی دادی کو دیکھا۔

"عدالت نے اسے سزائے موت سنائی ہے۔ کبھی بھی اسے پھانسی کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔اور جازم مرزا کا قصہ ختم ہو جائے گا۔" بخت یوں کہہ رہا تھا جیسے کوئی کہانی سنا رہا ہو۔ مگر آیت کے دل پر قیامت سی گزری تھی۔ نیلم نے دیکھا تھا۔اس کے چہرے پر کوئی تکلیف سی آئی تھی۔

"امی مجھے درد ہو رہا ہے۔ پلیز کمرے میں لے جائیں۔" وہ ضبط سے بولی تھی۔ سب نے اس کی طرف دیکھا۔ برہان کو بھی دکھ سا ہوا تھا۔

"تم بھی باہر کم آیا کرو، آیت۔ تم بھی عدت میں ہو۔" اس نے مڑ کر اپنی دادی کو دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ رو دیتی۔ نیلم اسے کمرے میں لے آئیں۔ پھر اسے بیڈ پر بٹھایا۔

"وہ کہتا تھا جب تک یہ بچہ نہیں ہو جاتا، طلاق نہیں ہو گی۔" اس کی بات پر نیلم باہر جاتے جاتے رک گئیں۔

"پھر... پھر بچہ بھی مر گیا اور طلاق بھی ہو گئی۔" اس نے بھیگی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"سنبھالو خود کو بیٹا۔ اس طرح زندگی نہیں گزرے گی۔" نیلم نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔ گلفام کے بعد وہ آیت کو تکلیف میں نہیں دیکھ پاتی تھیں۔ وہ شاید حساس ہو گئی تھیں۔

"اس کی بیٹی بھی تھی ایک۔ اس کا کیا بنا؟" حلیمہ پھوپھو نے سرسری سا پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس کی نینی اسے اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ وہ کہتی ہے اسے وہی رکھے گی۔ اس کی کل کائنات شہوات مرزا ہے۔" برہان نے ہی بتایا تھا۔ باتیں ہو رہی تھی مگر پہلے جیسی رونق نہیں رہی تھی۔

°°°°°°°°°°°

"میں نے سوچا ہے کہ تمہارا اور ایمان کا نکاح کر دوں۔" شہرام سعدیہ بیگم کے کمرے میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کی بات پر استعجاب سے انہیں دیکھا۔ کمرے میں آتی ایمان کے قدم بھی وہیں رک گئے۔ وہ تو اس گھر سے جانے کے لیے اجازت لینے آئی تھی مگر سعدیہ بیگم تو اسے یہاں رکھنے کی بات کر رہی تھیں۔

"امی۔ میں نے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا۔" اس نے صاف گوئی سے کہا تھا۔

"نکاح کے بعد دیکھ لینا۔" ان کی بات پر شہرام نے ابرو اچکائے۔

"وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ بس مجھے تمہارے لیے وہ پسند ہے۔ تم انکار نہیں کر رہے۔ سنا تم نے۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولیں تو وہ ہنس دیا۔ ایمان سانس روکے سن رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ میں نہیں کر رہا انکار۔ مگر آپ اس سے ضرور پوچھ لیں۔ اس کی رضامندی زیادہ ضروری ہے۔" اس نے کہا ہی تھا کہ سعدیہ کی نظریں دروازے سے نظر آتے گلابی آنچل پر گئیں۔ وہ مسکرا دیں۔

"اسے اعتراض نہیں ہو گا۔ وہ میرا مان رکھے گی۔ وہ انکار نہیں کرے گی۔" وہ پر یقین تھیں اور شہرام حیران۔ ایمان نے کسی بوجھ تلے گہرا سانس لیا تھا۔ اندر جانے کے بجائے وہ واپس چلی گئی۔

ooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آؤ تمہیں جیل کی سیر کروائیں۔ جہاں ایک مجرم اپنے جرموں کی سزا کاٹتا ہوا نظر آئے گا۔ جیل کی سلاخوں کے پیچھے قیدیوں والا لباس پہنے وہ سر نیچے کیے بیٹھا ہوا تھا۔ بال بکھرے ہوئے، چہرہ زرد، آنکھیں بے حد سرخ، گری ہوئی صحت، ختم ہوتا حسن۔ وہ جازم مرزا تھا۔ گھٹنوں کے گرد بازو باندھے وہ جیسے صدمے میں تھا۔ وہ کچھ بول رہا تھا۔ مگر کیا۔

"میں... میں نے نہیں مارا۔ میں... اپنی اولاد کو کیسے مار سکتا ہوں۔ میں نے نہیں مارا۔"

وہ خوفزدہ بھی تھا۔

"وہ..... وہ میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔ کوئی اپنی اولاد کو کیسے مار سکتا ہے۔" تبھی کوئی اس کے بالکل قریب آ کر بیٹھا تھا۔ کوئی دوسرا قیدی۔

"آج کل دنیا بہت ظالم ہو گئی ہے۔ لوگ اپنی اولاد کو بھی گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے ہیں۔" وہ دھیمے لہجے میں بولا تھا۔ جازم نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"عالم بخش۔" اس نے اپنا نام بتایا۔ "غربت اتنی تھی کہ میرے بچے مجھ سے کھانے کو مانگتے تھے۔ میں کہاں سے لاتا ان کے لیے کھانا۔ دیہاڑی لگتی نہیں تھی۔ لوگ سڑک پر بیٹھے فروخت کار کو یوں دیکھتے ہیں جیسے کوڑا دان ہو۔" اس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے۔ جازم بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"غربت سے تنگ آ کر میں نے بیوی بچوں کو آرے کے ساتھ قتل کر دیا۔"

کوئی پچھتاوا سا تھا اس کے اندر۔ جذبات میں کیے ہوئے کارنامے کا پچھتاوا۔ جازم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"خود کو کیوں نہیں مارا۔" بڑی حیرت سے پوچھا تھا۔ آدمی کا سر مزید جھک گیا۔

"خود کو مارنے کی ہمت نہیں کر سکا۔"

"لعنت ہو تم پر۔" اسے پھٹکار دے کر وہ وہاں سے ہٹنے لگا۔

"میں ڈر گیا تھا۔" جازم واپس بیٹھا۔

"کیسا ڈر؟" اس نے گردن موڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اتنی جانوں کا بوجھ آ گیا تھا سر پر۔ پھر خودکشی کر لیتا۔ میرے لیے دنیا تو جہنم تھی ہی۔ آخرت بھی گنوا بیٹھا۔"

جازم اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا۔

"ہم جیسے لوگوں کی اگر دنیا جہنم ہو تو ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری آخرت جنت ہو۔"

اس کے الفاظ کسی آرے کی طرح جازم کے دل پر لگے تھے۔ یعنی اس نے....اس نے دنیا میں بھی تکلیف اٹھائی تھی اور اب....اب اس کی آخرت بھی جہنم ہو گی۔ کوئی خوف سا تھا جو اس کے اندر بھرنے لگا تھا۔ اس کا جسم کانپنے لگا تھا۔ مگر اس کی آنکھیں جامد تھیں۔

oooooooo

وہ شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔ کمر سے نیچے تک جاتے بال اس کے ہاتھوں میں تھے۔ دوسرے ہاتھ میں قینچی تھی۔ آنکھوں میں کوئی کرب ناک سا تاثر تھا۔ وہ قینچی کو بالوں کے نزدیک لے آئی۔ بال قینچی کے شکنجے میں آچکے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ چلتی، قینچی اس کے ہاتھ سے دور جا گری تھی۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو؟ پاگل ہو گئی ہو؟" نیلم غصے اور دکھ سے اس پر چلائی تھیں۔

"امی میں اپنے بال کاٹ رہی تھی۔"

"مگر کیوں آیت۔" کوئی جواب نہیں بنا۔

"کیونکہ میں پہلے بھی کاٹتی تھی۔" وہ رخ موڑ چکی تھی۔

"پہلے تمہارے بال اتنے بڑے نہیں ہوتے تھے۔ تم ہر ماہ کاٹ دیتی تھی۔ لیکن ایک عرصے سے تم نے یہ نہیں کیا۔"

"کیونکہ..... کیونکہ میری ساری توجہ.... ایک ہی انسان پر اٹک گئی تھی۔ میں خود کو بھول گئی تھی۔" وہ بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ نیلم چند پل اسے دیکھتی رہیں۔ پھر اس کے برابر میں آ بیٹھیں۔

"خود کو یاد رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنی خوبصورتی ختم کر دو۔ تمہارے بال تمہاری خوبصورتی ہیں بیٹا۔ آئندہ مت کاٹنا۔" نیلم پیار سے سمجھا رہی تھیں۔ آیت نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"آج کل دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔ لڑکے کو اگر دھوکہ ملے تو وہ اپنے بال بڑھا لیتا ہے۔ اگر لڑکی کو ملے تو وہ کاٹ دیتی ہے۔ یہی ٹرینڈ ہے امی۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی تھیں۔ نیلم تو کچھ بول ہی نہیں پائیں۔ وہ تو جیسے حیرت میں گڑھ گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پاگل لڑکی۔ تم ٹرینڈ فالو کر رہی ہو۔"

"امی میرا دل ٹوٹا ہے۔" وہ شرمندہ سی بولی تھی۔

"دل ٹوٹا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم ایک فضول سا ٹرینڈ فالو کرو۔ بیٹا ہر ٹرینڈ اپنے اوپر فرض نہیں کر لیتے۔ یہ کم عقلوں کے کام ہوتے ہیں۔ یہ دنیاوی چیزیں ہیں۔" آیت نے بھیگی آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"صبح شاید تم کوئی گانا سن رہی تھی۔ کوئی بہت دکھی سا۔"

"امی۔"

وہ روہانسی ہوئی۔

"تمہارے بابا نے سنا تھا۔ وہ خود تو نہیں آئے تمہارے پاس۔ مگر مجھے بتایا انہوں نے۔ کیوں آیت۔ کیوں۔ کیوں سن رہی ہو ایسے دکھی گانے جو تمہارے اندر کی بے چینی کو مایوسی میں بدل دیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی جب دل ٹوٹتا ہے تو انسان کو کچھ سمجھ نہیں آتا۔ میں نے دھوکہ کھایا ہے۔ کسی کو میرا غم نظر کیوں نہیں آرہا۔" وہ اپنے بالوں کو ہاتھوں میں سختی سے جھکڑے بولی تھی۔

"آیت۔ میری جان۔" نیلم جانتی تھیں کہ اب ڈانٹ سے نہیں نرمی سے بات سمجھانی تھی۔

"تمہیں سکون کی ضرورت ہے۔ اور وہ ان گانوں میں نہیں ہے۔ تمہیں دھوکہ نہیں ملا۔ تم نے دھوکہ خود کھایا ہے۔ تمہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ تم اس شخص کے جال سے بچ نکلیں۔ مگر تم اس کی نافرمانی کر رہی ہو۔" آیت نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

"میں دیکھ رہی ہوں تم... تم کچھ دنوں سے نماز بھی نہیں پڑھ رہیں۔ قرآن تک نہیں آئیں۔ مگر.... مگر ایک برے انسان کی وجہ سے اپنی آخرت خراب کر رہی ہو۔ گانے سننا مسلے کا حل نہیں ہے۔" وہ بہت نرمی سے کہہ رہی تھیں مگر انداز میں تنبیہہ تھی۔

"تو آپ بتائیں امی میں کیا کروں۔ میرے اندر کی تکلیف کیسے ختم ہوگی۔ میرا دل کیسے جڑے گا۔ مجھے کیسے صبر آئے گا؟"

"تمہارا دل وہی جوڑے گا، جس نے اسے پہلی دفعہ جوڑا تھا۔" آیت کچھ بول ہی نہیں پائی۔

"تمہیں وہ ہی صبر دے گا جس نے تمہیں اس امتحان میں ڈالا ہے۔ تمہاری تکلیف وہی ختم کرے گا جس نے تم پر تمہارے شوہر کی حقیقت کو کھولا ہے۔ لیکن اس کے لیے تمہیں.... تمہیں اس تک جانا ہو گا۔ تم اس سے منہ نہیں موڑ سکتیں۔"

"امی۔"

"وعدہ کرو۔ وعدہ کرو کہ نہ اب تم کوئی فضول ٹرینڈ فالو کرو گی اور نہ ہی گانے سنو گی۔ تم اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے وہ کرو گی، جس کا حکم ہے۔ دنیا محض دھوکہ ہے۔ بنانے والے نے خود کہا ہے۔ مت پھنسو دنیا کے الٹے سیدھے کاموں میں۔" آیت بالکل چپ سی ہو گئی تھی۔ پھر وہ مسکرا دی۔ نیلم کے گرد بازو حمائل کیے۔

"میں سوچ رہی ہوں امی کہ جن کی مائیں نہیں ہوتیں۔ انہیں کون سمجھاتا ہو گا۔ کون اس کے غموں کو ہیل کرتا ہو گا۔" وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو نیلم بھی مسکرا دیں۔

"جن کے پاس ماں نہیں ہوتی۔ ان کے پاس اللہ ہوتا ہے۔ وہ ہی راہ دکھاتا ہے۔" آیت چند لمحے انہیں دیکھتی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں امی۔"

"اور وہ کیا؟" انہوں نے تجسس سے پوچھا تھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ آپ.... آپ بخت بھائی کو معاف کر دیں۔" نیلم کی مسکراہٹ سمٹی۔

"انہیں بیٹا بنا لیں۔ انہیں سینے سے لگا لیں۔ ان کے پاس بھی ماں نہیں ہے۔" نیلم نے تاسف بھری نگاہوں سے آیت کو دیکھا۔

"گلفام نے بھی یہی کہا تھا۔ جانتی ہو میں نے کیا جواب دیا۔"

"کیا؟"

"کہ اگر اب تم نے اس کی حمایت میں کچھ کہا تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔"

آیت تو کچھ بول ہی نہیں پائی۔

ooooooooo

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

آج وہ خود چل کر اس کے گھر آئیں تھیں۔ اور وہ بے حد حیران تھا۔ دروازہ کھولے وہ اپنے سامنے تمکنت سے کھڑی باوقار عورت کو دیکھ رہا تھا۔ پیچ رنگ کا سوٹ پہنے، دوپٹے کو اچھے سے سر پر سجائے، لبوں پر مسکراہٹ لیے وہ اسے دیکھ رہی تھیں۔ ان کے برعکس وہ بہت عام سے حلیے میں تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے اور نائٹ ڈریس پہنے۔

"دروازے پر کھڑا رکھو گے یا اندر بھی آنے دو گے؟"

وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھیں۔

"پہلے مُجھے یقین تو کر لینے دیں، کہ آپ واقعی ہی خود چل کر میرے غریب خانے پر آئی ہیں۔" نیلم وجدان نے ایک نظر اس کے پیچھے دیکھا۔ گھر بہت صاف ستھرا تھا۔ وہ یہاں سے اندازہ لگا سکتی تھیں۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو بخت نے راستہ چھوڑ دیا۔ مسکرا کر اندر قدم رکھا اور پھر طائرانہ نظر سب پر ڈالی۔ مڑ کر بخت کو دیکھا۔

"غریب تو نہیں ہو تم۔" پہلے وہ سمجھا نہیں لیکن پھر ہنس دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ان مہنگی چیزوں کو دیکھ کر اندازہ مت لگائیں۔یہ میرے دوست کا گھر ہے۔"وہ سر کھجاتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔

"کونسا دوست؟"

اب وہ وہیں کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں۔

"ہے کوئی۔آپ نہیں جانتیں۔خیر بتائیں۔کیا لیں گی؟"

"تم مجھے کیا دے سکتے ہو؟"

"آپ فرمائش کریں۔میں ہر چیز میں ماہر ہوں۔"کچھ دیر ٹھہر کر انہیں دیکھا۔

"میں ناشتہ کر کے آئی ہوں۔تم دو کپ چائے لے آؤ۔"

وہ مسکرا کر کہتیں صوفے پر آ بیٹھیں۔

کچھ دیر بعد وہ چائے کے کپ لیے وہیں آ بیٹھا۔ایک کپ نیلم کی جانب بڑھایا۔انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کپ تھام لیا۔

"تھینک یو۔"

کپ لبوں سے لگایا تو اندر تک سکون سا اتر گیا۔

"چائے تو بہت اچھی بناتے ہو تم۔"

"بہت شکریہ۔" سر کے خم سے کہا تھا۔

"تم نے پوچھا نہیں۔ میں یہاں کیوں آئی ہوں۔" چائے کے دوران ہی پوچھا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"مہمان سے کون پوچھتا ہے کہ وہ کیوں آیا ہے۔ میزبان کو بس میزبانی دکھانی ہوتی ہے۔" وہ سادگی سے بولا تھا۔ نیلم قدرے مسکرائیں۔

"یہاں آؤ۔" ان کے حکم پر اس نے پہلے استعجاب سے انہیں دیکھا۔ پھر مسکرا کر انہی کے پاس آبیٹھا۔ نیلم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کے کندھے پر اپنا سر رکھ دیا۔ وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ خوش بھی تھا۔

"میں جانتی ہوں کہ... میں نے تمہارے ساتھ بہت سخت رویہ رکھا۔ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم بے قصور تھے۔ مگر.... اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم میری سچوشن کو زیادہ اچھے سے سمجھ پاتے۔ میں نے اپنا باپ کھویا تھا۔ وہ تکلیف، وہ وقت نہیں بھولتا۔"

وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

"تم ان دو لوگوں کی اولاد ہو، جن سے میں نے بہت نفرت کی ہے۔ سنبھلنے میں وقت لگتا ہے۔"

"کیا آپ.... آپ میری ماں کو معاف نہیں کر سکتیں۔" نیلم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں مگر کچھ بول نہیں پائیں۔ بخت کے تاثرات ہی ایسے تھے۔ کرب ناک۔ زخمی سے۔

"آہ۔ مُجھے معاف کر دو۔ میں بھول گئی تھی کہ تمہارے کندھے پر گولی لگی ہے۔" وہ واقعی ہی شرمندہ تھیں۔ بخت نے مسکرا کر سر جھٹکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے درد نہیں ہوتا۔" وہ سنجیدگی سے بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔ پھر وہ کپ اٹھا کر کچن کی جانب بڑھ گیا۔

"میں نے معاف کیا۔" اس کے قدم وہیں رک گئے۔ "میں نے تمہاری ماں کو معاف کیا۔" وہ مڑا تھا۔ آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ آنسو بھی تھے۔ نیلم اپنی جگہ سے اٹھیں اور بازو کھول دیئے۔

"آجاؤ۔" وہ کپ میز پر رکھتا تقریباً بھاگتا ہوا آیا اور ان کے گلے سے آلگا۔ وہ دونوں کتنی دیر تک روتے رہے تھے۔ کتنی دیر تک گلے لگے رہے تھے۔

"میں نے ایک عرصہ اپنوں سے دور رہ کر گزارا ہے۔" وہ اب ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔

"میری زندگی عام انسانوں کی طرح نہیں تھی۔ وجدان انکل کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو میرے اندر کی تکلیف کو سمجھ پاتا۔" نیلم اس کے بالوں پر اپنی انگلیاں چلا رہیں تھیں۔

"پھر جانتی ہیں میں نے کیا کیا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا کیا؟"

"میں نے اپنے غم چھپانے سیکھ لیے۔" نیلم کا ہاتھ رک گیا۔ "لوگوں کو لگنے لگا کہ میں ایک مظبوط انسان ہوں۔ مگر در حقیقت.... میں بہت کمزور تھا۔ مُجھے تنہائی آسیب لگتی تھی۔ زندگی بے رحم لگنے لگی تھی۔ میں ڈر جاتا تھا۔" وہ اب رو بھی رہا تھا۔ جیسے کسی بچے کو ماں کی گود ملی ہو اور وہ اپنے تمام دکھ سنا دینا چاہتا ہو۔

"اب بھی؟" اس نے نگاہیں اٹھا کر نیلم کو دیکھا۔ پھر سر نفی میں ہلایا۔

"ایجسنی والوں نے سارے ڈر ختم کر دیئے۔" کچھ یاد آنے پر وہ ہنسا تھا۔

"جانتی ہیں ایک دفعہ جب میں نیا نیا ٹریننگ کے لیے گیا تھا۔ میں بہت ڈرپوک تھا۔ ان لوگوں نے مُجھے ایک کمرے میں بند کر دیا۔ وہاں اتنے زیادہ سانپ تھے۔ اور میں چیخ چیخ کر مرنے والا ہو گیا تھا۔ کئی دفعہ بے ہوش ہوا۔ کئی دفعہ اٹھا۔ میں دو دن بھوکا ان سانپوں کے ساتھ بند رہا۔"

"پھر نکالا کیسے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب انہیں لگا کہ کہیں میں اپنی جان نہ گنوا بیٹھوں۔"وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا۔بہت سی باتیں جو وہ کسی کو نہیں بتا پایا تھا۔اپنے اندر کے خوف،برے وقت کی باتیں،اچھے دنوں کی باتیں۔اور نیلم خاموشی سے سنتی رہیں۔

"جب میں بالکل ٹرینڈ ہو گیا تو مجھے پتا چلا کہ ان سانپوں کے اندر زہر نہیں تھا۔اور میں...میں اپنے اس وقت کو یاد کر کے بہت ہنسا تھا۔"

اس کی بات کے دوران نیلم نے جھک کر اس کے ماتھے کو چوما۔اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیا میں....میں خالہ کے بجائے آپ کو....ماں کہہ سکتا ہوں؟"الفاظ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے۔شاید کوئی خوف تھا۔

"ہاں۔کیوں نہیں۔"اجازت مل گئی تھی۔بخت نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"ماں۔اب مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا۔"وہ ان کا ہاتھ پکڑے پھر سے رو دیا تھا اور نیلم اپنی جگہ سے ہل تک نہیں پائیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

oooooooo

جیل میں ہر طرف اندھیرا تھا سوائے ایک جگہ کے۔ وہاں ایک تختہ رکھا ہوا تھا جس کے اوپر اسے الٹا کر کے باندھا ہوا تھا۔ وہ بغیر شرٹ کے تھا۔ ارد گرد دو لوگ تھے جن کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں۔ وہ دونوں باری باری پوری قوت سے ان چھڑیوں سے اسے مار رہے تھے۔ جب جب وہ چھڑی اس کی برہنہ کمر پر پڑتی، ایک دل خراش چیخ پوری جیل میں گونج جاتی۔

"مار دو مجھے کمینو۔ مگر مجھے اتنی اذیت مت دو۔" وہ رو رہا تھا مگر ہلنے سے قاصر تھا۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہے تجھے اپنی دفعہ۔ ان کا سوچ جن کو تو نے اذیتیں دے دے کر مارا ہے۔" دائیں جانب کھڑے سپاہی نے کہتے ہوئے ایک بار پھر سے اسے مارا تھا۔۔

"میں نے کسی کو اتنی اذیت نہیں دی۔ میں نے صرف موت دی تھی۔"

"جبکہ موت دینے کا حق تمہیں نہیں تھا۔" کوئی اندھیرے میں چلتا ہوا اس کے قریب آیا تھا۔ جازم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اسے پہچانتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب مجھے سزائے موت سنائی گئی ہے تو پھر... پھر مجھ پر اتنا تشدد کیوں۔"اس کی آواز میں درد سا تھا۔

"تاکہ تمہیں احساس ہو۔" بخت کے اشارے پر دونوں سپاہیوں نے ایک ساتھ اسے پوری قوت سے مارا تو اس کی چیخ پوری جیل میں گونج گئی۔

"تم.... تم مجھے وہ اذیت کیوں دے رہے ہو جس سے..... مجھے میرا تکلیف دہ بچپن یاد آئے۔ تم اسی کی طرح ظالم ہو۔"وہ بے بس تھا۔ بخت نے چند لمحے اسے دیکھا۔ پھر سپاہیوں کو اشارہ کیا تو وہ باہر چلے گئے۔

"تمہیں اتنا ظالم نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تم صبر کا راستہ چن سکتے تھے۔"وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"مجھ پر ظلم کرنے والوں کی تعداد اتنی تھی کہ صبر کا راستہ دکھانے والے مجھ تک کبھی نہیں پہنچے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم بچے تو نہیں تھے۔ایک مجبور انسان تھے۔اچھے برے کا فرق سمجھتے تھے۔نادانی کے قتل الگ بات ہے۔لیکن تمہارے شعور میں کیے جانے والے تمام قتال کے ذمے دار تم ہو۔"

"تم اگر میری جگہ ہوتے..."

"میں تم سے بھی زیادہ بری جگہ پر تھا۔"

"تمہارے پاس وجدان شاہ تھا۔میرے پاس کوئی نہیں تھا۔"وہ درد سے چلایا تھا۔

"میں اندھیروں میں تنہا تھا۔کوئی میرا ساتھی نہیں تھا۔وہ آئی۔میری زندگی میں روشنیاں بھر دیں۔پھر چلی گئی۔چلی گئی مجھے ان اندھیروں میں تنہا چھوڑ کر۔اور اب یہ اندھیرے....یہ اندھیرے بھیانک لگتے ہیں مجھے۔خدا کا واسطہ ہے مار دو مجھے۔مجھے اتنی اذیت مت دو۔"

وہ رو ہی تو دیا تھا۔

"ایسے ہی سب تم سے بھیک مانگتے ہوں گے۔ تم نے معاف کیا۔ تم نے رحم کھایا۔ بولو۔"

"میں تو بے رحم تھا۔ تم لوگ تو رحم کرو۔"

"اگر تم بے رحم تھے تو تم.... تم کیوں کہتے تھے کہ تم زندگی اور موت پر قادر ہو۔ تم نے صرف قتل نہیں کیے۔ تم نے شرک بھی کیا۔ خود کو خدا سمجھ بیٹھے۔ لیکن اللہ بے رحم نہیں ہے۔ تم انسانیت کے ساتھ اللہ کے بھی مجرم ہو۔"

"لیکن اللہ معاف کر دیتا ہے۔ تم انسان معاف کیوں نہیں کرتے۔"

"اللہ اپنے حقوق معاف کرتا ہے۔ حقوق العباد نہیں۔ تم اتنے لوگوں کے مجرم ہو کہ معافیاں مانگ مانگ کر تھک جاؤ گے لیکن معافیاں نہیں ملیں گی۔"

"لوگ دھوکہ دیتے تھے مجھے۔ میرا اعتبار جیت کر پیٹھ میں خنجر گھونپتے تھے۔"

"اور وہ جو.... جو تم شوقیہ کرتے تھے۔ اس قتل کے بارے میں کیا کہنا چاہو گے۔"

جازم کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کتنی اذیت میں تھا۔

"میں....مُجھے نہیں پتا۔"

"نہیں ہے نہ کوئی جواب۔ ہو گا بھی کیوں۔ گناہ کی جسٹیفکیشن ہونی بھی نہیں چاہیے۔"

بخت کے تاثرات سرد تھے۔ برف سے بھی زیادہ۔

"میری بیوی کیسی ہے؟"

"نہیں ہے وہ تمہاری بیوی۔"وہ چلایا تھا۔"نفرت کرتی ہے وہ تم سے۔"

جازم کو لگا جیسے کسی نے اس کے منہ پر چابک دے مارا ہو۔ کچھ لمحات بعد وہ اس کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔اب لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"میں تم سے آخری ملاقات کرنے آیا ہوں۔اور کچھ بتانے بھی۔"جازم نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"کیا؟"

* *

وہ لان میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مہر ماہ اسے کمرے کی کھڑکی سے دیکھ چکی تھی۔ اس لیے وہ بھی اسی کے پاس چلی آئی۔ مگر پھر رک گئی۔ رکنے کی وجہ آیت کی گنگناہٹ تھی۔ وہ کوئی انگریزی گیت گا رہی تھی۔

Mama, I'm in love with a criminal

وہ ایک ہی سطر بار بار بول رہی تھی۔ مہر ماہ کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آ کر معدوم ہوئی۔

"تم اس سے کبھی نفرت نہیں کر سکتیں۔" آیت نے ذرا کی ذرا گردن موڑ کر دیکھا تھا۔ پھر واپس سامنے دیکھنے لگی۔ مہر ماہ بھی اسی کے پاس آ بیٹھی۔

"نہیں۔ شاید کبھی نہیں۔"

"وہ قاتل ہے۔"

"اس کے اعمال سے نفرت ہے۔ مگر اس سے نہیں۔" وہ کھوئی کھوئی سی بولی تھی۔

"تم اسے یاد کر رہی ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں اسے بھولی ہی کب تھی۔"

"وہ اب تمہارے لیے نامحرم ہے۔"

"نامحرم ہونے میں ابھی چند دن باقی ہیں۔"

"آیت۔" مہر ماہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ "تمہارے بھائی کا قاتل ہے وہ۔"

"صرف بھائی کا؟" اس نے ابرو اچکا کر مہرو کو دیکھا۔ "وہ صرف بھائی کا قاتل نہیں ہے۔ پوری انسانیت کا قاتل ہے۔ میرے خوابوں کا قاتل ہے۔ میرے ارمانوں کا، میری خوشیوں کا، اور.... اور اپنی اولاد کا۔" اس کی آنکھوں سے گرم سیال بہہ نکلا تھا۔

"اسے رحم نہیں آیا بھابھی۔ وہ اتنا سنگ دل کیوں تھا۔ میری محبت سنگدل کیوں تھی۔ مجھے ایک سنگدل سے کیوں محبت ہوئی۔ اور میں... میں اس کے اتنے جرائم کے بعد بھی اس سے نفرت نہیں کر پا رہی۔ جبکہ میں نفرت کرنا چاہتی ہوں۔" وہ بے بس تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔

"تم اسے بھول جاؤ گی آیت۔"

"کبھی نہیں۔ خسارے انسان کو کبھی نہیں بھولتے۔"

"تمہیں اس سے زیادہ چاہنے والا ملے گا۔"

"مجھ سے یہ باتیں مت کریں بھابھی۔ میں ابھی تک اس کے زیر اثر ہوں۔ میرا دل ان باتوں سے نہیں بہلے گا۔" مہر ماہ جانتی تھی کہ آیت عمر کے اس حصے میں تھی جس میں زیادہ تر یوتھ جذباتی ہوتی ہے۔ وہ اپنے جذباتوں کا اظہار بھی اسی طرح کرتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ ساری دنیا کو اس کے غم پتا چلیں۔ کیا کھویا ہے۔ کیا پایا ہے۔ کتنی اذیت اٹھائی۔ وہ سب دنیا کو بتانا چاہتی تھی۔ ابھی وہ اتنی باشعور نہیں ہوئی تھی۔ ہماری آج کی جنریشن خود کو میچور سمجھتی ہے لیکن وہ میچور ہوتی نہیں۔

شعور عمر کی قید سے آزاد ہے۔ وہ کسی کو آتا ہے۔ کسی کو نہیں آتا۔ کسی کو وقت سے پہلے آتا ہے۔ کسی کو وقت گزرنے کے بعد۔ اور نا جانے آیت کو کب آنا تھی۔ مہر ماہ بس اس کے لیے دعا ہی کر سکتی تھی۔

آیت نے عام لڑکیوں کی طرح بہت سے خواب دیکھے تھے۔ مستقبل کو سجالیا تھا۔ جازم کے ساتھ وہ بڑھاپے تک پہنچ چکی تھی۔ مگر پھر حقیقت نے ایسا زور کے تھپڑ مارا کہ وہ منہ کے بل آگری تھی۔ اب سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اٹھنا کیسے ہے۔

خواب نہیں دیکھنے چاہیئے۔ اگر دیکھو تو اس کی تکمیل کی دعا مانگو۔ نہ کہ انہیں سوچ سوچ کر خوش ہو۔ اور نہ زندگی کو خوابوں کے سہارے چھوڑو۔

ٹوٹتے خواب، ٹوٹتی امیدیں بہت تکلیف دیتی ہیں۔

oooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں یاد ہے۔ اس رات..... واصف لغاری سے جیل ملنے جو وکیل آیا تھا۔" وہ بہت رازداری سے بول رہا تھا۔ لبوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی۔ "وہ میں تھا۔"

جازم کے اعصاب تن سے گئے۔

"تم... تم اس سے کیوں ملے۔ اور.....۔"

"تاکہ اسے بتا سکوں کہ تم میرے شکار ہو۔ دوسرے تم پر جال نہ پھینکیں۔" وہ اسی انداز میں بولا تھا۔

"وہ پھول یاد ہیں۔ وہ کال بھی یاد ہو گی۔ وہ سب میں نے ہی بھیجا تھا۔" ایک آنکھ دبا کر کہا تھا۔ جازم کا تن بدن جل کر راکھ ہوا تھا۔

"تمہارے آفس میں برہان کو میں نے بھیجا تھا۔ وہ کیا نام ہے اس کا.... خلیل۔ اس نے بہت مدد کی تھی۔"

جازم کے تاثرات اس وقت بہت کچھ کہہ رہے تھے مگر زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"اسے اپنے ساتھ رکھنے کے لیے اس کی فیملی کا نام لے کر دھمکاتے تھے تم اسے۔ اس نے بھی بدلہ لے لیا۔ دیکھ لو۔ اس نے بھی تمہیں دھوکہ ہی دیا۔" بخت کے انداز میں کوئی رحم نہیں تھا۔ مگر جازم کو اس وقت لگا جیسے اس کی ساری زندگی ہی بیکار گئی تھی۔

"اور.... فکر نہیں کرو۔ تمہیں سزائے موت ہی ہو گی۔ لیکن.... تب جب آیت وجدان اور برہان شیرازی کا نکاح ہو گا۔" جازم کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا تھا۔ اگر یہ چھت بھی ٹوٹ کر گر جاتی تو شاید اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی اب ہوئی تھی۔

"ایک طرف اس کا نکاح ہو گا۔ دوسری طرف تمہیں پھانسی گھاٹ پر لٹکایا جائے گا۔ اس سے اس کی مرضی پوچھی جائے گی، تم سے تمہاری آخری خواہش۔ اس کی ڈولی اٹھے گی، تمہارا جنازہ۔" جازم کا دل سکڑا تھا۔ اسے ہر طرح سے ٹارچر کیا جا رہا تھا۔ جسمانی بھی اور دماغی بھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اسے پھولوں سے بھرے کمرے میں بٹھایا جائے گا اور تمہیں.... عذاب سے بھری قبر میں اتارا جائے گا۔" جازم نے رحم طلب نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"مت کرو میرے ساتھ یہ۔ میں موت سے نہیں ڈرتا مگر.... مگر تمہاری باتیں میری جان نکال رہی ہیں۔ میرے ساتھ ظلم مت کرو۔ مجھے مار دو۔ پلیز مجھے مار دو۔" وہ جا رہا تھا۔

"رک جاؤ۔ تم نہیں جا سکتے۔ تم سن رہے ہو۔ میری آیت کسی کی نہیں ہو سکتی۔"اس کی حالت بدتر تھی۔

"اگر میں یہاں سے زندہ بچ نکلا تو پہلا قتل تمہارا ہی کروں گا گھٹیا آدمی۔"وہ زیر لب بولا تھا۔

وہ سپاہی واپس آ چکے تھے۔

اور جیل میں پھر سے اس کی چیخیں گونج اٹھی تھیں۔

oooooooooooo

وہ شاہ خاندان کے باہر کھڑا تھا۔چار لوگ اس کے ارد گرد تھے۔اس کے چہرے پر اداس مسکراہٹ تھی۔

"سوچا تھا جب سب ٹھیک ہو جائے گا تو چھوٹے شاہ کو خود بتاؤں گا۔"

اب وہ ان چار لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔

"بہت سسپنس تھا اسے یہ جاننے کا کہ آخر کون ہیں وہ دو لوگ جو اس کے گھر کی رکھوالی کر رہے ہیں۔" وہ دکھی سا ہنسا تھا۔

"ہمیں بھی مزہ آتا تھا ان کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے کا۔ ان کی موت کا بہت دکھ ہوا۔" بخت جواباً مسکرا دیا۔

"اب ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ اب اس گھرانے کو فی الحال کسی سے خطرہ نہیں ہے۔ اوکے؟" اس کی بات پر سب نے ایک ساتھ اوکے کا ریسپانس دیا تھا۔

پھر وہ سب وہاں سے چلے گئے تھے۔

مگر کون جانے کہ دشمن ختم ہو گئے تھے یا بڑھنے والے تھے۔

oooooooooooo

یکم جنوری 2026

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔ اور نہ اسے رکنا ہوتا ہے۔ مگر لوگ اپنی روٹین پر واپس آ جاتے ہیں۔ اب بھی یہی ہوا تھا۔ میرال اکیڈمی واپس جوائن کر چکی تھی۔ وہ اندر سے گھائل تھی مگر اب اسے مظبوط بننا تھا۔ اسے ایک اچھی وکیل بننا تھا۔ تمام کلاسز لینے کے بعد جب وہ باہر ایک بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی تو کوئی چپکے سے اس کے پاس آ بیٹھا۔ سرمئی لانگ کوٹ میں، آنکھوں پر چشمہ لگائے، اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گیا۔ چاروں جانب ہلکی ہلکی دھند تھی مگر سردی اچھی خاصی تھی۔ میرال نے بھی خود کو اچھا خاصا کور کیا ہوا تھا۔

آہٹ پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہاں بخت تھا۔

"سر آپ۔" وہ بدقت مسکرائی۔

"بخت شاہ۔ یہ نام ہے میرا۔"

"میں آپ کو سر ہی کہوں گی۔"

بخت نیلم وجدان کا بھانجا تھا۔ یہ راز سارے خاندان پر کھل چکا تھا۔ مگر وہ نیلم کا بھانجا تھا۔ میرال کا اس سے کیا رشتہ۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا نام لینے میں کوئی مسلہ ہے؟"اس کی ناک سردی سے سرخ ہو چکی تھی۔

"مجھے آپ سے ہی مسلہ ہے۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"کچھ کہا آپ نے؟"وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں سر۔میں چلتی ہوں۔"

وہ جانے کے لیے اٹھ گئی۔

"میں بھی جا رہا تھا۔"وہ بھی اٹھ گیا تھا۔"سوچا جانے سے پہلے آپ سے ملتا جاؤں۔"کوئی سوال تھا جو میرال کی آنکھوں میں آیا تھا۔مگر پوچھا نہیں۔بخت نے ارد گرد دیکھا۔پھر تھوڑا سا قریب آیا۔

"میں ایک سپائے ہوں۔"میرال نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں اپنے مشن سے واپس لوٹا تھا۔اور اب مشن پر واپس لوٹ رہا ہوں۔"میرال نے جلد ہی اپنی حیرت پر قابو پا لیا تھا۔

"تو۔"

"تو یہ کہ.....زندگی کا بھروسہ نہیں کوئی۔ تو اگر کبھی آپ کو میری وجہ سے کوئی تکلیف ہوئی ہو تو معاف کر دیجیے گا۔"

"ہمارے درمیان کبھی کوئی بات نہیں ہوئی۔" وہ تلخی سے بولی تھی۔

"حالانکہ میں چاہتا تھا کہ ہو۔" میرال نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا تم میرا انتظار نہیں کر سکتیں؟" کسی امید سے پوچھا تھا۔

"سر آپ میرا دماغ فضول باتوں میں نہ لگائیں۔ مُجھے اپنے کیریئر پر فوکس کرنا ہے۔" وہ جانے کے لیے مڑ گئی تھی۔

"میرال۔"

وہ رکی تھی۔ مگر وجہ اپنے نام کی پکار نہیں تھی۔ وجہ بخت کا انداز تھا۔ جو میرال کا دل روک گیا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ کبھی میں واپس آپاؤں گا یا نہیں۔ زندگی مجھے مہلت دے گی یا نہیں۔ مگر میں کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ میں واقعی ہی آپ سے محبت کرتا ہوں۔"

میرال اپنی جگہ جم سی گئی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی دل کی بات کہہ دے گی۔

"اور میں جانتا ہوں... میرا دل کہتا ہے کہ میرے جانے کے بعد کوئی شدت سے میرے لوٹ آنے کا انتظار کرے گا۔ اور وہ کوئی، کوئی اور نہیں، میرال شیرازی ہے۔" اس کے پر اعتماد انداز پر میرال نے تیزی سے پلٹ کر اسے دیکھا۔ لبوں پر ایک دم سے زمانوں کی سختی اتر آئی تھی۔

"بہت خوش فہمی ہے آپ کو۔ تو میری بات یاد رکھنا۔ میں نے صرف ایک ہی انسان سے محبت کی تھی۔ وہ مر چکا ہے۔ کوئی دوسرا اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔" بولتے وقت اس نے دیکھا ہی نہیں کہ وہ کتنی بے رحم ہو گئی تھی۔ بخت کا دل بجھ سا گیا تھا۔ چہرے کی چمک بھی ماند پڑ گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم ایک دن اسے بھول جاؤ گی۔" اس سے زیادہ خود کو یقین دلایا تھا۔ میرال نے چند لمحے اسے دیکھا۔ پھر ایک سانس خارج کی۔ پھر اس تک آئی۔

"میں آپ کو بہت گریس فل سمجھتی تھی۔ مگر آپ بھی... آپ بھی عام سے مرد نکلے۔"

"عام کیسے؟"

"آپ میرے ٹیچر تھے۔ ہمارے درمیان ادب و احترام کا رشتہ تھا۔ مگر آپ نے اپنے فضول جذبات کی وجہ سے اس رشتے کا تقدس بھی پامال کر دیا۔"

"بس۔" میرال کی بات کے جواب میں وہ سختی سے ہاتھ اٹھا کر بولا تھا۔ "مت کرو محبت۔ مت کرو انتظار۔ لیکن میرے جذبات کو گالی مت دو۔" اس کے سخت انداز پر میرال کا دل سکڑا تھا۔ مگر وہ تنک کر کھڑی رہی۔

"جا رہا ہوں میں۔ واپس آیا تو بھی تم سے نہیں ملوں گا۔ مر گیا تو وصیت کر جاؤں گا کہ تمہیں میری میت کے قریب بھی نہ آنے دیا جائے۔ چلتا ہوں۔" وہ اسی سختی سے کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔ اور میرال کو نمک کا مجسمہ بنا گیا تھا۔ اس نے بس مڑ کر دیکھا تھا۔ مگر پھر نہیں ہلی۔

وہ جا رہا تھا۔ وہ بہت دور جا رہا تھا۔ دھند آہستہ آہستہ اس کے وجود کو غائب کر رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

اور میرال بیچ میدان تنہا کھڑی رہ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اسے یاد نہیں کرے گی۔ مگر پھر اس کا دل سکڑ کیوں رہا تھا۔

وہ اس کے لیے جذبات نہیں رکھتی تھی۔ پھر بے چینی کیوں ہوئی تھی۔

"بھاڑ میں جائے۔"

وہیں کھڑے خود کو تسلی سی دی تھی۔

oooooooooo

2 جنوری 2026

وہ دونوں اقبال پارک کے وسط میں ایک بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں چائے کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے کب سے چائے پینا شروع کر دی؟"برہان کے سوال پر اس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"تم نے کب سے چائے پینا چھوڑ دیا؟"اس کے سوال پر وہ چونکا پھر سر جھکا کر ہنس دیا۔وہ دوبارہ سامنے دیکھنے لگی تھی۔

آیت نے سبز رنگ کی پیروں تک آتی فراک کے اوپر سیاہ سویٹر پہنا ہوا تھا۔سر پر سبز ہی رنگ کا دوپٹا حجاب کی صورت لیا ہوا تھا۔ہاتھوں میں سبز دستانے تھے۔سردی سے ناک سرخ ہو رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

برہان نے سیاہ ہائی نیک کے اوپر سیاہ ہی کوٹ پہنا ہوا تھا۔سردی کے باوجود اس نے سر پر کچھ نہیں ڈالا تھا۔البتہ بالوں کو اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ناک اس کی بھی سرخ ہو رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"برہان نے سامنے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"میں نے سوچا نہیں تھا کہ اتنی جلدی میرے بھائی کا کردار صاف ہو جائے گا۔" لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ برہان بھی مسکرا دیا۔

"جب بھائی نے کسی کے ساتھ کچھ غلط کیا ہی نہیں تو وہ لوگ کیسے اپنے مسیحا کے بارے میں یہ سہہ پاتے۔ آ گئے میدان میں۔"

کچھ دن پہلے ہی میڈیا پر گلفام کے کردار پر لگے الزامات کو رد کر دیا گیا تھا۔ ان تمام لوگوں پر بھاری جرمانہ ہوا تھا جنہوں نے الزامات کے بدلے پیسے لیے تھے۔ وہ تمام لوگ جو خود کو اس کا احسان مند سمجھتے تھے۔ انہوں نے آن کی آن میں سوشل میڈیا کا فائدہ اٹھایا اور چھوٹے شاہ پر لگے سارے الزامات جھوٹے ثابت کر دیئے۔

برہان کی بات وہ دونوں ہنس دیئے تھے۔

"تم مجھ سے ناراض ہو؟"

اب آیت نے اسے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"میں تم سے کیوں ناراض ہوں گا؟"اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"کیونکہ میں نے تمہیں بہت غلط سمجھا۔"

"صرف سمجھا؟"ابرو اچکا کر پوچھا تھا۔

"نہیں۔بلکہ کہا بھی۔تمہیں تھپڑ بھی مارا۔"وہ واقعی ہی شرمندہ تھی۔"کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو۔"

"محض ایک تھپڑ پر معافی مانگ رہی ہو۔"

"ہاں۔مُجھے تمہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔"

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو۔اگر یوں معافی مانگنی تھی تو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔"وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا تھا۔آیت نے کچھ متعجب ہو کر اسے دیکھا۔

"آیت۔تم مجھے اور تھپڑ مار لو۔چاہے تو جان سے مار دو۔مجھ سے معافی مت مانگو۔تم جانتی ہو کہ...میں تمہارے معاملے میں بہت بے بس ہوں۔"آیت ٹھنڈ میں جم سی گئی تھی۔

"برہان۔"

"پلیز آیت۔ جانے دو۔ وہ پچھلے سال کی تلخ یادیں انہیں اسی سال کے ساتھ بہہ جانے دو۔ ہمیں نئی شروعات کرنی ہے۔" وہ جیسے تھک سا گیا تھا۔

"پچھلے سال میں جو خسارے ہمیں ہوئے ہیں۔ کیا ہم وہ بھول پائیں گے؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں۔ ہم کچھ نہیں بھول سکتے۔ خسارے کبھی نہیں بھولتے۔ مگر... کوشش تو کی جا سکتی ہے نا۔" اس نے پرامید نظروں سے آیت کو دیکھا۔ آیت نے چند لمحے اسے دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔

"میں اپنی زندگی پر توجہ دینا چاہتی ہوں۔ میں فی الحال اس حوالے سے نہیں سوچ سکتی۔" وہ برہان کے انداز سمجھتی تھی۔

"میں بھی۔ میں بھی کچھ سال اپنے اوپر لگانا چاہتا ہوں۔ میں اب خواب نہیں دیکھنا چاہتا۔" وہ دونوں ایک بار پھر سے سامنے دیکھنے لگے تھے۔

"لیکن.... تمہارا انتظار کرنا برا نہیں ہے۔"اس کے یوں کہنے پر آیت نے ڈھیروں حیرت لیے اسے دیکھا۔

"برہان... تم...۔"

"تم فی الحال اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔ آلریڈی ہم دونوں کا ایک سمسٹر ضائع ہو گیا ہے۔"اس نے مسکرا کر کہا تھا۔ آیت مسکرا بھی نہیں سکی۔

"تم اس حقیقت کے ساتھ مجھے کیسے قبول کرو گے کہ میں نے کسی اور سے محبت کی تھی۔"وہ مسکرا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ مرد ہی کیا جو اپنی محبت کو اس کے ماضی کے ساتھ قبول نہ کر سکے۔"

"تم نہیں بدلے۔ بالکل ویسے ہی ہو۔ سب سے الگ۔"

"میں تمہارے معاملے میں بدل بھی نہیں سکتا۔ اگر مرد کے اندر مردانگی نہ رہے تو وہ خاک مرد ہوا۔"آیت محویت سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔"اپنے گھر کی عورتوں کو سب سے پہلے

گھر کے مرد ہی معاف کرتے ہیں۔ اور انہیں قبول کرتے ہیں۔ اسی گھر کی عورتیں باحیا اور مظبوط ہوتی ہیں جہاں انہیں وہی عزت دی جائے جو ان کا مقام ہوتا ہے۔ پھر چاہے وہ بیٹی کا ہو، ماں کا ہو، بہن یا بیوی کا ہو۔"

"اس لیے میرال اپنے خواب پورے کرنے کے لیے پھر سے مظبوط بن گئی ہے۔ کیونکہ اس کے پاس برہان شیرازی جیسا بھائی ہے۔" اب کہ وہ حیران ہوا تھا۔ اب آیت کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم جانتی تھیں۔"

"ہاں۔ بالکل۔"

"کب سے۔"

"سب پہلے۔ بالکل شروع سے۔"

برہان نے ایک بے بس سی سانس خارج کی تو وہ ہنس دی۔

برہان بھی جواباً ہنس دیا تھا۔

زندگی پہلے سے کچھ بہتر محسوس ہونے لگی تھی۔ کیونکہ زندگی اس کے سامنے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

oooooooooooooo

3 جنوری 2026

کمرے میں اندھیرا تھا۔ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اس وقت کہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ مگر اس کے سامنے چھوٹا سا گول میز رکھا ہوا تھا۔ جس پر کیک رکھا ہوا تھا۔ کیک کے اوپر لگی موم بتی جل رہی تھی۔ اسی روشنی میں شہوات مرزا کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چھری تھی۔

"شہوات تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

کوئی اندر آیا تھا۔ بتیاں اس نے بھی نہیں جلائی تھیں۔"اور یہ کیک یہاں کیسے آیا؟"وہ اسی کے قریب چلی آئیں تھیں۔ روشنی میں ان کا چہرہ واضح ہوا تھا۔

"زندگی کے سات سال.... سات سال میں نے اپنے باپ کے ساتھ گزارے۔ میری ہر سالگرہ پر میرا باپ میرے ساتھ ہوتا تھا۔"وہ بغیر تاثرات کے بول رہی تھی۔ عالیہ دم سادھے اسے سننے لگیں۔

"ہم باہر جاتے تھے۔ اچھا کھانا کھاتے تھے۔ خوب انجوائے کرتے تھے۔ میرے باپ کا پورا دن... میرے ساتھ گزرتا تھا۔ اور آج..... آج شہوات مرزا باپ کے زندہ ہوتے ہوئے بھی تنہا اپنا جنم دن منا رہی ہے۔ واؤ۔" آخر میں اس نے مسکرا کر تالی بجائی تھی۔

"وہ.... وہ انسان قاتل تھا۔ بھول گئیں کہ اس نے تمہاری سوتیلی ماں اور اپنے بھائی کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی۔"

"مارنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے تھی۔"وہ آگ کے شعلوں کو دیکھ رہی تھی۔"جان سے مار دینا چاہیے تھا۔"عالیہ نے بڑی بڑی آنکھوں سے شہوات کو دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم.... تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو۔"

"میں کہہ سکتی ہوں بوا۔ کیونکہ میرا باپ اس عورت سے محبت کرتا تھا۔ اس کے آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کی خاطر میری ماں کو بھلا دیا۔" عالیہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ "اور وہی عورت اسے دھوکہ دے کر چلی گئی۔ میرے باپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اسے تو میرا خیال تک نہیں آیا۔ پلٹ کر مجھ سے پوچھا تک نہیں۔ میں معاف نہیں کروں گی اسے۔"

"شہوات۔ یہاں دیکھو۔ بھول جاؤ سب کچھ۔ ہم نئی زندگی شروع کرتے ہیں۔"

"میری زندگی میرا باپ ہے۔ اس کے بغیر کچھ شروع نہیں کروں گی میں۔" انداز اٹل تھا۔

"تو پھر کیا کرو گی تم؟" یہ بس ایک سوال تھا۔ مگر اس کے پیچھے شہوات کی مستقبل کی پلاننگ تھی۔

"ابھی مجھے پڑھنا ہے۔ مجھے کسی اچھے سکول میں ایڈمشن لینا ہے۔ مجھے.... مجھے اپنے باپ کی طرح مظبوط بننا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پھر کیا کرو گی؟"

"پھر....."اس نے آگ کے شعلے پر اپنا ہاتھ رکھا اور وہ بجھ گیا۔اب کمرے میں بالکل اندھیرا تھا۔"پھر شروع ہو گا شہوات مرزا کا بدلہ۔اور اس کے نشانے پر ہو گا شاہ خاندان۔"

اتنے اندھیرے میں دیکھ پانا مشکل تھا کہ عالیہ کے تاثرات کیا تھے۔

لیکن جو بھی تھے، مطمئن نہیں تھے۔

°°°°°°°°°°°°°°°

6جنوری2026

آج ایمان اور شہرام کا نکاح تھا۔ایمان کی رخصتی شیرازی گھرانے سے ہونی تھی۔یہ آئیڈیا بھی نیلم وجدان کا تھا۔وہ چاہتی تھیں کہ ایمان کی رخصتی ان کے گھر سے ہو مگر ایمان نہیں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مانی تھی۔ لیکن شیرازی گھرانے کے لیے وہ مان گئی تھی۔ مہر ماہ کے علاوہ سب تھے اس چھوٹی سی تقریب میں۔

"ماں باپ کی خبر نہیں اور بیگانی شادی میں سب عبداللہ بن گئے۔" دادی زہر خند لہجے میں بولی تھی۔

یعنی تو یہ طے تھا کہ کچھ انسان اپنی آخری سانس تک نہیں بدلتے۔ حلیمہ بیگم کی ساس بھی انہی میں سے ایک تھیں۔

"میکے والوں کے ڈرامے ختم نہیں ہوتے، اماں۔ تم نے مجھے فضول میں بلوالیا۔" کاشفہ بیگم کہاں پیچھے رہی تھی۔

ایمان اور شہرام کو نکاح کے بعد ایک ساتھ بٹھایا گیا تھا۔ ایمان نے گولڈن اور سرخ رنگ کے امتزاج کا لہنگا پہنا ہوا تھا جبکہ شہرام نے گولڈن رنگ کی شیروانی۔ دونوں ساتھ میں اچھے لگ رہے تھے۔ سب نے اپنے چہروں پر مسکراہٹیں سجا رکھیں تھیں۔ سینہ چاہے غم سے پھٹ جائے۔ مگر وہ بچوں کی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور ان دو بچوں کا بھی

یہی حال تھا۔رخصتی کے بعد ان دونوں کو ان کے کمرے تک پہنچا دیا گیا تھا۔اب وہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں جانتا ہوں کہ تم مجھے اس طرح نہیں سوچتی، لیکن....۔"ایمان نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔یہ اشارہ تھا کہ آگے کچھ نہیں بولنا۔اور شہرام واقعی ہی چپ ہو گیا تھا۔

"محبت کا نہیں پتا۔مگر میں ہمیشہ آپ کی وفادار رہوں گی۔"آنکھوں میں نمی لیے وہ مسکرا دی۔

"تھینک یو۔"وہ تشکر سے بولا تھا۔

"وہ کس لیے؟"

"امی کا مان رکھنے کے لیے۔"جواباً وہ ہنس دی۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات تھی؟"وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

"اگر مان نہ رکھتی تو جانتے ہیں کیا ہوتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا ہوتا؟"

"زندگی پھر سے صفر سے شروع کرنی پڑتی۔" پہلے تو وہ سمجھا نہیں مگر پھر دل کھول کر ہنس دیا۔

باہر سردی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور اندر موجود جوڑا اپنی باتوں میں مگن تھے۔

ایک نئی شروعات ہونے جا رہی تھی۔

اور وہ دونوں بہت خوش تھے۔

°°°°°°°°°°°°°°°°

(چند سالوں بعد)

اندھیر کوٹھری میں کوئی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کمرہ کسی جیل کا نہیں تھا۔ یہ بند کمرہ تھا۔ ارد گرد مظبوط دیواریں تھیں۔ کوئی روشن دان نہیں تھا۔ کوئی بلب نہیں تھا۔ بس اندھیرہ تھا۔ اور کمرے کے بیچ و بیچ ایک باسی وجود۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تبھی ہلکی سی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔ کوئی اندر آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔ جازم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اور پھر تکلیف سے آنکھیں بند کر لیں۔

"کیوں لے کر آتے ہو کھانا روزانہ۔ آخر تم مجھے مر کیوں نہیں جانے دیتے۔"

کوئی خاموشی سے نیچے بیٹھ رہا تھا۔

"کیوں رکھا ہوا ہے مجھے یہاں۔ کیوں رکھا ہوا ہے زندہ۔ اور اوپر سے ہر وقت اندھیرہ۔"

"کھانا کھالو۔" جواب بہت سرد مہری سے آیا تھا۔

"تم لوگ میرے ساتھ یہ ظلم نہیں کر سکتے۔ مجھے سزائے موت ہونی تھی۔ اور اتنے سالوں سے مجھے بس ڈرایا جا رہا ہے۔ مار کیوں نہیں دیتے مجھے۔" اس کے ہر انداز سے تکلیف جھلکتی تھی۔

"ایک دفعہ مار دیا تو ہمیں سکون نہیں ملے گا۔ جو مزہ تمہیں روز تھوڑا تھوڑا مارنے میں ہے نا...۔" جازم نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔

"بکواس بند کرواپنی۔"اور اسی تیزی سے اس کے منہ پر زوردار مکا پڑا تھا۔وہ اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ اسی مکے سے زمین بوس ہو گیا۔

"آئندہ یہ غلطی تم غلطی سے بھی مت کرنا۔یہ تو تم جانتے ہو کہ اتنی آسانی سے تمہیں ماریں گے نہیں۔مگر اس کا خمیازہ بہت برا ہو گا۔"وہ انگلی اٹھا کر بولا تھا۔"اور تم اندھیرے سے کیوں ڈرتے ہو۔تم اندھیروں کے باسی ہو۔بھول گئے وہ سارے پاسورڈ جن کا حوالہ ان اندھیروں سے جڑا ہوتا تھا۔"جازم نے ضبط سے آنکھیں مینچ لیں۔

"اب دوبارہ مجھے یوں ہاتھ لگایا تو ہاتھ توڑ دوں گا۔اپنی سیاہی کو انجوائے کرو۔"وہ دھمکی دیتا جا چکا تھا۔

"رکو۔مجھے نکالو یہاں سے۔کوئی سنتا کیوں نہیں۔"وہ بے بسی سے اپنے چاروں جانب دیکھنے لگا۔کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

"بے رحم ہو تم سارے۔"

انسان موت سے ڈرے نہ ڈرے۔ مگر موت کا خوف انسان کو مار دیتا ہے۔ درد کی اگر کوئی انتہا ہے تو وہ ڈر ہے۔ اور جازم روز اسی ڈر سے مرتا تھا اور اسی خوف سے جیتا تھا۔

oooooooooooooooo

وقت کچھ عرصہ اور آگے چلا گیا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی زندگی کو ایک موڑ پر لے آئے تھے۔ برہان اور آیت کی بی ایس کی ڈگری کچھ سال پہلے ہی مکمل ہوئی تھی۔ پھر ان دونوں نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے یورپ کا رخ کیا تھا۔ اور آج ہی وہ دونوں واپس لوٹے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیونکہ آج شاہ خاندان میں چھوٹے شاہ کی سالگرہ تھی۔ آج سید نوریز گلفام شاہ کی پانچویں سالگرہ تھی۔ گلفام کو اللہ نے بیٹے جیسی نعمت سے نوازا تھا۔ مگر وہ اسے دیکھنے کے لیے وہاں موجود نہیں تھا۔ اس کا بیٹا بالکل اسی پر گیا تھا۔ ویسا ہی خوبصورت مگر کم گو۔ وہ سنجیدہ سا بچہ ثابت ہوا تھا۔ مگر آیت کے ساتھ اس کی بہت بنتی تھی۔ وہ بالکل بھی تنگ نہیں کرتا تھا مگر وہ عقابی نظریں رکھتا تھا۔

ایک ماہ بعد ہی آیت اور برہان کی شادی طے پائی تھی۔ وہ اس کے لیے راضی نہیں تھی مگر نیلم کے دباؤ اور ایموشنل بلیک میلنگ نے کام کر دکھایا تھا۔

ooooooooo

18اپریل2031

آج ان دونوں کا نکاح تھا۔ آیت نے تیز سرخ رنگ کا جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ برہان نے سیاہ ڈنر سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان دونوں کے حسن میں مزید اِضافہ ہو گیا تھا۔ برہان بہت خوش تھا مگر آیت مطمئن تھی۔

اور آج ہی کے دن جازم کو سزائے موت ہونے جا رہی تھی۔ اس کا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آج اس کا نکاح تھا۔ اسے بخت کی وہ بات یاد تھی۔

آیت کو سجا کر لایا جا رہا تھا۔

جازم کو پھانسی گھاٹ پر۔

آیت سے اس کی رضامندی پوچھی جا رہی تھی۔

جازم سے اس کی آخری خواہش۔

آیت کو برہان کے پہلوؤں میں بٹھایا جا رہا تھا۔

اور جازم کے گلے میں رسی ڈالی جا چکی تھی۔ اس کے چہرے پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ یہ تکلیف کی آخری انتہا تھی کہ وہ اپنی موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ کچھ لمحے گزرے تھے۔ بس کچھ لمحے۔ اور نیچے سے تختہ کھینچ لیا گیا تھا۔ چند لمحے اس کا شریر تڑپا تھا اور پھر اگلے ہی پل اس کی لاش رسی سے جھول گئی۔

کسی کمرے کے بند دروازے کے پیچھے کھڑی شہوات کے ناک سے خون کی ندی بہی تھی۔ مگر وہ اپنی جگہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ یہ اُس شہوات سے مختلف تھی۔

"بس کچھ وقت اور۔ اور پھر شروع ہو گا حقیقی انتقام۔"

وہ سرد مہری سے بولی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری جانب اب آیت کی رخصتی کا وقت آ گیا تھا۔ڈولی اٹھ گئی تھی۔

جازم کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا۔اس کا جنازہ وہیں چند لوگوں نے اٹھایا تھا۔

گھر آنے کے بعد آیت کو اس کے پھولوں سے سجے کمرے میں بٹھا دیا تھا۔

اور دوسری جانب جازم مرزا کو قبر میں اتارا جا رہا تھا۔کچھ دیر بعد اس کی قبر پر مٹی ڈال دی گئی تھی۔ پھر اس کی قبر کا نام و نشان مٹا گیا تھا۔یہ تھی اس کی اوقات۔

آیت کے ارد گرد رونقیں تھیں اور جازم تنہا تھا۔

اور یہی تھی اس کی سزا۔جو کئی سال پہلے طے کی گئی تھی۔

ایک طرف زندگی دلہن بنی تھی۔ تو دوسری طرف زندگی کا جنازہ اٹھا تھا۔اور یہیں پر ختم ہوئی تھی دشمنی کی داستان۔

کیا واقعی ہی؟

oooooooooooooo

"میں دیکھ رہا ہوں تم کچھ دنوں سے بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہیں۔"

ان دونوں کی شادی کو دس سال گزر چکے تھے۔اور گزرے سالوں میں انہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ملے تھے۔

رومان شیرازی اور ترنم شیرازی۔رومان کی عمر سات سال تھی۔جبکہ ترنم ایک سال کی تھی۔اس کے بعد سے آیت کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہنے لگی تھی۔برہان نے بہت دفعہ اس سے پوچھا تھا مگر اس نے ہمیشہ انکار کر دیا۔مگر آج تو وہ صبح سے اٹھی ہی نہیں تھی۔ ترنم کو بھی وہی سنبھال رہا تھا۔شادی کے بعد حلیمہ بیگم نے انہیں علیحدہ گھر میں بھیج دیا تھا۔ وجہ ان کی ساس تھیں جو ابھی تک حیات تھیں۔بوڑھی ہو گئیں تھیں مگر آیت سے ان کی نفرت برقرار تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔تم فکر نہیں کرو۔"وہ بھاری آواز کے ساتھ بولی۔

"کیسے فکر نہ کروں۔تمہاری فکر مجھ پر لازم ہے۔"غصے سے کہہ کر سائیڈ دراز کھولا۔شاید کوئی کام تھا۔مگر پھر رک گیا۔وہاں ایک لفافہ رکھا ہوا تھا۔برہان نے ایک نظر آیت کو

دیکھا اور پھر لفافے کو۔ پھر لفافہ اٹھالیا۔ اسے کھولا۔ مگر جو اس کے اندر لکھا ہوا تھا وہ برہان کی جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔

"آیت۔" وہ پتھرائے چہرے کے ساتھ بمشکل بول پایا تھا۔ آیت نے ذرا کی ذرا گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اور پھر وہیں ساکت رہ گئی۔

"برہان۔ اسے... اسے مجھے دو۔"

"کب سے ہے یہ؟" اس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا تھا۔

"برہان پلیز۔ مجھے دو۔"

"میں پوچھ رہا ہوں کب سے ہے یہ۔ کب سے لڑ رہی ہو اکیلے اس کینسر کے ساتھ۔" وہ ذرا سختی سے بولا تھا۔ آیت نے ہار کر سر جھکا دیا۔ اسے برین ٹیومر تھا۔

"پچھلے تین ماہ سے۔" سچ کے علاوہ چارہ کوئی نہیں تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یعنی... یعنی ابھی پہلے اسٹیج کا کینسر ہے۔ یعنی تم ٹھیک ہو سکتی ہو۔ تم... تم ٹھیک ہو سکتی ہو آیت۔" وہ رونے ہی تو لگ گیا تھا۔ وہ آیت کو اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔ وہ پچھلے دس سالوں سے ایک پر سکون زندگی جیتے آئے تھے۔ لیکن ان کی زندگی میں یہ بھیانک موڑ کب آیا، برہان کو معلوم ہی نہیں ہو سکا۔

"تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ تم دیکھنا۔" وہ اسے ساتھ لگائے رو رہا تھا۔ اور آیت کچھ نہیں بولی۔ وہ اس کی امید ختم نہیں کر سکتی تھی۔

oooooooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کسی نے کہا تھا کہ وہ انتظار نہیں کرے گی۔ اور پھر اس نے پچھلے چودہ سالوں سے انتظار کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔

اس کے لوٹ آنے کا انتظار۔

اس کی سلامتی کی دعا۔

سردیوں کی شام تھی۔

وہ ایک موٹی شال اوڑھے بیٹھی ہوئی تھی۔ اب وہ اٹھارہ سال کی چھوٹی لڑکی نہیں تھی۔ اب وہ تینتیس سال کی ایک میچور وکیل تھی۔ جس پر شادی کا دباؤ تھا۔ مگر وہ بضد تھی۔ وہ ابھی شادی کا نہیں سوچتی تھی۔ وہ کسی پارک میں کسی لکڑی کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔ بہت سی سوچوں میں گم۔

پھر دھند میں ایک ہیولہ سا نظر آیا۔

جس نے کہا تھا کہ لوٹ آیا تو تمہیں نہیں ملوں گا۔ وہ سب سے پہلے اسی کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ میرال اپنی جگہ جم گئی تھی۔ وجہ سردی نہیں، وجہ سامنے سے اپنے قدموں پر چل کر آتا بخت شاہ تھا۔ وہ لوٹ آیا تھا۔ وہ پندرہ سال بعد ایک بار پھر سے لوٹ آیا تھا۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کو صاف نظر آ رہے تھے۔ بخت کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ چہرہ ہمیشہ کی طرح عام نقوش کے باوجود تر و تازہ تھا۔ بال خوبصورتی سے پیچھے کو جمے ہوئے تھے۔ اسے دیکھ کر کون کہے گا کہ وہ چالیس سالہ مرد تھا۔ لانگ

سرمئی کوٹ پہنے، گردن کے ارد گرد مفلر ڈالے،وہ وجیہہ لگ رہا تھا۔اس کے سامنے وہ کھڑی تھی۔ سفید رنگ کے کوٹ میں ملبوس، سر پر اونی ٹوپی پہنے،ہاتھوں پر دستانے ڈالے۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے منتظر تھے۔

وہ دھند میں کھو گیا تھا۔وہ دھند میں لوٹ آیا تھا۔وہ دونوں پھر سے مل رہے تھے۔

کیا واقعی ہی؟

بخت اپنے قدم بڑھا چکا تھا۔مگر وہ وہیں کھڑی اس کی منتظر رہی۔

پھر ایک دم سے منظر بدل گیا تھا۔کچھ ہوا تھا۔مگر کیا۔ذرا دھند کا راستہ پار کرو تو واضح نظر آئے۔

کہیں سے کوئی گولی اڑتی ہوئی آئی تھی جو بخت کی پشت پر آ کر لگی تھی۔ چہروں سے مسکراہٹیں ختم ہو گئی تھیں۔ وہ واپس مڑا۔ ایک اور گولی اس کے پیٹ میں لگی تھی۔ اور پھر وہ گر گیا۔

"بخت۔"

وہ بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی۔

"بخت۔"

"وہاں دیکھو کون تھا۔ جاؤ۔ جلدی سے۔"

"میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ مجھے ایمبولینس کو بلانے دیں۔" وہ فون نکال چکی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں جاؤ۔ جاؤ میرال۔" وہ تکلیف میں تھا پھر بھی چلا کر بولا تھا۔ میرال نے تیزی سے سر ہلایا اور بھاگتی ہوئی اس جانب آئی جہاں سے یہ گولیاں آئیں تھیں۔ مگر وہاں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی نہیں تھا۔اس نے بخت کے پاس لوٹ کر جانے سے پہلے ایمبولینس کو کال کی تھی۔ پھر وہ واپس بھاگتی ہوئی آئی اور اس کے پاس گر گئی۔

"بخت۔ آپ ٹھیک ہیں۔"وہ سردی کی وجہ سے بمشکل سانس لے پا رہا تھا۔ میرال کی بات پر اثبات میں سر ہلایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

"پلیز اپنی آنکھیں بند نہیں کرنا۔اب کہیں مت جانا۔"وہ بے اختیار بولتی جا رہی تھی۔اور وہ مسکرا کر سنتا جا رہا تھا۔

"اب میرال مزید برداشت نہیں کر پائے گی۔ پلیز خود کو سنبھالنا ہے۔"وہ اپنے کوٹ کے اندر سے اپنا دوپٹا اتار کر اسے کے زخموں سے بہتے خون کو روک رہی تھی۔اور وہ بس مسکرا رہا تھا۔

اس سے کچھ فاصلے پر بنے فارم ہاؤس کے اندر کوئی ینگ سی لڑکی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"یہ تم نے کیا کیا شہوات؟ آخر تم بھول کیوں نہیں جاتیں؟"

عالیہ اب نحیف ہو گئیں تھیں۔ ان کے چہرے پر غصہ تھا۔

"چھوڑیں بوا۔ نشانہ اس کے دل کا لینا تھا۔ بچ گیا کمینہ۔"

وہ مایوسی سے بولی تھی۔ عالیہ نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔ وہ کبھی اسے بتا نہیں سکیں کہ جازم اس کا سگا باپ نہیں تھا۔ کیونکہ یہ اس کا راز تھا۔ چند لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ شہوات جازم کی بیٹی نہیں تھی۔ خود شہوات بھی نہیں۔

مگر شاید زندگی کے کسی موڑ پر وہ اس راز کو بھی جان لے۔ مگر کیا تب وہ اس راز کو سہنے کی ہمت کر پائے گی۔ کیا وہ یقین کرے گی اس بات کا۔

شاید ہاں۔ شاید نہیں۔

"کوئی بات نہیں بوا۔ دشمن کو خبر تو ہو گئی ہو گی کہ کوئی لوٹ آیا ہے۔ کوئی انتقام کے لیے لوٹ آیا ہے۔" وہ کہہ کر دروازہ پار کر گئی تھی۔ اور اس سے کچھ فاصلے پر زمین پر گرا بخت اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر کب تک؟

سب کے سب زندگی کی جنگیں لڑ رہے تھے۔ صفحات ختم ہوئے تھے مگر کہانی نہیں۔

البتہ کہانی کے نئے موڑ کی شروعات ہو چکی تھی۔ ابتداء دو چیزوں سے ہوئی تھی۔

بخت کو گولی لگنے سے اور آیت کے برین ٹیومر سے۔ کیا وہ دونوں اپنی بقا کی جنگ لڑیں گے۔ یا ہار جائیں گے۔ نا جانے اب زندگی کس ڈگر پہ لے جانے والی تھی۔

یہ تو وقت گزرنے کے ساتھ ہی پتہ چلنا تھا۔ اب اگلی جنگ کے منتظر رہنا۔

oooooooooooooooooooooo

(ختم شد)

اگر آپ کا اتفاق اس ناول کو پڑھنے کا ہو گیا ہے تو بتائیں کہ کیسا لگا۔ اس ناول میں بہت کچھ فکشن تھا اور بہت کچھ حقیقت پر مبنی۔ جیسے کہ زارا سفیان کا واقعہ۔ جو کہ زارا قدیر کے واقعے پر مشتمل تھا۔ یہ میرا پہلا یا دوسرا ناول نہیں ہے۔ میں پہلے بھی لکھتی رہی ہوں لیکن کسی ویب سائٹ پر نہیں دے سکی۔ انشاء اللہ جلد ہی وہ ناول بھی یہاں دوں گی مگر ویب سائٹ کے اوپر میرا یہ دوسرا ناول ہے۔ پہلے ناول کو بہت زیادہ پیار دینے پر میں تہہ دل سے آپ سب کی شکر گزار ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس ناول میں میرا پسندیدہ کردار گلفام شاہ تھا۔ اور ناپسندیدہ کردار یاسر مرزا۔

آپ بتائیں کہ آپ کو کونسا کردار پسند آیا اور کونسا نہیں۔ ان میں بہت ساری چیزیں میں نے ارادتاً ادھوری چھوڑ دیں۔ نا جانے کیوں۔ بہت سے چیزیں کے سامنے سوالیہ نشان رہ گیا۔

لوگوں کا اعتراض ہو گا کہ میں نے گلفام کو کیوں مار دیا مگر یہ شروع سے طے تھا۔ کہانی کے کچھ نقطے شروع سے طے تھے۔

(اگر مصنف کسی کردار کو پسندیدہ کہہ دے تو الرٹ ہو جاؤ۔ کچھ گڑبڑ ہے۔)

پڑھیں اور تبصرے کرنا نا بھولیے گا۔

میں تیار ہوں۔

تعریف کے لیے بھی۔

تنقید کے لیے بھی۔

میرے کام میں بہتری کے لیے دعا گو رہیے گا۔

میں منتظر رہوں گی۔ چلیں اب اجازت دیں۔ اللہ حافظ۔

آپ کی شکر گزار۔

ماریہ عارف۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842